



- لوجہ ساز حقیقت یا فساد
- وحال اور تہذیب قیامت
- خدمتِ مطلق الیگ عظیم مساجد
- تحریکِ مسرت کی اہمیت اور نیت
- طلباء کی کامیابی میں استاد کا کردار
- حلالوں کی قسمتی ہے، لباس نہیں
- بے مقصد ہوتے ہیں
- اہمات و خطابت اور تحریکِ مسرت
- پانی پانی کر گئی مجھ کو قسمت کی سی بات
- امام و اعلیٰ حضور دولت السفری علیہ الرحمہ
- ایسی ہی حقیقت ہے جس کی بات

[illegible]

بِإِذْنِ اللَّهِ وَرَحْمَةِ الْإِلَهِ
 طَائِفَةٌ مِمَّنْ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ يَمُرُّونَ
 بِمُطِيقِ الْعَقْلِ قَوْمٌ مِمَّنْ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ
 بِإِذْنِ اللَّهِ وَرَحْمَةِ الْإِلَهِ
 مُحَمَّدٌ خَاتَمُ
 مُحَمَّدٌ خَاتَمُ



شماره نخست
Issue No. 1
Vol. 6

جمہوری دلاوٹی
جمہوری الاخریٰ ۱۳۳۳ھ
جنوری ۲۰۱۲ء

تحریر کا

عشق احمدی (شہار ملک) محمد تمبید خان عری
آئی لہجہ دہا سید ادرسا کازہ پرخس، وطنی دارکینہ

معدات

اہل حکم طاعت اور شعرائے اسلام سے
انہیں اس سے کہ اپنے گھوڑے و مغان و
مخلوقات کی ان پنج یا اڑکھ قابل رسالہ
کی اہل میل آملی ہوئی ہوگی سمجھتے ہیں۔

نوٹ

فلکیات کی سہ ماہی سے متعلق کسی بھی صورت
کی شہادت یا معلومات کے لئے سچ ۹
تنگے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر
9259089193 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

1999

میں بھی طرح کی جانور کی پوارہ یعنی صرف
پتھر کی شریف کے کھوٹ میں قائم
میراثت ہوئی، انھوں نے انکار اور ان کی
تہ اسے ادارہ کے متعلق ضروری نہیں۔

قیمت فی ٹن: ۵۵ روپے

مالدار ۳۰ روپے ساوہ ڈالک سے

۵۵ روپے، ۵۵ روپے، ۵۵ روپے

اسماء کی شہریت کا مسئلہ

امریکی اور روسی محرمات لکے ۵۰ سہ ہجری کا الم

Contact Address

MAHNAH SUNNI DUNIYA
82-Sowdagran, Dargah Aalehazrat
Mazilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Lima/IL

sunniduniya@aolcahazrat.com
moshterforuqi@gmail.com
atigahmad@aolcahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aolcahazrat.com
www.dajamiaterraza.ac.in

2000

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
برجلی شریف پین نمبر ۳۰۳ ۱۷۴۳

ایڈیٹر، پبلشر اور پرنٹر مولانا محمد سعید خان کاظمی دہلی نے قاضیوں کے فیصلوں پر غور کیا ہے۔ ان کی رائے سے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Falza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewellers, Hamidi Complex, Gali Wazir Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharief (U.P.)

اس شمارے میں

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	کالم
5	عبدالرحیم اشتر فاروقی	لوہبہ اور حقیقت یا فسانہ	اداریہ
5	مولانا محمد طفیل احمد مصباحی	خدمت منطبق ایک عظیم عبادت	اسلامیات
13	مفتی محمد اسلم رضا شیوانی	وہابیال اور مشرب قیامت	●
22	مولانا محمد ہاشم اعظمی مصباحی	شعبہ طہریقت کی اہمیت و امتدادیت	●
25	محسن رضا خیابانی	طلبہ کی کامیابی میں استاد کا کردار	●
26	مولانا عثمان مصطفیٰ رحیمی	مستلزم فہمیستی ہے سب اس میں	●
28	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	ایمان رکھنا اور تفسیر	فتویٰ و نظر
30	مولانا محمد شاہد رضا مصباحی	بے مقصد ہوتے جلے	●
31	مولانا محمد انصار احمد مصباحی	امامت و خطابت اور عصری عنوانات	احوال قوم و ملت
34	احمد رضا عارف خمسی	پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی سی بات	●
34	علامہ سید اولاد رسول متدی	تاجدار ولایت اور حسیائے دین	اسلاف و اخلاف
35	مولانا محمد حسین رضا متدی	امام واسطی حضور دعوت الصغریٰ علیہ الرحمہ	●
35	ایک کوئٹہ پیر سی فیورسٹ	ایلیوسینائی ایجنڈہ اور بے بس انسانیت	احوال عالم
39	علامہ سید اولاد رسول متدی	آمد رسول خلیفۃ المسیح	انوار مصطفیٰ
41	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	ملفوظات تاج الشریعہ	ملفوظات
45	مولانا فریدی، علامہ قدسی	شعر کی آنکھ سے کروڑوں نظام کا، آیات کی تفسیر میں محبوب الہی	منظومات
48	قاری محمد احسان اختر رضوی	پچھلے محال کھٹو میں جانشین تاج الشریعہ کا شاندار استقبال	غیر و خبر
48	علامہ ملک الفکر ہسرامی	تحفظ ناموس رسالت کے علمبردار علامہ خادم حسین رضوی	●

امام احمد رضا نمبر

امام اہل سنت کی حیات و خدمات پر ایک دستاویزی شمارہ جس کو آپ صرف ۲۰۰ روپے ادارہ کو بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

کچھ محمد عسید الدین نشرہ روتی

لوجہاد! حقیقت یا فسانہ

یہ کالج نہیں ہو سکتا۔

ذرا غور کریں کہ جس مذہب نے اپنے ماننے والوں کے درمیان بھی شادی کے لئے لڑکی والوں کی عزت و عظمت کا اس قدر پاس و لحاظ رکھا ہو، وہ کسی دوسرے مذہب والوں کی لڑکی سے شادی کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں "لوجہاد" جیسا کوئی بھی تصور نہیں، یہ محض اسلام مخالف انتہاپسند تنظیموں کی نفرت بھری اذیت کی پیداوار ہے جس کا مقصد ملک میں آکسی بھائی چارہ کی خوشگوار فضا کو زہر آلود کرنا ہے، یہ ایک سیاسی ہتھکنڈا ہے جس کا استعمال ملک میں نفرت کی آگ بھڑکا کر اپنی سیاسی روتی سینکنے کے لئے کیا جارہا ہے، اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

وطن عزیز اس وقت معاشی و اقتصادی بحران، مہنگائی اور بے روزگاری کی مار کسانوں کی خودکشی اور گورناؤ کا شکار ہے، ملک کو اس مشکل دور سے نکالنے کے بجائے پی جے پی کی مرکزی اور صوبائی حکومتیں "لوجہاد" پر قانون بنانے میں لگی ہوئی ہیں، ویسے تو اسلام مخالف طاقتیں "لوجہاد" کا شور شراب کافی دنوں سے کر رہی ہیں لیکن حالیہ دنوں میں ہریانہ کی "تکھٹا" کا معاملہ سامنے آنے کے بعد جس طرح "لوجہاد" کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور اتر پردیش سمیت بھارت کی زیر حکومت کئی ریاستوں میں "لوجہاد" کے خلاف قانون بنادئے گئے یا رہائے جارہے ہیں، اس سے ایک عام آدمی کے ذہن و دماغ میں یہ شک و شبہ ضرور پیدا ہوگا کہ کیا واقعی اسلام میں "لوجہاد" کا کوئی تصور موجود ہے جس سے متاثر ہو کر مسلم لڑکے غیر مسلم لڑکیوں سے محبت کا جھانسا سہ سے کر اپنا نام بدل کر شادی کریں پھر انہیں اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں۔

اب آئیے یہ بھی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا اسلامی

آ کر ایس ایس، و شوہندو پریشد اور ان کے بطن سے جنم لینے والی بی بی ہے یا کہ اسلام اور مسلم دشمنی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، آئے دن ہندو جاگرن مچے، ہندو مہاسبھا، بھرتگ ول اور ہندو یوواواہنی جیسی ان کی قلمی انتہاپسند تنظیمیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کرتی رہتی ہیں، اس کے لئے اگر انہیں کوئی چھوٹی سی بھی وجہ مل جائے تو پھر کیا کہنے انہیں تو یہ کوئی بھی من گڑھت کہانی بنا لیتی ہیں اور مسلمانوں کے خلاف اپنی اشتعال انگیزی کے ذریعہ ملک کی پرامن فضا کو مسموم کرنے کی مذموم کوشش میں لگ جاتی ہیں۔

اسی طرح آج کل مسلموں کو نارگیت کرنے کے لئے مذکورہ فرقہ پرست تنظیموں نے "لوجہاد" کی ایک مصنوعی اور اختراعی اصطلاح ایجاد کر لی ہے، جیسے وہ اس "مسلم لڑکے" پر چسپاں کرتے ہیں جو کسی "ہندو لڑکی" سے شادی کرتا ہے، حالانکہ ایسا کرنے والا لڑکا "جہاد" تو بڑی بات اس پہلے کلمے کا معنی بھی شاید دباؤ دینی جانتا ہوگا، کیوں کہ "جہاد" کو سمجھنے والا لڑکا کسی دوسرے مذہب کی لڑکی سے شادی کریں نہیں سکتا، ایسی کسی بھی شادی کو اسلام تسلیم نہیں کرتا جو الگ الگ مذہب کے ماننے والے مرد و عورت کے درمیان واقع ہو۔

اسلام میں نکاح یا شادی کے لئے بڑے واضح ہدایات موجود ہیں، جن میں یہ بات قابل ذکر اور اہمیت کی حامل ہے کہ نکاح کرنے والے مسلمان مرد و عورت کے درمیان اگر "کفالت" کا فقدان ہے تو یہ نکاح نہیں ہو سکتا، یعنی مذہب و ملت کے بعد حسب و نسب، مال و دولت، حقوق و طہارت میں لڑکا لڑکی والوں کے ہم پلہ ہوا، اگر لڑکا ان میں سے کسی بھی اعتبار سے ایسا ہے جس سے لڑکی والے شرم و حار اور متک و ذلت محسوس کرتے ہوں تو

نے مسلم لڑکوں کو ایسا کرنے کے لئے لاکھوں روپے انعام کا لالچ دیا؟ ہمارا چیلنج ہے کہ قرمت پرستوں کا کوئی بھی مافی کالال قیامت تک یہ ثابت ہی نہیں کر سکتا۔

واضح ہو کہ جب بھی کوئی مسلم لڑکے اور ہندو لڑکی کی شادی کا معاملہ سامنے آتا ہے فوراً کسی مرد اور پر شوٹ پڑنے والے مجرموں کی طرح فرقہ پرست تنظیموں کا ہجوم اکٹھا ہوجاتا ہے اور سارے قعدے قانون ہالائے طاق رکھ کر پولیس کے سامنے لڑکے اور لڑکی کو ڈرانا دھمکانا یہاں تک کہ مارنا پیٹنا بھی شروع کر دیا جاتا ہے اور پولیس کسی نوکر کی طرح ان کی جی حضوری کرتی نظر آتی ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی لڑکی مسلم اور لڑکا ہندو ہو تو مسلم تنظیموں کا پتہ ہوتا ہے نہ لڑکی کے اہل محلہ کا بے چارے والدین اور بھائی بہن چھانے کا رخ کرتے بھی ہیں تو ڈر سے سب سے، اس وقت فرقہ پرست عقیدوں کے سامنے جھکی جاتی نظر آنے والی یہی پولیس "شیر بہر" بن جاتی ہے اور کوئی کارروائی کرنے کے بجائے انھیں بھڑکی بھڑکی گالیاں دے کر چھانے سے باہر کر دیتی ہے اور زیادہ بات کرنے پر "اندز" کر دینے کی دھمکی بھی دے دیتی ہے۔

مسلم تنظیموں کا کسی مسلم لڑکے اور ہندو لڑکی کی حمایت یا کسی مسلم لڑکی اور ہندو لڑکے کی مخالفت میں کھڑا نہ ہونا اس بات کا حجتاً جائز ثبوت ہے کہ ان کی یہ حرکت ان کا اپنا ذاتی عمل ہے، اس کا اسلام اور مسلمانوں سے درودرد کا کوئی واسطہ نہیں، ایسے معاملوں میں اگر کسی قسم کا کوئی دھوکہ اور دوزخ پرستی بھی نظر آئے تو اس کے لئے انھیں قانون سزا دے گا کہ یہ بھگتوں کو ہاری عقیدے؟ اور نہ ہی اس سے کسی کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ "لو جہاد، لو جہاد" چلا کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرے۔

تصویر کا پھلار رخ

"لو جہاد" جیسے فرقہ وارانہ اور متعصبانہ پروپیگنڈے کے سانچ کے ساتھ ساتھ جوڈیشری کو بھی متاثر کر دیا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ کبیر الہ سے ملے کر راجستھان تک کورٹ نے عجیب و غریب فیصلے کئے ہیں، کبیر الہ کی ۲۳ سالہ "اکھلا جھانے" بقیہ ص ۵۴ پر

نقطہ نظر سے کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا جاسکتا ہے؟ اس سلسلے میں قرآن پاک صاف غفلوں میں یہ اعلان فرما رہا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" یعنی اسلام میں کوئی زبردستی نہیں، اس آیت کریمہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اسلام قبول کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، رہی بات کسی کو دھوکہ دے کر شادی کرنے کی اتنا دھوکہ دے کر کوئی مسلم لڑکا کسی مسلم لڑکی سے بھی شادی نہیں کر سکتا، ایسے میں کسی دوسرے مذہب کی لڑکی کے ساتھ دھوکہ بازی سے شادی کا جواز ہی نہیں پیدا ہوتا، مزید یہ کہ اگر کوئی مسلم لڑکا خود کو ہندو بنا کر ہندو لڑکی سے یا عیسائی بنا کر عیسائی لڑکی سے یا سکھ بنا کر سکھ لڑکی سے یا کسی اور دھرم کی لڑکی سے شادی کرتا ہے تو یہ شادی سرے سے ہوگی ہی نہیں، لہذا اس لڑکے کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا کہ وہ خود کو ہندو یا عیسائی یا سکھ بنا کر اسلام سے خارج ہو گیا۔

یہ لکھی مختصر خیر بات ہے کہ "لو جہاد، لو جہاد" وہ چٹار ہے ہیں جو سرعام اپنے استیجوں سے مسلم لڑکیوں کو چھانسنے کا اعلان کر رہے ہیں، ہندو لڑکوں کو چھ میسے ہیں، ۲۱۰۰ مسلم لڑکیوں کو درغلا کر شادی کرنے کا ٹارگٹ دے رہے ہیں اور ایسا کرنے والے "فسادیوں" کو دو دو لاکھ روپے کے نقد انعام اور قانونی مدد فراہم کرنے کی پیش کش کر رہے ہیں، یہ کیسی دغلی پالیسی ہے کہ ایک طرف جہاں "لو جہاد" کا کوئی تصور بھی نہیں، وہاں تو اس عمل کو "لو جہاد" قرار دیا جا رہا ہے اور جہاں سرعام "لو جہاد" کے ارتکاب کی ترغیب دی جا رہی ہے اس کے لئے ہندو لڑکوں کو اکسا یا جا رہا ہے وہاں ان فرقہ پرستوں کی زبان کو تقوہ مار دیتا ہے۔ ج

جنوں کا ہم خرد رکھ دیا خرد کا نام حسبنوں

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس لئے ہمیں "لو" کو "جہاد" سے جوڑنے پر سخت اعتراض ہے، ہم اس کی سخت مخالفت اور مذمت کرتے ہیں، لو جہاد، لو جہاد چلانے والے یہ فرقہ پرست ثابت کریں کہ یہ لفظ انھوں نے کہاں سے لیا اور کیوں استعمال کیا؟ کس مولوی یا کس مسلم سنے ان کی طرح سرعام اس کا اعلان کیا یا ایسی بات بھی کی؟ اور کس

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ. قُلْنَا لِمَنْ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَهْلِ الْإِسْلَامِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ -

(صحیح مسلم، باب الدین النصیحتہ، ج ۱، ص ۱۰۰، مجلس برکات، مبارک پور)
یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ (یعنی نصیحت اور خیر خواہی اعمال و دین میں سے افضل ترین عمل ہے) صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ نصیحت اور خیر خواہی کس کے حق میں کرنی چاہیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، ائمہ مسلمین کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت روشن کی طرح عیاں ہے کہ دین اسلام فقط چند عبادات و مراسم یا اذکار یا وظائف کا نام نہیں، بلکہ بندوں کے حقوق کے رعایت کرنا، ان کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور عامۃ المسلمین کی بھلائی کے لیے فکری و عملی راہنیاں ہونا کرنا، یہ تمام چیزیں "نصیحت یا خیر خواہی" کے زمرے میں آتی ہیں۔

حدیث "الدین النصیحة" کی توضیح و تشریح

محدثین کرام نے حضرت تہیم داری سے مروی مذکورہ حدیث "الدین النصیحة" کی توضیح و تشریح ان الفاظ میں کی ہے:

اللہ تعالیٰ کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان لائے، اللہ کی وحدانیت و حاکمیت کا اعتقاد رکھے، اس کی ذات و صفات میں کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرائے، اس کی عبادت اخلاص و شہادت کے ساتھ کرے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت و فرماں برداری خلوص کے ساتھ انجام دے، اس کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف کرے اور اس کا شکر ادا کرے اور اس کے نیک بندوں سے محبت کرے اور فساق و فجار سے دور و غور رہے۔

اللہ کی کتاب کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا عقیدہ رکھے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی

ہے، اس میں جو کچھ لکھا ہے، اسے سمجھے اور اس پر ہر حال میں عمل کرے، تجوید و ترتیل اور غور و فکر کے ساتھ اس کی تلاوت کرے اور اس کی تعظیم و تکریم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور اس کے آخری نبی ہیں، ان کی نبوت پر ایمان لائے اور انہیں افضل الانبیاء تسلیم کرے، آپ اللہ عز و جل کی طرف سے جو پیغام لے کر آئے اور جن احکام کی تعلیم دی، ان کو قبول کرے اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کرے، ان کو اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز رکھے، ان کے اہل بیت اور ان کے آل و اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے اور ان کی سنت پر عمل کرے۔

مسلمانوں کے اماموں کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلامی حکومت کی سربراہی کر رہا ہو، اس کے ساتھ وفاداری کا معاملہ کرے، خلفائے عظام اور ائمہ مسلمین کے احکام و قوانین کے پاس داری کرے اور ان کی خلاف ورزی کر کے حکومت میں کے نظم و نسق میں خلل نہ ڈالے، اچھی باتوں میں ان کی پیروی کرے اور بری باتوں میں ان کی اطاعت سے اجتناب برتے، امام المسلمین اگر اسلام اور اپنی رعایا کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت و کوتاہی کرے تو ان کو مناسب اور جائز طریقوں سے متنبہ کرے اور ان کے خلاف پرہیز و بغاوت بلند نہ کرے اور عام مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کی دینی و دنیاوی فوہ و فلاح کے لیے کوشاں رہے۔ ان کو دین کی تبلیغ کرے۔ ان کو اس راست پر چلنے کی تلقین کرے جس میں ان کی بھلائی ہو اور ان کو کسی بھی طرح نقصان پہنچانے کی بجائے نفع پہنچانے کی سہلی کرے۔ ان کی سلامتی کے لیے کوشاں رہے۔ ان کے ساتھ محبت و اُلفت اور خیر و دوستی کا معاملہ کرے اور حسن اخلاق کا پرتاؤ کرے۔ نیز جہاں تک ہو سکے ان کی مدد و اور تعاون کرے، و غرض کہ جلیب منافع اور دفع مفاسد کے لیے کی گئی ہر قسم کی فکر و عملی کوششیں اُصح

خدمت خلق سے نفس سرکش ہو جاتا ہے اور بڑائی کا کھنڈہ مارنے سے نکل جاتا ہے۔ تواضع اور عاجزی آ جاتی ہے۔ اچھے اخلاق، تہذیب اور آداب آ جاتے ہیں۔ یہ سنت اور ظرفیت کے علوم سکھاتی ہے۔ نفس کی گرائی اور ظلمت دور ہو کر روح سبک اور لطیف ہو جاتی ہے۔ آدمی کا ظاہر و باطن صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ یہ

سب فائدے خدمت ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا: خدا تک پہنچنے کے لیے کتنے راستے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ موجودات عالم کا ہر ذرہ خدا تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔ مگر خلق خدا کو راحت اور آرام پہنچانے سے بہتر اور نزدیک تر کوئی راستہ نہیں ہے اور ہم تو اسی راستے پر چل کر اس منزل پر پہنچے ہیں اور اپنے مریدوں کو بھی اسی کی وصیت کرتے ہیں۔ گروہ صوفیہ کے اور اودھانف اور عبادتیں اتنی ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتیں، مگر خدمت خلق سے افضل اور مفید تر کوئی عبادت نہیں ہے، چنانچہ حضرت بنو عمر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: ای صدقۃ افضل اقل قال: خدمۃ عید فی سبیل اللہ او ظل فسطاس او طروقۃ لعل فی سبیل اللہ (یعنی کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں بندے کی خدمت کرنا یا سایہ کی غرض سے راستے میں شامیالے لگانا، نیچے نصب کرنا یا راہِ خدا میں اونٹ یا کشتی دینا) اور دوسری جگہ ارشاد ہوا: الساعی علی الارملۃ والمساکین کالمجاهد فی سبیل اللہ فی سبیل اللہ او کالذی یصور العہار ویقوم اللیل، (بیوہ عورت کے کام آنا اور مسکینوں کی خدمت کرنا، راہِ خدا میں مجاہد کے جہاد کرنے یا قائم اللیل و ساعی النہار جیسا ہے۔

(کتب اسلام، مدنی کتب، ص ۱۳۹ / ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲

دیا کا ظہور ہوا اور اس برق رفتاری سے پھیلا کہ چند ہی مہینوں کے بعد ایک عالمی وبا کا روپ دھار لیا اور عالمی ادارہ صحت (WHO) نے اسے ایک مہلک عالم گیر وبا قرار دے دیا۔ مارچ ۲۰۲۰ء تک ۱۹۰ ممالک کے مختلف خطوں میں اس وبا کے پانچ لاکھ انچاس ہزار سے زائد متاثرین کی اطلاع سامنے آچکی ہے اور اب تک اس مرض نے ہزاروں انسانوں کی جان لے لی ہے، کورونا وائرس نے چین، اٹلی اور امریکہ میں کچھ زیادہ کی تباہی مچائی ہے، الامان والحفیظ!

لی بی سی اردو میگزین کے مطابق دنیا بھر میں کورونا وائرس کے باعث بڑھتی اموات کے دوران عالمی ادارہ خوارک نے متنبہ کیا ہے کہ دنیا کو "بھوک مری کی عالمی وبا" کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور رواں برس (۲۰۲۰ء) خوارک کی قلت کے شکار افراد کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ عالمی ادارہ خوارک کے مطابق سال ۲۰۱۹ء کے اختتام پر دنیا بھر میں ساڑھے تیرہ کروڑ افراد کو شدید بھوک کا سامنا تھا اور اب چوں کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں لاک ڈاؤن قائم ہے تو یہ تعداد رواں برس بڑھ کر ساڑھے ۲۶ کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ عالمی ادارہ خوارک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈیوڈ بیلنے نے کہا ہے کہ: کورونا وائرس جیسی تباہ کن بیماری کے وجود میں آنے کے سبب دوسری جنگ عظیم کے بعد سال ۲۰۲۰ء ایسا سال ہو گا جس میں دنیا کو بدترین انسانیت موثر بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

عرصہ حیات تنگ کر دینے والے کورونا وائرس اور لاک ڈاؤن کے ان دشوار ترین ایام میں مسلمان سخت پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ دیگر برادرانہ وطن کے ساتھ وہ بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ ملازمت اور مزدوری کر کے روزی روٹی کمانے والے آج بھوک مری اور لافاق کشی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں معمول طبقہ اور ارباب خیر حضرات کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کریں اور جہاں تک ہو سکے ان کی مصیبتوں کازالہ کریں، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس کا بہتر اجر و صلہ عطا فرمائے گا۔

عن عمرو بن حزم رضى الله عنه يحدف عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قَامَيْن مُلَوِّمِينَ يُغْزِي أَحَاةَ بِمُصِيبَتِهِ إِلَّا كُنَا اللَّهُ شُجَاةً يَوْمَ حُلِّ الْكُزَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابن ماجہ، کتاب المجاہدین: ۵۱۱، حدیث نمبر ۱۶۱۱، دار احیاء کتاب العربیہ، بیروت)

یعنی: نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مسلمان اپنے بھائی کی مصیبت دور کرے گا، اللہ جل سبحان کل قیامت کے دن اسے گرامت (شرف و بزرگی) کا لباس پہنائے گا۔

مقام مسرت والہینان ہے کہ آج کے "کورونا زدہ ماحول" اور لاک ڈاؤن کے ایام میں مختلف فلاحی تنظیمیں اپنے اپنے علاقے میں مختلف طریقوں سے غریبوں، مزدوروں اور مصیبت زدہ افراد کا تعاون کر رہی ہیں۔

اسی طرح ارباب سیاست اور اہل خیر حضرات انفرادی طور پر سماجی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور حسب توفیق و استطاعت ضرورت مندوں کو اشیائے خورد و نوش اور نقد رقم بھی مہیا کر رہے ہیں، جس سے کچھ حد تک غریبوں کو راحت ملی ہے۔ لیکن آج بھی ایسے ہزاروں لاکھوں غریب خاندان موجود ہیں جو معاشی اعتبار سے پریشان حال ہیں۔ بھوک مری اور فاقے کے دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ بچارے دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں اور امرا و اغنیاء کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ غرض کہ آج پوری دنیائے انسانیت کے سروں پر مصیبت کے بادل منڈلا رہے ہیں اور ہمارا ملک سمیت دنیا کے بیشتر سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ غریب عوام مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، کورونا وائرس جیسی عالمی وبا اور لاک ڈاؤن کا ختم ہو جانا مسئلے کا فوری حل نہیں ہے، اس دیا لے وطن عزیز ہندوستان سمیت عالمی مصیبت کی کمر توڑ دی ہے۔

ماہرین اقتصادیات کا کہنا ہے کہ اس لاک ڈاؤن کے سبب ہمارا ملک پندرہ برس پیچھے چلا گیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، بڑی بڑی کمپنیاں اور کارخانے ابھی سے مزدوروں کی

گر شجرہ ربیعہ پڑھ جائے تو ظاہر عباد میں مگر دعا صورت میں بھی پڑھ کر پڑھا جائے کیونکہ شجرہ ربیعہ ہوتا ہے جس کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ اول مشائخ طریقت کی ارواح کو جس قدر تلاوت قرآن و اوافل یا ختم بکورہ بر جگاہ مسند پڑھنے کی توفیق میسر آئے پڑھ کر ایصال ثواب یا جانے اس کے بعد پورا توجہ اور مشغول و حضور کے ساتھ مثل مسند رایت پڑھنے کی نام سے اسے کہ حضور کریم ﷺ کے و مہم مہم سبب یہ بحسب تفاوت مراتب حضور کریم ﷺ کا نام سبب سے شروع کر کے پڑھنے کی نام سے کہ نام تک حمد اسماء رنگان مسند کو حضور قلب دیاں سے اور سریں تاکہ دل سے تو اس سے الہ اکابرین طریقت کے روحانی فیضان سے مستفاد ہو جس کا حاصل علائق بیوی سے قلب کا قطع اور صبرت جس جل شانہ کی طرف قلب کی شمش اور جہر ہوتا ہے جو طریقت کے ہم مطلوبات میں سے ہے۔



عن ۲۹۹ کا بقیہ

احمد اس حیا و صبح رشک یا جو رشک وہ ناہو اس سے صاحب معلوم ہوتا ہے اہت میں عبرت کے کی معنی "تے ہیں اور یہ سند کے معنی میں جملہ معنی نہیں ہے اس کا مطلب حیا و حسد دونوں کے آتے ہیں۔

لہذا ہم لفظ حسد کی جگہ حیا کا لفظ استعمال کر سکتے تھے جب تم سے کہا تھا یہ آخری حمد یعنی طور پر حسد کی وجہ سے تھا ان کے شوہر کے لیے جو اللہ کے سوا ہیں اور ان کی ملازمت میں تھا خاص طور پر جبکہ اس مقصود کا لفظی تنہا طریق اور حدیث شریف کے لحاظ سے وضع ہے جس میں حضرت عائشہ بیباں درمائی ہیں "سنتی" میں حیا محسوس کرتی تھی اور اگر تمہیں حضرت عائشہ درامادہ ہو اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا تصور کیاں ہوتا تو تم اپنے خور و خور سے معصوم کے گاہ پر سہنے تھے۔

جاری ۱۱۱

حسین علیہ السلام

پہلی اور عمدہ تعداد کہ سے کا عندیہ ظہر رو ہے میں جس کے سبب بالحدود مرور ہوں تو کو کرن سے پھر پھر ہوں اور ہزاروں کارنگوں کو سہل دو سال تک سپرد و گارن کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کا دلی میرے کھوکھری اور قیود سانی ہوگا۔ اس سے ملک کے اہل خیر حضرت سے پہلی ہے کہ وہ صرف اس وقت تک یہ خدمت میں اور عداوت و تعادب کو محدود نہ رکھیں بلکہ مجموعی صبر سے جب تک حالات معیوب پر نہ آجائیں وہ خدمت خلق کو عظیم عبادت سمجھ کر انجام دیں اور اللہ تعالیٰ سے جو ثواب کے حق و رہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے سپرے میں خدمت خلق کا جہ پیکر عطا فرمائے اور ہماری خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔



عن ۲۹۹ کا بقیہ

حضور رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے عطا ہوں۔ برج بدرجہ ہیں اس عظام کے توسل سے وہ بھی مستفیض و مسعد ہوتے ہیں۔ ایک ہر شجرہ شریف کی حاکمیت ہے کہ مانند زنجیر کے اس کے ایک سر سے کی حرکت دوسرے سر سے تک پہنچتی ہے شجرہ شریف سے پڑھنے سے بھی پڑھنے سے منع ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمہ صبرت کی توجہ باطنی شامل میں ہو جاتی ہے۔ مسند کے ہر رنگ کو نام نہاں یا کرے سے ہر ایک ظاہری و باطنی مشکل و مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔ ان صبرت کو وسیلہ و واسطہ گردانے سے جو مراد یا دعا مانگی جاتی ہے قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

یاد شجرہ شریف پڑھنے کی برکت سے دس روشن اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ طبیعت میں دوق و شوق و تاریکی رہتی ہے، یہاں کو قوت پہنچتی ہے و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ ہر رنگ کی ارواح طیبہ مسجود ہوتی ہیں، روتی، عمر اور میں برکت و اعمالی صاف میں ترقی ہوتی ہے، بلا و مصیبت سے نجات دونوں ظاہر و باطنی پہنچ لے صیب ہوئی ہے۔

شجرہ پڑھنے کا بہتر وقت جمعہ کی صبح اور کر کے بعد ہے۔

عن ۲۹۹ کا بقیہ

نذر مئی محمد احمد رضا شیون

دجال اور قرب قیامت

جہاں کی وجہ تسمیہ

نعت کے صہر سے رجاں کا ماز و جل ہے جس کا معنی ہے شیطانی چالوں سے دوسروں کو اٹھانے میں۔ حقیقت کو چھپا کر، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرتے ہوئے، چونکہ رجاں میں یہ سب عیوب مہجور ہیں، لہذا رجاں سے دجاں کہتے ہیں۔ اصطلاح قرآن میں رجاں سے مراد وہ جھوٹا مسیح (ع) ہے، جو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشان ہے اور آخر میں اسے ملک ظاہر ہوگا۔ حدیثی کا جھوٹا ہونے کا۔

اصح یہ ہے کہ دجاں کے نام کے ساتھ حقیقت "مسیح" معنی اسم مفعول ہے، یعنی مسوئے عین "یہ آنکھ کا کانا" جبکہ حضرت سیدنا مسیحی روح القدس کا لقب مسیح معنی کامل ہے یعنی۔ امت کے لیے چھوٹے و بڑے، جھوٹے مردوں کو مدد اور تیار کر کے چھوٹے و بڑے، لہذا با اسم کوئی تعداد میں نہیں۔ ۱۲۰ دجاں کا نظریہ

جہاں ایک لایوں کا مزم ہے، پست قدم اور عظیم ہڈی (یعنی بہت موٹا) سر، رنگت کا لک، ایک آنکھ سے کانا، ٹھنکریا سے بالوں والا ہے۔ ۳

حضرت سیدنا عیساٰ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم سے شام کو ملاقات ہوئی، قَدْ خَدَّ شُكْرُ عَيْنٍ نَدَجَالٍ عَقْلٌ خَشِيعٌ أَنْ لَا تَعْقِلُوا إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ أَفْخَجٌ جَعْدٌ غَوٌّ مَقْلُوبٌ مَعْرِيٌّ، يَنْسُ بَنَاتِئَهُ وَلَا تَحْزَنُ فَيَنْ أَلْبَسَ عَلَيْكُمْ خَدَعَتَهُ أَنْ رَجُلٌ يَنْسُ بِأَعْوَرٍ (۱) میں سے ہمیں دجاں سے متعلق تنبیہیں بتا دی ہیں، کہ ہمہ جہت عقل میں نہ مارے کا غدار الحق ہونے کا ہے۔ یقیناً دجاں پست قامت و بیز مے بالوں والا

ٹھنکریا سے بالوں والا، ایک آنکھ کا سپاٹ ہے، وہ آنکھ نہ بروی ہوئی ہے اور نہ جھنکی ہوگی، مگر تم پر اشتباہ ہو تو حد تک دجاں کا کانا کہ ہے " (جہاں کانا ہے)

ایک اور مقام پر حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِقُ عَيْنًا كَذِبًا إِنَّ اللَّهَ يُنْصِتُ بِأَعْوَرٍ وَأَشْهَرُ بَصِيرَةٍ إِيَّاهِ عَيْنِيهِ وَإِنْ مَسِيحٌ بَدَّحَالٍ أَغْوَرُ الْعَيْنِ يُبْغِي كُنَانٍ عَلَيْهِ يَفْتَنُ صَافِيَةً (۱۵) اللہ تعالیٰ سے چھپے ہوئے نہیں، اللہ کانا نہیں اور مسیح دجال کی آنکھ سے کانا ہے، اس کی آنکھ تو بھرے ہوئے گھوڑی ماہی ہے۔

علیہ السلام مئی احمد یار خان مئی، اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "اس کو دجاں سے حیرت انگیز کر دیتے ہیں" یہ حدیث صحیحہ میں اس سے بعد ہوئی ہے، لہذا اس کی اپنی کالی آنکھ ہے، وہ اپنے آپ کو کھانا، اسے سیکھ گا۔ دجاں کی ایک آنکھ کی بھی ہوگی اور دیر و نگورن طرح صریح ہوئی بھی، جو ہر شخص کو نظر آئے گی، وہ اپنے سر عیب کو دور رکھے گا" (۱۶)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک روایت کے مطابق "جہاں کی آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی، یعنی نہ بھرنے والی نہ، جھنکی ہوگی، جبکہ دوسری روایت میں "نگورن کی طرح بھری ہوئی" فرمایا، مئی احمد یار خان مئی "مراقاة المناجیح" کے حوالے سے دونوں روایتوں میں تطبیق یوں فرماتے ہیں کہ "جہاں کی ایک آنکھ تو ہوگی ہی نہیں، وہ حدیث کے پیچھے کی طرح صاف ہوگا، دوسری آنکھ کالی ہوگی، بھرے ہوئے نگورن کی طرح یا اس کی ایک آنکھ مٹی صاف

آئے گا اور شہنشاہ اس کا طعنہ دے گا اور پائے گا اس کا
اندر دجاں مدیر طبع میں آتا ہے اور یہی طاعون
حضرت سیدنا بکرہ سے روایت ہے یہی "میر طبع" ہے
سے رشاد فرمایا لَا يَدْخُلُ مَدِينَةَ رَعْبِ الْمَسِيحِ
النَّجَالِ لَمْ يَوْفَوْا سَمْعَهُمْ نَبِيٍّ عَلَى كُلِّ نَابٍ
قَدْ كَانُوا (۳۰۱) مسیح دجاں کا رعب درپردہ مدیرہ منہ میں
اصل نہیں ہوئے گا اس دن مدیرہ شریف کے رت
اور رہے ہوں گے اور ہر دور سے پر دہ مٹے بطور محافظ
موج رہیں گے۔

یہ در مقام پر حضرت سیدنا اس کی مائیک سے
روایت ہے: رسولِ کرم ﷺ سے رشاد فرمایا یحییٰ
النَّجَالِ حَتَّى يَلْبَسَ فِي نَاجِيَةِ مَدِينَةِ لَمْ تَزَلْ
النَّبِيَّةُ قُلَاتِ رَجَفَتْ فَيُفْرَخُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ
وَمُنَافِقٍ (۱۳) دجاں مدیرہ منہ سے یہ کہتا رہے کہ
کا پھر مدیرہ منہ میں رہے (دوسرے کے سبب) رہے گا
جس کے سبب مارے گا اور منافق لوگ، یہاں سے نکل کر
دجاں کے پاس پہنچ جائیں گے
فتنہ دجاں سے بھاؤ کے طریقے

فتنہ دجاں کی شدت اور غلبہ اس قدر ہوگا کہ مسلمان
کے پاس اس سے ڈر بھاگتے کے سو کوئی چار نہیں ہوگا اس
کے شبہات کا اثر اس قدر قوی ہوگا کہ مضبوط سے مضبوط ایمان
والا بھی ٹوٹ کر جائے گا حضرت سیدنا عمر بن حصیل سے
روایت ہے: رسول اللہ ﷺ سے رشاد فرمایا مَنْ سَمِعَ
بِالنَّجَالِ فَمِمَّا عَنْهُ قَوْلُهُ لَا تَزَجُّنِ نَبِيٍّ يَدِيهِ وَهُوَ
يُحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ حَتَّى يَبْهَتَ بِهِ مِنْ شِدَّةِ
أَوْبِهِ يَفْقَهُ بِهِ مِنْ شِدَّةِ بَيِّنَاتِ (۳۲) جو شخص دجاں سے
متعلق ہے، سو چاہے کہ اس سے ڈر بھاگے، کیونکہ جو اس سے
پاس نہ دے گا، چہ چنے آپ کو نہیں سمجھتا ہو، وہی اس سے
جیسے چل پڑے گا، مگر دجاں سے اسے اسے اسے شکوک
و شبہات ہیں چہ ایسے خطرناک ہوں گے، نہ آدمی سمجھتا جائے۔

دجاں کے فتنے سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی آیات
حضرت سیدنا تائوس بن معمر سے روایت ہے: مصطفیٰ
جانب رحمت ﷺ سے دجاں کا "کے" ہے اور
فرمایا لَا تَخْرُجُوا مِنْكُمْ قَدْ كُنَّا نَحْبِبُهُ كَوْنَكُمْ قَوْمٌ
يَخْرُجُونَ وَنَسْتُ فِيمَكُمْ قَامُوا وَجَمِيعٌ تَحْسِبُوهُ لَوْلَا تَحْسِبُوهُ
عَلَى كُلِّ مُسِيرٍ لَمْ يَنْزَلْ كَهْفَكُمْ فَيَقْرَأُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ
سُورَةَ الْكَهْفِ فَإِنَّكُمْ جَوَارِكُهُ مِنْ يَتَبَتَّ (۳۳) اگر
دجاں نکلا، اور تمہارے درمیان موجود رہا، تو تم سے پہلے میں
اس پر دلیل قائم کر کے صبح پائے گا اور گروہ لکھے درمیان میں
موجود رہا ہوں تو ہر شخص ہی طرف سے دلیل قائم کر کے طلب
پائے اور میرے بعد بھی اللہ ہر مسلمان کا امان اور پشت ہے۔ تو
ختم میں سے جو سے پائے اس پر "سورہ کہف" کی بتوں
بابت تلاوت کرے یہ اللہ اس کے فتنے کا بچاؤ ہیں۔

سورہ کہف کی بتوں کی نصیحت
ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ کرم ﷺ سے
رشاد فرمایا: مَنْ خَفِظَ غُفْرَ آيَاتِ مَنْ قَوْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ
عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ النَّجَالِ (۳۴) جو شخص "سورہ کہف"
کی بتوں کی تلاوت کرے وہ دجاں کے فتنے سے بچیں
جائے گا۔

سورہ کہف کی آخری دس آیات
رسول اللہ ﷺ سے رشاد فرمایا: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ
الْكَهْفِ كَانَتْ لَهُ نُورٌ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِمَّا مِنْ مَقَامِهِ
مَكَّةَ وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ آيَاتِ مِنْ خُرُوجِ
النَّجَالِ كَهْفُهُ (۳۵) "جو کوئی" سورہ کہف پڑھے
تو ۱۰ برابری امت اس کے لیے دواں سے سے کرے کہ نہ مگر نہ تک
نور ہوگی اور جو دینی اس سورہ کی آخری دس آیات پڑھے، پھر
گھر جانے کا جو سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔

دجاں سے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کا پناہ
جس سے مقابلہ کرے کہ یہ مسلمانوں کا پناہ اور مشق
کے قریب "غوطہ" کے مقام پر ہوگا، حضرت سیدنا ابو ذر،

التَّجَالُّ (۱) و (۲) سے اللہ ایک تختہ رحاب سے ہر چیز پر چاہتا ہے
ہو۔

۱۔ سے لفظ ہمیں اور ہماری آنے والی سطوں کو بھی، ونباس
کے تختہ رحاب اور کمرے سے مخلوق فرما، ایمان کی سلامتی عطا فرما
ہمارے حاکم باخیر ہو ونباس اور اس کی پیروی کرے۔ پس تو
حیثیت و نبی ہو، فرما ہمیں تمام ایمان و نبی کی، ونباس
و نبی تمام ہے کی بھی تو ہمیں عطا فرما نخل ونباس سے مخلوق
فرما خوشی سے عربوں میں جو کی مدد سے تو ہمیں عطا
فرما آمین۔

حوالہ جات:

- ۱۔ انظر "صحیح مسلم" باب در اللہ جبار، 7377، ج ۱، 1273
(۲) "مرآۃ المناجیح" ونباس کا طور، فصل ۱، 210، 7
۲۔ "صحیح البخاری" ج ۱، باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۔ "سلطان بن ابی داؤد" باب در اللہ جبار، 4320، ج ۱، 808
۴۔ "صحیح بخاری" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۲۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۳۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۴۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۵۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۶۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۷۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۸۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۱۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۲۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۳۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۴۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۵۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۶۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۷۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۸۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۹۹۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808
۱۰۰۔ "مرآۃ المناجیح" باب در اللہ جبار، 7128، ج ۱، 2271، ج ۱، 808

جن شایعوں کا ذکر اس تہمت مبارکہ میں کیا گیا ہے
ایک حدیث شریف کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان میں
سے ایک ایک لفظی ہے، حضرت سیدنا ابو ہریرہ سے
روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَلَا تُقَالُ
عَزَّ جَنَّ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهُ لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
اَوْ كَسَفَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا غَيْرًا (۱) طُلُوْعُ مَشْنَنِ مِنْ
مَعْرِفَةِ (۲) وَالْتَجَالُ (۳) وَذَاتُ الْاِيْمَانِ (۴) "تین
شایع جب مہرور ہو جائیں، تو پھر کسی کو یہ ایمان، نافادہ
ہوگا، چھپنے سے ایمان نہ چلا ہو، یا سہہ ایمان میں
بھرتی نہ ایمان ہو وہ نشایاں یہ ہیں (۱) سورج کا مغرب سے
نکلنا (۲) ونباس کا خروج (۳) اور اللہ کا مخلوق دیکھ
الاصل کا نکلنا"

جس کا ذکر قرآن پاک میں واضح طور پر ہو ہے کا حقیقی
علم تو اللہ تعالیٰ سے پاس ہے، مگر عدم میں حکمت نئی شاید
حدیث پاس کی نیست و جا کر رہی ہو، جیسے شادی شدہ راق
کے لیے رجم کی سزا (۴۴) غیر شادی شدہ راق کے لیے کوڑوں
سے عذاب و جلا وطنی کی سزا (۴۵) چھوٹی جتنی اور خال بھی کو
ایک وقت کراچ میں رکھنے کی حرمت کا ذکر (۴۶) صرف
حالیہ مبارکہ میں ہے، بالکل ایسے ہی ونباس کا ذکر بھی وضع
طور پر صرف، حالیہ مبارکہ میں ہے، تہذیب جس طرح ہمدرد
کی مسائل شرح کو صرف حالیہ مبارکہ میں بیان کیا، پسیم رتے
میں اسی طرح ونباس سے متعلق امور پر بھی ایمان رکھنا ہمدرد
ہے، لیکن حالیہ مبارکہ میں قرآن پاک کے حکاموں
تفسیر و تشریح بیان کرتی ہیں، وہیں بعض ایسے مسائل بھی بیان کرتی
ہیں، جن کا ربطا ہر قرآن پاک میں موجود نہیں ہے۔

لفظ ونباس سے پتا کی دعا

لفظ ونباس سے پتا طلب کر کے ہے ہمیں اللہ رب
العالمین کے حضور دعا گو رہنا چاہیے کہ یہ ہمارے پتا سے آقا
ﷺ کی مسکنت اور تعلیم ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ
رحمات سے ہوں پتا مانگا کرتے تھے اَلْحُوْدُ بَلَدٌ مِنْ حَبَشَةٍ

رہن موانا محمد ہاشم عظمیٰ مصباحی

☆ شجرہ طریقت کی اہمیت و افادیت ☆

مذکورہ بالا ہر دو اسلوب منکوم شجرات میں بھی مستقل ہیں شراج چشت کے شجرات میں اسلوب اول یعنی بطور مسند و زبانت مستقل ہے اور دوسرے اسلوب مسند نقشبندیہ اور مسند قادریہ کے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے، ہر دو اسلوب افادیت میں برابر ہیں اور اسلوب فاضل پر مسند علی کے امام کا پناہ دینی ہے۔

حاصل طریقت میں شجرہ کے پڑھنے کی تکلیف اس لئے کی جاتی ہے کہ جب کوئی مرید یا طالب اپنے مسئلے کا شجرہ پڑھتا ہے تو اپنے مشائخ کرام کے نام بھیے اور انھیں ٹوہدے کے رکت سے شجرہ پڑھنے والے کو سپہ حمہ شجرہ میں درج شیوخ طریقت کی وجہ توجہ اور یوں حاصل ہوتے ہیں مرید۔ اس مرید کو سب سے نیچے کامل ہو جانے کا کہ میں سے اس پیر کے ہاتھ میں اچھا ہے میرے اس پیر کا مسند شجرہ میں درج تمام مشائخ عظام سے ہوتا ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچے تو اس کے دس میں اپنے پیر اور شیخ کے قدم مشائخ اکرام کی محبت راج ہو جانا ماری امر ہے۔

رہ طریقت میں اپنے مرشد اور مسئلے کے مشائخ عظام کی محبت ہی عامرانی کا اصل ہے، جب مرید شجرہ پابندی سے پڑھتا ہے اور مسئلے کے درگاہوں کی درج مقدسہ کو یہاں ٹوہدے بھی کرتا ہے تو اس سے ان درگاہوں کی درج مقدسہ خوش ہوتی ہیں اور انھیں ٹوہدے کرنے والے مرید پر خصوصی نظر عنایت کرتی ہیں جس سے وہ مرید دینی درجیاں ہمیشہ برتیں حاصل کرتا ہے

تمام مسند کے شیوخ طریقت کی یہ ہے کہ مرید کی توانا کیدہ سے لیں کہ وہ شجرہ شریف ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں تاکہ اس تمام اکرام سے کہ جو بقیہ میں ۱۲ مرتبہ

021 محدثین کی طرح صدیوں کا بھی پنی سمیت ہر عظمت ناتوا مشائخ میں یہ نمک عام طریقہ رائج ہے کہ وہ وقت بوقت پہ مریدین یا طالبین کو تحریر شدہ اپنے مسند طریقت کا شجرہ شریف بھی دیتے ہیں جس میں ان سے وپر کے تمام مشائخ عظام کے نام ترتیب وار درج ہوتے ہیں اور صردری وظائف کے ساتھ مخصوص بدیات بھی درج ہوتی ہیں شجرہ میں مشائخ کے نام بالترتیب اس طرح لکھے ہوتے ہیں کہ یہ لڑی درجی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے اس کی طرح ہر شیخ طریقت جب اپنے مرید کامل کو پنی خلافت عطا کرتا ہے تو وہ اس کے نام کا اندراج بھی اپنے اس شجرہ میں کرتا ہے اور اس کو بھی اس لڑی میں شامل دیتا ہے جس طرح محدثین کرام وایت شریف کو صحت تک محفوظ طریقے سے پہنچانے کے لیے پنی مندوں کی حفاظت کرتے ہیں اور پنی مندوں کو اس ترتیب سے وایت دیتے ہیں جس ترتیب سے سبک سمیت پہنچی ہوتی ہے سمیت کی بھی ترتیب شجرہ طریقت کہلاتی ہے۔ بعض صوفی حضرات اپنا شجرہ طریقت منکوم اند میں چھپاتے ہیں جو عامیہ ہوتا ہے اور عامیہ قومیت کے لیے سب کو بطور مسند شجرہ میں مستعمل کرتے ہیں۔

شجرات طریقت ترتیب کے لحاظ سے دو طرح کے ہوتے ہیں

1. مشکل مسند وایت ہے شیخ طریقت کے نام سے شروع رہے حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک تک
2. بحسب تفاوت مرتب حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک سے شروع کے اپنے شیخ کے مبارک نام تک

شجرہ طریقت

طلباء کی کامیابی میں اُستاد کا کردار

مست ہوتا ہے۔ اسی ہے سچے استاد کو کسی بھی حال میں فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ ہماری زندگی میں نہ ہوتے تو آج ہم جہالت، تاریکی اور خسروں، گمراہی کے گھٹا ٹوپ بندھنوں میں جکڑے ہوئے یہاں تک عذیت ورجہ جبر مان رہے کہ ہمیں تاریکی سے لگاں علم و عمل و روشنی کی طرف سے لے لیں۔

استاد اور طلباء درمیان کا رشتہ بھی بہت ہی گہرا اور ہم ہوتا ہے۔ استاد ان کے بچے باپ کی مسز میں ہوتا ہے جس کی دوا ہر قدم پر تربیت، انگہ داشت رہتا ہے ان کی اصلاح و انتہی کا یہ سراسر احکام رہتا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ حقیقی والد طلباء نہ سمجھائی ہوں اور استاد ان کا دھن باپ ہوتا ہے جو ان کی تعلیم، تربیت سے سے شخصیت کی تعمیر و ارتقاء تک سچے فراموش کو یہ طریق مس انجام دیتا ہے جو استاد کا اپنے طلباء پر ایک بہت بڑا احسان ہے

بہر اطلباء سے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے استاد محترم سے ساتھ احترام و ادب سے پیش آئیں ان کی خدمت و فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم جانیں، ان کے ہر حکم کو بجا لائیں ان کی نصیحتوں اور باتوں پر مکمل طور سے عمل کریں ان کی شان میں بے عزتی اور گستاخی نہ کریں، ہرگز حسرت نہ کریں، بلکہ ان کے ساتھ ہر وقت خیر و پیشان اور خوش حتمی سے پیش آئیں اسی میں طلباء کی فلاح و کامرانی کا ر مضمر ہے۔ اور انھیں کہ جو طلباء سچے استاد کی عزت و عظیمیہ اور ادب و تعظیم نہیں کرتے ہیں اور ان کی توہین و گستاخی کرتے ہیں وہ زندگی میں کبھی کامیاب اور سرخرو نہیں ہو پاتے ہیں بلکہ ہمارے کی در رٹھو کریں کھانے پھر لے رہتے ہیں۔

ماں کی کامیاب زندگی اور رومانہ میں استاد کا ہوں بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ کیوں کہ استاد اپنے طلباء کی شوقی، تعلیم و تربیت اور تعمیر شخصیت میں جو کردار دیتا ہے وہ واقعی عمدہ افتخار ہوتا ہے طلباء کی کامیابی اور ترقی میں استاد کی بنا و رزائی و رحد و رجز عریں و رزائی شامل ہوتی ہے طلباء تعلیم و تربیت سے حاد و عقل و شعور سے حاد ہوتے ہیں انھیں استاد تعلیم و تربیت سے ان کی شخصیت کو سورتا ہے ورنہ ان کے عقل و شعور کو پختگی و بالیدگی عطا کرتا ہے۔ اسی لیے کہہ جاتا ہے کہ ہر کامیاب استاد کی زندگی کے پیچھے ایک استاد کی جدوجہد کا رومہ ہوتا ہے۔ استاد پتھر ہوتا ہے، لیکن استاد ہی محنت و جاسا ہونے اور شہقت و مہربانی سے، سے ترش و خراش کے ایک گہر آبدار بنا جاتا ہے جو نہ صرف خود، چمکتا ملتا ہے، بلکہ ساری دنیا کو چمکاتا ہے۔

استاد طلباء کے روحی علم شعور میں اور قوت فکر و تحلیل کو بھی پروان چڑھاتا ہے اور انھیں کامیابیوں اور ترقیوں کے پام عروج پر پہنچاتا ہے جہاں وہ پروانہ رہتے ہوئے آسمان کی بلند یوں کو چھو بیٹے ہیں۔ یہ بھی ایک سچائی ہے کہ نون بھی سال بغیر استاد کے عروج و رقت کے مناسبت سے نہیں رسکتا۔ اس لیے کہ وہ ان مسزوں کی ہوں و مسزوں سے نا آشنا اور بھی ہوتا ہے کسی وجہ سے وہ کامیابی و ترقی کے ہر سفر میں استاد کی صحبت و معیت کا محتاج ہوتا ہے۔

اساتذہ بدست خود کو چھ نہیں ہوتا ہے بلکہ استاد اسے ایک قابل ماحول صفت اور باہر سے ملے شہ اپنا بیادوں اور فلیڈ کی روں را کرتا ہے پھر وہ چاہے کسی بھی بڑے عہدہ و منصب پر فائز ہو جسے سیکس وہ اپنے استاد کی غنا ہوں و رزوں کا مہربوب

ہے اور اس کا نصیب وہ ہے جو عمل کی توفیق روزی عطا فرمائے، آمین



۱۲۰ کا تئیس

انھوں سے راہِ نبی آنکھیں بند روئیں۔

ہرے پوچھا لوں ہے مگر حضورِ حاشوش ہے ہر
سے پھر پوچھا مگر حضور بدستور حاشوش رہے تکی کہ ہر
نکھویں سے آپ کو پہچان یا پس ٹرا محبت تک آپ کے
انھوں کی گرفت میں پھنسنے لگے حضور سے راہِ نبی

من پشتمی بعد؟ یہ عام لوں خریدے گا؟

یہ سن رہا حرمِ عمر کے لئے میں حضورِ نبی کو آپ
کو بہت کم قیمت ملے گی یوں۔ میں بہ مقبول غلام ہوں
باز میں کون میری چچی قیمت نہیں دے گا جو ہر سرکار سے
رشاد فرمایا مکن عندئذ نسیب ہکاسد کو قال مکن
عندئذ نسیب غلام رہا اللہ سے رو یک تم قیمت نہیں ہو
اللہ کے کر یک تم بڑی قیمت دے ہو

دستارِ محرم! حضور نبی کریم ﷺ کا طرِ عمل انھیں ک
اہر کو ملے گا۔ رنگ ملے گا جس سے شریعتِ ربودہ و عباد
سے آگوشخص سے اسی خوش حجابی اور پناہ سے ملے ہیں حید
دوسرے عرب سے ملے، سرکارِ مدینہ سے ہی وہ حدیث تھے ر
عرب و مساکین آپ کی طرف سے احیاء ملنے آتے تھے۔

آن لوگ اس اور دیوی و نہا دیکھ بات کرتے ہیں
مجھے ممال ہی گا۔ یوں سے اس کا درجہ ملے کیا جاتا ہے، لیکن
مجھے کہہ دوں سے سال چینی نہیں ہوتا، جلوس ہی انسان کو چینی بناتا
ہے، اس نے کسی انسان کو اس کے کپڑوں سے کہیں اس کے
جلوس محبت سے جائیگی تاکہ معاشرے سے اونٹنی بچے کا فرق
منے مساوات نہ ہو، مسلمان، مسلمان حقیقی بھائی غلط نہیں۔

وہ کیا ہے، بچے یا د پست

باہر خوشی بریک۔ خوش شہست



یہ ہمارے نہیں رکھیں کہ دستار یک محترم و محترم بالشان
شخصیت ہے جس کی عظمت و اہمیت اور عزت و منزلت کا اندازہ
اس بات سے بخوبی لگا جاسکتا ہے کہ پہلے وقت کے بڑے
ہر سندھ، سرِ مہا طیں و مہا طیں اور اشرفین سے پہلے ستار
کے آگے رہے۔ جب کہ کیا ہے اور اس کا احترام و ادب بھی
نایا ہے بلکہ نسب تو ریح و سیر کے مطابق ہے یہ بات خوب
ظاہر ہے کہ معلم کائنات خرم و جو موت محمد رسول اللہ ﷺ سے
شرف و برکت و پہلے ستار و مہا طیں حضور نبی کریم ﷺ سے
والسلام کی خدمت عالیہ میں رہا کرتے اور آپ کے آگے
رہے تھے تہرہ بنا کرتے تھے۔ جب و حرم اس طرح بھی
رہے تھے کہ چلیں بھی بہت نہیں پاتی تھیں صحابہ کرام سے
جس طرح پہلے ستار و مہا طیں معلم کائنات خرم و جو موت محمد رسول اللہ ﷺ کا پاس
رہا کیا ہے کچھ پہلے ستار کے۔ چھ بھی اسی طرح حرم و
ادب سے پیش رہے کی حرورت سے۔

جس طرح طلباء کی پہلے ستار کے تئیں ہی یک دم
و رہاں ہوتی ہیں وہیں ستار کے کندھوں پر بھی طلبہ کے رشتہ
مستقبل کو بہت ساری و مردیاں بند ہوتی ہیں اس
کی سبب غافل و غیہ پہلے ستار کو پہلے ستار سے تعلیم و تربیت
کی ہوسنتو و اس رہتی ہے وہ کسی دور سے کہیں رہتی وہ سب سے
گھر، حادداں اور عیش و آرام سب کو خیر آبا بہ کہ تلاش طلبہ میں
تک و در کے ستار کی درمگا میں آتے ہیں اس سبب کہ
جس میں ہوں سرچشمہ علوم، فنون سے سیرابی حاصل ہوگی، لہذا
ستار کو بھی پہلے طلبہ کی ان میدان اور تاروں پر ہر اترے
و جس میں دیو علوم و فنون سے آستار پیرست کے چاروں
مہر کی ضرورت ہے۔

اخیر میں جس را غریبہ ہے کہ ستار و طلباء دونوں معرہ
قد و طور سے متاثر ہو اور اپنی درمگا ہوں کی قدر و منزلت
و ادب و ثقافت کو دھندلا کر رکھیں، اسی میں ہمارے
درمگا ہوں و اداروں کی عزت و بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے
ساتھ کر مہا طیں و ادب رہے اس کی اطاعت و خدمت

ایمان، کفر اور تکفیر

﴿كَذَٰبٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ﴾

علیہ وسلم تفسیر بیان کرتے ہیں جو درجہ میں سے قاتل
القرطبی ہذا بقول ابورہ الدلال و بغیرہ وہو من
بوع قولہ ما اُحد کب و ما اُحد لا اللہ و الإصافۃ
الہوی و نتیجۃ لا یحس علی نظائر لآلہ لا یعطق
عن یہوی و لا یفعل بلہوی و یو قانت رلی
مرضت لیکن الیہ و یکن الذہوق تختفر لآجہہ
إطلاق مشر دنت قانت مدای ذکر لہ أحسن من
ہذا علی ما لا یحقی (20/109) "ما قرطبی، ج۱ تفسیر
سے ہا کہ یہ تفسیر دروغ و غیرت میں وجہ سے روئے ہو اور حضرت
عائشہ کے الفاظ ان کے اس قول کے قبیل سے تھے کہ میں
سے فرمایا میں تم وہاں کی تفسیر نہیں دیتی میں صرف اللہ
کی حمد یاں کرتی ہوں مزید یہ کہ حفظ ہوں کو اس کے ظاہر
محتوی کے ساتھ ہی سے مضمون نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ
کسی جوں سے صحت کچھ نہیں فرماتے ہیں اور نہ کسی اس سے
موجب عمل کرتے ہیں اور اگر حضرت عائشہ "ی مرضت لک"
فرماتیں یعنی اللہ آپ کی مرضی میں چل رہا ہے، یہ زیادہ
اسبب تھا میں عبرت کی وجہ سے نکالت کا بولنا لائن معالی
ہے میں بتا ہوں جو معنی میں سے بتا ہے وہ اس سے بہتر ہیں
حمید کہ پوشیدہ نہیں "

کیا مضمون لگا کر کسی حدیث کے کسی لفظ کو پیش کر سکتا
ہے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تسلیم کیا ہو کہ یہ
تفسیر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے رب میں ہا
ہو وہ ایہ کوئی لفظ پیش نہیں کر سکتا اور "یہ نہیں پیش کر
سکتا تو مضمون لگا کر انہوں نے اپنی بنائی ہوئی چیز حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے منسوب کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان

کیا مضمون لگا کر کسی حدیث کے کسی لفظ کو پیش کر سکتا
ہے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تسلیم کیا ہو کہ یہ
تفسیر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے رب میں ہا
ہو وہ ایہ کوئی لفظ پیش نہیں کر سکتا اور اگر وہ ایہ نہیں پیش کر
سکتا تو مضمون لگا کر انہوں نے اپنی بنائی ہوئی چیز حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے منسوب کرتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان
کیا "یہ بات" صیح ہے کہ جو کچھ بعض شارحین نے اس حدیث
شریف میں شرح میں کیا تو یہ درود اس بات کا جواب ہے
رہے ہیں جو مضمون لگا کر جیسے لوگوں کے دہن میں بھرتے
ہوئے تو یہ ضرور نہیں مزید یہ کہ وہ اس جہان نہ ہا سے بہت
اور ہے جو یہ مضمون لگا کر اختیار کیا اس کے علاوہ مضمون
لگا کر جو بد میں کا دفاع سے میں پہنے لفظ نظر کو ثابت ہے
میں شدید نا کاف کا شکا ہو۔ اس مناسبت سے ہم یہاں ہم بھی
رحمہ اللہ علیہ مشہور علی کتاب (حمدہ اقدار) سے ترجمہ کیا
پیش کرتے ہیں "یعنی ہا ا ی الا ان اللہ تعالیٰ موجود
نہا اذ ہلا تأخیر مدلول اب تحبہ و ترضی" ایسا صرف
یہ کہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مر کا موجد ہے اور ہا تأخیر جو
کچھ آپ پسند فرماتے ہیں یاچہ جتے ہیں ناں فرماتا ہے

اس تفسیر کو بخور سے دیکھیے امام غنی نے اس لفظ کی کسی
شرح تک پسندیدہ نہ رہی شرح فرمائی یہاں کی طرف اشارہ
سے بھی پتہ ہو کہ گو یہ وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں
کہ لفظ صحت کا معنی صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
پسندیدہ چیز ہے۔

مذہب و بار تفسیر کو پیش کرنے کے بعد امام غنی رحمۃ اللہ

یا یہ بات واضح ہے کہ جو کچھ بعض شارحین نے اس حدیث شریف کی شرح میں کہا گویا کہ وہ ان سوالات کا جواب دے رہے ہوں جو مضمون نگار جیسے لوگوں کے ذہن میں بھرتے ہوں تو یہ ضروری نہیں۔ مزید یہ کہ وہ اس جاہلانہ رد سے بہت دور ہے جو کہ مضمون نگار نے اختیار کیا اس کے حدود مضمون نگار پر بندہ یوں نافذ کرے میں اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرے میں شہید ناکا کا افکار جو اس مناسبت سے ہم یہاں مام علی رحمہ اللہ علیہ کی مشہور علمی کتاب (عمدة القاری) سے ترجیحیاً پیش کرتے ہیں "یعنی ما لری الا ان الله لعدو موجد لعمادہ ہلا تاخیر صدر لایا تھبہ و ترضی" میں صرف یہ دیکھنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رکھتا ہے اور جانا خیر ہے کچھ آپ پسند فرماتے ہیں یا چاہتے ہیں نازل فرمادیتا ہے

اس تفسیر کو غور سے دیکھیے مام علی سے اس لفظ کی مس طرت یک پسندیدہ اندر میں شریعت فرماتی یہاں طرف اشارہ سے بھی جتنے ہوئے گویا اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ لفظ ہوی کا معنی صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز ہے

مذکورہ تفسیر کو پیش کرے کے بعد مام علی رحمہ اللہ علیہ اس تفسیر میں کہتے ہیں جو درج ذیل ہے قال بقولہ ہذا نقول ابرر الدلال والغیرۃ وھو من نوع قومہ ما احمد کہ وہما احمد لا الہ ولا شفعۃ نہوی فی الذی لا یحیی علی سطرۃ لہ لا یحیی عن نہوی ولا یفعل بالہوی وبقیۃ من مرضاتہ نکال فیہ وکن مغیرۃ تغتفر لأجہا ضلاق مثل خلقت قدت ملی فی ذکرہ احسن من ہذا علی ما لا یفعل (20/109) "مام قرطبی رحمہ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ حمد نا در غیرت کی وجہ سے روئے ہو " در حضرت عائشہ کے الفاظ میں سے اس لوں کے قبیل سے تھے کہ انہوں نے فرمایا میں تم دونوں تعریف نہیں کرتی میں تو صرف اللہ کی حمد بیان کرتی ہوں مزید یہ کہ لفظ ہوی کو اس سے ظاہر کی

مضمون کے ساتھ ہی سے مضمون نہیں کیا جاسکتا یوں نہ کہ کبھی حدوں کے تحت کچھ نہیں فرما سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے بموجب عمل کرتے ہیں اور اگر حضرت عائشہ "فی مرضاتہ" فرماتیں یعنی اللہ آپ کی مرضی میں جلدی فرماتا ہے یہ ریاہ اسب تھا لیکن غیرت کی وجہ سے اس بات کا بوساقتا نہیں معالی ہے میں بتاتا ہوں جو معنی میں سے بتاتے وہ میں سے بہتر ہیں جیسے کہ پوشیدہ نہیں "

دہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت فرما کر امام بھی حمد اللہ علیہ کہتے ہیں میں سے جو بیان کیا وہ اس سے بہتر ہے اس شخص میں ہم یہ ہونا چاہیں گے کہ یقیناً مام بھی رحمہ اللہ علیہ کی یہ تفسیر بیشک بہتر ہے دو بلاشبہ مختصر اور واضح بھی ہے مزید یہ کہ یہ تفسیر میں سے بیاد شدہ سے کہیں اور ہے جو خواجہ وحیدہ کیا گیا۔ چونکہ لفظ "ہوی" کو اس کے عام استعمال کے مطابق اس سے معوں میں یا گیا اور اس وجہ سے اس سے بیان میں یہ معنی حد کئے گئے جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام کے پیش نظر اس لفظ کے مجھے معنی ہی تھیں تھے مزید یہ کہ مام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ میں بھی مؤید ہوتے ہیں مام قرطبی سے اللہ تعالیٰ یاد کیجئے، کہ انہوں نے فرمایا ہوتا (عرب عبارت آتی ہے) یعنی جیسا آپ سے چاہا تو ریا و مورد ہوتا۔

اس کے علاوہ چونکہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان کو براہ ریں و دست سمجھا تو مام قرطبی کے اس الفاظ کی کوئی ضرورت نہیں تھی جنہوں نے اس میں کہے کہ ہم غیرت کے معوں میں وجہ سے اس لفظ کا ہونا قابل مدعی ہو جاتا ہے اب ہم مضمون نگار کے اپنے قول کے مطابق ایک سوال قائم کرنا چاہیں گے اس کو وہ الفاظ درلاتے ہوئے جو اس نے صحیح مبرہہ پر لکھے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ثابت ہو سکے کہ ہونا چاہئے چونکہ الفاظ کے کئی معنی ہوتے ہیں، یہاں پر بھی لفظ غیرت کے یقیناً کئی معنی ہوتے ہیں ہم یہاں لغت سے غیرت کے کئی معنی بیان کرتے ہیں عزت کی جتنی معنی ۱۲

بے مقصد ہوتے جلسے

ہے کہ ہوں یہی بات یوں لگتی ہے جس سے ابھی قوم مسلم کی دینی ناؤ کنارے پکڑ جائے گی اس اسی جیسے کے اٹھنے کی ضرورت تھی اس سے نہ صرف جائز مقرر اور شاہکی۔ صرف حوصلہ دہنی ہوتی ہے بلکہ وہ مزید اس کی پھوپھو گفتگوں طرف مائل ہوتے جاتے ہیں نتیجتاً آج آپ جلسوں کا حال اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات خود کی لحاظ کر رہے ہیں اور جب آنجناب خود مانتے ہیں کہ اب اس کی بنا پر حال کہاں کہاں کہاں کہاں حال ہیں، کس خائفہ کے اسے کو ہواش ثریا میں، کس ننگے کو مسندوں کی روانہ وقایہ رسدہ ال پاندھ کر روستا میں سے مسکھانے قوم و ملت گرداں میں، کس کی میں کے قذافیے تھان سے ملایا یہ پوائنٹس بھی اندر رو نہیں رہ سکتا

یہ تو نام مقررین اور شعرا کی بات ہے نہیں مگر یوں ہے کہ جو کاکوئی چورہ اسٹیج پر بیٹھا ہو تو پھر اس چورے کی جیسے تعریف کی جائے گی کہ جامع مجھے گا بڑے بڑے صاحبزادوں ویں اسی چورے سے فیض پاتے ہیں۔ اگر یہ چورہ پیر شو ہوتا تو فیض و کرم اور خود دھما کے دریا میں سوکھا پڑ گیا ہوتا اور اسی چورے کے عتاب دہن کی برکت ہے جو بولتے وقت ہوں سے تھڑکتا ہے کہ فیض و کرم کے دریاؤں میں روانی ہے۔

اس بڑے مجھ یا شخص سٹیج پر موجود ہوتا ہے اور دھڑے سے مسبروں صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عباد اور مقتدیاء کرام کی موجودگی میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و امت کو پس پشت ڈال جھوٹ کی روش ربا ہوتا ہے اور سب خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں اور بعض تو خود بھی سبحان اللہ کہتے ہیں یا ربھیں آپ کو بھی یہ جواب یہ ہوگا کہ جب مسبروں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تقدس پامال ہو تو تمنا یہ آپ بھی موجود

آج کل ہمارے شریکوں میں خرافات کا چھوٹا حال ہے صرف دروہندہ اور مجسمات مسندوں کی جھکی ہلکھولوں کی لالچہ بوجھ رہے اور امام مسندوں بھی ان جلسوں میں ہوتے ہیں خرافات سے روہ کی تفسیر اور کلمات اور گروہ بندی سے پریشاں ہے جلسوں میں غیر مہذب بیانات سے غیر مہذب شعرا اور ایسے غیر مہذب اور غیر مہذب بیانات پر سبحان اللہ، الحمد للہ اور ماشاء اللہ کی صراحت کے ساتھ مزہ و تکبر و رسالت اور شیر ملک صحت و طاقت ملانے کا مقام کی حدائیں گونجنے لگتیں ہیں۔

کبھی کبھی تو بغیر کسی بات سے بھی مانتے ہی کہا جاتا ہے پہلے سبحان للہ کہو، تب ہم شروع کریں گے اور پھر یہ شروع کیا جاتا ہے یہ تو جلسوں سے وقفہ اور جانتے ہی میں ایسے ایسے مقامات پر جہاں اللہ کہلو یا ماہ ہے۔ اسوں کو سے لگتا ہے جس میں شریک ہو رہے ہیں۔

ذمہ دار کون؟

جلسہ میں موجود ہونا بھی اس خرافات میں برے شریک ہیں مگر میں اس شخص کو رسدہ اور ردی گا جس سے نظامت جیسی بدعت کو بھلا یا ہے، کیوں۔ اس آدمی کی جسد کو کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی جیسے ناظم بنا کر بٹھا جاتا ہے۔ مگر یہ صاحب ہر میلاد اور ہر جینڈا آ رہے مجھے جانتے ہیں اور انہیں شعر کہہ رہے ہیں وہ وہ عطر اور شاعر کہیں سے لائی ہیں نہیں انہیں تو مقرر ہاگوئی کی ہا جاتا، دست ہوگا نہیں کہ عطر نے "و" اور شعر کے "ش" سے بھی تشبیہ کی واقعیت نہیں ہوتی اس کی بے پرواہی کا سہر انہیں کے سر جاتا ہے۔ کہ جب بھی مقرر کوئی چھوڑا دست ہاگوئی کوئی الشا سیدھا اور بے لگا شعر کہتا ہے یہ فوراً کھڑے ہو کر لگا نا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے جذبہ جوش کو کچھ کر ایسا لگتا

بے مقصد ہوتے جلسے

تھے اور اس صحیفہ کی کھوٹ پر آپ سے بھی سکھان لے نہ تھا، یہاں تک کہ وقت بلی سٹیج کو یاد نہیں آتا۔ مرسوں القمصینی، المدنی والی علیہ وسلم کا فرمال فی البیت ہے

"من رأي منكم مشكوكا فليغيره بيده فإن به
يستطيع فلا سانه فإن به يستطيع فليقبله وذاك
أضعف الإجماع" (رواه مسلم)

پہلے ہی اپنی نشستیں سے نیتے ہیں۔ ایک بڑے شہر میں ہزاروں مسجدیں ہوتی ہیں، ایک باب مسجد میں دو سو تھاروں بھی نہیں تو صرف ایک متوسط شہر میں پہنچے ہیں کم از کم دو سو کھ لوگوں تک ہم اور ضروری پیغامات پہنچا دیے جاسکتے ہیں، ان کے سامنے قوم و ملت کے سرگرم مددگار رکھے جاسکتے ہیں، ان کے خوابیدہ جدت و حساسیت کو تازگی سے جگانا جاسکتا ہے۔ مراکز پروری و تربیتی سے قوموں سے خطاب کی یہ امر ضروری کام آئی تو بوجہ سے کہ ملتان میں کبھی سی کانفرنس، جلسہ اور اجتماع کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ملک کے ہر حصہ ہر حصہ متعین پیغام سے قوم سے مخاطب ہوں تو کچھ نیچے اسی دن انقلاب آگیا۔ اس جانب رہنمائی مستقبل کی پیش رفت کو شاید اب پڑے ہوئے ملی چاہیے، اس مسئلے میں عہد رسالت کی مسجد ہوں اور اس کے شائبہ اور درنا سے مددگار کے لئے سب سے پہلا اور کارآمد تبدیلی کی ضرورت ہے۔

مسجد ہوں اور عصر حاضر کے اندر

فصیر رحمہ اللہ علیہ کی مسجد اسلامی دنیا کی پہلی رسی گاہ و رسمہ بول کی ادا میں ماموریت و تربیت گاہ بھی ہے مسجد ہوں کی تالیف و تالیف سے سرسری طور پر مندرجہ ہاتھ مضمون ہوتی ہیں آقا سے کائنات کی تخلیق و حضور کے بعد خلفائے بعد مسجد ہوں میں مختصر اور مع خطاب فرمایا کرتے، صرف کام میں باتیں کرتے اور ذات و وحدت سے رتے، ایمان لائی، جھوٹی، وغیرہ مستند باتیں بھی نہیں جوتیں، اب انی اصحاب صدائے اہل اللہ کی ایک بہترین جماعت کی اختراع ہوئی حضور ﷺ سب بھی خطاب فرماتے مناسب اور اثر پہنچانے سے ضرورت سے زیادہ آواز بلند ہوں اور نہ ہی بہت تیز بولتے آپ کا بند بڑا ٹوٹا اور فصیح نہ ہوتا، تقریر کیا۔ بے حد طویل جوتیں نہ کی مغلطی اور غیر واضح مسجد ہوں میں خطابت و موعظہ میں صبر و تحمل کا علم کر دیا ان سے گفتگو کا تئید رہوتا، جو کہ جس پر سوختی سے عمل پیرا ہوتے ان کا سب سے بڑا اور اولین ماحول قرآن ہوتا، پھر احوال و اقوال رسول ﷺ سے ضرورت اور لائق تھے

جہاں جہاں سے اجتناب کرتے ان تمام بول کو اس مرد میں رکھیں تو ان کی فکر و روں میں صرف تاثیر کا شائبہ ہوگا ہنگام کی شخصیت بھی مقبول اور متاثر کن ہوتی جاے گی۔

اس کے علاوہ پیر سے آقا حضور رحمت عالم ﷺ کی سیرت میں ایک کامیاب خطیب کی ساری خوبیوں کا مل ور ہے میں موجود ہیں ضرورت مطالعے کی ہے، محفلے یا گاہوں و بے اپنے دل پر مسجد کی ساری ضرورتیں پوری کرتے ہیں سب کے بھائے پیسے ہمہ نظام کرتے ہیں، ان کی خبر گیری کرتے ہیں بے میں ان کو کیا چاہیے اپنی رہنمائی و رہنمائی میں تو ہوا امش ہے حضور رحمت کرتے ہر لمحہ وقت مطالعہ میں لگا میں تو دھیرے دھیرے ہر ماہ جو ششاس حساب اس بار میں ہو جائے گا قوم کے ساتھ ہوا تھا ان کی شخصیت بھی پرواں چڑھتی جاے گی۔ عمدت ہوتی ہوئی سیوں سے چھٹے گئے ہیں و عطا حقیقت خود موعظی ہیں، مانی نہیں جاتی

مس ۵۸۸ نکاحیہ

تھے آپ جس کے یہاں غیر شرعی غیر اسلامی مصلحت ہندی ہا نوئی عمل و حل نظر نہیں آتا تھا، اس خیالات کا اظہار معروف ہوا این حضرت موعظ، مفتی محمد ملک الظفر ہسروائی سے فرما دیا آج یہاں جامعہ رمویہ، پندرہ میں منعقد ایک تقریبی مشیت میں اس دن خطاب رہے تھے، انہوں نے کہہ رہے مسلک اہل حیرت کی تالیف و شاعت عد مہامر میں رضوی فی حیات و خدمات کا جلی عنوان ہے، آپ کا بارعب شخصیت، کس سے بڑے زب کا کلاموں سے سرخرو ہوتے نظر آتے تھے، پیغام رسا سے مدد اہل حضرت موعظ رحمۃ اللہ صدیقی سے ان کی بارگاہ میں خزانہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علامہ موعظ حسین رضوی ایسے ستاروں اور ان کی پشت چاندی سے اسے رباب قلم و ادب اختیار کے لیے ملک ہستی دیو بن کر کھڑے ہو گئے تھے اور شامان بارگاہ ہوتی سے بے تشویر رہیں کہ ماسی سے بے مشیت میں جامعہ سے جملہ تہذیب و طلبہ علی شریف جلاں ہے۔

رہنمائی میں محسن علامہ اہل ملت بہار

نہ جلد سے سیدہ زہراؑ اس قدر قندقی

تیسری قسط

تاحد اور ولایت اور احیائے دین



گوشت سے چھینا گیا

پٹوں اور خیرات کے سامنے ہڈی اپنا اعتراف کھو بیٹھا ہے۔ ایک ہر کسی کا جھوٹ، اگر ثابت ہو جائے تو پھر وہ ہزاروں ہار جی ہوئے پھر بھی سے چاہیں مانتا ہوتا۔

جہاں قرآن مقدس سے جھوٹوں پر نصرت بھیجی ہے وہیں کتب احادیث میں جھوٹ جو سے والوں پر نصرت و عیدیں بھیجی ہیں جن کی کہوں کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جھوٹ اور یہاں کو متبادر و متبادر کی قرار ہے۔ حیدر کے مشکوکہ اصطلاح سے حد نصرت سے حیدر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد حدیث میں مرقوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استفسار کیا گیا کہ کیا ممکن ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر عرض کیا گیا کہ کیا ممکن نہیں بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں! پھر سوال کیا گیا کہ کیا ممکن جھوٹا بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا نہیں اس حدیث سے یہ بات کتاب فہم رو کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں اور جھوٹ جہاں نہیں کہتے، اب اگر کوئی بندہ مومن کبھی سے کے باوجود، کدب بیانی کا غور ہو جائے اور جھوٹ بڑا پنا شیوہ بنائے تو اس کا مطلب یہ کہ ایسے سال کے ایمان میں نہیں نہ کہیں نقص ضرور ہے۔ لفظ و کج بول کہہ سنان کے چار اور پانچ مومن وہ ہے جو راستہ ہارنی اختیار کرے، اور کدب و روع سے خود کو اور انھوں کو کھٹے، اسی طرح مسلم شریف کے اندر نصرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ سچ بولنا سچ ہے درنگی موصول جنت ہو جاتی ہے اور جھوٹ فسق و فجور ہے و فسق و فجور سال کو کو اصل جہنم نزدیک ہے۔ لیکہ جھوٹ ایک اور انتہائی دوس خیر و نصرت کہ حدیث کا حفظ فرمایا میں، سرمدی شریف میں مذکور ہے کہ نصرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور پرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

حضور تاجدار ولایت کا جھوٹ سے جنتاب کوئی اثر تھا کہ جب آپ پیوندہ ماجدہ م غیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جا بٹ سے حضور علم فی عرض جہاں سے بعد، اشریف فاطمہ کے ہمراہ چلتے گئے تو سرور راہ ہمال کے گئے، کوؤں کے ایک خطرناک گروہ سے قافلہ ٹوٹ گیا۔ یہ موقع آپ سے مسرت گوئی سے صرف یہ کہ قافلہ المومنان کا ہمارا مل گیا بلکہ کوؤں سے مراد سمیتہ حمزہؓ کو آپ سے مسرت حق پرست پر تاب کوڑا و اسلحہ بالقد کی ورنہ صحت میں شامل ہو گئے۔ صاحب بیتہ الاسرار سے اس واقعے، حتمی بیان ملتا کہ کوؤں کے سر رکا جو میں خیر بحدہ تحریر فرمایا ہے وہ قابل سماع ہوئے کہ ساتھ ساتھ قافلہ میں تقلید عمل بھی ہے، جب حضور تاجدار ولایت سے کوؤں کے سر مراد سے سنان پر بد جھجک چائیں دینار کا پتہ یہ کہتے ہوئے بتایا کہ مھر سے چلتے وقت اپنی مادر مشفقہ سے جھوٹ نہ بولنے فائز عہدہ و تال یا جھانڈو کوؤں کے سر در سے بد رقت طاری ہو گئی اور وہ بدیدہ ہو کر بولنے کا صاحب راہ سے خیر مس قدر خوش نصرت ہو کہ تم سے پی ماں سے کہتے ہوئے عہدوں پاس رکھی اور حیدر صدیقہ امہ ہاں سے سے اپنے حال حقیقی کے ساتھ سے ہوئے عہد کو درجہ دشا م توڑے جا رہے ہیں۔

اس کا احاطہ میں نصرت اس طرح رنگ یا کہ رب کائنات سے تو میں بخشی اور وہ اپنے حمزہؓ کوؤں سمیت صدق سے متا سب ہو کر میدان تسلیم و رضا کا شہسوار بن گیا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جھوٹ ایک انتہائی مذموم گناہ ہے۔ جھوٹ کی پیادہ۔ مسان جہاں کوئی ایک گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے وہیں

وہم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی ہر بو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔

اگر تاریخ اسلام کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سرخ ہو جائے گی کہ ہادی علامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی دعوت حق کی پیدا بھی صداقت پر رکھی، میرے اس دعوے کی پشت پناہ تاریخ کا وہ زریعہ موقع ہے جب رسول رقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو جمع کرنا کر فاران کی چوٹی پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا تھا کہ مکہ والو! یہ بتاؤ اگر تم کہتے ہو کہ یہاں سے عقب سے دیکھ کر تم پر حسد و رونا چاٹتا ہے تو کیا تم میری بات پر تسلیم نہ کرو گے؟ تو اسے وقت میں سب سے ایک رہاں بانگ اٹک یہ تھا تھا: اے محمد و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بل شیعہ بدچوں چرواہوں! یہ سمجھتے تھے کہ آپ کی بات میں کس کے یوں کہ آپ سے میں صداقت میں کہہ سکتے تھے کہ آپ کو جھوٹا بولتے تھے اور نہ سنا ہے۔ آپ کی امانت و صداقت کے سامنے پورا عرب کل بھی سر جھکا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

نبی و ہادی سلام اور ان کے دفا شعار غلاموں کا لائق تقلید صدق و صفا سے معذور عمل ہے کہ جس کی بنیاد پر اسلام کی صداقت و حقانیت پہنچے تو اپنے احباب کے دلوں میں بھی پیوست ہوئی چلی گئی، آپ بھی اگر بعد مسلمان راست بائی کو پناہ اور سنا بھونا بنا میں تو پھر وہاں اور نہیں کہ نمرود کمر تھاں کے صدر جدول شعر کے صحیح مصداق بن جلتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو ہے تو نام تیرے ہیں

جہاں چیر ہے کی بوج قلم تیرے ہیں

صور تاجہ روایت من جاب للہم علی الدین کے جمیل القدر مصعب پر قافز تھے اور آپ نے تاحیات ظاہری احیائے دین کا فریضہ حسن طریق سے انجام دیا، آپ نے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا حق اپنے علم و فضل اور روحانی قدر سے نبوی اذ کیا۔

جانشین آپ کے محیر العقول علم و فضل پر رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در حضرت علی مرتضیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کآلہ و آلہ و سلم نے چھ بار آخر اس میں کون ہی حکمت ہے۔

قصصات چھ حیران حیر کے بندہ سدرج ہے کہ حضور تاجہ روایت کی علوم عقیدہ و تقیہ سے شریعت حاصل رہے کے بعد کا وقت ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو پہلے پدارسے یا ب فرمایا اور چچھا سے عبد اللہ بن ابی تمہار سید علوم و معارف کا مہذب بن چکا ہے تبیں حق اللہ کو پہنچے موعظہ سے مستفیض کیا کرنا ہے، اللہ اب ہم وعظ و نصیحت کا ماحول بنا رہا ہے کہ یہ حضور تاجہ روایت کی تہاں خوش بختی تھی کہ آپ جب اس متعدد بار حاضر خوب میں سرور عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے مشرف ہوئے وہاں حاضر بیدار میں بھی آپ کو یہ شرف حاصل ہوتا رہا۔ سرکار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صلہ وعظ پر آپ سے بعد ادب و احترام عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین کہیں فرماں ہوں میں سے کسی کا چارہ وعظ سے در پیر و گون کی صلاح دے مگر یہ سوچیں میں اپنی خواہش کو جسد و نفس میں پہنا سکا بعد وہاں عربی زبانان کے بڑے بڑے ماہرین اور نامور فصحا و بلغاء جیسے ہیں مجھے بھی ہونے کی میاد پر ان کے سامنے سب کٹا ہونے میں ٹھیک محسوس ہوتی ہے تناسل تھا سرور عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ش فرمایا اے عبدالقادر پناہ موعظہ کھو۔ جو ہی آپ نے پناہ نہ کھولا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے موعظہ میں سات بار خطاب و انزال اور فرمایا کہ اب جاؤ یا خوف و فطر وعظ و نصیحت را اور اپنے موعظہ سے لوگوں کے قلوب ادا کر دینی تعلیمات سے سرشار و معزز کرو حضور تاجہ روایت فرماتے ہیں کہ یہ وقت قبل ظہر رومی ہو جس میں ظہر سے فارغ ہو تو موعظہ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے بھی حضور قدس سرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شریف حیرت دہن فرمایا۔ عہد القادر پناہ موعظہ چنانچہ آپ نے بھی سات مرتبہ کے سہائے چھ مرتبہ میرے مسئلہ اعاب و انزال میں سے عرض کیا حضور ال تبار ایب ہات مجھ میں نہیں آئی کہ مانا جان نے سات بار اپنے اعاب و انزال سے مجھے بار یا ب فرمایا مگر آپ نے چھ بار آخر اس میں کون ہی حکمت ہے۔

رہتے اس وقت تک پورے مجمع میں سب ہی سوت ہوئے اور تمام مامنین پر اس قدر محبت عاویں مٹی رہی۔ کسی وجہ سے آتا۔ کون بھٹکتا اور۔ کوئی کسی قسم کا کلمہ نہ کرتا سب کے سب ایسے ہی تھے۔

تو گوش روئے کہ جیسے سب کے سروں پر پردہ سے بیٹھے ہوں۔ شیخ عبداللہ محمد بن ابی کرتے ہیں کہ وقت وعظ حضور تاجدار ولایت کی لگا دینا شامین کے چہرہ پر نہیں بلکہ دلوں پر ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی اثر انگیر تقاریر سے لوگوں کے دلوں کی دبا اس طرح ہوں جاتی کہ پھر ان میں ذرہ برابر بھی کراہی باقی نہیں رہتی تھی۔ بلکہ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ لوگوں کے قلوب وہ اہل روحانیت و نورانیت کی آمد جگہ دین جاتے تھے۔

شہزادہ حضور تاجدار اب ایک حضرت امام ابو بکر عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی کے خلیفہ اہل حضرت علی بن ابی طالب سے بہت کچھ میرے والد مرحوم اعظم العظیم کا شمار ہے مخصوص نہ میں محمد اللہ سے فرماتے تو محفل میں جتنی تعداد شریک مامنین ہوتی تھی اس سے کہیں بڑھ کر آپ سے حضرت ابی شریک ہم ہوتے تھے جو طہران محفل سے نظر نہیں آتے تھے، اس وقت جو مامراں رحمت دلا رہا ہوں وہ منظر ہونا تھا وہ عاقل خیال میں رہا جاسکتا ہے اور نہ صرف قرطاس پر۔

صاحب نگار اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ اس وعظ حضور تاجدار دہانت سیدنا عوث الظمہ بھی اللہ تعالیٰ عہد سے کوئی مسئلہ دریافت نہ تو آپ مجھے فوراً جواب عطا فرماتے کہ مجھے اس مسئلے کی وضاحت تفصیل کے لئے حاجت ہے وہ پھر آپ حضور کی یہ چہرہ کار کہ تھا کہ توقف فرماتے اور مسئلہ کا اب شاہی جواب مرحمت فرماتے کہ نہ صرف یہ کہ ساحل عالمیناں فنی حاصل ہو جاتا بلکہ تمام مامنین غش غش رہتے۔

آپ خود فرماتے ہیں۔ میں اس وقت تک کون دانت نہیں رہا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ و تعالیٰ سے وہاں نہیں مل جاتا۔ گو آپ کی گفتگو مشیت ایزدی کی تفسیر و ترویج تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے وعظ حضور کے اثرات سے مامین کے قلوب دہان میں لرسم ہونے کے ساتھ ساتھ روح ہوا جاتے۔

بقیہ ص ۳۹ پر

حضور تاجدار ولایت کے اس سوال پر کہ تانا جال نے سات بار اپنے عذاب دہان سے مجھے پار یا سب فرما دیا مگر آپ سے چھ بار اس میں کون سی حکمت ہے؟ مولانا کا کہنا ہے کہ فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کا ادب ملحوظ خاطر رکھنے ہوئے میں نے ایک بار کم عذاب دہان ڈالنا کہ ادب کا پاس بھی رہ جائے اور نہ روں کا شائبہ بھی ہو۔

نکتہ ناسرار شریف میں یہاں تک مرقوم ہے کہ یہ موقع پر حضور پر رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور تاجدار ولایت پر اس قدر لطف و کرم فرمایا کہ عذاب دہان سے موارنے کے ساتھ آپ کو یہ فرماتے ہوئے طلعت سے بھی شرف یا سب فرمایا کہ یہ طلعت تمہارے لئے مگر قطاب و ایوان کے مخصوص ہے حضور تاجدار ولایت فرماتے ہیں ان تبرکات کا ایسا رزمی اثر مرتب ہو کہ میری محفل وعظ میں مامنین کی تعداد اس قدر بڑھنے لگی کہ بعد از جامع مسجد تنک ہو گئی بلکہ لوگوں نے عید گاہ میں میرے لئے مسہر بچہ یا شیخ علی جہانی علیہ الرحمہ کا یہ قول قلابد بجا لایا میں مومن ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ولایت کی محفل وعظ میں کبھی بھی ستر ہزار سے کم مجمع نہیں ہو بلکہ اس سے زیادہ مزید فرماتے ہیں آپ کی عظیم الشان کرامت تھی کہ ستر ہزار کے مجمع کے اندر ہر فرد پہلی صف سے آخری صف تک آپ کی آواز یکساں سنا جاتا تھا۔

آپ کے وعظ حسد کے اثرات سے متعلق ہم سے سابقہ صحیح میں کر کیا ہے۔ آپ کی شاید ہی کوئی مجلس ہو جہاں نہ ہو۔ و نصاریٰ حلقہ گوش اسلام اور مساق و شمار تانبہ ہوتے ہوں، علاوہ ان کے علوم و معارف سے میرے آپ کے بیانات سننے کے بعد مامنین پر مکی بعد مامینات طاری ہو جاتی ہیں کہ فرط حد بات میں کوئی اپنا گریبان چاک کر دیتا کوئی بے کمرے پھاڑ دیتا کوئی پناہوش و خوش کھو بیٹھتا آپ کی مجلس وعظ میں مذکورہ کیفیت اس وقت ظہور پذیر ہو جاتی ہیں جب آپ اپنی مخصوص شان ولایت سے فرماتے قال تو ہو چکا اب حال کی طرف آئیے آپ کی روحانی دلربائی مجلس کا علم یہ تھا کہ جب تک آپ وعظ فرماتے



یہ مولانا محمد حسین رانا قادری

امام واسطی حضور دعوت الصغریٰ علیہ الرحمہ

سادات بلگرام کی عظمت و رفعت کا اعتراف کرتے ہوئے سلطان و رنگ رسیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں
 ہدایت بلگرام ۱۰۱۱ الحرام پوب مسجد و ورق مصحف
 باطنی نہ قابل سوختن نہ لانی فروختن [تاریخ بلگرام ص ۷]
 یعنی معزز سادات بلگرام چوب مسجد اور مصحف قرآنی کی ورق
 کی طرح محترم ہیں کہ نہ چوب مسجد اور مصحف کے ورق و
 صاحب دنیا جاسکتا ہے نہ فروخت کیا جاسکتا ہے ہمیں یہ طور
 بیٹے سے لگا رہتا ہے۔ راز و قادری بلگرام شریف ص ۴۴
 میں میں صاحب عرس مجمع ہر ایک عورت انھیں، مراد
 العصر فرید الدہر و سلطان الاولیاء و زید القسواء و بجاہ سوام فاضل
 بلگرام سید محمد صاحب الدعویۃ الصغریٰ و واسطی چشتی علیہ رحمۃ
 تعالیٰ ہاں حاضر خدمت ہے

نام سید محمد واسطی (قدس سرہ)

ولادت چھٹی صدی کے نصف اخیر ۶۵۰ ہجری میں جلوس
 آئے مراد فاضل بلگرام

نسب آپ ریدل نسبی سادات سے ہیں، سلسلہ نسب
 اچھا ہے، سطوں سے سیدنا امام عالی مقام حسین پاک سے جا ملتا
 ہے (۱) سید محمد صاحب الدعویۃ الصغریٰ و (۲) سید حسین و (۳)
 سید ابوالقرن ثانی و (۴) سید ابوخرس و (۵) سید ابوالمرح
 و واسطی و (۶) سید و (۷) سید حسین و (۸) سید یحییٰ و (۹)
 سید یحییٰ و (۱۰) سید محمد و (۱۱) سید محمد و (۱۲) سید علی و (۱۳)
 سید محمد و (۱۴) سید حسن و (۱۵) سید محمد و (۱۶) سید محمد و (۱۷)
 سید محمد و (۱۸) امام زین العابدین سید علی و (۱۹) سیدنا امام شہید کریم
 و (۲۰) امیر مومنین سونے فاضل سیدنا علی مرتضیٰ و (۲۱)

یہی سلسلہ پاک میں ہے بچہ چور کا

تو ہے عین و رسیب سب سے بڑا

ہندوستان کے جن قصوں و شہروں کو تاریخی، علمی و ادبی
 اور روحانی اعتبار سے نصیبت حاصل ہے، ان میں بلگرام بہت
 بل علم سے نفعی ہیں۔ یہ تہہ نیش سے صنعت ہروں میں، قلع
 ہے و بنگرہ کو یہ ملندہ قطب الاولیاء جو سید علی الدین چشتی علیہ
 الرحمہ و رفات بلگرام و چہرہ سید محمد صاحب الدعویۃ الصغریٰ چشتی
 و واسطی علیہ الرحمہ کی ذات باریکات سے حاصل ہوئی، یہ دونوں
 قطب الاولیاء قطب خود سید قطب الدین چشتی کا کی چشتی ہوں علیہ
 الرحمہ کے منظور نظر خلفائے علم، اول الدکر زریں و کامل کی
 نے امام واسطی کے بلگرام شریف، حدیث و تصانیف میں و
 بھائی چارگی کی خوشبو بکھیرے کی بشارت دی تھی

سلطان شمس الدین لکھنؤ علیہ رحمۃ سرور اقتدار میں
 چہرہ و شہرہ اختیار کیا علیہ الرحمہ کے اشعار سے یہ ساتویں صدی
 کے دلائل میں امام واسطی سے دم قدم سے یہ خط گشتیں سلام میں
 تبدیل ہو رہی ہیں و یہ پورے علاقے بطور جاگیر آپ کو عطا ہو چکا ہے اور
 آپ کے، اول شہر وں سے علم و فضل و باریکاتی کی وہاں بہار
 چلی۔ بلگرام شہر ہندوستان میں گیا، آپ کی سال سہارہ سے
 ایسے ارباب فضل و کمال طلوع ہوئے جو اپنے اپنے دور کے آفتاب
 و بہار ثابت ہوئے سال الہند علامہ میر سید غلام علی آزاد
 بلگرامی قدس سرہ السامی رقمطراز ہیں۔

”صوبہ و دہ میں محروس بلگرام و دہ سے فصلائے
 و خطا سے عظم کی جا ہے مشورہ و رہتے اور ہے شام، مشور
 اس شہر سے شمع و افادہ و استقامت کی شمع بھریں۔
 سے سبحانی“

اسلام، ص ۳۳۳

ہوئے مرشد سے آپ کو اجازت و خدمت سے سرور و راز میں
خدا بخش محمد بن دعوت رجبی شہر کرسٹال جند اقصیٰ کے، سنی فاتح
ملک مہاراجہ و سنی سلطان شمس الدین بخش کے مصاحب خاص
تھے ورنہ جو طاش بھی قطب ال قطب سید اعظم مدینہ تھیں
قادی خدایا رحمہ کی اجازت اور سلطان شمس الدین بخش کی چاہ سے
یہ ۶۸۳ ہجری میں ملگرام فتح فرمایا لفظ حد ۱۹۰۰ ہجری سے
تاریخ فتح آمد ہوئی ہے

خدمت سلام امام و سنی سید احمد خدمت سلام کا حد بہ کوٹ
لوٹ کر بھرا ہو تھا آپ کی پوری زندگی خدمت سلام سے
عبادت ہے آپ پوری زندگی رشد و ہدایت کا فریاد اٹھا رہے تھے
رہے ہیں وجہ ہے کہ آپ کے علم پر آپ کی خدمات انبیاء کی وجہ
سے حاصل شدہ لقب غالب آگیا یعنی صاحب الدعوة الصغریٰ آپ
سید محمد صغریٰ سے معروف بھی ہیں شریعت و طریقت اور حقیقت
معرفت کے لیے شہناور تھے کہ آپ کو معاصرین سے جمع ہجری
کے دہائی لقب سے لقب کیا صاحب الدعوة الصغریٰ اور مجمع
بھریں فاتح ملکہ مقبول لقب آپ کی بھی اجازت اور روحانی
معاون پرزائی دلیل ہے اور آپ سچوں و سچ کا تھوڑا بھی
اور دو مجاہد امام سنی علیہ الرحمہ کے دو صاحبزادے اور ایک
صاحبزادہ تھے جو آپ سے بھائی سید نواز علیہ السلام سے منسوب ہوئی
صاحبزادوں میں سید محمد سالار معروف بہ مخدوم صاحب ہیں اور
چھوٹے سید محمد عمر شہید تھیں سبیں خوب پھلی پھولیں تھیں سو سال
سے زندہ کا عرصہ ہو گیا آپ کی نسل پائے میں علم و فضل اور امانت
و امانت کے قائلے والے والے ہیں حضرت سید سالار معروف بہ
بہ خدمت کی نسل پائے میں کثرت سے اولاد علیہ السلام صاحبان
و ذوق حفاظت خیال جاہ اقتدار پیدا ہوئے حضرت سید محمد عمر کی
نسل میں کثرت سے مقربان بارگاہ الہی اور سائنس تصنیف و
روحانیت پیدا ہوئے

یادگار تعمیر امام و سنی نے حکومتی نظام درست کر کے بعد
سلام کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع فرمایا چنانچہ اس سلسلہ کی
ایک ٹرکی وسط شہر میں پہلے پہلے ۶۲ھ میں تعمیر کیا یا سلطان

خانانہ جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲۲) و ستر (۲۲)
سید محمد بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۵) ہجری ۱۵۰
القاب والاب جمع ہجری غوث الثقلین امام العصر فرید الدین
سلطان الاولیاء ربیعہ الکامل و مجاہد سلام فاتح ملکہ صاحب
الدعوة الصغریٰ امام و سنی صغریٰ بابہ حدائی سادات ملکہ
داربر و مطہرہ مسوئی شریف و قیدیہ خواہ سیدہ مسورہ و مطہرہ
تعمیل تعلیم و پیشہ امام و سنی علیہ الرحمہ سے تعلیم کے بعد
۱۹ بار سے و سنی خلیفہ رحمانی آپ سلطان شمس الدین بخش
سے مقربین میں تھے و ملک و شجاعت ورثے میں علی قلی اس سے
جدید شروع و ارتقا کی مزینیں پاس طے فرمائی آپ کے فصل
و ماہ پر مسالہ ہند میرا سلام علی او بنگری لکھتے ہیں

حضرت سید محمد صغریٰ حضرت غوث قطب مدینہ بختیار
کا کی قدس سرہ (۶۸۳ھ) کے مرید تھے ظاہر باطنی
فضائل کی جامعیت میں مجمع و بھریں تھے آپ کو سید مصطفوی
کا کلمہ بلند کرنے سمت ہونے لارندہ کرے اور خدمت سید
کو مثالے میں مکمل سونے حاصل تھا سلطان شمس مدینہ
بخش کے ساتھ رہنے سر کرتے تھے وہ اپنے باطنی احوال
و حالات کو کوئی کے پاس میں غور کی لگا ہوں سے
چھپائے رکھے تھے۔ ۱۹۱۶ء

بند اپنی خصائل اور جامع حالات کے ساتھ ساتھ
آپ سلطان بخش کے جو چہ طاش بھی تھے یہاں کہ سلطان
شمس الدین بخش بھی سید محمد قطب الدین بختیار کا کی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے اور حد رجبہ سالار مند امور
سلطنت کی بے پناہ مصروفیت کے وجہ سے اپنے مرشد کی
باگاہ میں حاضر ہوتے شیخ اسلام جمال مدینہ محمد بتائی
کی وفات کے بعد انہوں نے شیخ الاسلام کا منصب سونپا
جو کہ قطب الدین کی خدمت میں پیش رانا چاہا لیکن حضرت
سے قبول نہ فرمایا۔ ۱۹۱۶ء

رحمت و خلافت امام و سنی مجمع ہجری فاتح ملکہ علیہ الرحمہ
قطب ال قطب جو کہ قطب الدین بختیار کا کی پیشی سے بیعت

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
 ۲۳۲ء تک محیط سے تعمیر قلعہ کے کچھ سالوں بعد ہی سلطان لٹش
 کا انتقال ہو گیا۔ آپ سے اس پر ایک نئی کتبہ نصب کر یا تھا۔
 وصال سلام کی اشاعت اور سرخط کو ہمایوں کی رولوں اور خدق
 کی برکتیں عطا فرما کر امام واسطی سرکار خانچہ بلگرام نے ۸ رسال
 کی عمر میں سفر آخرت اختیار فرمایا، شعبان معظمہ کی ۱۳ تاریخ
 تھی پیر کا دن تھا، دوپہر کا وقت تھا اور ہجرت نبویہ کا ۶۲۵ھ سال
 تھا، سلطان ناصر الدین محمود [۶۳۴ھ ۶۶۲ھ] سے عہد حکومت
 کا آغاز تھا۔ گرام بلگرام وادی حق بنیچہ وودہ [۶۳۵ھ] سے جیسے
 سے تاریخ وفات برآمد ہوئی ہے۔

مزار قدس: امام واسطی سرکار خانچہ بلگرام قدس سرہ کی مدفن بلگرام
 کے شمال مشرقی گوشے پر سید مبارک دستہ کھل جو آپ کے
 بھائی تھے، کے پار میں ہوئی۔

باشد پر بلگرام مزار مبارک

در قدس سے طابک مجاور

آپ کا مزار مبارک بلگرام شریف میں ہے، مرنے آپ
 کے مقدس مرقہ کی مجاہدی کیا کرے ہیں

برکات امام واسطی امام واسطی قدس سرہ کی سلسل مبارک میں
 موقی لدلی سے سب برکتیں و بخت فرمائی ہیں کہ آجھ سوال
 سے راند تا تک ارم سے کے آداب و مہتاب ظہور ہو رہے
 ہیں ادیبے کرام میں خوش، قطب ابدال، اتادہ سالک غرض
 ہر مقام پر خانچہ بلگرام کے شیراز سے قارئین قطب مسوس سرکار
 پیر سید سمیع بلگرامی علیہ الرحمہ کی خانقاہ اور مزار ہرہ مظہرہ کے
 صاوت کرام کی خانقاہ اور بلگرام کی خانقاہ سے آج بھی حانداں
 نبوت کی برکتیں تقسیم ہو رہی ہیں آپ کی سلس مبارک سے دو مجدد
 اپنے اپنے دور میں مشہور قرار ہوئے صاحب سب سنان شریف
 سید الدیاء حضرت میر سید عبدالہی حد بلگرامی قدس سرہ اور صاحب
 تاریخ نعروں قدوۃ الدیاء فاتح عرب و غم سید محمد مرتضیٰ بلگرامی
 ربیدن قدس سرہ

موجودہ مجاہد شہین امام واسطی قدس سرہ کے آستانہ عالیہ کی سجادگی

سلام بعد سہ آپ نے حال اورہ میں چلی گئی ہے، آپ سے بیوی
 سجادہ نشین آپ کے شہزادے مرشد گرمی رئیس الما تھیا، حدود
 المشرق حضرت علامہ حافظہ قادری سید ویس مصطفیٰ واسطی قادری
 ہیں، اور پوری شان ولایت کے ساتھ مشائخ بلگرام کے فیضان کو
 پاشد ہے ہیں اور دو مسندیں مسند قادریہ، فیہ مسند معینیہ قطبیہ
 صغریہ کی تجدید کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، حضور بادشاہ ملت
 سرکار سیدی بادشاہ حسین واسطی اور حضرت شاہ سید جیلانی میاں
 واسطی حضرت شاہ سید فیضان مصطفیٰ واسطی مدظلہ جہ آپ کا پیر
 کھر آپ کے دست و پا میں فیضان تار ہے ہیں۔

نوت آستانہ عالیہ مزار سرکار محمد سید پورہ میں ہر سال متعدد
 تقریبات منعقد ہوتی ہیں، سرکار امام واسطی کا عرس ۱۳ شعبان
 تا بیع وصال میں ہوتا ہے، خدا وادریں آپ کے قل شریف کی
 مزی تقریب کے لئے ۲۰ میں ۲۰ پریم صاحب سجادہ مریدین
 دستگیر اور عقیدہ قدوس کی سہولت کے لئے متعین رہا کر حدس
 کریتے ہیں۔

یہ مضمون آثار بلگرام، نظم الدی، وائرہ قادریہ بلگرام شریف، راجح
 التو ریح اہست کی آواز سالنامہ کی مدد سے لکھا گیا ہے

ص ۵۵۸ کا اقتباس

۱۔ وہ ہوئے قریب کو مہتاب بن گئے

نقش حیات تن ہے روشن قلب م کا

سلطان اسب میں وہ شمع شہیوٹ میں

۱۱۔ چاہے زم زم میں نکھاس قلب م کا

نہ سب سے کام نہیں گدو آخرت میں بھی

شایوں قیہ گئی یہ ہے بدھن قلب م کا

چنے پکے سب سے بڑا ہے گرم کے پھول

گن کار ہے ہیں سنجہ درجس قلب م کا

سسر پر ہے اس غنسی وحی کا یہ کرم

ہم کھار ہے ہیں آج بھی جوشن قلب م کا

روشن ہو انشرید کی محبت سخن کا دس

ریکھ جو چشم مسک نے ڈرہن قلب م کا

ڈاکٹر احمد رضا عرف قسمی

یہ بات

پانی پانی کر گئی مجھ کو تکیہ

میں پھیل جاتا ہے، اس لیے اچھ میں دستاں پہنے مسہ ورناک کو
 ماحب سے ڈھب پہنے مگر یہ کال میں کیوں نہیں گھس گھس چیں اور
 گل جام پاتا ہے، انہیں ایسا تو نہیں سد بان کے پیب میں یہ انہیں
 ادھوری پڑھائی کر کے گھیا ہوا رہیں ۲۰۱۲ سے کال کارستانی نہ
 پڑے ہو کہ مدھر جاتا ہے وہ عجیب مسہ سے نہ گھنے کان گھے کا۔
 کہا جاتا ہے کہ اس شخص جس ماماں کو چھوے اس
 ٹیما بھی سمجھتا ہے یہ عرض اس لیے سنو عا رتے رہے دروہ
 اچھئے، کڈی اچھئے دھو اچھئے، پچہ ہا ختہ مہا ہے حقیقہ
 عیجی درے میں میں عیجی مگر روپہ میں یہ انہیں ہوں نہیں
 لگتا اس لیے اچھو اچھو میں میں کورم ہے نہ روپہ کاسین کر
 رہو رہا ہے۔ ک کا کوروشی تحرمقہ کیا ہے؟ آخر کس سے
 تجھیں، کس سے پوچھیں، کدھر جائیں کول اس سوال کا جواب
 ہے گا فلسفی چپ ہیں، مسمدال چپ ہیں، روکڑی چپ ہیں
 اور صحت مگی چپ، خود سات، اشور، بن قوم، عیجی ہا موش
 عقل بخرد مکیب سلجھاے اے مہر، سب راج

خدا اچھہ یہ نیہ سے سادہ س بندے کدھر جائیں

علا سے کہا دھڑا میں اچھڑا میں لوگوں سے ہیں نہ وہ
 مدھر جائیں جب لوگ اچھڑا کوئی فرما رہا رہی سے مگر نہیں
 سب آکاس سے اس کرتی ہیں بل میں اس بوالہ کاعاد ب نیتے
 میں مدد ب ایسا ہی ہوتا ہے اس سے متاثر تو سب ہوتے ہیں
 مگر فرما درازوں کے ہے نی کی گھانکٹش ہے کہ کس کے لیے یہ
 آرمائش ہے اللہ تعالیٰ کے کتے پیار سے میں پکا ؟

یا ایہہ الا لسان ماعولک ہوہٹ سکریجہ یعنی اے
 مسد انہیں اپنے مہر فرما کے دے رب سے کس سے
 دھوکے میں ڈال سے کلالو یقص مہا مہر کا یعنی ہے شک

آج کورونا وائرس اور ک ڈوائن سے پوری دنیا کس
 طرح پریشان ہے، چرخیاں گرنے کی حاجت نہیں دیکھیں بھوک
 ہے لکھن موت مہی، کھیں غلہ ہے تو کھیں غرت کی گگ سے
 سیاست کی، دنیاں سیکل جا رہی ہیں نہیں اثر مریشی ہے، لکھیں
 مسدوں سے بالکات ہے، لکھیں پھکار ہے تو لکھیں ڈست ہے
 مسجد کی سانی ہیں مدرے سانی ہیں جموع کے لیے راک جھام
 ہے، لکھیں جیش مسئلہ عام ہے، ارا لقا کارح کیے ہو ام
 ہے، معنیان کر دھکی پریشان ہیں، مہر مٹی کا مناخر ہے سکے سنے
 صد سے عام ہے، لکھیں اس کے مسائل ہیں تو کھیں معاملہ مسل میت
 فاحائل سے تو کھیں مسئلہ جنازہ کاے کے آیا سائل ہے

مست سے مسائل ہیں لنگ لنگ درائل میں سب چوں
 کو کسی سے حامد کہا تو کسی سے مشتق کسی سے، مہر کہا
 تو کسی سے منحد کوئی ہوتا ہے، دنا جارد خطر، کب ہے تو
 کسی کے کہا یہ سب عجیب چھک چھک میں سے تو رآں ہے یہ
 تیار ہے کچ ہے ک ک مٹی میں میں کوئی دس پڑ ہے سب
 یہودیوں کی چاہیں ہیں، پوری دنیا لکھی ہے یہ یا ہے کھیں کے
 واپاں سے مگر ہندوستان میں میڈا ہتی ہے یہ یا ہے مسدوں سے
 روٹا ایسا عجیب مسئلہ میں رو گیا ہے، عیجی بات گھنے کی ہو۔
 سمجھا سے کی رو کسوں کا ہنس ہے یہ تو رکی ہے حادثات پھر بھی
 کٹر صحت یاب میسے ہو جا ہے سانچ کیا یہ مسہ نہیں ہے آخر
 یہ تیار دیکھ تیار ہے جس چہرہ ال دیا سار ہے

تقیب ہے پان سے قمر ہو جا ہے مگر وہ نہیں ہے یہ
 وائرس ہے کتابا یک ہے کہ ڈھکے دریدنا ب اور میں
 جا رہے اور میسے کو جام کر دیتا ہے، مہر سٹک کہ اچھ کے مسام
 (یعنی بال کی حزاں میں جو ماریب موزج ہے) سے اچھ بدن

ماہنامہ سنی دہشتہ اربعی شریف

یہ تک اس سے پورے کیا جس کا سے طہر تھا۔
جب کہ روڑہا تھیں رب سے نہیں رہیں ہم سے کیا کیا
من کی شیء خلقه من نطفة فقدرة لہ
نہیں بسوہ یعنی اس سے ایک قطرے پانی سے ہماری
تخلیق فرمائی پھر ہمارے لیے دست آماں فرمایا۔
مزید یہ کہ

لہذا ما لہذا قبرہ یعنی پھر ہمیں موت دی پھر قبر یا
جب کہ وہاں پر حالات ایسے بھی تھے کہ موت کی تباہی
تھا موت نہ دینا تو کیا کرتا مہر سے وہ تو بہت مہر سے کسی
کو نہ در آتش کیا گیا کسی ہنگامی در ریائی زندوں و پھر دوسروں
پر عذاب سے چیر پھار ڈال دیا مگر اسے ہمارے ہمہ تن رب کی رحمت کا
شکر ادا کیا چاہے تھا کہ اس سے موت دے۔ عزت کے ساتھ
قبر میں رکھ دیا۔ آج ہمیں ہر سب دیکھا ہوا ہے کہ بھوکا، تھرا،
رب اپنا تم پر سے اٹھا دے تو تمہیں دلی کرے سے سے کون
یا نہ ہو تمہیں نہرستان میں بھی جگہ نہ ملے۔

قعد الانسان ما اكفره یعنی آدمی مارا جائے کہ کتنا
نا شکرا ہے وہ غاف اعتدرو یا اولی الایصار یعنی اہل
بصیرت کے لیے عبرت ہے۔

اس عبرت کو عقل مدنی سمجھ سکتے ہیں فرماتا ہے عہدۃ
لاوی الالباب

کیا اللہ سے شب کے طور پر نہ اٹھا یا۔

یوم یفر نہر من خیرہ و مہ و بیہ و صا حبہ
وہیہ یعنی اس دنیا بھاری بھائی سے کیسے بھاگے گا میں
باپ ہی اور سے کیسے بھاگیں گے۔

روئے ۱۰۰۰ ہر بیس اور میب کے حالات سے سمجھا جاسکتا ہے،
بابت تو یہی ہے مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ نے وعدہ کے خلاف
ضرورت کا اس طرح اظہار ہمیشہ یوں نہیں ہوگا جب کہ گناہ ہوتے
ہیں رہتے ہیں آخر ایسا کون سا گناہ ہے جو اللہ کے جلال کو محض دیتا
ہے اور ساری راہ پر قبر ٹوٹ پڑتا ہے، جواب دینے والے سے جو
جواب دے گا وہی امت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ج

پانی پانی رنگی مجھ کو فندہ رکی یہ بات
کہ آج جو پوری قوم پر عذاب ہے اس کے بہت سارے
اسباب ہیں جس میں میں سبب اہم ہے
(۱) گستاخی جیسا کہ دوسرا۔
(۲) سود کا مام ہونا۔
(۳) خبیث کمزوروں پر ظلم۔

حور سے فاقہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے صرف دو گنا و پر
اعمال جنگ فرما کہ اللہ اس سے عذاب جنگ فرماتا ہے جیسے
کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مردی ہے۔

من عادی ولی فقد اعدتہ لہ صمد یعنی جو میرے
کسی ولی سے عداوت رکھے اس سے میں نے جنگ کا
عذاب کر دیا۔

آج اسے دس کہیں۔ کہیں ناموس رسالت پر شب خون
مارا جا رہا ہے اور یہ بات یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی
قوم پر اس وقت تک عذاب مسلط نہیں فرمایا جب تک قوم سے
پنے دور کے کسی درویش کی تلخ سبب نہ ہو جب سب تلخ سبب کی
شب رسالت میں گستاخی کی، اللہ نے اس قوم پر مختلف قسم کے
عذاب نازل فرمائے، قاتل عورت بات یہ بھی ہے کہ فرعون سے
حدوں کا بخوک کی طرح عذاب نازل ہوا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
پر یہ صبر ہوتا ہے کہ جانیے اور فرعون کا سری سے بھجائیے مگر جب

حدوں کا فرعون سے واناہی فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
گستاخی پر اتر آیا تو دریا سے نیل میں غرق کر دیا گھر کو دیا
دعا گستاخی سے تو اس پر بھی عذاب آ رہا ہے گا جو اس کا ساتھ
رہے درگتہاں سے دوکتی بھائے اس پر بھی عذاب مسلط کیا
جائے گا کیوں کہ اللہ سے خوب رکھتا ہے جسے پناہ دے اور
دن فرماتا ہے اس کی گستاخی ہر گز پسند نہیں فرماتا اس پناہ عذاب
صمد کی کہ تا ہے نوح با بھر میں بھی کچھ ہو رہا ہے جس
سے ناموس رسالت پر ہوشیار کر دیا، اسے غلو کی حفاظت جاتا
ہے سروں پر دستا باندگی جاتی ہے یا دن عیدہ اسے دیا جاتا

معانی کے لئے

۱۶۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مختص کر میں
۱۷۔ حدود بدن کو ناک ہے، مگر ہاں ہونا ہے لہذا اس کو
بھی حق القدر ہے اور اس پر مگر میں صدق فی ہمت و تحقیق
پر رب کے مشا کو تحقیق قسم توڑ دو تو اس صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلاؤ
یہ اس کا کفارہ ہے مردہ کو زندہ کرنا ماحول صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلاؤ یہ اس
کا کفارہ ہے۔ ان تمام مسائل سے کیا سمجھا ہے، حرکیات
ہے کہ گمراہ آپ کر رہے ہیں عریض عریض کا عہدہ ہے اور اصرار
گناہ و معاف ہو رہا ہے، صدقہ کی اہمیت کا اندازہ یہ ثابت ہے
لگائیے، اللہ فرماتا ہے۔

ہم نے جو تمہیں روقی دیا اس سے اس وقت سے پہلے
پہلے کچھ بیماری رہی تھی (حرج) اور تمہیں کسی کی موت
آنے تو ہے گئے کہ میرے رب تو ہے مجھے تھوڑی سی
صحت تک کیوں صحت نہ دے کہ میں صدقہ کرتا اور صالحین
میں ہو جاتا۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۱۷)

مقام غور ہے۔ مرے کے بعد آری یا میں نے کی جتنا
صرف اس سے لگا کہیں چاند سال حدود مردوں عمر خیر تو
بہت سے ہیں مگر صدقہ کی اہمیت اس سے واضح ہے، جہاں احباب
قرآن اور دوسرے غریبوں کے خیال رکھیے، وہیں یہ بھی ضرور
ہے کہ ایسے صحت حالات میں مدد کریں اور مساجد کو نہ بھولنے
مساجد سے تحلف پر پڑنا یا اس سے آری ہیں، اس لاک ڈاؤن
کے ماحول میں لوگوں کی توجہ کم ہے، مساجد کے بھی شرم ہے ہیں
بجلی پالی، مرمت، مرمود میں کی تھی ہیں یہ ضروری ہیں۔
یاد رکھیے اور حاضر میں جو کچھ اللہ، رسول کا فرمان اور وحی
میں لوگوں کی رہائی ہیں وہ صرف اور صرف مدد میں اور مساجد
نہ ہوں مست ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے تصور کیجئے کہ آپ
کے پاس مدد ہے۔ مسجد پھر جو ماحول و حالات کا تصور
ہوگا اس کا صرف تصور ہی آپ کے وجود و رکھوئے گا، سب
کچھ ہوئے ہوئے بھی آپ سے پاس مدد میں مساجد نہیں تو کچھ
بھی نہیں ہے۔ لہذا احباب! پائے کے لیے لوگوں کے کھانے سے

ہے جب یہ کامیابی کے پر ہو رہے ہو وہ سب نوچ رہے ملک
میں ہی آتا ہے اس لیے جیاد میں صلی اللہ علیہ وسلم بیت اور وہیں
نے دشمنوں سے ہمیشہ اور پیسے اور اس کو پے سے دور رکھیے
دوسری لکھ سکے اور دشمن بھی اللہ کے لیے نیچے جیسے گستاخ
پانے سے فوراً پنے سے جدا ہو جائیے پناہ نہ ملے توڑ دیجیے یہ
کیسے درست ہوتا ہے کہ حج

سجدہ عاتق کو بھی نہیں سے یاد رہی

اور گناہوں سے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
فان بعد لظعن فی ظلہ یحبوب من اللہ ورسولہ مگر تم
پھر یہاں روگے (یعنی سودا کاروں کا) تو اللہ اور اس کے
رسول کی طرف سے جنگ کا یقین کرو۔

یہ گناہ بھی جتنا ہے پر ہورہا ہے اور ہمارے یہاں
کی جاتی کیا بہادر سب اس میں موٹ نظر آتے ہیں یہ جانے
نجانے میں بہت زیادہ ہو رہا ہے۔

تیسرے جب مظلوموں کی آہیں ہیں، انہوں نے مظلوم کی آواز
اللہ کے درمیان کوئی پیر نہیں ہے، یہ عرش الہی کو بلا کر کھدائی
ہے۔ اس میں بھی پیر، ملک موٹ ہے اور ساتیوں گناہوں میں
قصداً کو باہر کسی کسی طریقے سے اور بھی شریک ہیں، وہ حرکت
حاشائی کی وجہ سے ہو یا ایسے لوگوں سے میل جول وجہ سے،
ہم انہیں بھی سبکا ہیں۔

حاصل یہ کہ ہم اس وقت اللہ درمیان سے حالت جنگ
میں ہیں اللہ کبریا تصور سے ہی کا سب سے کام مقام ہے کہ اللہ
اور اس کے رسول سے جنگ کرے کی تاب کسی میں ہو سکتی ہے؟
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس عذاب سے بچنے کی صورت کیا ہے تو
میرے عزیز دوستوں میں چیزیں ہیں بولارم پڑو، جس حد سے جنگ
کا اعلان فرمایا ہے اسی سے جنگ کے اصول میں یہ بھی فرمایا ہے
کہ اگر دشمن تصفیہ ڈال دے اور دعویٰ چاہے تو معاف رد

و اللہ ہمیں چاہیے کہ سرکشی، ناراضیاں کے بارے میں بصیر
الہیہ کا چھٹا ٹھکانہ ہے، خود میں گناہ میں اس کی تسبیح کریں
لاحول ولاقدرتہ العزیز، اللہ ہی کی مدد ہے کہ اللہ ہمیں

بزرگ کا کسی ۷۰ میں بہت شہرہ تھا۔ ایک شخص غائبانہ دل سے محبت رکھتا تھا۔ درحقیقت وہ خوشحال بھی تھا۔ اسی کی وجہ سے اور اسی ملک میں بچھا گیا جہاں بزرگ جیتے تھے۔ وہ کہہ داتا کہ اس کی اور ہیبت کا طالب ہو، عرض کی حضور مجھے کچھ نصیحت دے دیں، ابھی چھلتا تھا ہوں، تجارت سے، جتنی ہوگی تو وقت دوس کا اور جو سستی رشاد قرار نہیں گئے اس پر عمل رہا گا۔

حضرت سے فرمایا صرف ایک نصیحت دے رکھو، وہ یہ کہ اللہ کو پہنے سے۔ کچھ نہ تو چھوٹوں بھی۔ کچھ نہ وہ شخص اس نصیحت پہ نہ اذیتاں ہو کہ حضرت اس کا کیا مطلب ہے، کون مسلمان اللہ کو چھوٹا جانے کا فرمایا جا رہا ہے، یہ کہ مطلب جہنم میں کچھ نہ جانے کا، وہ شخص چھوٹا ہے، ایک جگہ کا ذکر کیا، جس کا ذکر کرنا بھروسہ لگ گیا تھا، ۱۰ سال ورمی سے کیا پچھ کر کھائے بیٹھا تھا کہ اس سے پر کسی سائل سے صد بھائی ہوں اللہ نے نام پڑھا کھو، وہ روٹی اور مال تھا، سائل کو، یہ وہ پھر خوش بھی کھانے اور سو گیا تجارت سے وہ اپنی پر پھر پہنے ہی مرشد کے پاس پہنچے اور مزید سبق اور نصیحت کا مطالبہ کیا، مرشد سے فرمایا، ایک نصیحت یاد رکھیں رکھو، کا اور دوسرا سبق کیا؟ اس نے کہنے لگا حضرت میں سے وہ ایسا خیال نہ کہ تمہیں لا، اللہ اللہ سے چھوٹا ہے، درمیان اللہ کے نام پر تو داں روٹی دیتے ہو، وہ دوسری کھاتے ہو، تو یہ کہ اللہ کو کیا سمجھا؟ تم سے مراد اللہ اسوکا رہا ہوتا اللہ اللہ!

اس طرح کی بہت سی عبادت ہے جس میں ہم بڑی بڑی عطایاں سے ہیں اور ہمیں شہر تک نہیں ہوتی ہمار خیال درست نہیں ہوتا اور وہ پچھ کو سلوک میں شمار کرتے ہیں کہ خود کا پاک ہوئے پر مطمئن ہو جائی، مٹا ہوا ہے، جو بد عمل رہا بھی دوسروں کی بد عملی پر نگشت مٹائی، رانا ہمار شیوہ میں چکا ہے، ہم کہتے تو ہیں کہ دنیا میں ۱۰۰ ماہ بڑھ گیا مگر پناہ حاصل نہیں کہ تے ہمارے اسلاف سے ایسی ایسی مشقتیں بداشت کر کے ختم نہیں کیں پھر بھی پہنے دیکھا نہ رہا کرتے، ہے ۱۰۰ شہ چند سال پہلے سلوک و تصوف کی کتاب کے مطالعہ میں ایک تحریر پر نظر پڑی کہ یہاں طریقہ امت ایسے بھی کر رہے ہیں جو دنیا کی کچھ کچھ تھے بلکہ

کا جہاں نعام کیجئے، وہاں ایک سے وہی سلوک کے عیال دیکھا سے لیے مدد اس اور مساجد میں بڑھ پڑھ رکھنا بھی کیجئے ہر سال کو اللہ سے کسی کسی نایق ضرور بننا ہے، ہر شخص اپنے نایق کام سے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے، یہ حکایت یاد آتی ہے کہ ایک شخص بہت مصلحتی کی زندگی گزار رہا تھا ورسات پیشوں کی شادی کر لی ہے، آمدنی سے کچھ خرچ کر رہا تھا، روٹی ان کا محتاج ہے، پھر وہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ کچھ وظیفہ سے لے لے دے، وہ کہہ کر سے اور رکت، حاجت پوری ہو سے کا تعویذ بھی سے سے، بزرگ سے سو دیا، یہ پیشاں سنا، حضرت سے فرمایا، سب ٹھیک ہو جائے گا، وہ سے سو دیکھو، کس بھانا کھلو، اللہ تعالیٰ ہر سنت آسان فرمائے گا، تنہا کہہ کر بزرگ پہنچے کام میں مشغول ہو گئے

اس سے سوچا، کون محدود ہو پاگئے سے پاس ہم غلطی سے آگئے ہیں، اس شخص کی مدد پر پاں پھر گیا، مایوس ہو، کچھ میں آنسو پیے داپس پورا ہوا تھا کہ دروازے پر موجود بزرگ کے خادم سے پوچھا کیا نام ہے، یا نصیبت لک پڑی ہے، اس شخص سے پئی حاجت رہا، اور بزرگ کا مشورہ سنا، اتفاق سے وہ خادم حضرت کا حراج شاس تھا اور عمر زنگی خادم سے کہ حضرت سے کھو لوں تو کھدے سے سے کہا ہے، اور کھو سے صرف سات کی نہیں ہوتے چوٹیاں بھی تو بھون ہوتی ہیں، مٹھی بھرتا، آپ نہیں لے سکتے ہیں کیا اللہ سے آپ کوئی بھی حیثیت نہیں ہا سے، وہ شخص گیا اور اس پر عرض پیر ہو، ہوتا ہے، وہ بھی میرے گزارے ہوں گے کہ کسی رکت ہوئی کہ سب پیشوں کی شادی بھی ہوگی، اللہ سے مجھے ملے گا، آج بھی اس کے سہل میں کی پشتوں سے چریں کو نہ ڈالنے کا رواج ہے۔

اس کا تقد کا یہ مطلب ہر گز نہ ہو کہ میر کہیں شخص بھی صرف چوٹیاں کو کھڑے نہ رہی مردوں سے اس جھڑ سے، مقصد یہ ہے کہ مخلوق اللہ کی عیال ہے اس پر رحم کریں، اللہ آپ پر رحم کرے گا، ہر شخص اپنے منہ کا کام کرے، اللہ سے سب کو اپنی بنایا ہے، اب اللہ کی راہ میں خرچ کا مطلب بھی کچھ نہیں ہے۔

ہے محبوب محمد رسول ﷺ کا اور ہر رب ہے سب اعبادت اور
تنگی سے ہمارا اور دور تک نہیں بونی واسطہ نہیں ہے حبیب پاک
بریلوی کے صدقے سے۔ دل بخشش دہا آئین۔

مس ۵۵۵ کا بقیہ

اثرات ہو رہے تھے، اس خوب نغمہ جیسے سے نے آپ کا نفس
بڑھنے لگا۔ اس مشکل پہ چھٹلک شام میں صبح معقول معقول تلاش
کہاں کی حد سے، یوں نو معرور کی دہاں کی نہیں تھی مگر آپ چاہتے
تھے کہ ایسا معتبر معبر مل جائے جو خواب کی اسکی مکمل اور صحیح تصویر
بصورت تعبیر پیش کر سکے جو آپ کے آہنی سکون والہ میدان کا باعث
ہو اور آپ کے اضطراب کے روال کا سبب بن سکے۔

تفیش و تفسیر کے بعد ایک عیسائی رہنما کا جواب آپ
کو سر سام آیا آپ تو اس کے پاس پہنچے اور سے چہ خوب
تقصیدیت رہنما سے آپ کا مفصل جواب بطور منہ کے بعد
تعبیر بتا سے سے قبل لگی ایک سوال ت جو دینے لگے۔ مثلاً اس سے
پوچھا کہ یہ بتائیے آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کہاں کے رہنے والے
ہیں؟ آپ کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ کسب معاش کے طے
میں آپ مشغول کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ حضرت پوچھ رہے تھے
جہاں تشریف لائے تھے اس رہنما سے آپ کے تمام سوالات
کے جوابات دینے لگے جو بات سن کر رہنما سے کچھ دیر توقف کیا
پھر وہ پوچھے لگا جناب یہ جواب آپ کے رہنما سے متعلق کا پیش
جسم ہے یہ خوب آپ کی معادرت مدنی کا واضح شریہ ہے،
خوب آپ کی بلند قسمت کی نوید جانہ ہے یہ خوب آپ کی
دیباہ آخرت میں مدد و کامرانی کی صحت ہے یہ خوب آپ کی
نصیحت و عظمت اور جاہ و شہرت پر نکتہ بانہ ہے یہ خوب آپ
کی انفرادیت و خصوصیت کا رعل علام ہے، یہ خوب آپ کی
غیر معمولی معیار کی سنگ میل ہے، یہ خوب آپ کی سرور کی
صفا بیت کی پرور ریل ہے، یہ خوب آپ کے ان کمسن ہوا سے
کا مینارہ دور ہے، یہ خوب آپ کے لئے خیر و برکت اور رحمت و
امت باعث ہے۔

رہا سے ہڈ نہ کھینچے اور نہ پڑھ رہی رو یا رہے اور وہ رہے ہیں
ان کا حال یہ تھا رہنا نہیں رہا۔ سب کو بھوں کر غیر حق میں مشغول
ہوتا ہے، ہم بھی سب میں کو کھڑے ہو یہ اللہ کی بارگاہ میں تو
حیال نہ آیا اور وہ بھی رب کے سامنے جب کہ اس وقت وہ
غیر حق کی یاد سے جان ہونا چاہیے تھا تو گویا ہم سے نہ رہا پڑھی
یا نگاہ لگی کا ادب بھی نہ کر سکے، اللہ سے تو فرمایا، اے اللہ
بہن گوی۔ مگر وہ میں تو غیر کا تھا، اللہ لہ

پاں پاں کتنی مجھ کو قلند کی یہ بات
تو جھکا جب میرے آگے تو کس تیر بات

مخبرہ کو سب تصور تھا جس سے سرکار غوث عظیم خیر، مقرب
شد بھی تعبیر کے خلاف میں پٹ رہا، بخشش اس طرح طلب
کر رہا ہے جیسے دنیا کا سب سے بڑا حلقہ کار وہی ہو، دراصل اللہ
کی صحت و صحت ہے سب خوف و ہے اللہ ہر چیز سے
بے نیاز ہے نہ جوہر کی تسبیح نہ لہو کی کس کو حاجت ہے نہ ہم
بخشش اس پر رام ہے، تو ہر چیز سے بے نیاز ہے، اس لاسی
کی ضرورت نہیں، سب اس کے محتاج ہیں، آج ہم حقیر فقیر سر پر
تقصیر بندوں کے الساطہ لہتے ضرور ہیں مگر یہ بھی غیر کے ساتھ یہ
کسی بچے بلو کا کا صدق ہے جو لہ نہیں، ان خطا رہے اور ہم
تو رہیں ہیں، حصہ دینے والے کے قابل ہیں، ہمیں تو یہ سب کاپت
ہے نہ گناہ کا اجاب صلاں اللہ کی عیب مرد نہ در صاحب علم
ایک حقیقت آشنا کی صحبت کے بعد بے ساختہ یہ کہے پڑے
ہو جاتا ہے کہ ج

مولوں ہرگز - شد مول سے دم

تا علام خمس تبریدی نہ شد

تو ہر کس کھیت کے مول ہیں، ہم سے کیا جانتا در کی سمجھا
نہ کسی مرد و کی صحبت اختیار نہ رہا سے کچھ سمجھا۔
سے شوقی دیوں ہے کار رہا کچھ حاکم اثر رہے کی
اور تو ہوتا مشکل ہے صورت کی بنا رہا ہے
سنا اللہ اہم تو صرف لفظوں میں ہیں جس کی نقل کرتے
ہیں اسی کے ساتھ انھما سامانی انھیں صرف انھما معہم ہے کہ تو

زور رکھ کر دیکھیں کہ کون سا ہے

ایلو مینائی ایجنڈا اور بے بس انسانیت

میں اور کچھ عیسائی اس تقریر کا سب سے اہم مقصد یہ ہیں اور یہودوں اور مذہب ہیروز ریمپٹن کی مدد سے دجال کی آمد اور اس کی مطلق العنان حکمرانی کی راہ ہموار کرنا ہے، اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے New World Order کے نام سے ایک منصوبہ بنایا ہے یہ ایک انتہائی شیطانی منصوبہ ہے جس کے بہت سے حصے اور بہت سے steps اور یہ multidimensional ہے جس کی پورے منصوبے کا سبب اب Gm ہے

دنیا میں one world government کا قیام، دنیا میں one world religion کا نفاذ، دنیا میں one world currency کا نفاذ، اور آخر میں One World loader کا قیام (یعنی دجال یا Antichrist) کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرنا)

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے چنان کو مزید چھوٹے پلانز میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سب سے خطرناک پلان دنیا کی آبادی کو سات ارب سے کم کر کے ایک ارب یا پچاس روڑ تک لانا ہے اور یہی وہ منصوبہ ہے جس کا براہ راست تعلق گردنا ڈائریکٹ ہے۔

دنیا کی آبادی کو کم کرنے کے شیطان منصوبہ سازوں کے لئے ایک متعدد لوگوں میں ایک یہ کہ کم یا ب کو کنٹرول اور Manage کرنا سب سے آسان ہوگا، بعد ارب Chips install کر کے ان کے behavior کو ماسٹر کرنا یہ آبادی کی یقینیت بہت آسان ہوگا، دوسرے یہ کہ زیادہ آبادی کو مذہب سے دور رکھنے کے لئے عیسائی طور پر یہ کرنا مشکل ہے مسیحیت کو تادی کے یہ کہ تادی پہ پنا گھر impose کرنا

گردنا ڈائریکٹ ساری دنیا میں پھیل چکا ہے، کاروبار حیات بند ہو چکا تجارت، تعلیم، مذہبی اجتماعات، سیاست عرض تمام شعبہ سے pause کی حالت میں چلے گئے ہیں، پورے دنیا کی سات ارب آبادی شدید فکری دباؤ، خوف و ہراس میں مبتلا ہے، بیماری کی نئے علامات واضح ہیں یہی وجوہات بیماری کا شیٹ بھی with precision کا تعالٰیٰ میں نہیں کرتی یہ دن ممالک تو دور ترقی یافتہ ممالک بھی اس دائرے سے مقابلہ کر لے کی صورت میں رکھئے۔

اس ساری صورت حال کے تناظر میں یقیناً یہ سوال بہت اہم ہے کہ کیا یہ گردنا دوسری جنگی ایک دوسرے Bioterrorism سے "یہ طاعون جسکی بیماری naturally پید ہو رہی ہے یا یہ Biological warfare کا حصہ ہے؟ یہ ایک سبب ہے، باقاعدہ planned سازش؟ پید بھی معدودہ بار عرض کر چکا ہوں کہ کنسپیراٹری conspiracy theorists میں دیکھنے والے سے آپ کا اتفاق ضرور نہیں، تاہم یہی گزشتہ آپ کے سامنے ضرور رکھنا چاہوں گا

میرے لئے ایک موجودہ دباؤ گردنا ڈائریکٹ میں پورے کے تحت دوسرے میں پھیلائی گئی ہے جس سے کچھ عیسائی خفیہ شیطان تنظیم یونینائی (1778) کا دھبہ ہے یونینائی دھبہ میں دوسرے کی اقتصادت کسی اور وقت، مگر مختصر یہ بتانا چاہوں کہ یہ عیسائی خفیہ شیطانی تنظیم ہے اس کو چند تہائی طاقتور حاکمان اس پر درہ کر چلا رہے ہیں Rothschild حاکمان Rockefeller حاکمان برطانوی شاہی حاکمان khazarians وغیرہ یہ لوگ کسی مذہب کے پیروکار نہیں بلکہ یہ دھبہ شیطان کے پیروکار ہیں اس کی بدیانت پہ چلتے ہیں کچھ لوگ نظام میں ہیں

افغانستان اور عراق جیسے کے وقت استعمال کیا گیا وہ بیماری پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس عامی بول کے پرائیگنڈ اور میڈیا کے ذریعے ہراسگی کے پیچھے بھی ایک اہم مقصد کارفرما تھا اور وہ مقصد تھا Mind and behavior Control جو کہ ادینائی کے تئیسویں ہتھیاروں میں سے ہے، کروٹا داکوس ویا کا پھیلنا محض ایک drill ہے ایک مشق ہے ایک تجربہ ہے، اصل War بھی آگئے ہے، موجودہ کا پھیلا، سامانہ اس کے حوالے سے شدید ترین اور شاطر میڈیا کئی ایک بہتر تجربہ جس سے مستقبل کی مرید پر سنگین جانی نقصان ہے، موجودہ ویا شدید 3 ماہ میں شروع کر دی جائے اور اس یا دہشت بھی مجموعی طور پر کہ رہی مگر مستقبل میں یہ تجربہ منصوبہ سازوں کو مزید بہتر اور خطرناک پلاننگ کے کی صداقت دے دے گا الویدیائی سے اس داکوس سے پھیلاؤ سے نتیجہ بہتر نتائج حاصل رہے ہیں اور باقی نتائج وقت کے ساتھ سے آج میں گئے، تاہم لگا بھی لگا رہا لگا جا سکتا ہے، نتائج ہیں۔

بہلی بات یہ کہ نوک Biological warfare کے بارے میں بالکل لاعلم تھے ہیں اور ابھی تک ہیں Bioterrorism کو ایک قدرتی وجہی سمجھ رہے ہیں جو کہ نئے نئے ایک positive result ہے، دوسرے کو لاک ڈن کرنے ایک کامیاب تجربہ کر رہا گیا اور اس کا ڈاکٹر کے نتیجے میں لوگوں کو متاثر کیا اور مدد بھی دینا دیکھ کر دوسرے کو کوٹ کر رہا گیا اور اب اس لاک ڈن کے اثرات سے بچنے چاہیں گے اور چدن کی جیسوں کو دوسرے آئندہ مزید بہتر چدن بنانا چاہیے گا۔

اس تجربہ کے ساتھ قرنطینہ یا Quarantine کا concept ایک ہی نقطے میں پوری آیا کے وگوں تک پہنچا دیا گیا ہے اور ہمیں شدید دیکھی مفلوج کر کے سمجھا دیا گیا ہے۔ جب کسی کو جراثیم سے مراد لگے کر quarantine کر کے کا حکم صادر ہوگا تو اس پر محتاج نہیں بننا پڑے گا۔ وہ شخص جس کی بیماری ہو یا کسی بیمار سے ملنے سے خطرہ ہو تو بھی quarantine ہو گئے۔ یہ سب احتیاج نہ کرنے کی ہمیں indirectly تربیت سے ملے گی۔

بھی ریادو آبادی کی سبب آسمان عمل ہے، تیسری بات یہ کہ م
آبادی کی صورت میں Planet earth کی Stability اور
sustainability میں اضافہ ہو جائے گا اور Natura
resources پر دباؤ کم ہو جائے گا جو کہ Ruling Elite
نے بہتر ہوگا۔ چوتھا نکتہ یہ ہوگا کہ دیگر ممالک اور genetically
engineered ممالک سے ایسے لوگوں کو ہٹا کر دیا جائے
گا جو ان کی نظر میں سوسائٹی پر بوجھ ہیں یا جن کی
productivity بہت کم ہے، اس سے زمینوں کی
about force طاقتور ممالک کے لیے غریبوں تک میسر نہ رہے گی جس
کا استعمال کر سکیں گے۔

(اس نکتہ پر مزید تحقیق کے لئے Transhumanism پر سرچ کیجیے، بلاشبہ پچھلے اہم مواہ اس پر موجود ہیں، ادنیٰ کی ادنیٰ کم کرے گا نئے مختلف طریقے ستھان کیے جائیں گے جن میں علاقائی اور عالمی جنگیں Fast foods اور کیمیل روہ packed کھانے اور مشروبات کا استعمال عام ترین طبی پیشہ دار ماسیو شکل میوہوں کے دینے شدید گرجا موش side effects اور بیماریات کی تیرونی Genetically engineered viruses اور چارپوں کا عالمی علاقائی پھیلاؤ، گلوٹن، منجھ کے دینے تحفظ جان، مہذب برپا کرنا، پھنے سکے پاں اور جناس کی کمی create کرنا وغیرہ۔

یہ یورپی کومینالی کی پدائنگ اب آئے ہیں۔ دنیا میں
کی طرف میرے سبک اس، جس کا وہ کی طرح پوری دنیا میں
پھیل رہا ہے۔ نئی شیطانی پدائنگ New World Order کا حصہ
ہے، اس سے قبل H V Ebola virus, Anthrax
Hanta virus Dengue، SARS،
V RLS, MERS V RJS کا کامیاب تجربہ کیا جا چکا
ہے۔ وہاں کے آثار پہلی انٹر نیشنل میڈیا کا اس کو بھر پور رونا
شروع میں لگانا، تمام عالمی میڈیوں کا اس پر دست
رودینا لوگوں کو دریا اور ہر سال کی جانا، تاکہ ان
ریڈیو بائیں سنا یہ سب وی SOP سے جو پہلے کے نئے

گئی ہے، چنانچہ کل جب ہمارے مذہبی پیشو اس کو ایسی سوچھ رہے تھے وہاں رہسازوں کو دیکھ کر رورے کر رہے تھے۔
 quarantine کہہ جا رہے تھے۔ سب خاموش رہیں گے چند خوش ہوں گے
 ہمارے کسی عزیز کو شیطانی منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھ کر
 جب اسے جوہرہ وائرس کا شکار کر دے اور کرے یا تو اس
 کے ہمارے قتل دینے جائے کی بات ہوگی تو ہم نہ مانا دے
 ٹریٹنگ اینڈ پروگرامنگ کی بدولت قطعاً حوالہ نہیں
 گئے۔ (میں ہاتھ پر کچھ دستوں کو دیکھ کر ہنس رہی ہوگی مگر انتظار
 کیجئے یہ چند ماہوں چند دہائیوں میں ہوسکتا ہے)

یہ نتیجہ بھی حاصل ہو رہا ہے بھری ترقی یافتہ سائنس
 مائیکس ابھی اویٹائی کے ماحولیت کام کرنے والی سائنس
 Bio-engineering سے بہت پیچھے ہے اور ایسے
 وائرس کی کئی مادے مسلسل ترقی کے باوجود کوئی یہاں اس کا
 توڑ نہیں بنا سکتا جو کہ شیطانی منصوبہ سازوں کے لئے بہت خوش
 کنندہ ہے، سب سے اہم نتیجہ یہ ہے کہ دیاب اب بھی چند فارما سیونیکل
 میسوں کی جانب بکھر رہی ہے جو ان شیطانی تنظیموں کے کنٹرول
 میں ہیں۔ دیکھ رہی ہے کہ عام میں ہے، خطرناک ہے جس کو
 ہلکا سا بے فکر اور گھٹنے ٹیک چکے ہیں۔

آج پوری دنیا کے گواہ اور حوالہ ال مغربی اور سارے ممالکوں
 کی طرف حسرت امید اور اس کی بھی لگا ہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ
 کب اعلان ہوگا کہ دنیا کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے، شاید آپ
 یہ وہ نہیں لگا سکتے کہ اس بات پر شیطانی کے بھارتی کس قدر
 خوش ہو رہے ہیں گے، وہ سوچ رہے ہوں گے مستقبل کے اس
 منظر بارے جب وہ پوری دنیا میں مصروف قحط برپا کر دیں گے اور
 مداخلت اور جناس ان عالمی سرمایہ داروں کے پاس ہوگی دراصل
 کا سرمایہ دہال کیے گا، پتہ چلا رہا ہے کہ وہ دوں گا پھر ہے
 کا پتہ دہال بوتب Artificial Rain برسا دے گا اور جناس
 دوں گا، کیا حسین منظر ہوگا وہ۔ (اس بات کا شاعر رسوا پاک
 ملاحظہ کی حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ خدا جناس بارش سب
 کچھ دہال کے کنٹرول میں چلا جائے گا، لوگوں کے لئے ایمان

بھانا مشکل ہو جائے گا)

پہلے ہی ایک پوسٹ میں عرض کر چکا ہوں کہ "ہے" وہ اس
 ممالک میں دی قوم "سپر پاور" ہو رہی ہے، جس کے پاس
 Genetic engineering • Biotechnology
 Medicine and Biomechanics
 pharmaceutical technology and
 research ہوگی کچھ جگہں جہاں دینی جنگی ماہرین
 سے لڑی جائیں گی وہاں میڈیکل انڈسٹری ترقی ہم کردار اور
 کر رہی ہے

یاد رکھیں عالمی شیطانی تنظیموں کی بھی بہت سی عزتیں
 ہیں جن میں سے ایک ہے mass awareness جتنے
 ریاضوں کو ان کے شیطانی منصوبوں سے aware ہوتے ہیں
 گے ان کے شیطانی منصوبے اتنی جلدی expose ہوں گے
 اور انہیں resistance کا سامنا کرنا پڑے گا، مذہب سے
 لگاؤ سبھی معلومات کے عین حقیقی علم شعور اور critica
 analysis کی صداقت ان شیطانی کے بھاریوں کی اصل
 دشمن ہے، جیسی ہے راہ روی اور مذہب چیز آری، عورت کی
 آزادی ان کے ہم ہتھیار ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر مٹی ہے کہ دجال شب
 ظاہر ہوگا جب اس کے بارے میں بات کرنا نہ کر دی جائے گی،
 یہی صورت حال آج ہے، دجال کی بات کی جائے تو لوگ اسے
 قس مہر میں دے "پتہ نہیں" وہ وقت ہے جس سے شر سے صحابہ
 اور دیگر جہاد میں طرف خود دیا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم سے
 پتہ مانگی ہے۔ دنیا وائرس و دجال کے شرور میں سے ایک شر
 ہے اور یہ شخص ایک جھوٹا laboratory test ہے، ابھی اصل
 دیکھیں آنا باقی ہیں، یہ جو ہے جی ہم محسوس کر رہے ہیں یہ کچھ بھی
 نہیں، آنے والے دجال فتنے اور شر اس سے کہیں بڑھ ہوں
 گے (معاذ اللہ) اندازہ لگا لیجئے کہ دجال کے شر کیسے ہوں گے
 اور یہ وہی ہوئی ہوئی کہ نبی نے بھی اس سے پناہ مانگی؟

یاد رکھیں جب اللہ کسی قوم سے نا اہل ہوتا ہے تو اپنے

آئینہ رسول علی اللہ وسلم

﴿مَنْ رَأَى النَّبِيَّ فَقَدْ رَأَى اللَّهَ﴾

کے مخصوص احباب اور فرائض ہوتا تھا

مسلم شریعت کی حد آں کی کتاب میں ان احباب میں سے خصوصی طور پر چار حضرت کے واسطے مختصر عارف مندرج ہیں اور ان چاروں سے چاروں نعمہ تعالیٰ بھی عیب کے اعلا سے سرسبز رہے۔ ان میں سے ایک نام حضرت حکیم بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو اہل مومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا، بھتیجی، آپ کی شخصیت کی باوقار اور ہار عیب خیزی ساتھ ساتھ قریش کے معزز رئیسوں میں بھی آپ سرپرست تھے، آپ کی بیوی بھی اہل حویلی پر رہی کے سوا کے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انور الکرم کیا طرف آپ کی اداوات عین اللہ کے اندر ہوئی تھی۔

دوسرے نام حضرت حماد بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس درمیان مولا المکرّم کے نزدیک آپ کی فامیاب طبابت اور جرحی کا بڑا شہرہ رہا۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا آٹھویں بڑا بیان امر ہے۔ اتفاق دیا ہوا کہ جب حضور پر نور ﷺ کے علما فوت ہوا تو اس وقت آپ مکتہ المکرم کے باہر پہنچے گا ان میں تھے جب وہ اپنی طبابت کے سلسلے میں مولا المکرّم شریفہ کے پاس تھے، لکھ کر آپ کی حیرت کی خیرداری کہ چاروں طرف جہاں کی آخر زمان کے اعلان موت کا چہ چاہے، وہیں پیشتر بائیں انہیں مجھوں کہہ دیتی تھیں مزید، آپ جب آپ سے یہاں دور منظر دیکھ کر حضور کرم ﷺ کی پیادہ رہتے سے حلیف خوشیاں بھیرتے ہوئے خرمیں خرمیں چلے جا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے شرم لڑکوں کا پیادہ ہوتا ہے جو انہیں پہنچنے کے لیے جا رہے۔

جب حضرت خادین اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ واسوہ منکر دیکھا تو دیرینہ دوستی کی بنیاد پر انہیں بے حد دیت ہوئی اور

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں: وہ بہت جو صدیوں سے عین اللہ سے ہر مطلب تھے، ان کی پیش پر ہل مکہ کو رہنا تھا جسوں وہ مفتخر نہ ہند رہیں پناہ معبود، سلیم کرے کے ساتھ ساتھ ہڈی ہر حاجب اضروہ میں ماوراء انہما مانتے تھے سب کے سب یقیناً۔ دیر دور یہ ہو گئے اور وہ بہت جسے سب سے بڑے بہت دے معبود ہوئے کا غرہ حاصل تھا وہ ہوند عیسائی گرا پڑا تھا ان حیرت انگیز درتھب خیر منظر وہ دیکھنے کی میری آنکھیں اپنے درتھاب فرام کر رہی تھیں کہ معاند آئے گی، مہا ک ہو، مبارک ہو امید و تمہ کے گھر محمد مصطفیٰ صومرا ہو گئے اسے عام پر منتوں کی گھڑا نہیں چھا گئیں، حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں: اس وقت میری تھی بیستہ ناقابل بیان تھی، میں مسرت و شادمانی کے بحر ناپید کن میں غوطہ زن تھا ناگہاں ایک شخص ہوا، اہو آیا اور یہ مشرہ جالغر سناے لگا اسے کہتے: اللہ کے متوں! اسے ساری تھاج! اچھو! آپ کے گھر جاوے، آپ کے گھر آپ کے گھر پونے کی حلوہ طرب رہی ہوئی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں خوشی خوشی گھر آیا اور پہنچے پونے کو فرج عجب و شفقت میں ملیجے کہ لگا یہ پھر کعبہ کو رحد وند قدوس کی راگاہ میں بطریق خارج خوب خیر و برکت کی وہ میں مانگیں درمیں سے ان کا نام محمد رکھا۔

جامع المعجزات کے حور یار محمد مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مقدس جواب اور اس میں مسجع تعمیر کا ایسا موجود ہے، جس میں ملکہ شام کے پیر، عجب سے سرکار قدس ﷺ کی تشریف آوری کا مشرہ جالغر سناو درمیں خوب آپ کے ذہن مسجع ہونے کا عید بنا و فتح رہے۔ قبل عدال ہو حضرت صدیق، ہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرہ حضور پر نور ﷺ

کا کسی قسم کا اختلاف ہو اور تمام شرکاء آپ کے معاملات ہمیشہ بے حد صاف و شفاف رہے اور شرکاء آپ کے حسن اہستہ سہستہ نظر پر جیتے رہے، آپ کے تمام مخصوص مسائل پر غلط اندازوں کا یہ خصوصی نقصان کہ ہم آپ کے سب کے سب شروع ہی سے فطری طور پر نہیں خدائی کے بلند مرتبہ پدارت تھے، وہیں، تنہائی میں جوش و شہور اور وقار بھی تھے۔

تاریخ کے اوراقی شاہد ہیں کہ جہاں ہل مکہ رسولؐ کی قدر و منزلت کی ماست و صدقت خوش روی اور ہندی دھانی کا طب پر جیتے تھے، وہیں آپ کے احباب کی مدد و دستاویز میں بھی رعب و ندامت رہتے تھے، بلکہ یہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے اصحاب صاحبِ قرآن صحابہ کبار کے جلوں سے ایسے سرشار رہے کہ دوست و دوست دشمن اور بھی یہ بنا پڑ کہ محمدؐ عربیؐ کی نقص ترین صحبت، ایضاً کے اثرات کی ضیائیں بھی ہیں تو آپ سے اصحاب میں بکھرا۔

مجدد کیوں نہ ہو جس بے مثال امت ستودہ کے نور و برکت کائنات نے کائنات کی تخلیق سے درود سال قبل پنے وارے خلق کر کے پے قرب غافل میں لکھا ہوا ہے سو وہ سمجھا ہوا، صبح کمال امت و مصدر اوصاف بیابا ہوا، پنی صداقت کے ساتھ ساتھ پنی، مہم نظیر تمہا بنایا ہوا پھر وہی نور جب سانس بشر میں بیوس اس کا کد اں گیتی پر تشریف لایا تو فقط اصحاب کی تخصیص کیا کائنات کا راز و اس کا نورانیت سے فیض یاب و بہرہ ور ہو گیا جس بشر کو آپ سے سمیت ہو گئی، وہ اگر رو جھوٹا ہاں بن گیا قطرہ جھوٹا تو دیا بن گیا۔

قبل عداوت موت آپ کے مخصوص حبیب میں سرپرست حضرت ہو کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ آپ کے مقدس ثوب کا مختصر پس منظر یوں ہے کہ آپؐ تجارت کی عرص سے ملک شام شریف سے گئے تھے، انہیں یا مہار واقعہ ہے کہ یہاں آپؐ کو ہوا تراحت تھے عامرہ بانس دیکھا کہ شمس و قمر سماں سے رُ آپ کی معوش میں آگئے ہیں، بیدار ہوئے کے بعد آپؐ پر اس عجیب و غریب خواب کے بقیہ میں ۳۴ ہجری

جب اسبوں سے بار بار مجھوں ہوئے کی باتیں سنیں تو انہیں ایسا لگا کہ میں، اقی محمدؐ عربیؐ چنانچہ چمنوں کی کیفیت تو انہیں طاری ہو گئی ہے، حضرت سیدنا بن شعبہؓ کی ایک عبادت چھڑکبھی، بڑی تیرہی سے ساتھ، حوالہ گراہی قدر، چنانچہ کے پاس سے اور تنہائی مختصراً وہ رہیں بولے کہ محمدؐ (ﷺ) مجھے یہ سن رہا اقلق ہو، آپؐ پر بولی اثرات، حق ہو گئے ہیں، گھر سے کی قطعی ضرورت نہیں، آپؐ کو بھی طرح معصوم ہے کہ میں طہارت میں کس قدر عبادت رکھتا ہوں، آپؐ جانتے ہیں تو میں آپؐ کا ایسا علاج کروں گا کہ جوں جیسے مہلک مرض کا شہر خاتمہ ہو جائے گا اور آپؐ مکمل طور پر شہید ہو جائیں گے پھر مڑاؤں پہ ایسا۔ سور منظر نظر نہیں آئے گا۔

دراصل حبیب کو اس مات کا طرہ تھا کہ رب کائنات پنے چہلے کر مہم علیہم اسلام کو جنوں اور دیگر وہ مراحل و حوادث شہرہوں سے محفوظ رکھتا رہے، حضرت سیدنا بن شعبہؓ کی تہذیب و تمدن مختصراً گفتگو سے بعد حصہ، چنانچہ سے رب مہم کی حمد و ثناء بیان کی اور اس کے بعد پنی عداوت آگئیں رہاں فیض تر جہاں سے چھڑ پے نیلے ارشاد فرمائے جو حضرت سیدنا بن شعبہؓ کے سینے میں اتر کر پچھست ہو گئے پھر بلا تاخیر وہ علم طہیب کا اور رکتے ہوئے حلقہ کوش سزا ہو گئے۔

قبل عداوت سرکار اید قرآن چنانچہ کے مخصوص، احباب میں قیصر نام صحیح المسلم کے علاوہ سنیحاب کی دوسری جلد میں بھی جس خوش بخت امتؐ کی کا یہ ہے وہ ہیں حضرت قیس بن مسیبؓ مخزون صلی اللہ تعالیٰ علیہ اہل بیتؑ تو حضرت قیس بن مسیبؓ کو آپؐ سے بے حد قرب حاصل رہی مگر سب سے بڑی خصوصیت اور خوش نصیبی کا نام یہ ہے کہ چھوڑتی مور میں بھی آپؐ کے شریک کا رہے، حضرت قیس بن مسیبؓ کی کریمہ چنانچہ کے اخلاق کریمہ سے اس قدر متاثر رہے کہ ہانگ دلی فرمایا کرتے تھے کہ بروں میں سے آپؐ کے ساتھ صرف تجارت کی بلکہ تجارتی سلا سے ساتھ ساتھ دیگر شرکاء کے تجارت سے آپؐ کے معاملات کا بھی جائزہ لیتا، مگر میں سے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی شریک تجارت سے آپؐ

جہاں اصغر سے جہاں کبریا طرف لوٹ گئے (الف ۱۱۱)

جد ۲، مؤ ۳۳-۳۴، یث ۳۲

عرص ۱۱ فی دما۔ سنی کوں ٹیں ۱۱ ن کے عطا نہ کیا ٹیں؟
(انگریزی سوال)

ارشاد سنی مشہور ٹیں اور فی اوقت اس بار سے میں کچھ گفتگو
رنا بہتر کہیں۔ یہ لوگ معروف ٹیں اور ال کے عطا نہ بھی کسی
سے پوشیدہ نہیں

عرص ۱۲ جہاں شریعت حصہ سوم ٹیں ہے کہ ایسا صورت
میں عام ۲ بیت امام بالاتفاق ضرور ہے کہ مقتدی عورت ہو
اور وہ کسی مرد سے محارم محرم ہو جائے اور وہ نماز حنا ۲ نہ ہو تو
اس صورت میں اگر امام سے امامت رفاقت بیعت نہ ہی تو اس
عورت کی نماز ہوگی اس میں محاذی سے کیا مراد ہے؟

ارشاد محاذی سے مراد اس کے برابر مرد سے ۲ نہ ہے
سے خدا ملا کر عورت کھڑی ہوگی تو اس صورت میں وہ اس
کے محاذات میں کھڑی ہے اس کی نماز اس کے سامنے والے کی
نماز اور اس کے پیچھے والے کی نماز بھی لازم ہو جائے گی شرطینہ
وہ جو محاذات کی شرطیں ٹیں وہ جہاں شریعت میں ٹیں مائل وہاں
سے دیکھ کر معصوم ۲ گروہ ساری شرطیں پائی گئیں تو اس صورت
میں نماز فاسد ہوگی ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز صلا مطلقہ
رکوع و سجود فی نماز ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ تحریر ہادی ۲ آواز
بقاء آواز عورت صلا مشترک ۲ ہو یا مشترک ۲ ہے امام کے درمیان
اور اس کے درمیان عورت کی میں بتکبیر تحریر ۲ کہہ شامل ہوں
اور پھر ایک شرط یہ ہے کہ وہ عورت مشتبہ ۲ ہو یا ناخبر ہو۔ اگر بالغ
نہیں ۲ صغیر ہو ہے لیکن مشتبہ ۲ نہیں تو اس صورت میں ما فاسد
نہیں ہوگی۔

عرص ۱۳ میں کی ہوں اور پیشہ ور کرکٹ ہوں کی نہیں میں
مترقی بھی حفاظت رہتی ہے اور میں نماز کی بھی پابندی رہا ہوں اور
بھی میری ۲ اور کی کاوریہ ہے کہ میں سے جاری رکھ سکتا ہوں؟
ارشاد اگرچہ نماز کی حفاظت ۲ رہے ٹیں اور یہ مترقی نہیں
ہوتی اور نمازوں کی نماز کا بدیشہ نہیں ہے وقت پر نماز کی ہو جائی

سخت محل نظر ہے ی کا احتمال اس عرصے کے لئے ناجائز ہے
اور یہ چند وجوہ سے ۱۔ ایک تو یہ جماعت کی جگہ گھیرا ہے اور جماعت
ن جگہ اس طور پر گھیرا اس سے تقریباً جماعت ہے یہ ناجائز ہے
۲۔ پھر اس میں قطع صاف بھی سے متنی یہ تو رسی ہے جو صاف
کو منقطع کرتی ہے پھر اس پر جو صاحب نماز پڑھ رہے ٹیں وہ
گرچہ بظاہر نماز میں ٹیں لیکن دراصل وہ حقیقتاً نماز میں نہیں ٹیں اس
کی نماز نہیں ہے اس لئے کہ جب وہ چل سیتے ٹیں یہ کرکٹ
پر بیٹھ کر پڑھ رہے ٹیں تو یہ تو قیام پھونکے ہوئے نماز کی اور
قیام نہ بھی کیا کسی پر بیٹھ کر یہ حلال کیا شمار نہ سے تو جو
رہیں یہ پیشانی رکھ کر عمدہ کر سکتا ہے اس کا شریعت سے عہدہ
کرنا صحیح نہیں ان دونوں صورتوں میں کرکٹ پر بیٹھنے ۲ نماز کی
صحیح نہیں ہوتی کسی کا صحابہ سخت محل نظر ہے اللہ تبارک و
تعالیٰ لوگوں کو توفیق ۲ دے کہ وہ اپنی عبادتوں کو ریگاں ۲ میں
اور عبادتوں کے حکام میں در صحیح طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی
عبادت ۲ کریں۔

عرص ۱۴۔ مسجد میں پیر کی انگلی کا پیت لڑیں پر نہ نکلے تو کیا
نماز ہو جائے گی؟

ارشاد ایک انگلی کا پیت کن عرصے ہے اگر ایک انگلی کا بھی
پیت نہ نکلا تو نماز نہ ہوگی اور کٹر کا لٹنا یہ واجب ہے ورنہ کا لنگہ
سنت مؤکدہ ہے اور یہ حکم مردوں کے مسجد سے باہر عورتوں کے
نئے یہ حکم نہیں ہے

عرص ۱۵۔ ایک سنی سے مجھ سے کہا کہ حدیث جس میں جہاں
میں کو جہاں کبر کہا گیا ہے موسوع ۱۱ میں گھڑت ہے کیا یہ
درست ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد آپ و چاہیے کہ اس سنی سے کہیں کہ وہ اپنے اس
ذکوے کو ثابت کرے اس کا یہ دعویٰ بے مینا ہے اور یہ حدیث
مستند ہے کہ جب رسول کریم ﷺ صبر عزم سے وہ اس تشریف
لا سے عزم کے ۲ سے میں مجھے اس وقت تک نہیں کہیں کہ وہ
عزم بد نہ کیا کوں اور اگر آپ سے فرمایا

رجعت من الی جہاد الا صبر من الی جہاد الا کبر

جیسے پھر بھی ہوا وہی کی اس صورت سے بھی ممکن ہوا اللہ سب سے
وہ تعالیٰ ہر رساں ہے یوں تنہید چھاپشہ طلبہ کی کے
لئے حقا رہیں۔

عمر ۴ میں بہت ہی کم کھینچنے والے در پہلے سفر کرتا
 ہوں میں قصور و وجہ نہ کہیں جا سا اور سب کی عام طور پر بات ہوں
 مگر سفر کی وجہ سے مجھے تصویر بنو نا پڑتی ہے یا کسا محسوس ہیں
 میں معذور ہوں؟

ارشاد: یہ سفر پڑھیں (مصحف) کرتا ہے اگر ملے عمر و مدت ضرورت شرعیہ ہے یا حاجت شرعیہ ہے اس کی بنا پر تصاویر کے لئے قانون مجبور کرتا ہے تو اس صورت میں وہ فصل معدوم ہے اور اگر سفر کے بغیر وہ ضرورت اس کی پوری ہو سکتی ہے یا حاجت پوری ہو سکتی ہے اس صورت میں حاجت نہیں

عرصہ ۱۵ قسم کا ہے۔ میں جب نام عیسیٰ حضرت عیسیٰ پر آئے
 ہیں تو کچھ لوگ زمین پر دھجھ مارتے ہیں کیا یہاں کرنا چاہا ہے
 ۱۰ رگوں کے ثابت ہے کہ یہاں کرے کے کیا مقصد ہوتا ہے ؟
 کیا نیت ہوتی ہے ؟

ارشاد ہے۔۔۔ اس مسئلے میں مجھے کچھ مستحق نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ یہ معذرت میں کوئی عمل ہو بہر حال اس سے مراعت کی کوئی وجہ نہی مجھ میں نہیں آتی ہے اگر یہ برہمنوں کے معمولات سے ہے تو برہمنوں کا عمل جس سے ظاہر طور پر شرعاً کوئی مراعت نہیں دہرائی جا سکتی ہے

عرض ۱۶ کسٹمپل زکایا نوکی شافقی نوکی پاز کے سے ش و
ر لکھتے ہیں اور شادی کے بعد کیا ال کو چا مد مہمہ ید سے و
صورت سے؟

ارشادِ حق تعالیٰ نہ لاکھ اور شاہی لڑکی ہواں فالکھن روجہ شرعی شرعی طور پر ہوتو ہے چڑا سمج ہے اور چڑا روجہ شرعی محض کو شاہی ہونہ شایع کو حمل ہونہ جائز نہیں ہے

عرصہ ۱۷۰۰ء - کیا شریعت کی رو سے خواتین کو عام طور پر غسل کرنا گھر کے باہر میں ہاتھ دھونا، ٹھنڈی چیرھا، منیغ ہے؟
ارشاد: اسلام کی رو سے کوئی بات منیغ نہیں ہے جس کو

فصل کے درجہ ہے مثلاً صحت رحمی ہے یہ خون اور وجہ ہے تو وہ عمل کر سکتی ہے اور جب تک اس کے وہ یا نہ جاری ہیں اس خصل کی بنا پر اس کو ضرر و عجزہ اور رتلا و سوراخ کریم و قریم کریم کو چھوڑنا جائز نہیں ہوگا۔ مگر کے چار میں ہا جھ، الناس میں کون حرج نہیں اور ٹھنڈی چیز کھانا یہ تو لگے ہے نہ غم میں بیٹھ لوگ سے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ یا مرنی وجہ سے اس کی حالت اس کے ہاتھ میں آگئی یہ باطل اور غلط خیال ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام مسجد بنوں شریف میں تشریف لے جاتے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ طلب کیا اسوں نے کیا کہ میں حق نصیب ہوں فرمایا۔

اُس حریفِ تنگ پرست فی بدگما تمہارا نہیں تمہارے
ہاتھ میں نہیں ہے

اور انکی حادہ شہ شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو علی الصلا و
السلام مسجد بروی شریف میں تشریف رکھے اور اپنا سرمہ رکھ
حق تعالیٰ سے کہہ دیتے اور حضرت خاتمہ صدیقہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعالیٰ عنہا سرمہ رک میں لگے بغیر کرتیں اور وہ ایام سے ہوتی
یہ صحت ہے کہ وہ خیال سے اور ٹھنڈی چیر کھا تا اس بنا پر کہ یا
جاری میں ٹھنڈی چیر کھا ہے کی مراد ہے جس میں ٹھنڈی
چیر کی وجہ سے اس کو مضر ہوتی ہے خاص وجہ سے جو اس وقت
یہ وجہ ہے اس کے پرہیز کر کے نہیں کھائے اس بنا پر کہ یا جو اس
میں یا باور کے مراد ہے جس میں ٹھنڈی

عرصہ ۸ کیا نپا کی حالت میں مسجد جانا کفر ہے؟ اور
مجبوری سے تو بھی یہی حکم ہے؟ کٹر لوگ مسجد کو القہرہ سے دھتلائی
نہ کر کے تھک ایسا جانا ہیسا ہے؟

اور شاہ ۱۰۰ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ٹکڑا کرنا مسجد کو بجا کر ہے اور غزوہ
القدس بارک و تعالیٰ کے مسجدوں کو فرما:

اور مسجدِ اقصیٰ کے مسجد میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر
ہو گا۔ (سورہ حج، جز آیت ۱۸)

اور کبھی مسجد حرام ہے اور کبھی مسجد ہے، اس کہ خود اللہ
تبارک و تعالیٰ سے فرما:

قال سے سن ۱۰۰۰ء کا سہ لکال یا اور جبر الٹا سے پہلے
تھامے میں پھر مجسٹریٹ کے سامنے پہنچے موافق سال ۱۰۰۰ء سے
اس بدلا کے کے پاس چھوڑ دی جس پر سہ ماہی سے گزارا
ہے پولیس کے مطابق رکی مٹی ہے کہ وہ باج ہے اور اس سے
پنی مرضی سے پناہ سب بد ہندو لڑکے مٹی کے ساتھ
یک مندر میں شادی کی ہے پولیس کی ملک دلیل یہ ہے کہ
۱۰۰۰ء میں یہ قانون نافذ ہو گئے سے پہلے تسمیر میں شادی
تھی اس لئے سا پر یہ قانون گواہیں ہوتی۔

جوانی پہلے میں یک مسلم لڑکا کسی غیر مسلم لڑکی سے
کورت میں کورت میرج سے گئے سے کہ جاری تھا ساتھ میں
لڑکے کا بھائی بھی تھا پولیس سے دونوں بھائیوں کو سہ قانون
کے تحت رقیہ کے ۱۰۰۰ء میں لئے تھیں جھج دیا یہاں ساری
مٹی رہ گئی ہے کہ وہ باج ہے اور اس سے پناہ سب تبدیل
نہیں کیا ہے ۱۰۰۰ء میں ہندو سے اور باج کے مطابق جوان
۲۰۰۰ء میں شادی کرنی تھی لیکن یہاں پولیس سے شادی کی
یک نہیں کی

۱۰۰۰ء و قوت سے یہ سہ صبح ہو گئی کہ سہ قانون
کا مقصد ہندو لڑکیوں و پناہ سب تبدیل سے سہ رو کا نام
مسلم لڑکوں کو جیل کی سہ سہ کے پیچھے سہ زیادہ سہ سہ کریم
کہ جس ہندو لڑکی سے جوانی میں مد سب تبدیل لئے بغیر
شادی تھی اس کے یہاں یہ تھیں نہیں کیا گیا اور مسلمان لڑکے
کو س کے بھائی کے ساتھ جیل میں رہا گیا اور ستمبر میں
مد سب تبدیل سے کے بعد یک ہندو کے سے شادی سے
۱۰۰۰ء میں لڑکیاں تسلیم رہا گیا جبکہ اس مسلمان لڑکی کا باپ مسلسل
شکایت کرتا کہ قوت میں س کے ساتھ کام کرے ۱۰۰۰ء سے

اس میں لڑکا کا لڑکی اور جبر مد سب تبدیل کہ شادی کی ہے
تاہم خبر لکھو کی ہے جہاں رقیہ سے مسائل کی یک
لڑکی سہ گھر کی کی گھاٹ کی بشور و سہ شری ستو
سے سے لڑکی لکھو کہ یہاں سے پرچہ ۱۰۰۰ء یا سہ مسلمان سے
مطابق اس کی سہ سہ کی کہ میں کسی میں کی لڑکی کو تو نے سے

عرف ۱۰۰۰ء کی شادی لڑکی لڑکی سے یہ پہلے ہو سے مسو
کہ وہ باج ہو سے کے ۱۰۰۰ء کی تھیں کے لئے خود بخار
نہیں سہ ۱۰۰۰ء یہ کو س کے والدین کے پر کہ سہ کاظم
اسے دیا ۱۰۰۰ء صبح ہو کہ حیدر تھا پنی مرضی سے اسلام قبول یا
اور یہ س کہ تھیں جہاں نامی مسلم لڑکے سے شادی کی جس
کا اعتراف ۱۰۰۰ء سے پہلے کورت کے سامنے بھی کیا

جوانی رہی رہی پائل تھیں عرف حارہ سے پریم
۱۰۰۰ء میں تھیں سہ ساتھ لکھ کیا اور کورت میں سہ
والدین کا گھر چھوڑ سہ سال چلی گئی ۲۰۰۰ء سال پائل عرف حارہ
سہ ۱۰۰۰ء چھوڑ پولیس سہ کو خط لکھ مطلع رہا تھا کہ اس سے
سلام قبول کرے تھیں سے لکھ کر رہا ہے اس لئے سہ کے
والدین سے پناہ مگر تھا سے میں شکایت دہ ۱۰۰۰ء سے کی
کو شکایت کی تو پولیس سے لکھ کر یہاں اس سے کورت کے
اور اس سے پناہ سہ دی تو اس کے تہ خوف سہ تھے کورت سے
سہ صرف پولیس کو ایف آئی آکھے کے لئے پناہ یا بلکہ سہ ۱۰۰۰ء
۱۰۰۰ء میں بھیج یا سہ سہ کو پائل کرش دیاس سے جو ایشی
سہ جیل کی تو تھیں لے ہو سے یہاں شکایت رہا کہ صرف ۱۰۰۰ء

رو سہ سہ حلف نامہ سے پولیس سے کیسے اندازہ رکھتی ہے کہ
مد سب کی تبدیل سہ سہ اس طرح تو میں بھی کل سے اپنے
آپ کو گواہ سہ لکھو سہ سہ ایک سہ کے ذریعہ حلف
نامہ کی تصدیق اور اس کے اس مارا سہ سہ سہ سہ سہ سہ سہ
حاکم ہے کہ فرقہ واریت کا تہ ہمار سے سہ سہ میں کس قدر تہ
لیکن حد تک سہ سہ کر چکا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

یوں میں سہ تبدیل مد سب قانون کے سہ کے سہ
بریلی میں یک مسلم لڑکی کے باپ لے پولیس سے شکایت کی کہ
۱۰۰۰ء میں سہ ساتھ لڑکی یک غیر مسلم لڑکے سے سہ کی ۲۰۰۰ء
سہ لڑکی کو ۱۰۰۰ء میں سہ مد سب تبدیل کرانے کے بعد اس
سہ شادی کر لی ہے پولیس سے باپ کی اس شکایت کو یک

کی ہیوٹا سنی ہوہ میں نہیں (مسلمان) نہیں مجھے گھر کا لوں
 بھی ماماں چھوے نہیں دیا جاتا تھا یہاں تک کہ بد گھرے
 سے دوسرے گھر سے مل جاوے پر بھی گالیاں دی جاتی تھیں مجھے
 صرف اپنے شوہر کے ساتھ سوئے کی اجازت تھی جس پر میں سو جاتی
 تھی کہ کیا میں کوئی متعال کی چیز ہوں میں مسلمان سے ہندو میں
 پتلی ہوں پھر بھی مجھے گھر میں ہو رہی پوجا میں شامل نہیں ہو لے دیا
 جاتا تھا، اگر میں مندر میں بیٹھ جاتی تو میری سس مجھے وہاں سے
 یہ کہہ اجھا، بتی کہ مسدود ناپا سب جو جاسے گا۔

ہندو پٹ سے قتل رقیہ لکھو کے پاک سوں سرور سنی ٹیوٹ
 میں پی پی میں ہے کی ۲ چنگ۔ نئی تھی بشور جس سے س کی
 ملاقات وہیں ہوں پھر محبت کا سلسلہ چل پڑ مسکان کے تیار نہ
 بشور جس شادی سے لئے اس پر رونا دینا بنا جاتا تھا ایک دن بوبت
 یہاں تک پہنچ گئی کہ اس سے چاٹو سے اپنے باجھوں رگہ کاٹ ر
 اٹس پ پر مجھے س کی تصویر بھیجی اور اٹھکی دی کہ کر مجھ سے
 شادی نہیں کی تو میں خود مٹی کروں گا اس کے بعد میں سے س
 سے شادی کرن اور اپنے امد سب بھی تبدیل کر دیا، مسکان کے مطہر
 "بشور جس سے نہا کہ گرم ہما مد سب تبدیل کروگی و میر سے
 خاندان کے ساتھ کھیسے بیٹے میں آسانی ہے گی میں سے بھی ۲ چا
 کہ زندگی تو ہندو سسرال دونوں کے ساتھ تھی گزرا دن ہے تو کیوں
 نہ میں بھی ہندو ہی میں جاؤں اس میں ہندو میں گئی۔

مسکان مے آگے بتایا کہ شادی کے چھ مہینے بعد میرے
 والد کو میرے فیصلہ قبول ناپڑ پھر ہوں سے ہمارے لئے یہ
 تقریب بھی متعقد میر سے خاندان سے بشور جس کو وہی رہا
 ۱۰ جو یہ وہا کو حاصل ہوتا ہے میں مجھے میری سسرال
 دونوں سے بھی ہو گا درج نہیں رہا میری زندگی جبر میں گئی ہے،
 مسکان کا کہنا ہے کہ میں پوری طرح برآمد ہو چکی ہوں ایک طرف
 میرے مینے و لے مجھے ہندو بتے ہیں تو دوسری طرف میری
 سسرال سے مجھے مسلمان اور شہدہ مانتے ہیں گویا میں
 گھر کی رہی گھٹ کی میر سے مینے و لے مجھے لائن ملن کرتے
 ہیں کوں مجھ سے مت تک نہیں کرتا کسی طرح میں سے اپنی حال

دراستی کے ایک برآمدے میں چنا ستر لگایا ہے اور گھر والوں
 سے کہا ہے کہ میں آپ پر بوجھ نہیں بنوں گی اس سے کہا کہ
 بومیر سے ساتھ ہو ۱۰۰ کا نو کا جرم ہے، جس کے لئے میں نے پتا
 گھر یا ماں باپ یہاں تک کہ پناہ دے تک چھوڑ دیا، اسی
 سے میرے ساتھ رہا۔ کیا ہے اس کے سوال کیا کہ کیا لکھو
 کا ترار کسی نامد سب دیکھ ر لکھو رتا ہے؟ درجہ کہ گریہ
 معاند سنی ہندوئی کا ہو، تو اس وقت بھی قاتلوں کا نہیں دے
 ہونا ۱۰ میں چوں کہ مسلمان تھی اور میرا شوہر ہندو اس لئے پوچھیں
 سے میری شکایات کو سمجھ گئے تھے انہیں یا اور میری بریا، یوں کا
 حما شدہ رکھتی ہی۔

مسکان کے لئے لکھو کی جنگ لڑ رہی لکھو کی پڑ
 نامی تنظیم کی مدد ہو کر گت تھی ہیں اور مدد سب میں شادی کے
 و سے جوروں کو مختلف مسائل کا سامنا ناپڑتا ہے تو اس معاملہ
 میں بھی وہی اٹھیں ہیں، ہندو اور مسلمان یکساں طور پر عیس
 کی شادیاں کرتی ہیں مگر حکم سب صرف ہندوئی کے اے معاملے
 و نو جہا کا نام دے کر ایک ہی طریقہ کی مت رتی ہے، جبکہ
 ہمارے پاس دو سب کی مسکاں جو تیں تیں ہیں

لکھو کی قیہ عرف مسکان کا یہ معاملہ تیار نہ حضرت میں کہ
 میں مسلمان کیوں و پھینچوئے سے سے کالی سے جو یہ کھتی ہیں۔
 محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ دراصل یہ مفور سنی غلط
 ہے، مگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ "محبت اور جنگ میں سب کچھ
 جائز ہے" تو یہ بھی نہ ناپڑے گا کہ بشور جس سے جو کچھ بھی یا وہ
 "سب کچھ" جائز ہے اس سے جو سب کو محبت کا جھ سہ دیا وہ
 بھی جائز آپ کو مد سب تبدیل سے پر مجبور یا وہ بھی جائز آپ
 کے ساتھ جو اس کے گھر والوں کے کیا وہ بھی جائز وہ آپ کو متعال
 ر کے حوس سے سز کوں پر چھوڑ دیا وہ بھی جائز کیوں کہ یہ جو
 پچھ بھی ہو سب کچھ محبت میں ہو ۱۰ آپ تسلیم ر چلی ہیں کہ
 "محبت ۱۰ جنگ میں سب کچھ جائز ہے" تو اب کوئی بھی یہ کہنے
 میں حق حجاب ہو گا نہ یہ جو کچھ بھی آپ کے ساتھ ہو یا گئے ہو گا
 سے آپ ہی سے اعوامت ان سے درج

خود مراد، علا ہے میت

ہماری پھر غنیمت کے حصے سے گزری رہی تھی۔ یوں
سے حایہ بنو۔ اور گا، قلوب بے حسرت ہوگئی کی بدولت پوتیس کا
ایک عظیم کارنامہ سامنے آیا تو سوچا کہ اس کبھی آپ کے سامنے
رہتے چلیں ہو یوں کہ کشمیر میں ایک مسلمانوں کی تقریب ہو
رہی تھی۔ سنی علماء کو جہاد کا بھجوب سوار ہوا، اور اس نے تمہارے
میں اس کی شکایت کر دی پھر تو یوں اس نزع صفت شائس "پوتیس دنداتی
ہوں" بال پہنچ گئی جس سے مجھے یہ خوشی کے دنوں میں خوف
اور اس چھ گیا پوتیس شدہ کو کسی کی بھٹ سے بغیر دوہرا ڈاکٹر
کو کھڑے سے مٹی اور تھمر انھیں حوالہ میں بند رکھا صبح
جب اس معاملے میں پوتیس + جہاد کا کوئی ٹنگل نہیں جاو

۱۰ دسمبر ۱۹۸۷ء کو چھوڑ دیا گیا

لو جہاد کے نام پر یہ فرقہ پرست غنڈہ بے رحم نہ تھے
 ہونچکے ہیں کہ انھیں ہر جوڑ و جب وکی کی نظر آتا ہے، پیچھے ہٹوں
 آدراؤ کوئی کی طرح ہے لگا کر گھومو، سے ال غنڈہوں کی یہ
 گھنڈاؤنی حرکت سامنے آتی ہے۔ کنویر کو ایک جوڑا ریلوے کی
 اس آئے پر چھپا ہوا ہے ان سلطان غنڈہوں سے اس لئے گھبر
 یہ کہ یہ لو جہاد، "کسی جندوں کو بے قتل فرما رہا ہے،
 لڑنے کو بروکوب کیا جائے لگا ہوا تک کہ اس کے سوا جب کی
 تعداد میں سے بے بس اس ڈسے پائی سے سرعام رہے گا، یا گیا
 خیریت یہ ہوں نہ وہ بچاؤ جندوں کے جس کے سبب اس کو انھیں
 چھوڑنا پڑا۔ اور اس کی سبب بھنگ تھیں تھی بعد میں کہاں سے
 سے جھگڑے میں شکایت درج کر لی حسب کوئی کارروائی نہیں
 ہوئی تو دوبارہ اعلیٰ کے دفتر میں شکایت کی اس کے بعد جھگڑے
 میں بیوی پر دباؤ والی رشکارت دیا اس لیے پر مجبور کیا گیا۔ اب
 یہ معاملہ ریڈیو میں بی بی سنگیتا کالیا کے سپر رے ٹیویوں سے
 ڈی ویس پی کے ذریعہ نشریات سے بعد محرموں کو قریب روایتی سڑ
 والا سے کا وعدہ کیا ہے جس کا پوئیس عام طور پر آتی ہے، اگر
 قابو کی صورت میں ہوں تو پہلے پوئیس سے شکایت کی جاتی ہے
 جے کی حکومت میں "بے کوئی صورت نہیں لایڈا اگر کے

نے موصوفت کے منظر نظر یہ فرقہ پرست غندے کی کان ہیں
ہاں ہے پی کے تو ہر اس غندہ رکی کوتاہی ہمار پہننا
ہے جس میں بھگو اچھڑا ہے کہ قانون کا اچھا ہائی جاتی ہیں
چند بدشاہ و گ جھگڑو ماں سے کسی بھی پارٹ میں جوڑوں
کوڑوں سے لگتے ہیں بھی یہ بھگو دیکھا گیا کہ جس کی طرف کسی
نے ہن میں چھپا مارے ہیں جی کہ جس بھگو کا سپارہ سے کسی
کو موت سے گھاٹ بھی تارو پتے ہیں، پوئیں پنا شتہ رکھ
ان کی کا بھگت کرتی ہے اور پی کے پی کے پی کے بارہا چھپنا
رہن غندوں کی حوصلہ فراتی کرتے ہیں۔

مونا تو یہی چاہے کہ یہ مسکرا کر کسی ہندوڑی سے شادی
 سے نہ وہی ہندوڑی کا کسی مسکراؤڑی سے ادا ہو کر کہ اسے
 ہو یا خیر، برصورت ہو یا مجبوراً کسی بھی صورت میں یہ بھی نیک
 قدم نہیں اٹھانا چاہیے جوش میں جوش بھوے وے ہو جو نور کا
 یہ قدم نہ صرف ماں باپ کے رعاوں پر پاں پھیرے تاکہ بلکہ
 ساری دنیا کی عزت و عظمت کو تار تار کر دیتا ہے، فرق
 یہ سب عقائد کو پھینک دینی و مٹی غلط سے بھائی چارہ کے ماحول
 کو بگاڑ دینا ہے ماحول بھی مریض کر دیتا ہے، خود سے جوڑوں
 کے لئے بھی درد پرست عقائد کے ساتھ ساتھ مادی مرض
 شناس رویتیں کی مہربانیوں کا حضور ہمیشہ سے گاہ

تحریر میں اصرار موصوفہ دلالت ہے یہ اتنا سب کو میں گئے کہ
رقی یافتہ کھنڈے کی اٹھن میں اپنے بچوں کو تار شکن حیات
بنائیں نہ کہ ان مدموم حراتوں کی وجہ سے آپ ہی تے
چودہ طبل دشمن ہو جائیں اور آپ اس مدموم روشنی میں چہ
چہرو چھپاتے پھر میں حتی نہ مل دیا سکے نہ سے پئی نظریں بھی نہ
ٹھک سکیں اس نے انھیں ہمیشہ اپنے حدود میں رہنے کی تلقین کریں
اور علامتی بیاد کی تعلیم سب سے انھیں لازمی طور پر آہستہ و پیرستہ
میں کیونکہ جب عام سبب زندگی چلنے کے لئے مدم سے ہتر
کوئی طریقہ تمہیں اور میرا ہے قیمتی کوئی شے نہیں وہاں کی
محنت سے یا نہ سے اسلام کا اس ہاتھوں سے نہیں چھوٹنا چاہیے
اس کی حفاظت ہر حال میں مدم و مروتی ہے۔

سرو کی آنکھ سے گردشِ نظام کا

اگر مومنانہ انسان ہونے کی مسقطِ نماں
تو کچھ نہ سمجھتا ہے سببوںِ نظام کا
سروں کی آنکھ سے گردشِ نظام کا
حضرت کا آستانہ عطف نے ہی کا بار
فرار میں ملے عشق ہے سسکنا نظم کا
بہنِ حیات میں رگِ حسنین کا ہوا
سب کا رنگ کتنا ہے روشن نظم کا
وہ جنوں گر میں رہی سے روحِ تخت پر
جھوٹی ہے نام، وقت کی دھڑکنِ نظام کا
درگاہِ پاک، جن و شر کی طو و گاہ
میں مداح کی ہے آنگنِ نظم کا
ہیں جس میں اختیار، مہر و معین کے رنگ
مجموعہٴ فنیوں ہے جھلسن نظم کا
ہے ان کے دم سے سوز چرخِ نصیر میں
بہرہ ہے جانوں سے خزائنِ نظام کا
وہ رات سوئے عشق کی میں جسے میں وہ
کر، رہنمائی کے ہیں گئے بندِ نظم کا
چشمِ جہاں کا وہ ہے دہلیز کی چٹائی
رہات سے بھر ہے شیشِ نظم کا

معرِ جنید ستِ مصور کے ہیں حیا
میں سوک ہے تن میں نظم کا
جس پہ نگ ہے غفلتِ ملت کی کہنِ شال
چرخِ تجدید ہے مددِ نظم کا
کر، رجحانِ عطف ان کا ستِ چلا
ہو رہی ہے، خوب یقیناً نظم کا
جس سے بہرِ پشت، جہاں گیسریں گئی
وحانیت کا برج ہے حسنِ نظم کا

وہ جو آوازِ استِ عقیدت سے تھم م و

یہ ہے عبادت ہے رقصِ نظم کا

آیات کی تفسیر میں محبوب الہی

اگر علامہ سید و دوزوںِ تقدیٰ بنو کر کہ امریکہ
یہاں کی تصویر میں محبوب الہی
مدام کی تفسیر میں محبوب الہی
کہتا ہے اس وقت کا فلک گنجِ شکر کی
کہ ہو یہ تصویر میں محبوب الہی
ان ہے مگر دور یہ لوں ان کا ہے سٹ ۶
تاثر کی تفسیر میں محبوب الہی
ساخے میں شریعت کے ڈھانچہ نظر آتا
حب و مروت سیرت میں محبوب الہی
اوصافِ صیاد ہار کا ہے حسنِ مستحجب
آپست و نصیرت میں محبوب الہی
یہ حضرت عسرو کا تاثر ہے، بقیہ کے
ہر خوب کی تفسیر میں محبوب الہی
قوں میں بصیرت کا ہے سید و رضا کے
تفاہر کی تفسیر میں محبوب الہی
سچے علی تجھ سپہِ مددِ عملی تجھ
علاقہ کی تفسیر میں محبوب الہی
جو مٹا نہ سکتا ہے تاریخ سے مہدی
بے مثل وہ تفسیر میں محبوب الہی

عزیز دین کے ہیں اقسامِ شاہِ عبدالحق

اگر علامہ سید و دوزوںِ تقدیٰ بنو کر کہ امریکہ
یہاں کی تصویر میں محبوب الہی
مدام کی تفسیر میں محبوب الہی
کہتا ہے اس وقت کا فلک گنجِ شکر کی
کہ ہو یہ تصویر میں محبوب الہی
ان ہے مگر دور یہ لوں ان کا ہے سٹ ۶
تاثر کی تفسیر میں محبوب الہی
ساخے میں شریعت کے ڈھانچہ نظر آتا
حب و مروت سیرت میں محبوب الہی
اوصافِ صیاد ہار کا ہے حسنِ مستحجب
آپست و نصیرت میں محبوب الہی
یہ حضرت عسرو کا تاثر ہے، بقیہ کے
ہر خوب کی تفسیر میں محبوب الہی
قوں میں بصیرت کا ہے سید و رضا کے
تفاہر کی تفسیر میں محبوب الہی
سچے علی تجھ سپہِ مددِ عملی تجھ
علاقہ کی تفسیر میں محبوب الہی
جو مٹا نہ سکتا ہے تاریخ سے مہدی
بے مثل وہ تفسیر میں محبوب الہی

خدا کے جو اوکرم کے رہے وہ بیوںِ محراب

تین کامیاب ہر اک کامِ شاہِ عبدالحق

تکلیفِ عمر میں فارغ ہوئے مطلوب سے

یہاں محراب میں رہے تمام شاہِ عبدالحق

بقیہ میں ۹۱

۱۰۱

بقیہ میں ۹۱

۱۰۱

ماستور کی جماعت قائد ملت کی شکل میں حضور تاج الشریعہ
جھلک محسوس کر رہی تھی

اس موقع پر بی سوسر عورت آپ کے دست مبارک پر
سلسلہ صوبہ میں داخل ہوئے پھر حضور قائد ملت کے الہامہ انداز
میں سلام کا انداز نہ بارگاہِ نوں کریم علیہ السلام میں پیش کیا اور عامۃ
مصلحین کے حق میں دعائے خیر فرمایا مسجد کے متون جناب ملی
آراء صاحب کے دوست جارج چاقی ملت کے خیر سے ۱۵، جنم جھ
وہیں عشامیہ سے فارغ ہو کر کئی عشا کی خدمت فرمائی پھر یہ
ہو ان قافلہ بریلی شریف کے لیے روانہ ہو۔

مد کورہ پروگرام کی عمرانی قادیان حسن حتر مولانا مامور
رضا اور مہال رضا وغیرہ نے بی اس عظیم شان پر گرامر کا
کامیاب بنا سے ہیں مسجد کئی کے تمام مسرہاں اور ملی کھلی کمال
با خصوصیات حق القضا روح بن شاعر ملی دست، کالج معراج
سور عالج قادیان معین الدین وغیرہ سے اعزاز کیا۔

پروگرام میں قادیان محمد، انجمن شمس قادیان، فیروز مسعود
مکڑ مہاشہ قادیان محمد ریش قادیان شمس قادیان وغیرہ کے علاوہ
مقامی سرکار، اور بھی بڑی تعداد میں شریعت رہے

رپورٹ قادیان سالانہ امر صوبہ
حاجہ، اعلام سنا چہ صوبہ کھلی کمال

حضرت اماموں کی رسالت کے مظہر دارالعلوم غلام محسنی رضوی

جامعہ الرضویہ میں تعزیتی مشیت سے علامہ سہرا کی کا خطاب
پندرہ ۲۶ نومبر (پریس ریپورٹر) تحریک میک یا رسول اللہ ﷺ
کے سربراہ حضرت علامہ خادم حسین رضوی ارفانی سے ارتباط کی
جواب رحلت فرما گئے، قائد، تالیف، دعوت، یقیناً ان دور میں
آپ سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ سے باب میں اپنی ہے ہاک
قیامت کی دعا پہ پاب، دشمن، تلخ خبر، فرما دی ہے آپ کی
جرات یرمان کی حروت سے حکومت وقت کے لوگوں کی اور
کے شیش محل میں بونہو لے نظر آتے تھے، اہل ملت و جماعت
کے ایک حق گو حق پسند اور منکر قائد رہا بقیہ ص ۳۲۶

حسین رضوی

جھلک محسوس کر رہی تھی تاج الشریعہ کا شاہد و استقبال

کل صوبہ کے مائیں و خطبات کے سلسلہ میں صوبہ دار
لکھنؤ ۲۶ نومبر ۲۰۲۲ء شب جمعہ رات ۱۰ بجے کے قریب قاضی
القضاۃ فی الہند سیرہ اعلیٰ حضرت دہلی تاج الشریعہ، قائد ملت
علامہ شہ ولی محمد عسکریہ حال قادیان اور بریلی ناظم اعلیٰ شرعی
کو اس وقت اندر یا سربراہ اعلیٰ مرکز الدہلیات الاسلامیہ عامۃ
اور صوبہ پرست مرکز راء، الاقامہ ملی، جاشیں حضور تاج الشریعہ
کی کھلی کمال جامع مسجد میں آمد ہوئی قاضی القضاۃ
کے ساتھ میں علامہ مفتی عیسیٰ کشمیری مدینہ مفتی محمد الرحیم
شیر قادیان شہر ۱۵ بدر میاں مولانا عہد لقار صاحب اور محترم
بھائی رضا حال وغیرہ کی شریعت آوری سے ملی کھلی کمال سے
پہا مسرور ہوئے۔

اس موقع پر تاج قادیان محمد صابر علی رضوی صاحب کی سرپرستی
فاضل بعد و علامہ مفتی انیس عالم سیوانی کی حدیث اور تفسیر ملی
ملت علامہ محشر دینی کی نظامت میں استقبال پرورگرم ہو محمد
سمیت اجماع قادیان محمد صابر علی رضوی صاحب کا دور انگریزیاں
ہو اس موقع پر صدر جلس علامہ انیس عالم سیوانی سے خصوصی
مہمان سیرہ اعلیٰ حضرت قادیان یا اور یہ کہ چچاس ماں بعد
مرکز اہل ملت بریلی شریعت سے اس منصب جلیل کے حامل کسی
شخصیت نہ ہو بہ آمد ہوئی قاضی القضاۃ کی آمد و آپ
سے ملی کھلی کمال کی مشترکہ خوش قسمتی یا انھوں سے کہا۔ تاج
سے لگ بھگ پانچ سال پیشتر موجودہ قاضی القضاۃ سے جدا اور
سیدی اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے سر کا مفتی عظیم علیہ
الرحمہ کی کھلی کمال مسجد میں آمد ہوئی تھی۔

قائد ملت حضرت علامہ عسکریہ حال قادیان صاحب کے
ایدار کے لیے اس سال سیلاب و منہ پراچھا ہر شخص سلف و پیغمبر
اور مصداق ہے کہ ہے قرآن نظر، باچھا پچاس کی تعداد
میں و منہ پراچھا ہے میں سے کسی میں داخل ہوئے مسجد
اور اس پاس کے علاوہ میں ہر طرف عشاق کی بھیڑی بھیڑ تھی

عاشق الہی



سید محمد علی بابا



مجلسه ۱۴۱۱
مجلسه ۱۴۱۲



تاس امشیر یقہ ۱۰۰
خوش بالہ عقیقہ ۱۰۰

غیور و جس سے سب سے پہلے
 شہریت کی راہ میں جانیں قربان کی جاتی ہیں
 سب سے پہلے ان کی یاد میں ہے
 شہیدانِ سب سے پہلے اور سب سے
 سب سے پہلے ان کی یاد میں ہے
 سب سے پہلے ان کی یاد میں ہے



تصویر یک پدیده است از
احتمال و محاسبات

اس شمارے میں

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	کالم
۵	عبد رحیم شترقاری	محرمِ بدعت اور مستحکم عہدِ دوستی	اندازہ
۹	ایک درسِ شناس چینی کے قتلِ مے	نسلی زندگی میں باپ کا مدتِ م و مرتب	اسلام و بہت
۱۱	مفتی محمد شمس حسین رضوی بد یولی	شتر آں پاک پر نقشے اور عہدِ عرب	●
۱۶	عسراں فقیر عسری	تفسیرِ اشہدہ دو جہاں کا	●
۱۸	حضور تاجِ اشتر یقین سرہ	یہاں کھسہ در تفسیر	فتویٰ و نظر
۲۱	مولانا محمد قسرا محمد قسری	سقوطِ عیسائی کے اسبابِ عمل	●
۲۵	افتخار الحسن رضوی	تفسیر کی سحر و جگہ اور مسلمانوں کی برادری	احوالِ قوم و ملت
۲۷	نبیل اعوان	تفسیرِ تفسیرِ نوحہ میں چھیلے ایک ناسور	●
۲۹	عبد مہدی دلاورسون شتر	تاجِ بدعت اور حب نے دین	اسلاف و اخلاف
۳۲	بیت مفتی عہدِ مسالکِ مصباحی	سیرتِ عہدِ یب کے تاسد و نقوش	●
۳۶	مفتی صاحبِ احمد رضوی	تذکرہ جمیلِ حضورِ محدثِ دوری	●
۳۹	ایک جزیرہ نگار کے قتلِ مے	نوریت کی ساری ایک تفسیرِ حبِ عرب	بزمِ نسیم
۴۲	عبد مہدی رضوی	تفسیرِ اشعارِ رسا اور حضورِ حسن العبد	درمیان
۴۳	ایک سیاسی مبصر کے قتلِ مے	کبھی ہمہ وقت پرستوں کے مددگار تو ہمیں	احوالِ وطن
۴۵	حضور تاجِ اشتر یقین سرہ	مذہبِ ظلمت تاجِ اشتر یقین	مذہب و ملت
۴۹	محمد اسد رضا حبِ عہد	تاجِ اشتر یقین اور غوثِ پاک کے عقیدت و محبت	لڑھو و ملت
۵۱	عبد مہدی دلاورسون شتر	آمد رسولِ مکی علیہ السلام	انوارِ مصطفیٰ
۵۲	عقیق الرحمن، مفتی جمیل احمد، عبد المصطفیٰ	تو کی جاتی کیا ہو احمد کی انہوں اور اس عشقِ کاپہ و ہمدردیِ رالہ	مختصرات
۵۷	مفتی لاہوری، مریدی، صدر عالم نعمت	علاقہ کے گاؤں کا تو، جو خوشبو آتی ہے، وہ ہر وقت	منظومات
۵۸	نوری شمس مال کاؤس	طہریں حرمِ اہلِ صوفیہ، خطاطی بہرین ہر داروقِ میاں	شہر و خوبو

مطالعہ علم کو بہت تنگی عطا کرنا ہے

تاریخ میں ہوئے بھی اس کی کہیں اور چلے جائے، جب
ماہیادیمے میں آیا تو ایک بار لوگوں سے آپ سے
عرص کیا

حضور کیا مجرم ہے کہ جب بھی حضرت مومن نامیم اللہ خاں
صاحب علیہ الرحمہ کا عرس ہوتا ہے تو یہاں ہوتے ہوئے بھی
آپ کہیں اور چلے جاتے ہیں اس سوال پر حضور مجاہد ملت کی
آنکھیں شکمہ ہو گئیں، آپ نے ارشاد فرمایا میری قبر پر
نوعاضری، یعنی تھی یا مجھے ان کی قبر پر۔ [۲۲۲ ص ۵۷]

حضور مجاہد ملت عمر میں بڑے ہونے کے باوجود حضور تاج
الشریف کا بھی، رام واشرم فرماتے تھے، یہاں پاس دعاوی
دولوں و جنس تھیں بھلی و بد تو خاندان رضا کی نسبت تھی، دوسری
وجہ حضور تاج الشریف کی مسلم الشیوہ عالم و مہی کی حیثیت تھی
حضور مجاہد ملت سے روپوں کی سنتوں سے احترام و کرام کا حق اور
رمادیا، اس مسئلے میں مرید و شیخ ڈالنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے

ڈاکٹر عام مصطفیٰ نجم لکھنؤ صاحب دارالمیہ یہ قلعہ

حضور مجاہد ملت حضرت تاج الشریف علامہ اشتر رضا خاں
صاحب، برہنہ قید و ام ظلم علیہا کا اتنا ادیب و احترام کرتے
تھے کہ سچ لوگ سچے اساتذہ کا اتنا احترام نہیں کر پاتے،
یہ عشق تو جھٹنا چاہتا ہے مگر عقل کسر شان کا لطف کھڑ کر دیتی
ہے اس میں بڑی تحفہ سمجھنے لگتے ہیں، حضور تاج الشریف
حضور مجاہد ملت سے عرس میں ظاہر ہے بہت چھوٹے تھے، ان
کی جوانی تھی تو حضرت کی مصیبت دیکھ کر اس تفاوت کے
باوجود حضور مجاہد ملت کا اندازہ دیکھتے حضور تاج الشریف نیک
بار محمد رب شریف لاسے، حضور مجاہد ملت اپنے متعلقین سے
ساتھ موجود ہیں، پس ہل عدمت و مدارات پر نظر رکھے ہوئے

ہیں، وہی دن ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی دیکھ میں
حاضر ہوئے اور عرس یا حضور میں آپ سے بیعت کر عرس
سے آیا ہوں، حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا میرے
خادم اور خادم راوے، بریلی شریف کے شہر سے شریف
ہائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کر دوں؟

جیل سے باہر لے آئے میں نے کو بری راوے میں جس
جدا جہد کی ضرورت پڑی، اس سے پیش کرے کے نے
صرف وہی مرد سے آیا جس کا اس واقعی مجاہد ملت کی محبت
سے بھر ہوا تھا، جس کی رگوں میں واقعی جد یہ وفا کا خون جاری
تھا جو ظلم کا شکار ہوا، مسجد عظم اور جامعہ عظیمہ کو چھوڑ کر
شہر الہ آباد کو حیرت پاد کہہ کر اپنے وطن چھپرہ میں پڑ ہو تھا
بندہ کی مراد میں حضرت مومن نامیم اللہ خاں صاحب
چھپرہ کی رحمت اللہ علیہ اس وقت معتقدین کہہ لے و سے
تختہ میں لگے ہوئے تھے، اعراس و میو کی کو پور کرے کے
لئے مجاہد ملت سے ہر وقت جیسے رسے و لے پر چھاڑ کر
انگ ہو چکے تھے اس وقت بھی سامنے آئے نیک ان کو
بھی بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا جو عوداں کی ۲۳۳ گشت
۹۵۶ کی اس تحریر سے واضح ہے، جسے ذیل میں درج
کیا جاتا ہے

۲۳ گشت ۹۵۶، یہ یہ ایسا تاریک وقت تھا کہ
ہر روزارہ بندہ تقریباً تھا کچھ دور تک تو غلبہ حال تھا، اس
پر کئی قبی ذی وغیرہ قاتعہ قتب جو دوسروں کے لئے اور پریشان
ن ہو رہا تھا، اس وقت جو اس میدان میں آتے تھے، یہی حالت
سے اس پر ناواقف دوستوں کا مشورہ اور پریشان کن بنا ہوا
تھا، مگر ہر ایک کا مقابلہ میں تھا کرتا گیا، چنانچہ فریضہ تھا اور ہے
بلکہ اس سے بھی سخت امتحان کا وقت آگیا، آجائے تو اس وقت
بھی چاندنی و مدنی فریضہ سمجھتے ہوئے کافی ہمت رکھنا ہوں
اور دست بدعا ہوں کہ اور مزید ہمت و قوت عطا ہو تو ہے
قسمت اچھا و جیسے دعوت خوش، جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم و
رضی اللہ عنہ میں شکر ہیں۔

احقر محمد نعیم اللہ عظمیٰ [۲۲۲ ص ۵۷]

حضرت مومن نامیم اللہ خاں صاحب چھپرہ علیہ الرحمہ
سے بھی حضور مجاہد ملت بڑی محبت فرماتے تھے، ۹۶۳ میں
ان کا وصال ہو گیا، ۵۵ دن قلعہ کو ان کا عرس ہوتا ہے، اتنے دن
ان میں حضور مجاہد ملت کا یہ معمول تھا کہ ۵۵ کی قلعہ کو گر

صیب رحمتاں کی یہ مجال کہ دنی میں حرمت سے میرے تہا
لصیب ہند حضرت تشریف فرما ہیں تمہیں شہزاد صاحب
میں سے بیعت ہوتا ہے، خود بے جا کہن صاحب کو حضور
تاج الشریعہ سے بیعت کر دیا۔ [ماہنامہ کہ دیباچہ ص ۱۰۰
صفحہ ۱۰۰]

۱۰۰ کفر صاحب اس وقت پر حضور رتے ہوئے مزید یوں
رقم طر رہیں

ان شخصیتوں کے حضور سرکار مجاہد ملت کے احترام و کرم،
تعظیم و توقیر اور لب و لہجہ کا جو بے پایاں ثبوت دیا ہے،
ان جو اہل رب کے سنتوں کا بھرپور پاس و خیال کرنے
کی شاہرہ شخص کی ہے، حقیقت بھی یہی ہے کہ دین میں سب
نیک جس کو بھی جو کچھ بھی ملتا ہے وہ ادب ہی سے ملتا ہے اور
مسند بھی یہ مسند یونہی روسا و اس رسبے گا، جو بادب ہوگا،
بامر اس رسبے گا، جو بے لب ہوگا نام ادبی رہے گا، حضور
مجاہد ملت کے عہد میں خود آپ کے معاصرین میں چند سے
آفتاب اور چند سے ماہ تاب کی کمی نہیں تھی، مگر آج حضور مجاہد
ملت کا جتنا چرچا ہے، ادب و احترام کی ریاں پر جس طرح
تپ کا نام مصری کی ڈن کھولتا ہے، ویسا جلوہ دار جگہ لہاں؟
میر و جیدوں ہوتا ہے اس میں سب سے بڑا دون حضور اعلیٰ
حضرت خاں دہلوی حضرت اور مسنگ دہلوی حضرت کے تعقیق
سے مجاہد ملت کے بے بوٹ و الہامی کا ہے، در حضرت تو خیر
حضور مجاہد ملت سے بڑے ہیں یا ہم عصر ہیں، حضور تاج الشریعہ
تو عمر میں بہت چھوٹے تھے، مگر حضور مجاہد ملت کی آنکھوں سے
ہمیشہ انہیں بڑی نظر سے دیکھا اور ان کے ادب و توقیر کا خون
بھی گوشہ بھی بھی ہاتھ سے چھوئے رہا۔ (حوالہ: بق)

حضور مجاہد ملت سے پہلے پیر و مرشد حضور خیر السلام حضرت
علامہ شاہ مفتی محمد حامد صاحب قادری بریلوی قدس سرہ
العزيز سے دیوانگی کی حد تک عشق تھا، جب ہمیں دیکھا "میرے
حضور چنے مالک" جیسے انکسارات سے یاد رتے ایک بار حضور
مجاہد ملت بریلی شریف و شیشن سے رگا دہلوی حضرت سے یہ

کسی رکشہ سے سے پانچ روپے پر معامد ملے کرتے ہیں، ابھی
تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ کیا جی میں آیا رکشہ واسے سے پوچھا
تھا رانا نام کیا ہے؟ اس سے کہا حامد صاحب، آپ سے جو لگی حامد
رہا، سنا بے قر رہو گئے اور رکشہ واسے سے کہا رکشہ روکو،
رکشہ کا نوٹوراز رکشہ سے اچھل کر بچے اتر گئے، ۵ روپے کی جگہ
رکشہ سے کوئی روپہ دیا رکشہ سے کوئی جگہ میں نہیں آیا،
اس سے پریشان ہو کر پوچھا حضور کیا کون غلطی ہو گئی جو آپ
ہمارے رکشہ سے اتر گئے؟ فرمایا کوئی غلطی نہیں ہوئی، براہیں
تھا رانا میرے پیر و مرشد کے نام پر ہے، میں کیسے تھا رہے
رکشہ پر سواری کروں یہ میرے عشق و ادب کی توثیق ہے۔

۱۰۱ میں حضور میں یہ کہوں کہ حضور مجاہد ملت ہر مومن کا کرم
و احترام کرتے تھے مگر وہ صاحب علم و فضل ہو تو کیا کہنا اور اگر
دو صاحب فضل بریلی کا کوئی فردا ہے تو ادب و عظیم کا منظر، یہی
ہوتا تھا پھر تو مجسم لب کا دیر میں جاتے حساب دار مالک بادی
صاحب تحریر فرماتے ہیں

امام بار مالک بادی میں تاجدار اہل سنت، عارف باللہ، حضور مفتی
عظیم ہند قدس سرہ العزیز تشریف لائے، شیشن پر حضرت
مجاہد ملت بہت سے خریدوں کو لے کر موجود تھے، ہم لوگوں
سے دیکھا کہ حضور مجاہد ملت نے حضور مفتی عظیم کی پیشانی کے
پوسے لیے، حضور مفتی عظیم ہند نے حضور مجاہد ملت کے سر کو ہاتھ
اور پے سے لگایا، لوگ شش عش کر گئے، سبحان اللہ تھے
عظیم رنگ، پنے جڑوں کا احترام کس طرح کرتے ہیں

ایک بار پھر مالک بادی آتا ہوا تو آپ حضور مفتی عظیم کو بیٹھے
بنیش تشریف سے گئے جب حضور مفتی عظیم ہند کا میں بیٹھے
تو ہم لوگوں سے عرض کیا کہ حضور آپ بھی بھل میں تشریف
دیکھیں مجاہد ملت کا فرما لے لگے، ادھر حضور مفتی عظیم ہند
قید بار بار فرماتے رہے کہ مالک میرے پاس بیٹھے مگر وہ
ہتے تھے کہ میں رکشے سے آ جاؤں گا، ہم لوگ اس راز کو نہ
سمجھے، حاجی عید و بھائی جس کی کاڑھی کہے لگے حضرت آپ
کیوں رکشے سے آئیں گے؟ کا میں جگہ ہے آپ تشریف

حالات ن کے آئے و اے صحت میں درج کر رہے تھے ہیں
جیسے ہی عید، ملک میں مردان کی حکومت شروع ہوتی ہے دور
قہر ختم ہو جاتا ہے۔

حارک ۱۱۱۱

ص ۴۰ کا بقیہ

حدیث اور دیگر کتابوں اسلام کی ہیں، مختصر یہ کہ دیوبندی وہاں
ایک ہی کشتی میں ہیں اور مضمون نگار بھی ان کے ساتھ اسی کشتی پر
سوار ہے۔ دونوں گروہ فقہاء کے نزدیک کافر ہیں، علاوہ ان
دیوبندیوں کا درجہ درجہ اس لیے کہ وہ ختمیہ متکلمین دونوں کے
نزدیک کافر ہیں۔

۱۱۱۱

ص ۵۵ کا بقیہ

کتاب حسب ہے حسب خود اور بری
قلعہ فتح ہیں عید کے بس ایک دار مسین
عالم رضا ہے کوئی، کوئی مصطفیٰ رضا
ہیں چھوٹے کیسے کیسے ترے راز رسیں
اتر آئے۔ ظالمو! تم تخت و تاج پر
ہے مے گایہ تم کو چوسنے کی ناز مسین
اسور نہ چھو سیکے گی کبھی گھسری اسے
جو آگیا ہے بیض رضا کے حصار مسین

۱۱۱۱

ص ۵۶ کا بقیہ

اللہ کے نام سے پڑھنا چاہتا ہے اس کو بعد بھی چاہتا ہے۔
صرف کعبہ کی پکڑ یہاں کے باشندوں کی بھی کیا ہے حد تعظیم
و تحریک کرنی ہے، دور، دور سے لوگ یہاں منہاں، دوق، شرق سے
آتے ہیں اور دیوانہ وار یہاں اپنا اندر، عقیدت پیش کرتے
ہیں اس مقدس گھر کے پارے میں میں لوگوں کا عقیدہ یہ ہے۔
روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی جگہ مقدس نہیں کیونکہ یہاں
سب سے بڑے بادشاہ خداوند عالم کا گھر ہے۔

حارک ۱۱۱۱

فروری ۲۰۲۰ء

رکھے، حضرت مجاہد ملت نے عید دکھائی سے چپکے سے کان
میں کہا۔ آپ لوگ کیا تم کر رہے ہیں سب مجھ کو حضرت
کے محل میں بیٹھے کے ہے کہے ہیں میری مجال ہے کہ ان
کے کا دل ہے سے کا دل ملا کر بیٹھوں، ہم لوگ دم بخور ہو گئے
آخر کار حضرت مفتی، عظیم کے خادم کو حضرت کے محل میں بیٹھا
گیا تو حضرت مجاہد ملت اس خادم کے محل میں بیٹھے، یوں
تو ہر آدمی اپنے اپنے دوق کے اعتبار سے اپنے بڑوں کا
ادب کرتا ہے، لیکن حضور محمد صلی، عظیم کا جس
اند میں ادب فرماتا ہے۔ رب کی یہ تفسیر صرف حضور مجاہد
ملت کی کتاب عشق میں نظر آتی ہے۔ "اے احوال ماہیت، ی۔ ۱۰"

حضور مجاہد ملت کی دامت گرامی اپنے اکابر کے لئے سر پر
ادب دنیا نرا اور عبادت کرم کے لئے عظیم، عشق و مہربان
فحی آپ کی حسرت مبارکہ کا گوشہ گوشہ، بحر و قنوت و ملت کے لئے
درس و رشد و ہدایت اور فلاح و صلاح کا ریحہ تھی۔

۱۱۱۱

ص ۵۷ کا بقیہ

موجودگی کا احساس دلانا ہوتا ہے اسی طرح جیسے آج کا دنیا کی
لوگوں کو بیک وقت ان کے "دہا جان" کی خیر موجودگی کا احساس
دلانا ہے۔

پہلے سے سسر نکلا ہوندا

دیر سے کسٹھ حادی

مادال بعد محمد بحث

کوں کرے رکھوں

لہذا پاک ہمارے و مدین کو یادوں میں سے جو دست
ہے اس کو لمبی زندگی عطا کرے اور جو اس ریا سے رخصت ہو گئے
ہیں، ان کو دست افروز میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین ختم ہیں۔

۱۱۱۱

ص ۵۸ کا بقیہ

و ہے، اپنے ہوں گے حضرت ابوالاسور کی سوخ اور ان کی حالات
زندگی پر ہنکھ لکھا جائے، یہاں اس کا محل نہیں ہے اس کچھ جسمی

رجب ۱۴۴۱ھ

رازِ یس درمِ شایانِ یس کے قلم سے

انسائی زندگی میں باپ کا مقام و مرتبہ

سے باپ میں مرد میں جو پہلی سانس نکل اویں سوس میں شامل کر کے اس کی زندگی بڑھانے کا حوصلہ رکھتا ہے، بگیوں میں کڑی دھوپ میں چھپاؤں فروش مزدور، کھارہ موچی غبار سے بچنے والے دربان اور ہر طرح کا کام کرے ویں ہستیاں حارم نہیں بلکہ باپ ہیں جن کو کسی کسی طرح بی اور کی ضرورتیں پوری دی ہیں مار مار دس رات سروں کی ہر موسم ہر تظلیف ہر کھوار پریشانی کے ہاں جو یہ باپ کی ہستیاں سزاؤں پر باروں میں دفتروں میں ہر جگہ لوگوں کی باتیں سنتے، طعنے سننے بے عزت ہوتے ہیں مگر وہ مسلسل کام جاری رکھتے ہیں مرنے تک کیونکہ ان کو اپنی اور کی ضروریات پوری کرنی ہیں، جس سے اور گھر میں سکون گہری ہوتی ہے، عمدہ لباس پہنے بہترین سکون اور کاف میں پڑھ رہی ہوتی ہے یا عمدہ کھانا کھا رہی ہوتی ہے، اسی سے باپ کو تلیس گاہیاں، سارے ہوں، نوک باتیں سنا رہے ہوں، وہ میں رہے ہوں، اور اس سے ایک سان ہونے کی حیثیت سے جو بچے کی اصلاحیت رکھنے والے ہوں، بھی خاموش رہے والدہ صرف ایک باپ کی ہوتا ہے، جس کو لوگوں کے طعنے اور کجیوں اور ذات محسوس ہونے والے بھی خاموش رہنا پڑتا ہے کیونکہ اس کو اپنی اولاد کے لئے ہر صورت مان ہے، کسی شاعر سے کیا خوب کہا ہے۔

مجھ کو چھڑاں میں رکھ دو خود جلتا رہا دھوپ میں

میں سے لکھا ہے کہ ارشد باپ کے روپ میں

اور ماں باپ کی بولی کھا جاتی ہے ماں باپ تمام غم اور رکنے سے جیتے ہیں اپنی تمام ضروریوں اور نعمتوں کو جس پشت زانوں، وہ صرف جوان ہوتی اولاد میں اپنا بچپن اپنی جوانی دیکھتے ہیں اور انہوں نے زیادہ کٹر جوان کو کرمال باپ سے پوچھیں ہے

بچا جانی، بڑی پاپا جی درست، محافظ سہا بکوں، زندگی ہوں میں نام سے پکاروں؟ کس لفظ میں پکاروں؟ اگر میں ردو جاری بلکہ تمام دباؤں میں یہاں کوئی لفظ موجو، میں نہیں جس دستوں کر کے باپ کی ہستی کو بپا کیا جاسکے یہ باپ کے اصل روپ کی عکاسی ہوئے، بعد کیسے ممکن ہے کہ کل کائنات کو کسی ایک یا چند الفاظوں میں سمیٹ سوجائے، باپ کو محبت میں سمیٹوں تو، حساس کہاں جائے؟ احساس میں سمیٹوں تو احسان کہاں جائے؟ احسان میں سمیٹوں تو شفقت کہاں جائے؟ شفقت میں سمیٹوں تو محافظ کہاں جائے؟ محافظ میں ہیں رو تو سایہ ہمارا جائے؟ سائے میں سمیٹوں تو چھت کہاں جائے؟ چھت میں سمیٹوں تو رقت کہاں جائے؟ کس لفظ میں کس طرح ہیں بروں کی ہستی کو جو سر پا رقت بھی ہے و محبت بھی، محافظ بھی اور ہماری زندگی کی موجودگی کی وجہ بھی؟

مگر تو پیدا ہونے ہی مر ہوتا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ مارے کی فکر بھی مانتی ہوتی ہے، اور اس کا حس بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر باپ جتنے ہی یہ مرد کون اور مخلوق بن جاتی ہے، جسے نہ ہتی فکر نہ ہنے ہون چاہت، نہ ہی کوئی خواہش ہی پروہ صرف کچھ فکر رہتی ہے تو اور کی خواہشوں کی اول سے ملوں کی دنیا کی زندگی سوارے کی بچوں کی خواہشوں اور زندگی سوارے کے لئے پکی جان لڑے، اسے باپ کو اپنے لئے بچھ نہیں چاہیے ہوتا صرف کون طلب ہوتی ہے تو حتی کہ وہ اپنی درد و بہتر معیار زندگی رے لئے اور اس کا معنی ہی خلاقی اور ہماری طور پر یس کامیاب سال ہا سال

باپ یس مقدس محافظ کی ہستی جو اپنی ہر کی لگا کر بھی اور کی حفاظت کرتا ہے، کبھی صحت رکھی ہے قدرت سے باپ

کہ آخر آپ سے ہمارے لئے کیا ہی یا ہے؟ اور اگر پرورش
ہے تو وہ سب اللہ کی کار میں ہے آپ سے تو کچھ کام نہیں کیا
ایسی بدبخت و ناز کو والدین بھیجے سے جو لی تک اپنی آنکھوں
کی ٹھنڈک پنا سے رہنے ہیں اور یہی وہ جوں ہو رہا ہے
میں ماں باپ کے لیے ریت بن جاتی ہے، ایک بیٹی ہونے کی
حیثیت سے میں یہ بات کہہ رہی ہوں۔ بیٹی کے لئے دپ
کس قدر شفیق اور درحساس اور دوست ہوتا ہے بیٹی جاتی ہے
کہ اس رسی کی تمام پریشانیوں دور کر کے اس کا دل اس کے لئے
خوشیاں خرید لائے گا، بیٹی جاتی ہے کہ اس کا باپ اس کی زندگی
میں آنے والی حالات کی آمدنی، طوفان، گرج، ہلک، گرم سرد
ہو، اور ہر قسم کی قسمت سے اس کو محفوظ کرے گا، بیٹی جاتی ہے کہ
وہ زندگی میں جب جب گرے گی، اس کو کوئی سہارا دے دے
مگر اس کا باپ اس کو سہارا دے کے لئے موجود رہے گا۔

بیٹی جاتی ہے وہ صرف باپ کی موجودگی میں نہیں ہے، وہ
صرف باپ کی موجودگی میں شہزادی ہے، وہ صرف باپ کی
موجودگی میں نخرے رہ سکتی ہے اور اگر باپ نہیں تو وہ بیٹی نہ
شہزادی رہی ہے، یہی اس کے غم کے کوئی اٹھا سکتا ہے۔

خدا سے رضائیں بیٹی کے خوب کات سکوں

تو میرے کھیت میں حتی کیاس رہے دے

ہم صرف ماں کی عظمت اور جدائی کی بات کرتے ہیں مگر
ماں باپ دونوں کی موجودگی زندگی کو مکمل کرتی ہے، زندگی اگر
ماں کے جانے سے ادا ہو جاتی ہے تو باپ کے جانے سے بھی
ویران ہو جاتی ہے، باپ کی حیثیت اور موجودگی اور زندگی میں
تبی ضروری ہے جتنی قسم سے بے روح، باپ کی موجودگی میں
جون میں بھی لکھن کی بے فکر بنی رہے ہوتے ہیں اور باپ کے
فوت ہونے کی لکھن میں جوانی کی ہی فکر لاحق ہو جاتی ہے، اسماں
عمر سے دس سال بڑا ہو جاتا ہے، سکون پھر پریشانی بن جاتا ہے،
پھر زندگی میں صرف بے سکونی اور مشقت مقدر بن جاتی ہے۔

ہر ایک مرد وہ چپ چاپ خود چہ رہتا ہے

تمام غم وہ چوں سے کٹ کے رہتا ہے

وہ بولتا ہے میں رات ویر ہو رہا ہوں

وہ جو اس کا پسینہ میں ڈھل کر بہتا ہے

وہ مجھ کو سوسے ہوئے دیکھتا ہے تی صحر کے

نچائے سوچ کے کیا یہ وہ مسکراتا ہے

میرے بغیر میں سب خوب اس کے دور سے

یہ بات سچ ہے میرا باپ کم نہیں ماں سے

نہیں

خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے والدین حیات
ہیں، ورنہ جن کے والدین میں سے دونوں یا کوئی ایک موجود نہیں
ان کے لئے زندگی مکمل ہو کر بھی ہمیشہ دھوری رہتی ہے، ک
کسک رہ میں موجود رہتی ہے، رنج و غم، ہر غمی پہ دل کو چھو رہی
ہے، سب والد کا سایہ رہے، والد کا ہاتھ دھرتی دھرتی نہیں رہتا
بیٹیاں شہزاد بن نہیں جاتی، کوئی دنیا میں پھر انہیں شہزادی نہ ہتا
ہے، احساس داتا ہے، کوئی ان کو محبت کی ٹھنڈک کا احساس نہیں
دلا سکتا، بیٹوں کا دوست کھو جاتا ہے، بیٹے کا کامی اور کامیابی میں
باپ کی محبت بھرنے کی کورتے ہیں بیٹوں کی مشکلات میں
کہہ دے سے مدد، جھڑک کر چلنے والا کوئی نہیں رہتا، اور اس کی زبان
سے لفظ نہ جاتی کھو جاتا ہے، وہ پھر نا بھی چاہتا نہیں پڑا رہتا،
یہ لفظ یہ تڑپ یہ لہجہ حاصل خواہش بن جاتا ہے۔

خس کے باجی ریا سے، صحت ہو میں، ر کور زندگی
دھوپ، آمدنی، طوفان سے ہمیشہ خوف آتا ہے، کہتے ہیں نا اسماں
مر کر ستارہ بن جاتا ہے، میں ہمیشہ سوچتی ہوں کہ انسان کسی پریشانی
میں ہونا خوشی کی یقینیت میں تو لگا، خود خود آسمان کی طرف اٹھ جاتی
ہے پھر جن کے والدین ستارہ بن گئے ہوں ان کی تو کثرت راتوں
میں لگا ہیں آسمان پر ستاروں کو ڈھونڈتی ہیں، نظر کی لطرت ہے
کہ وہ سب سے روشن ستارہ پیہے دیکھتی ہے اور یہی نظر جس کا
ستاروں میں والدین کی تلاش ہو، وہ صرف روشن ستارہ دیکھ جاتا
ہے، تاکہ وہ نظروں سے اوجھل ہو اور یہی روشنی مدھم ہو، ستارہ
خس تا ہے تو لگتا ہے وہ ہمیں دیکھ کر مسک رہے ہیں ایک ہی
ستارہ ایک وقت کئی لوگوں کو ان کے بچوں کی بقیہ میں

نہ معنی محمد شمس و حسین رضوی *

قرآن پاک پر نقطے اور اعراب

[آسان زوارفت اور ضرورت و اسنادیت]

چوتھے ہیں، مگر عرب و سنی ایسا کہاں کر پاتے ہیں؟ اہل عرب نے پتہ رہاں کی ضرورت و اسنادیت کی ہے مگر اس لئے نہیں کہ یہ اس کی پتہ رہاں ہے بلکہ اس لئے اس نے حفاظت کی ہے کہ وہ قرآن مقدس کی رہاں ہے و در سبب اس صلی اللہ علیہ وسلم رہاں ہے قرآن پاک میں اعراب اور نقطوں کا لگانا بھی رہاں کی حفاظت کے لئے آتا ہے اس لئے شعوری طور پر عرب اور نقطے لگانے کی کوشش کی گئی، اس بات کا خیال ہے کہ جو کام شعوری طور پر کسی مقصد کے تحت انجام دیا جاتا ہے، اسے ایسا کام میں انجام دینا دیا جاسکتا ہے بلکہ اس کام کو ضرور دیا جاتا ہے تب نہیں جائے یہ کام اپنے مقام کو پہنچتا ہے اور اس کام کو کوئی ایک شخص ہی انجام نہیں دیتا ہے جس کام کے انجام دینے سے مختلف افراد اور مختلف اشخاص سے ملے لگے ہیں تب تک یہ کام پورا ہوتا ہے قرآن پاک میں اعراب لگانے کی ضرورت حال بھی پھر کسی حد تک ہے مگر اس کام کا سہرا ہی کے سر یا چھوڑا جاتا ہے جو اس کام کو شروع کرتا ہے، بعد از مدتی اس کے پتہ رہاں کر کے ہوتے کہا ہے، ملاحظہ فرمائیں

”وتم ترون العرب العاربة في جاهليةها و صدر من اسلامها ليرع في نطقها بالمجبة و تشكيم عني الصيغة حتى فصحت البدان و مصروف الامصار و دوم بدو اوين فاختلط بعربي باسبغى و تنقى الحجازي بالمدني و دخل اندلس اخلاص الامم و سوا قط بدان فوق الخلل في الكلام و بدان الذهن في المسنة الفعول فكل اوس من سندرگ المالك و حاول اصلاح فسادہ ” ابو الاسود دظام بن عمرو اندلسی قالہ یو ب البحر ذکر فيها عوامل لرفع

قرآن پاک میں عرب اور نقطے کا لگانا چاہئے نہیں ہو، ہے جس میں بھی رتہ رتہ رتی ہوئی ہے اور عہد بعد اس میں صدقہ اور ترقی ہوئی رہی ہے، شروع شروع میں اس کا اندازہ نالی مدنیک اعرب اور نقطوں تک محدود رہا ہے، بعد میں اسلام حدود عرب سے نکل کر عجم کے علاقوں میں پھیلتا رہا جس کے نتیجے میں عربوں کا بھیجوں سے اختلاف بڑھتا رہا اور عرب کے لوگ ایک دوسرے کی زبان سے متاثر ہوتے رہے یہ حقیقت ہے کہ جب وہ عربوں کا میل جوں ہوتا ہے تو کوئی ایک رہاں بھی پتہ اصلی اور قطری بات پر رتہ نہیں، حتیٰ کہ یہ پتہ رہاں ہوتا ہے کہ وہ عربوں کے لئے سے ایک تیسری رہاں وجود میں آتی ہے یہاں وہ عربوں کی رہاں کے ساتھ سے نون تیسری رہاں تو وجود میں نہیں آتی ہے یہاں سے ضرور ہو ہے کہ عربی رہاں و اسب میں بھی عربوں کے اثرات بڑھتے چلے گئے، عرب میں غلطیاں واقع ہوئے لکھیں، عام طور پر کسی بھی رہاں میں دوسری رہاں کے اثرات اور غیر رہاں کے الفاظ و طلمات کے شامل ہونے کو وضاحت و تزیلی کا نام دیا جاتا ہے، مگر عربی رہاں و ادب میں اس طرح کے اثرات کو بھی بھی خوش گو نہیں کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی عربی رہاں میں کلام لکھی گامروں ہو ہے، عام رتہ پتہ رہاں اسی بات میں ہیں اور تفسیریں بھی اس رہاں میں لکھی گئی ہیں۔

اہل عرب کا مزاج بھی برناک ہو کرتا ہے و رد و انہیں الفاظ و ترکیب کو پسند کرتے ہیں جنہیں و کرنا آسان اور بہت زیادہ آسان ہوتا ہے، جہاں ادا کرے میں کوئی دشواری ہوتی ہے اس میں اہل عرب بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس میں تبدیلی کرتے ہیں، ہم ہندوستان کے قریب رہاں سے ہندی اور سندھ سے وہ الفاظ بھی کسی نہ کسی طرح راہ دیتے ہیں جو مشکل تھ رہاں پہ

والنصب والنجر والجزم وذل عمی الفاعل والمفعول
و بمعصاف... لم هشأ النحس بعد ذالک و کثر
بقدو اختلاط الناس و کثرتهم و سوء الدریة عمی
ما فسد من بطلهم فافتقوا الرأى الاسود الذوالی
لیعالفه جملة ممن اخذوا به ففرعوا عمی ما اصله
و بنوا عمی ما اصله فر ضعوا النجر بینهما و تهاجروا
لیها سبلا حتى انتهی ذالک الی الخلیل بن حماد
المرادی ففتح ابواب البحر و مداد طایفه و اوضح
عذله و دمع قصی حدوده و اتوغب فیہ غایة مرده و
کان فی عمه لذلک نظیره و فر دألا قریب منه . ثم
الغ من بعده من اهل العلم فی البحر و تریب و
اصلاح المنطق عمی قدر الحاجة و بحسب الضرورة
لحسب لاعتهم و اصلاح حال المعتمد من کلامهم لیا
وضع ابو حاتم کتابا اعتدلی بها تقویم ما غیره اهل
عصره من کلام العرب و سماها "کتاب لحن
العامة" (لحن العامة الزبیدی ص ۵۹-۶۰)

ترجمہ حاصل عربی لوگ دورِ باہیت و اسلام کے تمدن
دور میں مہارت رکھتے تھے عربیوں چال میں اپنی طہرت
سے سبب کلام کرتے تھے مہارت ہی منقہ مدق کے
ساتھ یہاں تک کہ بہت سے حدائق فتح نے گئے، در بہر
سارے شہر بسائے گئے و ردفا تررب و تے گئے۔ عربوں
اور غلطیوں کا غلط منط ہوا، اور حاصل جاری فارس کے لوگوں
سے ملے چلے اور دین میں بہت سے دو اصل ہو گئے، اور
شہروں کے سر۔ روحیہ بھی اصل سلام ہو گئے، اس اختلاط
و مذاقات کے سبب کلام میں خلل واقع ہوا۔ اور عوم کی
ریالوں میں غلطیاں ہوئے لکھیں سب سے پہلے جس شخص
سے ان غلطیوں کا اساس یا اوراں کی اصلاح کے بارے
میں غور و خوض کیا وہ "ابو الاسود ظالم بن عمرو الدوی
میں انہوں نے موصوف کے ابو سب کی تالیف کی و راجع نصب
یہ جز کے عوامل کا" یا اور فاعل مفعول اور معصاف کی جانب

رہنمائی و پھر ان کے بعد عوم میں غلطیوں کا و مرو بہت
رہا، جیسے جیسے لوگوں میں اختلاط بڑھتا رہا اور کثرت ہوئی رہی
اور ان کی زبان کی بھی کثرت ہوئی گئی جن کی زبان اور الفاظ و
طہرت میں مساوی فتح ہو تھا، ابوالسود کے شاگردوں میں
جس سے تالیف کا کام شروع کیا اور کتابیں لکھیں اس سے
پنے ستار کے نقوش قدم۔ ابتداء کی اور کہیں کے اساسی
اصول پر تفریح لے چلے گئے اور انہیں کی میاں پر صدح
رہا، بیون کی عمارت تعمیر کرتے چلے گئے انہیں کے
شاگردوں نے محو قو حد و صبح نے و رعوئی زبان میں پائی
جائے دی غلطیوں میں مدحہ کے لئے رہیں ہو کرتے
رہے اور یہ سلسلہ مدت دراز تک چلتا رہا یہاں تک کہ
"خلیل بن حمد زبیدی" کا و رتا، انہوں نے بھی علم کو
میں سے مکانات وری جہات کے درو سے کھول دیا
وراس سے دائر سے کو وسیع کر دیا اور اس کے اسباب و غل
وڑھونڈھ لکھنے میں کامیاب ہو گئے یہاں تک کہ ان
غلطیوں کی حد تک پہنچ گئے، و اپنے مقاصد یعنی صار کلام
کی اصلاح میں کامیاب ہو گئے فر جہدی اپنے طہر میں
پکارا اور اپنے زمانے میں تنہا تھے کوئی ان کا شریک نہیں

فرامید کے بعد بھی اہل علم نے نحو کے باب میں نامالوس
لفاظ اور بیان و بیان کی اصلاح میں کتابیں لکھتے رہے، یعنی
ضرورت و حاجت کے اعتبار سے تصنیف کرتے رہے اس کا
مقصد زبان کی حفاظت عربوں کے کلام میں جو غلطیاں پائی
جاتی تھیں ان میں مدحہ رانا تھا، یہاں تک کہ ابو حاتم کا دور
آیا انہوں سے ایک ایسی کتاب تالیف کی اس زمانے سے
لوگوں میں جو غلطیاں پائی جاتی تھیں ان کی اصلاح کر دی گئی
وراس کتاب کا نام "لحن العامة" رکھا گیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل عرب نے اپنی زبان کی
حفاظت کے لئے بڑی چوٹی کا زور لگادیا، مگر اصلاح کا پہلو
کسی ایک جہت کے ساتھ نہیں دیکھا بلکہ اصلاح کی یہ کوشش
مختلف جہتوں میں جاری رہی، اگر اس پر غور و فکر کیا جائے تو یہ

دور سوم □ عرب و اعراب سے۔

دور چہارم □ روح و حیات اعراب سے۔

میں میں نہیں اور اس کے تناظر میں گفتگو کی جائے گی اس تعلق سے جب میں نے کتابوں کا مطالعہ کیا تو کسی بھی کتاب میں یہ کہہ دیا جاتا رہا کہ میں نے یہ ہے کہ صرف روایتوں کی بنیاد پر گفتگو کی جاتی ہے نہیں میں نے، چنے مقے میں تو کتب و سموت کے پیش نظر اس کا عظیم کو اور اس میں ہائٹ دیا ہے۔

دور اول، اعراب و اصول و قواعد (یعنی علم و حکمت و تدوین)

قرآن شریف میں عربی لکھانے کے تعلق سے تاریخ و تفسیر میں مختلف رائے ہیں، مگر اس بات کا خیال رہے کہ کوئی بھی کام چاہے، جو میں کہیں کہتا ہے بلکہ ضروری امور میں نہ ہے اور مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد ہی اس میں

تبدیلی صورت نمایاں ہوتی ہے جو پھر بعد میں جا کر قوم و خواص کے مابین، نہ پڑتا ہے، بلکہ عرب اور نقطوں کے ساتھ

ہو بلکہ عرب میں نہ مابری زبان عربی نہیں قرآن پڑھنے کی عادت کے لئے اور صحیح پڑھنے کے لئے عرب کی ضرورت تھی اور یہی کسی نقطہ کی خواہش کے صحیح تلاوت کر کے فی فطری

صدائیت پائی جاتی تھی مگر حسب اسلام عرب کی یہ سے کل علم کے علاقوں میں پہنچا، اور علم کے لوگوں کے سامنے قرآن مقدس آیا چونکہ یہ علم تھے اور عربی زبان و ادب سے ناواقف تھے

قرآن مقدس کو صحیح طور پر پڑھنے کی میں فطری صدائیت نہیں پائی جاتی تھی اس لئے کہیں نہ کہیں وہ پڑھنے میں غلطی کر رہے تھے مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک غلطی پڑ گئی

ہوئے سنار بن اللہ بنی و ص الشتر کہیں و رسولہ) ترجمہ یوسف اللہ مشر میں وہ ہے عرب سے بیزار ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہو جائے؟

نہیں ہرگز نہیں اگر پڑھنے والے غلطی نے جس طرح سے آیت پڑھی اس کا ترجمہ بھی ہے جو میں نے اوپر بیان کیا، اس غلط مفہوم کا مؤلف وہ ہے کہ اس سے (رسولہ) کے نام پورے کا جو پڑھا، حادانہ نام پر رہے نہیں بلکہ پیش ہے اور حسب امر کو پیش

بات سمیت ہی آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ ان تمام غلطیوں کا مرکز و محور عرب اور نقطے ہی ہیں اور موضوع کا تعلق بھی اسی مرکز و محور سے ہے، اگرچہ شروع شروع میں اعراب اور نقطے لگا باور و مدد کا کام کر رہا گیا ہیں بعد میں اس میں بھی غوی و پھیس سے شمولیت اختیار کر لی گئی یہ نقطہ ہے کہ حرف کے "پڑا" کا، ایسے تو وہ لفظ مدہوا ہے اور اسی حرف سے صحیح چسپاں دیکھتے تو جہاں جہاں وہ پیش و پیش کی پڑھا ہے تو اس سے معنی پنی صورت پر رہتی رہا ہے اس بارے میں علم نحو کا جو رد رہے اور اس کی جو ہیئت ہے میں سمجھتا ہوں اس سے کار و بی کر سکتا ہے جو فکر و شعور کی دولت سے عاری ہے، اور جس کے پاس یہ دولت ہے وہ اپنے زمانے کا سکندر ہے

جہاں تک اعراب اور نقطے لگانے کی بات ہے اس میں بھی عہد بعد از قرآن ہوتی رہی ہے اور اس کام کے طبل ہونے میں برسوں لگ گئے ہیں یہ ایک دور کو سامنے رکھ کر اس کی مکمل توضیح نہیں جاسکتی ہے اس کے تمام دور کا کسی نہ کسی نوع سے تشریح ردی جائے تو اس پر پیر حاصل گفتگو کی جاسکتی ہے مگر یہی شریف کے حسب معطر بیگ نے میر سے پاس ایک سوال بھیجا جس میں اس میں سے سیدی امام احمد رضا فاضل بریلوی کی یہ تحریر پر تنویر مفتی شریف الحق امجدی کے ایک فتویٰ کی علی تحریر و معنی منظور صاحب چرنوی کی کتاب "مختصر معلومات کی عرب و ملک کے ارساں یا چھ در پھر پنے چند شبہات کا بھی ذکر کیا تھا، جب میں نے اس تعلق سے مطالعہ کیا تو میر سے اس میں یہ خیال پیچھا ہوا کیوں کہ اس تعلق سے ایک مقالہ تحریر کیا جائے تاکہ ایک صاحب کے گفتگو و شبہات کا رد ملے جو جہاں سے ایک مقالہ بھی تیار ہو جائے، اس لئے میں نے قرآن مقدس میں اعراب اور نقطے لگانے کی ہیئت و افادیت کو دیکھتے ہوئے میں سے چار در پڑھ کر دیا اور یہ ہے

دور اول □ عربی صوں و قوالہ کی تدوین و تشکیل

دور دوم، اعراب و نقطہ

سے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا ترجمہ ہوگا: شک اللہ اور اس کا
دوسرے مشرکین سے بیزار ہے اور ۶ چنے آپس کی جگہ پر پڑھنے
سے مذکورہ آیت پاک کا ترجمہ یہاں سے کہاں پہنچ گیا؟ اور اس
غلط مفہوم کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دہن
پر کیا کچھ نہ گرا ہوگا؟

اس پہ غور کیجئے اور قوت احساس کو بروئے کار لاتے ہوئے
پنے حدیث کا ظہار کیجئے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بھی جب دیکھا کہ قرآن مقدس کے پڑھنے میں عربی کی
غلطیاں ہو رہی ہیں تو آپے شاگد، رشید حضرت ابو الاسود سے ارشاد
فرمایا: کچھ دیکھ کر کو کوک (عرب میں غلطی نہ کریں) یہ غلطی صرف
میں ہو گئی ہے، میں یہ نہیں پانی جانتی تھی بلکہ میں عرب میں سے وہ بھی
رہے تھے جو مجبیوں کی صحبت میں رہ رہتے تھے، اس بات
کو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے قدر متفکر رہا کرتے تھے
اس بات کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

عن ابی الاسود قال: دخلت علی عی، فرأیتہ
مطوفاً فقلت لیم تنصرت یا امیر المؤمنین؟ قال

سمعتم بہدکم بعداً فاذت ں اضع کتاباً فی

اصول عربیۃ فقلت ں فعلت ہذا، حیث فایتہ

بعنا یم فالتقی الی صحیفۃ فیہ الکلام کلمہ سم

وفعل وحرف فالاسم ما ینا عن المسمی و

لفعل ما ینا عن حرکۃ المسمی والحرف ما ینا

عن مسمی لیس باسم ولا فعل ثم قال لی فزده ونبعہ

فجمعت شیء ثم عرصتہ علیہ ں میر اعلام

النبلاء ج ۴ ص ۸۳) ترجمہ: حضرت ابو الاسود الدؤلی
سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں حضرت علیؑ کے پاس
گیا تو میں نے انہیں متفکر پایا عرض کیا: کیا فکر کر رہے ہیں
اے امیر مومنین؟ انہوں نے فرمایا: میں تمہارے شہر میں
عرب کی غلطیاں سن رہا ہوں میں چاہتا ہوں انہیں عربی
میں ایک کتاب لکھ دوں، میں نے کہا: اگر آپ سے ایسا کر
یا تو گویا آپ سے ہمیں روئے کر دیا پھر میں چند دنوں کے

بعد ازل کے پاس حاضر ہو تو انہوں نے مجھے ایک صحیفہ دیا،
میں نے لکھا ہوا تھا، ظاہر کل کا کل اسم ہے فعل ہے اور حرف
ہے، اسم وہ ہے جو است کی خبر دیتا ہے، فعل وہ ہے جو است
کے کسی کام یا حرکت کی خبر دیتا ہے اور حرف ایک ہے
مثنیٰ کی خبر دیتا ہے جو نہ سم ہوتا ہے اور نہ ہی فعل ہوتا ہے،
اس کے بعد حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا: اس میں میرا صاف
کرد اور جو میں نے لکھ دیا ہے اس کی اتباع کرو

حضرت ابو الاسود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم
کی بجا آوری میں دلچسپی سے کام لیا اور ان کے بتائے ہوئے
اصولوں پر آگے کام کرتے رہے اور تو حد عربیہ کی ترویج دیتے
رہے، وہ فعل مفعول، رفع، نصب، جر اور جزم کے بوب کا صاف
کرتے رہے، اس کے علاوہ ابو الاسود نے درجی ہائوں کا صاف
کیا ان بوب میں یہ درجہ ریل بوب ٹک جھنک ابو الاسود سے
بکلی بار پیش کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں

قال محمد بن سلام الجمعی ابو الاسود هو اول

من وضع باب الفاعل و المفعول و المضاف و

حرف رفع و النصب و الجر (ما خود ار میر

الاعلام نبلاء) یعنی محمد بن سلام جمعی نے فرمانہ ابو الاسود

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فاعل مفعول و

مضاف حرف رفع و نصب اور جزم کے بوب کا صاف کیا۔

ان کے یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہوئی؟ اور کیا یہ

ابواب پتے آپ میں کسی افتادیت کے حامل ہیں یا نہیں؟ اس

بات کو جاننے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں
حاضر ہوئے اور اپنی پیش رفت کو ان سے سامنے پیش کیا آپ
سے سے غور سے دیکھا اور اس کی ہیئت و افتادیت کے پیش نظر
آپ سے رخ رہا بد خوشی کے شمار ہو کر ہونے و درجہ مسرت
میں رشا فرمایا

قال فاروق الاسود ما وضع فقال عی ما احسن
نحو المدی نحووت فمن ثم مسمی النحو محو
(حوالہ سابق) ترجمہ: محمد بن سلام نے کہا: جب ابو الاسود

سے پی بیش رفت کو دکھایا تو حضرت علی نے ارشاد فرمایا:
”وہ کیا خوب ہے؟“ دو گوشہ جیسے تم سے نکلا ہے۔ حضرت علی
کے ارشاد میں لفظ ”نحو“ کا استعمال ہوا ہے اسی لئے اس علم
اور اس کا نام بھی ”نحو“ رکھ دیا گیا۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ حدیث ظاہر ہو جائے کہ
امت چل کر تیس مقدس میں عرب اور قحطی لگائے کی اور
ہات چھوڑ گئی علم نحو؟ مقالہ کا جو حصہ ال ہے وہی پہ
ہات کی جاتی تو اس سلسلہ میں غرض ہے کاموں میں ہو در خاص
طور پر جب علمی کام ہوتوں کو منظم نہ رہیں محو دنیا چاہئے
کیونکہ علمی کام کوئی چلتا پھرتا کام نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ کارشت
جس قدر حال سے جڑ ہوتا ہے، اس سے نہیں ریا دور اس کارشت
مستقبل سے مضبوط ہوا کرتا ہے اس لئے کسی کام کو کام دینے
سے پہلے ہمہ احوال اور کچھ تو عدو سے چاہئے تاکہ کام میں مستحکم
کئی بیعت نمایاں ہو جائے اور آگے چل کر بھی اس کی افادیت میں
کسی طرح کی کمی واقع نہ ہو۔ اسی سے حضرت ابوالاسودؓ سے اطراب
در قحطی لگائے سے پہلے اصحاب عرب پر مشتمل قوہ عرب تیار کرے
پر دھیان دیا اور ”علم نحو“ کہا جی اسے جانتا ہے جس سے اوپر فکر
سے حوالہ بھی حرکات و سکنات جو نئے جاتے ہیں، اس میں کیا
کہہ جا سکتا ہے کہ طحیح کا عرب سے بڑا مگر رشتہ ہو سکتا
ہے کہ اس کے بغیر کوئی علمی صحیح اہنگ سے کوئی عبارت پڑھ
کی نہیں سکتا ہے، حضرت ابوالاسودؓ نے جہاں قوہ عرب تیار کئے
دیکھا، وہیں سے رشتہ اندر ہیں کا بھی سلسلہ شروع کیا اور آپ کی
دس گاہ میں بھی ایسی نامور شخصیتیں ہوا کرتی تھیں جنہوں سے
آگے چل کر بہت سی نمایاں خدمات انجام دی ہیں جنہیں میں
نصرین صاحبہ اور نجی بی بی ظہر بھی ہیں، دور آقا حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہوتا ہے اور عہد مملکت میں
عربوں کے بادشاہ جیسے ہی اس کا حتم ہو جاتا ہے، تاریخ سے
حیرت ہے کہ عہد مملکت میں عربوں ۶۶ھ میں بادشاہ ہوا اس دور
میں جس قدر عربوں قوہ عرب تیار ہوئے قرآن پاک میں عرب
لکھائے کے لئے کافی تھے، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں لگایا جا سکتا

ہے کہ اب تدوین و تفسیل کا دور ختم ہو گیا بلکہ میرا مقنا ہے جس
قدر ضرورت تھی اس قدر تیار ہو گئی۔

اب رہی ”علم نحو“ کا فن کی صورت میں آنا تو اس کا سلسلہ
چلتا رہا ہے اور اب تک چل رہا ہے کیونکہ علم اور اس کا
رشتہ نہیں رتا نہیں ہے بلکہ اس کا سفر خرم و خرم مان حار رہا
کرتا ہے، قرآن مقدس میں عرب اور قحطی لگائے کا یہ دور صرف
اور ہی نہیں ہے بلکہ یہ ساری دور ہے، توں بھی تحقیق اور کوئی بھی
الشور ہی عمر کے کسی بھی حصہ میں نظر نہ رہیں سکتا ہے، دور
اور فی حقیقت گھر کی بیاد میں ماحول ہو رہی ہے، جس طرح بیاد
دیو رہی جاتی ہیں پختہ پڑتی ہیں اور ایک بلند بن رہی ہیں
کی جاتی ہے یہی کچھ معاصر دور اس کا ہے اس کے بعد جو بھی
ارتے اس کی حقیقت روح رکی ہوگی یا چھت کی یا پھر بلند عمارت
کی اس معادہ میں آپ آئیں کہ آپ دوروں کو کس نظر سے
دیکھ رہے ہیں؟ مگر اس بات کا خیال رہے کہ دوروں کی رشتہ جوڑنا
ہے توڑ نہیں۔ دوروں کی عمر بھی کافی ہوئی ہے اس کے
جسے لئے شیبہ و ترکہ کو دکھایا ہوگا، اس بات کا اندازہ دینی لگا
سکتا ہے جو تاریخ کے مطالعہ سے کا ذوق رکھتا ہے حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوروں پاکہ صحت ہو رہا ہے، آپ سے دوسرے
سے جہاں اور دوسرے کو دیکھیں، ابوالاسودؓ کی عمر وہ ہوئے ہیں
سے اپنے اشعار میں حرا یہ بیعت کا اظہار کیا ہے۔

دور اور کی شروعات حضرت علی کے دوسرے نہیں ہوتی
ہے بلکہ عرب پہلے سے ہوتی سے چلے دیکھ رہے ہیں
ہیں اور ۶۶ھ آخری تک یہ دور چلتا ہے اس صبار سے دور وہاں
(۶۱ + ۶۲ = ۱۲۳) تقریباً ۳۶ سال پر مشتمل ہوتا ہے اس
دور میں جہاں حضرت ابوالاسودؓ کی کئی تجربات ہوئے
ہوں گے اور انہوں نے کثیر تعداد میں مشاہدے بھی کئے ہوں گے
ہیں تجربات و مشاہدات کے سطر میں عربی صوبہ قوہ عربی
ترتیب رہے ہوں گے قرآن کیا ہے یہ ہے قرآن مقدس میں
عرب اور قحطی لگائے کے لئے جس قدر قوہ عربی ضرورت ہوتی
ہے اس سب قوہ کو حضرت ابوالاسودؓ نے ترتیب دیا ہے

نور عرمان ظہور غازی

قصیدہ! شہنشاہ و وجہاں کا

محبت بڑھتی جا رہی تھی جوں جوں اوقت گزر رہا تھا آپ کے دس
میں ہی آخر ارمیاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کی
تڑپ بڑھتی جا رہی تھی۔

اسی دوران میں نہیں فاع کا حمد ہوا اور یہ صاحب فراش
ہو گئے اسی حالت میں چند سال گزر گئے، وہ بادشاہ جن کے
قصیدے امام بوصیری لکھتے تھے ابھریں بے پناہ کی پختہ ہو چکے
آپ بہت دیر تک کفر کے عالم میں ایک رت لیٹے ہوئے تھے،
جب آپ سے سوچا کہ زندگی بھر دنیا کے بادشاہوں سے قصیدے
لکھے آج یوں ان کا قصیدہ لکھوں جن کے سامنے ان بادشاہوں
کی کوئی ہوقات نہیں، جب ٹوٹے ہوئے دس سے پہلی محبت
کے ساتھ الفاظ لکھے تو وہ اس بارگاہ میں مقبول ہو گئے جس کے بعد
وہ الفاظ مہر ہو گئے

میں سے پہلے بھی امام بوصیری نے عرب کے صحراؤں پر
صحراؤں کے بیابانوں پر اور خوش نصیب چہروں پر شاعری لکھی لیکن
اس رت وہ اس بدر الدینی شخص کی شال بیان کر رہے
تھے جس کی خاطر رب سے کس دنیا دار کی ہر چیز کو قربانی فرمایا
میرا ایمان یہ ہے کہ یہ کلام بھی رب کی ہی دین ہے اور یہی رب
ہی ہے اس سال پہ تار تار ہے جب آپ قصیدہ لکھ چکے تو آپ سے
قلم و رت رکھی اور سو گئے، اس رت آپ بے خواب دیکھا کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف ان میں ہیں اور فرمایا کہ

امام بوصیری! امام بوصیری نے کہا میں ہزار جاہلوں سے
دراں لیکن کیسے انھوں نے کونسا وہ قاف دہہ تھے اور انھوں نے قاصر
تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پناہ مست شفقت ان سے
خمس پچھیر اور فرمایا۔ تمہارے وہ سنا جو تو نے لکھا امام بوصیری
تمہارے پیچھے اور جھوم جھوم کے سنا رہے، مولانا صلی وسعد داہم

مقصود کے ایک مشہور برکات حضرت شیخ شرف الدین
بوصیری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انہوں نے ایک عرب
گھر سے میں آنکھ کھلی، صبا کرو بدین بچوں کو سکھوں مدرسوں
میں تعلیم حاصل کرے گئے تھے سمجھتے ہیں اسی طرح بوصیری کو بھی
والدین نے مدرسے میں شروع کیا اور بعد ہی آپ سے قرآن
پاک حفظ کر لیا اس کے بعد آپ نے دس صاحب فی خواہش تھی
کہ آپ آپ کچھ کام کاج کریں تاکہ گھر سے غربت کا خاتمہ ہو
لیکن بوصیری ابھی مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے، وہ ایک رات
روشن مستقبل چاہتے تھے گھر میں باپ بیٹے سے درمیان ٹھپکی تھی
شروع ہو گئی، آخر کار بوصیری نے اپنی والدہ کو اپنے ساتھ ملنے کے
والد سے مزید پڑھنے کی اجازت مانگی۔

میں کے بعد آپ نے تجویز، فکر اور ہائی ضروری مشامین
کو پہنھا، بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا، اس وقت تک آپ
ایک دیوار شخص تھے درمیان کامیابیوں کو ہی ترجیح دیتے تھے
آپ غربت سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے، شاعر کا وصف
آپ کو اللہ کی طرف سے ودیعت یا کیا تھا، اب آپ بادشاہوں
کی شال میں قصیدے بھی لکھتے تھے اور بے شعر کی صلاح بھی
کیا کرتے تھے، درس و تدریس سے بھی مسلک تھے، ایک دن
آپ گھر سے باہر نکلیں جا رہے تھے جب ایک شخص بے آپ کو
دک کے آپ سے پوچھا، کبھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی
مدد رت ہوئی؟

اس شخص کا یہ سوال کرتا امام بوصیری کی زندگی کو بدلنے کا
سبب بن گیا، اب امام بوصیری نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی حیات طیبہ کا بخور مطالعہ شروع کر دیا، آپ جوں جوں مطالعہ
کرتے جا رہے تھے، آپ کے دس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

یادنا اے اللہ! آپ دائمی و دریدن سلامتی بھیجئے چنے محبوب پہ
میرن آنکھیں آپ کی یا میں آسوسہاری میں اور رواں اوواں میں،
مدینہ پاک سے ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے، ندھیری رست میں جلی
ہلک رہی ہے، میرے عشق کا تذکرہ گوسا تک پہنچ چکا ہے، یہ
میرا ر محبت بھی نہیں چھوٹ سکتا اور نہ ہی میرا عمر ختم ہوگا تیری
محبت ن میرے آسوا اور میری جان گواہی دے رہی ہیں

میں اپنے عشق کو کیسے چھپا سکتا ہوں، سے در لاکر تو حضور
(ﷺ) کا عاشق نہیں تو کسے وہ کچھ کے آسوں کو بہتا ہے، کیا
محبت میں روئے والا عاشق خیال کرتا ہے کہ جتنے آسوس اور
سوختہ کی آڑ میں محبت کا راز چھپائے گا تیرے آنکھوں کو کیا
ہوا ہے کہ وہ انہیں سمجھ سکے کے لئے کہتا ہے ور یہ بہائے ہا
ی ٹک، تیرے ن کو کیا ہو گیا ہے کہ سسپٹنے کی بجائے مرید غم
ناک ہو رہا ہے، جب رست مجھے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
کا خیال آیا تو میں رات بھر جاگ رہا، درد و غم سے میرے چہرے
پا آسوا اور خساوس پر رورن پیدا کر رہا ہے۔

سے عربوں کا خیال رکھنے والے، سے اب گیدوں کی دس
جونی کر لے والے، سے مظلوموں کا چھ پکڑنے والے، سے جفا
ہنے والے، سے گناہگاروں کا پردہ کھینے والے، سے ازل کا نور
سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے صدر میں آپ کے رست
یسے میں جیسے سب سے اندر قیمتی موتی، اے اللہ! آپ اپنے حبیب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ جہی اور انگی سلامتی نارس فرما میں۔

اب امام بو میری جھوم جھوم کے پڑھ رہے ہیں اور محمد عربی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی محبت کو قیوں فرماتے ہوئے ان
کے ساتھ میں، ہے ٹک حسب قصید و ختم ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے ہی چادر (بروہ) تار
کے نہیں مرحمت فرمائی، اس کے ساتھ ہی ان ن آکھ کھل گئی
دیجا تو چادر ان کے پاس کی رکھی ہوئی تھی، وقت دیکھا تو تہمت کا
وقت تھا، امام بو میری چندرہ سار کے بعد بشارش بشارش صحت
مندا طے قانع کا کہیں رورور تک نام و نشان بھی نہیں تھا دھوٹیا
و مسجد کا رخ کیا لہجہ رکھیں

گھر سے لکھے تو ایک نظیر سے آواں کائی، ہمیں بھی تو سناؤ
دو قصیدہ، امام بو میری سے تجاں عارفانہ سے کہا، کوں سا وی
جس کے بدلے یہ ہر دو بھی مل، محمد ص سے چادر کی طرف اشارہ
کیا اور آنکھوں سے اچھل ہو گیا۔

اس قصیدے میں 100 سے اوپر شعرا ہیں اور سنی شعر میں
لفظ برہہ استعمال نہیں ہو سکتا، لیکن جو پاپا آپ کوں گئی، اس ن
مناسبت سے اس کا نام قصیدہ برہہ شریف رہا، دغاص و
عام ہو، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کو شرف قبولیت
سے ہوا، اتنا آج تک اس کا ور جاری ہے۔ رح

مولانا یحیٰ یحییٰ و سید محمد یحییٰ

۱۱۶۱

میں سے مر کا بقیہ:

جن پر ہمیشہ روئے گی بارغ جہاں کی آنکھ
یسے گلن کوئے سے تھا دھڑا ریس
ہے چین و غمضرب ہے گلستان رعدی
کر کے چلا ہے شرب دہر ریس
موصوع انگور ہے موت و مائت
جیسے ہوا اک بار دہر ریس
نا سارے حق پرستوں پہ فصل خدا ہے
جن کو بھی ساجھ سے کے گیا دہر ریس
یاد بکھی کے سور کا خم اسبب ملے
جتنے دیے مجھ کے سپنا دہر ریس

دیتے ہیں یہ حوادث و آفات بھی سبق
ہے کہ قییب ہر درخشا دہر ریس
اللہ پر یقین سبھی مشکوں کا حل
ہم کو یہ درس دے کے گیا دہر ریس

چشم جان سے پوچھا کہ ہے عم کا مال کون
گر رہے سوداں سے کہا، دہر ریس
جب جب چلی گی زندگی سوخت کی راست
ماتا سے گا رہی سسہ دہر ریس

تفسیر ہوگی اور آخری قسط

[۱] حضور تاج اشعر یوحنا علیہ الرحمۃ والرضوان

ایمان، کفر اور تکفیر

□□ گزشتہ حصہ □□ پیوستہ □□

زیر کفر قرار دے دیا گیا

آگے مضمون نگار رقم طراز ہے کہ لوگوں کو اس اصول سے آگاہی ہونی چاہئے کہ یہ کو کھینے کے لیے اس کے پیچھے موجود نیت کو ضرور ملحوظ رکھے۔

۱۳/۴

اس تفسیر کا دیوبندیوں کو کیا فائدہ؟ کہ تکلمو صریح متعین میں ہے، خود اس پر اس کے، کلمے، کلمے، قرار شہد ہیں اور بار بار وہ خود دیوبندیوں کی ان عبارتوں کو بطور کسی شے کے کھل گستاخی کہ چکا اور اس مضمون کا بار بار اعادہ کیا تو جو فعل یا قوس یا مت و یہاں میں صریح نہ ہو اور دلائل حال سے یہ معلوم ہو کہ قصد ہمت کا یا یہ اکتفا نہیں، اس محتمل پر اس صریح متعین کو کیسے قیاس کرتا ہے خود مسطورہ پر یہ کہ چکا کہ شاید ہی کوئی مسلمان اپنے باپ کے لیے یہ گور کرے

سب اس جگہ چاہیے کہ کشیدہ جملہ کہ "مرد درجہ اہل بیت سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے اوپر اللہ اور رسول کی مخالفت ہے جو بد شہ کفر ہے۔"

۱۳/۴

دیوبندیوں کے معاملہ میں کیوں بھلا تا ہے اور اپنے اقراء سے باوجود یہ کیوں کہتا ہے "مگر یہ کفر کے زمرے میں نہیں آتا" کیا میں بات جو کوئی مسلمان اپنے باپ کے لیے گو نہیں کرتا، رسول اللہ کے لیے موجب اید نہیں؟ ضرور ہے اور خود اسی سے اقرار ہے کہ رسول اللہ کو اپنے اوپر اللہ و رسول کی مخالفت ہے جو بد شہ کفر ہے اب اس قرار کو جھٹلنے یا مقرر رکھنے؟ کیا خود ہی کے زمرے دیوبندیوں کا عرضہ نہیں اور منہ دہر ہو گیا؟ اور خود اس کا وہ یوں جو یوں بوسے گا کہ مخالفہ ہمت یا قصد کا مطلب ان معادلات میں یہ ہے کہ ایسے مقدمات میں بغیر حتمی ثبوت کے کسی عمل یا اظہار خیال کو قصد ہمت یا رسول جانا

ہم بار بار دہتا چکے کہ دیوبندیوں کی عبارتیں عربی معنی میں صریح متعین ہیں اور قصد بلا قصد کا فیصلہ ہو چکا اور اس پر خود مضمون نگار سے شوہر گزر چکے اور بار بار یہ بھی گزر چکا کہ دیوبندیوں کے نظر کا ثبوت خود مضمون نگار سے چکا اب معاملہ کا انضمام کس کے سر ہے؟ اور یہ الزام کہ بغیر حتمی ثبوت کے کسی عمل یا اظہار خیال کو قصد ہمت یا رسول جانا کر لفرقہ روزے دیا گیا، اسی پر منطبق ہے یا یہ ہوئی بات ہے؟ اور حسب یہ کسی پر منطبق نہیں تو یہ رن کو الزام دینا اور مجرم کو رن کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر معاد کا مضمون نگار نہیں دوسرے ہیں؟

تفسیر میں یہاں یہ چاہتا ہوں کہ اس طویل بحث کو سامان قاضی عیاض کی کتاب مستطاب شفا کے باب جامع بیان کو پیش کرے انتہا تک پہنچاؤں تا یہ اس مفصل بحث کا خلاصہ ہو اور دیوبندیوں اور دیوبندوں کا کفر اور وجہ سے بھی آشکار ہو، اس سے پہلے کہ میں شفا کی جگہ عربی عبارت پیش کروں میں یہاں جو سامان موصوف سے شفا میں فرمایا، مختصر کے ساتھ اس کو واضح کرتا ہوں قاضی عیاض سے شفا میں فرمایا

و کذلت من دعی نبوة أحد مع نہینا صلی اللہ علیہ وسلم أو بعدہ کالعیسویۃ من نیبود نقابین بتواتر الرسل و کاکثر الرافضة نقابین بمسارکة علی فی ان رسالۃ لدی صلی اللہ علیہ وسلم و بعدہ (ای أن قال) أو من ادعی انہوۃ بنفسہ (ای أن قال) فہو لاء کلہم کفار مکذہون بدعی صلی اللہ علیہ وسلم لاکہ آخر

صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰہُ خَاتَمُ التَّحْمِیْلِ لَا تَبٰی
بَعْدَہٗ وَاَعْبُدْ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَللّٰہُ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَا
اَللّٰہُ اَرْسَلَ کَافَّةً لِّدُنَاسٍ

وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةَ عَلٰی حَسْبِہٖ الْکَلَامُ عَلٰی ظَاہِرِہٖ وَا
اَنْ مَفْہُومِہٖ الْمَرَادُ مِنْہٗ حُجُوْنُ تَلْوِیْنٍ وَلَا تَخْصِیْصِہٖ
فَلَا شَکَّ فِی کُفْرِ ہٰذَا الطَّوَائِفِ کُلِّہَا قَطْعاً اِجْماعاً
وَسَمْعاً (اٰی اَنْ قَالَ) وَکَذٰلِکَ نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ
قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا یُعَوِّضُ لَہٗ اَوْ تَضْلِیْلِ الْاُمَّةِ (اٰی
اَنْ قَالَ) وَکَذٰلِکَ نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ مَنْ کَذَبَ وَا
اَنْکَرُ قَدْعَةً مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ (اٰی اَنْ قَالَ) فَاَمَّا
مَنْ اَنْکَرُ الْاِجْمَاعَ الْمَجْرَدَ الدَّیْلِ لَیْسَ طَرِیْقَہٗ
النَّظَرُ الْمَتَوَاتِرُ عَنِ الشَّارِعِ فَاَکْثَرُ الْمُتَکَلِّمِیْنَ
مِنْ الْفُقَہَاءِ وَالتَّحْقِیْقِیْنَ فِیْ ہٰذَا الْبَابِ قَالُوْا بِتَکْفِیْرِ
کُلِّ مَنْ خَالَفَ الْاِجْمَاعَ النَّصَحِیْحَ اِلْحَامِیَّ بِشَرْطِ
الْاِجْمَاعِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ عَمُوْماً وَتَجْمِیْعِ قُوْہِ تَعَالٰی
وَمَنْ یَشَاقِقِ الرِّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَہٗ الْہُدٰی
وِیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُوْتَمَدِّیْنَ لَوَہٗ مَا تَوَلٰی وَنَصَّ لَہٗ
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرُ [سُوْرَةُ الْاَنْبِیَاءِ الْاٰیةُ ۱۵]

وَقَوْلُهُ صَلَّى اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ خَالَفَ اِجْمَاعَہٗ
قَبِلَ بِشَرِّ قَوْمٍ خِلَافَ رِیْقَةِ الْاِسْلَامِ مِنْ عَدُوِّہٖ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی وصف سے موصوف
کرنا جو حقیقت میں ان کا وصف نہیں علم نے اس کو کفر فرمایا ہے
میں کہتا ہوں کہ دیوبندی اور وہابی دونوں نے اسی جرم کا ارتکاب
کیا ہے، اس لئے کہ یہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
بارے میں یہ عقائد رکھا کہ انہیں عیسیٰ کی جبر نہیں اور جو بدو
کفر اور بدعت میں وہابیوں سے بڑھ گئے۔ اس لیے کہ انہوں نے
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو معنوں میں پانچوں
چکوں پر ورور اور چوپایوں سے تشبیہ دی وہی پر اس کی
کے ساتھ دیوبندیوں سے شیطان اور ملک موت کے لیے علم و شیخ
ماتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محمد عیسیٰ کی مطلق نفی کی اور

حضور سے یہ محمد عیسیٰ کا عقیدہ ہونا شرک قرار دیا اسی طرف
دیوبندیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا،
اس لیے کہ انہوں نے مختلف ہند میں حق نبوت کی نفی کی جیسا کہ
پہلے مذکور ہو اسی وقت میں دیوبندیوں نے سارے نبی کی نبوت
کو رد کر دیا جیسا کہ "محمد رب اس" میں، انہوں کی عبارت سے
ظاہر ہے میں انہوں کے بارے میں ایک بار پھر گفتگو کر رہا ہوں
میں نے یہ مضمون شمارنا تو تو کی کے بارے میں علم ہونا اور آخر تک
گفتگو کو، دیوبندیوں نے دیگر پیشواؤں پر برا کیا اس لیے میں
چاہتا ہوں کہ یہاں ایک جامع بیان پیش کروں جو عمومی طور پر
تمام دیوبندیوں کا علم اور مضمون انہوں کا صحیح ظاہر رہے۔

اب میں توضیح کو جاری رکھتا ہوں چنانچہ امام موصوف نے
فرمایا اور یوہی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پا
اں کے بعد کسی کی نبوت کا انہوں نے جیسے کہ یہودیوں میں
صیویہ جو اس کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص
اہل عرب کے رسول ہیں اور جیسے قریبیہ جو بے درپے رسولوں
کے آئے کے قائل ہیں اور جیسے انہوں نے جو حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو رسالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک
ماننے ہیں یا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اں کو رسول ماننے
ہیں [ان کا] یا جو اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے۔ [ان
ان کا] تو یہ سب کافر، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلائے اور
ہیں اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبر دل کے وہ آخر
الہیہ ہیں کہ کے بعد نبی یا نبی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی یہ خبر
دی کہ اس سے انہیں حاکم جنتیں فرمایا اور یہ کہ وہ ربی دیا تک
سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور امت کے اس بات پر
اتفاق کیا کہ یہ کلام، اپنے ظاہر پر رکھا جائے گا اور اس کا معنی جو
اس سے مراد ہوا اس میں کوئی تاویل اور کوئی تخصیص نہیں تو
ان جرم گروہوں کے کفر میں کوئی شک نہیں ان کا کفر قطعی جرمی
رہیں نقلی سے ثابت ہے [ان کا] یوہی ہم ہر اس شخص کی
تخفیر پر نہیں رہے ہیں جو اس بات کے جس سے وہ تمام امت
کو گمراہ رہے ان عرص تک پہنچنا چاہتا ہے۔ [ان کا]

دکر ہو چلی ایک وقت شعا کی عیارس میں پی بھی بتایا کہ یہ مرہلہ بیسے کے قابل نہیں کہ ان امور کو رد کیا جائے جن کو تمام امت سے باہر اتفاق قبول کیا، جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم و عادت پر جشن منانا یا بدعت کی تعریف یا ان لوگوں کی روحوں کو ایصال ثواب بخشنا نے کے لیے جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے حاکم یا مخلص کرنا اور مسند حاضر و ناشر وغیرہ۔

اس کے بارے میں کیا کہا جائے کہ ان باتوں کے مسبب تمام اہل ملت کو شرک کا الزام دیا جائے مگر مضمون نگار سے مطالبے کو ٹکسرا دیا اس لیے کہ اس سے اتفاق کو ختم کرنا دیا، اسی لیے اس سے امام غزالی کا بیان بے محل و بیجا ہو کر چھوٹ دینے کے لیے پیش کیا، جیسا کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ جہاد کو رد کرنے کی بیک کوشش ہے اور یہ صرف جہاد کو رد کرنا نہیں یہ بات قرآن و حدیث کے لکار کی طرف بھی رہ جاتی ہے جس سے جہاد ثابت ہے، اتفاق امر میں اختلاف موجب قرار دینے کے لیے اس بہارے سے گزرم رہا جہاد کا دروازہ کھولو پھر تو جہاد محفوظ نہ رہے گا، بالفاظ دیگر جہاد ہی نہ ہوگا، غور فرمیں دیر کے بے غلط طور پر یہ عرض کر لو کہ یہ معادتنا ہم نہیں جیسا کہ مضمون نگار جتا ہے "نچھ سوالات کو پیش کر کے مقصد یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی خالص عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے۔" مگر مضمون نگار کے قلوب و روشنی میں یہ بہت واضح ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس وجہ سے شرک و کفر کی سمجھ لگنا بے بنیاد ہے، تو مضمون نگار کو یہاں یہ وہی حدیث کیوں نہیں یاد آتی جو اس سے ملے پر درج کی کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے۔

مزید برآں کہ یہ معادتنا ہی ہلکا تھا جیسا کہ مضمون نگار لوگوں کو یہ کہ کر سمجھانا چاہتا ہے کہ "ان میں سے کوئی بھی عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے" اتنی تنبیہ پر زیادت [روقتہ رسول] کو حرام قرار دینے کی وجہ سے اور اسی طرح بہت سے اجماعی مسائل کا لکار کر لے کر وجہ سے نظر اور گمراہی کا الزام لگاتا۔

دیکھو حاکم بن حمر کی جو ہر منظم، تادیبی، بقیہ اس امر پر

یونگی ہم اس کے کافر ہوئے کا یقین کرتے ہیں جو شرعی قاعدوں میں سے کسی قاعدہ و جھنڈے [الی آن قال] اس رہا وہ جو تنہا جیسے اجتماع کا لکار کرے جو شریعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواتر نکلنے کے طریقے پر نہ ہو۔

فقہ اور اہل نظر میں سے کٹر متکلمین کا اس باب میں قلوب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو کہ اس اجتماع صحیح کا مخالف ہو جو شرائط اجتماع کا جامع ہو اور عموماً اس کی صحت اور استحکام شرعاً اللہ پر اتفاق ہو، اور ان کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قلوب ہے اور جو رسول کا عقائد کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے ہمارا دھپے ہم سے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے درج میں داخل کریں گے اور کیا ہی بڑی جہد پٹنے کی اور جو اس رسوں کی مخالفت کرے بدعت کے روشن ہونے کے بعد اور مسلمانوں کے راستے سے ہمارا دھپے دی کرے ہم اسے پھیر دیں گے یہ ہر وہ پھر اور ہم اس کو ختم میں داخل کریں گے اور کیا ہی برا اخیام۔

ورحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جو باشت بہر جماعت مسلمین سے جدا ہو تو اس سے اسلام کا پٹ اپنی گردنا سے تار دیا، شفا نے تفسیری علیا سے شارح امام غزالی سے ان کے نقطہ "کا عیسویہ" کی شرح میں فرمایا ہمد طائفہ من الیہود و مسیحی بن مہدی بن یعقوب الاصبہانی نیہودی و کان من مذهبہ فجویر حدیث انبیوۃ بعد لہجہ خاص لہ تعالیٰ تعذیبہ وسلم۔

یہ بیہودوں کا ایک گروہ ہے جو ایک یہودی صلی بن اسحاق بن یعقوب اصحاب یہودی سے منسوب ہے، جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نئے بی کا آنا جائز جانا تھا۔ [یہی نااتوقی کا نظر ہے]

ایک نظر اس خط کشیدہ فقرہ پر ڈالو اور سوچو کہ اس کا مقصد اسی وہابیوں اور پیہودیوں کے علاوہ کون ہے؟ جو کہ آپ کو صحیح مسلمان سمجھتے ہیں اور ساری امت کو کافر جانتے ہیں، جس طرح شعا کی عیارت کے تذکرے میں کچھ اس بات کو دہرا تھا جو پہلے

(ر مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ العالی)

مستقروض اندر کس کے اسباب و اسباب

مستحب سائے اور رہنما جارا ہے۔ سب روزگار کا وہاں تو اتنا بڑھ گیا ہے۔ زندگی کے لیے تو رن برقر رہنا مشکل رہیں مسئلہ بن چکا ہے۔ آج کا ماحول بہت پرگندہ ہو چکا ہے کہ زندگی کا سارا جمال اور حیات کے سارے دغنائی رخصت ہو چکی ہے، آج پورے ملک ہمارے قہر معاشرت کے اور گہر دھندہ ہو کر رہ گیا ہے۔

پھر مسئلہ انیس فی صدی زندگی کا ہمسرا وقت کی تیر دھوپ سے پیسے کی حد کر رکھ دیا ہے حالات کی فضا اور موجودہ قیامت نے اس کے لئے زندگی کے سارے دورے بند کر دیے ہیں، آج اس قوم کی صبح و شام میں مسرت کی چاندنی، جمنائز کی روشنی اور امیدوں کی سنہری کرن کی بجائے ترشوں کی کر و مصائب کی تاریکی اور مایوسیوں کی دیوار اندھیری ہے، اب نہیں کہہ سکتے کہ مدارس و مکاتب کا مستقبل کیا ہوگا مسجد و مکتب و مدرسہ کا کیا حال ہوگا، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ شور میں کہ نظام حیات برہم ہے

= زندگی تو نہیں زندگی کا ماتم ہے

ہے یہی مدرس و مکاتب کی دنیا کی زندگی میں قدم قدم پر۔ جو بے مٹی دشواریاں اور مصیبتیں ہیں، اس کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں اور وقت سے حالات سے ان کی زندگی میں حمایت کی تعدادی چھوڑ کو نہیں بھست اور بھست ورنہ کڑی و تیز دھوپ میں چھپا، بے ہیں، اعلیٰ گرام اور، میں سلام کی لٹروں شعلت سے، دونوں کو قدم قدم پر آ رہا نکھوں کی تیز دھوپ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور، ماشیں کی راہوں میں چلنے کے لئے اور سڑک تک پہنچنے کے لئے کوئی مشعل راہ بھی نظر نہیں آ رہا ہے

مسئلہ اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سے سمجھ میں کرے

ایک ارب سے زائد سحر میں رہ رہ رہے ہیں قوم مسلم

آج جس پہ بیان اور برس جان کا شکار ہے، اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا آئے سست سے فتنے اور قسم قسم کے کدات و حادثات کے مصائب قوم مسلم کا صیب بن چکے ہیں، عالمی چیلانے پر مسلمانوں کی نسل کشی کا منصوبہ پروئے کار لانے کی تیاری کی جارہی ہے، حکومت سے لے کر بین الاقوامی اور سے اور جوڈیشن تک سبھی مسلمانوں کو کٹا ہوا ہے کی تیاری کر رہے ہیں اور جنگ ہائیڈرو کے لئے گاہے بگاہے گھڑیاں آسو بھی بھاڑے گئے ہیں نہیں کرتے، مسلمانوں کی عزت و وقار حکومت، شہادت، عظمت و رخصت، عصمت و آبرو جان و مال کا تحفظ گویا کہ تمام قومی و مذہبی تشخصات، اورس کا ہیں، مساجد و مراکز رات فطرے میں ہیں، مسلمانوں سے ہندوستانی کوئے کاشتوت مارکا جا رہا ہے اور مسلمان دور بردار کت و ربا کی کام سائے ہوئے زندگی کے تلخ کھوٹ پیسے پہ مجبور ہیں۔

اور نصف صدی میں تمام غیر مسلم قوموں و عیسائی، یہودی، گجری، ہندو، بدھ، جین، پارسی) سے پوری دنیا میں جس قدر عروج و رفا کی بلند یوں کو ملے یا ہے اور کامیابیوں کا حصول کیا ہے، تنہا ہی مسلمان قوم، امت و حقائق اور پیمانہ کی قعر مدمت میں گر کر چلی گئی ہے، اور قتل و غارت گری تو جیسے اس کے پیروں کی زنجیر بن گئی ہے۔

گر ہم موجودہ حال کے تناظر میں انھیں تو ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس کی قیامت خیز ہون کی اس محتاج تعارف نہیں، تباہیوں اور برباد یوں کا ایک سیلاب بہ رہا ہے جس کی سرکش موجوں نے قوت انسانی کو شکست خوردگی کے حساس پہ مجبور کر دیا ہے، معاشی فضا کی غری، سہ روزگار کی بھوکہ مر د

تاریخ ترمیم و ترمیم صرف حاتی مادی بر بادوں کا دور نہیں
 اس میں صرف مذمت و تہذیبوں کا سوال نہیں بلکہ یہ دور ہمارے
 سب سے انہوں سرمدیہ میں وہاں کے لئے کھلا چیلنج ہے۔ وہوں
 اللہ جل جلالہ کی عظمت، سادگی کی تاریخ میں کے معتقدات اور
 اسلام کے قوانین کو برقرار رکھنا کیا جا رہا ہے، ایک منظم سازش
 کے تحت یہاں پادشاهان مصوبے کے تحت سکون و کامیابی کا حساب
 تعمیر بھی اسی سازش کی ایک اہم کڑی ہے۔ مصوبوں کے کہوں
 میں غلط تاریخ بیانیہ میں مسلمانوں کے اسلام کے قوانین کو مستحکم
 کرنے کا مقصد بھی تک جاری و ساری ہے۔ ایک منظم سازش
 کے تحت عقیدہ اسلام میں غلطی کے بے، راج کر رہے ہیں۔ درگاہ
 کے نامہ و پیکرہ پھیلایا جا رہا ہے۔

ہمارے مسجدوں کو جلا یا جا رہا ہے، ہمارے مدرسوں کو بند
 کرنا شروع کیا جا رہا ہے، ہماری مسجدوں کے میٹروں پر بھنگو جھنڈ
 بھرا دیا جا رہا ہے اور امرات اولیا کو بھی آگ کے حے کیا
 جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی سونٹوں، بھوں کی عزت و عظمت و تار
 تار کیا جا رہا ہے، یہ مسلمانوں کے لئے نفی شرمناک بات اور
 انہوں صد افسوس ہے۔ کامیابی و ساری کے حساب تعمیر بھی اسی منظم
 سازش کی ایک اہم کڑی ہے۔ درہی مدہوم سازش کے قائم کردہ
 ہیں، مگر ہم بے سی طرح بے تعلق ہیں۔ ویوں سے کام لینا تو آئے
 والے اسل کا حال کیا ہوگا اور قوم کدھر پہنچے گی۔

مسلمان مسلمان بھی رہے گا یہ بھی ہونا محال ہے، کیوں کہ
 برہمن ازم کے تئیںوں سے وہ ایسا ہندوستان، سیوئے عیسائی مذہب
 ہمارے کی کوشش کی ہے جہاں صرف برہمن اور اس سے چاہے
 واسے ہی خوشیوں کے ساتھ اور "جیہے ان" کے ساتھ رخنہ کر
 سکتے ہیں، ہم نہیں کہہ سکتے کہ مشرکاء حساب کے تحت مسلمانوں کا
 مستقبل یا ہوگا، اگر میں یہ ہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ ساری اہم
 حرمانیاں و مہر پائیاں ہمارے قانڈیں اور ہمارے کی ہے، شہر
 اندس کے واقعات و حادثات و اسباب کو رچھپی کے ساتھ پڑھے
 اور وہ فکر کیجئے ہر اس صورت حاصل کیجئے، کہ کہیں یہاں ہو کہ
 ہندوستان کے مسلمانوں کا بھی وہی حال ہو جائے۔

سن 92 ہجری میں، اسلام شہر ندس میں پھیلنا اور آٹھ سال
 تک مسلمانوں نے وہاں حکومت کی، وہ ایک بہت عظیم اور
 مضبوط و مستحکم سلطنت تھی اور اس وقت کے سب لکب لہاں میں
 سلاوی لوگوں کا اسی طرح اثر و رسوخ تھا جیسے آج بہت سے
 ممالک میں امریکی لوگوں کا اصل ہے، پھر بہت آہستہ آہستہ مسلمانوں
 کی حکومت ندس میں فرو برد ہو گئی اور اس کے بعد ایک
 صدی کے بہت بہت قہم ہوئے لگے اور یہاں و لہاری کے بے
 میں جا رہے لگے یہاں تک کہ کئی حکومت صرف شہر غرناطہ تک
 محدود رہا۔ ردہ گئی اور (1492ء) چودہ سالوں کے عیسوی میں وہ بھی
 مارت ہو گئی جس کا آخری بادشاہ، بو عبد اللہ الصغیر تھا۔

پھر تمام کامیاب شاہوں نے مل کر ندس میں سلاوی وجود
 کو ختم کرنے کی ناپاک کوششیں شروع کیں اور جو مسلمان وہاں
 سے بھاگ سکے وہ بھاگ گئے اور جو وہاں رہ گئے ان کو بے نیل
 کر دیا گیا ہے۔ ان کی مادی، بیٹیوں، بیٹیوں کی عزتوں کو برباد
 کیا گیا، مال و متاع لوٹ لیا گیا، آبادیوں کو جلا دیا گیا
 محلات و مکانات کھنڈر میں تبدیل کر دیے گئے، ان کے ماب و
 حائیداد کو لوٹ لیا گیا

قارئین، مایہاں میں آپ سے ایک اہم سوال کرنا ہوں
 اور وہ سوال یہ ہے کہ اس ملک سے مسلمان کیوں ختم ہو گئے اور
 وہاں سے اسلام کی وجود اپنے وقار و عظمت کے بعد بھی کیوں فنا ہو
 اور تہی عظیم سلطنت کا وجود کیسے نیست و نابود ہو گیا؟ تو اس سوال
 کا مختصر، جواب یہ ہے کہ اس کے چند وجوہات ہیں جن کی وجہ
 سے شہر ندس سے مسلمان اور مسلمانوں کی حکومت، وہاں کو
 نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔

پہلا سبب غصب و غلبہ
 عقیدہ، در شریعت اسلام یہ در صحیح سلاوی منہج کے مخالف
 اور یہ ایک ایسا سبب ہے جو تباہی و بربادی کا سبب سے بڑا اور
 بنیادی و اہم سبب ہے۔ چونکہ ندس میں شریعت کو ٹوٹی جائز ہو چکی
 تھی اور حال یہ ہو چکا تھا کہ شراب پینے والے پر حدود لگی قائم
 ہونا بند ہو گئے تھے اور اس طرح وہاں لہو و لعب، گامے بجاے

موسیقی اور گانے وادی غارتوں کی لٹریٹ ہو چلی تھی اور حکام و اہل اس طرح سے غیر شرعی تقریبات میں ایک دوسرے پر بہت سے لگے اور ان فحش گانوں، ترنوں کے لیے اپنے اپنے محلوں کے قریب "محلات خواتین" تعمیر کرائے لگے اور گانے بجانے موسیقی کی تعمیر کے لیے مسلمانوں کو لئے لگے اور یہ سب حرکت اس وقت میں جبکہ مسلمان شہر ختم ہو رہے تھے دروگوں کے قتل ہو رہے تھے، عورتوں کو گرفتار کر کے عیناتی سے جا رہے تھے، ماں بہنوں کے عورتوں کو تار تار کر رہے تھے۔

دوسرا سبب عیش و عشرت کی زندگی

اہل اہلس اور دہاں کے حکام و اہل اس طرح عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ مکانات و ملائیس ورکھانے پیسے میں بے دریغ خرچ کر رہے لگے تھے اور ساراں مشغولیت دین و جانیدار بنائے اور ان کی حفاظت میں اس طرح ڈوب گئے کہ جہاد سے کنارہ کش ہو گئے اور جو زندگی کو موت سے بچا رہے فاحشوں ہوتا ہے وہ دین عزت، دین اور بزرگی میں سے کسی کی حفاظت نہیں رہا تا تو اس کی رشتہاں و جانیدار، دولت و ثروت سب ضائع و برباد ہو جاتی ہے

مردوں ہے کہ ایک درہم ان کے کسی ایک ہوشیہ کے پاس گنا تو سے غمیں و ناراضی پاتا تو اس درہم سے گناں یہ کہ بادشاہ اس لئے غضب ناک ہے کہ بڑوں کی سلطنت پر عیب یوں سے حملہ کر کے وہاں قتل و غارت گری کی ہے اور عورتوں کو گرفتار کر رہا ہے اور ان کا ظلم و تشدد کے پیرائے میں درہم سے جب غضب ناک کی وجہ اس بادشاہ سے دریافت کیا تو بادشاہ نے جواب دیا میں اس وجہ سے غضبناک نہیں ہوں بلکہ میری غضبناکی کی وجہ یہ ہے کہ مجھ پر جو میرا محل بنائے کے لئے مقرر ہے وہ دین مانی کرتا ہے میرے حکم کا امتثال نہیں کرتا جیسا میں چاہتا ہوں میرے محل کو یہ تعمیر نہیں کر رہا ہے، اس میں صداقت ہے!

تیسرا سبب امت مسلمہ کے دشمن مسیحیوں سے مواصلات

دوستی، دوستانہ سے اچھا گمان اور حسان کی امید کیونکہ حکام دس مسیحیوں سے دوستی قائم کر کے اپنی آپس کی بیویوں میں

ان میں سے ایک دوسرے مسلمان حاکم پر مدد مانگتے اور مسیحیوں کے عہد و چہان پر بھروسہ کر کے لگے، ان کی ہانگی عداوت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ درہم کی بات میں بگڑ جاتے اور اس طرح کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، ہمیں میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک حاکم ابنہ زرین حسام الدور نے ایک صلیبی حاکم کے پاس عہدہ چھوڑ دیا اور یہ اپنے مسلمان حاکم پر تمدن کی طرف توجہ دلائی تو صلیبی حاکم نے اس کے پاس بندہ بھجوا دیا اس کی نظیر کے لئے لیکن حسام الدور نے اس کو اپنے لئے غرض سمجھا۔

چوتھا سبب مسلمانوں میں دینی محاسن اور مقدمہ باری

آج مسلمانوں کے ذمہ دین دیا کی تارخ و مقدمہ باری اور دولت برادری کا جھگڑا خراب ہو گیا ہے یہ عرب کے اہل میں غم کے ہیں یہ بربر نہیں ہیں یہ یمن کے ہیں، یہ قسطنطنیہ کے ہیں اور خود ایک حادثہ دسے در ایک برادری دے (اور آج بھی حال ہمارے آج ہم کو آجی نشہ دین دیکھ کر ایک دوسرے سے دشت و گریباں یا جارہے، آج ہمارے اندر بھی دیوانی جھگڑا اور مقدمہ باری میں پھنسا اور گھر بگڑ چکے ہیں ابھی کہ تفرقہ باری روای جاری ہے آج ہمارے مابین اتحاد و اتفاق نہیں ہے، قوم و مل کی شیر رہ بندوں کے لئے عظمت دین و باری کے لئے، ہاؤتار رہ گئی مگر رہے کے لئے اتحاد و اتفاق بہت ضروری ہے، اتحاد کے بغیر اقوام عالم کی رقی نہیں جو قومیں شوکت و اقتدار اور گری کی مثالیں ہوتی ہیں وہ بھی دھیرے دھیرے اتحاد کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام بیٹھیں اور اتحاد و اتفاق کی برکات سے مستفید ہوتی ہیں۔

چنانچہ ایک مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی خطے، قصبے، شہر، ملک میں ہو، دوسرے مسلمان پر ہونے مقام کو دیکھ کر یا سن کر تڑپ اٹھتا ہے، غریبی مسلمانوں پر جب ظلم ہو رہا تھا تب ہندوستانی مسلمان آدھریں کہہ رہے تھے اور ہماروں میں صحت و سلامتی کی دعائیں مانگ رہے تھے انہیں ستا رہے تھے پورے تھے، تب بھی دہلی کے مسلمان ہوں یا کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم و بربریت یا ہمارے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کی مثال و راست گری، ہمارے مسلمان

بے فکر رہے۔ وہ کون سی چیز تھی جو ہر مسلمان عام کو بے فکر کر رہی تھی وہ اسلامی تہذیبوں، وہ محبت و اتحاد و اتفاق کی تھی اور مذہبی اور فقیہانہ۔

دیبا کی عہدوں اور منصوبوں کے بے پایاں دوسرے سے لڑنے، الٹی دنگی دشمنی حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ ان کو آپس میں حد سے کے لئے تمام کوششیں بیکار تھیں اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ اسی بات پر غصہ، رنج اور سیڑھیوں تک یہ جنگ جاری، جتنی دلوں سے حد و تیش اور بغض و عناد اور کھینچ ہو رہی تھیں، جس کی بنا پر صوبہ ہند کی فز و بوز ہونا شروع ہو گئی اور بہت سے خوں آلود خونخوار آپسی لڑائی میں بہہ گئے اور پلازیاں ال میں دنگی صورت اختیار کر گئیں۔ ایک مرتبہ بک مصر کی شخص سے ایک بیٹی کے ہار سے پتے ٹوڑ لئے، صرف نئی مات پر بیٹی سے سے قتل کر دیا پھر دلوں میں لڑائی شروع ہو گئی اور برسوں تک جاری رہی اور اس لڑائی میں سینکڑوں مسلمان بے دریغ قتل کر دیے گئے۔

پانچواں سبب: علماء کی اپنی و سدا رہوں سے چشم پوشی

دعوت و اصلاح اور اصولوں کے خلاف بہادری اور تعجب کے بجائے ان میں بہت سے فرد کی مسائل مختلف میدان میں مشغول ہو گئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مصروف ہوئے کے بجائے کیتوں نے حکام امر کی مدد و تعریف کو اپنا پیشہ بنالیا اور سلاطین و حکام کے عیوب و حرکات و سیرت سے آنکھیں بند کر لیں صرف یہی نہیں بلکہ سنگمات میں ان حکام کے شریک ہو گئے اور بے ہوش ہو گئے کہ خود کی طرف منسوب تو تھے مگر انہوں صد انہوں اسحق کے شوگر ہو گئے۔ ان کی مثال، ایسے ہو گئی تھی جیسے بکریوں کی حال ہو۔ درندوں کے سروں پر اور وہ انہی شر کے سننے کے شر کو مہین کرتے اور شیعہ و گناہ ہاں مدد کرتے اور لوگوں کو ظلم و جبر کے خلاف جہاد اور ثابت قدمی کی دعوت دینے کے بجائے رندوں اور خوف کی باتیں کرتے و رہے جس چھوڑے کی دعوت دینے میں دلی ہمتا ہے اہل اندک اپنی ساریوں کو باغیوں کہ ہوں شہر بے طغی ہے ہم، ایسے انہوں کے درمیان میں میں جو ہم سے جدا نہیں ہوتے تو سناہوں کے ساتھ تھوڑی میں رہنے کیسے کر سکتی ہے۔

یہ سب بعض وہ اہم سبب جن کی بنا پر شہر ہند کے مسلمان ختم ہوئے لہذا جو چاہتا ہے کہ اس کی جان و مال عزت و تہذیب جائیداد ملک قوم و باطن سے بچیں رہے تو وہ قوم و قوم کے قائدین و رہبان علم و ادب و جوانوں کو یہ کھینچیں اور ہر سبب سے خود بچے اور اپنی قوم کو بھی بچائے۔ کوششیں جاری رکھیں۔ ہر قوم کے سر رہبان قائدین و دانشور قوم و ملت کو لوں سے کوئی ناجائز عمل تیار نہ ہو گا۔ اور قوم مسلم کو اس ملک کے حکومتوں اور افسانہ عناصر، فرقہ پرستوں سے ظلم و تشدد اور ہر بات کا نشانہ بننا پڑے گا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں اور ال سبب سمجھیں و ریاست کریں جن کے باعث امت مسلمہ پر باغی و بزدلی و ظلم و ستم کے ہارسا مندرجہ ذیل۔

بے ہوش ہو جائیں تو انہی منیتے ہیں خود شیعہ میں
ور کچھ ہے ہرے تار سے کیا مات ہے

ص ۳۳۲ کا جیسے

بے ہوش بھی سمجھتا ہے تو پھر بے حاشا چیختا ہے۔
اس عجیب کو سامنے نہ دیکھتے ہوئے شیعہ کے معبود پر غور کیجئے کہ حضرت رحمان رحمتے ہیں کہ یہ انہی تمام شیعہ محفل پر اس طرح حاشوشی سے حال کو فرہان کرتے ہو، ہاں اگر قباں دانا ہے تو بیل میل پر و کتب کی طرح قباں رو کہ چہ عار عار عرب قوم و خود شیعہ سے بھی یاد فرماں میں شیعہ محفل کا کیا کر، اس طرح حضرت شمس کی سٹ تک اس شعر کی تشریح فرماتے رہے:

ظہور شمس ص ۳۳۲، بطور: واقعیت، ص ۳۳۲، ص ۳۳۲
اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت احسن و احسن کو دشمنانہ دھمکی کی تعلیم تو صبح سے کس قدر اس چٹائی تھی نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمس بریلوی کی علمی حیثیت احسن العلماء کی نظر میں کس قدر بلند تھی، گو یہ حضرت شمس بریلوی کی رہی علمی بصیرت پر مہر تصدیق لگا دی ہے حضور احسن العلماء سے۔

شذوہ مرید تفصیل کے لیے احقر کا مقالہ "اشجار و رضا کی توضیح و رحس العلماء مارہروا" مطبوعہ لوری مشن مالنگاں میں ملاحظہ فرمائیں برام مطالعہ میں آویزاں کریں۔

ڈراما نگار خیر الرحمن

کلچر کی ہر وجہ جنگ اور مسلمانوں کی ہمدردی

جرمنی، انگلینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں قادیانی حضرت خدایات کا نہیں بلکہ تھنک نظر آتی ہیں سر پر ٹوپی، دستکٹ اور ڈاڑھی کا قصہ اس مسئلہ کا معاشرے کے دیگر لوگوں سے جدا کرنا ہے، قادیانی خود تین کانٹا، تاجاب اور برقع ہوا گانا ہے۔

دو شہر کے معروف علاقے میں بوہری جماعت کی خوب صورت و بڑی مسجد واقع ہے جب کہ متحدہ عرب امارات میں کی مل سنت کے دیگر لوگوں کے ہاتھ تھما من و جد سے مساجد بند ہو چکی ہیں، بوہری لوگوں کا لباس، ٹوپی، روسال اور دھجی انہیں معاشرے کے دیگر لوگوں سے جدا کرتی ہے، بوہری خواتین کا سر قلع مختلف ہے وہ دیا کے سی بھی کوئے میں ہوں، سیاحت کے لیے جائیں یا سڑک کے لیے روہ، پتی پہچان اپنے ساتھ رکھتے ہیں، شارچہ کے بہت بڑے ہنڈ سزیل گروپ کی ملکیت ایک ہندوستانی بوہری خاندان کے پاس ہے، عمر و آسیب کی وجہ سے وہ فیکٹریاں رہا، ہو گئیں، کسی دوست کے ریڈیو تک پہنچے، صداع سے دوراں میں سے س کی صداع کی بہت کوشش کی، ان کے مادی معاملات سدھر گئے، فیکٹریاں بحال ہو گئیں، میں وہ اپنے بوہری کلچر سے، ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہے

اسرائیل سے عراق میں چلی عری ممالک کے ساتھ مذہبی تعلقات قائم کیے ہیں، یورپی طور پر جو قدامت نے گئے اس میں یہودی کھانا خوش بیودی لباس اور ان کی عبادت گاہوں کا قیام شامل ہے، کوشم پلائے کے لیے یہودی مذہب کے مطابقت تمام انتظام مکمل کر لیے گئے ہیں اور اسرائیل سے مہاجرین بحریک اور متحدہ عرب امارات کی مشربوں میں اسرائیل کے کھیتوں اور فامز میں لگائے گئے پھل اور سبزیاں پہنچادی گئی ہیں، بحرین

مجھے دینا کے کٹر مددگار سے ماننے والوں کے ساتھ غصے پیشے کا موقع ملا ہے، مثلاً عیسائی، یہودی، ہندو، مسلم، پارسی، بدھ، قادیانی، سامی، آفغانی، محمد، پہلی، درود، جین، مانجو میرد وغیرہ ان میں سے ہر ایک ایسے ہیں جن سے میر تعلیمی تعلق ہے، جنس کے ساتھ دشمنی کا، پارسی امور کا تعلق اور بعض کے ساتھ سختی و قسوت رہی ہے، میں سے ہنگی میں ان تمام لوگوں کو پہنچے کلچر اور ثقافت کا پابند رکھا ہے، فقط مسلمان کی س فکر و مزاج کا شمار میں جو اپنا اصل کلچر اور تہذیب بھوں چکے ہیں چند مدت میں روس، چین

ہندو مذہب کے ماننے والے یورپ اور چلی ممالک میں مقیم ہیں، وہ ہر حال میں ہندو خوراک کی کھاتے ہیں، انھوں میں دھما گے، ماتھے پہ لٹک، دیوائی دیو کی مناسبت سے وضع قطع بنانا یا ان کا شعار ہے، حتیٰ کہ مشرقی افریقہ میں لٹک، ہندو لوگوں سے اپنے کلچر سنٹر بنا لیے ہیں، ترین مثال یہ ہے کہ انھیں میں ہندو مذہب چکا ہے، اسی در بو بھی کے مال اور پاروس میں ہندو کلچر پر مبنی مواد، شیا و سامی دستیاب ہیں، حتیٰ کہ بت و برنگوان بھی مارکیٹ میں مل جاتے ہیں۔

افریقہ میں لٹک میں آفغانیوں کے چنے ہسپتال، سکول اور مرکز قائم کر رکھے ہیں، جہاں وہ اپنے کلچر پر وان چڑھانے کے لیے جہم جاری رکھتے ہیں، اہل میں خود نظام الدین اویا علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر قادیانیوں کے ساتھ ساتھ آفغان خان فاؤنڈیشن کی مدد سے کس پارے اور تین ورائٹس کا سامان یا گیا ہے، یہاں ساڑھی پہنے خواتین کا مجمع لگا رہتا ہے، جمیر شریف میں بھی ناچ گانا معمول کی امت ہے، یہ ناچ گانا ہندو مذہب کا، ملی نر ہے، جب کہ سلام اس کی مدمست کرنا ہے

عورت شامل مری جاتی ہے، بیکٹ ہو یا چائے، موٹر سائیکل ہو یا پر پرنی کی خرید و فروخت لوگ عورتوں کو لکھا کر چھ کر مسلمان کو چیر لٹا جاتے ہیں۔

گر یہی پھر اور تہذیب ہے تو پھر مگر مصطفیٰ ﷺ کی سنت کا کیا نادمہ؟ یہ سب کچھ تو چودہ برس قبل بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے کلچر میں تو یہ ہے کہ نہ تو وہ ہیں جو اپنے پسند ناپسند باک کلام، طعام اور طرز پروردہاں سے دنیا کو بدلتے دے جاتے تھے، پھر یہ یا ہو کہ ہم اعیانہ کی پیروی میں خود کو بدلتے رہے ہیں؟ ہماری صبح سے رات ستر پر جاے تک پروردہ کی کے طرز گفتگو پسند اور نہنا اٹھنا بیٹھا ہر فعل میں عیروں کی پیروی ہے، آج ہماری شادیوں میں دلہا، دلہن کا باک سبک پ وغیرہ کس کا ظہر ہے؟ یا ہماری عادت و اطوار میں کون بلک یہ کام ہے جو عقلی سرکار مدینہ کی تعلیمات سے تعلق رکھتا ہو؟ گورن عورتیں تھی آئی کے مسلمانوں کے ساتھ شادی کیوں کر رہی ہیں؟ یہ جھٹ سے پتا نہ ہو کیوں بدلتی ہیں؟ بھی غور کیا ہے؟

اب تو یہ پتا نہ کہ حقیقت میں بدلتا جا رہا ہے کہ ہماری عادتیں اور تہذیبی موت واقع ہو چکی ہے، غیبا ہمیں تا کزور رکھتے ہیں۔ اس میں خصوصی تلخ پر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی ہوئی، رسول مدینہ میں حکومتی تلخ پر قرآن کریم کے سنے جانے کی حمایت کی گئی لیکن نہ پورے سلام موش ہے، کیا یہ اس لیے نہیں۔ غیبا کلچر ہمارے خوب میں شامل ہو چکا ہے، جس کے سبب ہمیں بولنے کی ہمت ہی نہیں ہو پا رہی؟ یا پٹنے، کلچر کی پھر دھنگ اور غیبا کی یہ موش مجھ میں کس قدر دھوکھا رہی ہے۔

ہی ملت پر قیاس قوم مغرب کو رہا
حاصل ہے ترکیب میں قوم رسولی پاشی

اب کی جمعیت کا ہے قوم و نسب پر انحصار
قوت مدد سب سے ہے جمعیت خیر
واکنش ایک ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
ور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

□□□

میں، سر ملی تو میں سے اٹھ کر پنگ پنگ میں دال ہے امیر
ایسے تو چور سے پر معصوم ہو کہ یہ سر نیکی تو ہیں

جیسی قوم ہے اپنے ہر طرح سے کھانے پینے میں لب میں مینا
رہ گئے ہیں، وہ کسی بھی صورت پائیدار سے علاوہ کچھ نہیں کھاتے،
تاہم ان کے مسلمان کا دوسرا پھر سے سچا سچ سبز ہاک
خود کو بڑبھوس کر لے جاتے ہوئے سیدھی ہر دھڑلے کرتے ہیں

پورے اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ، مگر ہم تک میں
ہا پناہ اس تبدیل کرتے ہیں یہی طرز زندگی پر کوئی اثر پڑے
دیتے ہیں، مثلاً ہمارے یہاں پاش خداتے میں مقیم ایک امریکی
حقوق nutritionist ہے، اس کی شان و یک پڑ ستالی کے
راحتنا نام ہو گئی تھی، ہم وہ بچوں کی وجہ سے، ہمارے ملک رک گئی
تھی اس کے ٹیکنیک پر اسے وہاں خواتین سے سہا رہا ہے
کے چہرے میں جیسے پہلا شروع، ان سے پتہ چلتا ہے، امریکی
در معرہ کی کھانے شروع کر لے ہیں نتیجہ یہ خواتین سے
فرق کی اور وسیع قطع سے امریکی مٹی میں ہیں امریکی خاتون آج
بھی مدینہ امریکی کلچر میں ہی رہ گئی؟ رہی ہے، اس کی زبان
باس طعام اور زندگی میں پاشان جھلک منقو، ہے میں پاشان
خواتین کے پاس؟ اہمیت ہے اور اسرار میں کے سب سے
صرف اس لیے جاتی ہیں براؤٹز گورن ہے۔

رطاونی انگریزوں کو ہندو پاک سے گئے ہوئے سفر سے
مدد میں ہو گئے ہیں، میں بھلا کلچر آج بھی ہمارے کورٹ
پلیٹوں، چھوٹے، مارا، تعلیمی نصاب اور بوشل مینڈیاں
صورت میں ہر وقت ہماری غیب میں موجو ہے، سو یہ ہے
کہ کی مسلمانوں سے کیا کوسلائی کلچر یا؟ ہم وہ سروس سے
وئی جلدی متاثر کیوں ہو جاتے ہیں؟ ہم مگر کی اعتبار سے اس قدر
نزدیکوں میں؟ ہماری بیویاں ملتی باس، ہمارے بیٹے ہند کی و
پورپی، ایکٹرن ہمارا ہم خود غیر مسلمین کے ساتھ و قوں اور
طرز زندگی اختیار کرنے کی خاطر مرے کیوں جاتے ہیں؟

کبھی آپ سے غور کیا کہ قوم مغرب ہمارے معاشرے
میں جس چیز کو پر دھوت کرنا چاہیں، اس کی پڑ و ناگزشت میں

فحش نظری بالوجہ انوں میں پھیلتا ایک زہر

خاندان جاکر رکھ دیتے ہیں اور ہمارے جوانوں سے قوتِ عمل منب کر دی ہے (الہامی جہری) آئیے سب سے پہلے اس بیماری کا دیا ہوا شش نظری سے محاسبہ کرتے ہیں جیسا کہ طور پر یہ صحت مند معاشرے کو اس بیماری سے ایسے جوڑ میں دھکیلتا ہے جس سے لڑکوں کی صحت کو تباہ کن حد تک خراب کی ہے، اطفال کے مطابق یہ صحت کا زوال اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریاں انسان کے دل، گمراہی سے مداح، بے تحاشی اور حسنی عصا کو، قابلِ فہم حد تک متاثر کرتی ہیں۔ سی ٹی صد یا محمد بن پو، بوگرائی اور اس کے نتیجے میں سرور ہوئے وائے معصوم صحت گمنا ہوں سے پیدا ہوا ہے، وقتی نذرت حاصل کرے کے بعد انسان غصے، شرمساری، افسوس و مایوسی سے بھری حیات کے ساتھ زندگی کی طرف ہوتا ہے، بے نور چہرہ ہے لڑکوں کی صحت اس میں پتے عہد ریت کا عروج تلاش کرتے مسمی زندگی سے دھوکا لگ چکے ہوتے ہیں، مزید یہ کہ روحانی طور پر انسان غصہ ہوا چکا ہوتا ہے، مخالف شخص اس سے بے ماس، بھگن، نفی اور بیوں کی بنیاد سے ایک سنی چہرہ بن جاتی ہے جس سے صرف ہوش کی آگ بجھائی جاسکے۔

دسمان نقصان کے علاوہ پورن رانی کے روحانی نقصانات بھی بے شمار ہیں، پورن گرافی اور اس کے نتیجے میں سرور ہوئے وائے گم ہوں سے سب کا چہرہ بھگن کے طور سے غمراہ ہو جاتا ہے اور سب سے ہستہ بیوں کی متعدد اگلی چھٹی جاتی ہے انکو تو نام ہی پائیرنگ کا ہے اور نفس کی پائیرنگ حقیقی کامیابی کی حد میں ہے بقول تعالیٰ "قد افدع من ترک لیکن جس سے تر یہ یادہ کامیاب ہو گیا" سوشل میڈیا کے بے خبر پائیرنگ کی ہمد کیونکر ممکن ہو سکتی ہے، مسلمان کے لیے تو یہ حد کا صبح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

ان سے ملے یہ بھان کاغ کے طالب علم ہیں، میں بک پر شغل فرماتے ہیں اور مسلسل فرماتے ہیں، ایک روز سرشنگ کے دوران ڈیٹنگ کی ویب سائٹ کے اشتہار پر نظر پڑی جو کے بار بار دعوت گناہ دے رہی تھی، اہل علم سے سوچا کہ میں نا اس وجہ سے چپک کیا جاؤں دو گھنٹے بعد تنہائی شرمندگی اور ڈپریشن کے عالم میں سسٹر تک کی ٹیکنائٹس کا ورکامیاب ہوئی چکا تھا، دو دن بعد مکی کارروائی دہرائی گئی اور آخر کار ان کو بھی پورن، پچھلے (فحش فلمیں دیکھنا) کی است لگ چکی تھی۔

دوسرے بھائی دیکھا اور ان کی کسی مدد سے یا مدد ہی نہ ملے کے ساتھ منسلک ہیں، ڈیٹنگ موشن یا کسی ویب سائٹ پر دوران سرشنگ کسی نہ پورن، پورن پر نظر پڑی شیطانی سے سرگوشی کی بار دیکھو ایک دلچسپ کہی ہوتا ہے، لیکن اب وہ ایک دفعہ وہاں حال بن چکا ہے اللہ سے توبہ بھی روز ہوتی ہے لیکن گناہ ہے کہ پچھا چھوڑتے ہیں، چہرے پر مسرت روح ہوا ہے بائیس مسلمان بھی اس حدقت میں گر چکا ہے اللہ کریم بڑا مہربان ہے، پورن پوٹی فرماتا ہے ٹیکسٹ ایم میں سے ہر ایک کو پناہ حال معلوم ہی سے۔

ان دو مشنوں کے علاوہ متعدد مثالیں یہی ہیں خود فتح کرتی ہیں وہی نوگلو باؤں کے لئے کاغذ، مرنیٹ جیٹ بہت سارے فائدے دیتا ہے، ٹیکسٹ کے نقصانات بھی ان میں پورن گرافی و فحش فلمیں دیکھنا ایک یہ تنگی مسئلہ ہے جس سے لڑکوں میں کوناصرہ معاشروں ہے راہ روی پر محور کیا ہے بلکہ ایک ایسے بھیڑ بنار یا بے جوہر پر کرنے کوئی پناہ مقصد میں سمجھتا ہے، فحش نظری کا شکار عمومی طور پر غیر شاد و شاد و جوان ہونے میں نہیں ہر عمر کے افراد کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے

فحش نظری (voyeur) نامی جن سے حادثات کے

”جیسے علم وحی کے نور میں اس صورت حال کا جائزہ دیتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے

”لقد خلقنا الانسان من عصب کرے گا اور بھونکی کرے گا اور قرأت و دیوں کے ذکر کو پسینے کا اور منع کرتا ہے ہے حیاں سے اور نامعقول کام سے اور سرشتی سے تم کو سمجھا تا ہے تاکہ تم پرادرکھو“

اللہ سبحانہ نے اس آیت میں تین چیزوں سے منع کر دیا ہے، عصب، عذکر، یعنی کیونکہ انسان میں بھی تین قوتیں ہیں جن کے سبب موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور بریاں پیدا ہوتی ہیں ”غضب“ سے وہ بے حیاں کی باتیں کر رہیں جس کا خفا شہوت اور حیوانی خواہشات کی تکمیل ہے۔ پھر نوکرائی بھی حیوانی عادت کی چاہ میں رہا کی سیدھی کے طور پر۔ انسان کا ایمان چوری کر لے کی کوشش کرتی ہے۔ ”عذکر“ ہر وہ نامعقول کام جن پر فطرت سیدہ اور عقل صحیح نکار کرے، سو اس غلیظ سرائی کو ہوس عقل صحیح تسلیم کرے گی؟ ”بہی“ تو ہے ہی ٹھنی سرشتی، کہ اس غلطی سے انسان آوارہ بھوکا زندہ رہتا ہے۔

حاصل آیت میں تنبیہ فرمادوں کہ انسان جب تک اس تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور اللہ کی عطا کردہ عقل کو وحی سے مانع کر کے اس سب پر حاکم نہ بنائے، عہد اور پاک نہیں ہو سکتا، ایک نظم بن عقلی سے اس آیت پر یہ کہ کون کر پڑی قوم سے کہا ”میں دیکھتا ہوں کہ یہ جتنے حرام عمدہ اور اعلیٰ خدای کا حکم رہتے ہیں اور میرے خدای اور اعمال سے روکتے ہیں تو تم اس کے سامنے نہیں چل سکتے۔ (یعنی تم اس مسئلہ میں سر ہو، دھم رہو)“ حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد ﷺ کی محبت جاگ اٹھی ہوئی۔

اس پر مستزاد یہ کہ آقا و مولا، ﷺ کے فرشتوں کی روشنی میں دیکھیں کہ عیب و عیسیٰ جیسی تنبیہات اور ”کرم حیا“ تو جو چاہے کہ ”جیسی وعید کی روشنی میں ہم اس وقت یہاں ہمارے ہیں، یہ ایمان اور اس ایمان کے بل پر کھڑی اعمال و عبادت کو ٹھونکنے کی شد ضرورت ہے، اب آتے ہیں اس مسئلہ کا جواب

کہ اعمال و اسباب سے دور رہے ہیں اس غلیظت و ترس سے کہ ہے یہ اسباب اختیار کیے جا میں کرتا یہ نفس ہوا ہے اور باحد و صاع زندگی کی جا سب ہوٹا ممکن ہو۔

اگر یہ انسان اپنے دھرم و مکر سے کہ نماز پابندی عتسی حیاں میں بھی چھوٹے نہ پائے ”تکسوں کی ٹھنڈک و سب کی رحمت، سارے جسم کا ملوں دو حشاش و منکر س وورو کئے دی اور بڑا کس کو ٹانے کا سید ہے، فی بھی نماز رہی تو ہے

دوم یہ کہ انسان اپنی بدعتی پر صدقہاں اور مید و رہا کے ساتھ ہادم ہو رہا مانف حقیقی سے سارے جھیلے گزرا کر مصیبت سے عایت کی جا سب ہوئی طلب کرے کہ حقیقی قوت بہت توبہ کی ہر گاہ سے ہی ممکن ہے دلوں کا پھیں اللہ کے در میں ہے، اور کر لہ کی عادت عموماً اہل اللہ کی صحبت سے ہی نصیب ہوتی ہے، سو اس سال و کر لہ در صحبت اہل اللہ کو پناہ شعار بنائے، چھتے بھی گناہ ہو جائیں، اس سال نیکی کے کام اس سے بڑھ کر جاری رکھے کہ پکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

پھر یہ کہ سال ہی اوسع سربینی زندگی ترک کرے حقیقی ندی کی جانب ہوئے کسی بھی قسم کی اسکرینا (سپ ٹاپ، ہوا بل، ٹی وی وغیرہ) سے ممکن حد تک اجتناب برتے اور عیہ نہاری تو قریب بھی نا پھٹکن چاہیے۔ کھا بے پیسے سے وقات در و درمہ کی روٹیں کو اعتماد پر لایا جائے و محلہ و مدت کے لیے صوت میں جتنا ترک کرے، مادہ طور ہے ہی عادت ڈالے اور اپنی بساط میں مشیت اور مشکوک چیزوں کو بھی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ مشیت کثر اوقات حرام کا درہ رو ثابت ہوتی ہیں

آخری اور حتمی بات! مسلمان میں حیا کو ایمان کا جزو و مفک جانتے مانتے ہوئے ہمت کریں، اللہ پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور ایشیاس کی مکاری کا جرأت سے مقابلہ کریں اور یہ درھیں کہ با حیا زندگی دنیاوی و اخروی کی حیا کی حد تک ہے، سو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے مسلمانوں کو جو سبب و صاع بنائے اور انھیں صراط مستقیم پر ہمیشہ گامزن رکھے، آمین۔

□□□

(اگر خدا مرید و لا اور سون قدمی)

پہنچی تھ

تاجدار ولایت اور احیائے دین

[[گھر لکھتے سے پیوستہ]]

وہ کیا مرتبہ سے ٹوٹ ہے ہلا تیر

اوپر دو پنجوں کے سروں سے قدم اہل تیر

سربھد کی کوئی جائے کہ ہے کیا تیر

دینا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلو تیر

حضور پہ نور تاجدار ولایت کے علاوہ صرف آپ سب محض پاک میں روشنی و فروغ مشائخ عظام اور وسیلے کرم لے کر نہیں تھیں بلکہ جہاں جہاں اویسہ اللہ موجود تھے سب سبیک کہتے ہوئے سر بہم ہو گئے۔

تفریحِ خوش طبع میں مدکور ہے کہ آپ سے اس عہد کے وقت خود اپنے خود جنگاہِ شاہِ ہندوستان و عہد نے مصطفیٰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی جمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سال کے پہاڑ پر خالقِ کائنات کی عبادت میں مستغرق و مہلک تھے، یہ چند اس بات سے کی ضرورت نہیں کہ ہر سال کا وہ پہاڑ (بواہر) میں ہے بعد اصالی سے لکھتے فاصیہ پر تھا مگر اس کے باوجود حضور تاجدار

ولایت کا علاوہ آپ سے صرف سنی نہیں بلکہ سنی کی نور ہے سربہارک و ریش پر رکھ دیا اور فرمایا حضور والا! آپ کا مقدس قدم معین مدین کے سر پر ہی نہیں بلکہ اس کی آنکھوں پر ہے

حضور خود جنگاہ کی طرح حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ سے بھی آپ کے علاوہ کون کر فرمایا تھا کہ بے شک آپ کا قدم صرف گروں ہی کیا بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

محبوبہ الامراء میں حضرت شیخ عذریٰ بن مسافر بن کا کاراویس میں شمار ہوتا ہے کہابیاں بکھا اس طرح مدکور ہے کہ حضرت تاجدار ولایت کا اس علاوہ آپ سے اپنی گروں جھپٹائی اور حضرت شیخ ابو محمد یوسف عاتقی جو اس وقت وہاں موجود تھے سے فرمایا کہ حضور تاجدار ولایت کے اس علاوہ اس وقت تین سو دواہم اللہ

حضور تاجدار ولایت کی انہیں خصوصیت کی بنا پر آپ کو عوٹ انگلیوں سے بھی یاد کیا جاتا ہے، یاد رہے کہ انگلیں ہتے ہیں جن سے اس کو اور عوٹ کہتے ہیں فریادرس کو، گویا عوٹ انگلیوں کا معنی ہے جن دو سال میں بلکہ چالیس سال تک متواتر وعظہ نصیحت فرمادیاں چالیس سال کی مدت میں جہاں ہزاروں لاکھوں گزشتہ سال رہا است یہ گامزن ہوئے وہیں جس کی کثیر تعداد بھی صراطِ مستقیم پر قائم و دائم ہوئی۔

حضور تاجدار ولایت فار کر جمیل تھے بھٹیں رہ جانے کا مگر آپ کے عظیم الشان عہد میں قدم ہر دہ کی گروں پر ہے کا بیان یہ ہو حضور تاجدار ولایت کے اس عظیم الشان عہد سے متعلق حافظ ابو العزیز عبد المعصیہ بن حرب بعد اونی فرماتے ہیں کہ آپ سے جب یہ علاوہ فرمایا کہ میرا قدم ہر دہ کی گروں پر ہے تو اس منبرک مجلس میں جہاں میں موجود تھا وہیں پچاس سے زائد عاونِ محبت مشائخ کرم بھی جلوہ فرد تھے جو اب بھی آپ سے علاوہ فرمایا سب سے پہلے آپ کے محبوب ترین حلیہ حضرت شیخ علی بن ابی بکر مدو ر تھے اور آپ کے مقدس منبر کے پاس جا کر آپ کے قدم نار کو اپنی گردن پر رکھ دیا، ان کے کو بعد مجلس مبارک میں موجود سارے مشائخ عظام سے اپنی اپنی گردنیں درہ حقیقت و محبت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے تھے کہ ہاں ہاں شہد آپ کا مقدس قدم ہماری گردن پر ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت مام احمد رضا حال قارون برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز سے اس واقعہ کو سن کر پتہ پتہ رہے اور ان کی شہری بیکر میں اہل حال اپنے دل حفظ فرما میں ۔

کے نورِ معصوموں کا نعتِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علاؤ کی خوشی و تائید یوں فرمائی: صدقِ نطق عبدِ مناف
لکھیف لا وہو بقطب و نارعدہ یعنی شیخ عبد اللہ اور
بچ کہ اور وہ یہاں نہیں ہے کہیں جب درودِ قطب اور دل میں اور
میں ال کا نگہ رہوں۔

اس روایت کے سلسلے میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ خوب
کی بات ہے بلکہ ضروری نہیں کہ یہ صاف ہی ہو یوں کہ خوب
تو خوب ہوتا ہے اسے مستحکم بھیہ سمجھا جاسکتا ہے اس تناظر میں
پہلی بات تو یہ ہے کہ خوب چہاں برے ہوتے ہیں وہیں اچھے بھی
ہوتے ہیں۔ چھبیں شرعیں میں دونوں قسم کے خوبوں سے متعلق
صحابی رسول حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث
میں موجود ہے کہ سرورِ عالم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ چھا خوب
میں جہاں اللہ ہوتا ہے اور اچھا خوب شیطانی طرف سے برے
خواب، چھبے پر بند ہے کوئی ناچا ہے اس بات بھی مسلم شریف
کے دروسوں گرامی قدر علی نقی کا ارشاد ہے کہ جب تمہیں کبھی
خوب نظر آئے یا بد رہو یا تپ جاب تپ یا تھوک ریہ
روایتیں مرتبہ تھو یعنی شیطان نعمان سے رب کائنات کی پناہ
طلب کر کر دیا۔

یہ ساری باتیں درودِ خوابوں سے متعلق ہیں اچھے خوب
کا معاملہ تو یہ ہے کہ اچھے خوابوں کی صورت پر نورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے عظیم پیار سے کے پہلو پہ پیسوں کی تحسین بھی فرمائی
ہے حبیب کہ چھبیں شرعیں کے اندر حضرت اس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی روایت کردہ حدیث میں آپ سے ارشاد فرمایا کہ چھا خوب
نبوت کے چھبیں جس حصوں میں ہے ایک حصہ ہے۔

اس پتہ مؤمن کی خوش نصیبی کا کیا بنا جو اپنے خوب میں
تاہر درودِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے شاد کا ہو یہ
بات بھی اچھے طرح دہن میں رہے رہے تو شیطان کسی کی بھی شکل
ہتیار کئے ہمارے خوب میں رو ہو سکتا ہے نہیں رسوں گرامی
قد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل ہر گز ہرگز حق نہیں رستا، یہی
وجہ ہے کہ بلاشبہ یقیناً اس نے مجھ کی کوئی شکل۔ بطور استدلال صحیح

اور سات سو حالِ طیب لے جس میں بعض زمین پر بیٹھے وے اور
بعض ہو میں اڑے وے تھے بد توقف سب لے پٹی پٹی
گر میں جھکا میں۔

گزشتہ صفحے میں ہم نے جو باتیں بیان کی ہیں ان کا تعلق
حضورِ تاہر روایت کے دور کے دیا اللہ سے تھا نہیں آپ کے
علومِ تربت کا یہ عام ہے کہ آپ کے اس اعلان کے تقریباً دو سو سال
قبل سید لقا نے حضرت حمید بعد ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب
وہ کشف میں فرمایا تھا اس کا قدم میری دن پر ہے تو یہ
سن آپ کے حقد و نعت میں موجود گوئی سے عرض کیا حضور
کس کے بارے میں فرما رہے ہیں؟ کون کس کا قدم؟ ہم نے
پتہ سمجھ نہیں پائے اسے کہ اس کی وصاحت فرمادیا کیوں
کہ ہم سے آپ کو بڑے ہی پر جوش بچے میں متعدد بار یہ پتہ
ہوے سنا کہ اس کا قدم میری گرس پر ہے اس کا قدم میری گرس
پر ہے۔ حضرت سید لقا نے جو بارشاد فرمایا۔ سو آج سے
دو سال بعد شیخ عبد اللہ درجیدانی بعد میں اعلان فرمائیں گے کہ
میرے قدم ہر دی کی گرس پر اور میں بھی سے یہ عترت اکبر دہوں
کہ ان کا قدم میری گرس پر ہے

حضورِ تاہر روایت کے اس عظیم نشانِ اعلان پر جہاں
جملہ اولیاء اللہ نے اپنی گروئیں جھکا میں وہیں تاریخ و سیر کی کتابوں
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اعلان کی تصدیقِ حادثہ سے
فی جیسا کہ نچہ الاسرار میں مندرج ہے کہ شیخ لقا نے بطور رضی اللہ
تعالیٰ عنہ جن کا شمار اہل میں ہوا کرتا تھا فرماتے ہیں کہ جب
شیخ عبد تار حیدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھدی ہدیہ علی
رقبہ کل وی لبہ یعنی میرے قدم ہر دی کی گرس پر ہے۔
فرمایا تو اس وقت رب کائنات کے نور و معصوم ملائکہ آپ
کے ارشاد کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: صدقت یا عبودہ للہ
یعنی ہے اللہ کے بندے آپ سے صحیح فرمایا

اس طرح اسی پتہ الاسرار میں شیخ عبد اللہ اکبر علیہ الرحمۃ و
ارضوان کے معتبر و مقدس خواب کے بیون مذکور ہے کہ حضور
تاہر روایت سے اعلان (میرے قدم ہر دی کی گرس پر ہے)

میں اس کا بقیہ

degree or less, on the other hand face a meager 40% probability of their marriages surviving the same period

"[Quartz This subset of women has the best odds of making a marriage last

یعنی "دوسری طرف وہ جو تین جن کے پاس لفظ ہائی اسکول کی ڈگری یا اس سے کم ہے، ان کی شادیوں کی مدت تک (یعنی تیس سال تک) باقی رہنے کا امکان محض چالیس فیصد ہے۔"

آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح معاشرے میں ایک بھراؤں پر ہے۔ بچے بنا سہا کے چل رہے ہیں، عورتوں کو کثرت سے طلاق دی جا رہی ہے، اور ایک عام معاشرے کا ستون اور بنی ضرورت کا بھی تعلق ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ یہی میں یہ بنا رہے جا رہے ہوگا کہ اگر یوں ہی یہ رول قائم رہی تو وہاں بھی دور نہیں جب لوگ اپنے بچوں کو بتایا کریں گے کہ ایک رماے میں کبھی معاشرہ نام کی بھی کوئی چیز ہوتی تھی۔

مقام صدام میں یہ بات بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اگر اب بھی مغرب یا اس کے ہم خیال ممالک کو اپنے گھر سے شہر لڑے کو بچا پاتا ہے تو لازم ہے کہ وہ آدمی کے بنائے قوانین کو ترک کر کے حدائی حکامات کی پاس داری میں لگ جائیں، اسلام ایک مکمل دستور حیات اور نظام عمل ہے جہاں مرد و زن دونوں کے حقوق محفوظ ہیں اسے چھوڑ کر آج بھی کسی رے سے برے معاشرے کو امن و امن کا گہو بنایا جاسکتا ہے اللہ تم سب کو اسی دین متین پر منقامت عطا فرمائے اور عمل کی دست سے سرفراز فرمائے، آمین۔

میں اس کا بقیہ

گردد کام آئے یہ کوئی تو پچھڑ

ورد وصل عملی کا کیا بیجے

آپ کے در کا ہے صد و عمام گدا

کچھ عطا یا حبیب خدا بیجے

فروری ۱۴۲۱ھ

ایضا کی وہ حدیث پیش کی جاسکتی ہے جس میں "کانے نامہ ر" کے الفاظ میں ارشاد فرمائی ہیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا

حضور تاجدار ولایت کے اس خطاب پر کہ میرا یہ قدم ہر وی کی "دست پر ہے" حضور پرورد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو شوق و تصدیق بلاشبہ درجہ اعتبار رکھتی ہے۔ یہی وجہ تو یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھا آپ ہی کو دیکھا ہے پھر مجھے اس کی شخصیت کوئی معنوی شخصیت نہیں بلکہ ایک ایسے مجھے اسے اپنے خواب کا در کیا جو عروا بیت کا خواص و شتاور ہے

میر خیال ہے کہ اسی تو شوق و تصدیق سے متاثر ہو کر تحدیث نبوت کے طور پر حضور تاجداروں سے اپنے شہرہ آفاق قصیدہ قصیدہ غم شمس فرمایا

اے، ویوئے کا طین، انجم سب کا مقام و مرتبہ بندی پر ہے لیکن میرا مقام اور الہی تاجہ سب سے بلند تر ہے واللہ تبارک و تعالیٰ سے مجھے جملہ قطاب پر، حد درجہ فائق بنایا ہے، یہی وجہ ہے کہ میرے حکام ہر حال میں چاروں سو مان رہتے ہیں ہر وہ کسی۔ کسی قدم پر ہوتا ہے، اور میں ہی محترم ہوں ان کے قدم مقدس پر ہوں۔

"قلم لکھو امیر" میں مندرج ہے کہ ۳۲ ہجری رمضان مبارک ۵۹۹ھ میں حضرت شیخ حیات بن قیس کھرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامع مسجد میں ایک بھرے مجمع کے سامنے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ حضور تاجدار ولایت کے اس ارشاد میرا یہ قدم ہر وی کی گردن پر "پروا ویوئے کا طین کا بلا تامل چنی" ان کو جھٹکا لینا اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اس نے اس کے صدمے میں نہ صرف یہ کہ ان کے قلوب و اذہان کو بے بہار و تجلیات سے معمور کر دیا بلکہ ان کے علوم میں صاف فرماتے ہوئے ان کے درجات و مراتب کو بلند سے بلند تر فرمادیا۔

جاری

رجب ۱۴۲۱ھ

۱۰۔ جنت مطلق عہدہ مالک مصداقی^{۱۰}

سیرت غریب نواز کے تابندہ نقوش

وہ فاسق و لادین نہیں ہو سکتا، وہ یا میں کبھی عیش و آرام طلبی میں مبتلا نہیں ہو سکتا، حیاتِ فانی میں عیش و سکون کا متلاشی نہیں ہوتا بلکہ جو حقیقتِ الہی ہے وہ تنہا بڑا کھچا ہوا تازی، بارہ عبادت و ریاضت میں سرگرداں درویشِ عیش و عشرت سے لاپرواہ ہے مقصود کے حصول کے لیے نوشاں رہتا ہے، جس کے نیچے میں اللہ رب العزت سے بے شمار عزت و شرف اور راست و سزورگی سے بود تا ہے، اللہ اعظمیت ہو گیا کہ روایت کی اصل کرامت تھیں بلکہ یہ تو بس ان کے ہند کی مرعوبہ کی ایک شناخت ہے، چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم وہ کرامت اور اصل ولایت کو جانیں تاکہ اس کی کرامت و بلندی کا اندازہ لگا سکیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے کردار و افعال کی روشنی میں اس دست کی طرف مائل ہونے کی توفیق ملے

تو آئیں اہم انھیں اویسا م میں سے جس کی کرامت
مشہور و معروف اور ہر موصوفی کے زبان رو ہے جس کی محبت
سویا عمر کے اخر و باقصوعیشی کچھ پر سرور ہے بقی خواجہ
نویگان، عطا نے رسول سلطان الجند خو کے عرب نواریہ میں
الدین حسن خبر، چشتی تحسین رحمت اللہ علیہ ایکٹے ملک کی
کرامت کے پیچھے چھٹی عظیم تر ہایوں اور تابناک کردار۔

راہِ حق کی اجڑا عظیم قربانی کے ساتھ

خود جہل عرب اور رحمت اللہ تعالیٰ علیہ پہ پہنکی لڑائی پر مشافق
اور سال ۱۵۸۱ء میں کی عمر شریفی کہ آپ کے والد برنگو رسید
غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور اٹھتیس صوف
یہ باج اور ایکس میں چلے گئے۔ آپ کے اسی دور میں معاش بنامہ
اور حوا کی تاریخیں لکھی گئیں۔ تھے اور دستور کی آہا کی مرمت تھے۔

طرس کی یہ حیات بسم ہو رہے تھے کہ ایک روز حضرت

فرار حاضر میں قوم مسلم کی رہبر حاکم کی عبادت کی وجہ سے کفر ہو گیا ہے کہ ہم پہم اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ال کے دراز کو فراموش کرتے جا رہے ہیں اور چند گئے چے فرار اور بارگرمی رہے ہیں تو صرف کرامات قوم و محض اولیا اللہ سے متغیر و معتور کرامات سنا سنا کر دوا و تجسسین ضرورے میں معروف ہیں (علامہ، اللہ) ایسی وجہ ہے کہ آج قوم و اولیا اللہ کی کرامات سے رتو تھو متی ہے لیکن ال کی تعلیمات سے ہی مرہ پھیرے لگتی ہے کیا اس طرف توجہ نہ ضرورت نہیں کہ قوم کو کرامات و ال کے پیچھے پہاں محو ہدایت و قربانیوں سے متعارف کر دیا جائے

واقعی شدہ روئی ہے نہ کہ الّا انّ ویتاء اللہ ولا یخوفک
عزیزہ و لا ھم یخوفون (سورہ ۱۶) کا خطاب پڑھ کر کہ امت
کی دمتاں بھوئے سے پہلے تبت و لیدن جافندو بیتا
تخلید یثکم سئلک و ان الله سمع المغیبتین (الطہ ۹۹)
کے محبت ان کے عظیم روح رصاے الہی کے لیے دی گئیں
قرمانیوں میرہ حق میں اٹھائی گئیں مشفقہ غار بریں تاکہ
اویا اللہ سے محبت کرنے والی جماعت ال کی تعلیمات سے بگی
محبت کر لے گئے۔ ”اس کی یاد حقیقی معنوں میں ال کی تعلیمات و
محبت ستہ کی یاد ہے۔

ہاں! ہم اپنی سنت و جماعت کے ریب یہ بھی منکھ ہے کہ بعض اولیا مارتر، روٹی ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ اولیائے کرام کو اللہ رب العزت نے حقیر العقول و کمالات سے نوازا ہے جس کا انکار حائل یہ مگر وہی کر سکتا ہے، ساجھ ہی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ محض عبادات شاق و مجہد ستانہ سے نہ کسی کو دولت نصیب نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ کا شعل بیسے چاہے عطا فرماے عتاس وعر پر بھی علم کا جناح ہے کہ کوئی دی سست اور کاہل نہیں ہوتا۔

سیدنا خواجہ عربیہ کو رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے میں پوروں کو پاؤں
دے ہے تھے را ایک مجدد و برگ حضرت سیدنا اور فیم
تقدیر کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے میں تشریف لائے، جوں ہی
حضرت سیدنا خواجہ عربیہ ہزار علیہ رحمت اللہ کی نظر اللہ کے س
مقبول بندے پر چڑی، غور روزے و صوم کر کے دست بوی کی
و بہایت و ہمت و احترام کے ساتھ درخت سے سائے میں بٹھایا
پھر ال کی خدمت میں انہماں و حریف سے ساتھ رہے وہ انگوروں کا
ایک خوشہ پیش کیا اور دور پہ بٹھ گئے اللہ سے دن کو اس پر جوں
با خیال کا انداز بھیا گیا، خوش ہو کر ایک کلو چہا کر آپ کے سر میں
ڈال دیا جوں ہی وہ کھڑا ہوا سے چپے آ کر آپ کے دہ کی ریا
ایک دم ہر گئی اور طبیعت دیا کی محبت سے چوٹ ہو گئی پھر
آپ سے ہمارے پٹی چلی اور سارا رات درو سمان بیچ کر اس کی قیمت
فقر و مساکین میں تقسیم فرما کر حق کی تلاش میں لکل پڑے۔

۱۰ آفر ۱۱۱۱ سراد میں ۱۱۱۱ ہوال ایمان و عربیہ ۱۱۱۱

طلب حق میں عہد جوانی

صوم عربیہ و در رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیا سے کسار کش اختیار
کرے یوں ہی بے علم جنگل میں گوشت شیں نہیں ہو گئے بلکہ تاریخ
شاہ ہے کہ آپ نے چلی جوں کے تقریباً ۱۵ سال محض ظہروں
علوم تفسیر، فقه و حدیث کی تحصیل میں صرف فرما دے۔ (تذکرہ
المحققین) ۱۱۱۱ کا مین، ص ۱۱۱۱ مطبع معینیہ و جمیر) اس کے حدود
باطنی علوم کی تحصیل کے لیے اپنے چہرہ مرشد خواجہ عثمان دہلوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی و مدت سے سر فر
ہوئے و میرزا قطاب مترجم تذکرہ خواجگان چشت (ص ۱۱۱۱) کے
مطابق تیس سال و در ذیل العالیٰ تین جزیرہ کتب سے اختیار سے
اس آٹھ برس خدمت مرشد میں مشغول رہے، آپ کے موقوفات
میں درج ہے کہ خواجہ آپ فرمائے میں

میں آٹھ سال چنے مرشد کی خدمت میں مصروف رہا ایک
مذہبی آرام تک کیا میں سے خدمت دیکھی نہ دن ہمیشہ ن
کے ساتھ صوفی رہا، ال سے کپڑے بستہ اور دیگر سامان
صوفیہ پر کچھ نہاں کے ساتھ ساتھ چلتا رہا حسب انھوں سے

محمد رودیش کی خدمت کو دیکھا تو مجھے وہ حسن اپنی عطا فرمائی
جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ انتہا۔

۱۱۱۱ طبع حیدرآباد دکن، مطبعہ شریعتیہ ۱۱۱۱

و غرض اس دم تک پارگاہ مرشد کے خادم بنے رہے یہاں
تک کہ کامیابی حاصل کر کے منزل مقصود تک پہنچ گئے، حتی کہ
منہ کے طور مرشد طالع نے ارشاد فرمایا

معین مدین محبوب خدا است و مرا تخرست بر مریدان او
یعنی ہمارے معین الدین اللہ کا محبوب ہے، ہمیں سپنے مرید پر
نظر ہے۔

۱۱۱۱ سراد میں ۱۱۱۱ ہوال ایمان و عربیہ ۱۱۱۱

ولایت و مدد عوی صلا ہوئی

کی عظیم برکت کی زیارت حریف طبعین کے موقع پر مکہ مکرمہ
میں عیسیٰ سے نہ آئی کہ معین الدین میرزا دست ہے میں سے
اس کو چنے مقبول اور مرگہ پیدہ بندوں میں شامل کیا اور پھر جب
مدینہ منورہ میں روضہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر حاضر
ہوا اور رب و احترام کے ساتھ سلام پیش کیا تو جواباً روضہ قدس
سے علیکم سلام یا قطب المشرق کی صدا آئی (مخلصاً سے
القطب مترجم تذکرہ خواجگان چشت ص ۱۱۱۱ مطبع خیس و کیہ می
کر چلی) و اناسپ روح پنا کر بسد کی ولایت سپہا کر دی گئی، اس
بند مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے و سے خواجہ عربیہ و در رضی اللہ
عنہاں عہد کا چھپا ہوا بھی در ملاحظہ کریں

تلاوت قرآن اور شب بیداری

حضرت سیدنا خواجہ عربیہ کو در رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب
تھا کہ ساری رات عبادت الہی میں مصروف رہتے حتی کہ
عشا کے دھو سے نہ درغیر ادا کرتے اور تلاوت قرآن سے اس قدر
شغف تھا کہ سیدن میں دو قرآن پاک پڑھ کر فرمایا کرتے، اور ان
سفر بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری راتی۔

۱۱۱۱ سراد میں ۱۱۱۱ ہوال ایمان و عربیہ ۱۱۱۱

کم کھانے کی عادت

دیگر بزرگاں دیکھ کر اس نے کامیں و جسم اللہ کی طرح آپ
بھی راہ سے رہا، و عبادت الہی عبادت سے کی خاطر بہت ہی کم

یہی س کا دوسرا گناہ تھا۔ آپ کی عمارت اختیار کرنے کی وجہ تو یہی گناہ تھا کہ ۱۴۵ھ ہمارے حج حبشہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس سرزمین میں روح پرورد ہوئی، مگر عمرہ کی میں پیوند کا۔ یہ بھی ہوا۔

بمقام خطاب ص ۲۲ - ۲۳ ص ۲۱۱ طبع انجمن اہل بیت

شاہ و گدا بھی آپ پر کیوں فریبت ہوئے؟

کائنات عریب و غریب ہوئی ہے تو آپ کے خوب سنا ہوا کہ آپ سفر ہند میں حرقہ بخارہ، بعد از پیش پورہ ہریرہ اش و اصہب سبزوار و خراسان، خرقاں ستر بار پنج در عراقی و غیرہ سے ہوتے ہوئے دوران سفر کی لاکھوں گمراہیوں کو راہ راست پر گامزن فرما دیا اور بے شمار بہت پرست و آتش پرست و یہود و یونان اور عیسائیوں کو ہمہ سلام میں تادم مراد با، انھیں میں سے کئی امر راہی وقت اپنے گھر بار و وطن و شہر سب کو خیر آباد کہہ کر دیوہ و عرب و عجم کے ہر دور ہو گئے۔

واقعی یہ آپ ہی جیسے دن کامل کا حصہ ہے، حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ اللہ رب العزت جب کسی بندے کو اپنا محبوب بنانا چاہے تو اس کے دلوں کو اس کی محبت سے سرشار فرما دیتا ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ان کے کچھ دوسرے امور کا ذکر بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف راہ و رو بہا گئے گئے ہیں، کچھ ایسی ہی مرد خواجہ عریب و غریب کا بھی تھا مثلاً:

آپ خلق خدا پر ساریت شیعہ تھے، بہت ہی مومن اور متحمل مزاج سیدہ طبیعت کے مالک تھے، اگر بھی غصہ آتا تو صرف اپنی حیرت و محبت کی بنیاد پر، البتہ اپنی طور پر ان کو عتبات کہہ بھی دیتا تو آپ راضی نہ ہوتے بلکہ اس وقت بھی جس اعدائی و دشمنی پیشان کا مظاہرہ کرتے ہوئے صبر و ادا میں (آپ سے نہ جاسے دیتے یہ معلوم ہوتا کہ آپ سے کسی کی مایوسی یا قیام کی ہی نہ ہوں۔ حضرت خواجہ عریب و غریب ص ۱۰۱ - ۱۰۲) یہاں تک کہ کوئی آپ کے ساتھ قیام کی یا سوئی بیوں نہ کرے مگر کبھی آپ اسے نہ دیکھیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے مرید و حلیہ خاص حضرت خواجہ قطب الدین بنفیا کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے

کھانا تناول فرماتے تاکہ کھانے کی کثرت کی وجہ سے سستی، یہودیہ عسوق عمارت میں رکاوٹ کا باعث نہ رہے چنانچہ آپ کے ہاں سے ان مشقوں سے کہ سات روز بعد دوامی تولد ورن کے اور روٹی پانی میں بھگو رکھ دیا کرتے۔ (ایضاً)

لاکھوں افراد نے آپ کے ہاتھ پر کیسے اسلام قبول کر لیا؟

اس کے جواب میں جہاں آپ کی رنگرے شمار مصداق حمیدہ موجود ہیں وہیں آپ کا حسین و بے نظیر خلق حس ہے جس طرح "قائے کونکلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" کے خدائی حس سے متاثر ہو کر میں سویرہ دن بعد از محفل چند ہی دن میں لاکھوں سے تھوڑے گنی، اسی طرح نائب رسول یعنی خواجہ غریب خواڑ کے اخلاقی حس سے لاکھوں کو سیر بنا یا کیوں کہ آپ کی طبیعت میں علم و عموکی ورہیشہ مصداق منہا نے کہاں تک پہنچی ہوں انھیں اس کا عہدہ نکالنے کے لیے یہ وقت ملاحظہ فرمائیں

ایک مرتبہ خواجہ غریب کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ ایک جانب بیٹھ گیا عرض کی کہ حضرت بہت عرصہ سے آپ کی قدم پوی کی حسنا تھی اللہ کا شکر ہے کہ یہ عظیم سعادت آج میسر ہوئی، اس ہاٹس شخص سے جیسے یہ جملہ ہا، حضرت سے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور "تو کف کے بعد فرمایا جس سے آئے ہو اس کو پورا کرو، یہ سننے ہی وہ شخص فاپے لگا خوف زدہ ہو کر گر گیا اور بڑی عاجزی سے ہوا کہ مجھ کو لاچار کر کے کہ آپ کو خاک کرے کے لیے بھیجا گیا تھا، یہ کہہ کر بھل سے چھری لکان ورماسہ ڈالیں، پھر قدموں پر گر کر کہے لگا کہ آپ مجھ کو اس کی سزا دیجئے بلکہ آپ حکم دیجئے کہ مجھے مارا ال جائے جو وہ غریب و رومی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا سے عزیزا ہمنوگوں کی روش یہ ہے کہ جو ہمارے ساتھ رہ کرے اس کے ساتھ بھی ہم نیکی سے پیش آتے ہیں تم سے تو میرے ساتھ کوئی برائی نہیں کی یہ کہہ کر اس کا سر پہ قدم سے تھا یا اور اس کے لیے رحمانیں کیوں حد و حد اس شخص کو یک تو شیعہ عطا فرما، دعا کرتے

پھر وحشہ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کسی برس تک خود غریب و ارضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ قدس میں حاضر ہا لیکن کبھی آپ کی راہیں قدس سے کسی کارِ رفاش ہوتے نہیں دیکھا، آپ کبھی کسی مسلمان کا راز نہ کھولتے۔ (ایضاً) اسی طرح آپ کے امدادِ روح و روحانہ رہانے دان ایک و بڑی بولی یہ تھی کہ آپ کو انسانیت سے بڑا پیار تھا، چنانچہ تفریقِ مددِ سب و ملتِ مظلوم کی امداد و حاجتِ روحانی گویا آپ نے اپنے دہر لارم کر لیا تھا، مثال کے طور پر اس مظلوم مقتولوں کی حیات و کے واقعہ کو مدنظر رکھنا میں

ایک حاکم نے ایک شخص کو بے گناہ پھانسی کی سزا دے دی، مقتول کی ماں حضرت خواجہ کی خدمت میں آئی اس وقت حضرت خواجہ فرما رہے تھے، اس عورت سے کہتی ہی گریہ و رنج شروع کر دی کہ خدا کے لیے میری فریاد اس بیچے حاکم شہر سے باخق میرے بیٹے کو پرچہ ویسوں کی رپارٹ پر پھانسی دے دی ہے، حضرت خواجہ نے متوجہ ہو کر اس مظلوم کی فریاد کو غور سے سنا اور جب آپ کو یقین ہو گیا کہ قتل بالکل صحیح ہے تو آپ سے پتا چلا کہ جہاد میں لیا اور اپنے خادم، مریدین کے ساتھ دروہ ہو گئے، ہر شخص میری دہر پشیمان تھا، یہ بیچے پردہ عیب سے کیا ظہور میں آتا ہے، حضرت خواجہ سیدھے مقتول کے پاس جا رکھنے ہو گئے اور ہر تکس کی ناش و بیختی رہے پھر اپنے عصا سے اس کی رور کو چھو کر فرمایا، مظلوم اگر تجھ کو بے قصور مار گیا ہے تو اللہ کے حکم سے رندہ ہو جا، ور پھانسی کے تختے سے اتر جا، ان الفاظ کا اثر ہاں سارک سے لگتا تھا کہ مقتول زندہ و سلامت پھانسی کے تختے سے نیچے آ گیا، جیسے حکم کا منتظر ہو اور فوراً حضرت کے قدموں پر گر گیا۔ (سیرۃ القلوب)

مترجمہ: خواجگانِ پشت میں ۱۳۲۱ھ، طبع جس ۱۳۲۱ھ

آٹھ صدیاں گزرنے کے بعد بھی عاشقانِ خواجہ کی کثرت کا راز اس وجہ سے کہ آپ رسی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے مریدین و محبین سے سب سے پہلے محبت فرماتے ہیں اور صرف حیاتِ ظاہری

ہی نہیں بلکہ بعد وفات بھی تیار مت نہکے ہوئے، اسے مریدین ہمیں کے لیے اس وقت دعا فرمایا جب آپ حرمِ کعبہ میں مصرعہ عبارت ختمے اور آرائی

اے معین! مدین میں تجھے خوش ہوں تجھ کو بخش دیا جو کچھ تمہاری خواہش ہے مانگو تا میں تم عطا کروں، آپ سے دعا فرمائی اے اللہ! میرے مریدوں کو بخش دے، آواز آئی اے معین! اللہ! تو میرا مخصوص و برگزیدہ بندہ ہے، تیرے حق میں مریدوں کو بھی تیرے شرف میں شامل ہوں گے، سب کو بخش دوں گا، اس کے بعد خود غریب و ارضی اللہ تعالیٰ عنہ اثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے مریدین و مریدوں کے مریدین جست میں قدم نہیں رکھتے میں گئے، میں بہشت میں داخل نہیں ہوں گا۔

برادہ القلوب حرم۔ خواجگانِ پشت میں ۱۳۲۱ھ، طبع جس ۱۳۲۱ھ

یہ ہیں خود غریب و ارضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تابندہ خوش کی چند جھلکیاں، اس کی روشنی میں نور روشن بنا، یہ مرغیاں ہو گیا ہے کہ من جہد و جہد، آپ کو اگر کج بھی خود ہند کیا جاتا ہے تو یوں ہی نہیں بلکہ ابراہیم سے ہندوستان آئے ہیں بے پناہ دشواریوں کا سامنا کیا، راجن میں بے نظیر قربانیاں دیں، جس کی گواہی خواجہ غیب سے علی حبیب اللہ وفات فی حبس اللہ یعنی جس سے پی پوری رندگی اللہ کے لیے وقف کر دی حتی کہ روح بھی اللہ کی محبت میں قفسِ عنصری سے ۶ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ کو پرواز کر گئی

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو فیضانِ خواجہ سے فیض یاب فرمائے، جو تعینات خواجہ پر عمل پیر ہوئے اور انھیں عام سے عام تر کرے، تو یقین عطا فرمائے، عظمتِ خواجہ کو پر امن و سکون بنائے، آمین۔

ترے در کی ہو حسیہ شہر، جمسیر

مے عسم کی نہ حسیہ شہر، جمسیر

(مسیریدی)

اللہ تعالیٰ محمد بن عبد اللہ رسول

تذکرہ جمیل حضور محدث سورتی

سے نام پر حسان فرما کر اہم تکب حدیث ہوئی کہ تو میرا شریک اور
تصیری پہنچے سے میں مدور مالی میں طویل لہر ست کی محترم مختصر
مقدس تریں ہستیوں میں حضرت شیخ محدث محدثین مولانا امجد
محدث سورت رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ہے، آپ فام شریف
وہی احمد بن مولانا محمد طیب بن مولانا محمد قاسم بن مولانا محمد طاہر ہے
اور آپ کا مشہور لقب "شیخ الحدیث" ہے، آپ کا سلسلہ نسب سیدنا
مولیٰ علی حیدر قلندر مہم اللہ وجہ الفکر سے ملتا ہے، آپ کے جد اعلیٰ
حضرت مولانا قاسم بن علیہ طاہرہ مطہرہ کے باشندے تھے جو سوویں
صدی عیسوی شہ وہاں کے رہنے کی چوتھائی میں ہندوستان
تشریف لائے اور سورت کی بندرگاہ "راوندیر" میں مقیم ہوئے۔

آپ کے جد اعلیٰ مولانا محمد قاسم سے بعد قیوم تعلیم و تعلم کا
سلسلہ مدعی ہی میں شروع ہوا، آپوں مدد کا نام اس زمانہ
میں تھا کہ مگر میں ہوتا تھا، بعد آپ سے بیکوں پر کچھ سے کی
تجارت شروع کی اور بیکوں حضرت محدث سورتی سے حیات جہاں
دانی کی پہلی سہ ماہی ۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء میں لای۔

یہ تعلیم و تربیت اپنے والد مری مولانا محمد طیب سے
حاصل کی اعلیٰ تعلیم سے حصوں کے لیے سفر شروع ہونا ہی تھا کہ
۸۵۷ھ کی تحریک آدھی گیارہویں گیارہویں آپ کا حوالہ دیکر ان
سامریات کے بغاوت میں شہرت یافتہ تھا کہ آپ کے حادثہ
سے اس تحریک میں چھٹی خاصی قربانی پیش کی تھی، آپ کے دو
بھائی درویش گشت و شبہ ہوئے، آپ کی دکان جل رہا ستر
دی گئی اور آپ کے گھر پر نگر یوں سے قصہ چھاپا، جس کی وجہ
سے حالات پر قابو نہ پا، آپ سے والدین سے شہر بعد اذیٰ جاسپ
رخ کی اور میں سال قامت پر رہے اس کے بعد، شکیلی
کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے جب تک ہندوستان کے حالات

اکتاف عام کا ہر گوشہ محافظین میں سلام سے جھک رہا
ہے، عشق عشق بن کر پہنچے محبوب کی اداس پر سوجاں سے قرباں
ہوتا ہے اس کے پیادے ایک رہا، پی محرم کچھ محبوب کے
نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، محبوب و مہب ہوتا ہی
ہے کہ یہ پرے جاں نثار محبوب کے سہا سے مبارک مقدس مطہرہ
سے صا رشہ جیسے، پین مات و نکاح کی حفاظت میں ہر ترس
مصرف ہو جاتے ہیں، سید سے لگا کر آئے والی سلوں تک
پہنچنا ہی محرم زندگی تصور کرتے ہیں، وہ ہونا بھی چاہیے
کہ جس محبوب کی بات کر رہے ہیں وہ محبوب نا تو کسی کا تھا
محبوب ہے نانی کسی کا، گہریں محبوب اور عشق مجازی کا معشوق
ہے اور جو عشق ہے وہ بھی دلی عام سناں نہیں عاشق ہوئے ہی
اس کو مدد پر مگر کی دست مل جاتی ہے، اس عاشق کا نام
مومن صادق و محبوب کا نام آقا سے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات و فرمان مقدس کے ہر ہر
لمحہ کو عاشقان ہوتے سے مخلوق فرما، رہم تک اس لیے پیچھا
تا کہ ہی کی روشنی میں ہم صراط مستقیم کی طرف چل کر اپنے ایمان
کی حفاظت رعیتیں اور یہ ترث علیہ حدیث کی صورت منورہ
میں ہم تک سلسلہ سلسلہ پہنچتا رہے۔

در صفیر میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو دور جدید
کا علم حدیث فام مانا جاتا ہے، نہ ال کے بغیر کسی بھی محدث کی
کی سند حدیث کا اتصال ہی نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم یا منکس
مانا جاتا ہے، آپ نے سرمدین ہند کو پناہ کر توجہ بنا کر علم حدیث
کی رعایتوں سے سرسبز و شاداب فرمایا، اس کے بعد شاہ ولی
اللہ محدث دہلوی نے اپنے علم حدیث سے روشنی پھیلائی ہی طرح
دیگر عامے سلام کی ایک مہی جماعت سے ہی خدمت مستقیم

ر کار ہو گئے تھے پھر بعد ازاں شہر ہند کی طرف واپس ہوئے۔
ر متہ والد محترم کا انتقال پر مدینہ ہو گیا اور مدینہ پہنچنے کے بعد
نہ نہ وکٹرہ کی مامتا سے غمزدہ ہو گئے۔

یہ حالات سے آدمی کا نوٹ جانا تھیں یہ نہیں آپ سے
حالات کا ڈر کر مقابلہ کیا ہے چھوٹے بھائی مولانا لطف اللہ
کو سنا تھا یہاں اور مدینہ سے شہر اہل ن طرف رہا۔ ہوئے تاکہ اہل
تعلیم حاصل کر سکیں۔ لکھنؤ کر آپ مسجد فتح پوری میں مقیم ہوئے
درمختی محمد مسعود محدث، لکھنؤ کے مشورے سے مدرسہ حسین بخش
دہلی میں جلسے کر علماء و فضلا سے صرف، جمع تفسیر و ترجمہ اور دیگر
علوم و فنون حاصل کئے اس کے بعد علی گڑھ مولانا لطف اللہ اور
مولانا محمد علی کانا پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بھی آپ
سے لکھنا سب فیض کیا اور ۱۸۶۸ء میں ۱۰ سال کے تمام علوم
عقیدہ و فقہ کی تکمیل کی۔

آپ کو علم حدیث سے گہرا لگاؤ تھا، اس لیے مولانا فضل
الرحمن گنج مراد آبادی اور مولانا لطف اللہ کے یہاں اس وقت
کے جلیل القدر محدث مولانا احمد علی سہارن پوری کے حلقہ درس
میں شامل ہوئے جہاں پر پھر سید مہر علی شاہ گولڑوی جیسی عظیم
ہستیاں آپ کے ہم درجی علم حاصل کے اس کو گراں استاد
سے آپ کو تاسوسا لکھا کہ آگے چل آپ شیخ محدث سے
لقب سے جائے گئے۔

قدیم ہا میں ایک بات بہت قریب سے دیکھے کوئی کہ
جو بھی بڑا عالم ہوتا تھا، جہاں کی در و صاف سے متصف ہوتے
وہیں وہ تکمیل بھی ہوتے تھے اس کی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں،
ماضی تو ماضی ہے حال میں حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المعطفی دوم
ظہار الدین کو پتی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ ایک تہر
حاش ہوئے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر اور کامیاب علم بھی ہیں
بہر حال محدث سورتی کے دور میں علم طب کا راج عام تھا ای راج
حامد کے پیش نظر آپ سے حتی المقدور علم طب حاصل کیا

آپ علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے تھے، مہارت نو آپ
کہ فقہ تفسیر، منطق و فلسفہ وغیرہ جمہ علوم عقیدہ و فقہ میں تھی

نہیں حاصل موضوع "علم حدیث" کو بنا تھا، اسی وجہ سے آپ نے
۴۰ سال تک اسی کی درس تدریس میں گزر رہے اور اسی کی سنت
محدث سے شہرت دوم حاصل فرمائی، علم حدیث میں آپ
کے کمال اور یشکی کا عام یہ تھا کہ مولانا احمد علی آپ کو پناہ جاتین کہا
کر آئے تھے، مولانا بدایت لقا حال رام پوری، امام اہل سنت
مدینہ سرکار علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولانا عبد الوہاب فرنگی
محل علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانا پوری اور مولانا شاہ فضل الرحمن
قدس سرہم اعزہ عنہم حدیث میں آپ کے وسعت نظر کے مدح
تھے حتی کہ اہل اندر تیسوں اکابر میں سے اپنے تہل مدہ واد دورہ
حدیث کے لیے آپ کی مارگاہ میں بھیجا۔

آپ کے دور سے علوم و فنون کے بہتے دھارے سے پیاس
بھجھانے والوں کی تعداد اکثرہ تعدیہ سے باہر معصوم ہوتی ہے نام
مدرسہ اہل در تفسیر ہستیاں آپ سے چشمہ علم، لطفی سے سیراب
ہوئیں (۱) حضور صدر الشریعہ فقہ عظم ہند علامہ امجد علی اعظمی،
مصنف بہار شریعت (۲) حضور محدث، عظم عجمو چھوٹی (۳) ملک
العلم علامہ ظفر الدین بیارنی، مصنف صحیح البہار (۴) سید
طیال اشرف بیارنی، مصنف امین وغیرہم

امام اہل سنت سیدنا سرکار علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے آپ سے بہت اچھے مراسم تھے، دوران تدریس آپ کے ہا
بار اہل حضرت کا ذکر فرمائے پر حضور محدث اعظم ہند نے ایک
مرتبہ عرض کیا حضور آپ اپنے پیر کا اس قدر رنجش فرماتے ہیں
جس قدر آپ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرماتے ہیں،
جس پر محدث سورتی سے تہر سے لکھا جائے ورا اور ماسدین رضا
کی تابوت میں آخر کیل ٹھونک دے والے یہ جملہ شاہ فرمایا
جب میں سے پیر کی بیعت کی تھی یا نہیں معنی مسلمان تھا وہ
میرا مہار حاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر جب اہل حضرت
سے ملنے لگا تو مجھے کہ میرا بی حدوت مل گئی مہر میرا
رضی نہیں بلکہ جو تعالیٰ حقیقی ہے جس سے حقیقی میرا بحث
س کی یاد سے اس کو نہیں دیتا ہوں

پھر سوال اس کہ کیا وہ علم حدیث میں آپ سے برابر ہیں؟

جو آپ کے ارشاد فرمایا۔

ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب مجھ آپ کے کہ
ہرگز نہیں "کاکی مطلب ہے؟" سے علی حضرت اس میں
میں امیر سومیں فی حدیث ہیں کہ سبوں میں تک صرف
اس میں تلمذ کروں تو بھی س کا پ سنگ نہ ضرور۔

۱۹۵۹ء بمبئی ۱۹ جون ص ۵۳

علم و حکمت کے درجہ کے مسلک، مدح و سب کے تحفظ و بقا
کے لیے مخفی ہتھک جا توڑ توڑشش کی اور جماعت اعلیٰ سمیت
کی رہنمائی سے بے صلہ ہستی پر کئی ہیرے بھیرے مثلاً آپ
سے علم تفسیر میں مدارک، استریل، حقائق، التادیل، پرتقصہ شیعہ
"تو راہ" میں "اسرار" کا طویل یعنی تفسیر بیضاوی پر حاشیہ اور
تفسیر مجد بین پر حاشیہ، علم حدیث میں "اسس" بلسان پر مستند
تعلیقات اور "مدح و مذمہ" کی مشہور ترجمان و مرجع احسن الخواص
شرح معانی، آخرا پر حاشیہ (جو مطبوع ہیں) شرح مشکاة
مصباح، حقیقت شروع رہے زمدی، جامع التلوید، الفتح، التلوید،
طوفان میں آپ سے مدیہ، مصلی، "پہ حاشیہ" "الاحادیث" "البحر"
مدیہ، مصلی، "تحریر لہماں جو شائع شدہ ہے حاشیہ شیعہ
الندواتی عقد الیوم تحت اسرار کشف الحرامت علم سنیہ النعمانیہ اور
علم منطق میں تصدیقات شریعت علامہ حسن احاشیہ مہدی "تحریر لہماں"۔

علم و حکمت کا یہ درخشندہ ستارہ ۸۰ محمدی کی اولی ۱۳۳۳ھ
مطابق ۱۲۲۲ھ میں ۹۱۶ء بروز چہار شنبہ عرطب ہوا ایک جہاں
علم و فن کو تاریک کر گیا، آپ کی عمر چنانچہ تصور توحید الہیہ حضرت
علامہ مفتی محمد حامد صاحب قادری، بیوں قوس سرہ عزیز سے
آپ کی عمر چنانچہ پانچاں مدرسہ اہل حدیث دہلی حیات کے سامنے
مسجد کے حلقہ میں مدعوں ہوئے، آپ کی تاریخ وصال کے
اعدار یہ صافہ عروج ہالیہ میں قصہ واکو اب آیت
مقدسہ مطہر دکان اور فرمایا سراسر میں و شامل ۱۶۱۷ھ
تو میری تاریخ وصال ہے

حضور محدث سورتی کی حیات و خدمات کا جائزہ دینے سے بعد
مدرسہ میں نتیجہ پہنچتے ہیں

(۱) علم دینی کی صورت پائی کی ہر نفس کو کشش کرن چاہیے نہ ہی
انہماک اور دنیایت بدن کا اصل، یہ ہے (۲) علم دین کو سب
کے بے نہیں دین کے بے استعمال کرنا اپنا شعار بنانے ہی میں
غیر ہے۔ (۳) حاصل سب کرو لیکن کسی ایک ہی فن کو محسوس کرو
جس سے کام پائی کی منزل میں قریب ہو جاتی ہیں۔ (۴) ہر روز گویا
کے مقورے پر عمل اور ان کی عزت و عظمت بھالنے میں بھلائی
پیدا ہے۔ (۵) (۱۹۵۹ء) (۱۹۵۹ء) صدی کی اس ہر ہی میں (۱) پی
انکشافات، خدمات، حتی تقدیر اپنی ہی مدت میں شائع (۱) میں
درہ لعلیں مسعود ہوئے سے رشتہ ہیں۔ (۶) اپنے محسوس کے ذکر
میں رے میں دروگشت نہیں ہونا چاہیے۔ (۷) آپ رہا
علم دان کے تصدیق ہی بڑے ہونے کی علامت ہے۔ (۸) دینا
کے لیے کام کرتے رہیں، ہر تے رہیں تاریخ ہمیشہ اپنے دامن
میں ڈالیں ہاں آپ کے سہارے گئے۔

□□□

میں ۵۹۱ کا بتیہ

ہمیشہ عروج پر رہتا ہے ملک میں جوں جوں عزت قہور پدہ
ہو رہے ہیں حتیٰ نو بابتی ہیں مجھے بتے ہیں میر بڑا رتی
تایا تا ہے جو ام سے میرے لئے کاروبار کو تاں بنا دیا ہے،
میرے کچھ ہے سے پہلے ہی وہ میری مخصوص تکریر کی فرمائش
دیتے ہیں لیکن دوبارہ جاتا ہوا تو جو ام تھی بھنر سے سامان وہ
سار میں سب کچھ بھوس جاتی ہے کبھی کبھہ الگ بوتے
ضرورت ہو تو ترجمے کام لکھ لیتا ہوں وہ سے مجھے کے سرے
بھی میرے پسند پدہ بھنر ہے، میں ایک پیشہ در مقرر ہوں کچھ
لوگ میرے خلاف نصتے ہیں تحریر چلاتے ہیں لاکھ لکھ
کریں ان کو پڑھتا ہی کون ہے انہیں جانتا ہی کون ہے ان
عوام کا شکر یہ جو باطل گائے کی طرح سیدھے ہیں، ہر ایک
کی تقریر میں بھی نہیں نصتے، نا فائدہ یہ ہوتا ہے نہ کچھ کہے
پہلے ہی کچھ جاتے ہیں درحے سے پھرے!

مجھے ہر دوں سے ایک خاص طرح کا رشتہ ہے، یعنی من
ترا جاتی ہوئے، تو مر قاضی بگو دلا جوں کی مدد میں، مجھے
زیادہ مر آتا ہے، بس صاحب کا نام و درحے سے پھرے!

□□□

نذر شمس مہدیہ سے

عورت کی آزادی! ایک تنقیدی جائزہ

مولوی حضرات کے سر پھوڑ جاتا ہے، گویا سیاہی ترقی میں بھی لوگ مباح ہیں۔

(۲) جذباتی تحریریں

یہ کچھ اہل نوگوں کی کاوشیں ہوتی ہیں جنہوں نے بالامستجاب تو مغربی ثقافت و معاشرے کا مطالعہ نہیں کیا مگر ان کے سڑوں سے انہیں یہ سمجھ دیا ہوتا ہے کہ "جینا مغرب سے منسوب جو چیز بھی ہو سب کو برائی کہنا" یعنی حقائق و ثواب و نیکائے حرام تو نائی تو ہی ملی درمدہیں جذبات کھڑا کئے ہیں غرض کی جاتی ہے، بلکہ ایسی تحریریں کو مغرب کے نام یک "ملا مت نامہ" کہا جائے تو بیکار ہوگا۔

(۳) محفل تحریریں

اس قسم کی تحریریں حالاً اعلیٰ اقل اقل میں مگر بھی اس موضوع پر لکھی جانے والی کامیاب تحریریں کہلائے کے باقی ہیں جن میں محدث راہ اور میاں روں کے ساتھ ساتھ جذباتی گفتگو سے پرہیز اور حرام دعوے قوی دلیل درمستند شو بہا بھی ہوتے ہیں۔

اس میں پہلی در دوسری قسم کی نگارشات قلم سے ملکت ہوکتا نقصان پہنچا ہے، یہ چنداں بتانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یوں کہہ جائے تو غلط ہوگا۔ آج مشرقی محققین کو قدرتی لگاؤ سے دیکھے جانے کی ایک بڑی وجہ اسی طرح کی تحریریں کا معترض ہونا تھا، جس میں آنا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ان دونوں قسم کی تحریروں کے قارئین دراصل کے ٹائٹلین بھی صرف دو ہی وجہ سے انہیں پڑھتے ہیں یا تو مغرب کی شان میں "قصائد مدحیہ" مننے کے لیے یا مغرب کے نام "ملا مت نامہ" پڑھنے کی غرض سے، دوسری قسم کی قسم تو اسی سے ہمیں سروکار ہے اور اسی پر عمل کر کے کی کوشش رہتی ہے، سب تجارتی س قلمی کاوش (جیسے آپ، بھی ملا خط شمس

یور و پی اور اعلیٰ و بیقا چاہیہ کے بعد سے ہی کثیر مفارہ اصحابِ قلم اور مفکرین نے عورت و مرد کی تفریق کو پناہ موضوع حسن بنایا ہے، پہنے پہنے طور پر مختلف حلقوں سے توسط لوگوں سے مختلف راویوں سے آزاد عورت کی تعریف بیان کی ہے۔ کسی کی نظر میں وقتہ و تفریق و تفریق اور معاشی خود مختاری کی ایک آزاد عورت و خلافت ہے، تو ہمیں کسی خوشامیث کی تشکیل کے لیے مل آ رہی ہو یا ایک ترقی یافتہ خاتون کی پہچان مان جاتی ہے اور بعض تو اس حد تک گئے ہیں کہ ان کے نزدیک اور اصل آزاد عورت وہی ہے جسے کسی بھی معاملے میں مرد کی معاونت کی اصل ضرورت ہی نہ ہو۔

مجرد کا نام چٹوٹی رکھ دیا جسوں کا صبر و

جو چ ہے آپ کا حسبِ کوشش سا کرے

نا معرئی نگارشات اور خیالات کے رد عمل کی شکل میں مشرقی خاص طور پر ہندو پاک سے تقریباً ہر طبقے نے خامہ فرسائی کی ہے نتیجتاً "عورت اور مغرب" صدی اور مغربی ثقافتوں میں عورت و مغرب میں عورت کا مقام وغیرہ وغیرہ عوامانہات یہ موجودہ وقت میں مختلف رسائل و جرائد، اخبارات اور مخصوص نشریت پر آپ و اس قدر مضامین نظر آئیں گے کہ جن کا شمار دشوار ہے مگر ان میں بہت کم ایسے ہیں جو کسی حد تک معتدل و غیر جانبدار ہیں، میرے ناقص مطالعے کے مطابق ان تمام میں میں قسم کی تحریریں کی غالب اکثریت ہے

(۱) لبرل تحریریں

اس میں زیادہ تر صرف بیانات پروردیا جاتا ہے ر مغربی نظام کو پناہ دیا جائے اس کے نفع و محاسن کے بیان سے اور ق و دستور پر نظر آتے ہیں وہ سبھی دیکھ سکتے ہیں کہ اس کا سارا اندھیرا

دیکھا دوں گا تجھے بھی جو مرنے آنکھوں سے، بلکہ ہے
تجھے بھی صورت تیرے حیران کر کے بھوڑوں کا

آزاد عورت

آزاد عورت، اپنے حقوق پر ہن میں بہت ہی بالکشی جمع
ہے، مگر ظہیر نے ایسا وہ آزاد مرد نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں، یہ
آزاد، علامہ کی ضد نہیں بلکہ یہاں آزادی معنی خود تکمیل اور خود مختار
ہے، یعنی وہ عورت یا سنی عورت جسے کسی دیگر شخص، یا مخصوص مرد
کی بالکل ضرورت نہیں سنی جان و نفقہ کے لیے نہ کسی معائنہ
کے لیے اور نہ تو باہمی بیسیں، ہم جیسی تعلقات قائم کرنے
وہ آزادوں کے چلتے نہ جیسی خوشہات کی تکمیل کے لیے، یہ
میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا خود یا رہوں کا دعویٰ ہے

The definition of an "independent woman" in the Urban Dictionary is "A woman who pays her own bills, buys her own things, and does not allow a man to affect her stability or self-confidence. She supports herself entirely on her own and is proud to be able to do so"

definitions.net/definition/independent+woman)

یعنی یہ آزاد عورت کی تعریف شہری ناظرین لکھ دیں
ہے کہ "وہ عورت جو خود اپنے خرچے خود اپنی چیزیں
خریدے اور جو کسی مرد کو اپنی خود کفایتی اور خود اعتمادی پر اثر نہ
دے سکے" وہ ہے آپ کو خود کی سہارا سے اور اس پر غرور
کرے۔"

اس تعریف بلکہ اس فکر، تصوری سے مجھے سخت اختلاف
ہے، یہاں ایک عورت آزادوں کو دراصل مرد سے ہے یا رہی
پر مبنی رکھا گیا ہے اور یہ اختلاف شخص اس وجہ سے نہیں کہ یہ فکر
مغرب سے نمودار ہوئی ہے بلکہ میرے ایک بے ہمسن کی نہیں
ہے اور اس تعریف کو گہرا حقیقی بنانا میں تو شاید ایک عورت

رہے ہیں، میں کس حد تک ہم امتداد قائم رکھنے میں کامیاب
ہوئے ہیں، اس کا فیصلہ تو قارئین کر مہی کریں گے

مغربی اسٹارٹرز، مستشرقین اور بیست سے سیاسی اور سماجی
اقتصادی سلام میں عورت کے مقام اور حقوق کو لے کر خاصی
دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے، کئی کئی درجہ سیاہ کیے ہیں، بڑی جاں
نثاری سے لکھا ہے، مگر انہیں کے ساتھ یہ ہونا پڑا ہے کہ کثرت و
بیشتر ان کی تحریریں، کسی جنگی منہ کی تاثیر پر بھی انکار کی عکاسی کرتی
نظر آتی ہیں، سمجھاتے اس کے کہ وہ کسی طرح کے جرائم کو روکنے
یا عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے شہیت قدم اٹھاتے،
دیکھا گیا ہے کہ مسلم معاشرے کی بدنامی کو وہ لوگ سلامتی جاری
پتا کر خود شریعت میں تبدیلی، مذہب کی جدید تشکیل اور ریفارمزم
کے نعرے بلند کرتے گئے ہیں، گو یہ کہ اصل مقصد تو یہی تھا،
عورتوں کے حقوق کا تو یہاں نہ پایا گیا ہے۔

بات خیر، میں کے نہ دے جا ہے اس لیے ملاحظہ کریں

بستر آف آفرقاں "معصومہ بدایہ تہذیب و روایت کے پڑھ کر یہ
فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ خیر بدایہ صاحب سے پوری زندگی
استشراف میں صرف مشرق اور اسلام کو سمجھے مجھے اور دوسروں
تک سمجھ انکار کی ترغیب و شامت سے یہ کی تھی باسلام سے لوگوں
کو بے روادار متحرک کرنے کی فائدہ میں سے "میر، مقصد، جو بھی
ہو، لیکن جو دہریہ جیسے مصنفین و راہن کی کتابوں سے پھیلا یا ہے
اس کا شروع عالمی سطح پر "سلا مولویا" کی شکل میں نظر آ رہا ہے
اور نتائج کا ہر طبقہ اس کی زد میں ہے

سب چوں کہ اس لوگوں سے اسلامی معاشرے، اقتصادیات
طریقیات، تعلیمات اور تعلیمات پر غنیمت کتابیں لکھ کر ہم پر استناد
"حساب" کیا ہے، ضروری ہے کہ ہم بھی کچھ ان کے زہر کی
حادثہ تلاش کریں اور کسی بھی طرح کے نقص و عتداء سے پرہیز ہو
کر صرف نیک نیتی کے ساتھ وہ بے غیر جانبدار تہذیبیں، مانا کہ
ہمارے فرنگی ہمسایوں کو بھی تو کچھ گھر کی خبر لگے اور وہ کچھ ناواقفیت
اندیش ہمارے ہی مصلحتوں میں موجود ہیں انہیں بھی ذرا بخیر و بد
اسرار و رموز سے آشنائی ہو۔

بھی سب ہوگی جسے ہم آراء کہہ سکیں مشہور فلسفی رسل طو کا ایک مشہور اور عام مقولہ ہے

"Man is by nature a social animal"

یعنی انسان فطرت کے لحاظ سے ایک معاشرتی حیوان ہے۔

اسی سے کچھ مماثلت رکھتی بات ہمیں تصاویر میں ملتی ہے، مثلاً امام غزالیؒ نے رازنی رحمہ اللہ (والنہار میسر ۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اختلاف بین الانسان صمدی بالطبیع یعنی جان لو کہ انسان

اپنی طبیعت کے لحاظ سے مدلی ہے۔

جس کا مطلب کچھ یوں بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے لیے جمائی زندگی ناگزیر ہے اور یہ کہ انسان اپنے تمام مصالح کلی طور پر یوں کرنے سے عاجز ہے اور اسے اپنے کاموں کے لیے دوسروں کی ضرورت درکار ہے، بھلا پھر کیوں کر یہ ممکن ہے کہ کوئی بھی مرد یا زن ایک دوسرے سے بے یاری کا دعویٰ کرے اور یہ حتمی تو نظام فطرت ہے، اس میں کچھ بھی معیوب نہیں، انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے اور اس اقتدار کا اقرار کرنا عین فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے جس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اس ہامہا "آر و عورت" کے تصور کو دروغ کہنے والے کس قدر غیر فطری بات کہہ رہے ہیں اور لوگ ان کی آواز پر بیٹ بھی کہہ رہے ہیں، آہ آج لوگ فطرتِ مادی کے بھی مخالف ہو گئے۔

پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک کامیاب عمرانی زندگی کے لیے مرد و زن کا مادی تعلق ہی ہم آہنگی اور ان سے مابینا پیدا و محبت مبنی ضروری ہے، زندگی کے کارہائے گراں میں وہ ایک دوسرے کا سہارا بن کر ہی ایک کامل اور صحت مند معاشرے کی تشکیل دے سکتے ہیں۔ خود سوچئے کہ جیسے ماحول میں جہاں جیسی بے رہ رونی عام ہوتی جا رہی ہے، وہ ضروریوں سے مالا مال کنارا کشتی اختیار کر رہا ہے، معاشرہ ٹکھرتا جا رہا ہے، طلاق کی کثرت ہے، ایسی فاسد فکر معاشرے پر کس طرح کے مبنی اثرات مرتب نہ کرے گی؟ اور اس سے نوعِ انسانیت کا کتنا نقصان ہو گا۔

بات سے کہ ہرگز ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی نہیں کہ اس طرح کے رہ رہے افکار سے صرف خوش متاثر ہو رہی ہیں، بلکہ عورتوں کی جانب سے اس پر رتی کے چلتے مردوں سے بھی آوارگی اختیار کر لی ہے، صرف مرید کی نہ بات رہی تو ایب رپارٹ کے مطابق

"There is a father absence crisis in America According to the U S Census Bureau, 19 7 mil ion children more than 1 in 4 live without a father in the home Consequently there is a father factor in nearly all social ills facing America today [fatherhood.org]

یعنی امریکہ میں موجودہ وقت میں والدین کا فقدان ہے، امریکی سینسس بیورو کے مطابق انہیں اشاریہ سات (197) میں ہے، یعنی ہر چار میں سے ایک بچہ، بغیر باپ کے پرورش پا رہا ہے، جتنا امریکہ میں ہوتے والے تقریباً ہر جرم کے امیاب میں والدین کا ہونا بھی شامل ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی سوچ و فکر کو فروغ دینے والے آخر معاشرے میں عورت کے وقار کو براہانا چاہتے ہیں یا وجود معاشرہ ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟
ایہ کس کا فراڈ کا غرہ خوش راز ہے ساقی؟

ساتھ ہی ایک اور پہلو سے اگر دیکھا جائے تو یہ وہ افکار ہیں جنہیں بڑی بڑی عورتوں میں ایسی کی ٹھنڈی ہواؤں سے مفلوظ ہونے والے تشکیل دے کر حوام میں پھیلا دیتے ہیں اور یہ چارے سیدھے سادھے لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں چنانچہ ایک عجیب طرزِ حراشا ہے کہ امریکہ میں ۷۰ لوگ جو معاشی طور پر مضبوط ہیں ان میں طلاق کے حدود شمار کم ہیں اور جو غریب ہیں یا متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان میں طلاق کی کثرت ہے۔

ما حظہ

"Women with a high school

بقیہ میں ۳۳۱

رجب ۱۴۳۲ھ

تفہیم اشعار رضا اور حضور احسن العلماء [ایک واقعہ کی روشنی میں]

بسمیل و سمیل پر دو کبک — بنو پرو ۲
مہر خورشید پر ہستے ہیں چرخ افغانی عرب
حضرت شمس نے بے تاثر فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے اس
شعر کا بیانیہ حیاں اس شعر میں موجود ہے ۔
کہ دو دو یہ کوہ کن سے و مرنا نہیں کسب
عرعرے ہجر یا رہیں جیسا کسب سال ہے
اس شعر میں ایک تلخ ہے تلخ یہ ہے نہ بیکل "مغل پر
فریبت ہے، بلکہ یہ واقعتہ کے روز جسم والا بہت کی خوب صورت
پر مدہ (آفتاب پر عاشق ہے اور "کبک" میں بدن طرح بھارے
آفتاب کے ماہ تاب پر جاں دیتا ہے، تینوں عاشقان صادق
سپنے محبوب کے لیے جاں کا نذر پیش کرتے ہیں، بیکل توکل بن
پر سنا لاتی ہے اور چکر لگاتے لگاتے ہے جو ہو کر گل پر پنے
رحسار رکھ کر بے ہوش ہو جاتی ہے اور بار بار کے اس عمل سے اس
کو اپنی جاں سے ہاتھ دھوٹا پڑتا ہے بیکل پر جب آفتاب نصف
لپہا پر ہوتا ہے تو اس تک لپٹے کے لیے بے حد شہ پر درکنا
ہے اور بہ حد تاب تو اس پر ذکر تا ہے اور آخر کار اس پر زمین
اس کا جگر پھٹ جاتا ہے اور غصے سے مردہ رہیں پر گرتا ہے "کبک
کا بھی یہی حال ہے کہ ماہ تاب پر فریبت ہے، ماہ کامل کو رعب
کرے ساتھ چلتا ہے یا اس کی طرف پروں رتا ہے اور بیکل
پر کی طرف تھر تھار یہ بھی مر رہیں پر آتا ہے، کبک بیکل پر
سے تقریباً دو گنا دور مد گنا بڑا ہوتا ہے۔

بعض لوگ کبک کو گھروں میں پالتے ہیں اور اس کے
بچے کو چاندی سے اس حد تک بچاتے ہیں کہ اس کے بچے
پر دو تین سنی چڑھاتے ہیں، گر چاندی کی بقیہ ص ۲۵۵ پر

۹۸۵ میں حضور احسن العلماء یہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں
ماہروں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کہنے میں مشہور مترجم، رب
عصر علامہ شمس بریلوی (م ۹۹۷ء سابق سٹاڈیام منظر
سلام بریلی شریف) سے ملاقات کی اس ملاقات کا مقصد بعض
اشعار رضا کی توضیح و تفہیم کے سلسلے میں حصار رضا حضرت علامہ
شمس بریلوی سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رکاتی
بریلوی قدس سرہ العزیز کے کہنے، ان قصائد پر تشریحی کام یا تھا جو
مطالعہ بیت و نجوم و علم فکیات کے خواہے سے تھے اور کام رضا
کے فنی جو یہ کے خواہے سے تھے حضرت علامہ شمس بریلوی کی حاضری
شہرت تھی ملاقات کے حوالہ اکثر مجید اللہ قادری و سکرین
از تحقیقات امام احمد رضا، کچی رانی مد خط کریں جو اس
مختل ملاقات کے ثبوت تھے، موصوف لکھتے ہیں۔

حضرت حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ
کا عقیدہ و روحانیت پر شش اپنے ہاتھ میں ہے ہوئے
تھے اور صاحبی صحبت پر شش اس کی رہی ہوں نہیں، حضرت
حسن میاں سے فرمایا شمس صاحب آپ سے اعلیٰ حضرت
کے چند لغتہ اشعار کی تشریح رکا ہے اور میں سمجھتا ہوں ر
برصغیر پاب و ہند میں صرف آپ ہی ان اشعار کی تشریح کر
سکتے تھے کہ آپ ہی سے کام رضا کا یہ تحقیقی جزو پیش
کیا ہے، میں سے فی حضرت سے ان اشعار کی تشریح کے
سلسلے میں رجوع کیا، مگر مجھے کوئی بھی ان اشعار کے مطالب
و معانی سے مطمئن نہ کر سکا، حضرت حسن میاں سے سب سے
پہلے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ شعر پڑھا اور فرمایا کہ آپ
اس کی تشریح فرما میں ۔

در یک سہی مہر کے قلم سے

کہیں ہم فرقہ پرستوں کے مددگار تو نہیں؟

ہاں، ہاں، ہاں کے بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں، وہیل میں دو طریقوں کا ذکر کیا جاتا ہے

1 فرقہ وارانہ رسومات کے ذریعہ کسی قوم کی نسل کشی بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی کا مشہور طریقہ یہ ہے۔ بھارت کی مومن ہوائی قوم، مسلمانوں کے خلاف درغل دیا جاتا ہے۔ اس فرقہ وارانہ رسومات میں مسلمان مرید یا پس ماندہ قومیں دراصل، یعنی نظریہ، دلوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ حسب کسی گھر کا اندازہ درغل جاکر ہو جاتا ہے تو اس گھر کے بچے صحیح تعلیم حاصل کر پڑھتے ہیں۔ کوئی بچہ روزگار کر پڑھنے لکے کیوں کہ کہیں بچے گھر کو چارے کے لئے کسی بھی درکار سے دستہ ہوں پڑتا ہے تاکہ اس کے گھر میں پتھر روشن ہو سکے اور گھر والوں کو درکار کی گنجائش پڑے۔

2 کلکتہ میں ہندو کسی قوم کی نسل کشی حکومت کی طرف سے چھوٹے بچوں کو مختلف قسم کے انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بچوں کو انجکشن لگا کر بھی لگایا جاسکتا ہے، اس طرح بغیر شور و غل کے مسلمانوں کو تباہ کیا جاسکتا ہے، متعدد رپورٹ میں انجکشن کے انجکشن کا رچھا ہے اس سائنس کا پتہ لگ چکا ہے۔ (ایسا امکان بہر حال موجود ہے، اس لئے اسے صد فی صد صحیح کہا جاسکتا ہے۔ غلط فہمی) دفاع کی صورتیں

9 فرقہ وارانہ رسومات سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہی ہے نہ جن قوموں کو ہمارے دیر پاگل کتوں کی طرح مسطر رہنا چاہتا ہے اس کی طرف ہم دوسری کا ہتھیار بڑھ میں اپنی تحریر و تقریر اور دعوئی جہاں میں مومن ہوائی قوموں سے ظہار ہمدردی کرنے میں یہ نہیں کہتا کہ اپنی مائی کا نصف حصہ مومن لائی قوموں پر چھوڑ

اگر ہر قاتل کو شہادت کی حیثیت سے کہا میں تو بھی ہاں کہہ رہا ہوں، ہمارے مسیحیت کے سبب دہر کی تاثیر نہیں بدستور، ہم یہ سوچ کر آگ میں کودیں گے۔ آگ میں کہیں جلائے گی تو بھی آگ جلائے گی، ہمارا لکھنا کچھ اثر آگ پر نہیں پڑے گا۔ بھارتی مسلمانوں کا بھارت کی مومن ہوائی قوموں سے دور رہنا ہر قاتل کی طرح نقصان دہ اور آگ کے دریا میں کودنے کے مرادف ہے۔ برہمن سماج مسلمانوں کو مومن ہوائی قوموں سے دور رکھنا چاہتا ہے تاکہ موقع بہ موقع مومن ہوائی قوم سے یہ مسلمانوں کی نسل کشی جاری رہے، تعجب اس بات پر ہے کہ قوم مسلم بھی مومن ہوائی قوموں کا حقیقی دشمن سمجھ رہی ہے بہت دور ہے۔

برہمنی نظام بھی چاہتا ہے۔ مسلمانوں اور مومن لائی قوموں میں دشمنی اور عداوت کی آگ ہمیشہ بھڑکتی رہے، اس نظریہ عداوت کو فروغ دینے میں نازک اور لاشعور کی طور پر مسلم دانشوران بھی فرقہ پرستوں کے دست و پا اور معاون و مددگار بنے ہوئے ہیں، گویا کہ اہل بصیرت بھی ہر قاتل کو شہادت کی حیثیت سے کھارہے ہیں اور آگ کے سمندر میں غوطہ کھارہے ہیں۔ میرا کہنا ہے کہ یہاں ہم مسلمانوں کے ساتھ ہیں گے، جاننا کہ ہمیں محض اپنے حسن نیت اور اپنی فکر صاف پر نظر نہیں رکھنی ہے بلکہ اس سے مرتب ہوئے واپس نہ آج رہے اور جو جس کرتا چاہے کہ یہ ہمارے لئے فائدہ مند ہیں یا نقصان دہ؟

بھارتی مسلمانوں کو عیسیت و تباہی و دکن کے لئے سنگھیوں کا قہر پہنچا، یہ بہت مضبوط ہو چکا ہے 1930 سے 1940 تک بھارتی سنگھیوں نے انڈین کی تاریخ ماسی کا گہرا مفادہ یا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ انہیں سے مسلمانوں کا نام و نشان کیسے مٹایا گیا؟ اب یہاں بہت ترقی رہی ہے، کسی قوم کو

وہ مدغم ترقی مدد سب دولت تمام عمر چوں اور بچے سہاروں کا مسما
بنا ہوا تھا، ہمیں آدمی کے چہرہ شیکھرا اوک پانی بھی وئی سیٹ
رجسٹر تھی اور باہر سب کے دامن میٹر میں پڑتی ہوئی ملتی مورچ
کہ بھی نہیں ملج پان نہیں ملی روز اصل ایکش کے موقع پر جسی دکن
ساری کی جاتی ہے لوگ دیر کی کرتے ہیں۔

ایکشن کے موقع پر حقائق کو دور مار کر سے حدیث بوسرا بھیت
کیا جاتا ہے دروں فریب و صلے کئے جاتے ہیں، اس طرح
دوٹ دھند گان کو سبے وقوف بتا کر ان کے دوٹ حاصل کئے
جاتے ہیں، ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب EVM میں غریب
کاری کا امکان ہے تو ووٹ ریکارڈ دیکھ کر یہ یقینی فیصلہ نہیں کیا
جاسکتا کہ کون سی برادری کس کو ووٹ دیتی ہے اور کس کو ووٹ
نہیں دیتی ہے؟

سوال فرقہ و رسادوت کے موقع پر مومن تو ایسی قومیں ہی
ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں اترتی ہیں تو ان لوگوں پر
بھروسہ رٹائی خط ہے؟

جواب : مومن تو ایسی قوموں کے جو لوگ پڑھ لکھ کر اس حقیقت
سے آشنا ہو چکے ہیں کہ برہمنوں نے ان کے باپ دادا کو ظلم بتانا
دیا تھا اور ساز بے تمیں ہزار سال تک ان پر ظلم و ستم کرتے رہے
ہیں وہ بہت حد تک برہمنی سازشوں سے دور رہتے ہیں، اسی طرح
جن علاقوں میں ماسیہ در بھی آئی، ظہیرہ مائی تحریکوں کے
مجھے اثرات ہیں، وہاں حالات دہر چکے ہیں دیگر علاقوں میں
لوگوں کو بیدار کرنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ انھیں کے مظالم
سے نجات مل سکے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہے سے بچھکار نہیں ہوتا
ہے، میراثیں و آخر بھی سوال ہے کہ کوئی جھاس میں مومن تو ایسی
قوموں سے، ظہر ہمدردوں میں حرج کیا ہے؟ اور حرج کیا ہے؟

اس کے بارے میں پتہ نہیں

صدی آگ میں ہل ہل سے چلی جاتا ہے
جو دشمنی سب کرتا ہے کسر رہے

ہو ان میں چاند بھیجے رکھنا ہے حمت
رہی جا کے صد و در حاکمے اختہ سے

فروری ۲۰۲۲ء

کرویک بلکہ سوال یہ ہے کہ بانی طور پر ان سے ظہر ہمدردوں
میں حرج کیا ہے؟ اور حرج کیا ہے؟

دراصل اس مرحلے میں سب سے بڑی رکاوٹ معادرس
و سلامیہ کے فاعلیں کی حالات زمانہ سے نا آشنائی ہے، وہ آج
تک نہیں سمجھتے ہیں کہ ہندو مسلم رسدوت میں مومن تو ایسی قوموں کا
ہی اصل رہا ہوتا ہے، حالانکہ یہ مولیٰ مدفظ ہے رسادوت
کے پیچھے برہمنی افکار، نظریات، کارفرما جوتے ہیں جو مسلسل شور
و غوم کو مصلوں کے خلاف تیا کرتے رہتے ہیں جیسے نکل
میں اسٹریٹ میڈیا وی کام رہا ہے۔

چوں کہ فارغیں معادرس حقائق سے آگاہ نہیں، اس لئے اس
باب میں ان کے افکار و نظریات قابل عمل نہیں ہیں اب یہ طبع
نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ حالات سے بے خبری کے سبب ان
سے خطا ہو رہی ہے، دوسری جانب ہمیں اس بات کا بھی افسوس
ہے کہ بعض فارغیں معادرس روشن خیال ہوتے بھی تو وہ حدود و ضریعہ
نہیں نگ گئے کسی قوم سے اپنی یا دشمنی کے صوں و قوا میں
سلام میں بتائے گئے ہیں سلام رین کامل ہے اور ہر مرحلے
کے احکام بتائے گئے ہیں

2 ملی حکومت سے مظالم اور ان کی سازشوں سے بچنے کا طریقہ
بھی وی ہے کہ مومن تو ایسی قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا اتحاد ہو
اور مہل ہوسی قوموں کی دہن ساری کے لئے محنت و مشقت کی
جائے تو جس طرح بہت کی ریاستوں میں، ہمیں پڑھیں کا عروج
ختم ہو، ور دیگر قوموں کی پارٹیوں سے حکومتی کا، دما سنبھالا، اسی
طرح مکر کی حکومت سے بھی برہمنی پائیاں ہے اصل ہوکتی ہیں
حاصل کلام یہ کہ ملک کے تحفظ کے لئے علما و دانشوراں کو سادہ ہوتی
سے است پرو، دھوکہ دشمنوں کی شاطرانہ چالوں کو سمجھنا ہوگا۔

دوسوال اور اس کے جوابات

سوال: مومن تو ایسی قومیں مسلمانوں کو ووٹ نہیں دیں پھر ان
لوگوں سے سیاسی اتحاد کرنے سے کیا فائدہ؟

جواب: مومن تو ایسی قومیں مسلمانوں کو ووٹ نہیں دیتی ہیں تو
مہار سے حا یہ انتخاب میں چڑیا و کو بھی ووٹ نہیں ملا، حالانکہ

رجب ۱۴۴۲ھ

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور معارف عظام کے ارشادات و فرمودات کو "ملفوظات" کے نام سے مانا جاتا ہے، بہرہ و بریں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات و فرمودات ظہر کر گئے ہیں انہیں محفوظ کرتے کی روایت رہی ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے روشنی حاصل کر سکیں، مصنفائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگرچہ سناہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے معجزات و معنی غیر ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اثر پاتا چلا جاتا ہے ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے، کسی واقعہ پر آنے والی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

تکثیرہ او کثیرۃ اللہ بیدار
گرچہ از مملوۃ عبد اللہ بیدار

صورت تاج الشریعہ نے سوال و جواب کی یہ سلسلہ جنوری ۱۹۷۰ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۹ء تک جاری رہا، مگر پچھلے ۲۰۱۹ء میں ایک عظیم منہ مایہ اثر "ملفوظات تاج الشریعہ" صرف مئی ۲۰۱۹ء سے اکتوبر ۲۰۱۹ء تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے، یعنی صورت تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے خواب پر بارے کا راز نکال کر شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہے، ان شاہد اللہ تعالیٰ وہ کسی کوئی صدمہ میں قارئین کرام کے مطالعہ کی بے حد ضرورت ہے، راقم الحروف اور باب علم و دانش سے انہیں اس کرتا ہے کہ "ملفوظات تاج الشریعہ" میں اگر کوئی شرعی حاشیہ یا غلطی نظر آئے تو اسے ناگوار نہ رہے، کی غلطی تصور کرتے ہوئے ہمیں اس کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جائے، راقم اس کی تشکر و سپردی ادا کرنا مستحق و حسب اس کی ضرورت ہے۔

مفت محمد عسکری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرسہ ۲۰۰۰ کیا جا کرے وے کی تو یہ قبول ہو جائے گی؟
جاو، عسر، آسیب، کیا یہ سب انگ انگ چیزیں ہیں ورنہ کی حقیقت کیا ہے؟

ارشاد جاو و عر تو یہ کی چیز ہے اور آسیب کن کو کہتے ہیں اور جاو و عر نامہ حرام ہے اور بعض حالات میں جاو، عر ہے اور اس کا کرے والہ اگر عقائد کے ساتھ جو طلب اس میں پڑھے جائے ہیں نا کا عقائد کو کر پڑھے یا جو کلمات معلوم ہیں یہ کفار و مشرکین کے کلمات ہیں اس طور پر وہ ان کو ادا کرتا ہے، پڑھتا ہے تو پڑھنے سے پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے اور اگر

شیائیں سے متعاقب یا عر کی کلمات کہیں ہوئے کسی در طور پر جاو کیا تو بھی یہ حرام ہے کہ اس میں ضرر نقصان پہنچا نا اور خلق کو بے جا طور پر بڑا دینا ہے جو بے جا خود حرام ہے اور تو یہ ہر گناہ گار کی مقبول ہے جب کہ وہ تو پڑھ کرے اور تو پڑھ کرے ہے کہ بچے گناہ پر نام ہو ورنہ کدہ سے لے اس کا عزم ہو کہ گناہ نہیں کرے گا اور گناہ فرماں اور شاہ الہی ہو۔

عرشہ ۲ حضرت نے مئی عر فرمایا کہ بد مذہب ہی بد مذہبی حد تک تک پہنچ جائے پر توبہ نہ کر کیا ہے اس کی کچھ تفصیل سے وضاحت فرمادیں؟

ارشاد حد نفی تفصیل کیا بتائی جائے بد مذہبی حد تک

پہچنے کا مطلب یہ ہے کہ جو باتیں ضروریات میں سے ہیں کہ ہر خاص و عام جانتا ہے کہ یہ مسئلہ ہوں گے ایک کی باتیں ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا اللہ عزوجل دوسروں صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا صریح طور پر مرتکب ہو سطور پر یا کون فعل ایسا جو منافی اسلام و ایمان ہے اس سے سرزد ہونے پر سب صورتیں بد مذہبی حد تک مرتکب پہنچنے کی ہیں

عرض ۲۲۔ محمود اعمال رضا شریف میں سحر جادو یا آسیب کا اثر کسی پر ہے یا نہیں اس کی بات کچھ نام سے اور اس کے بعد انکار کرنے کی ایک لکھی ہے اس کی کیا حقیقت ہے اور کیا نام اور حروف میں بھی اثر ہوتا ہے؟

ارشاد۔ جب محمود اعمال رضا میں لکھا گیا ہے تو حقیقت پوچھے گا کیا مطلب ہو؟ یہ ہمارے بزرگوں کے اعمال ہیں جو مشائخ ماریت مارہرہ سے چلے آ رہے ہیں اور ان میں اس کے برہمنوں سے، غوث اعظم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے اور غوث اعظم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے اوپر دوسرے بزرگوں سے وہ اعمال چلے آ رہے ہیں اس کی حقیقت اسی سے روشن ہے اور یہ بات تو خود سائیں کو سوچنا چاہئے کہ محمود اعمال رضا میں کوئی ایسی بات ہو نہیں لکھی جاتی جس کی کوئی حقیقت نہ ہو اور بزرگاب دین کا وہ معمول نہ ہو جو بزرگاب امین کا معمول ہے ضرور اس کی حقیقت ہے اور ضرور وہ باعث برکت ہے اور اس میں تاثیر معتاد ہے اور مجرب ہے۔ بزرگاب دین کے دو عمل کیا ہے ہیں ہمارے لئے کافی ہے

عرض ۲۳۔ مہوش صاحب رضوانہ یہ نام رکھنے کیسے ہیں ورنہ کا مطلب بھی ارشاد فرمائیے؟

ارشاد۔ مہوش نام کا معنی چاند کے ہیں اور شمع معنی مدد کے ہیں اور مہنا یہ نام بھی اس کے پہلے لفظ کا معنی معلوم ہے ورنہ اس کو حس کی خصوصیت دیکھ کر غور کرنا چاہتا ہے وہوں نام کا معنی ہیں و شامہ یہ نام میں سے نہیں سنا اور مجھے اس نام میں کوئی معنویت بھی نظر نہیں آتی۔

عرض ۲۴۔ ایسے سنوں میں بچوں کو پڑھانا کیسا ہے یہاں

اس کی ابتدا ہندوؤں کے تہن یا عیسائیوں کی رعایت سے ہوتی ہو؟
 ارشاد۔ حکم اصلی یہی ہے کہ بچے اسکولوں میں بچوں کو بھیجنا سخت منکر ہے اور خاص طور سے اس کی اجازت حکم اصلی سے اعتبار سے معلوم نہیں ہوتی وہاں بھیجنا حکم اصلی کے اعتبار سے منع ہے اور خاص طور سے اس وقت بچوں کا جانا ورنہ بچوں کو بھیجنا یہ سخت حرم شدہ حرم بلکہ یہ کفر نھام ہے اور بچوں کے سر پر مسرت اور کارڈینا، اگر ان کو معلوم ہے ورنہ اس وقت میں اس کو بھیجتے ہیں تو ان میں اس پر ہے اور سخت الزام ہے ان پر تو ہمارا م ہے اور اگر دینی علوم کے لئے یا دینی تعلیم کے لئے ضرورت یا حاجت ہے اس بات کا عاقلانہ ضرور ہے کہ اس وقت میں بچوں کو نہ بھیجیں جب ان کی دھانام کیا ہوتی ہے یا نہیں ہوتا ہے اس وقت سے بچوں کو دور رکھیں

عرض ۲۵۔ کوئی مام سر یا بندوق یا وہاں کا جو کچھ تانا ہوا یا بندوق یا وہاں نہ کرتا ہو تو ایسے مام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

ارشاد۔ اگر یہ ثابت اور مشہور ہے تو وہ لائق حامت نہیں ہے

عرض ۲۶۔ کوئی شخص دینی یا جلدائے اور وہاں سے ڈاکٹر کیٹ مدینہ شریف چلا جا رہا ہے پھر وہاں سے مکہ شریف کے کاروانہ ہو تو اسے احرام دینی سے باندھنا ہوگا یا مدینہ شریف سے؟

ارشاد۔ نہیں اس صورت میں دینی سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جب مدینہ شریف سے چلے گا لے کے دے گا تو مدینہ شریف کا جو بیعت ہے وہاں سے وہ احرام باندھ کر چلے۔

عرض ۲۷۔ یہ بھی ہو جاتا ہے کہ معلم جہد سے ۵ تربیت مدینہ شریف جائے نہیں دیتا اگر کسی نے دینی سے احرام نہ پہنا ہو تو کیا جہد سے احرام باندھ سکتا ہے؟

ارشاد۔ باندھ سکتا ہے

عرض ۲۸۔ کیا ایک مسوک دو یا راکد کو استعمال کیے ہیں؟

رہا اس میں دلی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

عرض ۲۹ کیا عورت اپنے سر کے بال کو جوڑھا باندھ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

ارشاد پڑھ سکتی ہے۔

عرض ۳۰ شب معراج شب رات عورتوں پر پے گھر سے نکل کر کسی دکان گھر جا کر محض کرنا کیسا ہے؟

ارشاد اس کی کیا ضرورت ہے عورتوں کو اس مقصد کے لئے نکلنے کی اجازت شرعاً معلوم نہیں ہوتی۔

عرض ۳۱ جب ہم وضو کرتے ہیں تو کیا ہم ایک حصہ چار پانچ یا چھ مرتبہ دھو سکتے ہیں یا صرف تین بار ہی دھونا چاہیے؟

ارشاد تین مرتبہ دھونا سنت صمدہ ہے اور تین مرتبہ سے زیادہ پانی بہانا بغیر کسی حجت صحیحہ کے یا سراپا دے جا ہے

عرض ۳۲ کیا ہم چیزیں یوں دے کر خرید سکتے ہیں؟ (تکریری سوال)

ارشاد اس میں کون حرج نہیں ہے۔

عرض ۳۳ کیا ہم گورسٹ یا بیسٹ کمی سے حصص خرید سکتے ہیں؟

(تکریری سوال)

ارشاد حصص میں کثرت بیشتر ہوتا ہے کہ جتنے پر حصص دیا گیا

یہیے کے بعد اس کی ودقیقت نہیں رہتی بلکہ غم ہو جاتی ہے لہذا اس صورت میں حصص لینا عاظرت بامال در اپنے آپ کو ضرر پہنچانا ہے

”لا ضرر ولا ضرر“ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ خود کو ضرر پہنچاؤ اور دوسروں کو ضرر دو (الدر المختار، ج ۱، ص ۵۷۱)

لہذا عام حالات میں کسی اجازت نہیں ہے۔

عرض ۳۴ بیسٹھ شورس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (تکریری سوال)

ارشاد میں سے پہلے بھی اس مسئلے کی وضاحت کی ہے اور پھر دوسرے دنوں کے یہ جائز نہیں ہے اور جہاں اس سے بچنا ممکن

ہو مال ضرر پہنچا جائے

عرض ۳۵ سبلی روزہ بغیر عمن کے رکھ سکتے ہیں؟

ارشاد بغیر عمن کے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ عمن سنت ہے لہذا سنت کا ترک موجب اساعت ہے اور اگر اس کی عاظرت ہے تو یہ گناہ ہے۔

عرض ۳۶ لڑکا امریکہ میں ہے اور لڑکی کرواچی میں ہم چاہتے ہیں کہ ان کا نکاح ہو جائے اس کا شرعی طریقہ عنایت فرمادیں؟

ارشاد شرعی طریقہ یہی ہے کہ لڑکی کسی نوکیل رے اور اس کو چار رت دے روزہ اس کا نکاح شرعی طور پر اس لڑکے سے

کرے جس سے وہ نکاح رہنا چاہتی ہے، پھر مجلس عقد میں یہ کہے کہ فلاں بہت ظلم ہے، فلاں عورت، فلاں لڑکی یا فلاں کی بیٹی

میں سے مجھے نوکیل بنایا ہے کہ اس کا نکاح میں تم سے کرواں وہ قبول کرے یہ لہجہ کہ میں نکاح کرنا ہوں میں سے نکاح کیا تھے

مہر پر علاوہ نان نفقہ کے وہ قبول کرے اس صورت میں کہیں کی طرف سے بھاب اور دھ کی طرف سے قبول پایا جائے گا مجلس

عقد میں جو لوگ ہیں وہ گواہ ہو جائیں گے نکاح ہو جائے گا۔

عرض ۳۷ ہماری مسجد میں فجر، عصر اور عشا کی نماز میں امام صاحب کے کسی ایک صفت چھوڑ دیتے ہیں کیا اس سے نماز میں کوئی فرق آتا ہے؟

ارشاد ہمارے اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔

عرض ۳۸ روزے کی حالت میں حرما کام کرے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے تو کیا روزہ بھی شیو کرے سے بھی مکروہ ہو جاتا ہے؟

ارشاد نونے کا نہیں البتہ درے میں کہ بہت ہوگی

عرض ۳۹ قاحو پڑھنے کے بعد جو شیرینی وغیرہ حاضر ہوتی ہے کیا اس پر پھونکنا چاہیے یا نہیں؟

ارشاد پھونکنے کی کیا وجہ ہے؟ اگر قاحو اس پر گری گئی تو دو ترک ہے اگر اس پر شفا وغیرہ کا دم رکے اس کو کھانا چاہتا

ہے تو آیات شفا یا درود شفا وغیرہ پڑھ کر اس سے دم یا پھونکا تو حرج بھی کوئی نہیں ہے

عرض ۴۰ سب رکعات فطرے کی رقم سے انتظار کرنا، ضعیف

ہے، اور سادہ کے لئے اسے انظار کا کھانا جائز ہے؟

ارشاد : زکاۃ اور فطرہ کی رقم سے اگر انظار کا سامان خرید لیا گیا تو ضروری ہے کہ وہ فقراء کو بطور تملیک دیا جائے محض اس طور پر کھلا دینا جیسے مہماں کو کھانا دینے میں تو اس میں کھانے کی چیز پر کھانے والے ٹاپلے، شصت اور ما لک نہیں ہوتا بلکہ واجب ہوتی ہے کھانے والے طرف سے میزبان کی طرف سے کہ جتنا یہ سامان رکھا ہے آپ جتنا کھا میں وہ آپ کا ہے باقی وہ اس کی ملک ہے۔ اس طور پر زکاۃ اور فطرہ کی رقم سے سامان خرید گیا اور اس کو اس طور پر کھلا دیا گیا تو کاکا اور نہیں ہوئی۔ در اس صورت میں یہ مال جو یہاں رکھا ہو ہے کھانے کے لئے اس پر انظار کر رہے ہیں وگرنہ اس میں سیدگی ہیں غیر سیدگی ہیں فقیر بھی ہیں امیر بھی ہیں یہ سادہ خیانت ہے جو اس میزبان کی ملک ہے اس صورت میں کھانا اس کا جائز ہے اور زکاۃ اس پر بدستور اور فطرہ اس پر اس کی ذیلی فرض ہے۔ وہ مالک ہے اس مال سے زکاۃ اور فطرہ نہیں ہوگا اور اگر اس سے یہ مال فقراء و مسکین کو بطور تملیک دیا کہ یہ آپ کا ہے آپ کھا پیے یا لے جائے یا کچھ بچے تو کاکا اور ہوگی اب رہا کہ سید صاحب کو اس میں سے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر فقر نے مسکین نے سادہ کو وہ مال بطور ہدیہ پیش کر لیا تو ان کو اس کا لینا اور کھانا جائز ہے اور اس کی اصل صورت سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام و تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی دو حدیث ہے جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شریف لائے اور کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شایاں ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخش کی جائے، مضمون حدیث کا ہمارے ہوں الفاظ مجھے یاد نہیں ہیں تو برہہ جو ایک بات کی تھی اس کے لئے کچھ گوشت صدقے کا یا تھا کہا کہ یہ گوشت ہے مگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صدقے کا مال اور گوشت وغیرہ تناؤں نہیں فرماتے شرماء

بہا صدقہ و ہدیہ رکھنا اور ہدیہ و صدقہ رکھنا

یہ گوشت اس کے لئے صدقے کا ہے لیکن درودے جب ہم کو دے دیا تو ہمارے لئے یہ ہدیہ ہوگا

تیسرے حکم میں جاتا ہے وہ گوشت جب مالک کے یا فقیر کو صدقے کا تھا اور جب فقیر کے اس کو ہدیہ کر یا دوسرے کو ہدیہ کر گیا اب حکم بدل گیا وہ گوشت جائز ہے اسی تفسیر پر مگر فقرائے مسکین سے وہ کھانا سادہ کرم بوندہ یا بوندوں کو جائز ہے درہمیں

عرض : ۳۱۔ کیا ہم ختم خوجاں پر دے سکتے ہیں؟ جائز ہے مطلوب ہے؟

ارشاد :۔ حقہ دوریہ کی جائز ہے اور ختم خوجاں یہ کس طور پر ہوتا ہے اس کا طریقہ ذکر رہے بتائیں اور ختم دوریہ میں بھی جو عورت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عہد کے عہد کر لئے جاتے ہیں ان میں کچھ اسما شاہ قدس کے خلاف ہیں ان کو پڑھیں یہ سادہ پڑھیں باقی جو طریقہ ہے اس طور پر ختم دوریہ پڑھیں۔

جاری

مسئلہ ۱۰۰ زکاۃ

عہدے کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے سر پھرے بیورو کریٹ و ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر کا چہرہ اسی چویدار بھی سدا نہیں کرتا 70 سال کی عمر میں چھوٹے گھر اور بڑے گھر کا فرق فقہ ہو جاتا ہے، گھنٹوں کے دور اور گھر کی تکلیف کی وجہ سے صرف بیٹھے کی جگہ بنی تو چاہئے۔

80 سال کی عمر میں پیسے کی قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے، اگر اکاؤنٹ میں کروڑوں اور بیس میں لاکھوں روپے بھی ہوں تو وہ سادہ چھینا خریدو گے؟

90 سال کی عمر میں سونا اور چاندی رکھنا جائز ہے، چاہے کہ بھی کیا تیرہ ہو گے؟

لہذا آج سے ہی ہر زندگی کے ایک ایک پل کو اللہ کی رضا میں صرف کرو، ہر حال میں اس کا شکر کرو اور جسم و جان، صحت و تندرستی جیسی نعمتوں کی قدر کرو آخر قیامت ہی آخری رینکنگ

۱۱۱

تکذیبان

تاج الشریعہ اور غوث پاک سے عقیدت و محبت

ہوئے کی روشن دلیل ہے، آپ سے حضورِ غوثِ عظیم کے قلوب مبارک "قد می ہدنا حق" رقبہ کل ولی اللہ پر یہ کہتے ہوئے سر تسلیم خم کیا کہ ۔

یہ رہا، یہ جگر سے دیہہ چھسٹیں، یہ سر ہے جہاں چاہے کھو قد غوثِ عظیم

بالکل اسی طرح اعلیٰ حضرت کے علوم و امور سے حقیقی ورثہ اور حضورِ معنی، عظیم سے سچ جا نہیں، قاضی القضاۃ سیدی تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا خان قادری افریدی بریلوی بھی اپنے رسالے کے عاشقانِ غوث، عظیم کی صفحہ اول میں شامل تھے جس کا اعتراف خود دار ثمانِ غوث، عظیم نے بھی کیا ہے۔

تاج الشریعہ دیا غوث، عظیم میں

حضور تاج الشریعہ نے دوسری عراق کا سفر کیا، پہلی مرتبہ 1982ء میں ملک عراق کا سفر فرمایا اور وہاں سے مشہور مقامات پر حاضرین سے مشرف ہوئے مجمع اشرف کر بدلتے معنی اور بعد ازاں میں دربارِ غوث پاک کی ریاست کی اور بارگاہِ غوثِ عظیم میں حاضر ہو کر اپنے جدِ گرامی، امام احمد رضا فی ستورِ غلامی کی یوں تجدید فرمائی ۔

جھ سے دور سے سنگ، سنگ سے ہے بھ کو سمیت مسیری گردن مسیں بھی ہے دور کا دور تیر

دوسری مرتبہ 2002ء میں بعد ازاں مقدس عراق کا دوسرا دور کیا، علامہ ڈاکٹر غلام جبار فیس مصباحی لکھتے ہیں۔

"شیرِ خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہِ تار مسیں علامہ ماضی دہلی، وہاں آپ نے اپنی لہجہ بولی عسری منقبتِ ترجم سے پڑھی جس سے دوسرے خصوصاً عرب حاضرین و زائرین حد درجہ محظوظ و متاثر ہوئے" بعد ازاں اعلیٰ

حضور اعلیٰ حضرت بس طریقتِ عشق رسالت، مآبِ اصل اللہ تعالیٰ صلیہ وسلم میں اپنی یک مترا و معر نشان دہتا ہے اسی طرح محبتِ ملی بینہ اہلِ بار (رسول اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں بھی یکاں روزگار نظر آتا ہے یہی تو امام احمد رضا فرماتے ہیں ۔

دو جہاں میں حسد ام سال رسول اللہ کر حضرت آلِ رسول مقتصد کے واسطے

چونکہ خالقِ رضا مسعود قادرِ بیک پرور سے دلشیا میں سب سے بڑی حلقہ ہے اس لئے یہاں بیجا قاریت کے جامِ شب و روز عطا ہوتے ہیں اور سارے رند اپنی اپنی پیاس بجھاتے ہیں، یہ جانتی ہے کہ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا جہاںِ ثنائی و ربوبی تھے، اہم آپ ثنائی غوث کے منصب پر بھی فائز تھے جس کا ثبوت غوث پاک کے وہ مناقب ہیں جو حدائقِ خشق میں کثرت کے ساتھ ملو، لیکن سچا و جس کی خوشبو سے آج بھی ذہن کے در و درو مشق بار و لا، اس میں آپ کے ثنائی غوث ہونے کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب رپور کی حدت مسیں آپ کے خلاف مقدمہ در کیا گیا اور اعلیٰ حضرت نے فرمایا احمد رضا خود در کی بات احمد رضا کی جو تیاں بھی انگریزوں کو رت مسیں نہیں جانیں گی اسوں سے اپنی سرکار میں مقدمہ ڈالا ہے اور میں سے پی سرکار میں عرضی پیش کی ہے کوئی سرکار ۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رسالہ اس کو شیعہ

جو میر غوث ہے اور نہ، بیسا سیر

اسی طرح اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضورِ معنی، عظیم بھی عشقِ عویشیت مآب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں کچھ یوں عرفی ہوئے کے دیئے آپ کو ناسیبِ غوث، عظیم، مغلیہ غوث، عظیم اور ہمیشہ غوثِ عظیم جیسے اقباب سے یاد کیا جو آپ کے سچے عاشق غوثِ عظیم

کے بعد شیون سے مدد قات ہوئی، ہار کا دعوت عظیم مسیح
حاضر کے تعلق مولانا امین عام سیوں لکھتے ہیں حضرت
کے ساتھ ہم چند لوگ دن نے تقریباً 12 بجے غوث پاک
میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر دینے کے لئے پہنچے ہم سب
لوگ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ رطل کا وقت ہو گیا، ۱۱ ان
ہوئی معلوم یہ تھا کہ اذان کے وقت دربار شریف دارورہ
بند کر دیا جاتا تھا، حضرت تاج الشریعہ مزار پاک کے اندر
تھے ۱۱ ہوئی ایک بڑی مشکل پیش کی کہ جامعہ غوث
اعظم سے امام شیخ بکر شاہی بمسند دوروں و داہمی ایک
مشیت کے فرمائی اور پارلیمنٹ کے کمرہ در حکومت کے
قریبی لوگوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ مزاجا محنت تھے،
اگر کسی سے ناراض ہوتے تو اس کے خلاف اپنے اختیار
کے متعلق سے درج نہیں کرتے تھے امام صاحب کے
حوال اور حضور تاج الشریعہ کے تعلق کے پیش نظر ہم
اے کہ کہ محکمہ نہیں امام صاحب یا رتاؤ کریں، اذان ہو
گئی جماعت کا وقت بھی ہو گیا جماعت کھڑی ہو گئی اور
حضور تاج الشریعہ دربار شریف کے اندر ہی رہے، غوث
اعظم کا کرم ہوا امام صاحب اور ان کے کسی آدمی کے کوئی
موجود نہیں کیا، جب جماعت ختم ہو گئی تو تاج الشریعہ دربار
شریف سے باہر آئے در مسجد سے برآمدے مسیح میں
جماعت قائم کی۔"

پروں کے آپ پھر ٹلک یا غوث المسد
ٹلک ٹلک کے میرٹلک یا غوث المسد

تیرے کی انھوں نے ہے پھر دستگیر
ہم تجھ سے دستگیر ٹلک یا غوث المسد
صدقت رسول پاک کا تھوڑے میں ڈال دو
ہم قادرین ظہیر ٹلک یا غوث المسد
دل کی سنائے اختروں کی ہاں مسیح
کہتے یہ بیٹے میرٹلک یا غوث المسد
پوری منقبت حدیث غشش میں دیکھیں

غوث پاک سے حقیقت و محبت اور نسبت قادری
حضور تاج الشریعہ اپنے زمانے کے عظیم تھے آپ
جب بھی خطاب فرماتے تو حمد و صلاح سے حمد سے ہاں سے
صاحب ہرکات میداد برکت اللہ عشقی (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ)
کا یہ شعر پڑھتے جو آپ کے سرکار غوث پاک سے وہ ہر لگاؤ کا
مرد ہوتا ثبوت ہے

غوث اعظم میں ہے سر ہاں مال مدد
قبضہ میں مدد ہے نصیب ہاں مدد

ساتھ ہی ساتھ حضور تاج الشریعہ کو پہلے قادری ہوئے
بزرگ تھے یوں تو آپ جو امام سلاسل کی اجازت و خدائے اپنے
بزرگوں سے حاصل تھی مگر پھر بھی آپ فرماتے تھے، میں قادری
طیسے کے علاوہ، اور کسی طیسے میں بیعت نہیں کرتا، اللہ کبر ایک
مرتبہ کسی عرب ملک میں کسی کے آپ کا تعارف، از ہر نسبت
سے کہ یہ آپ جامع رہے، فارغ ہیں بلکہ خراج جامع در ہر ٹلک
لیکن قرماں جانے سمیت قادری پر آپ سے فرمایا میں رہری
سب پر خراجیں فرما ہاں میں تو قادری سمیت خراج ہوں سی
لئے تو یک جا فرماتے ہیں۔

آخر غوث عبد مدت چہ لای
من غوث بدیع ہاں و انا
بیر فرماتے ہیں۔

غوث اعظم آپ سے فریاد ہے
دستگیری میرے حضرت بیٹے

انصر حضور تاج الشریعہ زندگی بھر عشق غوث پاک کے
جام پھرتے رہے، مگر وہ لوگوں کو قادرین غلام بنایا، سمد
قادر یہ خواہیجے وسیع ترکر دیا اور جب غوث اعظم کا یہ چچا دشمن
اس ر دانی سے جو لگا تو ہاتھ جاتے تھے مگر دستگیری کے
ویرانوں کو یہ پیغام دے گیا۔

آخر قادری سمد مسیح میں دیا
حدود میں ہر کب قادری کے سے



آمدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[[گرفته شده توسط]]

لفظ شام کا رہا ہے حضرت صدیق کبریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کی خمیر میں رکتے ہوئے مزید کہے لگا کہ جناب میری بات غور سے سنئے۔ آپ کا خواب صاف صاف یہ عندیہ دے رہا ہے کہ وہ غی خرازم میں جس کی آمد کی خبر ہر ہی پہنچنے والی آیت پر دہرائی اور آخر لزماں میں کی آمد کا اعلان لفظ کی ہر مقدس کتاب کرتی ہے اس غامض گیتی میں جو ہر رو چلا ہے آپ کی طرح اس کا تعلق بھی قید ہی دہم ہے یہ بات بھی اچھی طرح ابھی نہیں کر لیجئے کہ یہ ہے عظیم الشان اور قہر لکھا حاتم دیکھا ملک، مگر یہاں جو دمسعود ہوئے تو مسافر و شہر و عرش و عرش شمس و قمر و ہوا و فلک کی تخصیص یہ کائنات کی کسی بھی شے کی تخلیق عمل میں نہیں آتی، خداوند و عالم تبار ہوتا خدا کی فائز بھی وجود نہیں ہوتا، لہذا تبارک و تعالیٰ سے نہیں آئیں و آخر میں کا سرور رہنا کہ اس مصداق میں محو فرمایا ہے۔

میں آپ کو اس بات کی چنگی تہیت دیتا ہوں کہ آپ کی آخری منزل پہ ایمان، میں گئے نورانی حلاوت سے بہرہ ور ہوں گے، عریدہ رستہ میں پکی خوش نصیبی کا مظہار بھی کر دیا کہ تواریت و تجلیل میں کی آخری زمیں کے وہابی پڑھنے کے بعد میں ان پر ایمان لایا جنہوں نے یوں سے مظہر تشدد کے خوف کی پیدا کر میں گئے سب تک اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کیا ہے، مناسب وقت آئے ہی بلا سمجھک اور بلا خوف و ہمت، عام میں رہنے ایمان کا اسلام کا عریدہ حلاوت کر دیا گا۔

جامع معجزات کی راہت یہ بھی کہی ہے کہ اس واقعہ
 کے بعد حضرت بوکر صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس میں عشق
 رسول کی شہیں فروزاں ہو گئیں اور خدا کا حکم کا اہل قریب و غریب

ہے ایہ رکاشتناق اس قدر بڑھا کہ مہوں نے بڑی جلدی سے اپنے سامنے سجھائی جانے والی سامانِ حیاتِ دنیویہ سے ہٹ کر دھرم کے لیے جان و مال کی قربانی کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعد ادب و احترام میں کیا حضور را آپ کا قصہ سہ چتر نقوش ہے مگر میری خواہش یہ ہے کہ آپ ایسا کون منظر و اٹھا میں جو میرے سے وجد بصیرت و عزیمت اطمینان دہی واقعی کا باعث ہو، نہیں کہ ہم سے ساری کتب سودہ میں پڑھا ہے اور علمائے زمانہ میں سے سنا ہے کہ کوئی بھی یہاں تک گزر جو منظر سے خالی رہا ہو، روضوں مگر کی قدر ملتی ہے بر جس ملک شاہ میں رہنے ہوئے ہے۔ خوب اور میں نے تعمیر و بہار و روضہ سرگشت مسکن و مہمانی فرمایا ہے پھر کیا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحمت و احسان کی ہر پارش ہوئے لگی کہ آپ بد جوں چہ خوشی خوشی صدقہ یا رسول اللہ کہتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

یہ ساری باتیں ٹھیک حضور پرورد صلی اللہ علیہ وسلم کی وزارت
پاسداشت کے چند سالوں پہلے کی باتیں تاریخ ابن عساکر کے
حواصی سے تیسرا مقدمہ ہے مگر یہ ایک ہزار سال قبل کا راج پرورد
اور یہاں پرورد قعدہ کا خط نہیں سنو قعدے سے بخوبی خبر نہ
ہو جائے گا کہ باعث تخلیق کائنات کی شریعت آہری سے صدیوں

جنارہ لگ گیا، اس کی شاہ دشمنی خزانہ گریہ ہوں کی طرح
ہم مشورہ ہو گئی، اس کے چاہ و چال کے محل کی پیش یک
یک کر کے سب زمین یوں ہو گئیں، اس کے کروڑ کا چین جز
دیران ہو گیا، اس کے دس دس آدھ ہوش و رخصتوں کا
ژدھام تہہ ہوا گیا، اس کی غلبی کھیلات اٹھکلا و اضطراب سے
دچار ہو گئیں، اس کے شاہ خوب تشہہ تعمیر ہوتے چھ گئے،
اس کی بادشاہت کا رنگ پھیکا پڑتا چلا گیا اس کی جنت و شامت
کا پیرا زریہ زریہ ہو رہا گیا۔

جب شاہ میں قلعہ آس حیرت سے یہ لکھ کہ اس کی مدد پر
مکہ انکر کے ایک بھی شخص سے اس کا استقبال نہ کیا تو وہ حیرت
و استعجاب کے اچھا سا گرٹیل ڈوبتا چلا گیا، اس کے قہر و درک
سے سینہ میں حمود و تعطل طاری ہو گیا، اس کے بحر غلبہ کی موج
اس میں ایک ایک ٹھہراؤ لگا، اس کا دل بی نور ہے احمدی
کا شکار ہو گیا، اس کی سوچوں کی رقبہ رقبہ ہو گئی اس کے
چہرے پر جوانیاں اڑنے لگیں، اس کی نگاہیں یہ دیکھ رہی تھیں
بھئی، گئیں نہ شک سے نہ تک جہاں جہاں سے وہ گزرتا گیا اس
کے لئے مسند سبکیں بدستور جاری و ساری رہا مگر یہ کہ یہاں
ہے یہاں ایک بھی شخص میرے خیر مقدم کے لیے نظر نہیں آتا،
چاروں طرف سناٹا ہی سناٹا چھایا ہو ہے اور یہاں میں بھاری
تھیں، دوسو چھ لگا نہ کھیں ایسے تو نہیں کہ یہاں شہر جڑ گیا تھیں ایسا
تو نہیں کہ یہ شہر مسابوں کی تباری سے حال و داری ہو گیا۔

یہ سچ رس کا اس کا وہ ملا جا رہا تھا کہ مات کیا ہے؟
یہاں ایک بھی شخص ہر دن رات کے لئے نہیں آیا، حالانکہ حسب
ہے، تخت شاہی پر بیٹھا تھا کبھی ایسا ہو تھا کہ دو کس عدالتے
سے گزرے در اس کے خیر مقدم کے لیے رائے کاتا مائدہ ہوتا
جئے، پتا خراس سے دے دیا، وہ انتہائی کرناک بے بیٹہ چنے
دریں عطر سے اس کی وجہ پوچھنے لگا دریں عظم کا جواب سے کے
بعد شاہ میں کا اس متغیر ہو رہا گیا، دریں عظم سے در تفصیل سے
بتایا کہ بادشاہ سلامت اہل بیت، اصل جو ہے کہ یہ کہ ایسا مقدس
شہر ہے جہاں ایک گھر موجود ہے، جس میں وہ

بقیہ سنی بارش

جیشتر بھی اس طرف آپ کا اور جمیل کا مسند رواں دواں تھا، یہ
و قعدہ میں تیج آس حیرت کے دور کا ہے، نئی شہر سے یہ
پتہ چلتا ہے کہ تیج آس حیرت میں کانتہالی کہ، ارواں بادشاہ و
اس کی سلطنت میں جہاں عروج کی لہرت تھی، وہیں خمر عمار
حارقی ملک کبھی کبھی ماضی بعد دمو جو تھی، اس کا طریقہ کار یہ
تھا کہ جب دو پٹے شہر یا ملک سے کسی اور شہر یا ملک کے شاہی
ورے پر نکلتے تو محض ان کے ساتھ ہی نہیں جہاں کے ہر وہ
جہاں ایک شیرتھہ انوجیوں کی ہوتی، وہیں عمارتوں کی ایک کثیر
تعداد بھی موجود ہوتی پتا چھ ایک بار تیج آس حیرت شاہ میں سے
مکہ انکر کے دورے کی سیت سے لے کر ترک و عیشام کے
ساتھ رتب سفر باندھا اس سفر میں 12000 ہزار عام، اس سفر
یک ماہ 32 ہزار سو اور 112000 پتا سے ہر رکاب
تھے، ہار شاہی چاہ، شہر، عمارتوں مقبوضت کا یہ عام تھا، یہ
جس علاقے سے اس کا شاہی قافلہ گزرتا تو گم مٹھتے ہوئے
سیداب کی طرح جوق در جوق بادشاہی سلطنت و شہر کے نظارے
کے لیے جمع ہو جاتے تھے اور مائتائیں اس قدر بھی جمع ہوجاتی
کہ ہر طرف سریش سر نظر، شاہ میں کو کو گوں کا یہ داق، شہر
ہے حد پسند آتا اور شاہی شہر، شہر، شہر، شہر، شہر، شہر
قد کی گرداڑتے ہوئے گرجا، لوگوں کا ہجوم، محلہ در جہاں
اس کے دس دس کبر و مروت کا تدار و شہر ہے سائے گنتا وٹیں اس
کے یوں پر عجیب و غریب قاتحانہ مسکر ہٹ پھیل جاتی وہ پٹی
ما رخی آواز جھلکت دیکھ کر خوشی سے پھولے انہیں سنا تا، اس کے اندر
نحوت وریا کی سکی یاد مسموم چلتی کہ اس کا دماغ ساتویں آسمان
پر پہنچتا تھا، اس پر خوش فہمی کا یہ سلسلہ قائم ہوجاتا کہ وہ اپنے آپ
ورے دس پر عظیم سے عظیم رسا تصور کرتا۔

حسب وہ اپنے بھاری بھر کم فائے کے ہر وہ مکہ انکر پر ہی
نوا میں خوش فہمیوں کی ساری اور ایک ایک غلت مہم ہو گئیں
اس کے پاؤں سے میوے رنگ دس لکھ گئی، اس کے شہر و شعور
سے سارے تار و پو دکھ گئے، اس کے کبر و خلوت کا سارے شہر چشم
روں میں کا نور ہو گیا اس کی مسرت و شادمانی کا دس دس

توبی بستایہ کیا ہوا ہے مجدد کا وقت تریاں

ڈاکٹر ایوب حسن عقیل رحیم رضوی صاحب مدظلہ
مصلحت برسوں سے جس اداروں سے نصاب کی میدان لگائے چنے ہوئے ہیں وہاں سے ہوتے تھے، یہ اس وقت ان برسوں سے ہے کہ ان کے سامنے قاضی کی بالائی بھی قربان برائی آج جب باری مسجد کی شہادت کے مجرمین کو باعزت بری کر دیا گیا تو ان لوگوں کے آسمان پر یہ کوئی اتفاق نہیں ہے۔ ایک سادہ سمجھی سادہ ہے، اس کے پیچھے بڑے بڑے مصوبے پوشیدہ ہو سکتے ہیں، ہمیں اب یہ رہا جاتا ہے کہ وہ اپنے حق کی بڑائی کے لیے ناصر کو کس حق پر چاہے بلکہ اپنے ماضی کی درن گردان بھی کرنی چاہیے، ہم نے کیا کوتاہیاں کیں؟ کیا اسباب ہیں کہ ہمیں ہمدردی نہ ہو؟ یہ صرف عام ہوئے جا رہے ہیں بلکہ، ماضی بقا کے بھی دشمن بن گئے ہیں۔

ہمیں خود حقداری کے ساتھ ان امور پر بھی غور کرتے ہیں کہ وہ عزیز ہندوستان جہاں کی جمہوریت اور قابو کی پس دہری کی مثالیں مارے عام ہیں مشہور تھیں، اسی جمہوریت میں آج سے کہ بیش 28 سال قبل یہ تاحی عظیم "باری مسجد" کو دن کے جاے میں شہید کر دیا جاتا ہے جس میں ٹوٹ کر نثر مجریں سے کار ثوب بتا کر نثر سے اس کا احترام بھی کرتے رہتے ہیں، اس کے باوجود ہمارے دورے ظلم کو چلنے، ظلم کو دبا دے اور اس کے خلاف قرار نہ لے کے بھائے مظلوم کو کور کر کے نظر سے لے لیں

کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ فرقہ پرست طاقتیں صرف حکومتی نظامات بلکہ عوامی سرورج میں اپنی اہمیت کو پروان چڑھا چکی ہیں اور وہ، رے جو حکومتوں کے زیر اثر نہ ہوں جن کا کردار غیر جا ب دار ہونا چاہیے ان کے پیچھے یہ مخصوص طبقے رے زیر اثر ہو رہے ہیں جو قابو لے دین میں رہ کر خود بخود رے پیچھے سنائے کے تحمل ہوں ان کی چمنش لب بھی فرقہ پرستوں کی حمایت سے نہیں تو ہمیں بہت کچھ سمجھ لینا چاہیے جس سے ہم سے میدان فارسی کی ہے، رے بے بعد دیگرے

ہماری آنکھوں پر نصاب کی پٹی چڑھا کے، پیچھے پر سے رے کے کہ ہم لہو بہان ہو چکے ہیں۔

باری مسجد کی شہادت پھر اس ن بار پائی اور اس کے مجرمین کو سزا دلانے میں ناکامی کے دہرہ رشتی یہ فرقہ پرست طاقتیں ہیں، ان کے ساتھ ہم بھی سر کے شریک ہیں، ہم باری مسجد میں ملے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ ان کے حوصلے جلتے، اسوں سے ایک باری مسجد اور پرنٹل، سیز متعدد اسلامی و ہم شخصیات و شعاعی شان میں گستاخوں سے ہمارے ایمان کی حررت ناپ کی تھی ہم میں تو دم ٹم رہا ہیں اور نہ ہی شعور و سیدھا کہ اپنے حق کے لیے قانونی کوششیں بھی کر سکیں، فرقہ پرستوں کے حوصلے ب عزیمت جڑ جائیں گے، ہم اب باری مسجد کا علم بھد جیسی تھے، اور ہمارے وہم، گماں میں بھی نہیں ہوگا کہ وہ تکی مسجدوں، یادگاروں اور اوقاف کی شہادت و مسامحہ کا پندار بنا کر اس پر عمل کرنا شروع کر، بچے ہوں گے۔

یونکارا کام تھا "ریا سے بچتے" اور "جہد مسلسل" کا وہ اختیار انجام دے رہے ہیں ان کے کام ختم ہونے پر سامنے آتے ہیں ہمارے کاموں کا شروع و ختم ہونے سے پہلے ڈھنڈور پٹ چکا ہوتا ہے (ترجیبی خدمات اس سے مستثنیٰ ہیں)

موجودہ حالات بلکہ گزشتہ چند سالوں سے جہد مسلسل نصاب سائیں سے پیش نظر ہمیں بہت محتاط ہوجانے کی ضرورت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ، فلسطین، کشمیر اور شام کے مسلمانوں کی طرح ہم بھی مسلمانوں کی امداد کا حماشا بنیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے چہرے مار دینے والے ہیں اور اس قدر بے ہوش و مجبور کہ نہ جہد میں گے، حق و انصاف کی آواز تو دور ہم چنے، دفع میں، الفاظ بھی کہیں ہوسکیں گے، بہرہ ضرور ہے رہا نہ کہین تو ہم اب کوئی مستحکم راجحہ عن ترتیب دیں اور منظم طریقے سے مسلمانوں کے خلاف ہوری سائیں اور ملک کو فرقہ پرستی کی طرف ڈھیلنے والی کوششیں روک دے

۔ بھوکے تم جاؤ گے اے ہندی مسلمانوں

ہماری استار نیکہ بھی نا ہوگی، و شاتھوں میں

حدا کی اہمیت

ذی مہینہ میں احمد قادری جامعہ دینی حضرت پور
شاہی کے بعد گھر کے سارے تانگن میں جو صاحبان چھوٹ
کھلتا ہے، عام رہاں میں سے چھ کھاتا ہے بڑ ہو کر یہ باپ
کی لٹھی اور ماں کا سہار ہوتا ہے، خاندان کی گرد اور قوم کی
قوت بنتا ہے، امیدوں کی اھیر رکی اور اس سے وابستہ ہوتی
ہیں، وہ سناؤں کام کر اور آرزوؤں کا خور ہوتا ہے۔ بسے میں اس
کی نگہداشت اور پرورش بھر پور توجہ کی طالب ہوتی ہے، مجدد
اسلام، امام احمد رضا سے اذان کی تربیت و پروا کس کے لئے
اعادیت صحیحہ کی دینی میں 80 صوبے تھے، ان میں سے
سے کچھ کو دیر ناظر تک کرتا ہوں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
فرماتے ہیں

جب بچہ پیدا ہوتا تو فوراً اس کے دہنے کان میں اذان اور
یا میں کانا میں گنیر کیے کہ بچہ صلی شیطان اور ام صبیان (مرگی)
سے بچے، پیار میں جھوٹے لقب سے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا
نام مشکل سے بھولتا ہے۔

بچے جوان ہو کر اسے واجبات شریعت (یعنی اپنی ضرورت
اور شرعی حقوق جیسے: کواۃ فطرہ وغیرہ کے بعد) سے جو رکھے ہے،
اس میں عزیز دہن، قرین، محتاجوں، غریبوں، سب سے پیسہ حق،
عیال، اطفال کا ہے، جوان سے بچے اور بچے کو پچھلے، بچہ پوپاک
کائی سے پاک، روٹی، دے، ناپا، مال ناپاک کی باتیں
ناتاہے۔

دن کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خوراک کو اس
کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو اس کا پیچھا ہے،
انہیں دے کر اس کے طفیل میں آپ بھی کھائے یا دے۔ ہونو
انہیں کو کھلائے، حد کی ان مدتوں سے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ
رکھے انہیں پیار کرے، جان سے پیٹا ہے، نندہ سے پر چڑھا دے
اس کے ہسے کھینے، پکھنے کی باتیں کرے، ان کی دس جوں، دلداری،
رعایت و تحفظ، ہر وقت، جی کہ مار و خطبہ میں بھی مٹو نہ رکھے۔

یا میوہ، یا پھل پیسے انہیں کی کودے کہ وہ بھی تازے
پھل ہیں، سے نوسہ مناسب ہے کس بھی مناسب مقدور انہیں
شیریں، میوہ، کھانے، پینے، کھینے کی چھی چیز کہ شرماءا ہے،
دینار ہے، بھلائے کے لئے بھونا دندو نہ کرے۔ بلکہ بچے سے
بھی دندو دی جا کر ہے، جس کو چر کرے کا قصد رکھتا ہو۔

بچے چھ بچے ہوں، تو جو چیز دے سب کو برادیکساں
دے، ایک کو دوسرے پر بے نصیحت دینی ترنگ۔ دے (گر
کوئی بچہ بائنی ایند رہو، باعام و خاص ہو تو دینی نصیحت کی وجہ
سے اگر اسے کچھ داند یا تو اس میں کوئی حرج نہیں)

سفر سے آتے تو اس کے لئے کچھ تحفہ ضرور دے، ہمار ہوں
و علاج کرے حتیٰ ال مالنا سب و صودہی علاج سے بچائے
رہاں کھلتے ہی اللہ اللہ، پھر پور اظہر مال اللہ اللہ پھر پور حقہ ظہر
پڑھاتے۔

جب تمیر آئے، آداب سکھاے، کھانے پینے سے بچے،
ٹھنڈے پینے چلنے پھرنے، حیا، محاظ، بڑوں کی تعلیم، مال باپ،
ماد اور فتنہ (لڑکی) کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق و آداب
بتائے، قرآن مجید پڑھاے، ستائیک صانع، متقی، صحیح العقیدہ،
کس رسیدہ کے سپرد دے، اور دختر کو یکس پارہ، عورت سے
پڑھو اسے، بعد حق قرآن، ہمیشہ تلاوت داتا کبیر رکھے۔

عقائد اسلام و سنت سکھانے کے سون مادہ، فطرت، سلامی
دقیوں حق یہ مخلوق ہے۔ (یعنی بچہ سادہ فتنی جیسا ہوتا ہے، اس پر
جیسا لکھا جائے گا، قبول کرے گا، نیز ہر پیدائش والے بچے سلامی
فطرت پر پیدا ہوتا ہے، قبول حق کی صداقت اس میں ہوتی ہے)
اس وقت گاہتا یا پھر حق لکیر ہوگا حضور قدس رحمت عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم اس کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان
و یمن ایمان ہے

حضور پرور ﷺ کے آل و صحابہ و پیغمبر کی محبت و
عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و پیور ایمان، بلکہ باعث بقائے
ایمان ہے، یعنی وہ ایمان کی محبت ایمان کا کو تو ہے ہی، بلکہ
ایمان سب سے فادریہ بھی ہے۔

بلکہ یہ ہٹا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا رشتہ ہے جو مال و دوست سے
بالتر ہے۔ سے اگر ہم مال و دوست کے توازن میں ہاتے ہیں تو
اس امدت باقی نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں رہے عشق کا مسافر بنائے
کہ یہ جس راہ میں ہر پست کا بلند خلق کا شہر ہے اور ناکام کا کامیاب
بننا کوئی بڑی بات نہیں

□□□

ایمان کو تازہ کرنے والا ایک واقعہ

زیر حوسل میڈیا سے
عبداللہ طاہر جب غرسان کے گورنر تھے دریشاپور ن کا
را حکومت تھی ایک لوہار شہر برت سے بیٹھا پور گیا اور چھ
دوسرا تک وہاں کاروبار کیا، پھر اپنے نل و حیاں سے ملاقات
کے لئے وطن لوٹنے کا ارادہ کیا اور رات کے پچھلے پہر سفر کرنا
شروع کر دیا، ال بی دلو عبداللہ طاہر سے سپاہیوں کو حکم دے
رہا تھا۔ وہ شہر کے رستوں کو محفوظ بنائیں تاکہ کسی مسافر کو
کوئی خطرہ لاحق نہ ہو

اتفاق ایسا ہوا کہ سپاہیوں نے اسی رات چند چوروں کو
گرتی رکھا اور امیر غرسان (عبداللہ طاہر) کو اس کی خبر بھی پہنچا
دی لیکن چالاک ال میں سے ایک چور بھاگ گیا۔ سب یہ
گھبرائے مگر میر کو معلوم ہو گیا کہ ایک چور بھاگ گیا ہے تو
وہ میں سزا دے گا۔ نے میں نہیں سفر رتا ہو یہ پوچھ کر نظر آ گیا
انہوں سے پتی جان ہی ہے کی خاطر اس سے گہرا شخص کو فوراً
گرفتار کر لیا اور جاتی چوروں کے ساتھ اسے بھی امیر کے سامنے
پیش کر دیا، امیر غرسان سے سمجھا کہ یہ سب چور بن گئے ہوئے
پڑے گئے ہیں اس نے مزید کسی تفتیش، تحقیق کے بغیر سب کو
قید رے کا حکم دے دیا۔

تیک میرت لوہار سمجھ گیا کہ یہ میر معاند صرف اللہ جل
شہ کی باگاہ سے ہی حل ہو سکتا ہے اور میر مقصد ہی کے ہم
سے حاصل ہو سکتا ہے لہذا اس سے وضو کیا اور قید خانہ کے نیک

جیل بننا ہے آج جو جوانوں میں رہے دینی گہری،
بد عتقا کی ورشریعت سے بیزار ہے، اس کا بڑا سبب، عدا
سے درکی، مگر و قرون سے عدا سے عوام کو بدگماں کرے میں
کوئی کسر نہیں چھوڑے ہے، اس کے پیچھے س کی سبک نہ پاک
وہیت ہے کہ عدا سے دور رکھو
آگے امام فرماتے ہیں

یہ اسی حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں حادثہ ہی مرفوعہ سے
حیاں میں آئے، ان میں اکثر تو مستحیات ہیں۔
مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو سلامت رکھے۔

□□□

عشق کا سبب انداز بھی خیر الہ ہے

لئے عبداللطیف
مونا ناروی فرماتے ہیں کہ ایک مزور دن بھر اپنی گھر پہ
بوجھ تھا کہ کام کرتا ہے اور ایک لوہار پن بھٹی میں سرمہ کالا
کرے کے سدوسہ پت خوشی سے گھر وہیں آتا ہے تاکہ اپنی گھر
کی محبوبہ (پتی بیوی) کو خوش کرے اور سامان حیات میں
لکے میر کا وہاں حیات جو صبح سے شام تک چلتا ہے اس میں سب
عشق کا جوہر کارما نظر آتا ہے۔ وہ کون ہے کہ جو کسی کی خاطر
پنے آپ کو پریشانی اور مصیبت میں ڈالے۔

یہ سب عشق کی بدولت ہے، عشق ایک روحانی چیز ہے اور
یہ جس نہیں۔ جس کو ہا سے خرید سکا جائے۔

مونا ناروی فرماتے ہیں کہ مال و دوست و دنیا کی چیزیں
سب مردہ ہیں، مگر ان سب کے حصوں کی کوشش رہے لوگوں
کے یہ ہوتی ہے۔ (حور و ناروی)

جس گھر اسے میں محبت کا جاو چلتا ہے، اس کے رہے
والے جنت الفردوس کی زندگی گزارتے ہیں اور کم آمدنی میں
بھی خوش و خرم رہتے ہیں۔ یہ عشق کی برکت ہے کہ مال و دوست
سے جو چیز خریدیں نہیں پاسکتی سے عشق کی بدولت پونیتے ہیں
مگر عشق جو جو شہوت پرستی سے جد ہو تو پھر عشق م نہیں ہوتا

امیر کے صم ایان، سے فوراً حاضر کیا جائے جب وہ شخص میر کے سامنے حاضر ہو تو میر سے اس کے معاملہ کی تحقیق کی، معلوم ہو رہا ہے کہ قصور ہے، امیر نے اس شخص سے معذرت کی اور کہا آپ میرے ساتھ تین فام لیجئے۔ **بقیہ ص ۳۸**

میں ایک پیشہ ور خطیب ہوں

رف سوانہ نامہ ہر حمد مصباحی

رکن جماعت مصباحیہ مصطفیٰ کو لکھتا

بد میں میر، بھی ایک عدا نام ہوا کرتا تھا، بڑے بڑے التاب سے اب نام کو چھپا، یا ہے، اور اس کی طرح مجھے پڑھ لکھ کر ڈگریاں حاصل کرے کی ضرورت نہیں پڑی جلسوں کے تقیوں سے عام حافظ قاری مفتی در عظامہ مسب کچھ بنا دیا ہے شروع میں جب مجھے یہ وگرام میں مانگ مانگ رہا تھا، وقت بیٹا پڑتا تھا، تب میں محض ایک سووی تھا، فکر ہے میری مشق ساج کا، بڑے بڑے علموں میں جائے لگا تو عام اور قاری ہونے لگا جب سے ”معلم خصوصی“ کے طور پر بھجوانا چاہنے لگا ہوں، میں خیر سے مفتی اور علامہ بھی بن گیا ہوں، میں آپ کی تحریر کے ذریعہ اپنے معتقد بنانے کا ہاتھ بچھتا ہوں کہ میں بہت جلد چہرہ طریقت بننے والا ہوں، اس تھوڑی عمر اور ۱۰۰ چار کلو وزن میں اضافہ ہو جائے، کٹر لوگوں کا نظر میرے سرتی بات چد پر طر کے تو نہ برداشت ہے، وہ یہ نہیں دیتے کہ میں سے یہ سرتی کس کس کا کھڑا کر کے میں کتنے گھٹ کا پانی پ کر حاصل کیے ہیں

میر کا وہاں بھی ساتھ نہیں پڑتا، **وحدہ بقیہ ص ۳۸**

اس منائی و نسب کی حقیقت

ایر شوس میڈیا سے

50 سال کی عمر میں یہ صورتی درخوہ صورتی کا فرق ختم ہو جاتا

ہے، اپنے زمانے کے حسین ترین انسان کے چہرے پر بھی جھریاں نظر آئے لگتی ہے۔

60 سال کی عمر میں بڑے عہدے اور چھوٹے **بقیہ ص ۳۸**

فروری ۲۰۲۱ء

گوشت میں نماز پڑھنا شروع کر دی، ہر دو رکعت کی بعد سر سجدہ میں کھڑا کر اللہ تعالیٰ کی، گاہ میں رقت انگیز حالتیں اور اس سور مناجات کرتا اور کہتا: ”میر سے مانگ! تو بھی طرح جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں، مجھ پر رحم فرما۔“

جب رات ہوئی تو عبد اللہ طاہر سے خوب دتھا کہ چار پہا در اور طاہر روگ سے اور مفتی سے اس کے تحت کے چاروں پایوں کو پکڑا، اٹھا یا اور لئے لگے تھے میں اس کی سید کوٹ لگی اس سے نہ لگتا، **وَلَا تَقُولُوا لَنَا بِدْعٌ** پڑھا۔ پھر وضو کیا اور اس علم خاکسین کی بارگاہ میں دو رکعت مارا، اس کی جس طرف ہر شاہ گند پٹی پٹی پر بیٹا ہوں کے وقت رجوع کرتے ہیں، اس کے بعد دوبارہ وضو کیا پھر وہی خوب رکھا، اس طرح چار مرتبہ ہو۔ ہر بار وہ بھی دیکھتا تھا کہ چاروں لوگوں اس کے تحت کے پایوں کو پکڑ کر دتھا لے ہیں اور التنا چاہتے ہیں۔ میر خرمان عبد اللہ طاہر اس وقت سے گھبر گئے اور انہیں نہیں ہو گیا کہ ضرور اس میں کسی مظلوم کی آواز کا اثر ہے، جیسا کہ کسی صاحب علم و دانش سے کہا ہے۔

لکھنؤ صدر ہر رسیرو تیسر

آپ ایک بڑے درن مندہ سمسر

بہ سیرہ عدا شکنان

رہہ گشت ردعا نے پیر زماناں

یعنی لاکھوں تیر در عدا دہ کام نہیں کر سکتے جو کام ایک مزاحیہ صبح کے وقت کرتی ہے، ہمارا ایسا ہو ہے کہ دشمنوں سے مراد۔ یہ مقابلہ کرے اور نہیں شکست دے دے اسے بڑی محنتوں کی بددعا سے تیار ہوا ہوا ہو گئے۔

امیر خر سال سے اتالی میں جیلر کو بلا یا اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے علم میں کوئی مظلوم شخص جیل میں بند تو نہیں کر دیا گیا ہے؟ جیلر نے عرض کیا: ”یہ جاننا میں یہ نہیں جانتا کہ مظلوم کون ہے لیکن جی بات ضرور ہے کہ میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جو جیل میں نماز پڑھتا ہے اور رقت انگیز اور اس دور میں کرتا ہے۔“

رجب ۱۴۴۲ھ

اکھلتا رہے گا وہ سدا ہر حرب راز میں

اے مقلیٰ، نور علی رضوی، منظر مدام، علی شریف
 صحنی سہاں خوشبوئیں سیل و بہار میں
 طیبہ سے آ رہی ہیں رخصت کے دیار میں
 اللہ ہمارے ساتھ ہے رشتہ ہو گیا
 خطرہ ہوا شتیٰ کج جس لمحہ میں
 عشق رسول قلب میں جس کے سما گیا
 کھلتا رہے گا وہ سدا ہر حرب راز میں
 ہوتی ہے اس پہ ماں میں مسیحا و کردار
 راز دہائی جو کسے خیال میں
 علم و ہر کے کو گراں آج بھی مناسب
 کاسہ بکف ہزارے ہیں رخصت کے دیار میں

بقیہ ص ۸۴ پر

جو خوشبو آتی ہے جسم حبیب واد سے

اے بھونچھون محمد قسٹ رضوی، منظر پورہ بہار
 نہ ہنسی آئی تھی مشک اور عسبر سے
 جو خوشبو آتی ہے جسم حبیب واد سے
 کی کہیں ہے کہیں اہل فکر و فن کی مسگر
 ہے جڑ کے کوٹا بھلا آپ کے محور سے
 مل ہے گڑھ سولی بھی مسر سے پر
 وہ سور پھوٹ کے برساں کسبہ سے
 پلا نہیں گئے جو سوں حد اتو پھر کیسے
 مجھے گی پیاس نہ رہا کی آب کوڑ سے
 صبیحوں کے ٹپکتے ہی طہر ق کے ساتھ
 ہزاروں جھگ گئے دوبارے بہتر سے

بقیہ ص ۸۴ پر

جہاں ہنگامہ نیست و نیل سپہ سیدنا خدا
 جو پوچھا ہے شاد جو محسنی قلندر سے

کران کا تو صبح و ساجھے

اے مولانا، صدر عام صدیقی
 نام جب بھی جی گاسب کیجئے
 پرستے تو ہوا صوبہ سب کیجئے
 رب سے ان کو بنایا ہے محنت رزل
 ذکر ان کا تو صبح و سب کیجئے
 پار ہو جائے گی شتیٰ کج آن میں
 بس ویسے سے ان کے دھب کیجئے
 مٹی میں خاکوں طہہ پڑھنے لگی
 پر... ماما دو پھل سب کیجئے
 اس سے ان کی اطاعت بھی نام ہوتی
 حال وہاں ان پر ہر دم مسد کیجئے
 جس کو بیٹا محنت سے کہتے تھے آپ
 اب سو اسوں کا صدمہ عطف کیجئے

بقیہ ص ۸۴ پر

سارن کا ایک سال رہا دو ہزار بیس

اے مولانا، سماں رخصت فریدی، مسقط، عمان
 رنج و اہم کا سال رہا دو ہزار بیس
 صدیوں کا کشتاں بنا دو ہزار بیس
 اسرو و آسمان، سسکتی ہوئی زمین
 ک آتش و باران، دو ہزار بیس
 یادوں کا باران، اوڑھ کے بیٹھے ہوئے ہیں ہم
 کتنے عزیز سے کہ گپ دو ہزار بیس
 علی فلک کے ٹیکڑوں غور شید چھپ گئے
 دے کر گپ ہے آؤ، جا دو ہزار بیس
 ساجھی کی چھڑ گئے، حیات میں
 پہنا گیا تھا سب قصہ دو ہزار بیس
 باطل نے ملحق پڑھائے سمر کے دار
 سارن کا ایک سال رہا دو ہزار بیس

بقیہ ص ۸۴ پر

فروری ۱۴۲۲ھ

رجب ۱۴۲۲ھ

طلبہ کی حوصلہ افزائی ضروری، خطاطی بہترین ہنر

حضرت سیدہ فاروقی میاں

حافظہ و سلاطینہ چشتیہ میں محفلِ نعت، جمیعتی تقریب کا اہتمام

مالیگاؤں ۲۳ نومبر بروز اتوار شب میں حافظہ و سلاطینہ چشتیہ (رمضان پورہ) میں شیخ طریقت شہزادہ سلطان الادب حضرت مولانا سید محمد فاروقی میاں چشتی مصباحی صاحب کی صدارت میں محفل کا انعقاد ہوا، اس موقع پر موصوف بے فرمایا کہ حضور علم میں مسہک قوم کے بچوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ بعد شوق آگے بڑھیں اور مختلف تعلیمی میدانوں میں کامیابیوں کے علم نصیب کریں۔ آپ نے ہوسہار طالب علم، صابری محمد لک شاہ اختر چشتی کو تمام کرام سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی

• صبح ہے کہ مدکورہ طالب علم یحییٰ بی بی کے بچے سیٹ امتحان میں مالیگاؤں میں ٹاپ پوزیشن حاصل کر کے نمایاں کامیابی سے سرفراز رہا، حضرت فاروقی میاں دام نبوت سے بچے کی شہنشاہی میں کامیابی و ہمت کے بچے دعا میں دیکھ کر قبل اسم اقدس محمد مصطفیٰ کی محبت و عقیدت کے ساتھ ۹۰ سالہ عمر میں اس مشن خطاطی پیش کر کے دوسرے مشہور خطاط گل یونی کی تہنیت کی گئی۔ حضرت فاروقی میاں موصوف سے کہا کہ گل یونی سے اسم سرکارہ علیہ السلام اور مصطفیٰ جالبِ رحمت پلا لکھوں سلام کو بہت عمدہ طریقے سے کتابت کیا ہے، اچھا یہ تمام مذاکرہ ال کی بیانیہ تیر ہوگی اور چشمہ نگاہ کی ضرورت ہونی۔ خطاطی ایک بہترین ہنر ہے جس میں لکھ، وضاحت سے اس قدر حسین و جمیل کارنامے منظر عام پر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ رکتوں سے نوازا ہے، بعدہ محفل و برروس علیہ السلام شروع کی گئی۔ جس میں حضرت فاروقی میاں موصوف سے بہت دلنشیں اور دلکش کلام پڑھا جس سے فضا مشک پر ہو گئی۔

رتوں کے مدھر سانسوں میں جب لکھیاں آجاتا ہے

جدیدت نچل جاتے ہیں جہن آکھوں میں ہاں آجاتا ہے

رسم قبل متعدد شعر سے مالیگاؤں سے وہاں نہ دے

نغماتِ نعت پیش کیا جس سے ماحولِ راج پرور ہو گیا خیر میں سلام دینا کا سہرا ہوا اس موقع پر رسم کیڑی مینی کا سنا ہوا یادگار دعا (شم ۲۷) کا اجر بھی حضرت مولانا سید محمد فاروقی میاں چشتی مصباحی کے دست مبارک سے ہوا۔ آپ نے رخصا بیڑی کی کاوش بوسرہ اور مدبر بن مصطفیٰ ضوی و نور میں مانیگاؤں کو عارفان سے اس موقع پر انہی علم و دانش میں یا خصوص ڈاکٹر مدد قہال، فاروقی شہزادہ محمد رضا سرڈا کٹر جادو، پیدائش چشتی، غلام مصطفیٰ، صوفی، ماسٹر خالد چشتی، ماسٹر عتیق چشتی سمیت متوسلین، عینیں و مریدین موجود تھے۔

رپورٹ لوری مشن، مالیگاؤں

ص ۵۶ رکابتہ

میر آپ مجھے معاف فرمیں

میر ۲ میرن طرف سے ایک ہزار درہم قبول فرما میں۔

میر ۳ جب بھی آپ کو کسی قسم کی پریشانی درپیش ہو تو میر سے پاس تشریف، میں تا کہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔

ایک سیرت باری کے کہا آپ سے جو یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کو معاف کر دوں تو میں نے آپ کو معاف کر دیا اور آپ سے جو یہ فرمایا کہ ایک ہزار درہم قبول ہوں تو وہ بھی میں نے قبول کیا لیکن آپ سے جو یہ کہا ہے کہ جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہو تو میں آپ کے پاس آؤں، یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

میر سے پوچھا: یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ وہ ساقی و مالکِ جلِ جلالہ جو مجھے جیسے فقیر کے لئے آپ جیسے بادشاہ کا تخت ایک رات میں چار مرتبہ دیکھا کر سکتا ہے تو اسکو بھڑا بنا اور اپنی ضرورت کسی دوسرے سے پاس سے جانا اصولِ بندگی کے خلاف ہے۔ میرا وہ لاش کا نام ہے جو نماز پڑھنے سے پورا نہیں ہو جاتا کہ میں اسے فقیر کے پاس سے جاؤں، یعنی جب میر ہر کام میں رکت سے پورا ہوتا ہے تو مجھے کسی اور کے پاس جانے کی یہ ضرورت ہے

(یا علیؑ! انھیں ص ۵۵-۵۴)

□□□



ماہنامہ سنی دنیا باریلی شریف

بازیلی شریف، یوپی

سورجی روڈ، بازار، باریلی شریف

تلفون نمبر: 262222

پتہ: باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا باریلی شریف

بازیلی شریف، یوپی

سورجی روڈ، بازار، باریلی شریف

تلفون نمبر: 262222

پتہ: باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا باریلی شریف

بازیلی شریف، یوپی

سورجی روڈ، بازار، باریلی شریف

تلفون نمبر: 262222

پتہ: باریلی شریف

والله اعلم

صفحہ	مضمون	مضمون	کالم
۱۰۰	محمد عسید رحیم شستر فاروقی	نقصیں منظور ہے جب تک سید و آراء مائش ہے	اعلام
۱۰۱	مفتی صاحب برائت ادری نسیمی	سلام میں حصول کا مفت م	اسلام
۱۰۲	بنت محی عسیدہ امنا تک مصباحی	ہل ورا مصباح کیا کرتے ہیں	
۱۰۳	مولانا شہید اعلیٰ مصباحی	آپ کا گھر سب سے بڑا ہے	
۱۰۴	حسب اللہ محمد شمس الدین صدیقی	کالج ہو اسلام کے سناں سے ہے	
۱۰۵	مفتی محمد شمس الدین رضوی بی بی	شیریں پاک پر نقشے اور اسرار	
۱۰۶	مولانا سید ولادین مہدی	نامہ روایت اور مصباح کے میں	مصاحف و اختلاف
۱۰۷	علامہ مصطفیٰ صول	دعوت سید احمد میر علی کے صدق و فکار	
۱۰۸	محمد یاسر صاحب ندوی	دعوت مفتی حبیب صاحب خان مفت وری بریلوں	
۱۰۹	علامہ مصطفیٰ صول	سفر اٹلی کا کار کا حفظ وری و مسدوریاں	احوال قوم و ملت
۱۱۰	محمد شمس الدین عرف غلام رضا	مسلم راشدی کے بارے پر کیوں	
۱۱۱	مولانا شمس الدین عالم سیوٹی	جسے معتز میں و نقیب	
۱۱۲	مولانا ہر صاحب ندوی	کوہ و ناہنجیں کا شریعی حکم	مسائل وطن
۱۱۳	مولانا عبدالمصطفیٰ نعیمی	اکسٹرنل کی بیف ہارٹی پر سناٹا کیوں؟	
۱۱۴	مفتی دو القاب رضا علی	ماہنامہ الرصد برقی شریف افسانہ و شریعہ	نظریہ و بحث
۱۱۵	انصورتاج اشرفی قدس سرہ	مخطوطات تاج شریف	مخطوطات
۱۱۶	مولانا انصاف راہز مصباحی	نصف مہ تاج اشرفی ایک تہیز یافتی مطالعہ	لذہ و بحث
۱۱۷	مولانا سید ولادین مہدی	آمدن حلال و حرام	ادول مصطفیٰ
۱۱۸	مولانا محمد اشرف سامی	عقیدہ تقسیم و شیخ سبانی	فقہ و فتنہ
۱۱۹	مولانا سید ولادین مہدی	بر محمد علی صاحب ربی عشق ہی کے مے کی مجھے	منظومات
۱۲۰	مولانا محمد اشرف سامی	سپاہی عزیمت ماہ طیبہ کی بوری کران عسریہ کوہ	
۱۲۱	علامہ مصطفیٰ صول	مال گشت و بوری مشن کے سبھی سرگرمیاں	خبر و خبر

از مہدی محمد صاحب برائے اعلیٰ بی بی

اسلام میں تصوف کا مقام

دین الہی کے تقاضوں سے صاف ہو کر عین حق ہو جانے کا تو وہ صرف طالب مولیٰ ہوگا اور خدا سے درسا کا پتلا ہوگا۔ لہذا اللہ کا کلام تو اس کی زبان ہوگی پھر آری جو بھی کرے گا وہ دھارے لگی ہے یہ ہوگا اس کی عبادت اس کا معاملہ کل شریعت، روایت، فہم، شریعت کی یہاں سے دھارے صبح عرصے پر کہ سونا جاگ لکھنا بیٹھا سب دھارے ہی کے لیے ہوگا، مولیٰ کا مشرب صرف یہ ہے کہ بدہ جو بھگتی ہے دین کے لیے دے دے اور ہر حال میں اللہ کی رضا کو سامنے رکھے

صوفیہ رسم پنے طریقہ زندگی کو جس کو وہ طریقت کا نام دیتے ہیں، جو شیعہ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلی آئی ہے، مادہ حضرت علیؑ، ام اللہ و جبرائیلؑ سے جو اس کے لیے ہیں، انہیں صوفیوں کی رسم قرآن کو بتاتے ہیں یہ رحمت سمیوں کی وہ رسم ہے جسے محققین قبول نہیں کرتے اور یورپی مشرقین بڑی جانفشانی سے تصوف کی رسم کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں تصوف کے اصل ماحد کے متعلق تحقیق میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، بعض محققین کے نزدیک تصوف کا اصل ماحذ عیسائیت و بعض کے نزدیک برائی و ہندوستانی ہے۔ بلکہ بعض مکار تصوف و مختلف سیاق کی دین کہتے ہیں جن میں سے ایک اسلام بھی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تصوف کی تبد کے پس منظر میں کوئی ایک نہیں بلکہ متعدد اثرات کا حرم ہے، اس لیے صرف تصوف ہی میں ہی بلکہ ہر جہد معرفت میں کچھ ہے رجحانات ملتے ہیں جو عمومی ساری لطافت کا حاصل ہیں جن میں روحانی تجربات، عبادت و حیوانات بھی کچھ کوشاں ہیں جو عین حق و خلاقیت و رفا کے دوران حاصل ہوتے ہیں چونکہ عارف شہرتا روحانی اور حلالی اثرات نیز کی سے قبول کرتا ہے

صوفیہ کرام سے اسلام کی تاریخ و شریعت میں ہمراہی ہے انھوں نے مسلمانوں کو ہر حال میں صبر و شکر، اللہ و رسول کی طاعت و محبت، ایمان و امان کی تعلیم دینا اور کسی کو دنیا و آخرت کی صلاح و علاج کا ذریعہ قرار دینا چنانچہ اللہ تعالیٰ رشاد فرماتا ہے

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رَزَقَهُ وَقَدْ خَلَقَ مَنْ فَتَقَهُ مَنِ سَبَّ شَكْرَ مَنْ يَكْفِيهِ جَسَدُ لَيْسَ كَاتِرَ كَيْفَ دَرَامِ وَأَبُو جَسَدِ مَنِ مَحْصِيَّتُ مَنْ كَفَّيْهِ رَحْمَةُ جَسَدِ مَنِ مَبْرُورِ اس آیت کریمہ سے معلوم ہو کہ قلب کا تزکیہ شہر ماحمور مطلوب ہے، اس میں عربیہ ہے کہ وہ پوندے بدن کا سلطان ہے اور ایک ایک عضو پر اس کی نظریں رہے، یہ ظلمت و غما ہے، یہ مسائل نا پسندیدہ سے شکر ہو گیا تو پھر بدن کا ہر حصہ اور ایک ایک جوڑا ظلمات و غما سے شکر ہو جانے لگا اور اس لہذا تعالیٰ کا تاج فرماں ہو گیا تو پھر بدن کے تمام اجزاء اللہ تعالیٰ کے تاج فرماں ہو جائیں گے، ارغند نحو سر پہ کی درست رہا تو پھر بدن کے تمام اجزاء میں بکار شریکی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رشاد فرماتے ہیں

”الَا وَانَ لِي الْجَسَدُ مَطْبُوعَةٌ إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَانَ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ الْا وَهِيَ مَقْدَمٌ مَقْدَمًا فِي كَوْنِهِ كَوْنًا لِي كَلَّا اَبِ جَبِ وَهَ دَرَسَتْ رَسَبَ كَا تَوَافُرًا بَدَنَ دَرَسَتْ رَسَبَ كَا اَبِ جَبِ وَهَ كَلَّا جَانِ كَا تَوَافُرًا بَدَنَ كَلَّا جَانِ“ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۳)

اسی لیے صوفیہ کرام نے کتاب و سنت پر عمل کے ساتھ اس کے تزکیہ و تہذیب پر بہت زور دیا ہے اور اس جب

ہوتے ہیں جو پہلے سے باہر ہو ہیں صوفی کی اس سے تشبیہ قلب نہیں ہوتی۔ وہ صرف اصل چشمنے سے اپنی دنیا میں بھیج سکتا ہے اور اس چشمنے کی تلاش میں ہے مگر اور ہوتا ہے اسے یہ پشیمانہ قافوں میں نظر آتا ہے اور تشبیہی علماء کے صادر کئے ہوئے قافوں میں بھٹک جاتا ہے۔ مدہ کی روح یا حجابی سہ سے ملنے کی قاف قلب مطمئن نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مضطرب روح کی تھیں کا سامان پہنے ہوئے تلاش کرتا ہے۔ یہ تو وہ سبکی سفر شخصیت ہوتا ہے جو اپنی داخلی اور سے روشن رہتا ہے۔ وہ ایک وقت تک بھی ہے اور بند بھی۔

یہ پھر وہ کسی دوسری شخصیت کو تلاش کر رہا ہے جس کے فیض صحبت میں وہ اپنے اندر ہونے پیدا کرتا ہے اور اس سور کو یہ اور بھی رکھتا ہے، صوفی (صوفی) کا احراز تھا کہ صوفی طرز زندگی ہر عاقل سے شریعت کے اپنی ضوابط کے ہیں مطابق بھی ان میں سے بہت سے صوفی بڑے عام اور ماہر بیابان تھے، لیکن وہ اس حقیقت کی پند و پوشی نہیں کئے کہ ان کی نظر میں ال کا پناہ و جان قرب صرف اعلیٰ ترین سہ کی حیثیت رکھتا تھا اور یہ صوفی کی بعد کچھ کہہ نہیں سکتے تھے، جنہوں سے اس کا انوکھا کیا بہت دینی دور کے صوفیوں سے کہہ سکتے تھے۔ وہ میں باجموں میں شخاص کی رہ گئیں قاف عاقل یہ گیا ہے جو پہلے علم اور تبار شریعت میں ممتاز تھے مثال کے طور پر تہذیب الدینیہ میں حضرت امام محمد بن حنفیہ کا سونے کا حاشیہ کیا گیا ہے جس میں ہر کسی بھی طرح صوفی سے مراد میں نہیں رکھیں گے

وہ حیرت انگیز حد تک شریعت کے پابند تھے وہ پہلے ہی اپنے صانع کے گھر صرف اس لیے کھانا کھاتے تھے کیوں کہ صانع قاصی سے عہدے پر فائز تھے وہ اس کا جہاں تھا۔ انہوں نے کوئی غلط فیصلہ بھی دیا ہو، ایک بار آپ کے سامنے روٹی پیش کی گئی آپ نے غصے سے اسے ناقابل قبول قرار دیا۔ خدام کی کچھ میں سے یا کہ وہ اس روٹی کا کیا کرے، کیونکہ یہی روٹی جیسے عام قیمتی طور سے ناقابل قبول قرار دے چکے ہوں۔ فقیر بھی کھانے کی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔ عہد خدام کی کچھ میں کچھ نہیں کیا۔ مدہ اس روٹی کا کیا کرے تو اس سے روٹی کو رو

اس لیے اس نے ہر دمائے اور ہر مقام پر معاشرے کی اخلاقی اور مذہبی تقاضا میں موجود قافانی عناصر کی خدمت کی ہے۔ صوفی معرفت کے جزوئی رنگیں یک دوسرے سے جدا کرنا ہی سہ کا ہوگا، جتنا عیسائیت کو تصور معرفت اور تصور خدا طوہیت سے منسلک کر۔ یا دوسری عناصر کو یہ سے لگایا، یا مشرق قریب کی تاریخ نظر آتی ہے اس کی روشنی میں تنہا ہی حقیقت سے ساتھ یہ پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ تنہا ہی صبر، محنت اور مستقل مری کی کے ساتھ تحقیق جستجو کرے پر بھی کوئی قطعی نتیجہ راسخ نہیں ہو سکتا اس لیے اس کا پادہ ختمال ہوگا کہ ہم اس تحقیق میں جو کہ مسود تصوف کی تہذیب کی خصوصیات اور نوعیت کی تقریر سے ممکن کی طرف کی توجہ کر رہے ہیں۔

مسلم تصوف اسی طرح مسلم تصوف ہے جس طرح یونانی تعمیر یونانی میں غلی طور پر صوفیوں سے مسلوب اس راز کا حجابی کہ ان کے طرز زندگی کا اصل منبع حضرت علی مولا کے کائنات رحمہ اللہ وجہ انگریز ہیں اور ان سے عقائد قرآن ربیہ سے ماحول ہیں۔ یہ غلط فہمی مسلم تصوف کا عام سلام ہے۔ اثرات میں ہی ہو یہ خود شروع ہو رہا ہے اپنی عمر ان خصوصیات کو قرار رکھا۔ میں راجہ ہی اس سے روحی تھکی اور فیضان کے دوسرے استحقاق کو اپنے اوپر مسدود نہیں کیا۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد اور اس کے ایک صدی بعد تک عقیدے اور عمل کے معاملات وہ جوگ ملے تھے، جنہوں نے سب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرب حاصل تھا (جیسے اشخاص صحابہ تابعین یا تبع تابعین کی میں سے تھے) امدادی رد کہ بھی تازہ تھا یا اس کی مزید توثیق ان صحابہ کرام کے توسط سے کی جاسکتی تھی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضان صحبت میں زندگی گزار لی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دیانت نظریات اور توسیحات کی طرف رجوع کرنا ناگزیر ہوگا، جس سے مدہ سب غیرواقعی ہوگا۔ اللہ جیسے کے طور پر ضابطہ پر ہی اور قاف طوہیت سے کہ عرصہ غالب آگئے، یا دوسریوں کے لیے یہ کافی ہوتا ہے، وہ اس میں روحانی بند کے طالب

سہریہ میں وہ دن کی شاہکی ہوگی اور میاں بیوں پر سونے
 ایک ساتھ بیٹھے سنیں بعد ازاں بیوں کا حلقا ہو گیا اور کچھ کی
 وقفے کے بعد اس کے شوہر کی بیٹی + پس آگئی اس کے
 رہتوں کو مٹی حیرت ہوئی اور انھوں نے اس راز کو جاننا چاہا
 اس شخص کے کچھ کچھ بھی کہیں جو میں مستقل ناپیدا ہوا۔۔۔
 میری بیوں کو یہ شرمندگی ہو۔۔۔ اس کا حسن مٹی کہیں
 رہا نہیں اس طرح کی کمی مٹوں کا دیکھتا ہے یہ مٹی میں
 تصوف سے روحانی دوق و شوق کے لیے تامل پس منظر کا کام
 رقی ہیں اس کے علاوہ یہ مٹی میں صوفی شخصیت اور اس عام
 آدمی سے درمیان خط کا کام بھی کرتی ہیں جو کسی وجہ سے یہ سمجھتا
 ہے۔ وہ صداپہن میں کر سکتا، صوفی، صوفی کی بھی طرح
 سے مٹوں کے خلاف نظر نہیں آتے، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے
 دھارمائی اور فطرت کے مطابق اپنی شخصیت کو غیر معمولی مقام
 تک پہنچانے اور آراستہ کرنے کا علوم رکھا تھا اس رسالے
 کے پچھلے سیریل اور سندھ آئے وہی سلسلے کو بہت کامیابی
 سے یہ ہوا اور کیا تھا کہ تاریخ عقیدہ اور صوفیانہ طریقہ زندگی کے
 درمیان کوئی حلقہ نظر کش نہیں تھی۔

حضرت امام عزیٰ علیہ الرحمہ سے تحقیق کی فلسفے سے اصول
تحقیق کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ مہربان سال کا پیدائشی دن
ہے اور سال کے مخصوص صیادو عمل کی قوتیں ایک متعدد ادنیٰ
طرف اشارہ کرتی ہیں جو س دنیا سے متعلق ہے اور جو س کے
حاصل و کسالت کی حقیقت کی طرف مائل کرتی ہے و حتیٰ کہ
انہی تین روحوں خبر بھی جس کا قہار جیاد و مشائخ سے ہو ہے،
کارن قوت رک سے مال ہوئے کے با جود سال حضرت
سے مربوط ہے، مزید فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کا ظاہر
عمل اور باطنی حیات نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منور
ہوتے ہیں جب تک کہ کوئی سال اپنے اندر کسی کی پیم
صوفیہ حیات و محسوس کریت ہے وہ سائنس سے بارہ میں
کوئی معرفت حاصل نہیں رسکتا ہے اس طرح امام محمد عزیٰ
علیہ الرحمہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ تصوف کی مذہب تک صحیح

میں پھینک دی۔ حضرت مادلعل کو حسب اس ہمت کا مہر جو نو
انہوں سے اس دنیا کی گھڑیوں کو تیار کیا، چھوڑا۔ یہی
شخصیت کے مہنگ کو سونپنے اور اسے میں رکھنے کی وجہ سے ہوئی
کہ صوفی فی تعریف میں سب پچھ شام سے قشیر کی سے
گیا رہو یہ صدق کی پٹی تصنیف سالہ میں سے درج کیا
مکسیر بناریا

ان کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ صوفیوں کے طریقے میں نہ صرف خدائی اور روحانی اوصاف کی تعلیم شامل ہوئی ہے جو ایک تدریسی مسلمان میں ہونا چاہئے، مگر اس کے چلنے چھپنے میں ایسے اوصاف کا بیان کیا گیا ہے جو صرف عارفانہ کی ہے اور ہر مسلمان سے ایسے مزید مانگا یا گنا ہے ان مشاغل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۸ سو سال صدی بفری میں کسی خاص مکان میں نہ رہے بلکہ اس طرح کی عیسائی برادری بنایا رستے تھے، جس کے تحت وہ ایک دوسرے کو کسی خاص صفت یا حقیقت پر اور اس کے مطابق عمل کرنے کی تحریک دیا کرتے تھے مثلاً اسے طور پر مہربانوں کی یا شجاعت برادری کی ایک کی مہمیں سے ملے میں بنایا گیا ہے جو اس کے یہاں عشق کے موقع پر متعدد ہوتی تھی ایک خاص مہم جو اس کے ہاتھ اٹھانے سے ایسے تھے کہ اسے کہتا ہوں کہ وہ اس سے تو حاشا کی ہے ہاتھ اٹھانے میں ایک مہم جو اسے غمزدگی یا اہوں سے بہا کہ میرے حیران میں حاصر سے اس طرح کی خدمت میں عورت دلت کی ہے حرمی کرنا ہے، معترض کے قیام کے لئے ایک شخص کے آہستہ سے کہا میں کئی برس سے یہاں آتا رہا ہوں، لیکن میری توجہ کبھی اس طرف نہیں گئی کہ ہاتھ اٹھانے کا کام خادما و اطعمہ سے رہا ہے یا خادما ایک ۱۸ مشاغل میں سے بھی رہا وہ حیران انگیز ہے۔ اس کی ایک بار اس کے رکن کی شادی ہوئی اور اس کی چانک اس کی منگیتر پوچھنے سے اس نے میں مبتلا ہو گئی اور اس صورت و شکل کے گناہی مویش کو بھی یہ معلوم ہو گیا کہ اسے کتنی تکلیف کی شکایت کی اور پھر عذاب کر دیا۔ یہ وہ بیانی ہے

کے لیے کسی سے آزاد و حاضر نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی کسی سے
مقدم بیٹے، چنانچہ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم صومعہ امیر سے کام میں
اور چنانچہ لوگوں کی طرف سے صاف رکھیں ۱۱۲۱

میں ۱۱۲۱ کا بقیہ

یہ حضرت سعد بن معاذؓ کی اصطلاح ہے، لقب تھے
آپ سے ایک روز یہ کلمہ سنا کی زبان سے کہ فرمودہ سے
اشمنہاں حد حم پر لہو کی عشت گشت سے بکسی کی جان
سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن مار دیا گا بھڑے کہا، ہم پر تو
آپ، ہم ہوئے میں مسلمان بھی تو ہیں کہتے ہیں اس پر آپ
رعید و ہر خدمت قدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ
نیت ناز ہوئی جس میں واجباً کہنے کی ممانعت قرمادی
مندی اور اس معنی کا دوسرا لفظ نظر آتا کہنے کا حکم ہوا، بیواس
سے معلوم ہو کہ جی کی عظیم توقیر اور ان کی جناب میں
قلم و ب عرس برتاؤ میں ہے اور جس میں ترک اوب کا
شاہد بھی ہو وہ رہا پڑا، موعہ اور پور تیو میں آدمی کو
دوب سے اعلیٰ مرتبہ کا عطا لازم ہے اور لکھنؤ میں
شہر ہے کہ عبادہ عظیم اسلام کی جناب میں ہے اور کفر
قرآن العزیز

ہے۔

صوفیہ کہ مرسوں لہو تو عظیم تحسین حضور قدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعطایہ وصیت اور تعلیم و تلقین سے اذکار پورے
طور پر سن سیکیں پاتے تو خدمت قدس میں عرش کرتے اعز
باروں لہو ہے لہو کہہ دوں ہماری رعایت فرمائیں، صحبت
کہ اس لفظ کا استعمال ایک اچھے معنی ہی سکے لیے کیا کرتے
تھے جس میں ہے، لی کا شاہد ہے کہ تھوٹیکس چونکہ یہودی اس
لفظ لوگان کے معنی میں استعمال کرتے تھے، اور یہوں سے بری
نیت سے یہ لفظ کہنا شروع کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پند آیا کہ
میرے محبوب کو ایسے لفظ سے پکارا جائے جس میں میرے معنی کا
بھی پہلو ہو، چنانچہ موسیٰ کو حکم فرمایا کہ رسول کو "راعنا" کہو
اس کی جگہ یہ لفظ کہو جس میں ہے اور ان کا شاہد بھی رہو، چاہے
مدکور مال آیت برہنہ ہوئی۔ ۱۱۲۱

۱۱۲۱

برہنہ رسلتا ہے، اس خیال و عام طور پر سیم رہا گیا
ہے یونہی پڑاؤں و لوگوں کے علم اور روحانی خراب سے دے تا یہ
عاصل ہوں

اس طرح صوفیہ نے اسم کو تقویت ملی اور ان کی تعداد میں
اصدا ہو، اور وہ دوسرے تاجم حصوں میں پھیل گئے جہاں
مسلمان آئے تھے اس سے بعد تقویٰ عظیمی دور میں داخل ہو
اور چار عقیدہ پسند صوفیہ کی دنیا پڑی، ان کے علاوہ کچھ
مقامی صوفیہ سے بھی تھے جو ان چار میں سے کسی ایک سے
وابستہ تھے اور اپنا صحیح عقیدہ ہونا ثابت کرتے تھے بعض
ایسے بھی صوفیہ سے تھے کہ دیگر سوا اس سے آزاد تھے اور اپنی
آزادی پر فخر رکھتے تھے ان مقامی صوفیوں سے یہ اوقات عقیدہ
اور عمل کی سطح پر اس طرح تصرف سے کام لیا کہ قدم لڑکھڑ سے
بھی ٹیکس ان میں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں سے مذہبی زندگی کو مال
ماب کر دیا۔

ہندوستان کی جو شکل ہے وہ صوفیہ کی مسیح کی ہوئی ہے
اور ان اور روحانی اتحاد کا وہ فلسفہ جس سے مغل شہنشاہ میر اور
میر تقی میر و ہمدانی کی کلامی نگار نگار اصل صوفیہ کی
سے ان تھی۔

یہ قصہ حلیف بھی تاجم سے
جو کچھ تیاں ہو تھو ریاب تھا

۱۱۲۱

صوفیہ کا بقیہ

یہ صوفیہ کا سرمدیہ کی یہ ہے ہمیشہ بائیں خوشی و مسرت
میں گزرے و بیٹنس الصدق بدعتیہ فی الاعتدال فی
ربہ کائنات صحت اور وہ درست بہت رہے جس سے گناہ کی
معافی مانگنے کی ضرورت پیش آئے اس لیے یہ عدد کوئی بیگانگی
کی علامت ہے اور صحبت میں عبرت اور بیگانگی ظہر ہے

و کشف الحجاب ہواں شرف حجاب صحت، اب صحبت میں رہا
میر تقی میر کا کہ یہ لفظ صوفیہ کی بدعت میرا ہے جسے بھی ہمیں سبکی
سبق حاصل ہو تا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شخص ہی رات

شعبان ۱۱۲۱

مارچ ۱۱۲۱

نہ اختراعتی عبد بن کتب مصباحی

اہل دل معاف کسپ کرتے ہیں

رسپ نہ گاہ سے بلند کامرہ ہے ہوسے آپ کی طرف
اس امید سے نہ جھکے جس کہ آپ انھیں وَلِيَّ غُفُو وَبِتَضَعُ
پر عمل کرتے ہوئے معاف کریں گے تو آپ بھی ضرور انھیں
معاف کریں چاہے جتن بھی آپ کا رب خدا ہو تکلیف ہوں ہو
رنج پہنچا ہوئی کہ آپ پر انھوں سے ظلم کیا ہو لیکن پھر بھی آپ
انھیں معاف کریں تا رہے کی بھلائی کی حدیث اللہ ربہ
الغزت اور مگر کی وجہ سے بندہ سے کی عزت میں اضافی فرما دیتا۔
(یضا) عمل پیر ہو کر بے شمار خیر کی بدلی نصائل اور ثواب
سے مال ماں ہوں

معافی اور درگزر کا مطلب

کیا آپ واقف ہیں کہ معاف صرف وہ نہیں بلکہ اور
پر کیا جاتا ہے جیسے درگزر کرنا۔ بھوں جانا کہنے ہیں، اگر آپ
سے کسی معافی مانگے تو یہ بار بہار دیا کہ تجھے معاف
کیا تو پھر دوبارہ کبھی بھی نہیں بھی کسی طرح سے بھی اس بات
کا مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ آپ سے وہ اور مارے کے کسی تہہ جار
میں سب تک ویرانی کی وہ سک بات ہے اور یہ تعقی حقیقی
محتوں میں معاف کرنا ہوگا، معافی کے بعد بھی طعن و تشنیع اور انقص
و نارا شکلی سے معافی کی نصیحت و ثواب نازل ہو جاتے ہیں۔

چوں چہ ثابت ہو گیا کہ معاف رنا ظلمی کوتاہی و ہمیشہ
کے لیے بھوں جاں کا نام ہے یہ بوت کیا ہے نہ آپ کا رب
کسی سے رحمت سے معافی مانگتی پڑے حضرت بھی میں معاف
حق اللہ ہے فرماتے ہیں کہ وہ دوست بہت سے ہے جس کو وہ
کرے کی وصیت مرنی پڑے کیوں نہ پاب لحد کی صحبت کا شق
ہے کہ سے ہمیشہ دعا ہے خیر میں یاد رکھا جائے (۱۰۰) دوست

بہت سے جس کی صحبت نہ طر، اواسیع دی محتاج بقیہ میں ۹۹

شب رات آتے ہی ماں بھرے بھوے بھگے ہو گے
یا گاہ صورت میں ہونے کی تیار کی کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حدیث اللہ عزوجل شعرا کی پندھوئیں شب میں بھی
فرماتا ہے: متغفروا ربے وہوں کو بخش دیتا ہے، طالب رحمت
پر رحم فرماتا ہے اور عداوت، یوں کو پس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ
دیتا ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر ۳۵۳۵، سنن جریم ۱۳۸۲ کے
سبب لوگ معافی مانگنے کا مسمومہ بیٹے ہیں اور ہر طرف معافی کا
پرچہ شائع ہوئے لگتا ہے جس کی طعن و صحت کا دے بے شمار
بل مضر صحت سے کیا ہے کہ معافی مانگنے کا یہ طریقہ کار ہے؟
کس طرح معافی مانگی چاہئے؟ اس عمل کے کیا شرط ہیں؟
غیرہ وغیرہ، لیکن وہیں میں مرے وصاحت کی غرارت ہے کہ
معاف کیسے کرنا چاہیے؟ معاف کسے کا مطلب کیا ہے؟ آج
مسی سے گزرتا ہوں معافی مانگا اس پر تم خدا بر معاف کر دینے
تھیں "رست گئی بات گئی" کے مصداق پھر کل ایک پہلے ناراضی
کیا سے ہی کہتے ہیں معافی؟

نہیں ہرگز نہیں خطا کا صدور سبالی فطرت ہے مگر خطا
سے بعد پشیمان ہونا اور معافی مانگنا یہ اعلیٰ و افضل لوگوں کی عادت
ہے چنانچہ اگر کا سے رشددور، سزا، ترمیم سے ظلمی ہوگی بھی
جو آج معافی مانگ رہے ہیں تو مجھ جاتیں کہ وہ سب پیسے سے
بہیں بہت ہی چکے ہیں کہ انھوں نے اللہ رب العزت کی رضا کی
حاضر شب رات سے پیسے پیسے ہی ظلمی کو تسخیر کرے سے ہا
نا، بھر کو کوسوں دور پھیلنے کوئے عاجزی کا تاج ہیں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کے مطابق کہ جو اللہ کے لیے حرم
کرنا ہے، اللہ رب العزت اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

(معلقہ صحیح مسلم رقم ۲۵۸۸، ص ۱۲۹۶)

کے علم برادر در ب تو نام تھا۔ سدھی میں لک میں بھی بغیر شادی شدہ جوڑوں کو ایک ساتھ رہنے کی اجازت دے دی ہے بغیر نکاح ایسے جوڑوں کو قانونی جوڑا قرار دے گا کہ یہ بھی COUPLE یعنی قانونی جوڑا مانا جائے (استغفر اللہ) اسلام میں جوڑوں کو بیکار نہ رکھا جائے، حرم کاری کرے والا ہر اور عورت کہتا ہے اور مانا ہے۔

حیا نہیں رہا ہے کی آنکھ میں ہاتی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے درغ

(کبر الہی)

شرم سب آتی ہی نہیں تو شرم میں یہ جو لکے ہوئے ہیں، سنیں ہاں اور اسے تو ناکاری کی چھوٹ ہے حال ہے، سدھی ملکوں کا اللہ خیر فرمائے۔

تیرے حبیب کا چہرہ چمن کیا رہا
لگی لکے یہ تیردی ہلا حد سے

(مفتی عظیم ہند علیہ رحمۃ)

حسن و جمال، ماں و دوست کی راج میں شادی کر کے کا انجام

احادیث طہرہ و ذخیرہ میں بیستہ سی احادیث مہار کہ نکاح "شادی" کی نصیحت بہت نکاح کی طرف رغبت انسانی لگی ہے، ایک عورت دین کا بہترین سرمایہ ہے سرمایہ کا بڑا ٹکڑا ہے الدین متاع و خیر متاع الدین النورۃ بعد اللہ۔ ساری دنیا زندگی کا سرمایہ ہے، اور دنیا کا قیمتی سرمایہ (دوست) ایک عورت ہے (حدیث)

ایک حدیث پاک میں تو یہ جوڑوں کو خصوصی طور سے نکاح کی جانب مائل یا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں دیکھ لیں سرمایہ (دوست) ہے اور اس کا بہترین سرمایہ ایک بیوی ہے، تو جوڑوں ایک اور ایک پاس اور ہر علاقہ لڑکی کو بطور بیوی اختیار کرے میں پس پیش کر دو۔

دوست کی راج میں حسن کی چہرہ ہے نکاح "شادی" کی برکت مل جاتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے شادی کرتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص کسی عورت سے اس کے صاحب کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص عورت کے صاحب و خاندان کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بہتر کو بلا دیتا ہے اور جو شخص کسی عورت سے اس لئے شادی کرتا ہے کہ اس کی نظر پڑی تھی یا سسر جی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نکاح میں برکت عطا فرماتا ہے۔ (امام طبرانی ۲۴۸)

دھند جوڑ کر لگتا ہے زمیں چھوڑیں شادی ہوتا میں آسمان

اسے دین شادی کی سنت کی رسموں میں سماج جٹو، چارہا ہے اور ان میں انصاف خرچ رسموں سے مدد نکالیں اور عہد طبقہ ہند پور سماج اور ہندوستان کے اسلامی نکاح "شادی" میں نکاح اور دوسرے کے علاوہ اور کچھ بھی کہیں، جبر، مہر، جوتا چھپنی چوٹی، دسہرہ، وغیرہ وغیرہ یہ سب غیر شرعی اور ہندوستانی رسومات ہیں، یاد رہے کہ ان رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلام سے نکاح کو بہت آسان کیا ہے، لیکن آج ہم خود شادیوں کو بچے سے وہاں جان بٹا رہے ہیں ہزاروں ہزار عرب بچیاں بڑھی ہوئی ہیں، مسک رہی ہیں، چھری کی کلم ظلم ڈھکا ہوا ہے کہ ہم سے طرح طرح کی رسموں کا اپنا کر آئیں مجھے ما نہیں بلکہ دوڑ کے کار پر عمل پیر ہیں۔

انہوں کو اس بات کا ہے کہ جن رسموں کا مذہب اسلام سے تعلق ہے وہ ضروری ہیں، انہیں سنی مقبوضی سے نہ کرنا جن میں کثیر رقم خرچ ہوتی ہے اور والدین، سرپرست زبردبار ہو جاتے ہیں، قرض میں ڈوب جاتے ہیں، عزت کی بات ہے کہ میرے مرد کی خوشی رسموں و خوب خوشی خوشی، ہنگاموں کے ساتھ عوام سے ہیں، شرم احیا کی اچھیاں زانی جاتی ہیں، شرم و حیا نہ خوف خدا؟ مسلمانوں نے ہر حسب مقصود خرچہ کو پناہ دیا ہے

دن بھر میں کھانا کھانے، شب بھر تک سونا کھانے
شرم لگی خوب خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(امامی حضرت)

میں علامتیں مقرر ایک حق کی وجہ سے کتاب اللہ کو صحیح طور پر پہنچا دینا ہے جو اب اسے میں تاخیر کر دی یہاں تک انہوں نے یہ سنا کہ مرے سے روک دیا۔

جاری ۱۱۱

ص ۳۴ کا بقیہ

سعدیہ نے ان کے معاف کرنا سے اور میرا ہاتھ نہیں دیا ہے کہ ہے، حضور تاجداروں سے ہے حاضرین سے کر دیا، میں سے حضرت حماد ہیں جس کی رونا دہن کرنا گاہ ربِ عزت میں دعا ہے یہ بھی دیکھا کہ میری دعا کے وقت پانچویں روایا سے م پنی قبروں میں حضرت حماد کی دعا کے لئے دست دعا کئے گئے ہوئے ایک ایک قدم سے میری دعا قبول فرماتی اور حسب سابق ان کا ہاتھ پائی چھو کر اس نے گھبراہٹ سے مجھ سے خوشی خوشی مصافحہ کیا، یہی وجہ ہے کہ آج میں بے حد شادیاں اور حاضریوں اور اس سبب سے آپ حضرت میرے چہرے پر بے شب و اطمینان کے چمکنے ہوئے تیار دیکھ رہے ہیں

۱۱۲

ص ۳۵ کا بقیہ

کتب میں تاریخ، اصول، شعر و ادب، چند معتبر کتب سے حدیث و احادیث کا درس دانی معنی خیر علمی تھا جب بھی پریشاں ہوتا، آپ دینا بارگاہ میں آکر دیکھنا استادیت جب بھی ضرورت ہوتی، آپ خود کشف سے اس معلوم کے، بنانا مجھے اس شہر کو پیسے وغیرہ دے کر مدد بھی فرماتے، بغیر ننگ حال آپ کے دے ہوئے حوصلے و اہمیت کی گئی مہربانیاں کا تمام حیات قرض و اہمیت ہے گا۔

۱۱۳

ص ۳۶ کا بقیہ

حشر میں نیکیاں ان کی چھن حسب نیکی کی غیر کے مال پر جو بھی حاصیہ رہے کس قدر چھ پلندی سب ان کا نصیب وہ صحابہ جو قرآن سے کاتب رہے ان کے لب سے حوالہ ظ مسس ہو گئے قدری پر مغز ان کے مطالب رہے

مارچ ۲۰۲۲ء

خوف خدا، خوف رسول سے، ان رسولوں کی بھاری س قوم کی بے حسنی کار و نامگی وقت صانع کا نام ہے زمین اور زمین ایک دو ہوں تو گویا جیسے اس میں ہوں تو رونا دینا جیسے پیدا نش سے ہے، وفات تک دھیر دھیر زمین: چھ پید ہوا اور جس تک، و اس اس میں اس کی تصویر ڈال دی گئی اور دنیا سے ہے، اس میں کون پرواہ نہیں جنہوں بعد کئی کئی مہینوں بعد ان میں جاتی ہے انیس صد انیس سو۔ (ناچیز کے مضمون اچھے نام رکھنا سنت النبیین) میں و عبرت ناک و قدر لکھے ہیں، پانچو سے تعلق رکھتے ہیں سب سب سے سچ کر کے ضرور پڑھیں۔

سب بومرے پر بھی دیکھو جسے لگے ہیں، اردنی بھرموں ہاسپ کی خدمت کی توفیق نہیں ہوں، تیج، دواں، بیسواں پانچویں میں خوش، اہم، دھم ایصال ٹو سب رقت ہے، اللہ دکھا دے کہ عمل سے بچا ہے اور مسلمانوں کو بچھ عطا فرما دے آئیں، عطا ہے تمام اہل علم و کرام، انجیل نثر و سنی کارکنان بچا ہوں انصاف حرمیہ چھ تک، پیار سے محبت سے سمجھ میں یا در ہے معاشرے میں گر بکا، اور خرابی ہے تو آپ بھی اس کے اثرات سے بچا کہیں سکتے، ہر شخص اپنی اندواری جھانے اور ادبوں پر پیشانی تو جمیں گے ہی آخرت میں اللہ سے عذاب و رک کی پلا سے نہیں بچا، میں گے اللہ ہم سب کو مدد و رحمتوں کو چھوڑے کی توفیق اور رحمت و حوصلہ عطا فرمائے، آئیں تم تین۔

۱۱۴

ص ۳۷ کا بقیہ

سورہ توبہ کی یہ آیت ان اللہ بری، من معشر کیں و رسولہ) کہ پڑھتے دے دے رسول میں م و رہنے سے چھ پڑھا جب کہ لازم پر پیش ہے، میں فحش غلطی سے "ابو الاسود" کو پریشان کر دیا، وہ کہا میں پڑھنے دے اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے ویزا کہہ دیا "ابو الاسود" وہ دن بھر یاد کے پاس آئے دوران سے کہا میں وہ نام کرنے کو تین رہوں جو آپ نے مجھ سے کہا تھا، وہاں بھر و پیر لے "ابو الاسود" سے کہا تھا کہ وہ لوگوں کے لئے

شعبان ۱۴۴۳ھ

فترائن پاک پر نقطے اور اعتراب

[احسان زور آفت اور ضرورت و اہمیت]

۱۱ گزشتہ ۱۱ ۱۱

دور دوم: اعتراب بالخط (قواعد عربیہ پر عمل درآمد کا دور)

یہ دور ۶۹ھ سے شروع ہوتا ہے اور حضرت ابوالسود کے وصال ۶۹ھ پر ختم ہو جاتا ہے، حضرت ابو اسود مکی رہا۔

رسالت میں پیدا ہونے والے و مشرف پر اسلام بھی ہوا ہے لیکن یہیں سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلا اس نے نہیں صحابی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ آپ تابعی ہیں، سرکار اہل حضرت فاضل ہیں۔ یہ شاد فرمایا کرتے تھے مقدس میں عرب تابعین کے ہیں لکھا گیا، ایسا کرنا بھی ممکن تھا کہ قرآن مقدس میں عرب یا نقطے اور اہل میں ہی لکھا گئے ہوتے یا جو اس میں تاخیر کا سبب کیا ہو ملتا ہے؟ میرے خیال میں ان کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ دور اول میں عرب میں غلطی ہو کر تھی مگر اس کے لئے وقت بہ موجو نہیں تھے عرب لکھنے کے لئے جس کی ضرورت تھی۔

دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عرب کا مزاج یہی تھا کہ کلام پاک نہیں صورت میں ہی محفوظ ہے اس صورت کو قرآن

رکھا جائے ان میں ایک نقطہ کا بھی خدشہ نہ کیا جائے۔ اعتراب لکھا جائے کہ کہیں اس طرح کا غلط تخریف غلطی میں داخل ہو جائے اس وقت صحابہ کی کثیر تعداد عرب لکھے پسند نہیں کرتی تھی مگر یہ دور دوم شروع ہوا اور لوگ کثرت کے ساتھ عرب میں غلطی کرے گئے تو قرآن پاک کی حفاظت کے لئے اور صحیح انداز میں اس کی تلاوت کے لئے عرب لکھنا ایک ضرورت بن کر سامنے آیا اس لئے اس کا سبب توجہ دی گئی۔

”کیا المعتمد فی المصدر الاویہوں کو ہر نقطہ المعتمد و شککہ مبالغہ مہم فی المعتمد علی آد و فقر کما رسمہ المعتمد و خوفنا من

ان یودی فی التعبير فیہ و من ذالک ما روی عن ابن مسعود نہ قال ”جو دور القرون ولا تعطلوا بشی و ما روی عن ابن سیرین امہ کبر المعطل الفواح و تعطلیم الی غیر ذلک... ولکن لزمان تعیر کما علمت فاعطی المسموعون فی اصحاء المعتمد و شککہ نفس ذلک السبب الی المعتمد علی آد و فقر کما رسمہ المعتمد و خوفنا من ان یودی تعیرہ من نقط و الشکل الی التعبير فیہ... فمعقول سینداں یزول القول ذلک الاعجام و الشکل لہا ہو مقرر من ان بحکم بدور مع عنہ وجود و عدم ان الی وی فی کتابہ ”النبیانی مانعہ قال المعتمد و یستحب نقط المعتمد و شککہ فامہ صیادہ من المعتمد و ما کبرہ الشعی و المعتمد المعتمد فامہ کبرہ فی ذالک الزمان خوفنا من التعبير فیہ و قد امن ذلک لیوم فلا یصح من ذلک مکرہ معطل فامہ من المحدثات النحسہ فلا یصح کنظارہ مثل تعریف نعم و بقاء المد رس و الباطل و غیر ذلک و لہ اعلم

ماضی القرون ۱۰۰

ہجریں سال کے دواکیں میں قرآن پاک میں نقطے اور عرب لکھے کو علاحدہ جانتے تھے قرآن پاک کی تلاوت میں کامل طور پر سوہ قرآن کی رعایت کر کے سکے پیش نظر اس خوف کا غلط فہمی کے لئے کہیں نقطے اور عرب قرآن کو بدینے کی حاجت نہ تھی اس لئے ابن مسعود سے روایت ملتی کہ انہوں نے قرآن پاک خالص رکھو

بدعت حسد تھا اور حرام میں بدعت غم میں یقیناً واجب کہ عام لوگ سہہ اس سہہ اس کی صحیح کثرت کیں کر سکتے بدعت خدات وہ ہے کہ کہ، و اجازت دست کرتے اور یہ تو مزید و معین سنت بلکہ ریاضائے فرض ہے غاں المدح حرم بلا خلاف کما فی العالم گویں یہ فقہ کہ فرض و حد،

سبیلہ

نہ

اسی حضرت فاضل بریلوی نے عرب اور فقہ نگارے کو بدعت حسد تحریر فرمایا ہے مگر کے مسحب نہیں بدعت جب کے درجہ شہر رہا ہے یوں قرآن مقدس و عظیم عرب کے ساتھ پڑھنا حرام ہے ورنہ حرام کتارک انامہل ہے اور اس فرض کی انگلی کا سبب عرب ہے یہیں صورت عرب کا لگانا جب ہو کہ بدعت خدات وہ ہوئی ہے جو سنت کے خلاف ہوئی ہے و دست کار، لی سے ورنہ عرب لگانا بدعت ہے جو سنت کی تاب نہ کرتی ہے اس نے اس کو بدعت سمیٹ نہیں کیا جا سکتا ہے، بعد قرآن پڑھنا عرب اور فقہ نگارے میں موزونہ اور خوشیاں پیش آ رہی تھیں ان کا الزام ہوگا اور عرب لگاے کار مستحباب ہو گیا، اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں۔

اعراب لگاے کی اہمیت کیسے ہوئی؟

سب تک میں نے جو کچھ بھی لکھا اس کا مطالعہ کرنے سے یہ بات تو سمجھ میں آ جاتی ہے کہ قرآن مقدس میں عرب لگاے کی اس قدر ضرورت تھی اس عرب کو بھی اس کی ضرورت تھی اور اہل علم کو بھی مگر دونوں کی ضرورتوں کو رعیت لگ لگ ہے، دین الخافہ کلمات و مثال و احزاب ان سب کا مخرج بڑا نازک ہوتا ہے بلکہ گریہ کیا جائے تو کوئی غلط بات نہ ہوگی کہ یہ لوگ میں ثبوت پھوٹ کارشتہ کوئی تاج کا یا رشتہ نہیں ہے بلکہ یہ رشتہ برسوا پہانا ہے۔ ثبوت پھوٹ کا یہ مسئلہ چلارو ہے اور آج بھی چل رہا ہے ورنہ کوئی یہ مسئلہ چلتا ہی رہے گا۔ یہ سبھی یہ تھا ہے اور اس کو سمجھ لگے گا۔ کسی کے رہاؤں کے میل جول سے کسی رہاؤں میں رہتی ہیں اور ہر ایک رہاؤں امری رہاؤں سے مل رہتا ہے جو چاہتا کرتی ہے پھر اس کا وہ سبب ہو نہیں سکتا

اس میں کسی چیز کو نہ دیکھنا اور نہ دیکھنا ہے ورنہ یہ ہے کہ اس میں قرآن پاک میں قصور ہو جائے اور وہ پاب نہ رہے پارہ کے اہل کو یہاں کر کے دھانا اور خواتم (یعنی اس کے تخریق سے کوئی پاب نہ رہے لکھنا، اور اس کے علاوہ بوطرہ و چاہتے تھے لیکن اب زمانہ بدل گیا جب آپ سے مان یا و مسلمان مجبور ہو گئے قرآن میں نقطے اور عرب لکھا ہے پر محض اس لئے کہ رسم مصحف کے مطابق قرآن کی ادائیگی کی جائے اس کی حفاظت جائے اور اس خوف کے پیش نظر کہ قرآن پاک میں نقطے اور عرب لگاے جائیں کہ کہیں اس میں تغیر نہ پیدا ہو جائے ورنہ یہ قدر معقول بات ہے کہ اب قرآن میں نقطے اور عرب لکھاے کی بہت دشواری رہی ہوگی اس مسئلہ ضابطہ کے تحت کہ ”حکم جاری ہوتا ہے بدعت کے وجہ و عدم کے ساتھ یعنی بدعت پالی جاتی ہے تو حکم بھی نافذ ہوگا ورنہ عرب نہیں پائی جاتی ہے تو حکم بھی جاری نہیں ہوگا، علامہ ابوالحسن علی بن ابی طالب میں تحریر فرماتے ہیں ان کی عبارت یہ ہے ”قرآن میں نقطے اور عرب لگانا مستحب ہے قرآن میں عرب بنی قحطی و قحط کے سے عبادت کے لئے اور عام شریعی اور عام فنی کا عرب اور نقطے لگاے کو نہ دیکھنا جائے نہ بات کا تعلق ہی نہ دیکھنا ہے جس میں اس سے قرآن میں تبدیلی کا خوف ہو رہا تھا مگر آج یہ خوف نہیں، عرب اور نقطے لگاے کو محض اس وجہ سے منع نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ بدعت ہے یہ شک وہ بدعت ہے نہیں بدعت حسد میں سے ہے جس طرح سے اسی قسم کی بدعت حسد کو منع نہیں کیا گیا جیسے علی کہیں کہ تصنیف و تدوین و مسامحہ حلوں کی تعبیر وغیرہ، واللہ تعالیٰ اعلم

سیدی اعلیٰ حضرت کا اصل بریلوی سے سوال کیا گیا کہ قرآن شریف میں عرب لگانا بدعت حسد ہے یا بدعت مہینہ ہے اور کل بدعت صلاۃ کا معنی کیا ہے، اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا

آئے۔ اسی نے قرآن مقدس پڑھنے کے لئے صوں بنائے گئے اور پڑھنے میں کسی طرح کی ٹوٹ جھجی واقع ہو اس کے لئے تو عدم تہ کے گئے۔ پڑھنے کا سبب دیکھو ہر وہاں کہ جس کی جائے اور کہاں بھی جائے اس کے لئے جن تجویز وجود میں آیا، حسب غشیوں میں مدھار کو جا ہے گا تو اہل عرب کی ہاں بھی سلامت رہے گی اور قرن پاک کی معصیت بھی اس بات سے بھی وقت تک نہیں کہ حروف ہجا میں بہت سے ایسے بھی حروف ہیں جو پس میں ایک دوسرے کے قشہ ہیں۔

ان حروف میں سے ایک دوسرے کو متا کر کے کے لئے عربی زبان میں کوئی عدم مت نہ تھی مگر جو عرب وہاں سے اس کو ہاں سمجھتا ہے کہتے تھے ہاں جب عربی غلط ہوئے لگی تو اس طرف توجہ کی جائے گی۔ سب سے پہلے ہوتا ہے کہ قرآن مقدس میں سب سے پہلے عرب اس کے لئے لگایا۔ اس تعلق سے جہاں تک میں سے مطالعہ یا در کتابوں کی چھان بین کی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اب کا شرف حضرت ابوالسود کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں، اگرچہ ہمارے بعض اکابر سے حضرت یحییٰ بن یحیٰم کو بھی بہت کا درجہ دیا ہے اس بارے میں سید اعلیٰ حضرت فیصل بطریق سے جب سوال ہوا تو آپ نے فرمایا مسئلہ ملک رنگا صلیح فرید پور موضع پکا اکادمی، مدرسہ محمد شمس الدین صاحب

عرب قرآنی کی بجائے کس سے میں ہوں اور اس کا مانی کون ہے؟

اجوبہ: میں عہد ملک بن مروان میں اس کی درخواست سے مومن علی رحمہ اللہ، چہ المکریم کے شاگرد شید حضرت ابوالاسود مدنی سے یہ قاریک کیا تھا تھا علم۔

یوں تو سرکار دہلی حضرت کا عمل ریٹوں سے پنے خوب میں سائل کے ہر ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مگر یہاں یہ بتانا مقصود ہے آپ نے فرمایا قرآن مقدس میں سب سے پہلے جس سے اثر ب لگایا وہ حضرت ابوالاسود کی ذات گرامی ہے۔ اس نظر کی تائید میں پانچ اور شواہد بھی پیش کئے جا رہے ہیں۔

پہلا ہے جس پر اہل زبان کو اثر ہوتا ہے زبان میں کسی طرح کی تبدیلی ہو رہی ہے اس بارے میں میں ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں حضرت حاکم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دار میں شامی زبان خا سے میں ایک نہیں تیل پیچھے کے لئے آلی شہر دی سے تیل خرید اس کا وزن سے کے لئے نہیں سے ہی تیل سے جو پڑا لگا اس کو دیکھتے ہی شہر دن حیرت میں پڑ گئی۔ سو وہ پتہ کوئی عام پتھر نہیں تھا بلکہ پارس پتھر تھا۔ اسی حیرت و شگفتہ کے عام میں شہر ان کی زبان سے نکلا۔ پڑے پارس پیچھے تیل یہ دیکھو قدرت کا حیل اس میں ٹوٹ پھوٹ ہوا ہے کے سبب سے اس طرح ہوا ہے کہ پڑھے فارسی پیچھے تیل یہ دیکھو قدرت کا حیل۔

اسی طرح کسی اور میں اس کی ہونے کے کہا تھا سارے جس میں دھوم مانی زبان کی ہے آج بھی اس مصرعہ کو پڑھا جا تا ہے میں جس زبان کی تعریف میں کہا گیا تھا اب وہ زبان کہاں ہے آج جو زبان ان میں ہونے والی ہے کیا وہی زبان کے ہے کہ تھا نہیں ہرگز نہیں اب تو وہ زبان رخصت ہو گئی۔ ہاں اس کی باریں ہیں جو ابوں میں مرقر میں لکھو کی زبانوں سب سے زیادہ شیریں مانی جاتی ہے اس کے سبب ہجرت میں جس بائیں اور شوئی امان پایا جاتا تھا آج لکھو میں وہ زبان نہیں ملتی ہے آخر ایسا کیوں کا جواب صرف وہ صرف یہی یا جا سکتا ہے کہ دوسرے علاقوں سے جب لوگ آئے ان اور لکھو میں بس گئے وہ ایک دوسرے سے بدلتے ہوئے رہیں تو لکھو اور دہلی کی زبانوں سے ہی معصیت کھودن یہ بات حقیقت ہے اور تجربوں سے ثابت ہے کہ غیروں کے حکم و سے اپنی زبان میں معصیت ملتی جاتی رہتی ہے، عرب کی زبان قرآن مقدس کی زبان سے غمیوں کے حکم و سے اہل عرب کی اپنی زبان کے کھو جائے اور اس کی معصیت کی ماب وہابی کے مروجہ ہے گا کوئی خوف نہ تھا اور کوئی تھا تو صرف اس بات کا تھا کہ قرآن مقدس کی زبان مدامت رہے وہ اس میں جو عیب پایا جاتا ہے وہی ماب تک اس میں کسی قسم کی نہ

نقطے لگانے میں مگر کسی نوعیت لگ ہے۔ دونوں دونوں میں اس طرح سو فقت پیدا کی جاسکتی ہے

اولاً، ابوالاسود الدؤلی نے نقطوں کی سے عرب کا کام سہا ہے اس لئے اس کو "اعراب بالنقط" کہا جاسکتا ہے، اعراب کی پابندائی صورت تھی جسے میں نے بیان کر دیا ہے

ثانیاً، ابوالاسود نے، اعراب لگانے کا جو کام کیا تھا وہ کام ذاتی نوعیت کا تھا اسی لئے نہ کسی کام زیادہ شہرت نہ پامنا بلکہ ان کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں تک ہی محدود رہا پھر کھانا حساب تک۔

چوتھا، اعراب لگانے کے لئے جو روشنائی استعمال کی تھی وہ مصحف شریف کی روشنائی سے الگ تھی۔ اور اس وقت کے اکابر نے اس کو تاپسند فر دیا اس لئے اس میں صداح کی ضرورت تھی اور بعد میں سنی بنی اعراب نے اس کی اصلاح کر دی ہو۔

دو در دوم کیا عرب کیا تھا؟

حضرت ابوالاسود نے مصحف شریف میں جو عرب لگایا تھا وہ نقطوں سے عرب تھا، نہ "اعراب بالنقط" کہہ سکتے تھے کہوں سے سب طرح عرب لگایا تھا، "ارکبنا لکایا" تھا اس کی وضاحت درج ذیل مہارت سے ہوئی ہے۔

فقد لویاد الامیر ابی بنی کتابت نقیاً فاتی بہ فقی
لہ ابوالاسود اذ ابی فصحی ففی بالحر ففانقط
نقطۃ اعلامیہ راہی رابعی ضمیم ففی ففانقط
میں ہدی بحرف وان کسرت ففانقط نقطۃ تحت
الحرف ففانقط بیعت شب من ذانک غے ففانصل
مکان نقطۃ نقطین ففانقط الاسود (سیر اعلام
النبلاء ۸ ج ۵ ص ۹۵) ابوالاسود سے زیادہ میر سے کہا ایک
یسے کاتب کا انتظام کرو جو روئی تم ہو زیادہ لئے انتظام کر دیا
اور کاتب حاضر ہو گیا۔ ابوالاسود نے کاتب سے کہا جب
تم مجھے دیکھو کہ کسی حرف پر میں نے پہنچے مگر کھوں دیا تو
کسی حرف سے پہلے ایک نقطہ لگا دو جب یہ دیکھو کہ میں
سے کسی حرف پہ پہنچے مگر لگا دیا ہے تو اس حرف سے سب سے
ایک نقطہ لگا دو اور جب میں کسی حرف پر تو اس کے

اسناد، مزید ہی کتاب الطیبات فی المبرورین
اور من نقط المصحف ابوالاسود الدؤلی (الجامع
لاحکام القرآن، ج ۲ ص ۲۰۲) ترجمہ مزید ہی "کتاب
الطیبات" میں مبرور کے حوالے سے بیان کیا ہے سب سے
پہلے قرآن مقدس میں جس نے نقطے اور اعراب لگائے وہ
ابوالاسود الدؤلی ہیں

اس کے علاوہ یہ دو تفسیقین سے بھی کی بات پر نکال یا
ہے کہ قرآن مقدس میں سب سے پہلے اعراب لگائے
وہ ابوالاسود ہیں۔ حالانکہ عرب لگائے، ان میں
دوروں کے نام بھی آتے ہیں جیسے "علامہ رقی قرآن
کرتے ہیں

واسد المزیدی فی کتاب "الطیبات" انی مبرور
ابو من نقط المصحف ابوالاسود الدؤلی و ذکر
یضہ ان ابن سیرین کان لہ مصحف نقطہ نہ یصحی
بن یصیر (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱ ص ۱۰۶) علامہ مزیدی
میرور کے حوالے سے بیان کرتے ہیں سب سے پہلے مصحف میں
ابوالاسود الدؤلی نے نقطے لگائے ہیں اسی طرح انہوں نے
یہ بھی کہا کہ ابن سیرین کے پاس ایک ایسا بھی مصحف تھا
جس پر نقطے لگے ہوئے تھے اور وہ نقطہ سنی بنی اعراب نے
لگایا تھا۔

میرور سے بھی اس بات کا اعتراف یا ابوالاسود سے
کی سب سے پہلے قرآن شریف میں نقطے لگائے ہیں، ابن سیرین
کے پاس بھی بنی اعراب کا نقطہ لگائے ہوئے قرآن میں اس بات
کی دلیل نہیں کہ میں بھی بنی اعراب سے پہلے نقطے لگائے
ہیں ہو سکتا ہے یہ کہ کسی دوسری کاپی ہو جس پر ابوالاسود سے
نقطہ لگایا ہے یا اس کی کاپی ہو اور یہ نقل ہو، سنی بنی اعراب سے کہ ہو
اس سے تو اعلیٰ حضرت کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ لہذا ثابت
ہوا کہ اس بار سے میں نظریہ وہی بہتر ہے جو اعلیٰ حضرت حاصل
پر ملو کی کاپی ہے۔ اس میں اس بات سے لگا نہیں کہ میرور کا نام
اصلی و ابوالاسود الدؤلی سے بھی قرآن مقدس میں اعراب اور

یہ ایک نقطہ لگاؤ اور جب میں اس میں سے کسی کو پھیلانے
پاک سے آواز کالتے ہوئے نو یک نی جگہ دو نقطے لگاؤ یہ
ہے اسو کا عواب یا نقطہ

تلاوی ش ج ی میں ہے

م قرآن مقدس میں عراب کس سے لگا ہے

ج ۱۰ ہوال سود مٹلی سے لگا ہے مگر اس وقت رد بر پیش
نی نقطیں نہیں تھیں جو آج ہیں اسوں سے نقطوں کی سے
عراب کا کام پڑتی ہے چھ کہ عربی نقطوں کے سے اس
نگ کی را نشان ہوئی جس رنگ سے قرآن لکھا ہوتا بلکہ
اس کے لئے مخالف نگ کی دشنامی استعمال کرتے تھے
۱۰ سے لے کر حرف کے ۱۰ پر یک نقطہ ۱۰ کے لئے حرف
سے پہلے یک نقطہ ضم کے لئے حرف کے ۱۰ یک نقطہ
اور تشدید کے لئے دو نقطے مقرر کئے پھر غلیل احمد فرامیدی
سے تشدید آمد وقت جزم وصل در حرکات کی علامتیں
لگا میں ۱۰ رد بر کی صورتیں وضع میں جو آج موجود ہیں

(۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰) (۱۰)

حضرت مفتی شریف الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر

سے ثابت ہوتا ہے سب سے پہلے جموں سے قرآن مقدس میں
عراب لگایا وہ ابو الاسودؒ تھے و تیز انہوں نے اس بات کی
مگی وصاحت فرمائی ہے کہ قرآنی عراب تک ہی در میں ہیں
نہیں ہو ہے بلکہ جیسے جیسے ضرورت محسوس کی گئی سی تحت
اس میں دو بیس بھی ہوتے رہے ہیں جہاں تک غلیل میں
احمد الفرامیدی کی بات ہے تو ان کی یہ پیشہ نظر ۱۰ غیری میں ہوں
اور وفات ۱۰ ۱۰ میں ہوئی اس دوران اسوں سے مگی تشدید
معد اور وقف جزم وصل کی علامتیں مقرر کی گئیں اس کا مطلب یہ
ہو کہ عراب لگانے کی ضرورت ۶۹ھ سے بہت پہلے سے ہوئی
ہے ورنہ ۱۰ ۱۰ میں جائے نہ نکلیں ہوتی ہے اس دوران عربی
قرآن سے جو رفتی سر ملے یا ہے اس کی مگی اہمیت ہے اس
رفتی سفر کو ہم کسی صورت میں نظر نہ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ
اسی تقابلی سفر سے ہم جیسے نوگوں ۱۰ اس سفر پر پہنچے ہیں کہ

آن ہم کلام مقدس کو آسانی پڑھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔
قرآنی اعراب کس کے حکم سے لگایا گیا

یہ بات یقیناً ثابت ہو چکی ہے قرآن مقدس میں عراب لگا ہے
کی ضرورت بہت پہلے محسوس کی جا رہی تھی وہاں تک کہ حضرت
عمرؓ دن حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دور سے ہی اس کی
ضرورت کا احساس ہو رہا تھا لیکن اس کام کو انجام دینے سے
پہلے اس کے لئے صوں وقت و عہد کی ضرورت تھی و اس وقت تک
کوئی مگی قاعدہ مرتب نہ ہوا تھا حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو اہل کی ترغیب طرف توجہ فرمائی اور اس کام سے لئے حضرت
ہوال سود کو مقرر کیا گیا اس کے بعد قرآن پاک میں عراب
لگائے کی بات آتی ہے اس بارے میں مختلف روایتیں پائی
جائیں ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ حضرت ابوالسودؒ سے کسی کے
کہے یہ قرآن پاک میں عراب نہیں لگایا بلکہ رعدوہوں سے
یہاں کیا کیونکہ اس کی ضرورت کا نہیں صحت پہلے ہے احساس
ہو چکا تھا اور اس کی توجہ مگی رہے تھے یعنی اس کے تحقیق سے
صوں وقت و عہد مگی مرتب رہے تھے اس لئے کہیں کسی کے
کہے کا اظہار نہ تھا بعد خیر ال کی بات ہمیں اس سے لئے نظار
مگی ہوئی تھی وہاں صرف شروع سے کی بات تھی خیر ابوالسود
سے نوگوں کو عرب میں غلطی رکتے ہوئے پڑھا تھا

بلی قبیل ان با الاسود الدؤیمی سمع قال یعز اھوہ
تعالیٰ (ان اللہ بری مدقش المشرکین ورسوہ) (سورہ
النوبۃ الایت ۳) فقرواھا یعز نلام من کلمہ "رسوہ"
فدفع ہذا المدح الشیع ابوالاسود و قال عرو وجہہ
ان یسوا من رسولہ ثم ذهب الی ریڈوالی بصوفہ
قرآنہ قد اجبتک ما سالک! وکان یہا قد سالہ
یجمل لہناس علامات یعز ہون یھا کتاب اللہ فتبأطاً
فی الجواب حتی راعہ ہذا الحادث مناصر العرب
ج ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰ ۳۳۰
الاسود الدؤیمی سے یک پڑھنے وے کو یقیناً ۱۰ ۱۰

ہے، یہ اچھے صورت تاجہ و دریت کے غیر معمولی تفرقات پر روشن رہیں ہے یا وہ ہے کہ کسی اپنے کو کسی ایک کارہ الیہ سے بیان فرمایا ہے، اس میں خصوصی طور پر شیخ ابو عود حری، شیخ علی بن ادریس یثربی اور شیخ شہب ندیں ہر دور سے سما قابل کہ ہیں۔

۱۔ فقہ یوں ہے کہ حضرت شیخ بہکری شخصیت ہے اور کسی ایسی تاجہ و کجاشی کہ کہیں صاحب کشف قلوب کہا جاتا تھا ممکنہ جانب اللہ انہیں یہ ملکہ حاصل تھا کہ وہ دلوں کے احوال جان پا کرتے تھے لیکن عدم حدیث کی بنیاد پر وہ بعض منہیات شریعت کے مرتکب تھے، جب صورت تاجہ اروا بت کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اسے ابو بکر اشیریت مطہرہ کو آپ سے کچھ شکایت ہے، بعد ازاں جو شریعی کمپنیں ہیں انہیں اور کرو، آپ کے کہنے کے باوجود ان میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی، نتیجتاً صورت تاجہ و دریت کے اچھے جذبہ طہاری ہو اور آپ کے ایک بار اس کے سینے پر یہ کہتے ہوئے ہاتھ مارا کہ ابو بکر کے احوال منہب کر سکتے ہیں آپ کی فیض تر حمال سے یہ جملہ صادر ہوتے ہیں چشم زدوں میں اس کے۔ اسے احوال منہب ہو سکتے ہیں تاکہ کہ جملہ احوال و معاملات ملوک سے کہیں بیس مخرومی ہوگی، پھر وہ اسی حال میں بعد اقدس کے کہیں اور چلے گئے۔

صورت حال یوں ہوگی کہ وہ جب جب دوبارہ بعد اقدس آئے گا اور اسے تو اپنے منہ کے بل کرے گا، صرف بھی نہیں بلکہ کوئی دوسرے شخص نہیں تھا بعد اقدس کی طرف منہ سے نہ کو شش کرتا تو ابھی چہ سوختہ سے بل کر پڑتا، مزید راکہ ان کی و مدوہی جب کبھی اپنے بیٹے سے ملنے کا ردہ کر میں تو وہ بھی گہرہ میں اور جاسے سے قاصر رہ جائیں، بالآخر ان کی وادہ مضطرب ہے قرار ہو، صورت تاجہ و دریت کی بارگاہ فیض میں آئیں اور یہ اضطراب اس انداز سے بیان کیا کہ آپ کو ان کے حال پر درد کر آگیا، فرمایا گھبراہٹ سے ان صورت کہیں اب ہم انہیں بعد اس کے کی اجازت ہے، میں نہیں وہ غفلتی لفظی میں کہے اس پر سے نہیں بعد ادریس سے تمبا کے گھر کے

کنوئیں میں تھم سے بات کرے گا، کسی مشائخ سے خود ملاحظہ فرمایا کہ جناب ابو بکر بہت میں ایک مرتبہ بعد اقدس در در میں سے آئے اور گھر کے کنوئیں سے پانی وادہ سے ہم کوئی کاشرب حاصل کرتے

یہ وہ سہرہ در تھا کہ بعد اقدس میں اولیٰ سے فاطمین کی ایک کثیر جہ نعت عبودہ گیس بھی، ان میں حضرت مظہر عباس کا تم گری بھی بہت نمایاں تھا اور ساتھ ساتھ شیخ ابو بکر سے اس کی بڑی گہری ادنیٰ بھی تھی جب آپ کو شیخ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ بے حد متعجب ہو گئے اور رب کائنات کی بارگاہ میں طریقی بہ عرض کر کے لگے بارگاہ اتوا اپنے کرم خاں سے شیخ ابو بکر سے حوالہ دے پس فرما دے۔

لگے، تھم ایک انتہائی عبرت ناک ویران خیر، قند حضور تاجہ و درایت کی عظمت سے متعلق ملاحظہ فرمائیں یا رہے کہ اس واقعے کے راون کی ایک نامور مشائخ عظیم ہیں جیسا کہ آپ کی سیرت پاک سے متعلق لکھی گئیں، مستند و مستبر کتابوں سے واضح ہے

میں نے پہلے بھی اس بات کی اصرار کی ہے کہ جب تاجہ و درایت کا بعد اقدس میں ورود مسعود، تو اس وقت گری تاریخی حقائق کے منظر میں یہ بیان جائے تو قطعی غلط ہوگا نہ پورے عام و مردم میں بعد اقدس کو طمہ بصل کے اعتبار سے ایک سہرا کی حیثیت حاصل تھی وہاں بڑے بڑے اولیاء سے فاطمین علیہ السلام نے ہاتھیں ہر طرف جلوہ طہران نظر آتی تھیں، اس قابل حد اصرار مقرر ہیں حد میں حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ۱۰ مگر اسی کتاب عانتاب کی طرف در نشان تھا۔ حضرت حماد رضیت و سیرت پر اس مژدہ و بل کی ہوگی کہ آپ کو بل سیرۃ موصیین کے اس دور کے حیرانی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت و شکاف بوعالی ہے کہ کثیر اکیسے کرم کے اثر ہمام سے باوجود صراحتاً حلقہ اراوت ہے واقع تھا، آپ کی حافظہ دیگر حاجت ہوں سے شکاک و جوہات سے پیش نظر صدر و جہت تھی۔

صورت تاجہ و درایت اپنے عنکواں شباب کا قند حوالہ بیان

نہ تھے میں حضرت حمادؓ اور ان کے مریدین و متوسلین کی معیت میں ایک بار میں نماز جمعہ کو کرنے کی غرض سے مسجد مبارکہ جا رہا تھا۔ اس دن موسم سرما چل رہا تھا اور بڑی سخت سردی بھی تھی۔ سربراہ ایک خبر تھی اور ہم سب اس کے ساحل سے کشال کشال گزر رہے تھے کہ ناگہان حضرت حمادؓ نے ہاتھ مارا میں پھینک دیا۔ اس وقت میرے جسم پر صوف کے بھاری بھر کم کپڑے تھے، پاؤں میں جھینگہ، نرودہ، تنہائی کو جھل ہو گئے۔

اس پر مستزاد یہ کہ شیخ درون کے جناب سب سے سب مجھے کئی حالت میں چھو کر چپنے گئے، میں نے جیسے بیٹے خود کو سمجھا اور بڑی تیروں سے ساتھ چپتا کانپتا مہر سے ماہرؓ مسجد مبارکہ کی طرف پاب و کاب ہو گیا۔ بعد تعالیٰ وقت پر مسجد کھنک گیا درخت پر جمعہ بھی ۱۱ گھنٹہ تک رہا۔ میرے بعد اس سے پہلے یہ کچھ غرض رہتا حضرت حمادؓ سے خود کی فرمایا کہ عبد اللہ! مجھے غلط نہ سمجھاؤ میں نے تمہیں مہر میں استسنا پھینکا صرف اور تمہیں مگر میری نیت میں ۱۱ رہا۔ بڑھی کھوٹ نکلی تھی اور اصل اس کا سبب یہ تھا کہ میں نے رب کائنات کی عطا کردہ قوت بصیرت سے لوح محفوظ و شہد پڑھا تھا کہ عبد اللہ! حیدر بن حد و قد اس سے فیض و کرم سے مستقامت کے لیے جبل شامخ ہوں گے کہ جاں گسل مصائب و آلام کے باوجود ان سے پائے منتقل ہوں۔ رہا وہ بھی معجزہ نہیں آئے گئے۔ میں نے تمہارے ساتھ ۱۱ یا وہ فقط امتحان تھا۔ اب مجھے تمہیں کامل ہو گیا، کی مشاہدے اور تجربے سے یہ ہے کہ جہاد شہید کی امت ستودہ صحت و مستقامت کی کوڈ اس ہے۔

حضرت حمادؓ سے حضور تاجہ رواایت سے، عراقی مزید یہ فرمادے کہ عبد اللہ! میں نے تمہارے ساتھ جو یا مہر میں تمہیں پھینک دیا، وہ فقط تمہارا تھا۔ اس میں میری نیت صرف اور صرف تمہیں سامنے تھی۔ اب مجھے تمہیں فاس و گنگ بلا شہر آپ کی امت ستودہ صفات و مستقامت کی کوڈ گراں ہے۔ میں سے ہوں محفوظ میں آپ کے سلسلے میں جو پڑھا تھا۔ میں سے آپ کی امت کے ہندو حرف بہ حرف پہنچا پاتا۔

امت کی تم ہو گئی شب و روز گزرتے ہے مہر میں ایسا کرو میں بدلتی رہی پھر ایک دن ایسا آیا کہ حضرت حمادؓ کی جمل کو نیک کہتے ہوئے، اصل کی اس ہو گئے، حضرت حمادؓ کے احباب کے بعد ایک بار حضور تاجہ اروایت ان کے مژدہ ۱۱ رہا۔ عاصی دے رہا جب ماہر شریف مائے ناپ کے مبارک چہرے پر مسرت و اطمینان کے آنسو ہو رہے تھے وہ آپ کے سرخ رویا سے ٹپکیں، اس کی روشنی پھوٹ رہی تھی، یہ وہی منظر دیکھ کر دیگر تحریروں جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ یہ چھارہ حضور نبی بات ہے آپ کے رونے کی روشنی بشارت کبریا رہی ہے نہ ہونے کا۔ کوئی خاص چیز آپ سے مدح و ثناء نہیں ہے۔ یہی حال چیز نہ جس کے سبب آپ کو رحمت و سکون میسر آیا ہے۔

حضور تاجہ اروایت سے اطمینان بخش پہنچ میں ارشاد فرمایا ہاں ایسا ہی ہے عیسا۔ آپ لوگوں سے محسوس کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے حضرت حمادؓ کی قبر پر میں دیکھا کہ وہ ایک چیمپی چاروہ بیت لکھے ہوئے ہیں۔ اب کے سر مقدس پر ایک تاج زرین چھ رہا ہے، اب ہاتھ میں چاندی کے انتہائی عارب نظر ملتا۔ اور اسی طرح پاؤں میں چاندی سے خوبصورت جوڑے ہیں، لیکن معایہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ ان کا ایک ہاتھ غائب ہے۔

میں نے تنہا تعجب کے ساتھ پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے من و ان میں حضرت حمادؓ نے بتایا کہ عبد اللہ! روایت یہی ہے کہ تمہیں کبھی طرح یا وہ کا نام اب دن جمعہ کی صبح ۱۱ سے مسجد مبارکہ جا رہے تھے میں وہ میرے دیگر متوسلین، معتقدین بھی تنہا سے اصرار تھے۔ سنے میں ایک مہر آئی میں نے تمہیں امتحان مہر میں پھینک دیا۔ اعداد شاہد ہے کہ میری نیت میں رزہ و ربر بھی نہ تھا۔ نہ تو کھوٹ، تمہیں تکلیف پہنچانے کا میرا کوئی ارادہ بھی نہ تھا اور میں خدا یا کر بھی کیسے سکتا ہوں جبکہ مجھے تمہارے مراتب علیا کا بخوبی علم و ادراک تھا۔ میں نے خداوند قدوس کو میرا یہ فعل اس قدر ناگوار گوارا کرنے کے لیے مجھے اس ہاتھ عاری کر دیا جس سے میں نے تمہیں پھینکا تھا۔

لہذا تمہارے گوارا و نداد میں میرے ہونے

بقیہ صفحہ ۲۶

شعبان ۱۴۳۳ھ

شعبان ۱۴۳۳ھ

حضرت سید احمد کبیر و ناعی کے اصلاحی افکار

یہی اور دشمن کشی کا ایسا درجہ کہ عرب و عجم میں (اس) طبع میں لاکھوں مسلمانوں کی گردنیں مسدود (ہی) نے قاب و پھینک دیں، غلامی سلطنت کے قیوم کے بعد اس غلامی کے سپاہ میں کچھ خبر و پیہہ جو انیس مہدی کے بعد پہل پھر تند و آہنگ۔ ()

عزت ال فائزہ تھی، مفتی باطلیہ سے مرعہ بھا باطلیوں اور
قد ناس فی فتنہ سامانوں سے، ملائی مملکت کی حریف کھوٹی کر
شروع میں ویسے پر لقب و درجہ سے مدامرتہ مقبول کی تیج کی
عوث ال عظم حضرت عبدالقدور حیدری، در کبیر الاولی حضرت سید احمد
کبیر برائے قدس سرہ (۱۵۱۴ھ - ۱۵۸۰ھ) جسکی جہتیاں ظہور پدہ
ہوئیں جن کی یہ مشاں خدمات، فکر و تدبیر، تھو چہ بہ بہ
سارے سے مسلمانوں کی عقائد کی ورنگر قوت و وسبہ دیا۔

حضرت سید احمد سمیر رفاہی علیہ الرحمۃ و الرضوان فیہ السلام کی
 خدمات فادہ کی یہاں مقصود ہے ان کے کارناموں کے چھٹی
 صدی حجوں کے فلسفہ خشک کے مقابل اسلام کے پائیدار نظام
 روحانیت سے ذریعہ تفہیم فکر کا سامان کیا وہ فتنے جو رجلی و غارلی
 طور پر دھماکے سے جھٹپ سے پٹی ہے مش کا اٹھ رہا صدی
 دہائی سے رہا عیا کر رہا آپ کی خدمات کا یہ باب ۔ جسے گہر
 اور شگہر ہے آپ کی عزت کا ہر پہلو معویت و معارف
 سے ہمراہ ہے جسے شہر گہر بصیرت کی صلاح کا بہت کچھ سامان
 مینا ہے ۔

وہاں کے تے ہے بے گاروں و

عجب چیز ہے رست کشانی

میا سے یہ سے کیے نہاں نصرت سید احمد سیر رفاغی علیہ
و رحمت و الرضوان کے رقی حد مات کے لفظ شہدائے عالم کے ہیں

حق و باطل کے مابین معرفت کی ہمیشہ رہی ہے یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس میں فقہ کی کوئی جگہ ہے۔ یہ تاریخ کا ایک عجیب مرحلہ ہے۔ سب سہولت پر مجبور تھے و علم و جفا شباب کو پہنچتا ہے تو اصلاح و تجدید کی صورت بھی ہار گوا رہا کی سہ پہل کی جاتی ہے اور ایک عظیم مدت جلوہ گر ہوتی ہے جس کے فتنوں کا انتہا و سد باب ہوتا ہے۔ حق کو تقویت پہنچتی ہے و ہادی تاریخ کے ان ایسے راز کا جو دیکھتے حب فتنے شباب پر تھے، عقیدہ و ایمان پر شب خوں مارے جا رہے تھے و ایسے ہی حاسر میں صلاح کے لیے جو شخصیت جلوہ گر ہوئی وہ امام عظیم پیدافراز ہوئی و اہل کے انکار و تردید کا کارہ کے مہم ہاں سے وہ اثرات مرتب ہوئے جس سے اسلامی تاریخ کا چہرہ و روش ڈھل گیا ہے۔ یہی ات حضرت سید محمد امجدی علیہ الرحمہ و برصورت کی ہے

تپ ہی حرارت کے پتھر سے ہے آپ کے عہد کا مطالعہ ضروری ولازمی ہے، عہدِ رفاہی بڑا مہوں ناک اور طوفانِ خیر تھا، عراق و ساحلِ قفقاز کا سر رہے ہوئے تھے، قدامتِ لگ دور تھے، قدامت کے و نظریات جو ہراناں سے عرب میں منتقل ہوئے تھے، اس سے جہاں اسلامی طب سے شکر، اس کے نتیجے میں خوش گو اثرات برآمد ہوئے، میں قدامتوں سے فائدہ نظریات و روایں انکار کرنے و جہوں کو باقی چھ پانا شروع کر دیا، عقیدہ و یہاں کیا پہلے آپ فصلِ قفقاز کے شعلوں کی نذر ہوئے گی، اس پس منظر میں معروف محقق علامہ شمس ریڈی لکھتے ہیں

بنو عبید اور بنو امیہ کے ہاں سلطنت کے استحکام کے لیے عام انجمن میں جس طرح حور کی ہڈیاں بھٹیں وہ ایک تاریخی حقیقت ہے، مسئلہ لڑکے کا بین مخاصمت، جنگ و جدوجہد، سیاسی کشمکش اور حصول اقتدار کے لیے محسوس

فرمایا: آپ سے بدعات کے خلاف جدوجہد کی اور کامیاب کوشش کی، بدعتیں باطل رہیں اور احکامات شرعیہ کی رعایت ہوئی۔
طور پر پڑ گئے ہیں۔

حضرت سید احمد کبیر رفاہی علیہ الرحمۃ وہ خیر کے سوانح نگاروں سے اس پہلو پر اصاحت سے روشنی ڈالیں۔ بے شک کثرت فیض و اشفاق کے رب کی ہا میں آپ کے رشادت و موقوفات سے انقلاب برپا ہوا، آپ کی گفتگو موثر اور دلوں میں اثر سے وہن ہوئی، آپ کے احکامات کے معاملہ سے آپ کی مسرت علمی، خلافت علمی، استحضار علمی و روحی مقام و رحمت باری کی پاس و پی کا اہزار ہوتا ہے، آپ کے صدیقی فکر کی چند جھلکیاں حصار میں ملحقہ ہیں اور اپنی مدد سے طائفہ پر آپ کی تعلیمات کا پائیدار چرخ روشن ہیں۔

پچھلی صدی ہجری کے پر آشوب اور میں مسلمانوں کی اصلاح کے لیے آپ نے حیاتِ سعادت کا فریضہ انجام دیا، اس حلقہ سے حضرت سید احمد کبیر رفاہی علیہ الرحمۃ وہ خیر سوال و جواب فرماتے ہیں۔

حضرت مخدوم وی شاہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مابین کو پلا اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ کر اصلاح امت کی شاہکار کا تجربہ چھٹکارا ہے اور اہل سنت کے گروہ سے جو وہ مسلمانوں میں محبت پائے والا (مور و غلام اہل سنت و جماعت) ہے (دور۔ ۵)

بھائی میں تمکین و حیثیت رتا ہوں۔ اللہ جل ش۔ سے ملنے رہو اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ (۶)

حضرت رفاہی علیہ الرحمۃ کے دور میں طریقت کو شریعت سے علاحدہ سمجھنے والا گروہ بھی سرگرم تھا، شریعت سے لڑنے کی راہ اختیار کر لے، اور آپ سے ترویج کی اور فرمایا: جو حقیقت شریعت سے جدا ہو، وہ لائق ہے طریقت علی شریعت ہے۔ (۷)

بدعات کا سد باب حضرت سید احمد کبیر رفاہی علیہ الرحمۃ وہ

معشرتی، اصلاحی اور بدعات کے خاتمے کے لیے بھی اہم کردار انجام دیا جس کے ہمہ گیر اثرات ظاہر ہوئے، مو، عطا و رشادت کے، رید مخلوق کی تربیت دیا ہے، م کی خصوصیت رہی ہے، کبیر الہی حضرت سید احمد کبیر رفاہی قدس سرہ ۱۲۱۳ھ-۱۲۵۸ھ کے مو عطا و کافی حیثیت، تاثیر رکھتے ہیں۔ کباب سید رومی اندین رفاہی رقمطراز ہیں۔

آپ کی نجاس، عطا و شہ میں ہر ربا و گہ گہ ہوں ہے تا سب ہو کر جاتے، لہذا رومی و پیو اور تش پرست گروہ ر گروہ آپ کی نجاس اور صانع میں سدوم سے مشرف ہوئے۔ (۸)

توابع سنت آپ فاش جھ، بدعات سے حاضر کے لیے باری زندگی سرگرم عمل، ہے محمد عبدالقدوس فرماتے ہیں: توابع سنت کے آپ خود بھی پبدنھے اور حدام کو بھی یہی تائید فرماتے تھے۔ رسول و رسول مشرف و گوں سے جو باتیں حدیث شرع ایجاد رکھی تھیں، آپ ہمیشہ حال و مناسے کی کوشش فرماتے اور بدعتوں سے سخت نفرت رتے تھے۔ (۹)

سنت و شریعت کے معاملے میں مداحیت یا کھجوت بھی نہ کیا، آپ کی حیات طیبہ کا یہ گوشہ سابق توجہ بھی ہے اور مسلمانوں کے لیے نمونہ عمل بھی شاید اس پہ کارے مسلمان بھلا توجہ دیک اور اپنی زندگی کی تعمیر کے لیے رفاہی تعلیمات سے استفادہ کریں، مور و نا علم بھی قادری رفاہی تحریر فرماتے ہیں۔

وعطا و ارشاد کا علم بھی جاری فرمایا جس میں مار و اس پر ہوتا کہ سنت و شریعت پر عمل کر کے اپنی زندگی میں جاں پیں، اس کے پیروں و ریب ملی ہے نہ عدا ہے۔ دسوں و اللہ کار سے صرف یہی ہے کہ شریعت مطہرہ پر اپنی زندگی ڈھال دی جائے، اس کے سوا جو راستہ ہے وہ محض گمراہی اور لالچ ہے۔ (۱۰)

سرمدین ہندوستان میں ۴۰۰ سال صدق میں ایسا لگتا ہے کہ حضرت رومی کی تعلیمات کا حیا مام احمد رضا قدس سرہ سے

جو شخص بغیر حرمہ کے رختے میں چلتا ہے اسے پائوں
+ پس آتا ہے (۱۳)

صوفی کی اصلاحی تعلیمات میں 'ادنیٰ' کا کیا مقام ہے
اس بابت حضرت سید احمد کبیر رفاہی فرماتے ہیں

دوست کی یہ خدمت ہے کہ وہ حاصل حد کے سب سے ادنیٰ
کرتا ہے، مگر یہ کون رشتہ مل جائے تو اس سے دور و
بید کہ اس سے سب سے دوست نہیں ملے ہیں۔" (۱۵)

دوست وہ ہے جو صرف حد کے لیے راست ہو ' (۱۶)
قناعت، مقامات کی بابت آپ کا ارشاد ہے

اصیرت و دور کی صفات و آنکھوں کے عوارض رمانی کہ
خدا سے دور کم پیسے سے حاصل ہوتی ہے اس سے کہ بھوک
جو، بھیک کبر اور عجز و منافی ہے اور اس کے دیکھنے سے
نفس کو پشیمانی مل جاتی ہے کہ حق کی طرف رجوع ہے
اور اصل بھوک سے بہتر کوئی نفس کو باز رہے اور جہر میں
سے نہیں دیکھی (۱۷)

تو خدا سے کریم کی رضا پر راضی رہے گا تو حمام مصیبتوں
سے بے خوف ہو جائے گا۔ (۱۸)

نعرے متعلق فرماتے ہیں

نیر ہوئے کی شرافت میں سے ہے کہ لوگوں کے عیوب پر
اس کا نعرہ ہو بلکہ ان کے عیوب دور رہے اس طرف (نظر
ہو) ' (۱۹)

عزت عطا ہے بڑی سے فنی ہے اس بابت تعلیمات
رفاہی کا یہ اند کو اکر کے کے ادنیٰ ہے فرماتے ہیں

جیسے حد طزت دے وہ ہر جگہ دعوت رہتا ہے اور جسے
بد سے عرسا رہی مردانہ کہیں کہ وہ ہر جگہ دعوت ہو۔

۱۲۰

حضرت سید احمد کبیر رفاہی تعلیمات میں جو گہری دیکھ رہی
ہے، وہ موجودہ عہد کے تقاضوں کو بھی پوری ہے، آپ کی
موسما بصیرت سے مستقبل کے لیے اصول و فکر و نظر کا۔ اس کی
پہلی مثال یہ ہے یا، کی اور اصلاحی تعلیمات سے اس کی بیا میں وہ

رضوان کا اہم کارنامہ ہے، اس تناظر میں آپ کے شیرازہ است
بہاؤ ظلمات کتب سلسلہ رفاہی میں ملے ہیں، مثال کے طور پر چند
ارشاد ملتے ہیں: آپ ارشاد فرماتے ہیں

(۱) بھونٹا وہ ہے جس کی دنیا و بدستوں پر ہے اور عقل مدد ہے
جو بدست سے پاک ہو۔ (۸)

(۲) جو شخص فقیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے
۲ کون اور راہ اختیار کرتا ہے گمراہ ہوتا ہے، پیرو کی رسول صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راست پر چلتا رہا اس لیے کہ پیرو کی رسول
کی کار سبکدہ ہے اور بدعت کا راستہ ہے (۹)

(۳) اور میل و جاہر ہوتا ہے جو بی، بے مصلحتانہ کے بتائے ہوئے
راستے کو چھوڑ کسی اور راستے پر چلتا ہے۔ (۱۰)

موجودہ دور میں ذلت و تصوف اور طریقت کے ح سے
ے جو کام انجام دے جا رہے وہ نئی و پرہیزگار نہیں ایک طبقہ تو وہ
ہے جو اسلام کے نظام تصوف و راہبیت کو بدعت، تخفیت
باطنیت سے تعبیر کرتا ہے اور دوسرے طبقہ وہ ہے جو خود کو تصوف کا
حامل سمجھتا ہے نہیں تباہ نفس ہے اس کے دلوں کو رنگ سودا کر
یا سب سے، نایبیت و تصوف اور اسلام کے روحانی نظام سے بارے
میں حضرت سید احمد کبیر رفاہی کا مسلک و متا رہن اور مسلمان کی نگر و
حیال کا پیمانہ ہے فرماتے ہیں

۱. تین چیزیں بھی ہوں بے وقوفی اور کجی میں ہیں کہ
کسی میں ہوں تو جب تک اس میں سے دور نہ ہو جائیں وہ نہیں
ہو سکتا کسی شخص کو تو ہو میں اثر ہے مجھے تو بھی جب تک
تو اس کے اقوال و افعال کو شرع کی ترازو میں نہ توں سے اس کا
اعتبار نہ کر۔ (۱)

(۲) وہی وہ مرد ہے جو اس سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا داس پاکرے اور دوسرے راضی ہو۔ (۲)

(۳) جب تک اس کے دل سے تکبر و جدت اور غل کی صفاتیں
اٹل نہ ہوں اس وقت تک وہ ان میں نہیں مل سکتا (۱۳)

تعلیمات رفاہی کے چند پہلوؤں تبصرہ کر کے دیکھے جاتے
ہیں، صورت مرتدن بابت آپ ارشاد فرماتے ہیں

ڈاکٹر محمد یاسر رضا باندھالی

حضرت مفتی حبیب رضا خاں قادری بریلوی کی حیات مبارکہ کے چند درخشاں پہلو

جس کے لئے حضرت مکی یا جہد جہد پر کشا کو تہ پڑتا ہے
بڑے ہی اطمینان سے اس کے ساتھ نظرِ اقدس مسماتے اور اس
وقت میں رہتے، اسے کوسستے کا کافی موقع مل جاتا تھا
کاغذ پر سے سو، گال سے اس سفر میں بہت دقت لگ جاتا
سو، گران پھٹ کر ماموں میاں خدمتِ حق میں لگ جاتے، لوگ
آپ کے غم سے مل آتے آپ سے تعویذ کے علاوہ یہ کہ
مشورے بھی سے رہتے ہیں، بر میں میں طلب رہے گی کہ رکھتے
کچھ بچہ بیٹے تھے، بیچ بیچ میں کوئی کاغذ بھی تھا۔

اس دوران سے آپ نے مکہ عربیہ کی پریشانی نہ کرو
آپ کی آنکھوں کو دھک رہی دیکھا ہے، اور پیسے بے کسود
آپ سے مسافر اور پریشاں حال مریدوں کی مدد کرتے، انھیں ہے
بڑا سخی جس محل کا حقا لکھے، سہ چلتے اور ۱۱۱۱ ظائف کی
جارت بھی دیتے ہوئے دیکھا میں تھی، ساری سے یہاں سائب
فیصل سے ہوئے تھے قریب سے پہلی بار دیکھا تھا، رہ
بھی بہت پریشاں تھا مگر چاروں سے اس تجو میں پنا معروضہ
پیش کر دیا، مگر محمد اللہ آپ کی رپارٹ سے ہی کافی حد تک سکون
مل گیا تھا۔

بہاؤی میں رات کے کاغذوں پر رہتے، رتی میں آتے
کے لئے کش کیا اور جس اتفاق کہ، یہ کش ظاہر جس سے حضرت
آئے تھے، اب فقیر یہ طے کر کے کاغذوں کے لئے، یہ کہوت
ہے، میں سے ملک ماراں سے کش تیر چلنے کو کہا، یہ مجھ پر
ناراض ہوئے لگا اور میری صلاح کے لئے حضرت کی تعریف
میں مشغول ہو گیا، رہتے پھر ہی مخلصی اور حضرت کی ہواش کی
بات کرتا رہا، یہی سے معلوم ہو رہا حضرت مدد سے سنے جیسے
کسی کشوں کو کہتے رہا، یہ سے زیادہ رہا کرتے تھے اور اس

آج صورتِ انصاف، علامہ حبیب رضا خاں قادری
بریلوی، ذوالقادر قدوس، صاحب معنوں گھر سے نکلے، دردی طرح
بھائی صدر العلم، علامہ حسین رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے
مرور پر فاتحہ پڑھا، کچھ دور سرک پہ آئے، اس دوران کئی رو
مدوں سے ہی، لکھنوی پر پشانی بھی آپ سے حضور پیش نہیں
وہ آپ سے دے لئے کیا ان حضرت سے بات کرتے ہوئے
سڑک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، فرم بھی پڑا، اسے
ان کے پیچھے پیچھے تھا، آج رات میں ہمہ کون کا حضرت کے
راجہ ظہیر شریف کا سفر سے کا بھی پڑا، مگر بھی تھا، مگر حضرت
کے پیروں سے ملنے کے متعلق کون کیا نظر نہیں رہے تھے، جیسے
نہیں جاتی، یہ ایک کا سڑک پر رہی ہے، اس سے
ایک صاحب آتے ہیں اور اپنا معروضہ پیش کر کے دعا کے لئے
کہتے ہیں، اس کے بعد ملنے ہیں حضرت آپ کو کہاں جاتا ہے؟
میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں، آپ کا رہیں میں جا میں چھوڑ
دیتا ہوں مگر حضرت محبت سے یہاں رہی کے مات بنا کر
کار سے ۲ سے کومس کر دے دیے ہیں اور کشے سے جاے کو
یہ ہندو مانتے ہیں یہ عرب رہتے ہوں کی مدد کا ایک طریقہ
ہوتا ہے، یہاں رہیں خوب لکھے ہیں

اب ہودہ کی جانب رہا چلنا شروع ہوتا ہے رات
بھی رکشے پر بٹا دیا ہے پیدوں بنا کسی رحمت کے گرم سے چل
یتا ہے، رکشہ کی رفتار راگیر ہوئی ہو حضرت دیکھی رہا رہتے یہاں
معلوم ہوتا تھا، فقیر کی سوئی کون خط فرما رہے ہوں وہاں میں
خیال تھا کہ میں لندن جا سوئی کا یہ طریقہ نہیں فقیر وعدہ لگی
میں مذاں دے دے مگر پھر بھی ایک سب سے میں اس کام میں لگا رہا،
راستہ میں کی صاحبان متعدد، آپ کو پناہاں سنا کر کرتے

بعد اسی ملاصر اور جہاں پہنچے وہیں وجہ تھی کہ آپ سے مل کر پور
اٹھڑا مٹا چاہا اور پھر اٹھڑا اور تھوید لگی بیٹا چاہا تھا۔

ب تیسرے روز اپنی قبر مگادے نکلا اور کاغذ توڑ پھاڑا آپ
کی بیعت کا وردہ رکھ لیا اور آپ کو کچھ لکھتے ہوئے مصروف
دیکھ کر یہ مگر بہت سے ہوں کہ آگے بڑھوں مگر ملی نڈکی قلب پر
نظر ہوئی ہے وہی ہے حبیب حضرت کی مرست اور مہمونی
منوجہ ہوئی اور اس مصلیب ہواشہ کے خواہی طلب کرنا اس
طرح کافی تر پنے کے بعد پڑا، خواست یہاں کر سے فاسقین میں
گیا بیٹھے سے پہلے کیا حضرت سے مجھ سے میرا حال پوچھ گیا،
حال کیا بیٹا، بتا پڑی پریشاں سے سبب یہاں پر قفس لگ گیا
مگر نکھو سے آسودہ جاری ہو پناہ لھڑا سنا سے لگے حضرت یہو
سکے میں خاموش تھ رہے حضرت کے ابا پوچھنے پر کچھ کچھ
بہت بڑی تو کھڑی آو میں عرض کر "حضرت و مدین
یہ مدد سب میں اس کے تعصب و تشدد کی وجہ سے اسی طور پر
پریشاں ہو رہا تھا کیا تھا اس کا جواب آگیا ہے اور سب گھر
چھوڑا یا ہے"

تسلسلہ تھا کہ تھوڑی دیر تو حضرت سے توقف فرمایا اور
چہرہ ہلکا سے ہو اس روتے ہوئے پوچھا بیان حال سب کو پہنچے
مبارک میسے سے لکایا گویا رہا خاموش رہی اور اس سے گویا ہو
رہی رہ پناہ پائی میرا ہا سسٹیاں بندھ گئیں اور آپ کی آنکھوں
سے بھی آنسو جاری ہو گئے اس سے بعد آپ کے حکم سے میں
آپ کے روتے ہوئے دو گونہ گویا کچھ اور کیا بہتا کہ آپ پہلے سے
ہی میرے حالات سے باخبر تھے، لہذا ہونا کچھ بڑے فقیر لے لاکھ
اخیرت شریف آپ کی میز پر رکھ دی در آپ سے مجھے واپس
کرتے ہوئے اس کی اجازت عطا کر دی اور صحت و بیماریاں کی
حفاظت کے سے ملک تھوید بھی عطا کیا جو ہمیشہ فقیر کے گلے میں
ہوتا ہے اس لیے بعد متعدد، حضرت کی صحبت میں بیٹھے
کا شرف حاصل ہوتا، جو حضرت کی تادمت جہاں کہ اسی
اور ان کبھی کسی روز پہنچے سے کتاب نکال کر نشان لگے ہوئے
صفحات بھولتا اور آپ سے پڑھ بھی دیتا تھا اس بقیہ میں ۱۹۹۹

عرب کا بھی پہنچے میں ایک سال متعین تھا سب کا غرو۔ میں
خود سے کئی ایسی حوالہ تا باور اسی حالت میں سو گیا کچھ، یہ
بعد گھر، اراکھ کر ت میں سفر کے سے کلیر شریف جانا تھا
رودہ یہ تھا کہ دیکھ واراں سفر راقم و پی بات ہے کا موقوفہ مل
سارے گا، مگر لف اسوس مل کر رہ گیا جب معلوم ہو رہ حضرت کا
بہت پر بخار ہے اور طبیعت طبع ہوا سے کی وجہ سے آپ سے
کلیر شریف سے سفر کو ملوئی کر دیا تھا، بعد میں قمر کو پہنچا
معلوم ہوا کہ وہی میں میں حضرت کا کلٹ تھا ایک سال سے
ن وجہ سے غیر معمولی تاخیر سے پہنچی مگر چلتے ہی تو وقت سے
نکل چکے تھے

آج اٹھ کر کئی سال بعد آئینہ دیکھا مگر انگلیں میں شجر
ہند سے میں خشک ہو جانے کی خوشی یا اس کے آثار راقم سے چہرے
سے غائب تھے ڈھنکی لہجہ کی وجہ سے اس بات ن کوئی خوشی
پنے چہرے پر نہیں دیکھ پنا سا چا تھا۔ اس وقت ما سے تو
حامد پور پیر ضویہ مقرر تھا چلا جاتا اور وہاں سے سامان لھڑا
پچے عیر حامد حسینی کے گھر پر رکھ دیا، اس کام کے لئے ارادہ
تو کیا مگر وہیں دوس سے قسم پر بھی قبضہ جمع لکھا تھا، اس لئے
مدد کوہ کام کو ملوئی کر دیا، رخصتوں کے لئے رہی ن
حاصل ہوں میں حاضر ہوتا، زندگی کے اس مرحلہ میں بھی فقیر
سے ہمیشہ کی طرح تباہی بھی اپنے ساتھ مقرر مشغور ہر رخصتوں
میں سب سے کئی قیمتی مشورے سے اور حصوں رکت کے لئے
آپ سے سادہ شفقت میں بھی چھا حاصل دست گزار

سب کچھ اس شروع ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ میری
پریشانی بھی بڑھتی جاتی ہے پریشاں میں لے لے تھا کہ کس موقع
پہ چنا معرودہ بحسور تاج لاصیہ، پیش کر پاؤں گا، اسی موقع میں
ایک در سب گر گیا پتا ہی نہیں چلا حال نکلہ تسلیم بھائی اور
دوسرے دوستوں کے بعد سے آپ تلبہ پنا مدعا ایک ماہ
قبل ہی پہنچا چکا تھا، اس موقع میں میرے گھر میں کئی باتیں ہوئیں
اور میرے ساتھ کئی ساتھی گھر سے، حسن ن وجہ سے میرے روتے
وہیں کی کیفیت پر رور رہا، چکی تھی اور میری حالت رور رہی تھی

در خلاصہ مصطفیٰ رسول

مسلم ثقافتی آثار کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

نقشہ ہائے آثار کا مسلم معاشرے میں بچھنا مگر کی موت کی علامت ہے

نقشہ جمل ہیں جس کی پشت پر شامت اسلامی کے پھر برسے
ہر تے ہیں یوں کی بعض وہ ہم جو رنگوں سے منسوب واقعات
مشاہدات کے صحن میں مروج ہوئے، جیسے چھوچھو مقدس مارہرو
منظہرہ، گھبرگدھیرہ، چنے سیکڑوں، مہر مناسبت و معنویت کھتے
ہیں جمشیل طلوعت کا باعث ہوئی۔

[۱] مساجد تو ہیں بھی اسلامی تمدن کا شہر تیار ہیں جس کی تعمیر
میں جہاں اسلامی فن تعمیر کی جھلک ہوتی ہے، وہیں ملکی ثقافت
جہر بھائی بیعت کا مٹل جیسا رہا جاتے، قوموں کے عہد زلی
کی ہر دہائی میں طرز تعمیر میں مستور ہوتی ہیں۔ حصار و گہد
برج و محراب، گنجا اور آمدے، نیچے، و صوبہ، رے، رے
دواں و نقوش سبھی پچھ پی شاں، شوکتہ گھر و ہنگام کا لفظ
تیار ہوتے ہیں، جس کی پشت پر کی قافلہ رواں دواں محسوس
ہوئے ہیں، ہنگام جہاں میں مشعلوں اسال جب ان مساجد ہزار ہات
رتا ہے، جو نقش ماضی ہوتی ہیں، ہزار ہائی تسلسل کے کئی نظارے
مشاہدہ ہوتے ہیں ثقافتی رخ قبولے کیا تھا۔
اپنی مت پچ قیاس قوم مغرب سے رے
خامن ہے تربیب میں قوم رسوں ہاشمی

ہم مسلمان ہیں ملکی نق ہیں، موجد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ہمارے روں کا رشتہ ہے، ہمہاں لباس، کتا، رھ رھ، چال چلن
گنگو سب اسلامی ہوئے چاہیں، ہم کوئی گنارک یا دگار، گھر
گارجانہ تو میں سبھی کے نقش دگار مسلم تہذیب کے حواس ہوئے
چاہیں، عمارت معر فی فکر یا شرکیہ آثار کا مسلم معاشرے میں
جھلک مگر موت کی علامت ہے، بلکہ بطور وسیع بھی ہمارے کام
شرک یا معر فی تمدن کا رھ جہاں کہیں ہوتا چاہیے، علامت، رے،
فکر کو متاثر کرتی ہیں، ہم حصار کی علامت، حصار میں گئے، تو

تہذیب یہ تمدن ثقافت کے شامت و آثار فکر و فکر کی
تعمیر و تربیت میں ہم رے رے کرتے ہیں، اسی سے مسلم سلاطین
سے اپنے عہد میں تعمیرات، آثار، عمارات اور یادگاروں کے
قیام میں ڈرائی، نقشہ، اور ظاہر و باطن میں اسلامی طرز و انداز کا
بھر پور پاس و غاظر رکھا، جیتے مسلم سلاطین ہند گھرے کی کٹر
تعمیرات اسلامی فن تعمیر کا شہر تیار ہیں، ہند سے پہچے پہچے پر ہر سہ
آپور و شواہد اپنی ریں بھیر ہے ہیں اور بیعت یہ ہے کہ
نقش ہند ہے شواب علیہ صحنہ، وہ
سے ہر کرم رور برسا ہوا

[علامت حسن: ص]

چند مثالیں عربیہ مہر میں بعض اصطلاحات عربیہ،
سوں مقامات اور علامتے جیسے تسبیح رھتے ہیں، جس سے
ہندہ اسلامی آثار کی جھلک واضح ہوتی ہے، مثلاً
[۲] عمومی طور پر جو جگہ ہندوستان معرہ مشہور ہے یا جو جگہ ہند کہا
جاتا ہے، جس سے ہند پر جو جگہ عربیہ رے کے اسماں پاتے
ہیں، اسلامی روحانی آثار جاگر ہوتے ہیں ہند سے انہما
م سے پختہ رشتہ و تعلق کا، نگاہ ہوتی ہے۔

[۳] تاج محل، قطب مینا ناں، قلعہ چارمینار شاہان معصیہ سے
مقبورے، بی بی کا مقبرہ، مسلم بادشاہوں کے تعمیر کردہ قلعے، عمارت،
عوامی عمارتیں، غیر و غیرہ فن تعمیر کے دھوئے ہیں جس میں اسلامی
ثقافت مستور ہو جاتا ہے۔

[۴] شہروں کے نام میں بھی یہ جھلک صاف دکھائی پڑتی ہے،
جیسے احمد آباد، احمد نگر، محمد آباد، رے آباد، فیض آباد، حیدر آباد، نظام آباد،
اورنگ آباد، رحمت آباد، کبر آباد، کبر پور، حیدر آباد، رے پور،
رے آباد جیسے نیکوں نام ہمارے تاریخی تسلسل و رہنماں ماضی کا

ان سے موجودیت رہا۔ آج کی مایوس نگاہوں سے مرعوب سبیل
شد پان تین کھنٹی مدد کی تھی۔ رہار سے تبدیل شدہ صورت
مائی تھ کر وال نگاہوں و ہون چڑھایا جاتا ہے، جیسے حدس
میں مسلمانوں کے تیرمٹ دینے سے بعد مسجد فرطہ کو قلیا میں
بدن یا گنیا، عمارت مائی کھی گئی۔ سبیل وہ رواں کا مورہ بناؤں گئی
اسوں (اصغر قریطہ عمر، موصد کی شکست کی علامت بن گئی۔
ہے، ہمیں چاہیے کہ سب تمام کام اپنے تجدیدی پس منظر میں انجام
دیں۔ کہ حصول کو سپر اور قومی و قرا کو آسر ملے۔ و پان تین
دھن جاتیں، پاکیزہ عقد میسر آنے، حصول کا رخ، ایک صدی قبل
اہل حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (وصال ۱۴۲۱ھ، ۱۴۱۳ھ)
نے انگریز کے ساتھ ساتھ مشرکین کی سازشوں سے بھی باخبر کیا
تھا۔ آپ سے ہے، اتحاد کی مخالفت کی تھی جس سے مدد کی و
مخروں ہو، و شریعہ و رور و کتویت سے، آپ سے یہ دہن
یا تھا کہ نہ گھر، ہمارے خیر خواہ ہیں، نہ کی مشرکین ریکس مشرکین
سے اتحاد کی تدبیر میں بیٹھے، اچھے خوں کی طرح ٹر گئے، وقت اور
حالات سے اچھی حضرت و و پانی پر مہر نگار، و تری کی کج
ظہور ہو، نیکن مسد، شمس کی ی شام آگئی، تہدیک و تھانی ہمار
متا سے جاسے سے، و یو، وائی فکر، و دلی جاسے کی
مسلمانوں کے ہو سے ہو یاں، میلی میلی کی مساجد پر جھنڈے کیے
گئے، دنا رحمت مرچے گئے۔

مسلمانوں کے ہمدی اتحاد متا سے کی نو سٹش ہوئی، حتی کہ
دہاں پر بھی تہد کیا گہا، ہن میں شعا نیک کو ش، ہا و گیا
و زمینوں پر تشدد، حقیا کیے گیا، ہا سے کو شہ بنایا گیا، حال کا
مشاہدہ کیجیے، کئی شہروں، و شیشوں کے نام تعصب میں دہن کیے
گئے، و جہ تہد کی کہ ناموں کو مسلمانوں سے منابہت تھی شوکت
مدی طاب سے قلبا رہوتا تھا، پھر نصیب عمل میں بھی، نظام سے
متعلق علہ ہی شمل کی جاتی ہے، تاریخ کو شہر سبھا جاسے
شرک و کفر کے مہمو مہال، صاحب کا عصر بنا سے جار ہے ہیں، جن
کا توڑ صرف یہی ہے کہ پچھ کی اسلامی تربیت کی جانے ال کے
دعوت میں رسول اللہ ﷺ کی محنت اور اسلامی تعلیمات کے نقاش

تھا سے جاتیں تاکہ مغرب و شرک متاثر نہ ہوں۔

تا، ہر سے ضمیر میں معرہ کھن ہو

عشق حرم مصطفیٰ، عمل حرم بویب

صاحب شرف چاہیے کہ مسلم عقول نے نام سدا سے
نام پر بھی، پنا چوراموں کو بزرگوں اور مدنی شخصیات کے
نام مسموب ہیں، شہر ہاں گاؤں اور پوتوں میں جہاں کی اثر
مسلمان رہتے ہوں وہ مطاب، سے مسلمانیت کی تہد اور یا نگاری
تہدیر کو نہیں، پکی حرم مرگرمیوں سے مغرب کا بت نکال، ہر
رک، مدی تہدیر عام رک، اکی پر نظر رہیں، مایوں و
اس میں صلیب کو جھ ہوت ہیں، شاہ القذوم، یٹیں کے چرخ
فصل موم پر ہاں ہوں گے، اور رسول رسول اللہ ﷺ کی سیدت
کی نہیں چاکہ ہوں گی، میدوں کی یا کار صبح مدی کی
شوکت کے دس سے طلوع ہوگی۔

□□□

من ۳۶ کا تہد

الدعاء يوم يابن الله عروجن "رو قاصم۔

عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال "إن الله أنزل الدعاء وندوا وجعل لكل داء دواء
فتداووا ولا تداءوا بمجرأه" روا أبو داود
کہ ہر مرض کی دوا اللہ جل مجدہ الکریم نے رکھی ہے، لہذا
علاج کرو اور حرام چیزوں سے علاج مت کرو اور یہ بھی روا ہے
کہ ان اللہ ہم بھل شفاء کھ فی، حوہ عیہ کھ روا ہے
البھاوی اللہ جل مجدہ الکریم کے حرام چیزوں میں تہد سے
نے شفا نہیں رکھی۔

مام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں

جانب حدیث وہ اس سے بھی بڑی سکتی ہے اگر سے جانا منظور

ہے اور حرام رو میں سوائے گنہ چھ سوائے کی گئی

۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲

لہذا جل مجدہ تہدیر سے سب کی تہد قوت سے حفاظت و
صیات فرما سے، مسلک مہدب مسلک اہل حضرت پر قائم ہے
اور کی پر جائزہ و تہد عطا فرمائے، آمین

□□□

مسلمان تنہا ہی کے دیہاتے پر کیوں؟

طریق مصطفیٰ کو چھو، گا کے آجے، ربیہ کی

اسی قوم دنیا میں ہوئی ہے تھک رہی ہے

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے جو حالات ہیں اور مسلمان جن
مرحلے سے گزر رہے ہیں، مسلمانوں پر جو ظلم و ستم چور ہے ملک پر
سببِ پرہیز ہے، سترحق کا مسلمان کی سزا ہے پرہیز
پہنچ گیا، مسلمانوں پر ظلم و ستم کیوں چور ہے ملک پر کیا وجہ ہے کہ
سچی رہا میں مسلمانوں پر ظلم کے پھار تو رہے جائے ہیں کبھی
میں یا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم دھار چاہتا ہے سچی فلسطین میں
مقصود خدا یا اس علم پر پرہیز کی ناز میں کر دی جاتی ہیں اور
وطن عزیز میں کبھی نجات کی سر میں پرہیز ہے جس کے ساتھ
ظلم و ستم دھار چاہتا ہے۔ عدا خود تین سے شکم جو چاہتا ہے کے
بچوں کو کھانا قتل رو دیا جاتا ہے (اللہ اکبر) یا جو اس سے
کہ دم روڑوں کی تقدیر میں ہیں آخر ہم اپنی تقدیر میں جو کر بھی
مظلوم کیوں ہیں اُجپ کہ ہمارے سونے کا حال ویسے تھا رہے
دو تین سو تیرہ تھے تو رہتا تھا مہندہ

۹۰: مہار حال ہے مجھے کہ ع

جس ہم کو بروں میں تو گئے ہیں غلامی

تاریخ کے ارتاق جنگ بدر جنگ احد جنگ یرموک، جنگ خندق جیسی عظیم جنگوں سے بھرے پڑے ہیں جو مسلمانوں کی بہادری و جوانمردی کی شاہد ہیں اور ان جنگوں میں مسلمانوں کی تعداد دس بی تھی لیکن قلت تعداد کے باوجود فتح و کامرانی ان کے ہی حصے میں آتی کیوں کہ اللہ

جنگ بندی کا دور ۱۱ سے ۱۲ ہوتا ہے

ہفتیں کی ہیں بعد، سے یا ہوتا ہے

ہماری تاریخ تو وہ ہے کہ مسلمان جس طرف نکلتے تھے

اسلام کا علم بلند کر دیتے ہوتی پادری اور جو انہوں کی دھماکے بھرا دیتے ہمارے ہی تباہ قیصر کسوں جیسے پھر یہ پادری کہ شکست سے کر کے اسلام کا جھنڈا نصب کیا تھا چاروں طرف اسلام کی حکومت قائم کی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے تادیبوں سے صحرا تک اسلام کی فضا قائم کر دی جیسی تو کسی نے کہا ہے ۔
دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم سے
عر ظلمات میں دوڑ دے گھوڑے ہم سے

یوں علیدہ بنائی حضرت سیدنا عمر فاروق عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں جاتا جس کی حکومت چاہیں، لکھ بیج میں پرتا تم تھی
وہاں بھی ان کی روحانیت کا حال یہ تھا کہ اس کی حکومت میں
مکے مابین ہاتھ دیا، اپنی بہن پر بھی سیبہ اللہ حضرت
سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں سے ویراں حبیب عظیم
حاکم کو شکست دے کر اس کفرستان میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا
حامد بن امیہ کا صرف نام سن کر پڑی کیا کے بڑے بڑے رستم
سورما پر غصہ طاری ہو جا، چھا، بڑے بڑے حمرال کا سپ جائے
تھے ہمارے؟ کی ایہوں ثوت نے سامنے کفر کی ساری چاہیں
بیجا ہو جاتی تھیں، لکھا ہمیشہ برادر اندام رہے تھے حج
وہ معجز تھے رمائے میں مسلمان ہو

لیکن یہ یاد ہے کہ وہ مسلمان تھے مگر معجزہ تھے اور ہم بھی مسلمان ہیں مگر ہر بات و روحانی کار و مقدر یہی تھی اہم سوال یہ ہو رہی دلیل و تہذیب میں مرزا بھی افسرِ عالم و رانِ فتح و کامرانی و گوئی جو اللہ کا مقدس قرآن ہے اس سے

الطريق إلى الجنة

۵۹/ عاصی کے پیش معزز رہے لیکن کیا اسے یہ آواز ملے گی کہ میں خود

ہیں۔ انہوں نے ٹیکس و سروس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے ۲۰۰۸ء

تو اس پروردگار کی بھی فی حد تک مصلحتیں ہیں، لاقی گناہ
ہیں۔ بے شک، اللہ تعالیٰ ہر محسن و ناصر مالمی ہے۔

اسی طرح حرم مقدس میں چند اور مقامات پر بھی حرم
اشیا کے نام بتا سنا جائے گی۔ یہ قاعدہ بیان کر دیا گیا ہے کہ حاکم
مظفر رہیں ان کا انتقال گزرتھیں۔ یہ کی تعالیٰ ہے

() قَسْ طَطَرُ فِي مَكْتَبَةِ عَزِيزٍ مُتَجَرِّفٍ لِأَتَمِّ قِرَاءٍ
إِلَيْهِ عَقْلُورٌ جِهْمٌ ٥٠ مَادَّةُ (53)

٤٠، وَقَدْ فَضَّلْنَاكُمْ مِنْ حَرْمَةٍ غَنِيَكُمْ إِلَّا مَا
أَضْطَرُّكُمْ إِلَيْهِ (الأنعام، ٦١٩)

(۳) قَسِيضٌ مَضْطَرُءٌ عَوَّادٌ لَا يَخْلُفُ أَمْرًا وَلَا يَنْتَظِرُ أَقْبَالًا وَلَا يَخْشَى أَفْوَاجًا وَلَا يَخَافُ عَذَابَ غَوَّازٍ
تَجِيءُ (الأنعام: 145)

(*) قَتَبَ ضُفْرَ غَيْرِ نَاجٍ وَلَا عَادٍ قَبْلَ اسْمِهِ عَقُورٌ
تَجِدُهُ (المجلد 115: 16)

ای مشی صوبہ بودیکہ کہ بعض اہل علم کو اس کوروتا
دیکھیں غامری حکم کیا کہ سے میں تہج ہو جو سو کی چربی وغیرہ
با کیر جزائے عمرہ پر مشتمل ہے کہ کوروتا وائرس سے لاکھوں
لاکھ جائیں۔ تب تک تلف ہو چکی ہیں لہذا جان بچانے کے لئے
اس کا بھی متعال رہنا ہے۔

بن شیبہ حب ہر اہل بیت علیہ السلام سے ملنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ ایک اونٹ بھی تھا۔ ان کے پاس ایک کھجور کا ٹکڑا بھی تھا۔ ان کے پاس ایک کھجور کا ٹکڑا بھی تھا۔ ان کے پاس ایک کھجور کا ٹکڑا بھی تھا۔

اسلامیہ فاضلہ پریس لاہور سے الطحطاور تالیف کا پہلا دور ت
مگر جو کورڈنگ و پبلشنگ کی کمی ہے اس سے متعلق یہ خبر ہے

حفظاً تقدّم کے تحت یہ کمپنیاں ان لوگوں کو دی جائے گی جنہیں
لاہور ناؤس ہو جے جیسے پورٹا پڑی جا تا ہے واللہ یہ

فانوس کے حق میں کوئی ضرورت شدیدہ پڑی کہ غیبی حرم
شے کے محتال کی جا۔ تے وی گئی اور اگر بالفرض کورنا

مریصہ کی کوئی دیکھیں دی جائے تو بھی ان کا منتہا اس مریض کے لئے سب سے زیادہ ہوگا۔ ہر سال کی صحت دوسری ایسی دیکھیں

موجودہ ہے جو اشیاءِ محرمہ پر مشتمل نہیں؟ کیوں کہ لکھا ہے: **وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُبَايَعُوا فِي الْحَرْبِ** اِس سلسلے میں یہ صورت ۲۷ جول، ہے نہ کسی بھی حرام چیز کو بطور

دو، مستنہد رہنا بھی حرم ہے، مگر یہ کہ تھکان، مہلک یا ناقابل
روا شہ ہو، درمستمان، مہر و نین، و طبیعت یہ کہہ دے (صرف
مہر و نین کا بند ہونا کافی نہیں) کہ میں یا رقی غاصد کی کسی بھی حلال
چیز سے ممکن نہیں ہے، ورنہ یہ نہیں ہو جائے۔ شہا حرمہ چیز میں
کی موصوفہ ہے، اور کون مباح موجود، لیکن یہ کہ تو مجبوراً بطور ۱۰ و
غاصد بقدرہ ضرورت حرام اشیاء کے استعمال کی گنجائش ہوتی ہے،
ورنہ نہیں۔

يختلف في العداوى بالمعصية وظاهر المذهب
يمنع كفا في رضاع نبحر لكن نقل البصيف ثمة و

أمرهم يومئذ آخر كما رخص الخمر لعطشان وعبيه

مفتویٰ دارالافتاء وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار، 1: 210)
 امام علی سخت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

فرمانے لگے
اور میں نے کہا ہے۔ کسی کا استعمال رنچا کر نہیں لگتا۔

پاکستان کو معاہدہ ملے اس حرم ۱۱ کے استعمال کر کے وہاں پر
قرآن یا سچے جس کے متعلق کوئی مسلمان طیبہ بتاے کہ

اس میں شعاں ہیں اور کوئی تک مباح و حرام کے جو اس کے
چشمہ مرہون کے۔ فتاویٰ مرہون، ص ۱۲۲

نہی ہے / مہر ہے یہ
يَجُوزُ بِالْعَبَسِ شَرِبَ الدَّمِ وَالْيَوْبِ وَكُلِّ مُبِغِضٍ

يَسْتَأْذِنُ الْوَلِيَّ ذَا خُبْرَةٍ ظَلَمْتَ فِيهِ أَنْ يَشْفَعُ فِيهِ وَ
تَعْرِضَ مِنْ نَحْبِهِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَهُ مِمَّنْ مَسَّ مَسْنَانِ

ڈاکٹر کی دماغ میں خون، پیشاب، دھواں، روکھا سے
کسی مریض کو شعلہ مل سکتی ہو اور اس کے قبلاں کوئی حلا

چیر (بلوچرو) بھی نے کوئٹہ چیر اور کابل کا علاقہ فتح کر کے

تعلیم کے طرف سے جو پیش کیا گیا کہ اس سال شہر میں
طہارست و خدمت سے جب تک تعلیم نہ ہو کہ اس میں کوئی پابندی

یا حرم چیز ملی ہے جس شب پر جس کو ناجائز کہیں کہہ سکتے۔

را احتساب میں ہے

لا یحکمہ بدعاً سناہ قبل العلم بحقیقۃ حقیقت
حال معلوم ہوئے سے پہلے شیعہ دنیا نجات کا قصد نہیں کیا
جاسکتا

مگر سیدی سرافا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قاضی بریلوی
قدس سرہ دی عبارت ۷۰ رے سے بعد مذکور ہے

ہاں ”کچھ شیعہ سکون خیر کسرا احتساب کرے تو بہتر ہے
بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد قہد
یعنی اس نے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشا
گرمی ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ (اس کے متعلق) ایسا
ہوا گیا ہے“

یہ چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں

خبر کے بالوں کا شش بھس ہے اور اس کا استعمال حرام اس
ے انت مانجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے اور وہ بھی بدو
بدپ سے آئے اور غریب کہے ہیں معلوم ہوئے کی صورت
میں بصر حرام ہی ہے اور شیعہ کی حالت میں بھی چنا ہے“

دہانت کا قدر تو یہی ہے کہ جہاں اشیاء کی صلیت بتائی
گئی وہیں یہ بھی بتایا جاتا کہ شیعہ کی حالت میں اس کو دینا و پیش
سے چننا چاہئے جس سے متعلق کہا جا رہا ہے کہ وہ سورن چربی پر
مشتمل ہے مگر معصوم نہیں کیوں اس ریات رن کے تقد سے کو
پور نہیں کیا گیا

ری بات موصول پر مشتمل دو اوس کے متعلق کر لے کی
تو فقیہ سمیت میں اس کی صحت کی علت عموم دہلی متعین کی گئی مگر
اب تک یہاں وہ صحت کہاں متحقق ہوں ہے نہ جس پر قیاس کیا
گیا حسب تک علت جامعہ نہیں پان جانے کی مقیمیں در مقیمیں
علیہ دونوں کا حکم یکساں کیسے ہو سکتا ہے؟

مصرن و رالقاء کا اس مسئلے میں یہ بنا ہے کہ مذکورہ وردنا
بشمین سے جوار علم ہی ہے، اختلاف پر درست نہ کہے ہیں انقلاب
ماہیت کو جس کی تشریح حضور صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کے
قلم سے مل نظر فرما میں

شعبان ۱۴۴۲ھ

جو چیزیں اسکی ہیں کہ وہ خود جس میں (جن کو چاہی اور
نحاست کہتے ہیں) جیسے شراب یا خلیفہ کسی چیز میں جب
تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو
سکتیں شراب جب تک شراب ہے جس کی ہے گی اور
سر کر ہو جائے تو پاک ہے“ ۱۰ ہمارا ہمت ۲۰۲۰

تو جب تک اس دشمن میں شامل، جزاء عمرہ پر سجال اور
انقلاب ماہیت (یعنی سور کے جزء ہی صلیت اور صلیت
ن صر چھوڑ کر کچھ اور ہو گئے ہیں) صادق نہ آجائے اس کا متعلق
حرام ہے، یہ مصری دارالافتاء کی طرف سے اس بات کی بھی
صرح کی گئی ہے کہ بلا ضرورت منجھو ملجھو جس اشیاء سے علانہ
باتفاق انہم حرام ہے

لفقہاء متفقون فی الجملة علی تحریرہ نقدی وی
بالنفس الا فی حالة ضرورة أو حاجة المصلحة التي لا
یوجد فیہا من الظاہرات ما یمنع من النجس و اوضاحت
الدار فی فتوہا ن مسألة مدح و عروس کورون
المستغدر فیہ مشنقات التذیر یبسی بحکم فوجہ
علی الاستعالة و علی ائی الاستعالة تنکون مع دینی
مو دأخوری

علامہ کلام

”رکوع سورہ، دیکھیں حرمہ، اشیاء پر مشتمل ہے تو اس کا استعمال
ناشری لفظ نظر سے ہرگز چاہیں یہ تک نہ صحت مجبور
ایضاً نہیں ہو اور وہی مسلمان طیب ہے یہ بتاؤ کہ اس میں شفاء
ہے، یہ اس کا کوئی جائزہ نہیں لگی، سورہ سورہ وہ بھی صحت
پر عمل ہوگا جبکہ اس مسئلے میں غریمت ہے کہ ان حالات میں
لگی اس کے یہ نہیں یا جائے اور پاک و حلال وہ اس سے صحت
امع و کی جد و جہد کی جائے کہ درود ہے

عن نبی ہریر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
”ان اللہ یغفر الذنوب الا ان یسألہ شفاء“ ۱۰ رواہ البخاری
۲ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ”الحکیم دواء فذا أصیب دواء“ ۱۱

ماہنامہ علمی و تحقیقی اسلامی شریعت

ماہنامہ علمی و ادبی شریف

کمر کسٹروں کی بیف پارٹی پر سناٹا کیوں؟

آپ آقا سے ہے پے بھکتوں سے دعا میں یہ بات بھار لگی ہے
نہ بھارت بیف شکاروں و سبزی خوردہ فروشوں سے جس میں
ہی گوشت خوردہ میں جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہے، پہل
رہے ہیں سسٹم میں بائیں سروے کے مطابق بھارت میں 71
فیصد گوشت کھاتے ہیں، حکومتی رپورٹ کے مطابق بھارت
میں مسلمانوں کی کل آبادی 23 14 فیصد ہے، اگر مسلمانوں کی
کل آبادی کو گوشت خوردہ میں لیا جائے تو 77 85 فیصد غیر
مسلم آبادی بنتی ہے۔ اس پچاس فیصد آبادی میں 77 56 فیصد
غیر مسلم آبادی گوشت خوردہ ہے، یعنی گوشت کھانے والوں کی
تعداد کل 29 فیصد ہے، کسی صوبے میں اتنے فیصد گوشت
کھاتے ہیں، اس امر سے میں ملاحظہ کریں۔

تدوین پر پیش 98 25، تنکا 98 7، حمل 97 85،
ایشہ 97 35، کیرن 97 97، سہ 92 45، چھتیس گڑھ 82 05
بنگال 79 4، تامل 79 4، جھارکھنڈ 79 4، کرناٹک 78 9
آرکھنڈ 72 65، مہاراشٹر 59 8، اڑیسہ 60 5، گجرات 52 9
مہاراشٹر 49 4، گجرات 39 05، پنجاب 33 25، بہار 30 75

ان تمام صوبوں میں آسام، بنگال اور پونڈی میں مسلم آبادی
۲۰ تا ۳۰ فیصد ہے باقی غیر مسلموں میں مسلم آبادی ۲ سے
۱۳ فیصد کے درمیان ہے لیکن ان صوبوں میں گوشت کھانے
والوں کی تعداد ۳۰ فیصد سے ۹۸ فیصد تک ہے اب بھارت
میں سوچا رہتا ہے کہ مسلمانوں سے خداوندی بڑی غیر مسلم آبادی
گوشت کھاتی ہے، گوشت کھانے والے مسلمانوں کے پاس
مال بوندے سے بھرتی ہوئی دن پانچوٹگی کرنے والے انکھار
گھومتا کی قسمیں کھانے والے پیتا کرکڑوں کی گوشت خوردہ پر
کیوں موش نہیں؟

آپ کیا کھانا چاہتے ہیں یہ آپ کا مکی دراتی
معاملہ ہے، چورکی دینا میں سے انسان کا پیارنی حق مانا گیا ہے
میں ہمارے دین میں کیا کھانا ہے یہ آپ نہیں حکومت ملے
تی ہے حکومت کی طرف پانی کی وجہ سے مکی لوگوں میں
لہری چھوڑی کی نویر سے موسم کھاس نہ ملے کب کی ہیں،
جو ہر کسی کے کھانے کے کوپک رسے کھوتے ہیں، انہیں
چند بھکتوں کے شامے پر ان لوگوں کو کٹ کر کھانے کے نام
پیتاں روایت کرنا، کھانے میں شریک نہ ہوں، ان لوگوں
سرمیلیٹی نویر ہے جہاں کورنا پانچوں سے درمیان کرکٹ
بھلی جی ہے، اس درمیان میں سے پانچ کھارنی کو دیا
پر دو کوں سے خلاف ایک ہوٹل میں کھانا کھاتے نظر آتے۔

ان کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ان لوگوں کی مل سے مطالبات
کھانے والوں سے بیف (گائے) اور خنزیر کا گوشت کھانا
قصور نے گوشت پرشید بھکتوں کو ختم کر دیا، ہوتے ہیں بیف کا
نامہ آئے کی بھگتے مدد بھکتوں کا پارہ چڑھ گیا، ان لوگوں سے
موش میڈا پر ہی کھانا ہوں کو حصرن حولی سنانا شروع کیا،
ان لوگوں کا نام اور سیاست ہوں سے اس معاملے کو پیسہ بھگت
جیسے بھگت کی کہیں تھا، حد خواست گروں میں مسلم بھارتی بیف
کھانا تو بنگال اور سیاست اس پر چڑھائی چکے
ہوئے مگر یہاں بیف کھانے والوں میں پنے کی کوک شریک تھے،
ان سے ہر دن جہر لایا جہر پانی کے کی گئے سے، دیکھو گی

بھگت ہے کا بیف، انھیں یہ ہوتا ہے کہ آپ کا
دعا دوسرے کے قبیلے میں چلا جاتا ہے وہ آپ پنے کو پنے
مجھے کی طاقت سے جیتنے میں اس سے بعد بھگت کی دیکھنا ہے
جو اس کا مکی اور آقا سے کھانا چاہتا ہے، پنے کی کچھ مکیوں

سے اس کو خیز پودے کو اس کو عمری میں متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے پرچہ کی حالت کی شواہد یاں پھر لکھائی چھپائی کے دشمن اس کے بعد سعید کاوند سیانی وغیرہ ایسے امور تھے کہ جنہوں نے اس وقت تک پرچہ کو بہت سی خوبیوں سے محروم رکھا۔ عدوے فصل کیا کہ لکھائی چھپائی کی طرف سے بعد لکھ قندے اطمینان ہو گیا ہے۔ وہ یوں کہ مطبع حسنی محض اور صائی طبع کی غرض سے قائم کر لیا گیا ہے۔ سب پرچہ ان شاء اللہ بغیر پرچہ ہے جو وقت پر حاضر ہو گئے گا، اس وقت تک جس قدر خلاف وقت دشمن ہوئی اور محض یہیں دشمنوں کے سبب سے تھی اب صرف کاوند کی کیا بی محسوس ہو رہی ہے جس کی فکر میں ہوں کاوند کی سیانی کا یہ عام ہے کہ ایک پرچہ کے لیے اچھا سعید کاوند تیار نہیں ہوتا کہ پورے پرچہ کی ضروریات کو نکالت کرے، یہی معدوری کے سبب سے ہر پرچہ میں درکار کاوند کا ناگزیر سامنے اس کی تصدیق آپ کو اس موزوں اور ضرور سے بھی ہوگی۔

ماہنامہ سنی و احسان بریلی شریف ۱۱/۲۲/۸۱ء

جاری

ص ۵۲ کا نتیجہ

کی انہی اس مقالہ پر جا رہے ہیں جیسے شاہ میں بی و اس نمبر سے آپ نے نئے خصوصی طور پر تحریر کیا تھا اس مقالہ کے سبب اس وقت حضرت ابو یوسف انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ عر تھے، یہی ابو یوسف لکھ دی شاہ میں سے ذرا ہوا ہے وہ اسے علم میں سبب سے اسے عام کی اور اچھا میں سے تھے جس کی تحویل میں شاہ میں کا دو تاریخ مار خط تھا ایسے اس سے سر کا دو حامد بھی لکھ کر کے نام لکھا تھا

جب حضور ارم علیہ السلام اس مقالہ میں داخل ہوئے تو وصیت کے مطابق محمدناشدہ حد ابو سل نام شخص کے ساتھ آپ کی خدمت میں جب وہ خط پیش کیا گ تو آپ سے کوئی کو لکھتے ہی فرمایا چھ تو ابو سل ہے۔ مجھے شاہ میں لکھا ہو وہ خط ہے اسے جو تیر سے پاس ہے

□□□

ہے ہمارے اس کی بد قسمتی یہ کہا جا رہا ہے کہ۔ یہودیوں صدی میں بھی ہمارے یہاں تھا جسے پیشہ کی بنیاد پر نصرت اور سیاست کی جا ہے اچھا ناپائیدار سال کا ہے جدی اور اقی معاہدے سے لیکن مسلمانوں سے نصرت اور سیا کی نفع کے راجح میں کھائے پیسے کو بھی دشمنی اگانے کا رعبہ ہانا گیا ہے، حالیہ وعدہ سے یہ بات بہت واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ اس ملک کے غیر مسلم بھی اس درجے کے گوشت خورد ہیں گوہن میں یا اور بھٹوں کو چاہیے کہ جس طرح مسلمانوں کے خلاف شور مچاتے ہیں وہی ہی ہم دیگر گوشت خوردوں کے خلاف بھی چلائیں اسے یہی آنکھوں سے دیکھتی ناچشم تار دین وہ ملکی میں ۱۶ ماہ کو رہا دے کر گریں

ص ۵۹ کا نتیجہ

تعلیم اور پھر پرائیمن کے لیے جو کمزور سے جو بات ۱۰ مہینہ جاتیں تاکہ نکالیں گے ان کے سبب سو کمزور سے بھروسے بھڑے مسلمانوں کے عقائد میں سی طرح کا تزلزلہ واقع ہو اس نے بعد بھی مباحث اور تاریخی حقائق بھی رعب در پست صحت پتے رہیں گے۔ ہمارے مدبر

الغرض کے صفحات اور قیمت

رسالہ کی قیمت تین سے علاوہ محصول دے رکھی گئی تھی سالانہ دو ۱۲۰ روپے مع محصول ڈک، ششماہی سو روپے سہ ماہی دس روپے تھی رسالہ عموماً بیس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا ضرورتاً صفحات کا اضافہ بھی ہو جاتا تھا

شاہی و شہوریاں

رسالہ کی قیمت میں اکثر کچھ پرچہ تاجیر کو جاتی تھی اس کے کئی اسباب تھے اس میں سے ایک ان کے سبب طاعت تھا مگر مال میں ۲۰ سے تک رسالہ کی طاعت کی غرض سے کسی مطبع قائم ہو گیا جس سے رسالہ کی بہت سی قیمتیں حتم ہو گئیں البتہ کاوند کی کمی سے رسالہ در رنگ کے کاوند میں چھپتا تھا اس کی تکمیل مدبر موصوف سے جو آخری زمانہ سے مد خط کریں

ناظرین راہم! آپ کا رسالہ اس ماہ کا ۲۲ کر حد کے فصل و کرم سے گیا رہوں میں پیسے میں قدم رکھا ہے مگر کلان مصطفیٰ

ماہنامہ الرضا بریلی شریف! تعارف و اشارہ

کی قابوئی جا رہے تھے۔ اس پر عمل درآمد بھی ہو کہ
تیسرے پرچے کے جلد ممبر، شہزاد وسر ماہوس رہا بھی لکھا جاے لگا
مدد مصحوب اس نوے سے رقم طرہ رہیں

موت وہ خدا کا ہر ارادہ رشتہ ہے نہ پرچہ کو محشر میں صلح سے
موت، الشیوع ہونے کی جانیت دے دی ہے اس مرتبہ
اس میں یہ کہ ہر تاخیر معاف فرمائی جائے آمین
سے من شاء واللہ کسی خاص وقت کی پابندی کی جائے گی،

[illegible]

وَيُجَسِّدُهُ رَبِّيْ رُحْبًا

— FSA

أَتَدْرِي هَلْ فِي رَجَبٍ وَهِيَ ظُمَاءُ

آیہ نصیبیہ، اَلْمَدَارُ ذُو الْمَدَارِ

أَمْرٌ شَدِيدٌ أَحْبَبْتُ إِلَى السَّمَوَاتِ مَا فِي الْأَجَلِ

يَوْمَ تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْدِ الْمَنْفُورِ

سید الانام علیہ السلام حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم

هَيْبَتًا هَيْبَتًا مَرْحَبًا، لَكُمْ مَرْحَبًا.

وَأَهْلًا وَسَهْلًا قَدْ كُنْتُ مَكْتُبًا إِلَيْهَا

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ

أَذَاهُ مُخَمَّسٌ، كَ الْبُحْبُوحِ لَهُدٌ،

۱۰۰: یَقْتَضِیْهِ بِشَرِّیْ سَکَّ ۞ قَدْ خَلَقْنَا لَکُمُ ۞

مرکز میں سب ریڈی شریف تعلیمات اسلامی کی ترویج و اشاعت اور مذہبی صحافی خدمات کے خواہے سے جسد و ستار کا محنت و شہر ہے۔ اس مقدس شہر سے پشاور ریڈی کتا میں رسائل و جرائد شائع ہوئے و رائج بھی ہو رہے ہیں۔ ہم یہاں یہاں میں سب کی سہجہ کی میں لکھے دو سے رسالے ماہنامہ الرشد، الریل شریف کی حالت کر رہے گئے۔

ما جتنا نكره ان نرث

ماہنامہ ارمہ بریلی شریف، احام ال سنت اہل حضرت
مجدد ربیع الثانی، مام الحدیث صاحب قدس سرہ رحمہ کی سرپرستی
میں صدر اشرفیہ خدامہ عظیمہ علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام مطبع
اہل سنت بریلی شریف سے طبع ہو رہا ہے۔ رصاف خانقاہ رضویہ مجد
سورگمران سے شائع ہوتا ہے۔

1216

محرم ۱۳۳۸ھ میں پیدائش ہوئی۔ ناظرین رسالہ کے شکایت کی رہنمائیوں پر اس کے رسالہ درج نہیں ہوئے جو مدبر رسالہ سے درج ہونے لگے۔

معذرت بعض منسب کو یہ شکایت ہے کہ درج بلدی
لعینیں میں سب سے چھپتا ہوا ہے سو دینا التماس ہے کہ جو
ہرچہ بقید تفتیش چھاپے جاتے ہیں اس کے لیے مجسٹریٹ
صلح کی احارب درکار ہوتی ہے۔ پھر اس پر امرائے متعلق
محمی درج دست گزشتہ چھپتی ہے۔ حالت ملنے پر ان شاہ
اللہ عزوجل سے کہ منسب مشایخ میں شاعت ہوگی۔

م. ١٣٢٩

الہبتہ فیروزہ ماہ یعنی ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کے تعیین تاریخ

۱۳۳۸ھ سے رجب الاولیٰ ۱۳۳۹ھ تک، اس کے بعد رسالہ کی اشاعت کا یہ نہیں کر دیا۔ کوئی حوالہ اس لیے کیا جا سکتا ہے کہ منس ہے کہ یہ تحریر شمارہ ۵۰ یا ۵۱ کے بعد مزید ایک دو شمارے اور رہے ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مضامین و اصحاب کا ورث

مرحوم کے مضامین مددِ علمی، علمی، تحقیقی، تاریخی، اخلاقی اور ادبی ہو گئے تھے، اصحاب غلامی، مددِ نظریات، تاریخ، سیر، قصائد و مناقب اور تقیبات پر مشتمل مضامین اور منظومات کے علاوہ خصوصاً عام اہل سنت کے فتاویٰ و مسائل اور ملفوظات شامل رسالہ ہوتے تھے، اہم اہل سنت اعلیٰ حضرت، تاج العلماء محمد میاں ماہر دیں، ستادِ حسن علامہ حسن ربیع، علی، مفتی عظیم ہند، صدر الافاضل صدر الشریعہ ملک، علی، باہا ملت، مددِ حسن صاحبان اور دیگر کابر علماء و مشائخ کی مقدس تحریریں رسالہ کی ریت ہوتی تھیں۔

رسالہ کا سرورق

رسالہ کے سرورق پر رسالہ کے نام کے ساتھ درج ذیل تحریر بھی ہوتی تھی ملاحظہ ہو۔

شریعت نبوی کا حامی، طریقت مصطفوی کا مددگار، خلق محمد سکھانے والے کفر و شرک سے بچانے والا، اصولِ معاشرت بتانے والا، سلام کا سچا پھر، مسلمانوں کا بہترین رہنما، تمدنی، اخلاقی، دینی مصداق، کائنات کا کمال جو بلا حدیں و انتہا، وقت اپنے دارالاشاعت بریلی محلہ سوداگراں سے ۱۳۳۸ھ میں خدامِ اعلیٰ محمد حسین رضا خان شائع ہوتا ہے مطبع اہل سنت و جماعت بریلی میں باہتمام مولوی احمد علی صاحب چھپا۔

مددِ شاعر خاں بریلی شریف، ۲۴ مارچ ۱۳۳۸ھ بروز

الرصا کے اغراض و مقاصد

الرصا کی اشاعت کے چند اہم اغراض و مقاصد تھے جو مدیر رسالہ کی جانب سے پشتِ رسالہ پر رصا کی دہائی کے عنوان سے شائع کیا جاتا تھا، یہاں ان کا نقل کرنا کاندھ سے غالی نہیں، مددِ حفظ نہیں۔

الرصا کی دہائی تھی ہے کہ مسلمان سچے مسلمان بنیں، ان کے اقوال و افعال قرآن عظیم اور حدیث نبوی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے موافق ہوں، خداوندِ عالم کا خوب اور اس کے حبیبِ حبیب کی کجی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہو، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری سے صحیح، تعلیمات، پائش کیے جائیں تاکہ وہ اس مقدس، امت میں معاشرت و پناہ دے سکیں، دلیہ سے تمام رسواں اللہ عظیم جمعیں کے صحیح و درود صلی اللہ علیہ وسلم یا درودے جائیں تاکہ یہ ان کی امور نصیب و رافقی تریں و صیون کو دینا، استوار عمل تبصر میں علم، ان کے برکات اور علانیہ امت کے کارناموں پر انہیں مطلع کیا جائے تاکہ یہ ان کو پتہ چلے کہ اسلاف کو کم لے ان کتابِ علم و دعا، جس میں کسی کچھ جہدِ جہد ہے، عام، اعلیٰ درجہ، ان جیسے ہمارے عام درمصر و شام جیسی عظیم الشان اور مگاہیں، دیہات، جنگ و پیش، ریکی و اسلاف، رام کا عروج اور ان کی شان و شوکت نہیں دھانی ہوئے تاکہ وہ موجودہ

تہذیب کی پختہ پختہ و پختہ ترقی کی شاہراہ پر چڑھیں اسلام کی اخلاقی تعلیم سے ان کے کان آشنا کیے جائیں تاکہ کبر و نخوت ان کے دماغ میں نہ رہے، اتفاق سے ان کا سینہ صاف ہو جائے بغض و حسد ان تک نہ رہے پائے و ریا کے پاس نہ بچھیں، اتحاد و تعلق ہمدردی اور صد رحم و دین پیدا ہو، اسلامی اخوت کے قابل قدر رشتہ کو مضبوط کریں، دین کو دنیا پر قربان نہ کریں، بلکہ دنیا کی کے مہارک و مہارک میں دیوں و ترقی حاصل کریں، سچے ہر کام میں قرط و تقویٰ سے نکل کر حلال پر آجائیں۔

زمانہ کی ن بے جارموں سے (جو قانون شریعت کے بالکل خلاف ہیں) پر زور کریں، چوں کہ دنیا میں قدم رکھنے کے بعد ہر مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد و اعمال و امت و معاملات کو باوجود اعتدال پر سے آئے، لہذا پرچہ کی ترتیب میں بھی اس امر کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

یعنی بدی صفحات میں بدی میں کی گئی تھی ۳۸ نمبر

مارچ ۱۳۵۲ھ

شعبان ۱۳۵۲ھ

کو غالب گمان ہے کہ خاص قدامت چہر میں کسی شخص کی امیر نش ہے الب کے لئے یہ حکم درمؤکد ہے۔ یہی چیز سے وہ پابند نہیں رہیں حکم عام میں چیز سے جس سے وہ پابند نہ ہو سکا ہو سکا اصل میں جو حکم طہارت ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے اور معلوم طہرہ کہ اس سے بچنے میں شدید حرج ہے اس کے مد نظر حکم عام سارے لوگوں کے لئے اس کے حرام اور ناجائز ہونا اس کے استعمال سے ممانعت کا نہیں ہو سکتا جو لوگ منہج تقویٰ پر تقویٰ و روش پر گامزن ہیں الب کو یہی مدینہ ہے کہ وہ اپنی تقویٰ کی روش پر گامزن رہیں اور خصوصاً جن کو شبہ قویہ ہے ان کے لئے حکم مؤکد ہے

عرض ۲: یہاں جرمی میں، وہاں کے کچھ سول کے قوں بھی چھلکے کے اندر جلاٹین پڑا جاتا ہے، اس مادے کو سو فیصدی جاکوڑوں کی ہڈیوں سے جس میں ضرر بھی شامل ہے، بنایا جاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ پستان میں چاروں کے چھلکوں سے بھی یہ بنایا جاتا ہے

ارشاد صبر تو پہلے مسئلے سے ظاہر ہو گیا مگر ثبوت شرعی سے اور اصل قادیان سے یہ ثابت ہے تو یہ بنایا ناجائز و حرام ہے اور اس کا استعمال مشرک ہے اس کی جارت نہیں ہو سکتی اور اگر اس میں شرعی سے ثابت نہیں ہے تو سب سے پہلے وہاں اور اپنی تقویٰ سے پابند رہیں اور حکم عام اس سے ممانعت کا نہیں ہو سکتا البتہ اس سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ کو کچھ سو سے لگاں کر کھادیا جائے تو عام لوگوں کو بھی اس سے بچنا ممکن ہے لہذا ان کو روکتا جانی چاہئے۔ یہی صورت میں جب کہ جرمی و حیرہ میں جہاں مدور ہے سب سے پہلے اور اسے طور پر بدجاور کا گوشت یا اس کی تہ کی ناجائز طور پر جاکوڑوں کی ہڈیوں کا استعمال شائع و نسخ ہے اور پھر ان لوگوں کو یہ بدیہ سے کہ وہ کچھ سو لگاں کر دے

کو استعمال میں

عرض ۳: اگر نماز کے دوران موبائل بج مٹتا ہے تو پکٹ میں یا جہاں موبائل رکھا ہو اسے بند کر سکتے ہیں؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ آج کل ہنگ ٹون نمونہ موسیقی کی شکل میں ہوتے

ہیں تو نماز کے دوران بچے پر نماز کا کیا حکم ہے؟
ارشاد: ہمارے ہاں سے کوئی اثر نہیں ہوگا البتہ خشوع و خضوع میں یہ اصل ہے۔ بے لہذا ہمارے دور میں پکٹ میں یا جہاں نماز پڑھا ہے۔ اس موبائل کو اس کے ساتھ رکھیں بند موبائل کو باعزت کر دیں یا اس کو آگ لگیں اور اگر اتنی قیہ طور پر جیسے میں موبائل بج گیا تو اشارہ حقیقہ سے اشارہ کر کے، بیٹے سے عمل حقیقہ کے ذریعے سے اگر اس کو آگ لگتا ہے تو اس کو آگ کرے ورنہ رہے وہ اگر عمل کثیر کا یہ منقاصی ہے تو رہے اسے ورنہ اس کو بند کرے۔ بچے چلے گا تو اس صورت میں عمل کثیر کی وجہ سے اس کی ما بھی فاسد ہوگی

عرض ۴: نصرت سے بچنے سیشن میں فرما دیا تھا۔ پیدائشی کی چند سو سے جب کہ ہم سے بچیں کی سے ہے۔ ہر نماز پیدائشی کی ہوتا ہے اس بارے میں کچھ وصاحت فرمادیں؟

ارشاد: مجھے اس مسئلے میں جو معلوم تھا وہ جو آیات و احادیث سے معلوم ہے وہ نصرت عیسائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تصریح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ کو نبوت عطا فرمایا اور مجھ کو حاکم بنائیں میں نبی کیا۔ اور دیگر جیسے سے مردم علیہ السلام کے بارے میں یہ حکم میری دانست میں نہیں ہے سو سے مردم جیسے خصوصاً سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ ان کو نبوت بوب عامہ عطا کی گئی اور سارے جیسے علیہ السلام سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا ہوئی اور یہ نبوت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے جس میں تشریف آئے ہے سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی جب کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں روح جو اس مخلوق سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے حب اس کو اس عام عطا میں پیدا کیا اور اس عام عطا و روح محمدی سے مشرف فرمایا جب ہی سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور اس پر ثابت رہے

وَأَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ

جس کا ترجمہ میں سے بچنے سیشن میں کیا تھا درمعد اس معنی کی حدیثیں جس میں یہ فرمایا کہ میں ہی تھا جب کہ وہ علیہ

الصلاة والسلام) کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا، تو یہ خصوصیت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ سب کی معنی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ یہی ممکن معنی تکمیل کی ہیں وہ نہ رب کے خبار سے اُرسناے کے خبار سے بھی سارے عالم کے نبی ہیں اور سارے عالم و عالم الیہاد کے کی معنی پر یہی ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے واسطہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچے اور سے پیدا فرمایا تو حرمہ وجود میں اللہ عزوجل یس اور حرمہ یس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم ایک در محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اللہ عزوجل میں کوئی واسطہ نہیں ہے اسی لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے دوسرے ہیں یہ کلمہ جیسے ہمارے دہے ہی کلمے ستوں کا ہے۔ پس یہی یہ کلمہ دوم علیہ السلام سے ہے کہ جسکی علیہ السلام تک سب کا بھی کلمہ ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی نے فرماتے ہیں ۔

جو سے کر وہ عزم کیوں صاحبوا
کہا لئی ہے تمہارا تمہارا لئی

جیسے سب کا حد ایک ہے، پس یہی
ان کا آن کا تمہارا تمہارا لئی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۰۔ رت کے خبار سے بھی وہی ہیں ان کی بوت
سب کو عام ہے اور عالم الیہاد کے لئے دو واسطہ ہیں سارے عالم
الیہاد کا انسانوں کا جسوں کا، فرشتوں کا، گلوں کا اور پچھلوں کے
لئے وہ واسطہ ہیں کی معنی پر بھی وہی ہیں عام ہیں ۔

ن کی بوت، ال کی بوت ہے سب کو عام
۱۱۔ امیر عزم ال کی کے پسر کی ہے

تو وہی ہوں کے ہوں کی، پیوں کے، ہوں ہیں، گلوں
سندہ ہوں ہیں، پچھلوں سے، ہوں ہیں یہاں تک یہ خود اپنے ہوں
میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس وح محمدی و جسم محمدی جب بنایا
تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو اس کا بھی رسوں بنایا، میرے

۱۲۔ ایک بھی معنی ہے جو تحقیق ہے اور اس کی مزید تحقیق اس موقعہ
پر نہیں کی جاسکتی۔ صلتا حضرت علامہ امام تقی الدین ابن عبد الکافی سبلی
رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ سہیہ میں ایک رسالہ اس کے لئے
لکھا، تعظیم و الصلوٰۃ فی لغو میں بہ و لتتصوہ، و اس آیت
کے عظیم نکات اور یہ شریف علی ظاہر کے جس کو علی حضرت
علیہ الرحمۃ نے الشجعی یقین میں ان کا د فرمایا ہے جس کو
مطالعہ کرنا ہے اس کا مطالعہ کرے ۔

عرض ۱۳۔ حال میں حقی ہوں اور میں شافعی مسلک میں
بدیل ہونا چاہتا ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے؟ (انگریزی سوال)
ارشاد نہیں اس کا رت نہیں ہے

عرض ۱۴۔ یوم کریمت کا راز اسماعیل ملتے ہیں؟ میں سے
ایک عام سے سنا ہے کہ حسب آپ ریدہ کا راز کی خواست پر
استحضار کے ہیں تو آپ یہ فرمیں کہ ریتے ہیں کہ اگر آپ مقرر وقت
کے بعد پیسے آئیں گے تو آپ سواروں کے، اس نے جب
آپ حب حرم چیرا سو دیا، کو قبول رہتے ہیں تو پھر آپ سے
اسماں نہیں کیجئے جو کہ جائز نہیں، حقیقت کیا ہے؟ حضرت
آپ اپنی سے دیں۔ (انگریزی سوال)

ارشاد میں اس مسئلے کو اس مختصر وقت میں واضح نہیں کر سکتا
اور یہ زیادہ وقت اور تو یہ طلب ہے درہم کو بغور سمجھنے کی ضرورت
ہے ہر کریمت کا راز رکھنے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا اگر اس سے
بچا جاسکتا ہے تو لوگوں کو بچانا ہے

عرض ۱۵۔ یس کی میل کو بہت عام کیا جا رہا ہے۔ سرکار
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ کیا مست کے دن قرآن سے بڑ
کوئی شیع نہیں ہوگا نہ کوئی بدی نہ کوئی فرشتہ، اکی میل میں اس
کا کوئی نو نہ ہوگا نہ کیا حضور آپ کی نظر سے یہ حدیث
گزر رہی ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں؟

ارشاد مجھے سر دست حدیث کے الفاظ یاد نہیں ہیں لیکن
قرآن میں بھی شرح مردہ کی تفسیر اور اس کی تاہر پکارا تک
کا اتفاق ہو، اس وقت فصائل قرآن میں کوئی مضمون اس قسم کا
میں سے سنا نہیں یہ الفاظ جب التاء میں اس نے کہ قرآن

اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ہے اور جس طرح تقدیر باری و تعالیٰ کی ساری چیزیں جو ہے اور ممکنہ اخصر ہے اور ممکنہ الغناء ہے، اسی طرح سب پر صفت و سب موجود ہے۔ لیکن یہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اس سے سزا ہے کہ وہ کسی کا شفیق نہ ہو یا کسی کا مدید نہ ہو۔ اسی طور پر اس کی صفت میں اس معنی سے سزا ہے البتہ یہ لفظ کسی حدیث میں آیا ہے تو ضرور ۱۔ جب لٹاؤ میں ہے۔ حرمت مجھے اس مسئلے میں تنہا یاد ہے اور جود میں یہ سوال مجھے سنایا گیا تھا مجھے موقع نہیں مل کہ میں وہ آؤ یور یارڈنگ چلو اس بیٹا اس موقع پر مجھے موقع ملتا تو اس کی مرید تفصیل دے گا

عرض ۸۔ ٹی وی پر یا کسی مجلس میں جب جب سرکار کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا نام آ رہی ہیں یا ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہو گیا یا ایک مجلس میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے؟ ارشاد حضرت امام ربیع علیہ رحمۃ اللہ غالباً ان کا مدہب یہ ہے کہ جب جب سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا نام آئے ہر بار سرکار علیہ الصلاۃ والسلام پڑھنا اور شریف پڑھنا اور درود بھیجنا اور سلام بھیجنا و جب سب سے درمیان حال ہی میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون آیا کہ وہ نہیں ہے اور وہ بدستیب اور اس کے لئے دوری و محرومی کی وعید آئی اس کا تقاضا نہیں ہے کہ جب جب سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا نام آئے درود شریف بھیجے اور شریف پڑھنا یہ رہا ہے بھی ہوتا ہے اور اس سے بھی ہوتا ہے رہاں کو اگر ہر وقت مجلس نہیں سے سکتا ہے بلکہ اس سے درود شریف پڑھنا اس سے کوئی مانع نہیں ہے سوائے آدمی کے فکر و خیالات درود اس اور عفتیں یہ مانع ہو سکتے ہیں اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا نام سے اور اس میں درود شریف نہ بھیجے اس سے بظاہر کوئی مانع نہیں ہے البتہ عوام کی سہولت سے اسے یہ حکم ہو سکتا ہے۔ یہ حکم خاص یک مجلس کا ہے اس مجلس میں مارا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا نام آئے تو کم سے کم رہاں سے یک مرتبہ درود شریف پڑھنا ضرور اس سے قابل نہ رہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا جب جب نام

آئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر درود شریف دینا میں بھیجے۔ عرض ۹۔ مارا سارا ہے اور مقتدی مقیم سے اور مقتدی برحق مارا پڑھ چکا ہے اور چار رکعات کی جماعت میں نفل کی سبت سے شامل ہونا چاہئے تو وہ کتنی رکعات کی سبت کا؟ ارشاد شامل ہوئے کی سبت تو جدا گار کتب سے مارا کے پیچھے مقیم سے مقتدی کی تو صریح ہے کہ وہ پانچ پڑھے گا ۱۱ رکعات اس کے ساتھ پڑھنے کے بعد یہ باقی تیسری اور چوتھی ہے اس میں اس کو پانچ پڑھنا نہیں ہے بقدر لازمہ فتح حقیقی رہا تک پڑھی جاتی ہے اسی در تک خاموش رہا رہے اور بدستور رکوع و سجود کرے سحر میں مارا اپنی التبیات وغیرہ پڑھنا سلام پھر کر پوری کرے۔

عرض ۱۰۔ امام قہر پڑھے گا درمقتدی مقیم ہے اور عرض پڑھ چکا ہے تو بجماعت میں چار رکعات کی سبت سے شامل ہو گا یا در رکعات کی؟

ارشاد اس میں نو چار رکعات کی سبت ٹھیک نہیں اس نے در رکعات میں وہ مصرعہ ہوا ہے گا لفظ در رکعات کی نفل کی سبت سے شریک جماعت ہو جائے۔

عرض سلامی لباس کی وصاحت فرمائیے سلامی لباس سے یا مر ہے؟

ارشاد سلامی لباس کوئی مخصوص درمیں لباس نہیں ہے ہر ملک کا اور ہر جگہ کا ایسا لباس جس میں صاف کھڑا اور کھڑا ہو جی اور یا مشترک و نجوی اس وضع میں شریک نہ ہوں اور صاف لباس عام ہو بلکہ وہ لباس اس جگہ کے صلیب و غیرہ کا لباس ہو وہ ہر جگہ سلامی لباس ہے۔

عرض ۱۲۔ نماز میں تین سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو کیا کرے؟ ارشاد روٹائی ہوگی یا لگ سے سجدہ کرے؟ ارشاد نماز کو ناسے کا حد نہیں ہے اور یہ مسئلہ ابھی سے کہ اگر اس نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو یہ سجدہ تین مرتبہ نہیں ادا ہو گا یا نہیں۔

عرض ۱۳۔ میں پڑھنے میں لوگ کہتے ہیں کہ میں کہ عیسیٰ

لئے مصیبت نہیں ہے

عرصہ ۱۷: ۱۷۰ شہر میں صرف ایک ہی حالت قرآن ہے اور وہ وہی نہیں رہتا یا ہم یہی امام کے پیچھے مانتے اور سچ کر سکتے ہیں (انگریزی سوال)

ارشاد: اس کی حالت کہیں ہے

عرصہ ۸: کہیں لڑکی دوسے خوشی سے کا یا ایک شادی میں دیکھ تو سے سے سہ سہے ہیں

ارشاد: ... اگر خوشی سے وہ لوگ دیتے ہیں تو اس پر کسی کا جارہ نہیں ہے اور مسلمان، بچے مسلمان بھائی کے ساتھ لڑکی بھی سلوک کرے اور اس کو کوئی قصد ہے بہتر ہے اچھا ہے

بھدا یہ لافوظ بدیدہ پس نہیں کہے جاتے

اور حدیث میں یہ بھی ہے نہ

بھادو انعام (شعبہ ۱۱، ۲۰۰) بدیدہ

تا کہ آپس میں محبت بڑھے۔

یہ بہتر ہے اور چھابے دور بننے والے ہو گئی ٹوپ شے کا لیکن اس پر ضرر نہ ہو جس طور سے آج کل رائج ہو گیا ہے یہ بہتر ہے

جاری کی

ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

عشق کی جام سے حبیب مست و حور

ہر دم بھر ہو یہ ہے مجھے جاں سے بگیا غمزہ

دو شاہ عرب جو وصف و سیر میں وقف ہو

اس عمدہ شاعری کی مجھے عسکری عسری

ریں کی سدا میں گر چاہتے ہیں آپ

رکھیں عمل کے ساتھ بھی تو بگیا غمزہ یہ

گر لعلت غوغائی یلغی ہو آپ کو جنتاں

تھو "سارہ بیوں" کی شاعری عسری

یو انگلی عشق سپہ سردار انگلی سٹار

یو نکال عشق کو روٹنگی عسری

تھو کورب عدا کی شوقیہ مصلحت سے

شعر، حق میں عدا کی ہے شاعرانہ عزیز

حق رکھنا حق نہیں ہے تو عشا کی، مغرب کے ایڑھ ہٹنے سے بعد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں سمجھتے؟

ارشاد: ایڑھ کھٹے بعد ہر زمانے میں تعین یہ وقت کچھ میں نہیں آتی یہ اس صورت میں نہ سے کا حکم سے اس

حدیث کی وجہ سے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک و تعالیٰ غنیمت مسلم سے فرمایا فریب قیامت حسب احوال ظاہر ہوگا اور مار

قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ سال اور مہینہ کے ایک دن یا اس طور پر تو صحیحہ ۱۱۰۰ عظیم اور سوال سے پوچھا کہ ماہوں کے نئے

ہم کیا کریں تو فرمایا: ہر ماہ دو بار دیکھو کہ کس دن دوس میں تم کو رک پڑے تھے اس کے لئے تک وقت مقرر ہوا اور یہ کچھ د

کہ یہ خاص اس فی زمانہ وقت ہے اس طور پر یہاں پر بھی اندازہ مقرر کر کے لیا پڑھیں و امید ہے کہ ان شاء اللہ اس وقت میں

وہی راہ ہوگی۔

عرصہ ۴: کیا لڑکا اپنی منگیتر سے علیحدگی میں مل سکتا ہے؟

دوبارہ تھ نہیں، مگر جو ملکتے ہیں اور کیا وہ مولا، مگر یہ اس سے بات کہتا ہے؟

ارشاد: علیحدگی میں ملنے کی حالت نہیں ہو سکتی وہ اس کا ساتھ جانا مطلقہ ہر حال میں اس کی بھی حالت نہیں ہو سکتی اور ضروری

بات متعمد طور پر اس کی وجہ ہو سکتی ہے جب کہ ضرورت واقعی ہو یا حاجت شدہ یہ وہاں اور گروہ ہو اس کے احتیاط منتر ہے

عرصہ ۵: جب امام سے پہلے سلام کے لئے سلام علیک و رحمۃ اللہ پورا کیا ہو اور اولی اس وقت جماعت میں شامل ہو تو

اعتقاد سے جرحعت ملی یا نہیں؟

ارشاد: جماعت نہیں ملے گی مگر پورا ہو سکتی۔

عرصہ ۶: طہ و طہ کیا ہے؟ میں سے سنا ہے کہ مجموعہ اعمال کے نقش لکھے کے لئے یہ پہنچنا چاہئے یا حضرت سے

مہارتے ہیں؟ تمہیں تو کہ نقش میں مولیٰ کتاب دستیاب ہے جس سے تم سے لکھ سکتا ہوں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: اس وجہ سے نہ ضرر، ورنہ کے احکام اور جو شریعت کے ضروری احکام میں اس کی طرف دھیان دین اور یہ آپ کے

ڈیڑھ سو سال کا قصہ احمد مصباحی

تصانیف حضور تاج الشریعہ! ایک تجزیاتی مطالعہ

شخصیت قرار یا تھ اور صاف لفظوں میں لکھا تھا South Asia رکھیں ایسی ہی میں ال کے ملاوڑس و شعبے کی تعداد 200 میں [20 کڑاثر] ہے۔ رتھیں مشہور مدوں عام دور کی کتابوں کے مصنف ڈکٹر مدوں سے پہچانتے ہیں ہاں ہاں کارہا اعتقاد یہ ہے کہ "مصوریت" اشرف علی حضرت کے بعد دیا کے دور ہے سب سے زیادہ علم رکھنے والے شخص تھے۔

فقہ و تدریس اور ریاضت و رشوائی کے اصل میدان تھے۔ آپ نے عمر کا بڑا حصہ تحصیلِ علم میں صرف کیا۔ خیر شاہی و عبادتِ غائب رہی جو کچھ ملتے ضرورت لگتے اور ایسا لگتے کہ پھر ضرورت تشدد کا رہ جاتی۔ وہ ایک مصنف تھے، کتابوں کی ہر صحت دیکھ کر دھوکے میں نہ آ سکتے تھے۔ انہیں تھے وہ رش و علوم اعلیٰ حضرت تھے۔ دھوکوں کے چنگی ملنا، راجو ب لکھا۔

تصانیف کا تحریری مطالعہ

ہجرت رسول ﷺ لکھ کر ہمیں بتایا کہ سلام اور خدمت
سلام میں واقعہ ہجرت کا کتنا سرور وار ہے ایسے بے شمار سامان
عجب جرمک دہ میں سب سے بڑا انقلاب برپا کر کے میں کامیاب
ہو گئے جشن عید میدانی ﷺ میں سیرت رسول ﷺ اور
تاریخ سلام پر قب نظر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے نجات خیر
سچ بھی عشاق رسول ﷺ کو رحت و سون کا رامنہ اقامت
یہ ہے سور و گداز عطا بر رہی ہے آداب عشق صلہ رکھنے
اسوا چپ ہونے سے فرشتہ کریم اللہ اب کلام پاک کی عظمت
سے آگاہ کیا اور بتایا کہ تلاوت قرآن الیم کے وقت حاضری اختیار
کرنا اور درال تلاوت جان سے کوئی بھی غلط نکلان ضروری
ہے کیا میں کی ہر چوری ہو چکی اور آہماری مت لکھ غور
کو خوب غصت سے دیکھے کی کوشش کی مان کی کوتاہیوں

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم عیسیٰ بنی عوف افسر صاحبان
قادر اور ریویو علیہ رحمۃ اللہ دیا جائے گا، نام ہے جو
محتاج اشریف اور رہبر ہمال کے القاب سے دیا بھر میں
پاؤں کے جاتے ہیں آپ کی ات ہر جہت اور شخصیت کو، مگر
خوبیوں سے تعبیر بھی آپ رت میں انجمن ہوئے سے محاذ سے
کا سر پا آئے تھے حضور تاج اشریف علیہ الرحمۃ اہل سنت کی
احمدی شخصیت کے مالک تھے، وہ عالمی مبلغ سلام و عصر حاضر
کے بڑے مرشد طریق، فاضل سلام عظیم مصنف نقا بہترین
خطیب و چہار سنی ادیب، فطرت شاعر عاشق رسول ﷺ ہوئے
کے ساتھ ساتھ کامیاب مصنف بھی تھے

علامہ راجہ جی میاں علیہ الرحمہ کی تمام کتابوں میں فقہ
جامعیت، مسند ست وروی، اور کش و جاد ہیئت اور فقہ کی مانی
مخبریں ان اعلیٰ درجے میں پائی جاتی ہیں، فقہ امت کا یہ عالم کہ مشہور
کلام فقہ صوفی ہوا ہے جس میں یا عوال پر لکھتے ہیں ان کا حق
و رو پڑے ہیں آپ کی حازب و در، میرت و شخصیت اور عقائد
و جامعہ تصنیف مولفان اور ترجمے سے مل کر آپ ایک عالم و اثر
مرتب کیا ہے۔

اس کے علاوہ نئی ایک جامعیت رکھنے کے لیے پچھلی دو صدیوں سے یہ سب سے مضبوط حیثیت کا حامل رہا ہے، امام احمد رضا حنفی القدر وقت کے سب سے عظیم نقیب اور عالم تھے؛ امام احمد رضا خاں کے صاحبِ راہ اور راج شریعہ کے مرشد؛ مرنے کا لقب کی معنی عظیم عالم تھا حارثیوں میں امام اہل شہار سے متعلق سے مشہور تنظیم **Royal Islamic Strategic Studies Centre** کے حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کو موجود وقت کا سب سے بڑا مفتی اور عالم دین ہیں یا اثر مسلم

لکھ تو سنی مسلمان تھیں پیش فرمائی کہ جو اس کی قلعی آپ کی شہداء تحقیق پڑھ رہے ہاں مقدمہ مقصد سے رجوع کر رہے ہیں۔ کمرالایمان تصنیف فرما راضی حضرت کے رجوع قرآن فاشان راز و ظلال یا اور یہاں کہ کوئی پہنچتا نہ رہی شدہ مشاغل لکھ کر ایک باطل نظریہ سلام پوشا رع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت نہیں کی وجہ سے وہی سہیہ میں فی التخصیص میں ہاں مسند یوم الدین لکھ رہا ہے کہ یہ سچ ہے کہ ولادت رسول ﷺ کی خبر سن اپنی کوئی ٹوبہ کو آ کر سے کی کثرت سے پھر کے اس صاحب کے عذاب میں تخفیف ہوتا ہے میں طنز کا شرعی حکم لکھ رہا ہے حضرت میں میں طوق سے و توری کے مخالفین و اہل ان فہم جو ب رہا

بشیر علیہ السلام و سعید علیہ السلام حضرت امام احمد رضا علیہ السلام (تاریخ) (۱) تصنیف فرمائی تو یہاں کی سب سے بڑی مدنی یونیورسٹی جامعہ الازہر کے کئی مائتہ پانچ موقف تبدیل کر کے پر مجبور ہو گئے قصیدہ بروہ شریف کی شرح نیچے پڑے ہوئے اور ذی شرح مبرورہ لکھ جدید عربی سب کی تھری رقیس سو ایں، نکات سے یہ سوتے پھوٹے رہا سے عرب حیرت سے دانتوں تلے ٹھکیں رہا رہ گئے مدد میں کی مد میں نو کی ملحقہ ان کے گندے دور لکھ یہ عقائد نئے عقائد ہمارے میں طشت رہا ہے کہ پھر انہیں نہیں مر چھپے کی جگہ دئی، انہیں پھر کوئی مسئلہ لگا

حضرت ہر میں علیہ رحمہ کی سما سے حورہ خود کی وجہ تسمیہ سے یہ ثابت کر دیا کہ موجودہ وقت میں فقہ کے ساتھ ساتھ علم تفسیر کا تاج بھی آپ کی سر جاتا ہے، میں سے علامہ سید محمد مظاہر (سابق شیخ جامعہ الازہر، مصر) کی تفسیر الامسید پڑھی ہے، اس سے سورہ فتح و اس سے و تسمیہ کو پہلے دوسرے سطح میں لایا کہ حرام ہے میں دشمنی سے کہ ملتا ہوں اس مقام پر ان فائدہ تاج الشریعہ سے نہیں بھی وچ نہیں ہے۔ آپ کے نقول العالی لکھ رہے ہیں یہ سچ با خصوص سے دین کی حکمت سے اپنی ہمارے کیسے بچائی جائیں گی وہی اور وہی کا آپ پیش

ہے یہی جہت شخصیات تو ہوں میں جسم بقی لکھ
چھپر کچھ دس سے نہرت ہی بدن کی
کے شخص بار سے شہر و دہان کر گیا

پہنچ کر تھکے وہی کا شرعی حکم تابع فرما کر مسلمانوں کو بتایا کہ جلد اس کی سنی علمی، معتمد و غیر معتمد ہر طرح کی تصویر حرام ہے، پھر اس فتوے پر یہی عقائد رہتی کہ اس سے دور رہیں اثرات مرتب ہوئے و راجح تک محسوس ہو رہے ہیں۔

واقعہ میں لکھ کر فاضل ریویضی علی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہے کہ کئے چند ماہ۔ غرض اصوات کا یا علمی و دینی فہم جو ب رہا کہ مخالفین پناہ سے کہہ رہے گئے ہائی کا مسئلہ لکھ کر یہ بتایا کہ ہاں صلیب کی علامت (The sign of the Cross) اور عید یوں قاعدہ کی شعار ہے، سلام میں اس کے جو رکے کوئی منہ پاشی ہو جو انہیں اس فتوے کا یہ اثر ہو کہ بڑے بڑوں سے لگوں سے چھاس کا یہ پھندا اتنا چھینکا

اسی طرح اسی پر نجوم، جہد و تحقیق الیٰ ہ سیدہ برہیم علیہ السلام (تاریخ) (۱) تصنیف فرمائی تو یہاں کی سب سے بڑی مدنی یونیورسٹی جامعہ الازہر کے کئی مائتہ پانچ موقف تبدیل کر کے پر مجبور ہو گئے قصیدہ بروہ شریف کی شرح نیچے پڑے ہوئے اور ذی شرح مبرورہ لکھ جدید عربی سب کی تھری رقیس سو ایں، نکات سے یہ سوتے پھوٹے رہا سے عرب حیرت سے دانتوں تلے ٹھکیں رہا رہ گئے مدد میں کی مد میں نو کی ملحقہ ان کے گندے دور لکھ یہ عقائد نئے عقائد ہمارے میں طشت رہا ہے کہ پھر انہیں نہیں مر چھپے کی جگہ دئی، انہیں پھر کوئی مسئلہ لگا

حضرت ہر میں علیہ رحمہ کی سما سے حورہ خود کی وجہ تسمیہ سے یہ ثابت کر دیا کہ موجودہ وقت میں فقہ کے ساتھ ساتھ علم تفسیر کا تاج بھی آپ کی سر جاتا ہے، میں سے علامہ سید محمد مظاہر (سابق شیخ جامعہ الازہر، مصر) کی تفسیر الامسید پڑھی ہے، اس سے سورہ فتح و اس سے و تسمیہ کو پہلے دوسرے سطح میں لایا کہ حرام ہے میں دشمنی سے کہ ملتا ہوں اس مقام پر ان فائدہ تاج الشریعہ سے نہیں بھی وچ نہیں ہے۔ آپ کے نقول العالی لکھ رہے ہیں یہ سچ با خصوص سے دین کی حکمت سے اپنی ہمارے کیسے بچائی جائیں گی وہی اور وہی کا آپ پیش

آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی اور آخری قسط

[مکمل گفتہ ہے پڑھتے!]

یہ لوگ بھڑاپ کون طرحیں پالائیں وہ آپ کا شکوہ شہر آئے آپ کی شکست و مغلوب اسکی مرعوب برقی

چاہے ہو یہ تھا کہ مقدس نبی کی عظمت و عظمت سے کے بعد بادشاہ اس کی شان و شوکت کے سامنے سر پہ خم ہو گا، مگر نتیجہ بالکل عکس تھا بادشاہ پر سب سے ہی آگ بگور ہو گیا، جسے سے تلوں سے لگا اور اس کے لی میں آتش حسد ایسی بھڑکی کہ وہ پر جوش پھٹک جیتے ہوئے قہر کہے لگا کہ میں اس کعبہ کو سمہار کر کے اس کی بیٹ سے بیٹ بھادوں گا اور یہاں کہہ رہے ہوں کہ اس کو قتل کر کے بیٹ اناؤں گا، یہاں کہہ رہے گا ہاں اور۔

بے گئی باہری

تاریخ سے دور لیا شد میں درجوں ہی بادشاہ سے ظاہر نبی کے صدارت کے کی بات کہی، غضب الہی کا یوں ظہور ہوا کہ بادشاہ کی ناک سمہ در تھکوں سے جوں کا توں ہو گیا اور اس سے ایسا نقص اٹھا کہ اس کے ارد گرد کسی کے بندہ جیسے کی تاب نہ لے رہی سارے لشکر میں صلی جی گئی سب نیچے میں تھے نہ آخر ناگہاں بادشاہ کو یہ ہو گیا کہ جیسے ہم سے گشت صلوات میں لکھا ہے شامیں مکہ کا چھوٹا ہر رکن کی بھی قیامت تھی، اس جیسوں سے یہ حد تو سشش کی مختلف رکیب مقبول کئے مگر بادشاہ کی حالت میں وہ برابر بھی ٹولی بدلی ہوئی نہ ہوئی اتفاق ہونے کے بجائے عرض میں اصدا ہوتا چلا گیا بالآخر ہر سے حکم سے بے بس لاچار ہو بادشاہ کے عرض کو لا علاج کر رہے تھے، نتیجتاً تشویش بڑھتی چلی گئی کسی کی بھی کچھ میں نہیں آبا جھکا کہ اس مصیبت، کہاں سے بادشاہ کو نیچے نجات دے۔

جب معاملہ سنگین سے سنگین تر ہو گیا تو علی کی قیامت میں سے ایک حیدر عالم، بائی بادشاہ کی خدمت میں آئے اور اس کی عقل

اس کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ اس کا چار روٹ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل بیت معمور و جوں نویں آسمان پر ہے، اس کے بالکل مغربیں حکم لہی فرشتوں سے جالی، حضرت آدم علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے کعبہ کا طوفانی فرشتے کیا کرتے تھے اور اس کا رخ زمین و آسمان سے سارے فرشتے پھر جب خداوند قدوس کی مشیت سے حضرت آدم علیہ السلام اس روئے زمین پر صوبہ کر ہوئے تو نہ صرف یہ کہ آپ سے اس کی تعمیر میں صاف یا ملک آپ اس کے طواف کے چوبہ پیوس کی طرف رخ سے جمی رہی پڑھتے رہے اس کے بعد آپ کے شہر، حضرت شیث علیہ السلام نے بھی اس کی کچھ مرمت سے دی فرمائی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں جب حداب لہی کی شکل میں طوفان آیا تو کعبہ کی عمارت مفید نیچے کی شکل میں ہو گئی و سارے گرا گیا کیا یہاں تک کہ رب قدیر کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مکتب کی شکل میں اس کی ریسو میں تعمیر فرمائی کے اس سے طوفان و عرص بالکل برہ رہے اور یہ عید مکہ نام سے متعارف مشہور ہوئے لگا، اس مکہ تقدس کا یہ عالم ہے کہ دور دور سے لوگ سفر صحت میں روشت کے کثیر تعداد میں آتے ہیں اس کا طواف کرتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو خوب تدریسیہ رہی دیتے ہیں

دریہ عظیم سے شاہ میں سے مرید ہوں ہا کہ جب بادشاہ اس مقدس گھر سے ہارے میں لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ روانے میں ہر اس سے بڑھ کر کوئی جگہ مقدس نہیں ہوں کہ یہ کعبہ بیت اللہ سے مبہوم ہے و در عظم شاہ میں تبع ان حیرن سے مرید یہ کہا حضور والا احب یہ شان ہے کعبہ کی شہر کہ اور میں مدین تو پھر

اس سے بعد پہنچی حلقہ، ماحول میں بادشاہ نے اپنے عظیم الشان قافلے کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے رخت سفر باندھا۔ قافلہ جوں ہی مدینہ منورہ میں داخل ہوا ایک جگہ عمار کے دلوں کی بیلیات بدلتی تھیں، ان کے چہروں سے ہنستا ہوا کربش چھوٹے لگیں اور سارے عمار ایک زبان ہو رہا تھا کہ اسے کہے لگے کہ سب ہم اس مقدس سرزمین سے کبھی رہ جائیں گے، ہمیں تا حیات سکون رہنا ہے، چائیک عمار کی یہ باتیں سن کر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی، اس سے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے؟ اس شہر میں کوئی ایسی عمارت ہے کہ جس کی بیاد یہ تمہیں نے مستقل طور پر یہاں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

عمار چونکہ کتب سادہ کا چھٹا عالم درک کر لکھتے تھے، انہوں نے تمام کتابوں میں باضابطہ مبنی وصاحت کے ساتھ چھ پڑھا تھا کہ ایک س سے گاہ جب ہی کریم علی شریف اور اس کے صاحب پرانے شہر سے اس قدر مظالم سے پہنچا رہے تھے کہ دل خراک خورہ ہندی پہنچ کر فرما جس مقدس شہر میں شریف نہیں گئے وہ شہر کوئی اور نہیں بلکہ ہی شہر مدینہ منورہ کا تھا، نوچے غلو و ایش پر اس قدر غنا تھا، انہوں نے اسے دلوں کے ساتھ بادشاہ کو بتایا کہ یہ شہر کوئی معمولی شہر نہیں بلکہ اس شہر کوئی آخر الزماں کی ہجرت گاہ اور آخری آرام گاہ ہونے کا تقدس حاصل ہوگا اس لئے ہر روز قلمی حنا ہے کہ ہم اس مترک سرزمین پر اپنی زندگی کے بقیہ بخت گزاریں، اگر ہر روز زندگی میں ہی آخر زماں تشریف لائے تو ہم ان کے یہ رستے ہمراہ ہو جائیں گے اور گراہیں نہیں رہا تو ہم رکتا تو ہمیں شرف حاصل ہوئی سلتا ہے کہ ہماری قبروں میں آپ کی عظمت پاک کی خاک کبھی نہ رک پڑ جائے تو وہی ہمیں نبیوت اخروی کا پروانہ عطا کر جائے گی۔

بادشاہ عمار کی باتیں بخور ملتا جا رہا تھا اور اس کی خبر توں میں اصرار بھی ہوتا جا رہا تھا، جب عمار نے اپنی خواہشوں کا اظہار کر دیا تو اس سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہی خطہ ہجرت گاہ کی آخر الزماں ہے، عمار نے بادشاہ کے سوال پر کیا ایمان افروز اور روح پرور جواب دیا، درود جواب بادشاہ کے لئے کس قدر متاثر

ہو رہا ہے، گئے جناب، اور آپ کی صورت حال سے حد تک پہنچے، مہر حیاں یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی طبیب آپ کو شفا دے نہیں سکتا کیوں کہ آپ کا مرض دینی نہیں بلکہ آسمانی معلوم ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے بالضرور کوئی ایسی مدد مہیت کی ہے جو وہ دہ قدر اس کے غیش و غصہ اور اس کی محنت و کوشش سے پیدا ہوئی ہے، جہاں آپ کی مرض کا علاج سے رستگاری و شفا پائی چکے ہیں تو آپ بلا تاخیر فوراً اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے یار میں طلب رخصت کرتے ہوئے توبہ و صون کریں، مجھے امید ہے کہ آپ کو شفا سے عاجز نہ رہا، صحت کا مدد بھی عیب ہو جائے۔

عمار رات سے گزشتہ قدر مشورے پر بادشاہ سے مل کر گئے ہوئے اپنے مدد مہر سے یعنی خدا تعالیٰ کی مسرت کے انداز سے جس کی توبہ کی خوش کاجریاں نور بدھ گئی، ہر کاشور ہو گیا متعلق مادیوں کا خروں باطلیہ مسدود ہو گیا اور بادشاہ اصل شفا یاب ہو گیا، بادشاہ کی شفا پائی سے پورے شہر میں مسرت و شادمانی کی ہر ڈال سے گئی، ہر طرف رحمت و مہربانی کی ہر چھ لگیں، لوگوں کی فکر و کا سدا ہو گیا، ہر شخص شاد خیر نفس میں ماس پیسے لگا، ہر رات سے لشکر کے اندھا کی بارش ہوئے لگی، مگر کون بھی بادشاہ سے محبت پائی کارا نہیں سمجھتا کہ ہم شہر مدینہ کے پہلے ان پر ایک ہی سوال بار بار فکر رہا تھا کہ بادشاہ کو اس لاعلاج مرض سے نجات کیسے ملی۔

لیکن بادشاہ کو کچھ قطع دیر لگی۔ یہ کون مرض نہیں تھا بعد مدد مہر و مقبول سے کارا یا نہ عبرت تھا، اس وقت کا بادشاہ کے ہر دماغ پر قابل حسین شہادت ہوا تھا۔ جناب اس کا عقیدہ تو حدیث مستقیم و بدشاد ہو گیا، وہیں اس کے دل میں بیت لند شریف کی عظمتیں راجح سے راجح ہو گئیں، یہی وجہ تھی کہ شفا یاب ہوتے ہی بادشاہ بارگاہ حد و قدر دوس میں سجدہ ریز ہو اور خدا عقیدت و مسرت میں حد تک غلبہ پریشانی عمار چڑھا کر شاد کام ہو اور مدد انکسار سے ہر یک رہے، اسے کوسات شریفیوں اور سات دینی جو رہے۔

کس ثابت ہوا خط کر کے۔ پکار گئے کہ یہ خط تمہیں ہے بلکہ بے لوث غائیہ توں کا سرچشمہ

اور سب یہ دولت بمان کا خزیدہ ہے

میں صاحب حق رہا، حق رہا، شیخ اس جہیری یہ مارگاہ گند۔ موب اللہ

بہشتی لایا۔ موب اللہ اٹل بعدنا آپ پہ واپس پہ سر

ہو سکے، کی کہ بعد حد پہ بمان ناتا ہوں، واپس آپ سے

میں تمہیں کی چیزوں، تیار پہ فخر و اعجاب تمہیں کرتا ہوں

گر مجھے آپ کی باریت سے مشرف ہوئے فامو قی حد تو یہا

کہنا اور یہ شرف مجھے میرے ساتھ آپ کا یہ گاہ میں میری

اتھا ہے کہ درویش شرف پہ اس مقام کو یاد رکھنا اور اس کی شہادت

فرمانا فصل لئی مجھے آپ کی پہلی صفت ہوئے کا عر

حاصل ہے اور میں آپ کی بشت و مدد کے قبل آپ کے صفت

موت پہ یہ صمیم قسب بشت تا ہوں، اس بات کی برد

شہادت دیتا ہوں کہ تمہیں کوئی محبوب اس نے اللہ کے اور آپ

بد شہس کی رگریہ بندے اس سبب رخصی میں

سب سے بڑے عالم رمان کے نو سے یہ رنج و رنج

کر سے کہ بعد شہ میں ہے ملک، پس چلا گیا، رشت کائنات

کے فیضان کرم سے اس چا سوند کی، واپس تکی، متہ ہوئی کہ

مدینہ سورہ کی آبادی نئی گناہ بڑھ گئی ہر شا و بیش جمع وہیں میرا

کے حدیثی بھی ہر زمانے میں فصل حفاظت کی جاتی رہی، یہاں تک

کہ ایک ہر رسال کے بعد کی حرم انزل مان بے لوث ہوئے سفر بھرت

فرمایا اور سب مدینہ منورہ میں آپ کا درو مسعود ہو تو آپ کے

مستقبل جلال کے لئے پو امید یہ رو رہا روث پڑ

حضرت شہ عہد ارض محدث ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب مستطاب معراج مسبوۃ میں مدینے وہوں کی جو کلی

دورنگی سے متعلق خبر دے فرماتے ہیں۔ بل مدینہ درو، صحت سے

شہر کے، ہر سرکار ہر ر مہم کی آمد کا بڑی بے چوٹی سے

تجدد کرتے اور سب شام ہو جاتی تو بے حد مایوسی سے عہ میں

پہ گھروں کو لوٹ جاتے، یہاں اس یہاں۔ اہل مدینہ کے

تعلق، جی گھر اس حرم ہوتیں، اس کی یہ عہد میں اس حد شک تجھیں

نہیں، تاہم از مدینہ کی تشریف آوری ہوئی۔

۱۴۰۰ کے شاہین شیخ اڑن جہیری کے میں ۶ مارچ ۱۹۷۱ء

کیسے معلوم ہو کہ یہی خط ہجرت گاہ کی تحریک رماں ہے "برجست

جو کہ کیا کہ حضور، دلالت راصل یہ ہے کہ ہم سے ہجرت گاہ

خاتم الیہ سے متعلق جو حوا متیں کتبہ سا، یہ میں پڑ گئی ہیں، وہ

سب میں وہیں بیان موجود ہیں، علاوہ ریں ربت قدر کے سے

پایا لفظ، رم سے ہم اس سر میں کی مٹی کو سہ گھر، در یہاں کی

تکریوں کو ریدھ متیقن ہو گئے کہ ہذا شہس کی شہر کو حتی حرجت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت گاہ دار گاہ ہوئے کا عر سمیر

ہوگا، حد کی عقیدت و محبت سے ہر پر اور ابدن ضرورتیں میں

بادشاہ اس قدر متاثر ہو کہ اس سے نور آ حکم نامہ جاری فرمایا کہ

اس جلیل القدر مہجر عہد کی بائبل کے لئے چار ۳۰۰۰۰ روپے

کی تعمیر کئے جا میں۔

چنانچہ بادشاہ کے حکم پہ چا سولہ صحت خوئے گئے مکران

میں ایک تحصیل و سہرہ مقام بنو یا گیا اور اس مقام کو سولہ

میں جو سب سے بڑے عالم رمانی تھے، اس کی تحویل میں آئے

ہوئے بادشاہ سے انہیں کی آخر رمان کی خدمت قدس میں

ایک خط لکھ کر پیش کیا اور یہ تا یہ کہ اگر آپ کی تحریک رمان کی

ریاست سے ہر دور ہونے تو یہ مقام میری صاحب سے حضرت

درا باری بارگاہ میں بدیہ رہتا اور یہ خط بھی پیش دیا، اگر آپ

کی حیثیت میں یہاں صحت ہو تو یہ وصیت اپنی اولاد کے عاہدین

جاری کر دینا اور یہ وصیت اس وقت تک جاری و ساری

رہے حسب تک کہ بی آخر الزماں پہ قدم نیست لازم سے

اس مقام کو سر فرمے فرما، یہ پھر بادشاہ بھی عہد کی چھی حاسی

مان حد سے کے بعد پنے ملک میں روئے ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ ہم یہ بتائیں کہ موب گری قدر بے لوث

مقام پہ کس قدم رنج ہوئے، اور آپ کی بارگاہ میں کس یہ خط پیش

کیا گیا آئے، اختصار سے ساتھ اس عظیم شہ عقیدت حیر اور

ایمان فرور خط سے معصوم کا تر حمد حد خط، میں مہر مہر پڑھتے

جائے پھر دیکھئے گا کہ اختتام کے بعد آپ کی زبان سے یہاں سے

آپ کی تشریف آوری کے وقت اہل مدینہ میں کس قدر جوش و خروش کا عالم تھا، اسے لحاظ فرمائیے کہ آپ کا مکان، مہرا تو مہرا تھا، دانش خواہوں نے بھی مکاتیب کی چھتوں پر چڑھ کر آپ کے حیرت انگیز قدم میں جوش و خروش پڑھے تھے، انہیں یہ معلوم تھا کہ یہ شخص مصطفیٰ بنی تمیمہ کو سلام پیش کر رہا ہے۔

طلع البدو عیناً من ثلثات الودع

وجہ الشکو عیناً، صادقاً لہ، د، ع

یعنی وادع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند طلوع ہوا، ہم پر شکر لکھی عیناً، جب ہے جب تک اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے اور آتے ہیں

البدو المبعوث فیما جنت بالامر مطاع

امت شرف المدینۃ مرحباً یا خیر داع

یعنی ہم میں بھیجے جائے آپ الیہ، میں لائے کہ جس کی اطاعت ہم پر واجب ہے آپ سے مدینہ کو شرف بخشا ہے دعوت حق دینے والے آپ کا تشریف لانا مبارک ہو

فبصد ثوب یمن بعد تنقیق الزقاع

فعلیک اللہ صلیح، صاسی بکوا ساع

یعنی پہلے ہم پہلے لگے کپڑے پہنا کر آتے تھے اور آپ کی آمد کی خوشی میں ہم نے بھی کپڑے پہن رکھے ہیں اللہ اس وقت تک رحمتیں نہ کرے جسے بس تک لوگ اس کی رحمت کے حصول سے جے و شال رہیں

تاریخ کے سپہ سالار اور قیادت میں کیا تفصیل مدینہ منورہ کی چھوٹی چھوٹی پیمائشیں، جیسا کہ میں نے کہا، اور انہوں نے ہمارے ہاں عرس سرائی رتی ہوئی نظر آتی تھیں

نھن جوار من ہائی الشجار

حاجبنا محمد من جار

یعنی ہم تمہیں نہ ہمارے پیار میں، اور نہ ہمارے قسمت کیا کی مدد ہو کہ حضرت محمد بنی تمیمہ ہمارے بڑے ہی ہو گئے۔

رہتی علی الوہب کی پہلی جلد میں مرقوم ہے کہ سرکار ہ

قرآن مجید کے سبب ہونے والی چیزوں سے بے مثل مسرت حیرت انگیز انداز و لحاظ فرمایا تو ان سے پوچھا کہ یہ بتاؤ مجھ کو کیا تم مجھ سے محبت رتی ہو؟ اس سوال پر انہوں نے انتہائی گرم جوشی و درود و حیرت انگیز ایک دوسرے کے ساتھ یہ جواب دیا کہ آپ ہم سے بے پناہ محبت رتی ہیں، انہوں نے اس جواب پر آپ مسرور ہوئے اور شاد و مسرور ہوئے، میں بھی تم سے بے حد پیار کرتا ہوں، رسول کریم بنی تمیمہ کی رہاں یعنی رحمت سے یہ سن کر انہوں کی خوشیوں کی انتہائی اور وہ اپنی قسمت پر سب سے حد بڑا کر کے لکھیں۔

صحابہ مد رجب المہاجر سے مدینے کے چھوٹے چھوٹے جہوں سے متعلق خبر پر فرمایا ہے کہ حضور پر و علی بنی تمیمہ کی آمد پاک کے وقت ان کی فرستادہ دکان کا یہ عالم تھا کہ مدینہ کی گلیوں میں آپ کی آمد پاک پر غمناکی جوش و خروش کے ساتھ، اس طرح سرے لگانے پھر گئے تھے۔ ان کے حوس کی آواز سے مدینے کی دکانیں اور پھاڑیں گونجنے لگی تھیں

سرور عالم بنی تمیمہ سے مدینہ کا صحابی حضرت ربیع بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وقت کی شہادتیں کہیں سے متعلق ہیں یہاں بات رشتہ دار مانی کہ مدینہ منورہ میں آپ کے دروازے کے حوس کے حوس موع پر جو ایک ہزار دروازوں کا عجیب و غریب کو خیرہ کرے، اس منظر نظر آیا، ایسا منظر اس سے پہلے مدینے میں دیکھا گیا اور اس کے بعد

جوں کی رسول کریم کی وقار و عظمت سے مدینہ منورہ کی سرزمین کو پہنچے قدم میسر، روم سے سرور فرمایا، ہر شخص اس بات کا شکی وجود اس طرز تھا کہ حضور پر و علی بنی تمیمہ اس کے گھر کو پہنچے قدم پڑے، فیض یاب فرمایا، آپ سے دیوانوں کے جدید شوق کو دیکھ کر فرمایا کہ چہاڑی و بوائی قابل صد تحسین، اکثر یہ ہے، مگر میری مثنیٰ ماسور من اللہ ہے، لہذا وہ جہاں ٹھہرے گی، میں بھی وہاں ٹھہرے گا، جس کی ٹیلی جھوڑو، جس جگہ خدا منظور ہوگا، اسی جگہ آ رہے ہوں گے۔

حکمت مدینہ منورہ کی پر قرآن مجید کے آپ بقیہ ص ۳۸

مارچ ۲۰۲۱ء

شعبان ۱۴۴۲ھ

جلسے، مسترین اور نقب

ہاں سے اور غور ہے
ایس اے ایس اے ایس اے ایس اے
چاری رکن ملت پہ ہاتھوں سلام
حاجی فضل و تقییل اہلب و اخروج
حاجی وین و ملت پہ ہاتھوں سلام

تجمل ملت نور طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے ایک
تو عوام و خواص میں پھیلی ہے غمی و سہرہ بولی اس کا علاج
میں چورن تقریر بصیرت یا مضمون لکھا پوسٹ لکھا مشورہ رہنا
دوسروں پر تنقید کرنا کہ عا یہ نہیں رہے ہیں خانقاہ سے وہ کمال
کر رہے ہیں انہیں بلکہ خود عمل سے میدان میں آئے ان ضرورت
ہے، اگر تقریروں، نصیحتوں اور دینی مضمون نگاروں، تنقید باز
یڈیٹرز، نقس پرست پوسٹ لکھے و بول سے ملت کے مسائل
حل ہو جائے و اے ہوتے تو بہت پہلے ہو چکے ہوتے لیکن اس
کے ہیں ہے دوسروں کو مشورہ اور بصیرت سے پہلے اخلاص نیت کے
ساتھ عمل کی ضرورت ہے۔

دوسری چار دیہہ عقیدگی اور صحیح کلیت ہے یہ چیز اب عوام
سے بڑھ چکا و مشائخ ملک میں پہنچ چکی ہے دوسروں و حرم
عد اور کفر خفا کی پر تنبیہ شدید فرم سے اسے لوگ بدلیوں اور
بد مذہبوں سے اتحاد اور رشتہ تہ جوڑے کی دکان کر رہے ہیں
خانقاہوں میں رخصتیت جو باز رہی ہے پیر صاحب کا چادر
کا گر اور دست بوی اہم بوی سے آگے، جن میں پہنچتا اگر بوی
شخص صاحب یا نل بیت یا سرور کا ساتھی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ
کا گستاخ ہے یا گستاخ کا حامی ہی کی ہے تو دست بوی قدم بوی
فاہدہ عد سے گی، کتنے جانل پیر سے بیٹھے ہیں جو بیدوں سے قدم
بوی سے آگے حدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں سے بھی

ہمارے جلسے لٹاؤ دینے والے اور بولنے والوں کی
موج حری سے آگے نہیں بڑھ پاتے، پڑھے لکھے لوگوں یا
سچید گشترو سے ہاتھوں کی بول کتنی نہیں رہی رہا کی فکر یہیں غیر
سچی باتیں ترجمہ یاں موجود اشخاص کے قصیل و سبیل
پہ چلیے ختم ہو جاتے ہیں۔

پہلے بحث خوانی ہوتی تھی اب سجاگان و پیر صاحبان کی
مدن خوانی ان کے ولی غافلوں کی بھی اپنی جہد و باخسوس
شعر، نقبیا تو جیسے حد و نعت کی جگہ ہر نہ و سرائی اور بے بیادہ بول
کو ترجمہ کا جامہ پہنا رہے ہیں، بے مقرر مضرات تو تھے کہانیاں،
قصوں کے واقعات، شیخ کا راز اور تقریر چاہے جس موسم میں ہو انہیں
موضوع پر بولنا، بلا شریعت کے حد ہائی قصوں سے عوام کو بے صبری کی
کچھ نہیں، اگر کوں پیر صاحب بیٹھے ہیں، انہیں اس کے نام میں
سید لکا ہے، وہ سیدوں خواہ اور بڑنل شد صاحب بولنا، ان کا
صحیح نام معلوم، ان کے خاندان کے بارے میں کوئی معلومات
پھر بھی مقرر اور ناظم جسے پوری شدت و قوت سے ساتھ ان دونوں
اعظم و انارہوں، و رد علی جگر گوشہ بنوں، عمیرہ، عمیرہ کا عدل
تے ہیں اور بار بار ملوث، بخت اور بہت میں سے جانے
جیسی باتیں کرتے ہیں۔

وضوح رہے کہ صورت پور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی و تربت
طبیہ طاہرہ کسی چھوٹی تعریف کی محتاج نہیں ان کے لٹاؤ جو
حرم دست میں مذکور ہیں وہ ہمارے لیے رہنا ہیں، اس سے
تجاورہ تو فصل ہے یا غلو، ان کی شان گھٹانا تقریب ہے، جو شیوہ
خارجیت و دہائیت ہے وہ ان دونوں مولک پر یوں سے نہیں
اٹلی حضرت سے بہت پہلے ہی آگاہ فرما دیا اور بتایا ہے کہ انہیں
اور حاجی و بول حضرت علی رحمہ اللہ وجہ فکر یہ کہے دور دورہ ان

عن ابن عمرؓ

مسیب شکل میں میں سے مملکت میں رہی

انا کا زہد پھیلائے بہمن عرب سور

تکوئی بوجہ سنا پھوڑتے وقت میں پہ

نار تھ پھر شعر میں عسریب سور

لگے ہیں، بچھے شکستہ کی نگاہ سے ہم کو

ہمارے اسپہا دی پھر ہم وطن غریب سور

سٹنگل و حرارتاگی عطل کردو

مری حیات کا خونا ہے بن عرب سور

فروع دین کا تسلسل ڈھوٹ پائے گا

صہا جاری رہے گا شبن عرب سور

جن سے خوب می کی مہاکہ شکلی ہے

ہم تر مت و ت حس عرب سور

تر طریق طریق سو عرب عجب

توڑی روش، روش پختن عرب شوار

دین ہند کو سوسر سبز کو گئے گوہر

لگا کے صدق و قیاس کا تہن عرب شوار

حضرت آدمؑ کو جدہ کی تھ ان جانوں کو کون بنا سے رو ہاں تو اللہ

تعالیٰ کا عطف تھا کہ ہم کی طرف رست سے جدہ رو تم جانوں

کے بے کوبی دتی تاں ہوئی کہ ہم مریوں کو اپنے گے سر

پکڑتے ہوئے عورتوں سے بے پردہ بنا۔ ہاتھ پکڑ کر عورتوں کو

مرد کرنا ان کے سر پر ہاتھ رکھنا

کوئی نہ کچھ کہہ دے تو کہے ہیں یہ طریقت ہے، میں

نہتا ہوں یہ طریقت نہیں جہالت، جہالت ہے، یہ مجتہدین

کے مسلک سے رو گروئی، غیر مقلدیت کی ترہائی اور اعوی

صہیت کا اپنے مدرسوں اور خانقاہوں میں ہمدرد ہوں کو اخوت

دے رہا، کاروں اور مشرکوں کو مریوں کے چار میں چھپنا

وادیوں کو عربیہ بنے کا نام تصوف نہیں، جو شخص حصت کا

اعوی کرے پھر غیر مقلدیت کی حمایت کرے وہ صوفی نہیں

ہوتی ہے۔

کار و مشرک کو مریہ دے دیا تو تصوف کی تارے ہے

سورہ ہے یا پھر وہ اسلام دیمال سے کوسوں دور تصوف اور پیر کی

مریدین اسلام میں ہے جو پیر مریدین اسلام سے جدا ہے اور

پیری مریدین کی نہیں بلکہ ایسے پیر و مریدوں کی اسلام سے

باہر ہیں۔

سونا شکل ت اندھیرن چھب کی بدن فان ہے

سوے دنوں جا گئے رہیو چوروں کی رکھوائی ہے

آجھ سے کاحل صاف چرائیں پودہ چور بلا کے ہیں

تیری گٹھن تاکی ہے اور تونے ہسند نکاں ہے

□□□

عن ابن عمرؓ

ما جھتے ہیں ساتھ آتا کہیں گے جھت جھ

نوٹ لھینی کا ستارا حضرت صدیق ہیں

ہیں غنیق نارود سسرکار کا رمشا ہے

تھرت کا سوہ حضرت صدیق ہیں

تھرتا است پر ہے وجہ ان کی اللہ حشریک

عزٹ رفعت کا جان حضرت صدیق ہیں

شعبان ۱۴۲۲ھ

مارچ ۲۰۰۲ء

جماعت رضا کے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی

حامل جماعت ہے جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج

الشریعتؐ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اسی کی

شاخیں قائم کر دیں اور مرکز سے حسب استطاعت ملی و

مذہب خدمات انجام دیں۔

تاریخ کرام توحہ مشرمانیں

قاری محمد امجد علی صاحب دہلوی نے جو کتب

مہربانی قون کے ماطار دیں تا کہ آپ کو سالانہ سکھ

پیر مویانا پیر صاحب ماری

عقیدہ تجسیم اور شیخ البانی

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تمہارے لئے عرش عظیم کو پیدا فرمایا کہ پرستار کے مقابلے کے لئے
بیڑ فرمایا:

من رعد ان اللہ محدود فقد جہل الخالق المعبود
حبیبہ الاوب، جلد ۲، جو شخص گمان کرے یہ بڑا معبود
محدود ہے تو اس نے پیدا کر دے والے معبود کو نہیں جانتا۔
(۲) حامد رین العابدین رضی اللہ عنہما کے ہیں۔

الذات للہ الذی لا یجوز ان یسکن مکان
کوئی مکان خدا کی شکل
بیڑ فرمایا

سبح اللہ الذی لا یحد فیکون محدوداً، التحدیف
السادۃ المستطین، ۳۹۰، تو وہ اللہ ہے جس کی حدیں ہوتی
نہ تو محدود نہ ہو جائے۔

(۳) حامد جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے ہیں

من رعد ان اللہ فی شئی او من شئی و علی شئی
فقد شرک شیوکان علی شئی مکان محمولاً و ہو کان
فی شئی مکان محصوراً، و ہو کان من شئی مکان محمداً
الرماتۃ القصریہ ص ۱، جس نے کہا کہ اللہ اس چیز
میں ہے یا کسی چیز سے بنا ہے یا کسی چیز پر ہے تو اس
نے شرک کیا، اس لئے کہ اگر وہ کسی چیز پر ہوگا تو محمول ہوگا
اگر کسی چیز میں ہوگا تو محصور ہوگا اگر کسی چیز سے بنا ہوگا تو
حادث ہو جائے گا

(۴) امام، عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ونظر بان اللہ سبحانه وتعالیٰ علی العرش استوی
من غیر ان یکون بہ حد جہ نیہ واستغفر راعنیہ و

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق میں جو
عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور جمہور علمائے اسلام
فقہائے کرام، محدثین عظام، مجتہدین امت صوفیائے حق کے
جیسے پناہ و رستہ صحیح تجسیم کیا وہ یہ ہے

لقد تعالیٰ ذات و صفات ہے مثل و سہ مشابہ اللہ
تعالیٰ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے پاک ہے، محدود بہت
فرمان و مفاہیم، جسم، ترکیب سے پاک ہے، ٹھنڈا، بڑھتا
نکل و حرکت، چڑھتا، ترستا، چھو کاں ناک، پائوں قدم،
سات پہرہ مس سید چھاتی جسمانی عضاء، خواص وہ یہ
خو رص جسمانیہ وغیرہ تمام امور سے پاک و مبرا ہے

کتاب و سنت میں جو الفاظ و کلمات ایسے و راہوں سے جس
سے اعضائے جو روح اور نکل و حرکت کے معانی معلوم ہوتے
ہیں، وہ ہرگز مراد نہیں بلکہ عظمت الہی اور مثال خداوندی کے مطابق
الفاظ تبدیل کی جائے گی یا ان کے ظاہرہ ایمان لانے ہوئے
ان کے حقیقی معنی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے، یعنی ان میں
یا انھیں کی صورتیں نہ ہوں یا جسے کسی اس سلسلے میں تاخیر کا ایک
مقررہ حدیث تشبیہات کا مطالعہ شائع ہو چکا ہے۔

(۱) مورخے کائنات ابو عیسیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہ کے فرمایا

کان اللہ ولا مکان، وهو الان علی ما عینہ کان الی
بلا مکان۔ اللہ تھا اور کوئی جگہ نہ تھی وہ اب بھی اس طرح
ہے جس طرح پہلے تھا
بیڑ فرمایا

ان اللہ تعالیٰ خلق العرش اظہار بقدرتہ لا مکان
نہ لہ، الفرائد بن الفرائد، جلد ۱، ۳۳۱، ہے شک

هو حافظ العرش وغیر العرش من غیور حتیٰ
قدو کان محتاج لم قدر علی یجاد العالم و تدبیرہ
کالمخدوی و لو کان محتاج ای انجوس والقرار
فقیس خلق نعوش اثنتی کان الله تعالی عن ذالک
عدو کبراً، کتاب الوصیہ من جموعه رسائل ابن حنیفہ
ص ۲۸، ہم قرار کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ عرش پر مستقر
فرمایا بغیر اس سے کہ اسے اس کی حاجت ہو یا اس پر غیور
۱۰ اور وہ عرش وغیرہ کا محافظ ہے بغیر اس جہت کے پھر اگر محتاج
ہو تو عام کے بیکار و بدبیر پر قادر نہ ہوگا جیسے مخلوق اور اگر
محتاج ہو عرش پر جو اس کا رکنا، عرش کی تخلیق سے پہلے اللہ
کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

(۵) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

الله تعالیٰ کان ولا مکان فخلق المکان وهو من
صفة لازمیة کما کان قبل خلقه مکان لا یجور
عبیة التغیر فی ذاته ولا التبذیر فی صفاته، (المعاد
الساحل المتعلق ص ۲) اللہ تعالیٰ کوئی مکان نہ تھا تو ہی سے
مکان کو پیدا فرمایا اور وہ ریت کی صفت پر ہے جیسے مکان
کی تخلیق سے پہلے تھا اور اس کی صفت میں تغیر و
تبدیلی جاری نہیں۔

(۶) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دانت الہی کو جہت

وہمیرہ زمان و مکانات سے پاک مانتے تھے بعض محققین نے ان کو
پچھلے عہد میں شامل کرنے کے لئے یہ قول اڑا کر دیا کہ وہ مادہ
رہانی تھی، اللہ تعالیٰ کے لئے جہت و مکان تسمیہ کرتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

وما اشتهر من جہنہ مہدویہ و ہذا لا یأمر
لا عظمہ نہجہ من انہ قدس یشتی من جہنہ و
یحوہ فکذب و یجہان و اخترم علیہ الفضاوی
المحدثین ص ۱۰۰ اور جو تابع حضرت امام احمد بن حنبل کی
طرح کتاب مشہور ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ تہوں سے نئے کچھ
چیرہ ریزی جہت وغیرہ کے قائل تھے تو یہ ہر امر جھوٹ

جہان اور ان پر مقرر ہے
(۷) امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں

ولقد عن محدود والقدیات والارکان والاعضاء
والادوات الاکھویہ الجہات المسجدة کائنات
الہیہ من العلیہ الطبیۃ الطبیۃ من ۱۱۱۱ اللہ تعالیٰ
حدود غایت کا، عرصہ والانت سے پایا و بلند ہے
سے جہات سے حافظ نہیں کر سکتے جیسے سر سے مندرجہ ہے۔

(۸) امام ابن حبان صاحب الصحیح فرماتے ہیں

خمد الله ندای نہیں لہ حد محدود فیہ توی و
لالہ اچس محدود فیہ فی ولا یحیط بہ جوامع المکان
ولا یشتد عینہ تو انوارہ ان، الشفہ بالین جہان
" تمام تحریریں ہی اللہ کے لئے جس میں کوئی حد
نہیں کہ اسے گھیر سکے اور انہیں اس کے لئے کوئی مقررہ وقت
نہیں کہ اس کے بعد فنا ہو جائے اور انہیں سے مکان کا ذکر نہ کر سکتا
۱۱۔ انہیں اسی پر مبنی جاری ہو سکتے۔

میر فرمایا

کان لله ولازمت ولا مکان الصحیح ابن حبان ص ۸
اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی مادی مکان نہ تھا۔

(۹) امام بیہقی فرماتے ہیں

وندی روی فی آخر ہذا حدیث، اشارۃ و نفی
المکان عن انہ تعالیٰ و مستند بعض صحابہ بدای
نفی المکان عنہ بقول العی علیہ السلام انظر فلنفس
فوقک شئی و لست بمطابق فنیس فلو ان شئی
فأفالم یکن فوقہ شئی ولا دونہ شئی لکن فی
مکان (الاحوال الصالحات ص ۴۰) اور ہمارے بعض اصحاب
سے اللہ تعالیٰ کے مکان سے پاک ہوئے یہ کہ عمل اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے میں فور سے استدلال کیا ہے تو ظاہر
ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں تو باطن سے یہ کہ کوئی شئی
چیز نہیں تو جب اس کے اوپر اس سے بچے کوئی چیز نہیں
ہو وہ کسی مکان میں نہ ہو۔

جاری رکھی

خیر امت شاہ والا حضرت صدیق ہیں

نور مولانا سید ابراہیم رسول قادری یا یارب امرید

نبی کے بعد اعلیٰ حضرت صدیق ہیں
یار غار شاہ طحا حضرت صدیق ہیں
ہیں وہ عبد اللہ قدس کی تفسیر میں
چرخِ عظمت سے ثریا حضرت صدیق ہیں
جاہِ صدقِ آیت قرآن کا یہ عدلی ہے
حق کی تصدیق سر پر حضرت صدیق ہیں
بے با تر سے یہ مدنی قویا حضرت صدیق ہیں
خیر امت شاہ والا حضرت صدیق ہیں

سب سے پہلے امتوں میں جا میں گہست میں ہے
مرفوعہ نبیائے آقا حضرت صدیق ہیں

”ما دنا منّا“ حدیثِ کج حسیب گواہ

شیخ محمد صغیر صاحب حضرت صدیق ہیں

بقیہ ص ۵۵ پر

ہیں ماہِ طیب کی نور کی کرن عسریب نواز

نور مولانا محبوب گوہر سلام پوری مظفر پوری

تخلیوں سے بھری انجمن غریب نواز
ہیں ماہِ طیب کی سوری کرن غریب نواز
ہمیں کتنے چاند کی مانند ہشتان کی طسرت
دین و اند پائیا موسیٰ غریب نواز
ی کے دین و بیخ میں صد اکی صبر
کیا ہے تم نے مٹائی جتن غریب نواز
جو سنگ را تھے ترن گفتگو سے صوم ہوئے
ہو بسے و عطا شیریں کن غریب نواز

تلاش پھر ہے تیرے پیسے سرور و شوق

دعائے غریب سے غریب نواز

خوشی و غم کے تیرے شکستہ حساں کی

ربانی وقت ہوئی طسرت غریب نواز

بقیہ ص ۵۵ پر

مارچ ۲۰۲۲ء

ہر جگہ تیل ایمان کا سب سے

نور مولانا سید ابراہیم رسول قادری یا یارب امریک

ہر جگہ تیل ایمان کا سب سے
خج جاں نور سے یہ قاب سے
۲۰ ر سہ و ر غارتا رہ عسمر
ان کے فیض و کرم میں جانب سے
شرع کی روشنی میں جو چست رہا
س سے قدم سار سے مشاہد سے
جو کمال مصطفیٰ سے ست چھوٹے بھی
تا زیارت وہ مت پر و جب سے
لگ گئے چاہے اس کی تقدیر میں
یہ خودہ میں سے محب طسرت سے
شکر سب کا شکر ہو یہ سب دانی
دن کی غنوں میں افکار و عسمر سے

بقیہ ص ۵۶ پر

مشقِ غمی سے مجھے چاشنی عسری

نور مولانا طہیل احمد مصباحی

شہسرنی ہستہ تو کوئے غمی عسری
گزار مصطفیٰ کی ہر ک تازگی عسری
دیان کی ہے حسان عسریہ سوا کی
عشق کی سکے سے کی مجھے چاشنی عسری
افلا یہ شاعری کا سے بدر میر ”نعت“
اس کی مجھے ہے اس سے تائیدگی عسری
دو ہشتارنا جس کی ہے مار ک صفت
پھر بیوں ہوگی س کی جھلک عسری
کنکر ہوں کا نعل میں رشک ماہِ مناسب
شہسرنی سکے زور کی ششدر عسری
مے جال کا کثرت شہسرنی عسری
”تیر ہی در ہستہ ترن ہی کلی عسری“

بقیہ ص ۵۶ پر

شعبان ۱۴۴۲ھ



مستحقانِ پاسبانِ اعلیٰ اور محترم
 اور وہاں سے ملنے والی "تیسری" شہادت
 محترمہ کے لئے ہے۔ یہ سب کچھ
 وہاں ہی ملے گا۔ وہاں ہی ملے گا۔

سب سے پہلے یہ "ہا" عمل ہے۔ یہ ہے
 یہاں سے ملے گا۔ یہاں سے ملے گا۔
 ماہنامہ "بہارِ نبویؐ" شریف القیامیہ ہے۔

اس شمارے میں

صفحہ	مضمون	مضمون	کالم
۵	محمد صہدہ رحمہ شہرہ رونی	دورہ اپنے دینی و روحانی اور طبی و سائنسی فوائد کے تناظر میں	ادوارہ
۵۶	مولانا محمد طرب رقی نور مصطفیٰ	وسیع ایک پسندیدہ عمل	اسلامیات
۵۷	پیر محمد اجمل رضا فاضل دوری	بیعت کیوں مسرور ہے؟	●
۱۰۰	مولانا محمد ربیع نور حبیب علی	ماہر کا مفت مہر و مسرتیبہ	●
۱۳۱	حسنا محمد اشہد اور مدتی	عکس کی مستویات کا مہر و ہر	●
۱۷	مفتی محمد شمس الدین رضوی ہادی	سحر آج یا سحر پر نقطہ اور اسرار	●
۲۴	مولانا عبدالکبار محمد مصطفیٰ	مغسرب سے تیل چسبہ بے پناہ	فتویٰ و نظریات
۲۷	مولانا محمد کوثر دھام فاضل دوری	عقیدہ و تحمیل اور شرح السبانی	●
۴۵	مولانا محمد دھام بزرگانی مسعود	نور و ناک سحر و سحر علی اور سحر علی یہ بشارت	احوال قوم و ملت
۴۷	مولانا نور محمد مصطفیٰ	ملک احمد دھام فاضل دوری کے یک شش جہات شخصیت	اصناف و اخلاف
۴۸	مولانا محمد فاضل رضوی	سحر جہالت ہے فکر و اعمال کے تیل میں	●
۴۹	مولانا محمد فاضل رضوی	حالت انطہ و سحر و سحر علی حرام چسبہ و سحر علی کا استعمال	تحقیقات
۴۹	مفتی ڈاکٹر عبدالرحمن	ماہر و سحر و سحر علی شریف و سحر علی یہ	دعوت و احکامات
۴۹	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	ملفوظات تاج الشریعہ	ملفوظات
۵۴	مولانا محمد طرب رقی نور مصطفیٰ	رہا ایک عجب نب گھسبہ	مختصرات
۵۴	شہبہ احمد رضوی	رہا اور سحر و سحر علی	●
۵۵	عجب علی حساں رضوی	ماہر احمد مسعود سحر و سحر علی	●
۵۶	موشل منیرہ	بہت کا سحر و سحر علی	●
۵۷	مولانا سید ولاد نور محمدی	مذہب سنتے ہیں وہ سحر و سحر علی یہ	منظومات
۵۷	مولانا محمد سلمان مسعود	پہلے کی تلو و سید سال	●
۵۸	اراکین محمد عت رضا مصطفیٰ	سحر و سحر علی تاج الشریعہ کا دورہ	خبر و روایت

”مسلمانو! رمضان المبارک کا ادب و احترام کرو“

روزہ

اپنے دینی و روحانی، سماجی و معاشرتی اور طبی و سائنسی فوائد کے تناظر میں

دنیا سے تقریباً سنی قدیم و جدید ممالک میں روزہ کی روایت رہی ہے اور تجربات و مشاہدات سے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ روزہ اپنے اس میں بے شمار فوائد و برکات پہنچے ہوئے ہے۔ روزہ ہمارے لئے ایک طرف دینی و روحانی اعتبار سے ایمان کو پائیدار بنانے کا موثر ترین ذریعہ ہے اور دوسری طرف معاشرتی و سماجی اعتبار سے جدید و روایتی و جدیدیت پرستی کے فروغ کا سبب ہے، اور مزید طبی اور سائنسی اعتبار سے جسمانی صحت و سلامتی کا سامان بھی ہے۔

روزے کے دینی اور روحانی فوائد

روزہ ضعیف روح اور بیمار قلب کو تقویت بخشنا پائی اور تازگی و شادابی بخشتا ہے جس سے بندے کی طبیعت فیکوں کی طرف مائل ہو سکتی ہے اور برائیوں کے خلاف نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ روزہ انسان کو اس قابل بنادیتا ہے کہ وہ حدود اللہ اور حکام شرع کے مطابق اپنے آپ کو بحال کرے۔ ایک کامیاب دینی زندگی گزار سکے، اور وہ بندے کے اندر صبر و شکر کی خوبیاں پیدا کرتا ہے جو اسے ہمیشہ دین پر قائم اور ایمان بخشتی ہیں۔ روزہ کی وجہ سے تزکیہ نفس اور تعصیب باطن جیسے پانچہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ بروز قیامت روزہ دار کو اس نعمت غیر منقرضہ سے نوازا جائے گا جس کے حصوں کے لئے شہداء بار بار پائی جاوے گا۔ نہ پیش کرے کی گزرو کرتے ہیں کہ روزے کا پند اللہ رب عزت خود ہے اور وہ گناہوں سے احتراز اور عذاب نار سے حفاظت کا سبب بنتا ہے، یاد رہے کہ روح اور دین کا تمام کاموں و برائیوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے روزے سے بہتر اور مؤثر شریعی عمل کوئی دوسرا نہیں

روزہ کے معاشرتی و روحانی فوائد

روزہ مسلمانوں کے اندر یہ شعور پیدا کرتا ہے کہ وہ سب ایک

ہی امت کے افراد ہیں، سب ایک ہی وقت میں کھاتے پیتے اور ایک ہی وقت میں روزے رکھتے ہیں، جب بندہ روزے کی حالت میں ہوتا ہے تو کھجوروں اور حاجت مندوں کی مشکلات اور تکلیف کا بخوبی دراک کرتا ہے جس کے بعد وہ اپنے مانتوں کے حقوق کا خیال کرتا ہے اور محروموں کے کھانے میں شریک ہوتا ہے، خوش حال انسانوں میں مملوک عبادتوں کے یہ تہذیب پیدا ہوتی ہے، دولت مند خداوند کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے فقیروں کی مدد اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ روزے سے مسلمانوں کے اندر انہی تقویٰ و طہارت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے میں ایک دوسرے سے الفت و محبت اور اخوت و برادری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ بڑے چھوٹے جیسے طبقہ کی مصلحتیں کم ہوتے ہیں۔ روزے کے طبی اور سائنسی فوائد

طبی ماہرین سے مطابق روزہ نہ صرف انسان کو مختلف طبی امراض سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ سانی عمر میں اضافے کا باعث بھی بنتا ہے۔ روزہ دہش کم کر کے میں مددگار ہوتا ہے، ماہرین امرض قلب کے مطابق روزہ نہ صرف خوں میں موجود ٹوٹستروں کی مقدار کو معتدل رکھتا ہے بلکہ خوں کی شریانوں کو پتلا کرنا جس طریقے سے سرخ جام دہش میں مدد دیتا ہے اس کا روزہ اسٹروک یا دماغ کا خطرہ کم ہو جاتا ہے، باخصوص اعصابی ریکسہ گروہ وغیرہ کو تقویت بخشتا ہے۔

روزہ نظام ہضم کے دوران مختلف اقسام کے کیمیائی عمل کو بہتر و صحت سے انجام دینے میں مدد دیتا ہے جس سے خوراک میں موجود ہضم کی جز کو جذب کرنے میں مدد دیتی ہے۔ روزہ

ماہی و حال کو نہ صرف مستعد رکھتا ہے بلکہ جسم بقیہ میں ۳۵ پر

زواروں کا طہارت اور مصباحی

توبہ! ایک پسندیدہ عمل

ہے کہ ماحول پر بار بار یا گیا ہے۔ لوگ توبہ سے بچتے ہیں اور اپنے لئے ننگ و دھار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ توبہ کرنا ایک ایک کام ہے جس کا حکم قرآن و حدیث میں آیا گیا۔

ہمارے معاشرہ کا غلط ماحول اور شیطان کا دوسرا یہ دونوں توبہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ شیطان تو انسانوں کا حذر دشمن ہے دیکھ کر یہ ہم اپنے ماحول کو بھی درست نہیں رہتے؟ رہا ہر فعل و فعل غور میں اور کسی ماحول ساز میں کہ توبہ سے واپس آؤ۔ توبہ سے سبب ننگ و دھار محسوس نہ ہو۔

کسی سے بڑھ کر غلطی کا صدور ہو اور اس میں تاویل کی گنجائش ہو تو قائل سے اس کی مروری امت کر رہی اور پھر وہ شرعی طور پر غلط ہوتا تو ہی رہنے سے قبل قائل کو توبہ کی غیب دیں۔ اگر اس سے توبہ نہ تو بات ختم ہوگئی، اگر توبہ سے تو توبہ جاری کرے سے قبل متعدد علل سے کہہ سکتے، رید توبہ کی ترغیب، ان سے جے، فتویٰ جاری ہوئے کے بعد میرت و حسیب کے سبب لوگ توبہ نہیں کرتے اور پھر رہی رہا آخرت کو رہا رہتے ہیں۔

و ختم رہے کہ یہ مشورہ ہی صورت سے متعلق ہے کہ سب کسی خاص شخص پر حکم کیا جائے اور کسی جرم کا عام حکم یہاں ہونا چاہیے تاکہ لوگ اس جرم میں مبتلا نہ ہوں۔

اسی طرح متعلقات کی لکھ کر میں بھی فتویٰ جاری کرے سے قبل توبہ و رجوع کی ترغیب دی جائے، دراصل صاحب معاد کو بھی غور کرنا چاہیے، اصل معاد اسی فی آخرت سے متعلق ہے، عہد حاضر میں ایک مہیہ یہ بھی ہے کہ مفتیان کہہ علم کلام سے مشغولیت نہ رکھتے ہیں اور کلامی مسائل کو بھی فقہی طرز پر حل کرے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ایسے مسائل میں علم کلام کے مشتعل سے سے طلب کرنا چاہیے۔

۰۰۰

شرعی طور پر جو کلام غلط ہو اس سے توبہ کی جاتی ہے، کلام صغیر و کبیرہ ناجائز و حرام اور خلافت و کفر کے کتاب پر توبہ کا حکم ہے تاکہ بندوں کی دنیا و آخرت درست ہو۔ کبھی مل جل کر سے شعور یا شعوری طور پر کلمہ میں صواب ہو جاتی ہیں جس میں تاویل کی گنجائش بھی ہوتی ہے اور بعض صواب سے حکم لے بھی جائز ہوتا ہے، جتنی وہ کفری معنی میں متعلق نہیں ہوتا، بعض علماء کسی تاویل سے سبب حکم کفر کا نہیں کرتے اور بعض حکم کفر کا نہ ہوتا ہے۔

در اصل بعض تاویل بعد ہوتی ہے جو فقہاء کے یہاں قبول نہیں کی جاتی ہے اور ممکن ہے یہاں قبول کی جاتی ہے، پس تاویل بعد کی صورت میں کفر کا حکم کفر نہیں ہوگا میں کفر فتنی کا حکم جائز ہوگا، معنی کو اس بات کی صورت میں چاہئے کہ یہ تاویل قریب ہے یا تاویل بعد اور طرکائی کا حکم مرتفع ہو رہا ہے یا کفر فتنی کا رد دونوں کا حکم مرتفع ہو رہا ہے اور وہ کلام کفری معنی میں متعلق ہے یا متعلق کلام پر حرمت فاصم اور توبہ کا حکم جائز ہوتا ہے۔

بہر حال رسالہ ختم باب انہوں میں تفصیل مرقوم ہے "محمد حاضر میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی تاویل مل گئی تو قائل کو توبہ و رجوع سے گھٹی مل جاتی ہے، مفتی میں اتنی قاطعیت ہوتی چاہئے کہ وہ کتابوں میں مرقوم تاویلات میں فرق کرنے کہ وہ تاویل قریب ہے یا تاویل بعد اور کفر مرتفع ہو رہا ہے اور کون سا کفر ثابت ہو رہا ہے، اگر کسی قسم کا کفر ثابت نہیں ہو رہا ہے تو حرمت کا حکم ہے یا نہیں؟

یہ موقع پر صاحب معاد خود بھی مفتی سے تفتیش کرے کہ کون سا کفر مرتفع ہو رہا ہے، اگر کفر طرکائی کا حکم مرتفع ہو رہا ہو اور کفر فتنی یا حرمت کا حکم ہو تو توبہ کرے کا حکم ہوگا یہ بات تو بالکل صحیح

زبان پر محمد جمل رسا قاری

بیعت کیوں ضروری ہے

مرشد کامل کی اہمیت

اللہ نے اسے قرآن پاک میں فرمایا:

فَسَلُّواْ اَھْلَیْہِمْ ذِیْکَیْہِمْ لَّا تَعْلَمُوْا۟... (سورۃ
الاحزاب) مگر تمہیں کسی بات کا علم نہ ہو تو اس سے جا رہے ہو کہ
اس کے پاس علم ہے۔

یعنی اس بیعت کریمہ فرمایا گیا کہ جب کوئی بات مجھ میں
ہے تو اس کے پاس جا کر بیٹھنا جو اللہ کا ذکر کرے والا ہو، جس
کو اللہ نے صییت دی ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ تو بندوں سے
پاس بھیج رہا ہے، اسی طرح سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَاۤاَيُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا فِیْہِ الْعُقُبٰۃَ الَّذِیْنَ
(۱۱۴) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور پھلوں سے سادھو

ہو جاؤ۔

ایک جگہ اللہ نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو کہ

اٰھْدِنِیْ سَبِيْۃً مَّاۤ اَظْہَرُ لِّلْمُسْتَقِیْمِۃِ (سورۃ فاتحہ) یا اللہ میں
سیدھا راستہ عطا فرما۔

اس کا سیدھا راستہ "اُن لوگوں کا عطا فرما جس پر تو سے
عام فرمایا ہے تو پھلوں کی سنگت کس طرح اختیار ہوگی ایک
پیر کامل ایک شیخ ایک مرشد یہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے یہ ہمارا
صیب ہے، اللہ کی "لف" سے لے کر وہ "کی" تک ہم
سب کو ماننے والے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت سے
دس میں لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ ہزاروں گاتوں کا
کوئی امام ہی نہیں وہ کسی کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

میرے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے چار شرطیں لکھی
تھیں، ایک کامل پیر کی پہلی یہ کہ اس کے پاس کمرہ و کتاب خانہ ہو
چاہئے کہ اس کی ضرورت کا مسئلہ وہ کتاب سے لگاؤں سے دو دروں

شرط یہ کہ علانیہ گناہ نہ کرے جیسے اس کی ۱۰۱ بھی پھوٹی رہو جس
کا ترے کمرے والے نہ ہوں، کوئی علانیہ جرم نہ کرنا ہو۔ تیسری شرط
آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی کہ جس کی طرف آپ توجہ کر رہے
ہیں، جس سے آپ بیعت ہو رہے ہیں وہ کسی شیخ کا تربیت یافتہ
ہو اور جو بھی شرط یہ ہے کہ اس کا سلسلہ متصل ہو۔

اس کا ہاتھ اس کے پیر کے ہاتھ میں، اس کے پیر کا ہاتھ
اس کے پیر کے ہاتھ میں اور اس کے پیر کا ہاتھ غوث پاک رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور غوث عظیم کا ہاتھ مولیٰ علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں، سلسلہ درمیان
میں سے لگنا ہو۔

جس بندے میں یہ چار خوبیاں ہیں، عقیدہ ٹھیک ہے، اس
سے مرید بنو، ہر شخص نے عالم سے سے حاصل رہیوں رحمت اللہ
تعالیٰ علیہ تکب سے یہ فرمایا کہ ہم اسے وہ ماننے ہیں جس سے
ایک ہاتھ میں قرآن ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ میں رسول اللہ
ﷺ کا فرمان ہوتا ہے، جب اللہ سے چار کتابیں ملیں فرماتیں
تو ان کتابوں کو سمجھانے کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس
ہزار و چھ سو اسلام عطا فرمائے اور اللہ نے فرمایا کہ کتاب
پڑھنی ہے اور جلوہ میرے ہی ﷺ کا لینا ہے، حضور ﷺ کے
نور کی روشنی میں تمہیں قرآن پڑھنا ہے۔

یہ تو سوچنے کا گڑی کا سبب بنتا ہے کہ کیا چیز کہاں
ہے، کیسے یا کھئے گی، سید ہوگی، نیکیں تب بھی گاؤں کیسے کے لئے
ایک استاد کو مقرر کرنا ہوتا ہے، پیسے دے کر گاؤں کی سکھائے کے
لئے تو سب ایک چھوٹا سا کام بنا استاد کے نہیں آتا تو پھر دیکھ کیا
بقیر استاد کے آجائے گا؟ اور ہاں، کھیں دیکھ کے مسئلہ ہار تک

ہیں، شیطان بہت مضحکہ خیز کرتا ہے۔

تکبر والہ جنت میں نہیں جائے گا، ریاکاروں کے عبادت قبول نہیں ہوگی جسد کرے، اس کے اعمال خراب ہوتے، صاف تھوڑے ہیں اور جھوٹ بولنے والے و حضور ﷺ سے فرمایا کہ "میں اسے نہیں ہی نہیں مانتا"

یہ سارے چیزیں جو دینی نقص ہیں، یہ بیماریاں ہیں، باطن کی آہٹ گر، وہی نہیں تو آپ سے جسم کی بیماری نہیں جاتی، آپ گمراہ رویش کے پاس۔ جائیں تو آپ کی اور کی بیماری کہیں جائے گی۔

جب ہم اللہ لوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ گویا ہماری میزبان چارچہ روہی ہیں، وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ جیسا طرح ہے، انسانیت کیسے نم تھے پتہ پتہ کرنی ہے، ہم سے اللہ سے ڈرنا اس طرح ہے، ان کی دواہیں ہی بہت اثر کرتی ہیں، کورم کرتی ہیں ان کی گفتگو سال کو بدل دیتی ہے، صحت میں میٹھے و لازماً آگے جاتا ہے، جو ان حدیث عادی حرمت میں رہتا ہے اللہ اس کو سی طرح کا ننگ عطا کرتا ہے۔

القریب و القریب میں، اب پاک ﷺ سے فرمایا "جو جس سے پیار، گاہت میں اسی کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا" اس لئے اللہ انوں سے بڑی محبت کریں۔

خوب کریم کے بندے تھے ان کا رشتہ اصحاب کا رشتہ تھا، پیر کے ساتھ رشتہ صلہ کا رشتہ ہوتا ہے، لوگ کہتے ہیں یہ معرفت کی ہوتی ہے، تو قرآن مجید کا پندرہواں پارہ آخر سے ۱۱ سو ہواں پارہ شروع سے پڑھیں، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ دیکھیں وہ ساری معرفت کی بات ہی تو ہے۔

آج کل لوگ بہت غلطی کرتے ہیں، کوئی شیخ کوئی پیر نہیں پکڑتے اور حضرت بازرید سبطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ننگی بتانے والے جیسے کوئی نہ ہو، تیرے کوئی نہ ہو تو شیطان تو پھر ہے ہی تیرے ساتھ، جیسا کہ وہ لگا لگا ہے گا، اگر ننگی بتا رہے وال کوئی نہیں تو بدن بتا رہا، اتنا تو پھر تیرے ساتھ ہے ہی۔"

یہ میری زندگی کا چھوٹا سا تجربہ ہے کہ جو آکر مر رہا ہوتا ہے وہ سارے ہٹا ہٹا ہے، اس کے لئے اڑھی کھٹا آسمان ہوتا ہے، اس سے بے رونا پناہ پڑھنا آسمان ہوتا ہے، چڑھتی جوں مال دوست سارے چھ ہے لیکن اس کے لئے مہربان ہوتا آسمان ہوتا ہے اور جو لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے، اس معرفت کی طرف رجوع نہیں کرتے ان کی زندگیاں بیت جاتی ہیں ویسے کے ویسے رہتے ہیں، تہہ بی آتی

ابن ماجہ سیاح سند کی کتاب میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں حضور ﷺ سے روئے پہ گیا تو حضرت معا بن جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے روئے پہ پٹھے رو رہے تھے وہ میں نے کہا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں رو رہے ہو؟" تو حضرت معا بن جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پاک ﷺ کی بات ہے، وہ ۱۹، ۲۰ یا ۲۱ میں کر دی ہیں کہ میں آ رہا ہوں کہ نہیں مجھ سے یہ غلطی ہوئے جائے تو میں رو رہا ہوں، فرماتے ہیں پاک ﷺ سے فرمایا یہ بات یہ کہ چھوٹی سی ریاکاری بھی شرک ہے، دو دوسرے یہ کہ اللہ سے فرمایا کہ جس سے میرے پیار سے دشمنی میرا اس کے خلاف، خلاف جنگ ہے "یہ دونوں باتیں آقا کریم ﷺ سے فرمائی ہیں، اس کی شرح میں حضرت عظیم الامت سے لکھا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "میں رو رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی بندے کی ہے وہی کروں وہ اللہ کا وہ ہوو میں رو رہا ہوں کہ کہیں کوئی بات نہ مجھ سے نکل جائے" لوگ فرماتے ہیں، لوگ ایک منہ سے اُحد بڑے بڑے بڑے چوڑے اعترافات کرتے ہیں۔

تو میرے بھائی کچھ میں اولیاء اللہ کے پاس نہیں جاتے تو کہہ رہا ہوں کہ پیر تو کریں، اللہ کے پیوں سے دشمنی بہت خطرناک ہوتی ہے

اللہ کے پیوں کے ساتھ پیار کریں، اس کی صحبت میں جہنم کے پاس نہیں، اس کی سنگت میں رہیں، ان سے اپنی روح اور قلب کے لئے دلی خریدیں، جو پیر بتائیں وہ

اپریل ۱۹۴۲ء

رمضان ۱۴۲۲ھ

پر ہیر کریں، پھر انھیں یہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو تمہیں
اطمینان عطا کرے گا، قرآن پاک میں اس لئے گا، درود و سلام کا
موقع ہے گا۔

اللہ لوں سے اللہ ملتا ہے، اللہ کے بندوں سے معصیت کا
خمس ملتا ہے، اللہ کے بندے بیعت اپنی رتے ہیں جھکاتے
اللہ کی بارگاہ میں ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں سے پاس
بیٹھے سے روح اللہ تعالیٰ کا پیار ملتا ہے، اللہ سے بندوں کی
صحت حصول بخیر کے دروازے تک سے جاتی ہے، رب کریم
کے بندوں کی صحت عاجزی سکھاتی ہے، اللہ کے بندوں کے
پاس بیٹھے والے اللہ اللہ کرے لگتے ہیں رب کریم کے بندوں
کے پاس بیٹھے ہوں کہ سجدے کا نور حاصل ہوتا ہے درمیر سے
بھائی گرتو سے کسی سے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو تو ملے گا کیونکہ حواجہ
انعام اللہ میں محبوب، لہذا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے سے جیسے ایک آدمی
صواب کی کان پے کوئی چیز بیسے آیا، لوں و روشنی سادہ سا آدمی
چھوٹی سی مسجد سے نکلا، صلوٰتی سے کہے لگا دے دے، صلوٰتی سے
کہہ چل رہا، تو رور کے عذر ہو جاتا ہے جب مارے گا ہک
آ میں تب آیا، عرب کا ہک تھا نا، صلوٰتی سے جھڑک یا،
اس درویش کو جو آگیا کہنے لگا میرے ساتھ بھیریں نہ کرنا
ور تیرن دکاں اسٹ کے رکھ دوں گا، صلوٰتی کہنے لگا چل دوڑ جا
بڑے دلچسپ ہیں تیری طرح دکاں اٹھنے وے۔

حضرت نظام الدین محبوب الہی گزر رہے تھے صلوٰتی کی
نظر پڑی وورڈ کے دست بوی رہے آیا اور سلام کیا تو آپ
فرمایا اس کے ساتھ صلوٰتی نہ کر تیرن دکاں واقعی اسٹ جائے
گئی "صلوٰتی کہنے لگا حضور کس طرح، ووتو! یہی سادہ سا ہے
آپ فرماتے تھے یہ بھی سادہ سا، اس کا پیر بھی سادہ ہے، لیکن دادا
جیہ، یا کمال ہے، جس کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ ہے وہ با کمال
ہے، وہ ہا، کھڑا ہے کہ چھوٹا لائق ہے تو کیا ہو چکا تو ہماری ہے
نا کہہ دے گا تو اسٹ دیں گے۔

مجھے دشمنوں سے چھیز و میر ہے کوئی جہاں میں
میں ابھی چکا ہوں گا نہیں دور ہے مدیر

حد کے نصل سے ہم پر ہے سایہ عوٹ عظیم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہا، عوٹ عظیم کا
حد اسے گا منادی حشر میں یہ قادریوں کو
کہاں ہے قادری کرے نظارہ عوٹ عظیم کا

اور اس سے مراد ہر پیر کرے والا ہے، صرف سلسلے میں
آئے وال کہیں، ہر پیر دکرے والا اللہ والوں کی صحبت تو انسان
کو ملے کر ملتی ہے، ووتو عوٹ ملتی ہے شیخ کی خدمت تو نواز
ملتی ہے بندے کو، پیر تو روحان طیب ہوتا ہے۔

ایک دریا تھیرے حضرت حضور تان الشریعہ رحمت اللہ
تعالیٰ علیہ و حد رتے ہیں ایک جسے میں مودیتے ہیں سمندر
نہی سے کہا حضرت نبی ساری زندگی بندہ کسی کی خدمت کرنا
رہے، اللہ کا بندہ مجھ کے، وہ اندر سے جمل نکلے تو پھر تو آپ
فرماتے ہیں امر سے بندے کی کہیں، اللہ کے بندے کی خدمت
کی ہے تو ہر کس سے دینا ہے؟ اللہ سے۔

طلب پیدا کریں، ہڈی آج کر سب، پھر اللہ سے بندے نہیں
حقوق دے گا، رب اللہ اس کی عقلی صواب دے گا مسئلہ کا
شریف میں ہے کہ حضور ﷺ سے فرمایا کہ ایک بندے سے
صو کر یا جھا ایک ہا ہے کو تو قیامت کے دن اس صو کر، کت
سے اللہ اس بندے کو جست عطا کرے گا حتیٰ ان نصیبت
ہے، مل لڈکی۔

یاد رکھیں بغیر شیخ کامل کے روحانیت کی منار ملے کرنا
مشکل ہے، اللہ کا شوق پیدا کریں اور یہ شوق پیدا ہو کہ ایسا شخص
اھوند میں جو شریعت اور سنت کا پابند ہو، جس کو معرفت کا لوار اللہ
سے رہا ہو اس سے پاس بیٹھیں، اپنی صلاح کر میں، اندر جو
کو تا ہیماں پائی جاتی ہیں اس کو دور رہیں، قریب ہوں، میں
نکھنے کا رشہ بتائیں، ان کے ساتھ سبب فاعلیٰ قائم کریں، اللہ
ہمیں مجھے کی تو جی عطا فرمائے، آمین۔

روڑو سے بچنے کے لئے پیاری کا بہانہ

ہٹائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیخ مجھ پر جا میں

لے مولانا محمد مدبر عالم پور جاتی

امام کا مہتمم و مرتب فترانہ صاحب ادبیت کی روشنی میں

ہے کہ جیسے اس سے کسی جی کے پیچھے تھام رہا تھی۔ رجاء امتناع
۱۱/۱۲/۲۰۲۰ء بمقام مدرسہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان
رہنے حضور نے کتنا عظیم درجہ سے لا رہے امام کو، ایک
مفتی پرہیزگار و عمل عام دین امام کی اقتدا میں تھام رہے
کو میں نے کرم کی فکر میں تھام کر کے کے جیسے بتا دیا
حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ امام کا مقام و مرتبہ شریعت میں
بہت ہی رفیع و اعلیٰ ہے، فقیر نے حضرت علامہ مفتی صاحب الدین
احمد امجدی صاحب رحمہ ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں۔
"اگر امام فاضل معین نہیں ہے تو راہی کرے وال صحت گنہگار
حق تبار میں گرفتار ہوگا" (ذریعہ رسالہ، ص ۲۶)

آپ کی سے سوال ہو گا کہ امام کیوں ہونا چاہیے؟ جوابی
تلاش ہے تو آپ سے فاجوبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "امام
مسیحی عقیدہ ہو وہابی، یوحنا وغیرہ ہر مذہب سے ہو صحیح و غلط ہو
یعنی وضو، غسل اور کپڑے وغیرہ کی طہارت رکھنا ہو، صحیح لقمہ عت
ہو شکر، رعیت و طاعت اس میں صحت ہو، دوسرے امور میں
میں لڑتی کرتا ہو فلاح معین۔ ہر اسی طرح دور امور جو منافی امامت
ہیں ان سے پاک ہو۔" (ذریعہ رسالہ، ص ۲۶)

مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوتی کہ وہی شخص امامت
سے لائق ہوں گے، جس کے ہر مذکورہ خوبیاں موجود ہوں گی
اور اللہ انہماک اکثر سرگرم کے ہر مذکورہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود
ہوتی ہیں اور یقیناً جو ان خوبیاں کا حامل ہوگا وہ ضرور مفتی، پرہیزگار
و عزم ہوگا اور قرآن و مفسر میں اللہ رب عزت و مقص
لوگوں سے تحقیق ارشاد فرماتا ہے

اِنْ اَکْثَرْتُمْ کُفْرًا عَذَابُ اللّٰهِ اَشَدُّ کُفْرًا بَیِّنًا لِّمَن مِّنَ اللّٰهِ

آپ کسی مسجد کے امام ہیں اور امامت کے منصب
پر تشریف لائے ہوئے ہیں، آپ کی فتر میں لوگ
نماز پڑھتے ہیں، تو یہ آپ سے بڑی خوش نصیبی و بات ہے
کہ اللہ رب العزت کے آپ کو اپنی بارگاہ میں درجہ پانچ مرتبہ
سر بخود ہوئے والوں کا درجہ و امام بنایا ہے، یقیناً امامت کا منصب
مقام میں جاسپ اللہ ایک نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہونا ہے اور یہ
امامت و امامان جیاد نامب کبریٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی پیاری سنت بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے ارشاد فرمایا: امام و مومن کو ان کے برابر ثواب ہے جہوں
سے ان کے ساتھ ہو پڑا ہے

ماہ شریعت، ۱۱/۱۲/۲۰۲۰ء، ص ۵۵، علیہ السلام
مذکورہ حدیث سے علماء و لکائیں اور تبار میں بیحد
دوچیز کہ شریعت میں امام کا مقام و مرتبہ لائق عظیم ہے کوئی
شخص اگر مرنے پڑتا ہے یا کوئی ایک کام کرتا ہے تو صرف اور
صرف وہی حایہ اور صاحب لئی و ثواب سے بہکتا رہتا ہے مگر امامت
ایک ایسا منصب ہے جس کے کرم سے صرف اپنی ہی نہ
ثواب نہیں بلکہ سب نمازیوں سے، ہر ثواب ملتا ہے اور
لہ تعالیٰ اس سے نامہ اعمال میں بے حساب نیکیوں کا اضافہ فرماتا
ہے اور انشا اللہ امام پر در قیامت خدایا کامیابی سے سرفراز ہوگا
جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کا مستحق ہوگا اور ایک دوسری حدیث
میں ہے کہ حضور نبی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا

"مَنْ صَلَّى خَلْفَ عَلِيٍّ تَبِعَ قَدْحًا مِّنْ صَلَاتِي خَلْفَ نَبِيٍّ"
جس سے کسی پرہیزگار امام رہیں گے پیچھے رہ پڑیں تو وہ ایسا

تعالیٰ سے نہ ایک سب سے مکرم وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔

میں نے گھر چھوڑ دیا۔ اس شخص اس سے محدود وقت پر ہیز گاری اور فصاحت میں ریاہتوں ۵ جون ۱۱ جولاء ۱۱ امام اور شہید صاحب ۲۲

اور فتاویٰ بحر العلوم جلد اول ص ۳۵۷ میں ہے
"امام کی اجازت کے بغیر ممانعت کرنا مقررہ امام کی حق بخانی اور غلط ہے"

انتخابہ ۵ ج کے اس پر فتنہ ۱۱ میں کچھ لوگ امام کو اختیار و دلیل سمجھ کر ان کی توفیق کرتے ہیں، بدوچہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹوکے رہتے ہیں اور کسی بھی نارینا غلط کہہ کر ان فتنی کرتے ہیں، ایسے جاہل احمق اور بے ہودہ لوگوں کو چاہیے کہ امام کو چناؤ، شوہر دین کا رہبر صاحب امین اور ایک عالم و یک سمجھے، اور ادب و احترام کے ساتھ میں رہ کر ان سے کلام کرے

اس تعلق سے فتاویٰ فقہ شمس ج ۱ ص ۸۴۷ پر ایک حق میں ہے جس کو پڑھ کر ایسے لوگوں کو نصیحت حاصل کروں چاہیے، کتاب مذکور میں سوال ہو کہ "بعض لوگ جو میں سے پائے جاتے ہیں جو امام صاحب کی بلاوجہ خامیوں اور کمیوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اور کوئی کی نظر نہیں آتی تو صرف حق ہی بات پر کہ امام صاحب اگر بہت یا مشرہ میں گھر یا کہن اور اپنی ضرورت سے چلے گئے تو اس بات کو کہ مسجد یا دوکان یا روڑ پر چنہ لوگوں کی محفل میں امام صاحب کو برا بھلا کہنا اور اس طرح بولنا کہ یہ بہت اتر ہو گئے ہیں یا یہ شخص رہنے کے قابل نہیں ہے، اسی طرح بعض نارینا غلط بات کہنا یا شرماہ یا نہیں درست ہیں؟ اگر نہیں تو جو لوگ افعال مذکورہ کے مرتکب ہیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

اور ظاہر ہے امام صاحب انسان ہیں ان کی اپنی اولی گھریلو وغیرہ بہت سی ضرورت بات ہیں یا ان کی زندگی کے یہ ان کا نام کرنا شرعاً درست کا موجب ہے؟ اگر نہیں تو جو لوگ اس بیاد پر امام کو ہر حالت میں یا مورد ظلم یا تنقید بنا لیں ان کے لئے شرعیہ مطہر کیا حکم رکھتی ہے؟" نو حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ مصباحی صاحب قعدہ کا جواب دیتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں "بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کے پیچھے پڑنا، کسی کی خامیوں اور

اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے
لَا تُؤْتُوا مَرْءًا إِلَّا الْفَتْحُونَ یعنی اللہ کے محبوب صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو سنی پرہیزگار ہوں گے ہیں

اور حدیث شریف میں ہے کہ یہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رشا، فرماتے ہیں "میں بہت میں گیا اس میں موتی سے گمبہ دیکھے، اس کا بام مشک سے ہے، فرمایا "اے جبریل یہ اس کے لیے ہے" عرض کی حضور کی موت کے مونس اور ماموں کے لیے۔ ۱ بہار شریعت ج ۱ ص ۱۱۱ طبرانی مشہد مدنی

مذکورہ بالا دونوں آیات اور حدیث سے یہ بات امت مسلمہ کی شخص کی طرح لڑنے ہوگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سردار ایک امام کا مقام و مرتبہ تہا بہت ہی بلند و بالا ہے ان کی حقیقی شاہان و عظمت کیا ہے؟ سے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں "اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس بے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر یا بھٹو رہ جاتی ۱۱ مرتبہ ۱۱

اس حدیث سے ملے گی اس بات کا جو ہی اندازہ لگا دیا جاسکتا ہے کہ جب اس بات میں اتنا ثواب تو ممانعت میں کتنا ثواب ملتا ہوگا اور ممانعت کا یہ کتنا مرفوع و اعلیٰ ہوگا ایسا ریب جو لوگ مصعب امامت کی ہم، مدداری کو جس و خوبی اور رہے ہیں وہ قابل مہار کیا دہی ہیں اور مابق صد و نیر و تعظیم بھی در عند اللہ یا کر مت و عظمت ہوئے کے ساتھ ساتھ بے شمار اجر کے مستحق بھی ہوں گے

مزید مرتبہ ممانعت کی وصاحت فرماتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "کوئی شخص کسی مقررہ امام کے ہوتے ہوئے امام نہ بنے اور کسی کے گھر میں اس کی مسند پر نہ بیٹھے اس جب کہ اجازت دے۔" صحیح مسلم ص ۱۶۳

اس حدیث کی شرح میں امام ابو یوسف فرماتے ہیں
وَنَظَائِرُ ذَلِكَ الْفَتْحُ وَالْفَرْغُ وَالْفَضْلُ

قبول فرمادیتا ہے

دوسری حدیث اس طرح سے ہے، حضرت اس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ کیا تو فی سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس سے وہ آپا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہر مہینوں سے زیادہ بہتر ہے، جو اس سے محروم رہ گیا وہ تمام کج کامیابیوں سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم رہ گیا رہتا ہے جو ہے یہی ہے نصیب اللہ۔

ماہ رمضان المبارک دعا کی قبولیت کا ماہ، جس سے اس ماہ میں دعائیں کثرت کیجئے، اپنی جائز ضرورتیں اور کمائیں حد کے حصول پر کوشش کیجئے، پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ حد رمضان میں عرش بھرنے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادتیں چھوڑ دو اور وہ رکھے وہ ان کی دعائیں پڑھیں کہو

احمد لکھنویؒ کی خوش نصیبی ہے کہ دعا نہ کریں فرشتے ہمیں نہیں اور مومن نے رجم سے قبول فرما لے، بیسویں اور عید کے ساتھ توبہ کریں اور انھیں رکھیں کہ حد کی رحمت ہمیشہ پہنچا ہے کسی کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں کتنے ہی ڈرے ہوں نہ ہوں جب وہ اپنے گناہوں پر غور کرے کہ گناہ گزرتا ہے تو خداوند قدوس سے پہلے دامن عفو و رحمت میں چھپا بیٹھا ہے

شہزاد بانی ہے

”پہلے دہ سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف رجوع نہ رہے

شک میرا وہ مہربان محبت والا ہے۔“ (سورہ بقرہ آیت ۹۰)

اس ماہ مقدس میں خوب خوب عبادت کریں تلاوت قرآن کریں صحیح طرح سے روزہ رکھیں اور ہر وقت اللہ کی یادگاہ میں دعا میں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ بخشش کو حاصل کر سکیں، اللہ ہم سب کو رمضان، قرآن، عید القدر اور دعا جیسی عبادت سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ختم آمین



ص ۱۶ کا نتیجہ

قدوسی رحمت سے میٹا ہے مجھے، اس میں جب بھی سنا کہ کوئی چشمہ سے پانی

میں کیا تلاش میں لگا رہتا اور برا بھلا کہنا مخصوص دوسرے پازر فٹنگ و گناہ ہے، حدیث شریف میں ہے لیس المؤمن بالطعان ولا الدعان ولا الفاحش ولا البهائم یعنی مسلمان جس طرح کرے والا بخش ہو کر رہے ہو۔
”کہ نہیں ہوتا۔“
سید شریف ج ۲ ص ۱۸

اور جو شخص مسجد کا امام ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی انسان ہی ہے اس کی اپنی بھی کچھ ضروریات ہیں جس کے لیے سے گھر جانا ہوگا، اس پر لوگوں کا برا بھلا کہنا بد فہمی سے پیش آتا قطعاً درست نہیں بلکہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے اور مسلمان کو تکلیف پہنچانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا ہے، حدیث شریف میں یہ رشتہ دہوتا ہے فمن نكحى مسلماً فقد اذى ومن اذى فقد اذى حلفہ

ہاں اگر امام مسجد کے متولی کو آگاہ ملے بغیر ناکہ کرے تو سے پوچھتے تاحق ہے نہ ہر شخص کو اور امام کو روک کر دے یہ جان میں کہ وہ جیسا امام کے ساتھ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی دیر پا کرے گا حدیث شریف میں ہے گھما لعدیث لعدان۔ یعنی جیسے تو دوسرے کے ساتھ کرے گا دوسری لکھتیر سے ساتھ رہے گا

لکھنوی ہمارے ہے کہ وہ امام کو روک کر دے اس کو برا بھلا کہے یا راتیں اور اس سے معافی مانگیں اور آئندہ ایسا نہ کرے گا عہد کریں اس کے علاوہ اور بھی باتیں ہیں مگر مضمون کی طوالت قارئین کی کتابت کا باعث بن سکتی ہے اس لئے انہیں چند باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے، یاد رکھو کہ امام میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم لوگوں کو امام کے مرتبہ سمجھ کر ان کی عزت و احترام بجا لانے کی توفیق بخشے، آمین ختم آمین عید عید و مہینے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



ص ۱۶ کا نتیجہ

محرومی ہے، یہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہے مطہر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے حق میں روزے اور قرآن مجید کی عبادتیں

ڈاکٹر حافظ محمد ہاشم قادری مدظلہ العالی

دعاؤں کی قبولیت کا موسم بہار رمضان المبارک

رمضان مبارک اللہ کی رحمتوں کا موسم بہار ہے مگر چاہے اس کی رحمتیں ہر آن ہر لمحہ اس کی مخلوق پر بلا تفریق و امتیاز برتی رہتی رہتی ہے، لیکن کچھ مخصوص دن اور رات دیکھنے سے ہیں جس میں اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بہ شہ رحمتیں برساتیں بارش فرماتا ہے، بہار کے موسم آتی ہی چش میں درجہ درجہ انیس چلنے لگتی ہیں، خشک درخت ہرے ہرے ہو جاتے ہیں، پھول کھلنے لگتے ہیں، جسم سانی کی رنگوں میں تارہ حور گردش کرے لگتا ہے، یہاں رمضان انسانوں کے لئے اللہ کی بے پایاں رحمتوں کا موسم بہار ہے، دعائیں خداوندی ہے

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ۔ یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترے،
لوگوں کی ہدایت کے لئے۔“ (قرآن ۲۴)

رمضان خاصیتِ کلام الہی، قرآن مجید سے اور قرآن کے
روح کا مقصد ہدیٰ بنائے مسالوں کی ہدایت کے لئے کلام الہی
بارش ہو۔ جسمانی نوع مسائل کی فلاح و بہبود کے لئے اللہ سے
قرآن بارش فرمادیا اللہ تعالیٰ کے تمام حکامات میں مسال کی
فلاح و بہبود پہاں ہے ان احکامات کے ساتھ شامہائی
اور روحانی فوائد ہیں۔ ان میں نہ صرف حد کی خوشنودی مضمر ہے
بلکہ خود مسال کے لئے وسیلہ آخرت میں فلاح و نجات کا ذریعہ
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے احکامات فراموش کے درجے میں
ہیں کلہ حرمِ روزه، حج، زکوٰۃ ان سب فرائض کو چھوڑے پر
صحت، مواد و طباب ہے نماز سے بعد سب سے اہم عبادت
روزہ ہے۔ اور جہاں اللہ کی عبادت ہے وہیں اس لئے دیوی و
اخروی بے شمار ثواب مسال کے ہی حق میں ہیں جن کا شمار مشکل

ہے۔ رمضان کی فضیلتوں میں یہ بھی ہے کہ اس ماہ ہر آن، ہر لمحہ
اور خاص کر یہ اللہ میں دعا میں انیس ہوتی ہیں۔
انسانی ضروریوں کی تکمیل کے لئے اللہ نے بندوں کو دعا
جیسی عظیم نعمت عطا فرما کر اور دعا کو بزرگ فرما کر اس کی عظمت
کا اعلان فرمادیا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک
کوئی چیز دعا سے بزرگ نہیں۔ (سے ترمذی و ابن ماجہ و ابن
حبیب و دعا کے صحابہ سے روایت کی ہے)

دوسری حدیث میں آپ فرماتے ہیں دعا سے عاجز نہ ہو
کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)
ہر شخص محتاج ہے اور زمین و آسمان کے سارے غزائے
اللہ تعالیٰ ہی سے قصہ قدرت میں ہیں وہی مانگے و سوں کو عطا
کرتا ہے۔ (رشاد ہادی تعالیٰ ہے)

وَاللَّهُ يَغْنِي وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ یعنی اللہ بے نیاز رہے اور
تم سب محتاج ہو۔ (نظران سورہ نور، آیت ۳۸)

اسال کی محتاجی اور فقیر کی کا تقاضہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب
سے اپنی حاجت و ضرورت مانگے اور پتے کسی بھی عمل کے ذریعہ
اللہ سے بے باکی نہ کرے کیونکہ یہ مقام عہدیت اور دعا کے
خلاف ہے، قرآن مقدس میں دعا کی ہیست بتائی گئی ہے بلکہ
بے طریقے بھی بتائے گئے ہیں اور دعا مانگنے کا صلہ بھی دیا گیا
ہے

وَأَمَّا مَن دَعَا إِلَى غِيٍّ فَلَا يَكُنْ فِي قَوْلِهِ
مِرَّةً يَصِيبُ عَرْشَ رَبِّهِ يَلْعَبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ يَلْعَبُ
مُتَلَقِّينَ رِجَالَهُمْ ذُكُرًا وَمُنَاثًا بَلَّغُوا إِلَيْكُمْ
قَوْلَهُمْ۔ جب کوئی پکارتا ہے تو میں پکارتے والے کی پکار

مستأویں۔

اقرآن سورۃ البقرہ آیت ۱۸۶

دیکھ دو رکعات میں یہ سنا ہے کہ میرا مالک میرا خالق مجھ سے لگب لگھٹا نہیں اور نہیں بلکہ وہ قریب ہے، گن گناں سے بھی زیادہ قریب ہے اور یہی نہیں بلکہ وہ قیوس برے وال خود ضامنت دے رہا ہے کہ دعا قبول کی جاتی ہے اس سے بڑھ کر دعا کی ہیئت کیا ہو سکتی ہے واللہ خود حکم دیتے ہوئے فرما رہا ہے وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي سَتَجِدُنِي كَنُفً یعنی تمہارے پروردگار سے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہارا قیوس کروں گا۔

اقرآن سورۃ مؤمن آیت ۶۰

فصائل دعا و ادب دعا

دعا ایک عجیب نعمت اور عہد دوست ہے کہ پروردگار نے اپنے بندوں کو امت عطا فرمائی ہے اور دعا کی تعلیم فرمائی کہ مشکل کے وقت دعا سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں اور دفع بلا و آفات میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا تقی علی خاں علیہ الرحمہ کی کتاب احسن الادب الادعا، فصائل دعا جس کی شرح امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ سے تزیل مدد حال نس بوعاد کے نام لکھ امت مسلمہ پر حسان عظیم فرمایا ہے

پہلے اس کتاب میں دس باب قائم فرما دیے ہیں، پہلا باب فصائل دعا، دوسرا باب آداب دعا، تیسرا باب ادقاب دعا، چارواں باب دعا کا پڑھنا ہر مسلمان کے لئے فائدہ مند ہوگا، ضرور مطالعہ کریں، پہلے باب فصائل دعا میں طبعی ہیں ایک دعا سے آدمی کو پانچ قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں اس عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے، دعا کی قسم حدیث ہے بلکہ عربی حدیث ہے۔ حضور ﷺ سے دعا کہ عبادت کی روح قرار دیا نَدْعَاكَ هُوَ يَجِدُكَ یعنی دعا عین عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ (ترمذی باب دعا فی فضل الادعا)

لہذا تبارک و تعالیٰ سے عیادہ کر موصافحین کی دعاؤں کا ذکر ہے، پہلے کلام قرآن مجید میں مسند، بار فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام، حضرت رکن ضیاء السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، امیر

ومیرہ (۲) جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عجز و احتیاج کا اقرار ہے پروردگار سے کہہ رہا ہے (۳) اور شرع ہے رب سے دعا مانگنے کی تا یہ قرآن میں فرمائی، دعا مانگنے پر غضب الہی، عبدی اِنَّ الْيَقِيْنَ يَسْتَكْبِرُ وَتَعْنِ يَهْتَكِرُ تَتَهَنَّاهُ عَنْ جَهَنَّمَ د پھر یقین یعنی جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں حق قریب جنم میں جا میں گئے ریل ہو

یہاں عبارت سے مراد دعا ہے (۴) تمام مدت کہ حضور ﷺ کثرت و اوقات دعا مانگتے رہے اور اس کو بھی تاکید فرمائی، دفع بلا و حصول مدد دعا ہے، کوئی گریبا سے پناہ چاہتا ہے خدا نے تعالیٰ پناہ دیتا ہے۔

قرآن و حدیث سے جہاں دعا کی نصیحت ثابت و معلوم ہوتی ہے وہیں احادیث و احسن مجید میں دعا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی وعید دی ہے۔ قرآن کریم کی آیت طیبہ اوپر لکھی جا چکی ہے، حدیث پاک بھی ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ نَدَّ يَسْأَلُ اللَّهَ يَغْضِبُ عَلَيْهِ“ جو بندہ اللہ تعالیٰ

سے نہ مانگے اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے

دیا میں ویسا ہوں کہیں جو سوال نہ کرے، سے ناراض ہوتا ہوا دینی کہ والدین بھی ولاد کے ہر وقت مانگنے اور سوال کرے سے چڑھ جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نا مہر ہاں ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا تکبر کی علامت ہے اور مانگنے پر سے پیار ہوتا ہے اور بدو جو طلب کرتا ہے ہی رحمت سے سے عطا فرماتا ہے، آخرت میں ثواب بخشا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اللہ سے دعا کرنے کی تاکید فرمائی، بلکہ اس کے فصائل ادب بھی بتائے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”يَسْأَلُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ“ اگر خدا علی اللہ من مدعا یعنی اللہ کے

یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔

انسانوں کے اعمال میں دعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو پہنچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا

”مَنْ قَرَّبَ نَفْسَهُ إِلَىٰ رَبِّهِ بِدُعَاءٍ فَفُضِّلَتْ لَهُ بِرَأْفَةٍ نَزَلَتْ حَقَّقَةً يَتَنَبَّهُ فِيهَا مِنْ جَنَسِ الْوَعْدِ كَمَا يُرَدُّ رَدًّا كَهْلٍ مَكِينًا“۔ اس کے معنی رحمت سے درو سے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے کہ بندہ اس سے حاجت کی دعا کرے۔

دعا مومن کا خاص امتیاز ہے

یٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”الدُّعَاءُ مُسْلَخُ الْمُؤْمِنِينَ“۔ یعنی دعا مومن کی خاص ہتھیار ہے۔“

یعنی اس کی طاقت ہے، معسرین و عطا فرماتے ہیں، دعا کو ہتھیار سے تشبیہ کی ہے، خاص حکمت یہی ہو سکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے متعدد غیرو سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب عبادت دہا، کرم فرما دے والا ہے، جب بندہ اس سے آگے مانگے کہ سنے، ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو سنا دیتی ہے کہ اس کو حالی ہاتھ دہس کر لے، یعنی کچھ نہ بچھ عطا فرمائے گا لیکن ضرور فرماتا ہے۔

حضور یٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اگر ہی درحقیقت سائل کے لئے امید کی کرن ہے کہ اللہ تعالیٰ ویسا کرم ہے جو مانگنے والوں کو کبھی محروم نہیں کر رہا، بندہ کی ضرورت و مصیبت کے مطابق ضرور عطا فرماتا ہے، وہ درگاہ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ قادر بھی ہے جس ورحم بھی تمام است و عطا و رکبہ، تم اس طلب پھیلا کر دیکھو، تم رہے اس کے در رحمت پر آؤ اور وہ وہ سنے گا تمہاری فریاد وہ قبول کرے گا تمہاری دعا۔

وہ کریم سے بندے کو کیا ہمسایہ دوست

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

دعہ کیوں قبول ہوسکتی ہوتی

ممکن ہے یہاں پر کسی کو شک گزرے کہ بس وقایع دعا کرتے سہا سہا گزرتے ہیں لیکن دعا قبول نہیں ہوتی، اس کی ایک بڑی وجہ رحمت و دعا مومن صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں فرمائی ہے، آدمی دور دراز کا سفر کرتا ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا مردعا مانگتا ہے، ہاں اس کے پریشان جسم اس کا گرو گرو اس کا کھانا سبب حرم کھاتی ہے، سچہ اس کے پیٹ میں جو خدا ہے وہ بھی حرم ہے تو وہ نہ کچھ پکارے اور دعا نہیں کرے ایسے حرم خود کی دعا قبول ہوئے کے رہی نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے صحابہ و فرمایا کہ اگر چاہتے ہو کہ چپ رکی ہر دعا قبول ہو تو رقی حلال کھانا برد قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ”وَرَكْعَةً جَوْكُحًا تَمْسِي“ اللہ نے روری دی، حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرو جس پہ تمہیں بکمال ہے۔

وَرَكْعَةً جَوْكُحًا تَمْسِي... القرآن، سورہ، آیت ۸۸

پھر گئے، ارشاد فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا كَانَ ثَمَرُهَا نَضِيبًا لَّكُمْ ۚ ذَٰلِكَ يَدْعُو إِلَىٰ تَقْوَىٰ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ فَصَّلْنَا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اں آیات میں حلال رقی کھانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کو میاں باللہ کا تقاضہ قرار دیا گیا ہے اللہ سے سہ شکر، رو سے رقی حلال کے کھوں ہے ٹک۔ رقی حلال کی راہیں تنگ نہیں کہ تم کو حرم کی طرف جانا پڑے، دعا کی قبولیت و شریک وہ ہے، حلال رقی کھاؤ، ان شریک کو ہم سے فراموش کر دیا، بلکہ ایسا حلال و حرم میں فرق کرنے کی رحمت بھی گوارا نہیں کرتے، اگر ہمارے دعا میں قبول ہو تو چنانچہ ہم سے کریں اور تمہیں تو یہ ہے کہ اس رحمت ہے پا ہاں کہ پھر بھی وہ فرمایا میں لیتا ہے۔

صوفیہ براہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمہاری مانے تو تمہیں کی اطاعت کرو۔ ”وہ وہ اور نما“ سلام کی پیروی عبارت میں ہیں۔ میں حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو نماز رکعت کو بدکاریوں سے باز رکھ سکے وہ نماز سے خدا سے اور پادہ و رکعت سے، وہ وہ سے متعلق

ستر آن پاک پر نقطے اور اعسراب

[آعن ازوارفت اور ضرورت وافت دیت]

﴿مترجمہ﴾

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ ہے کہ جو، ابو لاسود کی لڑکی نے اپنے باپ سے لنگو رتے ہوئے عرب میں غلطی کر دی تھی، جس سے ابو لاسود کا رن پہ شرب ہو گیا اور وہ بھی طور پہ ان کی مصیبت پر کیا اثر پڑ ہو گا، اس کا احساس نہیں ہو گا۔ ہم اور آپ کیا کچھ سلتے ہیں جو قوم غیور ہوتی ہے۔ وہ کچھ سنتی ہے۔ "یا ان در تہدیب کیا چیز ہو کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ قوم کا رشتہ رباں در تہدیب سے جز ہوتا ہے بند قومیت کا تصور اس کی رباں در تہدیب پہ ہی مبنی ہو کرتی ہے، رباں کا امت جاتا اور تہدیب کا عین ہو جائے کہ مطلب قومیت کے تصور کا امت جاتا ہے

حضور خمس العلماء سے دوران ارس اچار اللہ الرحمن شیری سے جو سے بتایا کہ انہوں نے ایک عربی ماحول سے شادوں کو جب پہلی مدت دووں تخلیق میں پہنچے تو "مخشرون" سے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا "افضل منہرجہ چرخ مجھ دو اس کی بیوی شخص افضل السرج" کہنے پر یہ پشان ہو گئی بیونلہ اس میں تحمیت کی بوتری تھی، اس موقع پر اہل عرب کا محاورہ "افضل منہرجہ" کہنے کا تھا، اہل عرب کے محاورے کے خلاف ہوئے جائے پر اس کی بیوی اس قدر پشان ہو گئی کہ اس رت کو اس سے تہمت سے تعبیر کر دی اور صبح ہوتے ہی اس سے طلاق لے لی۔

رباں و بیونلہ تبدیلی سے لاحق ہوئے والی اضطراب ویرا ہوتا ہے جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے غیرت مند قوم کا ہر ایک فرد اس کی مخالفت کے لئے سر پہ کفن تو ضرور ہوتا ہے، پتا ہے، پی جاس دے پتا پسند کر لیتا ہے نہیں رباں اور پی

تہدیب کو بدے کہیں دیتا ہے، اور کو اس سے ایک قلعہ فتح کیا اس میں محسوس اثر سے قلعہ کا دور، انکھوں دیا اور قلعہ سے بہت مارے پئے در بچوں سے باہر آکر ہڈا کو خالی "کا استقبال کیا اور اس کی شال میں ہڈی رباں سے قصیدے کے شعرا گنا گنائے اور ہڈا کو اس "سے اپنی ایک شرط منوں پئے اور بچوں سے تہدیب کی حد "سب وہج میں با آپ ہماری زبان میں کوئی ہڈا نہ کریں در نہ ہی ہڈا در تہدیب کو مٹائیں ہڈا کو چونکہ ان کی بات ماننے کا وعدہ کر چکا تھا اس لئے انہوں نے ان کی بات کو قبول کرتے ہوئے کہا "اے غیرت مند قوم کے غیرت مند پئے اور بچوں "ایہ تلو رتہا رے قدموں میں سمجھا رہے در ہڈا نو فالح کو بھی تم لوگوں سے وار چکا ہے اور اپنی فکست قبول کرتا ہے، چونکہ جس قوم کی زبان اور تہدیب یہ تہدیب رہتی ہے، وہ قوم کبھی ہڈی نہیں ہے، جتنے تہدیب رہتی ہے مگر انوس ہوتا ہے اس دور کے مسلمان پر کہ کہ ہوں سے پٹی رباں بھی ہڈی ہڈی ہے اور پٹی تہدیب بھی اس دور میں کوئی بیٹا نہیں دکھائی دے رہا ہے جو پٹی رباں و تہدیب کی سلامتی کے لئے کوئی قدم کرے اور اب تو یہ دور آ گیا ہے کہ عیروں کے کہنے پر پٹی رہاں اور پٹی تہدیب ہو پٹی شریعت کو بدے کے لئے شعور کو کوشش کی جاری ہے کبھی پٹی اتنی صنعت کے لئے در کبھی ضرر پارائی کے خوف سے دشا پراس دور کے مسلمانوں کے سے سرکار اہل حضرت فاضل ریوی سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ۔

کچھ چنے پتہ کھڑے مجھ تنہا فاد دھرے
اگر مجھ سے کوئی پان ہے یا گیا ہے تان ہے
حضرت ابوالواوہ دینی "کے دس میں عربی مصلی کے سبب حوا اضطراب لاحق ہوا تھا اس کے نتیجے میں ہی کیا جاسکتا

ہے کہ حضرت ابوالاسود نے ہدایت خود عرب کی احمد رسولی
ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ زیادہ نے اس کام کو کرنے سے منع کر دیا ہو
اور یہوں سے اس کی بات بھی مان لی ہو، ممکن ہے آئے ہو اسے
اموں میں اس کا ہوں حشکو رنجہ سامنے آئے اور ایسا ہی ہو کہ
بعد میں اس جانب حالی پہنچ رست ہوئی۔

عراق کے گورنر ریاض کے سامنے ایک شخص سے یہاں توفی
ہانا و ثروت بدوٹ ریاض حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور
کہا توفی ہانا و ثروت بدوٹ حاکم اس شخص کو اس طرح
کہنا چاہے توفی ہونا و ثروت بدوٹ یعنی یہ رہے باپ مر گئے
اور بیٹوں کو چھوڑ گئے جس شخص نے بھی اعراب میں غلطی کی اس
کا تعلق عام یوں چال سے ہے اس کی وجہ سے ریاض مضطرب ہو
ہوگا اور ضرور ہوا ہوگا اس بات سے انکار نہیں لیکن ابوالاسود کے
س میں جو اضطراب لاحق تھا وہ زیادہ کے اضطراب سے کہیں
زیادہ لاحق تھا کیونکہ ان کے اضطراب کی وجہ کوئی ایک وجہ نہ
تھی بلکہ دو وجہ تھی پہلی وجہ قرآنی آیت میں اعراب کی غلطی ہے،
چونکہ غلطی عام دوسری میں واقع ہونے والی غلطی سے بہر حال زیادہ
نہیں ہے، اسی طرح ابوالاسود کے سامنے کسی اور نے نہیں
بلکہ خود اس کی لڑکی نے غلطی کی تھی یہ غلطی بھی بہر حال اس
غلطی سے زیادہ ریت پاک و سنگین تھی جو یک جہی سے یاد
کے سامنے کی تھی اس سے میرا سامنا ہے کہ حضرت ابو لاسود
نے خود ایک قرآن پاک میں اعراب لگاے کی ابتدا کر رکھی ہو،
یاں یہ ہو سکتا ہے کہ ریاض سے اس کے س کام میں تعادوں کیا ہو
اور تاکید بھی انہوں نے کیا تعادوں کیا اس بات کی اس سے پہلے
وضاحت کر دی جیسا کہ ریاض نے ایک نروذ فہم کتاب کا مطالعہ کر
دیا اور جن میں ایک تائید کی بات ہے درج ذیل عبارت سے اس
کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔

جیب ریڈا کے سامنے عرب میں غلطی کی لگی جیب۔ ۱۰۰ پر
جیاں۔ ۱۰۰ لگا ہے تو ریڈا نے یو ال سوڈ کو بلو یا ور کہا ہے
یو ال سوڈ جس چیز سے میں نے منع کیا تھا اب اس کام کو
وہ مجھ سے دور اور یو ال سوڈ نے اس کام کو انجام دے دیا یعنی قرآن

چاک میں دُعا رب لکھا دیا، چوڑھ حضرت ابو لاسوڑ چاک سے دور میں دُعا کر رہے تھے جو عبد الملک بن مروان سے منسوب تھا۔ وہ کام جو بارشادہ وقت کے علم سے انجام دیا جاتا ہے اس کی حیثیت کچھ دوری پر کرتی ہے۔ کیونکہ اس کا مکرور واپس چلا جاتا ہے اور عوام و خواص کے مابین اس کو پھیلانا ہوتا ہے اور یہ ہی وقت ہو سکتا ہے جب خصوصی سطح پر اس کام کو ختم دیا جائے اس لئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرت ابو لاسوڑ سے جو کام دیا ہے بارشادہ وقت عبد الملک بن مروان کے کہنے پر کیا ہے اور یہی اعلیٰ حضرت کا نظریہ ہے۔

قرآن پاک میں اعراب کس کے دور میں لگا گیا؟

عہد اور زمانہ کا اعتبار کی سے لگایا جاتا ہے جو اس دور کا
شاہ ہو کرتا ہے جس قدر بھی عامل یا گورنر ہو کر لئے ہیں اس کی
عرف نسبت ان کے یہ عہد کا اعتبار کیا جاتا اور بری زمانہ چاہے
وہ زیادوں یا حجاج بن یوسف ہوں یہ انوں عہد ملک کے اور
ملوکیت میں گورنر تھے ریا و غرق کا گورنر تھا اور حجاج بن یوسف
وسط کا گورنر تھا جب گورنر ہوئے کے اعتبار سے انوں اپنی
طرف سے کوئی کام انجام نہیں دے سکتے ہیں تو عربوں اور
میں سے کسی ایک کے حکم سے کہیں لکایا جا سکتا ہے اور وہ بھی قرآن
مقدس میں اور اگر بادشاہ کا حکم تھا کہ قرآن مقدس میں عرب
لکایا جائے تو ریا، بے یا حجاج بے یا شاہ سے حکم کی تعمیل کرنی
ہے ایسا نہیں ہے کہ کسی گورنر نے حکم سے اعراب لکایا گیا ہے:
اعلیٰ حضرت واصل بریلوی سے اسی پہلو کو پسند آیا ہے۔ مگر
عہد ملک میں اعراب لکایا گیا ہے

ویرسوم: اعراب بالحركات

اعراب لگانے کا یہ تیسرا دور ہے اور یہ دور "نقصات الہوال" اور "دینی" کے بحال پاک ۶۹ء سے شروع ہوتا ہے اور عبدالملک بن مروان کی وفات ۸۶ء پر ختم ہو جاتا ہے اور درود میں عرب کی کوئی شکل تھی اور یہی اس کی کوئی علامت تھی بلکہ نقطوں سے ہی اعراب کا کام یہاں جاتا تھا، نقطہ ایک لگا ہوا دو نقطے لگے ہوں اور پرانوں یا بچے ہوں یا پھر حرف کے بیچ بیچ میں ہوں

اقبال کا کام میدانِ حیثیت کا تھا اور درود میں جو کام کیا گیا وہ انفرادی حیثیت کا تھا اور درود میں جو کام کیا گیا وہ عمومی حیثیت کا تھا۔ اس درود میں جو کام کیا گیا وہ نصر بن عاصم بن لیث وریثی بن نضر کے اچھوت اہتمام پر ہوا یہ کام اس کے حکم سے ہوا اور کس کی نگرانی میں ہوا اور کس کو کس سے پانچ قسام سونوں کا جو ب رن وریثی عبارت میں پایا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں

یہ کام صوملی علیہ السلام پر عبدالملک بن مروان کے جراح بن یوسف الشقی نے درنگ کر دیا انہوں نے اس کام کو خوار نہیں کیا بلکہ نصر بن عاصم اورنگی بن نضر سے کر یا اور یہ دونوں نصراوت خوار حضرت ابوالاسودؓ کے شکر و رشید تھے، اس نے انہوں نے اعراب کے معاملہ میں پتے استاد گرامی کے کام کوئی آگے بڑھایا ہے اور روم سے عزرائل کے عتاسے اسی کو شروع دیا ہے اور فی اب و تاب سے اور ہے اس موقع پر حضرت شیخ عبد العظیم الرزقانی فرماتے ہیں

في امر الحجاج بن يعقوب هذا الامر الجليل والذنب
لحجبا ج طاعة لأمير المؤمنين رجلا من رجلائه
هذا المفضل وهما نصر بن عاصم الديلمي وعيسى بن
يعقوب العدوي وكلاهما كفء قدير على ما ذنب
له اذ جمع بين العلم والعمل والصلاح والورع و
الخبرة باصول الدعوة ووجوه قواك القرآن وقد
اشتركا ايضا في التمدد والاختلاف في الاسود و
يرحم الله هذين الشيخين فقد نجحوا في هلكة المهاونة
و عجب المصنف بشريف لا و مرة ولقط جميع
حروفه متشابهة ونقمة ان لا تريد المقطفي ي
حرف على ثلاث وشاخ ثالث في انما بعد فكان
له اثره العظيم في ازالة الاشكال و يفسر عن
المصنف الشريف

تأليف المرقان ص ۳۶

ترجمہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو کہ اس عظیم کام (یعنی قرآن شریف میں اعراب لگانے) کا اہتمام کیا جائے، امیر المومنین سے اس حکم کو بھالائے ہوئے حجاج

سے روم اور یمن و پیش کا کچھ بیٹا ہر کسی کے پاس نہ ہوتا تھی اس لئے کہ ہر کوئی روم و یمن میں ہوتا ہے بلکہ کچھ لوگ اس قدر غدا ہوں ہو کر گئے ہیں کہ نہیں بار بار بتائے سے بھی کچھ میں نہیں آتا ہے وہاں ملک عرب کے لئے یہاں کرنا آسان ہوتا ہے کیونکہ قرآن مقدس کا روم یمن کی زبان میں ہو چکا اس لئے نقطوں کے سہارے وہ آسانی کچھ پہتے تھے کہ یہاں نقطہ بر کے لئے ہے اور وہاں ر سے لئے ہے مگر نل غم کے لئے اس کی پہچان بڑی دشواری کا باعث اور ہر بات یہ ہے کہ حروف فیہ میں سے بہت سے پیسے بھی حروف ہیں جس کی فطرتیں یک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، درود میں ایسا کوئی نظام نہیں کیا گیا تھا کہ (ب) و (ت) اسی طرح (ج) اور (ح) میں امتیاز کی کیا صورت ہوگی، اہل عرب نے اس کی پہچان تو آسان تھی کیونکہ ان کی مادری زبان بنی عربی ہے اس لئے وہ اس کو بہت ہی آسان سے سمجھ کر کرتے تھے مگر اہل غم کیا کرتے اس نے ضرورت پیش آئی کہ لئے جتنے حروف میں پہچان کی کیا صورت ہو اس درود میں خاص طور سے ادا کا مون پر دھیاں دیا گیا پہلا کام یہ کیا گیا کہ جتنے حروف میں امتیاز کا کام نقطوں سے ہو گیا اور دوسرا کام یہ ہو کہ برابر وریثی کے لئے علامتیں متعین کی گئیں، جیسے (ب) کے لئے حرف کے نیچے ویب لفظ (ت) کے لئے حرف کے اوپر دو نقطے اور (ث) کے لئے حرف کے اوپر تین نقطے، اسی طرح (ج) کے لئے حرف کے پیٹ میں ایک نقطہ (ح) کو غالی رکھا گیا، (خ) کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور (ج) کے لئے حرف کے پیٹ میں تین نقطے، حروف بھائیہ میں (ث) (ج) (ز) (ح) وغیرہ حروف کی شمولیت اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اس سیرے اور میں خاص طور سے عجیبوں کی رعایت کی گئی ہے۔

اسی درود میں روم اور یمن کے لئے علامتیں مقرر کی گئیں اسی بنا پر اس درود کو عربی و صدح اور ترقی کا دور رکھا جاتا ہے اور اس درود میں جہاں اہل عرب کو پیش نظر رکھا گیا وہاں گما ہے وہیں اہل غیر کی جانب بھی توجہ مبذول کی گئی ہے اور

س کا ہونا ناممکن ہوتا ہے اور سوم میں جس طرح قرآن پاک کے مشابہ لفظوں میں انبیاء پر یہ کرے کی کوشش کی ہے یہ حرکات و سکنات کے لئے علامتیں و صبح کی ہیں وہ خوش نصیب قرآن عصر بن عاصم اور سنی بن اقرئین یہ دونوں کے دونوں اس معاملے میں مباشرتیں اور اس کام کی جہوں سے ترغیب دی ہے دو عہد ملک بن مرداں میں جو متعصب ہیں اور حکم یہ ہے کہ جب کسی کام میں مباشر اور متعصب جمع ہو جائیں تو کام کی نسبت مباشر کی طرف کی جاتی ہے اور شاہد و نظائر میں ہے

«اجتمع المباشرون والمتعصبون اصیبت بحکم فی المباشرون یہاں حکم سے دھوکہ نہ کھایا جاتے حکم مضاف ہوتا ہے مباشر کی طرف تو اس بارے میں کہوٹا کہ حکم متفرع ہوتا ہے کام پر جب کام کی مباشرت کی طرف متعصب نہیں ہوگا تو حکم کیسے مصدق ہو سکتا ہے لہذا کام کی نسبت اولاً در بالذات مباشرت کی جانب ہوتی ہے اور ثانیاً در بالعرض کام کی نسبت متعصب کی جانب ہوتی ہے اس تحقیق میں پرہیز کیا جائے گا اور سوم میں عصر بن عاصم اور سنی بن اقرئین نے قرآن میں نقطہ لگائے ہیں اور حرکات کے لئے علامتیں وضع کی ہیں اور سارے کس کا ہے عہد ملک بن مرداں کا جو بن یوسف کی طرف عراب اور نقطہ لگانے کی بات تو کسی نوع سے درست ہی نہیں ہے تیسرے عہد ملک بن مرداں کے وفات پانے ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کی سن وفات ۶۸ھ ہے۔

اسی دور میں نقطہ اور عراب کی علامتیں لگائے گئے قرآن پاک کو رواج دیا گیا اور علوم و خواص تک پہنچا دیا گیا اس سے جہاں عجیبوں کو کلام پاک صحیح طور پر پڑھنا آئے وہیں عربی بات میں بھی دینی غلطیوں کا ارتکاب بہت حد تک غر ہو گیا اس دور میں کارے خلا سے ہم ایک بہت بڑا کام کیا اور وہ یہ کہ علوم کی زبانوں پر جو غلط کلمات الفاظ و ترتیبیں مصر و غیرہ رائج ہو چکے تھے ان کی اصلاح کی طرف اوصیاں رپا اور اپنی توجہ میدوں کی اس میں اس بارے میں شک نہیں و مقابہ تحریر کئے گئے اور ربانی طور پر بھی خواص سے درمیاں جا کر ان کی غلطیوں میں سدھار

بن یوسف نے دو ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جو اس کام کو بحوالہ انجام دے سکتے تھے ان دونوں اشخاص کے نام مصر بن عاصم پیش اور سنی بن اقرئین تھے اور یہ دونوں اس کام کو انجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے کیونکہ یہ دونوں علم و عمل تقویٰ کے اور سنی کے جامع تھے اوصوں لغت اور قرأت قرآن کے مختلف وجوہ سے یا شہر تھے درپہ کہ دونوں حضرت ابو لاسود کے شاگرد رشید تھے اللہ تعالیٰ ان دونوں شخصوں پر رحم فرمائے کہ یہ دونوں اس کار عظیم کے انجام دینے میں کامیاب ہو گئے اور پہلی بار مصحف شریف میں عرب لکھا ہے اور ایک دوسرے سے ملے جلے حروف میں نقطے لگا دیے دونوں نے اس بات کا التزام رکھا کہ کسی بھی حرف پر تینا نقطہ سے زیادہ لگائے جائے نہیں کا عرب لکایا ہوا قرآن شریف تو عرب میں عام کر دیا گیا جس میں ۱۱۰۰۰ کا یہ عظیم کارنامہ ہے قرآن شریف سے مشکلات کے دور اور التباسات کے دور کرے میں ہے اس کام کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

یہ کام دور رقہ کا کام ہے اس کام کی بڑا اہمیت ہے اس کام سے کس قدر امانت و ایتہ ہے اس سے مکی نگار نہیں کیا جاسکتا ہے اگر یہ کام نہ کیا جاتا تو ہم جیسے ملی غم کے لئے کس قدر پریشانی ہوتی اس کا تصور ہی بت ناک ہے آج عجم میں دینی علمی اور فکری مصداق جاتی سے بہت حد تک اسی کام پر رہبر رہتا ہے یہ کام بھی بادشاہ سے کہنے پر ہی ہو ہے اس لئے مناسب ہے اس کام کی نسبت بھی بادشاہ کی جانب کی جائے کسی گورنر کی جانب نہیں اور چونکہ جیسے ظلم کی طرف تو ہر گز نہ ہٹا جائے ۸۶ھ میں اس دور کا اختتام ہوتا ہے۔

کسی کام کو انجام دینے کے لئے سب سے پہلے وہ ہو کر تا ہے جو اس کام کو انجام دیتا ہے اور جو کام کو انجام دیتا ہے اس کو ”مباشر“ کہا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہوتا ہے جو کام کرے تو عیب دیتا ہے اس کو متعصب ”کہا جاتا ہے اور تیسرے وہ ہوتا ہے جو بیخ ۱۰۰۰۰ اسطہ ہو رہا ہے جو مباشر ہوتا ہے اور نہ ہی متعصب بلکہ

ماننے کی کوشش کی گئی، انہیں کوششوں کا نتیجہ ہے کہ عربی زبان میں غفارت پاکیر گی و شفایت نمایاں ہو گئی و اس کی شیرہیت میں رو بارونگھا آگیا یہ مسند "ظہیل بن احمد القراہیدی" تک چلا رہا۔

دور چہارم، جزوی اصلاحات

سب تک جس اور کے بارے میں اللہ گیا وہ سہایت کی بہت اتفاقیت کے حامل اور، جسے ال اور میں جو صدات کی گئی ہیں کوئی بھی ان پر عمل کر کے قرآن پاک کو صحیح طور پر پڑھ سکتا ہے اور عرب میں ظلمی نہیں کر سکتا ہے، یہ بل عرب کے لئے بھی مفید ہے اور بل غم کے لئے بھی دریاہ ترکتاوں میں کہیں اور کی تفصیلات میں نہیں ملتی ہیں، انہیں معذرت کو میں سے فرہم رکے پہنچے مقام میں ۱۱۰ رکو جا کر کیا ہے جہاں تک دور چہارم کی بات ہے اس پر پھر لکھنے کا میر کوئی ارادہ نہیں تھا، چونکہ دور چہارم میں کچھ رکھا ہی نہیں اس کوش اس میں پیش کروں؟ جب میں سے حضرت عدہ مفتی شریف مفتی صاحب کا ایک فتویٰ دیکھا جس میں انہوں نے ظہیل بن احمد القراہیدی کے تعلق سے کچھ صدات کا ذکر کیا ہے، انہوں نے رواج بیان جلد چہارم ص ۶۵، ۶۶ اور تشریح الشفا عدلی قاری جلد دوم ص ۷۰ سے منقول فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ میں نے عیروں کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا ہے، اس میں تو انہوں نے اس بات کو ثابت کر کے کی کوشش کی ہے کہ دور چہارم میں سب کچھ ہے اور اس دور میں جو اصلاحات عمل میں آئی گئی ہیں اور سوں طرح کی اصلاحات سے حال ہیں اور مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ اس غیر صداتی عمل کا سہرا تجاہل یا یوسف سے سر باندھا دیا ہے جب کہ میں نے اصول و ضوابط کے اعتبار سے ثابت کر چکا ہوں کہ صداتی عمل سے تجاہل بن یوسف کو کوئی عیب، بنا نہیں ان کی حیثیت ایک سفیر محض کی ہے، اس کے سوال کی کوئی حیثیت نہیں، انہیں تنجیدگی کے ساتھ کسی کام کو انجام دینے کی فرصت ہی کہاں تھی جو نوش گو را ما حوں میں رو پکا کر تے مار دے تے یہ تو عید ملک بن مرواں کا ہی

اس تھا کہ ہوں سے یہ کام کر لیا اور صبر بن ماصہ و سخی بن سمر سے اس کام کو انجام دے دیا، مہر حال یہ دور چہارم منسوب ہے "ظہیل بن احمد القراہیدی" کے ناموں کے تعلق سے پہلے بھی بتایا جا چکا ہے "۱۰ھ میں پیدا ہوئے و آپ کا وصال ۷۰ھ میں ہو، مجھ کے امام تھے اور سخیو کے استاد تھے، اس لئے ان کا یہ اصلاحی عمل قرین قیاس ہے، ہوں سے اصلاح کا کام کب شروع کیا دور کب ختم ہو اس کا کر نہیں نہیں ملتا ہے ہو سکتا ہے پندرہ کے آخری حصہ میں انہوں نے یہ کام انجام دیا ہو، انہوں نے جو اصلاحی کام انجام دیا ہے وہ یہ ہے و مدہ تشدید اور (وقف) کے لئے عدا مت وضع کی ہے اور ان کی وضع کردہ علاقہ میں تاج تک رائج ہیں ان کا یہ دور ان کے وصال پہ ختم ہو جاتا ہے

میں سے اعراب اور تنقیذ کے عمل کو چاروں پر تقسیم کیا تھا ان چاروں اور کے تعلق سے مجھ سے جو چکا ہیں معلومات فراہم کر دی ہے شاید ہمارے قارئین اس مقالے و پسند کریں اور اگر اس میں کوئی حاشیہ یا کوتاہی پائی جاتی ہے تو اس ناچیز کم علم و مطلع فرمائیں، آپ کی پوش ہوگی اور میں ہم ہوں گا



میں سے مہر کا بقیہ

اس سے دو، میں واضح ہو گئیں کہ جو لوگ تفتیر یا کسی بھی حرم اشیا سے علی ادایا تجسس و جاسارتا رہے ہیں وہ اعلیٰ حضرت کے فتوے کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں دوسری بات یہ کہ ان کے خط فتووں کے باعث جو لوگ اس گناہ کے مرتکب ہوں گے اس کے و مرد حائر بنائے و اسے عذاب ہوں گے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت اور کارین ا میں و ملت کے ارشادات و فرمودات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیب اللہ بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسلمان ہر حال میں ترقی رکھیں اور اپنے رب کو راضی کر کے کی کوشش کریں۔

ابو بل اللہ

مسلمان

(نور مولانا محمد انصار احمد مصباحی)

مغرب سے آئیں چند بے ہودہ رسمیں

سے آپ اپنی بات میں عریاں سر کر کے دم اکبر
کئے ہیں یہ خاص مغربی ہوا رصیا کہ نام سے ظاہر ہے، 2002ء
میں یو یارک شہر سے متعارف ہو، اور 2006ء تک صرف 150
لوگوں سے منایا، پھر سے چانک بال، پہل گئے، آج دو
سے راتد شہر دس میں اس یہودی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

"Valentine's Day" (2)

14 February

یعنی یوم محبت، اہر سال ۱۳ فروری کو منائی جائے وہ یہ
رم ہوں کے بخاریوں کا عالمی تہوار ہے اس کا ایک دوسرا نام
"Feast Of Saint Valentine" بھی ہے۔

یاد رکھیے انجیل کوئی لفظ ہمارے دہوں پر اس طرح سوار
ہو جائے کہ ہم اس کے معنی کو سمجھنے بغیر اس سے استہمال سے
لگیں تو وہ لفظ لفظ ہمیں دھیس عمل بن جاتا ہے ویسے
ڈسے اور پریل فوس ڈے جیسے الفاظ بھی اسی نفسیاتی غلامی کو
ظاہر کرتے ہیں، اس حیا سورسہ کی بندہ سب کوئی اس حلق
سے رشتہ حیا لوں سے کسی روایات کو مٹے ہیں، اس بارے میں
وکی پیڈیا میں موجود عطاء اللہ صدیقی کی یہ تحریر بڑی اہمیت کی
حالت ہے

اس کے مصنف کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں، البتہ ایک غیر
مستند حیوانی راستاں پتی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں
"سینٹ واچن" نامی ایک پادری کسی راہبہ (Nun) ں رشتہ
گرہ گیر کا سیر ہو گیا، چونکہ مسیحیت میں راہبوں اور راہبات
کے لیے کلاخ مسوع تھا اس لیے یہ دس وٹیل ٹائن سے
پنی معشوقہ کی تشبیہ کے لیے، اے بتایا کہ سے خوب میں بتایا
گیا ہے کہ ۱۳ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی

گئے بڑھے سے پہلے آئندہ کاروباری کار یا اقتدار پر
سے حلق رکھتا ہے

مغربی تہذیب سے ہر اس تہذیب و جو اس سے مختلف
تھی اور صدیوں سے اپنے نام پر فخر تھی اپنے روبر پہلے اثر
سے اس طرح ہاک کر دیا ہے جس طرح قاتیل سے دہلی کو
ہاک کیا تھا، لیکن وہ قاتیل ہی کی طرح اس خون ناحق کو
چھپا، مگر چاہتی ہے، در اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ
مستور کی کمی بنا کر اسے حیا شاگا ہوں میں چلتا پھرتا تھا
جائے تاکہ کسی کو یہ احساس نہ ہوے پائے کہ وہ قاتل ہو
چکا ہے

۱۔ تہذیب و تمدن کے مضمون تہذیب و تمدن سے احساس
رہ نظر تحریر میں قارئین کے سامنے معرینا تہذیب کی چند
کھانی تصویریں پیش کی جا رہی ہیں، مغربی تہذیب سے مراد
وہ تہذیب ہے جو گزشتہ چار سو سالوں کے دوران یورپ اور
امریکہ میں پھری، مشرقی یورپ پر نہ کون فایز ہو تو یونانی اور
یونانی علوم جانے دے وہاں سے بھاگ کر مغرب میں جہاں
موقع آباد ہو گئے، اس طرح ایک نئی تہذیب اور ثقافت کی یہ
پڑاں ماون ترقی کے ساتھ ساتھ اس تہذیب میں بتدریج اخلاقی
گراوت بھی آتی گئی اور بیسویں صدی تک یہ مغربی تہذیب سے
حیوانی راعادہ پرستی اور اخلاقی چیزوں میں تبدیل ہو گئی۔

نئی تہذیب ہے جسے اقوام عام پر تقوینے کے لئے اہل
یورپ و امریکہ نے دیکھ کر شکل پڑے، اس نظر کو خیرہ کر لے
وہ در حقیقت جھوٹے نگوں کی ریر و عاروں و تہذیب
مغرب کو سمجھنے کے لئے دو تین مثالیں پیش کی جا رہی ہیں

"No Pants subway ride day" (1)

13 January

راہب پارہہ جسکی رہب لگی کر میں تو سے گن بہیں کھج جاے
گا راہبہ سے اس پر تھیں کر لیا اور دووں خوش عیش میں سب
یکہ رگڑے، غلبہ کی رو بات کی یوں دھجیاں نڑے پر
ان کا حشر دینی ہوا جو عموماً ہو کرتا ہے۔

پھر بعد میں ان کے پرستاروں سے اس کے قتل کے
رس کو بے مینتی کے لئے حاصل کر لیا۔

سدام میں محبت وقت و تہوہ کا پابند نہیں اور یہی عشق اور
محبت کے نام پر اس طرح کی بے راہروی کی وجہ رہتا ہے
لہذا حق کلام مجید میں، فتح طور پر رشا اور ماسا ہے

قُلْ يَتُوبُ إِلَهُي يُغْضُوهُنَّ أَفْئِدَةً يَكْذِبُونَ قُلُوبُهُنَّ
فَكُلُّهُنَّ خَبِيرَاتٌ أَذْنُي مَعْصُومَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ
مسلمان مردوں کو ظلم دو، اپنی ٹکائیں کچھ تنگی رکھیں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہاں کے لئے بہت حق ہے،
بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور تہہ ۲

(3) "April Fool's Day"

1st April

یعنی یوم امتحان پہلے اپریل کو منایا جانے والا یہ تہوار مغربی
تہذیب کے عقل و خرد سے کورے ہوئی کا بڑا ثبوت ہے، کتنی
خیرت کی بات ہے کہ صرف جی بنگا سے کی مدت کے لئے ایسے
سات ۱۰ سے ۱۵ سال کو اٹھو کا دے، اس سے تھوٹ ہوس کرے
وقوف بنائے، لوگوں کے پیچھے سے نہیں کرے، کسی کو تکلیف
میں مبتلا کرے اور یہ سارے کام تہذیب ثقافت کے نام پر انجام
دینے جائیں

سہنگلو پیڈیا تک ریٹیکا نہیں سہم کی ایک یہ وجہ
بھی بیان کی گئی ہے کہ انیس مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آتی
شرعاً ہی ہو جاتی ہیں، ان تبدیلیوں کو محض لوگوں سے اس طرح
تعبیر کیا کہ (معاد اللہ) قدرت کا سہم اس طرح مدد
کے ہمیں بے وقوف بناری ہے، لہذا لوگوں سے بھی اس سہمے
میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا

ماہنامہ نسیم و سیارہ ابریل

بدگمانی، سہ پر دگی، عاشری، عریاں، غیر عریاں کے لئے یوں
کامیل ملاپ، نقش جی مذاق اور پھر اس ناچار تعلق کو مضبوط
کرے کے لئے تھا تھک کا تہہ دور آگے بڑھ کر بدکاری تک
توبہ جیسی بریاں اس رہ کے مناسے کے برے سانچ ہیں،
اس میں دوسروں کی کہن، مٹی کی عزت تازہ رہوتی ہے، رقص،
موسیقی، مے خوری اور بدکاری سے ریخارڈ توتے جاتے ہیں،
اسلامی تعلیمات کا سرعام مذاق اڑایا جاتا ہے، حج قل ہمدستان
وچا کستان میں بھی پریل توں "منایا جانے لگا ہے، اپریل توں
منانے والے مسلمان اور اصل یہود و نصاریٰ کے لئے میں پھنس
کر دراصل خود بے وقوف بنائے جاتے ہیں۔

عصر و کچھ کو لگا ہوں میں پھنسا کر رکھ
ایک مٹی ہوئی تہہ سب کا سر ماسیہ یوں

(4) "International Mud Day"

29 June

یعنی عالمی کچڑاے افاری ریاں میں ایک مشہور کجادست
ہے جسے ۲۹ جون کو منایا جاتا ہے تو کچھ خیریت
بچھو لک میں تو وہ ۲۹ جون کو جب مسی کا یوں ہا۔ یہیں ملتا تو
وہ کوئی نہ کون تہوار احترام یا ایجاد، لیکن تہہ ۱۰ سے ہی ایک تہوار
ہے Mud-Day یا کچڑاے، اس ماحول موثر تہوار کا سہم
سے مزار رفلپاٹن اور انجلی ہے، ہر سال ۲۹ جون کو کچھیر
کے جائے، اس دن میں متو سے ایک دوسرے پر کچڑا
چھاتے ہیں، کچڑا سے جسوں کو پیٹتے ہیں، اس میں کچھینے کا
مقابلہ کیا جاتا ہے

یہ ہے مغرب کا وہ ہر معیار ایک طرف Nature Love
(ماحول دوستی) کے نام پر Naked Pumkin Day،
WNBR Day، NPRD، یوم عریاں، WNBR (یوم
سور کی بحالت عریاں) WNGD جیسے تہوں سے لڑا کچھ حیا سوز
اور شرمناک تہواروں کو ملی اور غم سر محام ۱۰ سے ان میں طبقہ مند
ڈے، یوم شرب، یوم حقائق جیسی تہیں منانا ماحولیات کو
کشیف کے کے دوزخ و دوزخ بھی ہیں

حاصل قرار دیا ہے کہ آپ نے کچھ سال کے طویل عرصے میں اپنی تدریسی خدمات سے ہزاروں تلامذہ کو بچے نیکو علم سے نوازا ہے۔ سب کی اور اس دوران ملوث ہو سکی، اعزاء و محققین، تصنیف و تالیف، بیعت و رشا اور مناظرہ و حوض جیسے گونا گوں مشاغل کو پھرتے ہوئے امت مسلمہ کی ہر محاذ پر مکمل رہنمائی فرمائی۔

وصال پر ملال اور عزادار ہمارا دک

لیکن انیسویں کے آخری عشر میں ملک اعلیٰ کو صوبہ مدرم کی سی پیا دی رات ہو گئی جس نے آپ کے وجود مسعود کو مٹا دیا۔ اس مصلحتی کر کے رکھ دیا، بکھری سر چڑھ کر بولنے لگی، اس عالمی نقاب میں بھی آپ کے معنویت دور و شب میں دنی فراق نہیں آیا۔ آخر کار ۱۹ ستمبر ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو ایک شبہ طاس گزر کر دہشت کی انت میں ڈبا، بغیر کرے ہوئے سہ ما لک حقیقی سے اس طرح چلے گئے کچھ دیر تک لوگوں کو یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ آپ کی روح مقصص غصہ سے پرواز کر چکی ہے۔ دوسرے دن حضرت شاہ محمد شاہ رشیدی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مزار مبارک آج بھی شاہ گنج درگاہ اور س کے قبرستان میں ریارت گاہ حلقہ بنایا ہوا ہے، ہزاروں زندگان حد شب و روز آپ کے در پر بچے سوال کا امن اور بھیک کی چھوٹیں پھیلاتے۔ جتے ہیں اور آپ فائض و کرم ہر تن ال پر ٹوٹ ٹوٹ کر رستا رہتا ہے، جس سے وہ اپنی دامن مرا و بھر ر خوش خوشی لوٹ آتے ہیں۔

ہر روں و تمشیں ہوں اسے میر کار کا تم پر

تاکے بعد بھی پاتی ہے شایار بہر تیر

"Talk like a parody Dida" (5)

یعنی شیروں کی طرح بولے گا عالمی دنیا یورپ کے محبوب اہل کو بے کی پر ہم بھی بڑ شہوت ہے، ایک زمانہ تھا جب پورے یورپ و امریکہ میں اکوڑں و رازہ زوں کا مکہ چلتا تھا اس دور کو آج بھی "The golden day of parody" کہا جاتا ہے، یہ تمام یحییویوں ہی دور کی یاد تازہ کرے کے لئے منائی جاتی ہے، اور شاید اس لئے بھی تاکہ وہ قوم اپنے اصلی مقصد کو بھٹوں جانے کہ وہ یہ میں دوسروں کو بے کے لئے آتی ہے کل پرور با، دنی فقی و آج ٹیٹا کوئی کے مل پر یہ ایک پیرونی قسم کا رسم ہے، اس میں جہا جی یا الفرو دی طور پر ڈ کوڑوں کی آواز دے لکائی جاتی ہیں۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ تین کے یہ گورے وک تہدید الہاں سے ہمیشہ گورے رہے ہیں۔ وہ اس طور کو پائے سے ہمیشہ محروم رہے، فطرت انسانی کے جو قریب ہو و عقل سے تسلیم کرے، ان کی تاریخ دیا میں شرم، حیا، طہارت و پاکیزگی فہر و مرست خلاق دیکھائی جا رہی ہے۔

دور ہالاد رب سے مشرئی خون میں مغربی تہدید کے حرقیم کو داخل ہوئے سے رو لئے میں ہم کرد بچا ہے اور اس میں ہر حد تک کامیاب بھی ہوئی ہے، اس سے خرافات کے انجیا مبد پر پسان موا ورا ہم ہو جاتا ہے، وہیں شہیدی رزو کے کسی ہم پر و رے ال غیر سست دم و رواج کی حمایت کی ہو۔

ابھی تہدید کا سونہ سنہ لکھا

بھی کچھ لوگ اردو بولتے ہیں

ص ۵۳ کا نتیجہ

تہ رخصا ہوا ہے اور بھگہ فاسل نہیں ہے بقدر مصاب جس کی وہ زکا کا کر سکے تو اس پر زکا کا نہیں ہے اگر یہ صورت نہیں ہے بلکہ وہ قرض ۱ رہے لیکن قرض ۱ رنے کے بعد بھی اس کا مال بقدر مصاب باقی رہ جاتا ہے تو اس پر زکا کا ہے۔

جاری

ص ۵۳ کا نتیجہ

مندرجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں
(۱) عید کا چاند (۲) پنج المشرقی فی فی فہر (۳) تنویر الصبح لعتیلا مرعیدی علی الظلال (۴) بیٹیں و رضوں کی نکیل احموی (۵) جامع الاقوال فی ۱۰ بیٹا ابلاں و غیرہ جیس آپ کی قیمتیں تحریری تفصیلات کے سمندر میں گوہر تبار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رمضان ۱۴۲۲ھ

۱۲۲۲ھ

ایر سولہ تا اعلیٰ پروڈیوٹی سعدی

کورونا کی سرگرمی اور ترقی پسند شعاری

معلوس کی مدد کے نام پر قمر جمع کی گئی انہیں پریشانیوں کے
حلاؤ کو کچھ ہاتھ آئے۔

آہرے گناہ مسافر

اکثر کمپنیاں اپنے ملازمین کو رطرف کر کے لگیں اور بدن
بے روزگاری میں ناقابل تصور خسارہ ہوتا گیا، طرح طرح کی
تبدیلیاں اور حکمت عملی اپنانے کے باوجود لوگ ناقصی سے مرے
لگے، ارمہر کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر پدمی، بھام سے بے خبر
پیس کی اپنے آپ کو آہنی دھن کو چل پڑے تھو کی زندگیوں راستوں
کی نذر ہو گئیں، کتنوں کو بعد مسامت سے لکل یا، سیکر اس فر،
اپنے پیٹ کی خاطر قہراً جیل بن گئے اور ہزار ہا ہزار اور گھر کی اجیڑ
پر قدم رکھنے سے قبل ہی بے نظم و ضبط کورنٹین (Quarantine)
کے قفسے چڑھ گئے، لاکھوں لوگ، عاقبت، مدیشوں کی طرف سے
پیدا ہونے والے خوف و ہراس و سرسیمکی کے حالات سے قید
ہو کر خودکشی کے تلخ جام پی گئے، اسوں صد اشوس ایضاً خودکشی
ایک گنا، عظیم ہے اس کے باوجود، ہمارے بعض عوام و قوم و ملت
جی عوامی بے رہی اور سرجمہری کی بنا پر اس نازک حالت کا
مقابلہ نہ کر سکے اور خودکشی جیسی عظیمیہ کا رکنک ہوئے۔

تعلیمی شعبہ جات تئوں کی نگار پر

و یہ تو زندگی کے ہر گوشے میں لاکھوں سے ہی بدی
چھاپ چھوڑی اور تمام تعلیمی شعبہ چاہے عصری ہو یا دینی سب سے
تیار شدہ ڈھانچہ و مہار و دیسیہ، سیر تعلیمی معیار (Educational
Standards) کو بہت دیکھے دیکھل، یا ہے، بچوں کی تعلیم یک
مدتی بن کر رہ گئی ہے، تعلیمی ذرے خصوصاً مدارس اسلامیہ اس
کا تقہر تر ہے اور اسلام کا حصن متین مدارس اسلامیہ میں پناہ گزین
مہمانان رسوں کے حاسب راہبر محافل علم سے کر اور حفاظت عظام۔

عالمگیر تباہی چھوے وہ سے مہنگ مرض کورونا وائرس
(Corona Virus) سے وٹھائی برق رفتاری سے پوری رہا
کے پر بہر نظام حیات کی شادیوں اور ہر دایوں کو پنے رہر نامور
سے ہی اسال کو حشک و ترقی کی راہ میں گامزن ہونے والی
رنگ کیوں ہونا قابل تلافی برادیوں اور بلاکتوں سے دوچار کر دیا
ہے، اس واپی مرض نے بنام، ک ڈا، ر دگی کے تمام شعبہ
جات کو کھوکھلا اور س کی حیا و متزلزل کر دیا

یہ وائرس (virus) سنگین حالات و دشواریاں خدشات
کی سرحدوں کو عبور کر کے عی آدم کی ریزہ کی ہڈی اقتصادیات
(Economics) کو پوری طرح سے مرور دیا، شعبہ صحت ہو
یا معاشیات و صنعتکاری اور کاشتکاری ہو یا پھر شعبہ تعلیمات کو ڈا۔ ۱۹
سے ہر جگہ کا گھانگھوٹ رکھ دیا ہے، اس واپی مرض سے روز
مرور سے والوں کی تعداد میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوتا رہا اس
وائرس سے متاثر افراد ایک طبی سہولیات فراہم کر کے کے نام
سے زیر اقتدار خراہے تھوں کی ساسوں کے تسلسل کو ہمیشہ
کے لیے بند کر دیا، واپی کے نام پر ہسپتال و سے ناقابل قیص
و جانہ دی کر کے لگے، مزید اس رہر دانی کے تریاق کی بھادگی
کے نام پر چند خراہی روٹیاں پیٹنے لگے

تعاون کے نام پر ذخیرہ واعدہ دہری

حالات پر قابو پانے سے نام برسر قہر پانی سے ادھ
یوگ پتی، اعلیٰ ثروت اور بڑے کاروباریوں سے عام عوام +
تعاون کی نگار نگاری دیکھتے ہی دیکھتے مل، دست و صعت
کاروں اور قلمی دانشور نے کورونائے لائے کے نام پر حکومت کی
مدد سے لیے پنے خراہوں کے سرکھوں، سے وریر و اقتدار
پارٹی کے پاس عظیم قمر جمع ہو گئی، باوجود اس کے جس عریوں اور

صرف ۴۰ فیصد ہی جیسے ادا رہے ہیں جو پہلے ربوں حال خستہ دہ سادہ کو نصف یا ۵۰ فیصد یا ۶۰ فیصد ہو رہا ہے کہ بہت حد تک ال کی عزت و عظمت کو قائم رکھا ہے اور ایک فیصد ہی دو تہاں دس و اسیب خیر و مدد اراں میں جو اپنے ادا رہے کے ساتھ و مصیبت اور پریشانی گھڑیوں میں ال کے پر سال حال ہیں اور ال کے ضروریات پر ادائیگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ماہ پوری تھو و دے کر احسان عظیم کے سہارے باب میں تب رہے سے چنانام رن کر رہے ہیں اور نامہ اعمال میں نیکیوں سے نقوش چھوڑ رہے ہیں۔

اہل ثروت و اہل خیر حضرت دیانے سچیت کے تمام رازوں کی ترقی میں بڑھ چڑھ رہے ہیں اور غائب فرمائیں کہ ال کے ملائی تعلیمی اور تعمیر کاموں کو پے پھیل تک پہنچا دیا جسکے اللہ تبارک و تعالیٰ تمام اراوں کے معاہدے اور ال کی سعادتوں سے مال مال فرمائے اور سب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور عزیت کا کام خوب فروغ پائے۔



سید کا بقیہ۔

ترقی پسہ مسکین ہے کاروان اہل حق
تو کیا بگاڑیں گے احیا سید سدا
تمہارا ال و اہل ال آئے جو مشکلوں سے پیدا
کیا چرچا۔۔۔ سید سدا

ترقی خودی سے حرارت ہے نہیں ملت میں
بلند جس سے ہیں افکار سید سدا
تمہارا دست کرم مطلوبہ عیسی
مٹا ہے جس سے ہر آرا سید سدا

رے عیسیٰ کو حاجت نہیں و اہل
نظر ہے شانی سید سدا
ترقی حیات کا رستہ ہے پر مہار اقب
قدم لازم ہے گلزار سید سدا
مٹی ہے جمہ سے فریدی کی لگر کو خوشبو
مہک اٹھے گل شمع سید سدا

مصدق اسلام نے وہم و گمان سے بھی بالاتر کہا ال مصیبتوں کے دہانے میں پیش گئے اور بے روزگاری کے طوق سے گئے آپڑے۔

مدارس و مساجد کے منتظمین کی بے بسی

سلام کے کلمہ پڑھنے والوں نے اپنے ہی اندر اعلیٰ کا رنہ گیاں تنگ کر دیں نتیجہ ہمارے علاقوں کے آسمانوں روے ہوں نے اپنوں کی پریشانیوں کے دہانے بند کر دیئے مسجد کے رکنین سے اور کو مدارس کے مدرسین سے تعلیم کو بلا دریاغ معزول کیا، نہ تو ان کی سابقہ خدمات کو ملحوظ رکھا اور نہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں پہ ترس کھایا اور نہ ہی ال کی لائق کشی کا چارگی اور محتاجی کا کوئی تدبیر کیا۔

ہندوستان بھر میں تقریباً ۹۵ فیصد مدارس سے تو اپنے ہی سر و پیشو کے مظاہرہ سے ہیز روں کا اظہار کیا اور بالکلے تنخواہ بند کر دیں کاش کہ مسجد کے راکین و مدارس کے دہان اور ٹرمیناں ہل بھر کے لیے اپنے آپ کو ان کی جگہ کھڑا تصور کر لیتے تو قدموں تلے ریش کھسک جاتی اور اساس ہوتا کہ معنوی تنخواہ ۵۰۰ ہزار روپے میں زندگی سہارا کس قدر لو ہے چاہنا چاہے کے مترادف ہے اور محسوس ہوتا کہ یہ قلیل تنخواہ اپنا سے سلام کے مستقبل کو تباہ کر دے شدال بنا سہ والی ہستیوں کے لیے دوست کے مسجد میں مثل ریرہ کے ہے، وہ بھی اس گرانی دور میں۔

مہینہ ختم نہیں ہوتا کہ امور خانہ داری میں ساری رقم صرف ہو چکی ہوتی ہے اور اگر قدر تنخواہ گھر میں جاری و سنگ دے دے تو پھر اس قلیل عیال سے علاج و معارف کا معاملہ بھی درپیش رہتا ہے اور وینا کے یہ صابر و شکر خدمت گزار محنت تفریق کی آرا میں آئندہ ماہ کے شدت سے منتظر ہوتے ہیں کاش کہ و مدارس ذرہ برابر بھی اس معاملہ پر غور و فکر کرتے تو ہرگز ہرگز سادہ اور سرکوں کے عہدوں سے معزول رہے گا گھونہ جرم نہ کرتے اور ایک المیہ یہ بھی ہے کہ طلبہ سادہ اور سر کے نام پر ذخیرہ خدوئی کے تعمیراتی کاموں میں صرف کرنا چاہتا ہے لیکن قوم و ملت کے معررہ کچھ پروا نہیں ہوں۔

ڈاکٹر۔ سمورہ نادر مراد محمد مصباحی

ملک العلماء

ماضی قریب کی ایک شش جہات شخصیت

ولادت

"پندہ" بہا کا ایک قدیم، تاریخی اور مرغیہ شہر ہے، آپ نے اسی شہر کے قریب میں واقع عظیم آباد کے موضع رسوں پور میجر میں ۱۹ ستمبر ۱۸۸۰ء کو آئندہ کھولی اور اپنی زندگی کی شروعات کی

نام و نسب و لقب

پیدائش کے چند روز بعد بعض محرمی نے آپ کا نام "عبدالحکیم" تجویز فرمایا، بعض تاریخ دانوں نے تاریخی نام "خٹار محمد" رکھا لیکن والد صاحب نے "ظفر الدین" پسند فرمایا آپ کے مورث اعلیٰ سید برائیم بی سید یو بکر عربوی ہیں، آپ کا نسب بہرہ ساتویں پشت میں شیخ عبدالقادر بیدلوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاتا ہے۔ جب آپ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پہنچے تو اعلیٰ حضرت نے آپ کو "ملک العلماء" اور "فاضل بہار" جیسے معزز لقب سے ملقب فرمایا آپ ہند میں اپنی کیفیت "ابوالبرکات" فرمایا کرتے تھے، لیکن جب آپ کے یہاں سائے کی پیدائش ہوئی تو "ابومحمد" کہنے لگے

تعلیم

ابتداء میں آپ والد ماجد کی کی نگراں میں تربیت پاتے رہے اور ابتدائی تعلیم حافظہ خدوم اشرف، مولوی کبیر الدین اور مولوی عبداللطیف سے حاصل کی پھر اپنے تالیہاں تشریف لائے اور مدرسہ عربیہ حلیہ میں ۱۳۱۲ھ کو داخل ہوئے۔ یہاں آپ تقریباً نو سال تک ساتھ ساتھ کے رہ کر تربیت رہے، جب ملک العلماء نے محدث سورتی حضرت مولانا بھی احمد فائدہ کرہ سناتو ۲۵ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو محدث سورتی کی بارگاہ، ٹیٹس میں حاضری دی

او۔ ایل کی بارگاہ میں رہ کر مسند امام عظیم و درمستقات شریف غیرہ کی تعلیم حاصل کی لیکن اہل دوسرا محدث سورتی سے بھی زیادہ امام اہلسنت امام احمد رضا حال فاضل، رہنوں کے علم، قلم، لکھنا، شہر عسوان شہاب پر تھا اس لیے آپ مصدر عشق و محبت کے تمام جہاں آ کر کے اس طرح گرویدہ ہوئے کہ آپ نے اپنے ہم وطن مولانا سید عبدالستار عظیم آبادی کے ہمراہ اعلیٰ حضرت سے دربار میں حاضری دی، اعلیٰ حضرت نے ملک العلماء کے اس روحی تحصیل علم کی سرگرمی کو دیکھ کر منظر سدام کی بیاد ڈالی اور اس کا افتتاح آپ ہی دونوں طالب علم سے ہو گیا، وہ آپ نے اعلیٰ حضرت سے علم حدیث فقہ و علم تصوف میں جہاد تامل حاصل کی، فتویٰ بوسنی سے آداب بیگمے و علم حدیث، تفسیر، توقیف اور اور ریاضی جیسے ناموں میں کام حاصل کیا۔

درس و تدریس

فراغت کے فوراً بعد ہی آپ نے تدریسی میدان میں قدم رکھا اور اپنے مفید علم سے مختلف خطوب کے لکھنے، طالبان علوم کو کوثر کن وحدیث کا خوب خوب جام محبت پلایا، اعلیٰ حضرت سے علم سے آپ نے منظر سدام کی سے تدریسی خدمات کا آغاز

فرمایا، تقریباً چار سال تک خدمت انجام دی، ۱۳۰۸ھ میں فاضل بریلوی کی حکم سے انجمن علمیہ لاہور تشریف لے گئے، ۱۳۰۹ھ میں معز بن شمس کے صرح پر اعلیٰ حضرت سے خطبہ مفتی کی حیثیت سے آپ کو شہر بھیجا لیکن پھر ایک ماہ بعد ۱۳۳۰ھ میں مدرسہ حلیہ آ کر بہار میں صدر کی حیثیت سے تشریف لائے ۱۹۱۰ء کو سبجالاؤپے کے بعد ۱۳۳۳ھ میں مید شہ سید الدین مسمری کی درخواست پر خالقانہ کبیر بیہ

ال کثیر فی علم الشیخ (۸) تحفۃ الابصار (۹) توضیح و توفیق وغیرہ
ملاحظہ

ملک العلماء کی تدریس صدیت جب قوم عام میں پھیل
تو ہندو بیرون ہند سے لاتعد و طلباء علمی تشکیلی بھجائے گئے یہ
آپ کی بارگاہ عالیہ میں کثرت کثاں آئے چند گئے اور آپ بھی
انھیں تاریخ و تفسیر اور قرآن و حدیث کا جام محبت پلاتے چلے
گئے، میں یہاں پر آپ کے میکدہ علم و عرفان سے فیض پالنے والے
یہیے چند گہر نایاب سے اسما کے ذکر پر کثا کر رہا ہوں جو آپ
کے علمی پنکھٹ سے سیراب ہو کر بہتے بہتے، اور میں علم و ادب کے
چرخ راہ بن کر روشن ہو گئے۔

(۱) سید شاہ احسن الہدی، سجادہ نشین خانقاہ کربلا، موہنجیر
بہار (۲) مولانا محمد عبدالرؤف بلہوی علیہ الرحمہ (۳) مولانا
محمد محمود فاضل مصنف تذکرہ علما نے اہلسب (۴) خواجہ علم و
فن مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ (۵) سید شاہ فرید الحق، صادی
منگل تالاب پینڈا (۶) مفتی محمد نظام مجتبیٰ اشرفی سابق شیخ الحدیث
و صدر مدرسین منظر حدام ریلوے شریف، حضرت علامہ سید ہاشم
چشتی علیہ الرحمہ وغیرہ

اصلاح معاشرہ

حضرت ملک العلماء کے فتاویٰ و رد و کتب تصانیف کا جائزہ لیا
جائے تو یہی بہت سے اقوال و فتاویٰ ملیں گے جس سے آپ
سے اصلاح معاشرہ کا اہم فریضہ انجام دیا، آپ ہفتہ وار یا روزانہ
پندرہ کی ایک مسجد میں درس دیا کرتے تھے جس کا خاص مقصد
اصلاح معاشرہ اور تبلیغ میں تھا

جب آپ کے اچھے کہ اوقات نما معلوم کرے میں
اشارہ یاں پیش کرتی ہیں تو آپ کے "منازل و اوقات" تصنیف
فرما کر اس وشارہ کا حل نکالا، یہاں تک جب سمت قبہ کی
تعیین میں گزری پیدا ہوتی تو قبہ کی جدول مرتب فرمادیں، نیز
اسے معلوم کر لے کے بے خواہی کے لئے علمی طریقہ و رسوم کے
بے عمل طریقہ بھی مرتب فرمادیا۔

اس طریقہ آپ سے اصلاح معاشرہ کا حل نکالا اور لوگوں

مہرم شریف کے گئے پھر ۱۳۳۸ھ میں مدرسہ شمس بہار
میں آپ کی سرکاری تقرری عمل میں آئی اور آپ سے ریٹائرمنٹ
تک اپنا ریٹائرمنٹ بخوشی انجام دیا، اس کے بعد عمل اطمینان و
سکون کے ساتھ تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے، اسی بریاں
آپ سے کتبہ میں "جامعہ لطیفہ بحر العلوم" کا افتتاح فرمایا
اور آخر تک اپنی عمر کی سہ مدرسہ سے بوجہ دے بھٹتے رہے
تصنیف خدمات

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تدریسی صلاحیت کے ساتھ ساتھ
سیاسی قلم سے بھی خوب نوازا تھا، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا
جن کی تصانیف سے ہندوستان اور پاکستان کی وابستہ
شخصیں بلکہ دیگر ملک کے بھی کثیر باشندے فیضیاب ہوئے۔
آپ سے ۱۳۳۳ھ سے اصابت تصنیفی خدمات کا آغاز فرمایا اور
اس روش پر آخری تک قائم رہے، ان مدتوں سے درمیاں آپ
سے مختلف فنون مثلاً حدیث، فقہ تاریخ، سیرت، سوانح، صرف
عمو، مطلق، فلسفہ، مناظرہ، بیعت و تفسیر وغیرہ فنون پر لکھے شتا
کتابیں تصنیف فرمائی۔

مولانا حسن رضا لکے ماہنامہ "رفیق" سے علما نے بہار سیر
میں آپ کی ۲۰ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے

مولانا حسن رضا لکے ماہنامہ "رفیق" سے علما نے بہار سیر

تینوں اکثر نظام جاہر شمس مصباحی سے "جہاں ملک العلماء"
میں آپ کی چھوٹی بڑی ۷۰ کتابوں کی ایک تصنیفی فہرست
جاری کی ہے

یہاں پر ملک العلماء سے ناستر کتابوں میں سے صرف دس
یہیے مشہور و معروف کتابوں کے، مرتبش کرے پر کثا کر رہا
ہوں، جن سے اس حقیقت کا اندازہ لگانا بہت ہی سہل ہو جائے
گا کہ حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ عبقریت اور فنی مہارت میں
کس حد تک کامیاب تھے

(۱) جامع الرضوی، معروف تصنیف و تالیف (۲) مظفر الدین
النجیہ (۳) حسام المسؤل علی منظر علم و رسوم (۴) السیر اس الدیج
ظلام الناس (۵) جہر البیباں (۶) حیات اعلیٰ حضرت (۷)

مستطیل سے بعد دس ماں سے طویل عرصہ میں میں یہ بھی ذخیرہ
انگیز کارنامہ پڑے نگین کو پہنچا اور یہاں سے اس کی اور چار دس
نظر ناسک سے آیت ہو کر عوام و خواص کے لئے رحمت قلب و
جاں اور خوب دلی و نظر ثابت ہوئی یہ کتاب چھ صدوں پر مشتمل
ہے جس کی قدرے تفصیل مندرجہ ذیل ہے

(۱) جلد اول عقائد (۲) جلد دوم طہارت و صلوٰۃ (۳)
جلد سوم رکوع، صوم و حج (۴) جلد چہارم کتاب النکاح و وقف
(۵) جلد پنجم کتاب بیوع، عصب (۶) جلد ششم کتاب
الشفا و تاویل

اس طرح آپ نے نئی حدیث میں ترمیم کا نام اتمام
دیا اور یہ ضرورت و احتیاج کا حل نکال دیا جس کا احسان ان ہی
دینا تک رسالے تمام پڑھائی رہے گا
منظرہ

آپ کے دور میں مختلف فرقہ بے باطلہ سے اپنی گمراہیت
اور بدعتیہ کی کا جال بپا رہا تھا۔ دو آئے دس بھوے بھوے
مسلمانوں کو فقر و خدائت کے گھڑے میں اٹھایا جا رہے تھے،
یہ پڑھ کر پڑھ کر آشوب دور میں ملک العلماء سے کما کر بھی
دین و ملت کی پاسوں سے حقوق ادا کیے اور ہر ایک کو دین و
فطن جواب دیا، شاید آپ کے کسی فاضل شوکت کو دیکھ کر خراج
تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کے عربی اعلیٰ اعلیٰ حضرت رشاد
فرماتے ہیں۔

میرے فطر کو جی غفیر و

اس سے شکستیں کھاتے سیہ ہیں

کئی ایک مناظروں میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے علم کے
شرکت فرمائی اور کئی مناظروں میں آپ کو خود خطبہ دیا گیا،
بہر حال کے مناظرے میں روئے آپ نے یہ نام "منہجہ مناظرہ"
تصنیف فرمائی، وہ پورے کے مناظرے کی تفصیل "اشع اسطور
عن مناظرہ" میں رقم فرمائی، نظر مددیں، عید میں جہاں
کا بروست گھیرا گیا، و نظر انداز الطیب میں غیر مقلدیت
کے لئے کو بروست لکھا گیا

کی حد اور جرنیل اصطلاح فرمائی آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ
کے فضل و کرم سے ایک پورا، مند اور پورا سورس بھی پڑھا جو
ہر قوم و ملت کی خدمت کے لیے اہم و نافع رہتا تھا۔ آپ نے
پنے عوں ہنگرے و دولت کا عظیم معاوضہ کیا ہے اور یہاں پہلے
لترک موالات، ٹیپ، کامر اور سدا لقر رہا جہاں جہاں روغیرہ
اسی جہاں سے تحریر کرائے ہیں

لی رو و کرب کے ثبوت میں آپ سدا لقر کا یہ اعتبار
دیکھتے ہیں کہ لی اضطراب حفظ لفظ سے اس طرح ٹپکتا ہو محسوس
ہو رہا ہے۔ لہذا یہاں سے متاثر ہو کر جب ہزاروں مسلمان
ترک وطن کر کے بے تحاشا بیرون سوچے کچھ بنگال اور کرپٹی کی
طرف منتقل ہو رہے تھے تو اس وقت ملک العلماء صاحب پر دور
ورور و مندوں قوم مسلم سے پکار پکار کہہ رہا تھا کہ

"آپ خوب و ہر اس سے بھاگ کر چھ طرف کے
کارناموں پر پانی پھیر رہے ہیں، آپ اپنے اس فعل سے
اور المدام کا چراغ بجھا کر اس کو دیر لکھ بنا رہے ہیں،
کیا آپ کی غیرت اس کی اجابت دیتی ہے کہ وہ مساجد
جہاں آپ اور آپ کے تہا، حیدر اپنی چٹائیاں گھس کرتے
تھے ان کو وہاں چھوڑ جائیں؟ کیا آپ کی غیرت اس بات
کی اجابت دیتی ہے کہ آپ اپنے ہر رگوں کے مزارت
کو کنارہ مشرکین و پامانی اور تہذیب کے لیے چھوڑ جائیں
رواں کے جاوڑا بھینس ناپاک کریں؟"

یات ملک العلماء ۹۰ ۴۴ ۲۰۲

خدمت حدیث

ملک العلماء نے نئی حدیث میں بھی ترمیم و ترمیم کا کردار
کیا ہے، اس بار اس سے علامہ کرام و حضلاء عظام کی
آنکھیں اس کی نہیں کہ لوں میں کتاب معرض وجہ، میں آئے
جس میں وہ تمام، حاویٹ لکھا ہوں جو مدد سب حلی کا مدد اور مدد
ہوں، اس نے چودہویں صدی میں ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت
کی حیات سے اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھایا اور اس میں ہر
تن مصروف ہو گئے آخر کار شب و روز کی ممل جاس نشانی وجود

عقیدے سے باز رہ رہے، یہاں پختہ شخص اس عقیدہ کی تبلیغ کر سکتا ہے اور لوگوں پر اس کا اثر بھی ہوگا کہ "اچھے روئے خیر برے مارے نہ"۔
چودھویں صدی کے مجددی ۳۸

اس قنباں میں آپ عور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں جہاں بات کی سادگی اور بیباکی کی صفات ملتی ہیں وہیں جہاں روئے عیب کا اچھا نمونہ بھی ملتا ہے صحیح اور پختہ عقیدے کی حامل شخصیت کا مدلل یہاں بہت ہی خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ فاری مصرع کو عمدگی سے سمجھا ہے اور نثر میں شعریت کی اچھی مثال ہے۔

یقیناً آپ کی تحریر میں جہاں سرسید کی تشیل نگاری ہے وہی الطاف حسین حالی کے عمر رس کی ہیکر تراشی بھی موجود ہے ایک طرف اگر مرزا غالب کی وصاحت میاں رس دوں ہے تو دوسری طرف انکس اقبال کی غلبہ دوست و غلبہ درد و مہند کا عنصر در روشن کی طرح عیاں ہے۔

فقہی خدمات

آپ کی اس بارگاہ دور فقہی نگارشات کا جب اہم مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کا رخ نظر فقہیہ و تحریر کا اسلامی و انشوری خوب صورت شکل و صورت میں بھر کر لگا ہوں گے سادہ منہ جگہ گانے لگتے ہیں، آپ سے تقریباً ۵۵ سال تک وقت لگا کر رہی فرمائی۔

کثیر فقہی موضوعات پر رسالے تحریر فرمائے اور بے شمار مکتوبات میں ہزاروں مسائل یہاں فرما دیے وہ سب کی تیاری فرمائی اور سونے پر سہاگہ یہ کہ عبقور فقہیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تربیت و صلاح ہے آپ کے تعلق اور افتاد کاروں کو ہمارے روح پر بخاری یا تھا ایک قلیب اور مکتی کے لیے جن طبقات فقہائے احناف اور مستند کتب مدد سب کی درجہ بند ہوں گے ساتھ ساتھ ہم نام مکتی سے مکمل واقفیت رکھنے ضروری ہوتا ہے وہ تمام خوبیاں آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرنی ہوں قصیں

اس موضوع پر آپ کی تقریر ہندو کی طرح ہے مکتی میں اور ان میں سے ہر ایک پکی پکی جگہ پر کتاب و ماہیت سے کہ نہیں ہیں ان میں سے چند باتوں سے نام بردار ہے بقیہ ص ۳۳ پر

یہی وجہ تھی کہ ملک العلماء جماعت رسالے مصطفیٰ علی شریف کے سرپرست اور شعبہ مناظرہ کے صدر قرار دیے گئے تھے۔ (تاریخ جماعت رسالے مصطفیٰ، بحوالہ سندھ کی افکار و سماجی صفحہ ۱۰، کنوینٹا، ستمبر ۱۹۹۸ء)

یقیناً آپ ان تمام خوبیوں کے مالک تھے جو اعلیٰ طور پر دوسرے لوگوں کے لیے وجہ افتخار و درشان امتیاز ہو کر رہے ہیں۔ مشہور محقق و رفقا پر و پیر مفتاح الدین احمد درویش طرہ ہیں "میرے بچپن میں وہ (ملک العلماء) آ رہے تھے جوں و دستھی میں سے مناظرہ کے لیے فلسفوں میں بھی تشریف لے جاتے رہتے تھے غیر مقلدین سے مناظرہ کے لیے دروازہ مقام سے بلانے جاتے ایک مناظرہ کے لیے وہ برس بھی تشریف لے گئے"

حیات قلب العبد مفسر صحیح ابی بنی، معروضہ ۹۱۰ حضرت ملک العلماء کی فن مناظرہ میں تقریباً ۲۰ سال سنا میں ملتی ہیں جنوں مناظرہ میں فصل، مال اور صہارت و بصیرت کی کھلی شہادتیں ہیں۔

ملک العلماء کی شرعی خدمات

فاضل بریلوی کے فیض یافتگان میں سے جن حضرات نے شرعی خدمات انجام دی ہیں ان میں سے ایک نام ملک العلماء کا بھی ملتا ہے، ملک العلماء درویش باطن و ادب کے فروغ میں فقہ حدیث، سیرت، تفسیر اور تاریخ و غیرہ علوم میں تصنیفات و تصانیف کے توسط سے درود شکر کو مال مال کرے میں اہم کردار ادا کیا آج سب اہم ان کی تصنیف کے روشنی میں صرف ایک، مکتی جھلک پیش کر سنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے اندر رہے ہو سکے گا کہ وہ کس پائے تکمیل کے شکار تھے۔

حضور ملک العلماء کی گراں قدر تصنیف "طیب" پڑھو ہو ایک صدی کے مجدد ہیں مجدد اسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "قائدہ کی بات یہ ہے کہ جو شخص کسی عقیدہ اور خیال میں ایسا پختہ ہو کہ ایک ہاتھ میں اس کے کتاب اور دوسرے ہاتھ میں ماہیت آمال سے اتار دے ایسا جب بھی وہ اپنے

ڈاکٹر سیدنا محمد رفیع رحمان قادری

سراج ملت اپنے افکار و اعمال کے آئینے میں

اور نام و نمود اور شہرت و مفاد کی دنیا سے ہمیشہ ناخلاق ہے مگر اپنی ہمت و حریت و فرہمت اور بے باکی سے اہل ملت و جماعت اور مسلک اہل حضرت کو ہر قسم کی رعبیت سے پاک و محفوظ رکھا آپ کی زندگی جہد مسلسل کا نام ہے آپ کی حیات مستعار و بنظر ہے۔ انہیں سو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے کہ آپ نے قارع مٹھتے اور بنی اپنے رفقاء کا روفارغ مٹھتے ہے

اس کا مشن ال کی تحریک کا کام، کام اور صواب کام تھا۔ وہ اپنے اندر ملت کا در رکھتے تھے، ہر آئے اور آئے، شیخ و دوست اور عزیز و اقارب کو حسب ہدایت ال کی قومی و مدد کی علمی اور مسلکی کام کرنے کی تلقین دیتے رہتے تھے آج کے دور میں صاحبان جہد و ستارہ ہست نظر آتے ہیں قدر و قیمت دے لے، حسن و جمال دے، عمدہ سے عمدہ لباس دے، کثیر مال و دولت دے، مگر ال کی مسلکی خدمات اور کام کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو کچھ نمایاں شخصیات نظر آتی ہیں جن میں سے آپ کی ات بھی سر فہرست ہے۔

آپ اپنی امت میں ایسا تحریک تھے، ایک نظیر تھے، ایک نمونہ تھے، ایک جماعت تھے، ایک اور تھے جو کام بڑی بڑی تحریکیں، جماعتیں، تنظیمیں، نمائندیں اور جماعتیں۔ آپ سے تنہا کر دکھا باور مختلف جہات میں کام کیا تصنیف و تالیف، طباعت و اشاعت، درس و تدریس، اجتماعات، قیام کو چھنا میٹنگوں کی شرکت ہو یا تحریکوں کی قیادت ہر میدان میں آپ کا کام نمایاں نظر آتا ہے۔

خصوصاً ان ملت دنیا سے ہست کے ممکن و در حاضر میں اسدق کے علم و عمل، طہارت و تقویٰ، خلاص و انہیت کے مظہر، اجماع اور استقامت کے یکجہ تھے بلاشبہ وہ ایک عظیم داعی بھی تھے،

عالم جید کے ورثہ ہوتے ہیں سابقہ متوں میں جب کسی بی وروس کا وصال ہوتا تو ان کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہ دوسرے نبی و رسول کو مبعوث فرماتا جو اللہ کا پیغام اہل دنیا تک پہنچانے کا اہم فریضہ اہتمام دیتے مگر اس امت محمدیہ کا معاملہ اہم سابقہ کے یکسر بدل مختلف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم قاتم غنیمتین ہیں آپ کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں آئے گا تو یہ فریضہ تبلیغ امت کے پھر وہی کی دی ہوئی شریعت کے حکام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

بعض مل خرفا کہنا ہے کہ سورج و دھوپ، پانی و سدرستی اور عایت کا تو عرصہ موجود ہے لیکن عاریت کی یہی ضرورت ہیں کہ اس کا کون متبادر نہیں ہے، خدا سے محبت کسی دیا وں حاکم نے نہیں ہوئی ہے بلکہ ن کو یہ مقام محبوبیت محض اس عمر شریفیت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو سید العلوم علی ال طلاق ہے۔

صور سراج ملت کے ساتھ، جمال کے بعد من ممد کو جس عظیم صدمہ سے دوچار ہونا پڑا اس کی تلافی و تدریک اس نے مشکل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے موت وصالہ المصیبة فی الاسلام لا تفسد۔ عام رہائی کی موت سلام ہیں ایسا رختہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، حدیث پاک میں آقا ص کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت وصالہ المصیبة لا تنجوہ۔ عام رہائی کی موت یہی مصیبت ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

آپ کی زندگی کے لیل و نہار اور صبح و شام دین متین کی خدمت میں گزرے ہر قسم کی دینی و دنیوی کاموں میں آپ نے بڑے ہی مخلصانہ انداز سے اپنے عقیدت مندوں و مریدینا و متوسلین کے ساتھ حصہ لیا اور خاموشی سے مالی معاونت فرمائی

عقیدہ و محبت رکھتے ہیں آپ کی اپنے مریدین پر خصوصی توجہ دیتی تھی۔ اپنے مریدین کو خصوصی دعاؤں سے سونپتے تھے۔ مریدین کی بیماریاں کی حفاظت کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہتے تھے۔ مریدین کی تربیت اور ان کی اصلاح کے لئے ہر چیز کو بھلا کر عقائد نظریات کے موضوع پر بدکردی، ایک محفل کا انعقاد بھی فرماتے تھے اور مبارک راتوں میں خصوصی مجلسوں کا اہتمام فرماتے تھے اور مریدین کی مٹنی تفسیر کے لئے دیکھو در پریشانیوں، مصائب و آلام، تنگ دلی و دیگر مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لئے "سراج الذاکر" کے نام سے آپ سے ایک کتاب مرتب کیا ہے جسے پڑھ کر مریدین کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔

مریدین کے سے یہ فنی معاونت اور رحمت ہے کہ جب چاہیں اپنے پیروں و مرشد کی زیارت کریں اور ان کی خدمت میں نماز کریں۔ ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، دست پوی کریں اور ان کی صحبت سے استفادہ کریں۔ **حفظہ اللہ علیٰ ذلک**

غروب آفتاب

بالآخر ۳۰ رجب الفوت ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷ جنوری ۲۰۲۱ء، روز پیر بوقت صبح ۶ بجکر ۳۰ منٹ پر دو چاند جو مریضوں کے بارگاہ کی شب ماہ و محرم ماہ کی مار بھنی کی سردیوں پہ طلوع ہوئے تھے، اسی بھنی کی پرہیزگاریوں کے علمی فکر و فنی پر چمکتا اور ہزاروں دلاکھوں قلوب کو دوا ہاں گردش کرتا ہوا رجبی و ربیعہ رضیہ موصیہ کی آوارہ بیگ کہتے ہوئے اس وقت سے درگاہ سے دوا کا کوئی فرما گئے اسلئے دوا الیہ رجسٹر۔ مگر پنی سے پناہ و خٹک محنتوں سے لوح تارخ پر وہ نقوش ثبت کر گیا جو راقی یا ملک ملک گاتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کی معجزی اور مگاہ پر ہر دور اور کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور دوا علی جنتی "کا مصداق بنائے اور آپ کے صاحبزادگان کو آپ کے مشن کا سچا امین و حامی بنائے اور اس مہم گاہ و مریدین، متوسلین و مائل جانوں کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کو اپنے محسن کا قدر دس بنائے آمین۔

صاحب صورت و صاحب سیرت بھی صاحب ایشا بھی تھے اور یہ حلوس بھی، سب مثل مصلح بھی تھے اور ساحر المصیبا و عطیہ و مصلح بھی جیکر کرد بھی تھے اور پرواہت بھی آپ کے چہرے پر علم کا جلال بھی تھا اور تقویٰ کا جما بھی، جیکر شد و ہدایت بھی تھے اور صاحب کشف و رحمت بھی، چوں کے لئے سرمایہ رحمت و سکون بھی تھے اور عیروں سے لئے سم قاتل بھی، مرکز عالم بھی تھے اور مرجع مصیبت بھی آپ، ایک جامع شخصیت تھے۔

مست مہل ہمیں جاو پھر تا ہے لنگہ رسوں

شب جاے جاے پراے سے اسر نکلتے ہیں

ملک وغیرہ ملک تبلیغی دورے

سلام و صیبت اور دین مٹن کی تبلیغ و اشاعت میں آپ سے مایاں طور پر حصہ لینا اپنی بیماریاں اور موافق حسنہ کے رہنے آپ سے ملک و دیروں ملک سلام و دولت تو عام کیا ملکی دورے آپ سے اتنے فرماے کے شمار سے باہر ہے مگر عیروں ملک بھی آپ کے تبلیغی دورے لئے خصوصاً خط ماریشس میں آپ کے رشتہ مندوں اور رباب عقیدت کی ایک کثیر تعداد وجود ہے آپ ہاں کے لوگوں کی دعوت پر مکی بار شریف سے گئے اور وہاں جماعت اہل سنت کی تنظیم سازی و روشنیوں سے سلسلہ میں ہر پور کو کشش فرمان و ایک عظیم دانش گاہ بنام دوا معلوم امام احمد رضا، تعمیر فرمایا جو دراقوں سے لئے کراہ نیک و نفاقی مریض کی طرف رواں دواں ہے۔

رشد و ہدایت

آپ شہزادہ امام احمد رضا حضور مٹنی عظیم امام ایشا و العقبہ علامہ شاہ محمد مصطفیٰ، سماخان قاری برکاتی بریلوی رحمہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ و رشتہ دار کو ان کی برکات کے امین تھے، تقریباً پانچ راجیوں سے ان کی یازگاہ سے لئے دے دیوس و برکات سے اہل سنت کو مستفیض و مسند فرما رہے تھے، خصوصاً اپنے مریدین و متوسلین و معتقدین کو ان دیوس و برکات سے بھلا کر سیر فرماتے رہے صرف مٹنی کی نہیں بلکہ ہندستان کے مود و مویوں میں آپ کے جہز و مریدین اور ماحول میں رجب آپ سے بڑی

زیر عنوان "الطبیعیات عامہ" میں

حالت اضطرار میں حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت اور اضطرار کا شرعی مفہوم

اللہ رب عزت و شرف ہے ۲۔ ہُوَ الْیَدِی خَلْقِ
 نَکْمَ صَدَی الْأَرْضِ یُحْیِیْہَا وَیَمِیْتُہَا ۳۔ جس کے حصارے یے
 بنایا جو کھنڈ ٹکناں ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵

شریعت مظہرہ میں طہارت وحلت اصل میں اور ان کا ثبوت غور حاصل کہ بچے ثبات میں کسی ایسے کا محتاج نہیں اور حرمت وغنچاست عارضی کہ ان سے ثبوت کو دلیل حاصل درکار در محض شکوک وظنون سے ان کا ثبوت ناممکن کہ طہارت وحلت پر بوجہ حالات جو نہیں تھا اس کا وال بھی اسی سے مثل یقین ہی سے متصورہ بر اظن ناحق یقین سابق کے خلاف نوری نہیں کرتا یہ شرع شریف کا صلاطہ عطیہ ہے جس سے بیز رہا اعظم مقرر۔

آگے بڑھتے ہیں۔

یہ کسی کو کسی شے پر متوجہ و تیار کرتے اور اسے حرم یا مکروہ یا ناجائز کہتے ہو، جانتا ہوا کہ باوجود اس کے وہ شے ہے جب تک دلیل واضح شرعی سے ثابت نہ کرے سنا دعویٰ ہی پر مبنی اور ناجائز مباح کہے والا بالکل بے بدوش رہ اس کے لیے تمسک باصل موجود اسی میں عدم نااہلی کے حوالہ سے فرمائے ہیں فی الطریقة السعدیة وشرعھا بحریقة العبدیة للعلامة عبد الفتی الدہلبی قدس سرہ نقیصی لأصل فی الاشیاء الظہرة بقوہ

[illegible]

گویا کہ دنیا کی تمام چیزیں ہمیں چننا اصل کے اعتبار سے پاک اور حلال ہیں کسی چیز کو ناپاک یا حرام دیکھو کہ جسے کے لیے وضع دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، بعض شک یا گمان کی بنیاد پر کسی چیز کو ناپاک و حرام نہیں کہہ سکتے اور جو کسی چیز پر حرام کا علم لگا ہے اس پر ممانعت ہے کہ وہ دلیل پیش کرے۔

اگر شک و رگت نہ بنا چرم و ناجائز کا طبل لگا جائز ہوتا تو زندہ رہنا مشکل ہو جاتا، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ شریعت میں مقرر ہے: احادیث میں اس کی تصریح ہے اور حنفی، شافعی اور دیگر فقہ کی کتب میں واضح طور پر مذکور ہے۔ میں نے اس میں صفا کا اختلاف بالکل نہیں پایا۔ (حوالہ سابق)

اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ حدوں درجہ چار چیزوں کی تفصیل
ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ شمار وہ بیان سے باہر
ہیں، ہاں اجنبی چیزوں کو اسلام نے حرم قرار دیا اس کی وضاحت
شریعت سے کر لی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ
وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَبْغِي بِلَهِّهِ أَصْطِرَافًا ۖ لَا يَمْلِكُ وَلَا يَنْفَعُ وَلَا يُضِلُّ وَلَا يَكْتُمُ

اِنَّهُ غَالِيٌ لِّاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اس نے مجھ پر حرام
 کیے ہیں دم و دار اور خون اور سوز کا گوشہٴ اور جانور جو حجر خدا کا
 نام ہے کہ دماغ کیا گیا تو جو باچار ہو یہ ہیں نہ خواہش سے
 کھانے اور نہ ہیں کہ ضرورت سے آگے لڑھے تو اس پر گناہ
 نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورة البقرة آیت ۱۷۵: محمد بن علی بن ابی طالب.

قنبر پر فوجیں اٹھیں ہے

اس آیت کریمہ میں چار چیزوں کو حرام فرمایا گیا۔ مرد یعنی جو خود سے مرغی یا کسی جانور سے مارا یا یا لٹھی یا ڈنڈوں سے جاک کر یا گویا یا گلا گھونٹا یا گویا یا کسی طرح ہر جانور کا بھیس و لاٹھیاں خورنا حرام ہے۔ دوسرے گوشت کو حرام فرمایا گیا۔ خنزائن یعنی خوک یا کک کی آیت مدکورہ ضمن میں لکھا ہے۔

مختصر مجلس اعلیٰ ہے، اس کا گوشت پوست و بال
ناخن وغیرہ حرام جرء مجس و حرام ہیں، کسی کو کام میں لانا جائز
نہیں۔

[illegible]

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مَعْزُومًا عَلَىٰ ظَنِّي يَنْصُرُهُ
إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِثْقَلُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ نَجْوًى مِّنْهُمْ

فِيَانِهِ رَجَسِي أَوْ يَسْقُأُ مِنْ لَقِيْهِ الدَّوْبَةُ فَهِيَ اضْطَرَّتْ
عَبْرَ تَابِخٍ وَلَا عَدَدَ فَرِيٍّ رَبَّنَا غَطُورٌ رَّجِيمٌ ثُمَّ قَرَأَ
مِنْ تَحْتِهَا فِي رَأْسِهَا جَوْمِيْرِي طَرَفَ وَجْهِ هُوْنٍ كَسَى كَهْدِي
وَأَسَى بِرَوْحِي كَهْنَا حَمَامٍ كَيْهٍ كَرْمَدٍ رَهْوِيٍّ رَحْسٍ كَابِيْرَتَا خُونِ
يَا بَدْبَجَا لَا رَاكَ غُوشَتُ كَدَّهْ خَلِي سَمْتِ هِيَّ يَدَّهْ عِيْ طَلِي كَا جَاوَرِ
جَمِي كَدَّخِ مِيْنِ خَبِيْرَتَا كَانَا مِثْلَا رَاغِيْ لَوْ بُوْتَا جَاوَرِ مَوْتِيْ
كَدَّ تَبَّ وَبَحْشِي رَاوَرِ رِيْوِي كَدَّ ضَرُوْرَتِ سِيْ جُزْ عِيْ تَو
بِشَاكِ الْقَدِّ عِيْشِي وَالْأَهْمَرِ هَالِي هِيَّ - " (در الامام ۲ ص ۱۵۵)

اں وہاں جیتوں میں چار پیرے دس کوڑھم لڑیا گیا مرحوم
 خطاب کے تعلق سے آخری حکم سوره مادہ میں نارٹ ہو اس کے
 بعد حرم و خطاب کے تعلق سے کوئی آیت نہیں آتی عرب سارک
 و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

[illegible]

میں نے یہ حکم چھوڑ دیا کیونکہ یہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔
آگے لڑنا ہوگا۔

فَمَنْ صَطَرَ فِي مَخْطَرَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِبٍ لِإِثْمٍ لَا يُقَاتِلُ
الْعَدُوَّ عَقْلًا وَرَجِيمًا ۝ يَسْكُوتُونَ مَاذَا أُنْجِلُ بِهِمْ فَمَنْ
يُجِشُّ سَكْمَ الْقَبِيحَاتِ تَوَجُّهُهُمُكَ بِمَسْ كِي شَدِيدٍ
نَاجِيًا بِهِمْ كَمَا دَاوِي طَرَفٍ رَهْجَةً تَوَدُّعًا دَلَّ جَسَدًا
مُحَرِّقًا بِهِمْ سَهْمًا مَحْمُودًا بِهِمْ سَهْمًا مَحْمُودًا بِهِمْ
كِي حَسْرَتًا بِهِمْ حَسْرَتًا بِهِمْ حَسْرَتًا بِهِمْ حَسْرَتًا بِهِمْ

محموروں سے مراد یہ ہے کہ جان جو مے کا اندیشہ ہو یا بدن کے کسی جزء کے کاٹنے یا کاٹنے سے فحاشی، یہ نہیں کہ کوئی بیماری ہوگی اور کسی ڈاکٹر سے نہ دیکھا ہو یا شراب پی لیا ہو یا رہا ہو اور صلاً اللہ آئی شراب پیے اس کی وضاحت حضور صدر الشریعہ علامہ ابوالحسن علی حکیم امجدی عظمیٰ رحمہ اللہ فرماتی:

”کھائے پیے پر دو علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت خطر میں مرد و شراب کو کھائے پیے کا حکم ہے مگر دو کے طور پر شراب نہ نہیں کیونکہ مرد کا گوشت و شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا اقدار ہے ورنہ کے طور پر شراب پیے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں ہا جا سکتا کہ مرض کا روالہ ہوئی جائے گا۔“ (بشریت ص ۶۰، نثر مباحثہ امان)

فقیر ملت علامہ مفتی جلال مدنی احمد امجدی علیہ الرحمہ کے مجروحہ لٹاری میں درمیان کے خود سے ہے۔

”امور و مختار مع شامی جلد ۶ ص ۳۸۹ پر ہے کل لند و لا یجوز الا بظاہر۔ یعنی صرف پاک چیزوں سے کیا علاج کرنا جائز ہے، اور گائے کا گوبر اس کا پیشاب اور آدمی کا پیشاب سب نجاست ہیں، لہذا ان سے علاج کرنا حرام ہے۔“ (فتاویٰ ملت، جلد ۲، ص ۲۳۵)

اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حالت مجبوری میں جس چیزوں کے کھائے پیے کی اجازت ہے تاکہ جان بچ سکے اس پر دو علاج تو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ ضروری نہیں کہ ڈاکٹر کے کہنے پر مگر کسی نے شراب پی لی یا حرام چیز کھائی تو وہ شہید یا ہو جائے گا۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ بہت سی ادویات میں بعض مریضوں پر کام نہیں دیتیں حالانکہ کثروں کے مطابق وہ دوائیں نہیں کھاتیں مگر اس کی ہوتی ہیں، اس کے برخلاف کسی نے اگر کوئی حرام شے کھائی یا پی تو اس کی بھوک یا پیاس مٹ جائے گی یہ امر بدیہی ہے

حرام اش کے استعمال کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ مجبوری اس حد تک ہو کہ اگر استعمال کرے تو جان چلی جائے گی یا جسم کا کوئی حصہ کاٹ ڈالا جائے گا یا تھپی یہ بھی یقین

ہوئے ایک پر لکھا ہوتا: افعل یعنی کرو دوسرے پر فلا تفعل یعنی نہ کرو تیسرا تیرا حال ہوتا: مگر یہاں تک تو کام کرتے، دوسرا ان تک تو کرتے اور تیسرا ان تک تو دوبارہ فال نکالتے اس طرح فال نکالنے و قرآن سے حرام قرار دیا اور حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کو پرہیز فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۱۲۰)

”فمن اضطر فی غلۃ صلیغہ غیر مستغنیہ لہ لیسہ جس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درمیان میں کھائے والے کو گناہ کی طرف۔“ (سورۃ النحلہ آیت ۱۳)

مگر کوئی شخص لاچار ہو کر شدید ضرورت کے پیش نظر مذکورہ حرام چیزوں میں سے کچھ کھائے پر مجبور ہو جائے تو اس خطرہ کی حالت میں کچھ کھا سکتا ہے۔

درج بالا آیات میں جن چیزوں کی حرمت ذکر فرمائی گئی ہے، مگر کوئی شخص مجبور نہ ہو جائے اس کے استعمال سے پر تو اس میں اس کے لیے اخصت ہے، یعنی ضرورت کی مقدار استعمال کرے کی شریعت نے حکم قرآن اجازت دی ہے۔

صدر الشریعہ علامہ امجدی عظمیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”معاذ اللہ شراب پیے یا خونا پیے یا مر، اور کا گوشت کھائے یا مار کا گوشت کھائے پر راہ کی گائے اگر وہ اوجھلگی ہے یعنی حبس و ضرب کی اچھلکی ہے تو ان چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں ہے، البتہ شراب پیے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی کہ شہر سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور اگر وہ روٹتی ہے یعنی قس یا قطع عضو کی اچھلکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا ان کاموں کو نہیں کیا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں اس کے لیے یہ چیزیں جائز کی ہیں جس طرح بھوک کی شدت اور خطرہ کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں۔“ (بشریت ص ۱۱۵)

اس سے پتہ چلے کہ مجبوری کی حالت میں تقدیر ضرورت حرام اش کا استعمال مباح ہے، لیکن اتنی ہی مقدار جائز ہے جتنی سے ضرورت پوری ہو جائے، ضرورت سے زیادہ یا لذت کی خاطر یا خواہش نہ ہو جائے اور استعمال کرنا جائز نہیں۔

ہو رہا ہے کہ لپٹے سے جاں بچا جائے گی جیسے رہ بھوک سے جاں جائے کا اندیشہ ہے اور یہ یقین ہے کہ جان جائے گا سب بھوک ہے تو ظاہر ہے کہ بھوک ختم ہو جائے گی تو جان بچ جائے گی اور بھوک پیناس کے واسطے کے یہ حرم و حلال میں کون فرق نہیں جس طرح حلال ماکوں و مشروب سے شدت بھوک و پیاس ختم ہو جائے گی اسی طرح اگر درجہ مجبوری حرم ماکوں و مشروب پر جائے تو اس سے بھی بھوک و پیاس ختم ہو جائے گی۔

نگر پڑی روایتیں

اہل حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی ربیوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں

”ہاں! نگر پڑی روایت میں اعلیٰ دو اشیا رتق ہوتی ہیں جنہیں شجر کہتے ہیں ان سب میں یقیناً شرب ہوتی ہے وہ سب حرام بھی ہے، ناپاک بھی، ان کا کھانا حلال نہ بدن پر لگانا جائز نہ خریدنا حلال نہ بیچنا جائز، جیسا کہ ہم نے پتے قنادی میں عجابت کیا ہے کہ اسپرٹ بید کی روج دور قلعی طور پر شراب ہے بلکہ یہ سب سے زیادہ عصبیت شراب ہے جس پر پیشاب کی طرح حرام ہے، ناپاک ہے اور مہاست غلیظ ہے، اندوہ کے ریل و روار کہیں سے جو حاصل ہوئے کے ہاں جو ہے آپ کو عالم کہہ دیتے ہیں جس بات سے رحمت حاصل کی وہ نہایت عصبیت توں ہے ہم بارگاہ وحدانی میں ہر حرکت اور قوس کی حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

مسلمان سے خوب سمجھ میں ورڈ اکثری علاج میں ناپ بیوں غماستوں سے انہیں خصوصاً سخت آفت اس وقت ہے کہ اس علاج میں قصہ آجائے اور مسلمان اس حالت میں مرے نہ معذ اللہ اس کے پیٹ میں شراب ہو، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۳۲)

بہر راہ فرما میں دو ضرورت جو اجزائے ضروریہ سے مخطوطہ و کمین کے استعمال کو جائز ٹھہرا رہے ہیں، اسپرٹ کی دواؤں کے صرف کھانے نہیں بلکہ لگائے سے بھی اہل حضرت مسیح فرما رہے ہیں اور سے پیشاب کی طرح حرام اور ناپاک اور نجاست

بشائر ۱۴۳۲ھ

غلط فرما رہے ہیں۔

حیرت ہے اس موبایاں کر م پ جو اپنے نام سے آگے رضوی بھی لگاتے ہیں پھر بھی غم کو اجزائے ضروریہ سے فی یکس کے استعمال کی روٹھ رہے ہیں ان حالات میں سب ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ مفتی حضرت کی تحقیق عند اللہ مردود و کئی ہی مقبول کیوں نہ ہو بیش اعلیٰ حضرت اور سچے مصویوں کے نزدیک بہر حال مردود ہے، ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ جو حضرت اعلیٰ حضرت کے موقف کی مخالفت کرے تو تحقیق سمجھے ہیں نہیں کہ اسے کم پنے نام کے آگے رضوی روٹی تو لگانا چاہئے تاکہ غم مررب کے شکار نہ ہوں۔

اس بات میں کسی کا استکبار نہیں کہ گریباں جائے یا قطع عسوا عمدیشہ ہو تو ایسی صورت میں محظورات کے استعمال کی جانت ہوتی ہے نقد مشہور قاعدہ ہے الضرورات تبیح المحظورات ضرورتیں محظورات کو مباح کر دیتی ہیں، اس قاعدہ کے تحت لکھا ہے ومن لہ جاز اکل المیتۃ عند المہیضۃ اور حاشیہ میں ہے

و کذا استدأوی قال السمرقانی فی شرح جامع الصغیر، نقلاً عن المہلبیہ، یجوز لتعیل کل المیتۃ، و شرب الدہ، و الیوں اذا غلبہ طبیب مسموم بن شفاۃ فیہ و نہ یجد من المباح ما یقوم مقامہ، اسی وجہ سے مختصر کے وقت مرد کا کھانا جائز ہے اور اس کے تحت حاشیہ میں لکھا ہے اور اسے ہی علاج کے لیے ہا کر ناشی سے شرح جامع مستخرج میں بہدیب سے نقل کرتے ہوئے جائز ہے سچ کے یہ مرار کا کھانا و رجون و پیشاب پینا جب کہ کوئی مسلم طبیب حرام سے اس کی شفا ہی میں ہے اور اس کی جگہ مباح دوا نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۳۲)

اسی میں ہے: یجوز مطلقاً و فی یقیناً و بقدر وہ ضرورت کے تحت جو چیزیں مباح ہوتی ہیں وہ مطلقاً مباح نہیں ہوتیں بلکہ تنہی کی مقدار مباح ہوتی ہے جس سے ضرورت پوری

اپریل ۱۴۳۲ھ

ہو جائے

المضطر لا يأكل من الميتة إلا قدر سد برقع^۱
 مجبور شخص مراد میں سے نہیں ہمارے گا مگر جان بچانے کی منقہ
 (حوالہ سائل) الاشیاء در اس کی شرح حوں میں جان بچانے کی
 غرض سے مظلومات کے کھانے پر پیسے کی اجازت لکھی ہے ۱۰
 علاج کے لیے حرام و اشیاء کا کرہ متین میں ہے۔ شرح میں بخشی
 سے خرباشی کا قول نقل کیا ہے۔ بطور علاج کے بھی حرام چیز
 استعمال کی جاسکتی ہے یہی نظریہ پاکستانی عام مولانا عدا م رسوں
 سعید کا بھی ہے، انہوں نے تفسیر تبيان القرآن میں سورۃ بقرہ
 آیت ۳۳ اور سورہ مائدہ آیت ۳ کے تحت ہی طرح شرح
 صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۳۲ پر لکھا ہے میرا جواب یہ
 حرام چیزوں سے علاج کی پروردگار کی ہے، انہوں نے حتی
 الامکان و مشش کی ہے۔ کسی بھی صورت حرام چیزوں سے وہ
 علاج کے جواز کا پہلو ثابت ہو، ان کے کہہ کر وہ اہل سے صاف
 عیاں ہے کہ جو رکابہ نہیں لکھتا وہ عدم جو رسے قائلین کے
 راہروا اور لائل و تنے قوی ہیں کہ سعید صاحب بھی اعتراف
 حق پر مجبور ہے اس نظر سے لیکن بک بات انہوں نے کہی کہ
 جان بچانا بھی تو دوسرے یعنی جس طرح ایک آدمی کی جان گر
 بھوک سے سبب جارہی ہے تو جان بچانے کے لیے ہر رکھنا
 شریعت سے جائز رکھنا اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہے اور مسلم
 طبیب کہہ رہا ہے کہ حرام دوا کے سوا اس بیمار کی ورنہ کوئی دوا
 نہیں ہے تو یہاں بھی جائز ہونا چاہئے کہ حرام دوا سے علاج کیا
 جائے حالانکہ عدم جو کہ قائلین کی بات فہم سے قریب تر ہے
 کہ مرد رکھائے سے بھوک کا رتل ہونا اور شرب شر سے پیاس
 کا دوا یعنی ہے لیکن دوا سے بچاؤ بھی ہو جائے یہ نقطہ علم
 اور علم کی بنا پر حرام حلال نہیں ہوتا

اسی طرح جب آدمی قریب ہے کہ بھوک سے ہلاک ہو
 جائے وہ دوسرے شخص کہہ رہا ہے کہ میرا عصا کٹا کھا لوں گا تمہارا
 جان بچانے کی صورت میں بھی کاتفاق ہے کہ اس بھوکے
 کے لیے حدیں نہیں کہ وہ کسی مسان کا گوشت کھائے، مگر جیسا

بچانا اسی طور پر جائز ہوتا تو چاہئے تھا کہ جائز ہو کہ بھوک کا اپنی جان
 بچانے کے لیے، اپنے ہی جسم کا لٹا کھائے یا کسی دوسرے انسان
 کا گوشت کھا، اپنی جان بچانے لیکن اس کا کوئی قائل نہیں،
 اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کھائے پیے پر وہ علاج کو کیا جس کرہ
 صحیح نہیں۔

حدیث کریمہ سے عدم جواز کا ثبوت
 حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی حذافہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ان اللہ عز وجل انزل الداء والدواء وجعل
 لكل داء دواء فقتلوا ولا تقتلوا دواءہ۔ حضرت
 ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ یہ ہے کہ یہاں
 کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک اللہ
 تعالیٰ سے بچاؤ اور دوا تاروں اور ہر بیماری کے لیے دوا
 پہنچی، پس علاج کرو و نہیں حرام دوا سے علاج نہ کرو۔

(سنن ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و الطبرانی)

دوسری حدیث میں یہ ہے۔

عن سعید بن المسیب عن عبد الرحمن بن عثمان
 ان طبیب سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
 صدف یجعل فی دواء فعمد النبی صلی اللہ علیہ و
 سلم عن قتیبہ۔ سعید بن مسیب سے حضرت عبد الرحمن
 بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب
 نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوا میں میٹھا کونڈا لے
 سے متعلق سوال کیا پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قائل کر کے سے منع فرمایا۔ (حوالہ سائل)

تیسری حدیث ہے

عن ابی ہریرۃ قال سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم عن دواء الخبیثہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ناپا سب دوا سے منع فرمایا۔ (حوالہ سائل)

چوتھی حدیث پاک ہے۔

طارق بن سويد و سويد بن طارق سأل النبي
صلى الله عليه وسلم عن الخمر قهنا ثلث ساله
قهدنا فقال يا نبي الله تعبا حواء قال النبي صلى الله
عليه وسلم لا ولكنها ذاء۔ حضرت طارق بن سويد يا
سويد بن طارق نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
شراب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں منع فرمایا،
پھر دریافت کیا تو منع فرمایا، عرض کیا کہ ہاں اللہ!
یہ تو دلی ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں
بلکہ یہ تو بھاری ہے۔
حوالہ: ۱

ابو داؤد شریف نے مدکورہ حرم حدیثوں میں واضح لفظوں
میں ناپاک و حرام چیزوں سے علاج کرے سے منع فرمایا گیا
بلکہ ناپاک چیزوں سے علاج معای کی بات کرے والوں کو
صاف صاف بتا دیا گیا کہ ناپاک و حرام شیاؤں کو نہیں بلکہ
بیماری نہیں، اسی طرح حضرت طارق بن سويد کے بارہ دریافت
کرے کے باوجود، شراب سے علاج کی اجازت حضور سے نہ
دی اور نہ ہی کچھ استثناء فرمایا

حدیث میں حرام و ناپاک شیاؤں سے علاج سے منع فرمایا
گیا، بخلاف میں کی جماعت میں کسی سے کوئی نکتہ روایت نہیں
نہیں کی جس میں یہ ذکر یا رخصت ہو کہ بطور دو کہ حرم شیاؤں کا
استعمال جائز و مباح ہے، ہاں بارہ منع، رو ہے۔

حدیث عربیہ یا عقل کو جن لوگوں سے بیان کیا کہ
کہ حضور نے ان لوگوں کو اوشیوں کا دودھ اور پیشاب پیے کہ
فرمایا، یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ حج کوئی فقیہ اس روایت کی
پناہ پیشاب یا خمر یا دیگر حرام شیاؤں کو بطور دو استعمال کرے
کی اجازت دے گا۔

حدیث عربیہ یا عقل ممکن ہے حضور کو وحی کے ذریعہ اس
بات کی اطلاع دی گئی ہو کہ ان کے لیے اوشیوں کے دودھ اور
پیشاب کے استعمال کا حکم حرام میں یا یہ کہ یہ حضور کی خصوصیات
میں سے ہوں لیکن عربیہ یا عقل والوں کے علاوہ حضور سے
کسی اور کو اجازت نہ دی، درحقیقت اگر سے پر بھی اجازت نہ دی

اس کا مطلب ہے کہ وہ حکم انہیں لوگوں کے لیے حاصل تھا۔
یا تو ان کے لیے یہ حکم بطور کتاب کے تھا کہ مدینہ کو حضور
نے اور اشعار قرار دیا مدینے کی آب و ہوا میں اللہ سے پنے
نبی کی برکت سے تھا، کبھی اور وہ لوگ و اشعار میں شکوہ ناس
ہوے کہ ہمیں مدینے کی آب و ہوا اس نہیں آ رہی ہے تو فرمایا
گیا کہ پھر جاؤ اوشیوں کے دودھ اور پیشاب پیو، ہاں کا دودھ
اور پیشاب پیے سے شہادیت ہو جاتا تو ہو سکتا ہے کہ حضور کے حکم
کے سبب یہ حکم بھی ان لوگوں کے ساتھ حاصل ہو ورنہ بھی انہیں
کے لئے جو اور اگر اس حدیث کو دلیل مال کر حرام شیاؤں کی اجازت
تسلیم دی جائے تو پھر گوشت (گائے کے پیشاب) کے بارے
میں کیا جواب ہوگا؟ جس کے بارے میں نیک و نیک کا اصرار بھی
ہے اور عقیدہ بھی، اگر گوشت کا انکار کریں گے تو سلام و شریعت
کا اہم مدق سبب کا ناقض بنائیں گے کہ اوش کا پیشاب استعمال
کرنا اگر جائز ہے تو پھر گائے کے پیشاب میں کیا روائی ہے؟ اور
آج کے دور میں فرقہ پرست میڈیا کو مطمئن کرنا تو لگ مسلمان
جو جوانوں کو اطمینان دلانا سرزد ہو جائے گا۔

علامہ علاء الدین حنفی لکھتے ہیں

اختصاف فی تشاوی بالمعروف وظاہر المہذب
المجمع کہ فی وضع البعوض حرم چیزوں کو بطور دو
استعمال کرے میں اختلاف ہے، ظاہر مدہب میں موسوع
ہے جیسا کہ ابھر الرائی کتاب الرضا میں ہے۔

اب یہ مسئلہ کہ عام طور پر وہ اشیا حرام چیزوں کا استعمال
ناجائز ہے، یہاں بحث ان چیزوں اور ان کی دوسرے کے بارے
میں ہے کہ جن میں ان کے سبب جان جانے والے کا نفع غالب ہے
اور ان کی دوسری چیزوں سے نفع و نفع کے، جن میں حرم
چیزوں کی آمیزش کی تصدیق و نہ نہ مپیوں سے حوا کی ہے تو
کیا اس صورت کہ اضطرار سے تعبیر کر سکتے ہیں، قرآن سے
حرام چیزوں کے کھانے پینے کی اجازت حالت اضطرار میں دی
ہے اور اضطرار کا معنی ہمارے علم سے یہ بتایا کہ بھوس یا پتھر
سے حال جانے کا خطرہ ہو یا قطع عضو کا اسے اضطرار کہتے ہیں۔

نہن سے ساتھ یہ صورت نقش آئے اور سے حلال چیز میسر نہ ہوو
جان بچا سے کی عرص سے بقدر حاجت "مرد" کا گوشت کھانا یا
شراب پینا حرام ہے۔

تو کیا موجودہ صورت حال سے کورونا (Covid 19)
کا نام دیا گیا ہے خیارنی طہارات کے مطابق گذشتہ گیا۔
میںوں میں پوری دنیا میں لکھ بھرتیں لاکھ لوگ ہمارے ہو چکے
ہیں، مریے لوگ کی بڑی تعداد جرمنی، امریکہ کے لوگوں کی
ہے اسی سے ساتھ مسافروں کے متواتر خبریں اس بات کی بھی ہیں
کہ پوری دنیا اور بالخصوص ہندوستان کے بہایت کمزور شعبہ صحت
کے باوجود ۲۵ مریے ۹۰ فیصد کورونا (Covid 19) متاثرین صرف
احتیاطی پر ہی ۹۰ فیصد کی صحت یا ب ہو گئے اور گر پڑی دنیا
کا تجربہ کیا جائے تو گہرا پیسے میں بغیر کورونا کے بھی موات
کی شرح ۲۰۰۰ لاکھ سے کم نہ ہوتی اس سے میرا پناہ دینی نظر ہے
ہے موجودہ حالات بھت سراسیمہ اور خوفناک ہوئے کے باوجود
میں حضور محبوب باغ ولاء کے اندر سے میں نہیں آتے یعنی
پوری دنیا کی سب آبادی کو مضطرب کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھر عدالت تو بنا رہا کیا جاتا ہے جبکہ کوئی شخص صرف چار
کو نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی کل پوری رب کے انسانوں کو
لگا بے کی بات ہے، گویا کہ مذکورہ ویسے پناہوں کے علاج
سے زیادہ حفظ و بقا کے لیے ہے، یعنی جو بیمار نہیں وہ نکالیں
تا کہ مستقبل میں اس بیماری سے محفوظ رہیں تو کیا یہ حالت اضطرر
ہے؟ ہرگز ہرگز یہ اضطرر دینی صورت نہیں

لہذا حق لوگوں سے یہ مانا ہے کہ وہ علاج کے طور پر حرام
شی کا استعمال نہ کرے ہے حالت اضطرر میں جبکہ کوئی مسطحیب
کہے کہ اس مرض کی شفا اسی دو میں ہے جس میں حرام شے کی
سمیزش سے اس کے علاوہ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ال
شرط کے عیاد سے مجبورین کے نزدیک بھی ضرر سے نفی
وینکسین کا استعمال نہ کر نہیں ہوگا کیونکہ جب حلال چیزوں سے ہی
دیس میں کی خبریں ہیں تو مسلمان بڑا دھمکس انہیں کی سمیزش سے
تیار وینکسین میں سے گا

دوسری بات یہ کہ ۶ مہینوں ۲۰۲۰ بروز ستمبر کو ویس میں
لگنے کی شروعات ہوں ہے، اگر موتی طہارات کے مطابق پہلے
مریے میں ۱۰ کٹروں، ۱۰ سوں اور ٹکڑے صحت سے دایت کرنا ہوئی
ویس میں کی جانے لگی در یہ تعداد ۱۳ روز بتائی گی ہے جب نہ
ملک کی آبادی سو رب سے رہ نہ ہے، اس لیے بھی ہمیں آپ
کو تجلّت رہنے کی ضرورت نہیں۔

اس ایک بات ضرور غور کرے کی ہے کہ اگر پورے ملک
میں شید کارن مہر چلتی ہے، اور گور، مسند دارم رتی ہے کہ دیش
کے ہر باشندہ کو وینکسین دینا مہسری (Compulsory) ہوگا
تو یہی صورت میں مسلمان کیا کریں گے، ایسے ہمیں پچھنے کا
کہ جو وینکسین ہمیں دی جا رہی ہے وہ حرام کی سمیزش سے محفوظ
سے اور کیا سہ کے فتووں پر، روزوں مسلم آبادی عمل کرتے ہوئے
وینکسین نہیں سہ گی؟

حکام شرعیہ پر عمل آون کے لیے علماء، ائمہ اور مشائخ کا
طر عمل کیا ہوگا کیسے دعو م کو اپنی بات سمجھا میں گئے؟ یہ باتیں
ضرور قابل غور ہیں، بہرحال ملک مسلمان کے لیے ضروری ہے
کہ وہ ہر حال میں حدادوں کا کرنا جبر اور ہو کر ہے

اخلاقی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے
ایک سوال ہو کہ سلطان یا کسی قسم کی شراب کوئی مریے کسی
حالت میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال کے الفاظ پر غور کرے کی ضرورت ہے، سوال
کرے والے پوچھ رہا ہے کہ مریے میں یعنی مہلک سے مہلک
مرض میں مبتلا کے ہے کیا کوئی صورت جو ہے سلطان یا کسی
قسم کی شراب استعمال کرنے کی تو اخلاقی حضرت (ماتے ہیں

سلطان کھانا حرام ہے اور شراب بدن پر لگانا بھی حرام ہے
جس حلال چیزوں سے بھی بچ سکتی ہے مگر سے بچنا منظور
ہے اور نہ حرام، میں سوائے گندہ کچھ صاف نہ کر سکتی جو
پوشیدہ طور مسلمان کو حرام چیز کھلے سے پاندے صحت حرام کا
مرنگب اور شیدہ سز کا مستوجب ہے۔

”اے مہتمم دو الفاظ اس بھی نکر ہو“

دوسری قسط

ماہنامہ الرضا بریلی شریف! تعارف و اشاریہ

گزشتہ باب پر واپس

رسالہ کے ایک سال مکمل ہوئے پر مدیر رسالہ سے پرچہ کی قیمت میں اضافہ کر دیا اور فی پرچہ ساڑھے چار آنے کا وہ محصور ڈک اور سال دو روپے کے بجائے تین روپے میں آنے والا محصور ڈک مقرر کر دیا اور اس کی اصل وجہ کاغذ کی کمی اور کتابت و مطبع کا خرچہ اضافہ ہونا تھا، مدیر موصوف سے رسالہ کی شاعت جس حد تک کے اثر و رسوخ کے مقاصد کے تحت کی تھی یہ کمی وجہ کافی اس کے سامنے تھی، اس کا دور دورہ تکلیف کی تفصیلی مدیر موصوف سے کچھ اس طرح سپرد قسط اس کی ہے،

ملاحظہ ہو

مقرر ناظرین! آج آپ کے پرچے کو جاری ہوئے پورے ایک سال ہوئے ہیں اسے مدیر صاحب حق کی اشاعت اور ایک مہینہ کی حمایت کی قیمت سے چار آنے کا ہے، میر اس سے شہرت طلبی یا نقد کسب معاش کا ہرگز ارادہ تھا اور نہ ہے مگر اس کے اجر کے لیے بدھائی ایک کافی رقم درکار تھی جس سے اس کا غمخیز کیا گیا تھا جو تخمینہً اس کی ایک سو سو روپے توں کو کافی سمجھا گیا تھا جس کی مناسبت سے اس کی مالانہ قیمت بھی کمی تھی کاغذ کے نرخ کی نسبت میں صحیح رہے تاہم ہمیں کر ملتا نہ کیوں بڑھا؟ جو کاغذ اس وقت سات روپے دم پر کثرت مل رہا تھا کچھ روپے بعد اس کی قیمت میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور سات روپے سے چل کر آج تیرہ روپے بارہ آنے تک اس کی قیمت پہنچ چکی ہے اور ملتا اس پر بھی نہیں۔

رہی لکھاں چھپائی وہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ تک بدھائی نرخ پر رہی مگر شوال ۱۳۳۸ھ میں کاتبوں سے ہڑتال شروع کی اور اس کے دوسرے یا تیسرے جیسے میں ایک

سرخ نامہ شائع کر دیا جو ساڑھے سو روپے پر واپس ہوا، اس کی اصلاحات بھی پر تین مہینوں سے پیر پیر سے کر رہا تھا۔ اسے کوڑیوں ہزار چھوڑ غرض کہ رسالہ کے لیے جتنے ضروری سامان تھے سال گزشتہ کی پچھلی ششماہی ہی میں بیٹے بعد دیگرے سب گراں ہو گئے چوں کہ وہ درمیان مال تھا مجھے آپ صاحبان سے گزارش کرنے کا موقع نہ تھا، خصوصاً جب کہ میں سالانہ قیمت آپ سے پہلے ہی وصول کر چکا تھا، اب یہ بتا دیتا ہوں کہ آپ کا پرچہ پورے ایک سال کا جو کہ دوسرے سال میں قدم رکھتا ہے آپ سے پچھلے حقوق سے سہولت ہو چکا ہے، اب اس کو اپنی مالانہ بقا کے لیے آپ کی گارنٹی منائی کے کچھ سامان پھر درکار ہیں

مگر وہ صرف اس قدر کافی ہوں گے جو سال گزشتہ میں سے کچھ جگہ سب بچائے دو روپے سالانہ کے تین روپے سالانہ کا ایک آنے میں کمی آئے اور دو آنے میں رہی جس کی وجہ سے (یکم ستمبر ۱۹۲۰ء سے گورنمنٹ سے بد رجسٹری شدہ) وہ کی پی بنا چھوڑ دیا ہے لہذا ہر وہی پی پر ٹھکانہ ایک کی طرف سے دو آنے اور اضافہ ہو گئے جو آپ ہی کے ذمہ رہے گئے اس طرح آپ کو پرچہ کی ایک سال کی خریداری میں اپنی جیب خاص سے تین روپے تین آنے صرف کرنا ہوں گے اور اگر آپ کی خریداری کا قاعدہ اسی ۱۳۳۹ھ سے ہے تو آپ کو اس جزو میں سے خریدنا ہوں گے جس کی قیمت صرف دو آنے وصول کی جائے گی، ورنہ بغیر اس کے آپ کی کتاب باطل رہے گی سال گزشتہ میں ارمغان وقت پختہ سے جو کچھ آپ کو ہفتہ کی تکلیف گوار کرنا پڑی اس کی وجہ سے آپ میں سے گئے تو آپ سے جو جس تکلیف سے اثر کیا ہے وہ

الشاہ معزز (رحیمہ) رائل ہو جائے گا

تو رسالہ غیر موقت اشپور بجا اجازت گورنمنٹ مہیضہ شروع ہو گئی مہیضہ مسلسل کوششوں کے بعد موقت اشپور کرے دی اجازت ملی اس کے بعد شہر میں ایک اصطلاحات کا کام شروع ہو گیا جس کی صرف بریلی کے کاتبوں میں سات سو پانچ سو تیس کی تکمیل کی گئی اس وقت کتابت کی جن مشوریوں سے مجھے سائلہ پڑا اس کا اظہار کچھ میں ہی جانتا ہوں ساتھ ہی ساتھ اسی کام میں پریسوں کی مصروفیت سے پرہیز کیا گئی تاہم مجھے اس پر مجبور ہونا پڑا۔

پرچہ کی غرض ایک پریس کی بنی نام سے اجازت ہوں دینا پریس میں نے خدا کا نام لے کے ایک درخواست دے دی اور کچھ روز دھوپ کے بعد اس کی بھی اجازت مل گئی، میں بہت پہلے سے جانتا تھا کہ پریس کا کام ایک بڑی مزدوری ہے۔ مگر میں سے پہلے چے کی ضرورتوں کے خلاف سے بھی درخواست کر یا۔ درس بد میں کاتھے باب رحمان سے شوق ہے مجھے اپنے اس شوق میں اپنے قدیمی محسن مدرسہ ملی سے بڑی مدد ملتی رہتی ہے اس متحرک اور اعلیٰ سے اپنی ضرورت سے بچھلے ہوں مجھے اور چے کا مدرسہ ردی تھا جس سے بظاہر اسی کا سمجھا جاتا ہے مگر حقیقتاً میرے شوق کی تکمیل ہوتی تھی وہ جب میں سے پہلے چے کے کاموں میں ٹھہر چکی تھیں ایک درجے کے درس سے بھی کسی کی جگہ ۳۸ میں دست کش ہو گیا میں سے جب محض اس پرچہ کا جاری رکھنے کے لیے اپنے شوق کا خون کیا ہے اور پریس کے دوسرے کو اپنے سر پہ ہے تو آپ بھی کچھ تکلیف دہا کرمانیں اور اس کی شاعت میں سرگرمی رکھیں۔ آپ کا آپ کے حساب کا جو روپیہ اس پرچہ کی خریداری میں صرف ہو ہے یا ہوگا وہ صرف اس کی خریداری میں صرف ہو ہے یا ہوگا بلکہ دوسری کی حمایت و امدت بیضا کی شاعت میں صرف ہو ہے اور ہوگا جو مسلمانوں کی راستہ کا کہہ رہی

مصر ہے۔

۱۰ جنوری ۱۳۳۳ھ

[illegible]

عبد الرحمان

اس مبارک ماہنامہ کی ادارت کی آمدوری اہم اہل
ملت کے پیارے چچے، برادر سے شہر کے سٹوڈنٹ، حضرت
علی مدظلہ العالی، صاحبانِ قدس سرہ رحمہم کے ہاتھوں میں تھی۔ آپ
سے اس ماہنامہ کو جاری کیا اور بحسن و خوبی اس کی ادارت کیا
و مدداریاں پوری فرمائیں، ماہنامہ کی ادارت کے علاوہ اس کی
ترتیب و طبعیت اور شاعتی و مدداریاں بھی آپ ہی پر تھیں۔ چچہ
شمار سے چھوڑ کر اکثر میں آپ کی علمی و تاریخی تحریریں شائع ہونے لگیں۔
حسن کا اعلان حا کہ ہم آپ کے تعارف کے ضمن میں پیش کریں
گے، آپ کا سونے کی تہیہ ملاحظہ ہو

حضرت علامہ محمد حسین رصا خاں ایک ستارہٴ محض و علامہ
حسین رصا خاں حالِ نقدِ سرہنہ کی ولادت باسعادت گریٰ شریف محمد
سورگراں میں ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء عیسوی میں ہوئی، ابتدائی
تعلیم والد ماجد و والدہ ماجدہ سے گھری میں حاصل کی بعد میں
چلے آیاہ جانِ حضور مام، اہلِ سنت کے قائم کردہ مدرسہ مظاہرِ اسلام
میں داخل کیا جس کے تاتلم اعلیٰ خور تپ کے والد ماجد استادِ مین
تھے تپ سے اپنے نیا گرامی اعلیٰ حضرت اور والد گرامی استادِ مین
کے علاوہ درجِ داخل علامہ سے گرم سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

حضرت علامہ رحمہ اللہ کی منگولوی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی
رشید حسین مجددی، راجپوروی، حضرت علامہ عظیم دہلوی، لکھنؤ
جوہپوری، شہر راجپوروی، علامہ فہرور عظیم، فاروقی، راجپوروی، علمیدر شہید
حضرت علامہ عبدالحق خیر، دیوبند، حضرت علامہ عبدالحق خیر، خیر
حضرت علامہ فہرور عظیم، فاروقی، راجپوروی

آپ کے منظرِ علامہ کے علاوہ مدرسہ شاد العلوم راولپنڈی میں بھی تعلیم حاصل کی ہے، البتہ درسِ نظامی کی تکمیل درہنستار اعلیٰ تعلیم وفاق وغیرہ مدرسہ منظرِ اسلام ہی میں ہوئی، دورِ طالبِ علمی میں بھی آپ کی علمی مہارت و صلاحیت خوب تھی جس کی بڑی شہادت حضرت علامہ مفتی عبدالسلام جبل پوری کا وہ خط ہے جو انہوں نے آپ کے مددِ حامد استادِ زمین کے نام تحریر فرمایا جس کے علامہ جبل پوری نے آپ کی کتابوں کا امتحان یا تجسس

ہے خود میں آپ کے والد ماجد کو آپ کی علمی لیاقت و صلاحیت کی خوش خبری سناتے ہوئے تحریر فرمایا۔

بعد حمد و سلام طلبہ کے جو امتحان بہتر عمدہ و اعلیٰ درجہ کا دیا، کل نظم پیش ور طریقہ تعلیم و طریقہ تدریس بہت ملاحظہ و مشاہدہ ہے اور مدرس میں طلبہ ہر طرح پر قابض تفریں و تحسین ہیں۔ فارسی کتب درسیہ، ہدایہ النحو کا مہر، شرح جامی، ایسا حوچی، شرح تہذیب، قطبی، مدح حسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، مور الاوار اور شرح شریع و میر، کتب درس، جو مقام طلبہ کے سامنے امتحان پیش کیے گئے، عبارتیں صحیح پڑھ، مقاصد کتاب و مطالب عبارت کو بعض طلبہ کے سوا بعض سے نامہ معقولہ خور یہ چھٹی طرح بیان کی، خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا میاں مولوی حسین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوش و سلی و خوبی کے ساتھ بہارت ہند میں کاشیہ، یادہ مختلف، یا حق تو یہ ہے کہ وہ انھیں کا حصہ ہے، ہارک اللہ فی عہدہ و فہمہا۔

ماضی حیات علامہ سید رفیع خاں بریلوی مرتبی مہر شریف رضا خاں

۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۰۵ء سال کی عمر شریف میں آپ کے علوم مروجہ سے اعانت پائی۔ دارالعلوم مظہر سلام میں آپ کی دستار نصیبت ہوئی اور بعد فرغت دارالعلوم مظہر سلام ہی میں رہتی سند تدریس ہو گئے، روزگاہ بھگت ۱۰ سال تک تدریس خدمات انجام دیں۔

حضرت علامہ مفتی غلامی حاکم رضوی بریلوی، حضرت علامہ مفتی تقدس علی حاکم بریلوی، شہر پیشہ اہل سنت علامہ شمس علی حاکم بریلی بھیتی، حضرت علامہ مورنا علامہ جیلان، عظمیٰ حضرت علامہ مورنا مدلی فاروقی حضرت مفتی، برادر حسن حامدی تہری و ماہ مفتی عظیم چند حضرت مورنا اور میں رضا خاں عرفہ لار میاں، شہزادہ امجد الاسلام حضرت مہر، عظیم ہند علامہ برائے رحمہ خاں بریلوی، آپ کے تین شہرہ آگاہان، حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ صلیب رضا خاں بریلوی اور ان کے علاوہ بہت سے نامور و قابل فرغہ نے ان کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

تدریس سے آپ کو بے حد لگاؤ تھا لیکن ضروریات و مدارس کے پیش نظر آپ نے اپنے اس شوق کا خوں کر کے ماہنامہ و رسالہ جاری فرمایا، جس کا قرار خود آپ کے الفاظ میں ملاحظہ کریں، آپ لکھتے ہیں

درس و تدریس کا مجھے ایک زمانہ سے شوق ہے، مجھے اپنے اس شوق میں، اپنے قدیمی محسن مدرسہ اہل سنت و مظہر سلام سے بڑی مدد ملتی رہتی ہے۔ اس متبرک دارالعلوم نے اپنی ضرورت سے بچھلے دوسرے مجھے اور سچے مدرس روایا تھا جس سے بظاہر بار بڑھنا سمجھ جاتا ہے، مگر حقیقتاً میرے شوق کی تکمیل ہوتی تھی، اب جب میں نے پرچہ ماہنامہ ارسا کے کاموں میں عہد دیکھی تو میں ایک درجہ کے درس سے بھی اس وی ۱۳۳۸ھ میں دست کش ہو گیا میں سے اس پرچہ کو جاری رکھنے کے لیے اپنے شوق کا خوں کیا ہے۔

ماہنامہ ارسا، ۱۳۳۸ھ

آپ کے مختلف موضوعات پر دوسرے بھرتائیں تحریر فرمائیں، بہت سے مضامین و مقالات تحریر فرمائے ماہنامہ ارسا کے گوشوارے میں دستیاب ہوئے ان میں مطبوعہ آپ کی افکارشات و تفصیل درج دیں گے۔

عمر ۱۳۳۸ھ کے شمارے میں سیدنا حضرت امام علیہ السلام اور نبی کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک تحریر اور قیامت صغریٰ کے عنوان سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دیگر شہدائے کربلا کی قربانیاں اور شہدایوں کے رکر پر مشتمل مضمون اور ارسا کے عراض و مقاصد کے حوالے سے ارسا کی دلی تمنا کے عنوان پر ایک تحریر شامل ہے

عمر ۱۳۳۸ھ ماہنامہ ارسا کے حوالے سے مورنا محمد عبدالقدیر سرندپی کے تاریخی عربی کلام کا دو ترجمہ۔ حضرت اور میں علیہ السلام کی سوچ کا جمالی حالہ ورائے کے اہم واقعات پر مشتمل مضمون بعنوان نبی اللہ جناب اور میں ورسوں اللہ جناب محمد علیہ السلام ووالدہ ص ۸۳

رسالہ کے خواہے سے قارئین کی شکایت پر معدرت نامہ اور اعرصا کی ۱۱ مضامین شامل ہے

ربیع الاول ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل یعنی اللہ حضرت نوح و صہیب رحمہ اللہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عنوان سے مضامین ص ۵ تا ۸ بی تحریر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ اور محفل میداد کے خواہے سے عید میلاد کے عنوان سے مضامین ص ۷ تا ۹۔

یاد ہمسرہ میرٹ کی پیش گوئی ہے، دسمبر ۱۹۵۹ء کے خواہے سے تھی بس کی عمل درآمد، مام بل دست سے فرمانی تھی و رفاہیت کیا تھا کہ یہ سب اسلام باطلہ و سوات عاقلہ ہیں، پروفیسر کی بنائی ہوئی تاریخ میں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ احمد لہ امام اہل سنت کی تحقیق کی صداقت ظاہر ہوئی اور پروفیسر کی مقررہ تاریخ میں کوئی حاویہ پیش نہیں ہے۔ آپ نے اس کی تفصیل ”حق کالوں بالا“ کی سرٹی سے تحریر فرمائی ص ۲۳۔

رسالہ میں رقم میں غلطی کی نشاندہی اور کتابت کی خرابی کا معقول غلط شمارے کے آخری صفحہ پر ”الرشک کی وی جمن“ کے عنوان سے مضامین ربیع الاول و اخروہ کی لاوی ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے پچھلے مضامین کی دہرائی اور آخری قسط ص ۸ سے ۸ تک۔

اعلیٰ حضرت کی اپنی نگاہ سے دست بردار و حلقہ سے متعلق و طالع پر مشتمل وصاحتی ۱۱ جہی تحریر اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے وصاحتی و علان و در چند مشہور فقہاء اعلیٰ حضرت کی بترہیب حروف بجد تحفہ ہر دست ص ۹ تا ۲۲ حضرت ابو علیہ سلام ۱۱ جہی یم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بخت و کمال کے حوالے سے نبین حضرت ابو شعیبہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

عنوان سے مضامین ص ۳ تا ۶

جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل حضرت صالح علیہ السلام اور ہمارے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر پر مشتمل بعنوان ”نبینا حضرت صالح و شعیبنا حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام“ ص ۳ تا ۵

رجب المرجب ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر معراج کے حوالے سے ”معراج حسوں کے عنوان سے مضامین ص ۲ تا ۴

رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل حضرت صالح علیہ السلام اور ہمارے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر پر مشتمل بعنوان نبینا حضرت صالح و شعیبنا حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کی پہلی قسط جمادی الاخریٰ کے شمارے میں شائع ہوئی اور اس شمارے میں دوسری قسط ہے۔ ص ۵ تا ۸ پر مفتی شعیب حاکم سیسل پاری کی وفات پر آپ کی تعزیتی تحریر۔

شوال المکرم ۱۳۳۸ھ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے آپ کے گوشیدہ مضامین کی تیسری قسط ص ۸ تا ۱۱۔ رسالہ کی شاعقی و شو یوں کا ذکر ص ۸۔

ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضامین لگا کر حضرات سے گزارشات، علاوہ رہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجرت کے حوالے سے تفصیل دی محمد ۱۳۳۸ھ رسالہ اعرصا کی طہاقتی شاعقی ۱۱ آخری زری سے متعلق ناظرین سے گزارشات بعنوان معجزہ ناظرین ص ۸۔

محرم غرم ۱۳۳۹ھ ابتدائی صفحہ پر اعرصا کے خریداروں

کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضمون نگار حضرت سے گزشتہ رسالت
عدوہ اربع رسالہ میں ایشیا رات کی اجرت کے حوالے سے
تفصیل جس کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے آپ کا تحریر
کردہ مضمون بعنوان "اشیا رات" ۶۳۲۔

صبر معظمہ ۱۳۳۹ھ ایام فی صفر پر الرضا کے خرید روں
کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضمون نگار حضرت سے گزشتہ رسالت
عدوہ اربع رسالہ میں ایشیا رات کی اجرت کے حوالے سے
تفصیل، انصر آپ نے مذہبی، مشرقی، علمی، تحقیقی، سیاسی، سماجی
در صحافتی بہت ہی نمایاں خدمات انجام دیں۔

۵ صبر معظمہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۹۸ء اتوار کے
روں آپ سے وصال فرمایا، احام اعلیٰ سنت کے احاطہ میں
تذکین عمل میں آئی لہذا پاک ہمیں حضرت کے یوسف و برکات
سے مستفیض فرمائے، آمین بجاہ نئی الکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
جاری

مس ۵۸۸ کا بقیہ:

حاصل، عطا، عوم دے میری، انتظار تھا اس بات گروہی مینی
حضور قادمہ موت و ظلال العالی و التورنی قاصی القصہ ولی ہند سے
خطاب ناپوب کی التماس کی گئی۔

آپ سے عطا و عوام کو خطاب کرتے ہوئے چنے مغز خطاب
سے قلوب وادبان کو متور و بجلی کیا پھر آپ سے حضور جبرج الشریعہ
علیہ الرحمہ تحریر کردہ نصرت شریف کے اشعار پڑھے، آپ کی کیف
آواز و مہرتم آواز سنتے ہی سبحان اللہ، ماشاء اللہ و لعلہ سے تلبیر و
رسالت کی صدا آپ سے پوری صدا گونج اٹھی۔

پھر ہزاروں کی تعداد میں موجود تین و حضرت کو آپ
سے مسند عالیہ قادریہ برکاتید و ضویہ نور میں بیعت کیا۔ بڑی تعداد
میں قرب و جوار کے علمائے کرام اور عابدین شہر بھی موجود تھے۔
اس کے بعد مداح رسوں ملاظر حسین پد یولی کے صلوات و سلام اور
حضور قادمہ موت د دعاؤں کے ساتھ پروگرام اختتام پد ہو۔

کچھ وقفہ ٹھہرنے کے بعد قبل مغرب حضور قادمہ موت شہرینہ
سے مرکز بل سنت بریلی شریف سے لئے روانہ ہوئے حضور

قادمہ موت کی روانگی کے موقع پر کاپور و ہند کے احباب چار گاڑیوں
میں آپ کو حضرت نے کئی عرصے کا سچ تک گئے اور کاس
سچ میں رک کر مستقیم احمد صاحب صدر جماعت رصائے مصطفیٰ
شاخ کاپورنگر سے حضور قادمہ موت فاشکر یہ اکیا حضور قادمہ موت
نے سب کو اپنی خصوصی دعاوں سے و پھر آپ کاپورنی قافلہ
مرکز بل سنت بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گیا، اس کے بعد
کال پور کے جملہ احباب مستقیم بھائی کے ہمراہ کال پور کے لئے
اوپر سے کے بھی احباب یہاں کے لئے خوش و غرم روانہ ہوئے۔

رپورٹ راکین جماعت رضا مصطفیٰ شاخ، پوٹی



مس ۵۸۸ کا بقیہ:

میں موجود کورٹی سول (cortisol) نامی ہارمون کو کم کرتا ہے جس
کی وجہ سے، عصابی دباؤ میں کمی آتی ہے، روزہ رکھنے کی وجہ سے
مائی خفے زیادہ تعداد میں رہتے ہیں جس سے دماغ بہتر طریقے
سے کام کرتا ہے۔

یو کے نیشنل انسٹیٹیوٹ سر دس کے مطابق رمضان المبارک
پیشی، سگریٹ نوشی اور صبا کو وغیرہ سے پرہیز کا موقع فراہم کرتا
ہے، روزہ رکھنے سے بچے کے سبب، سببی جسم میں جمع شدہ چربی اور
لکھنوں، جڑ، کو بھی کمیل، سے میں معادلات بہت ہوتا ہے۔

رمضان المبارک سے علاوہ بھی وقت فوقت روزہ رکھنے کا
معمول اسلامی صحت پر، اچھے اثرات مرتب کرتا ہے، سحری و افطاری
کی طرح اگر عا مایوں میں بھی دن میں صرف دو مرتبہ کھانے کا معمول
بنایا جائے تو انسان بہت سی بیماریوں اور مشکلات سے چھٹکارا

پاسکتا ہے، ONE PLOS نامی جرنل میں شائع شدہ ایک
تحقیق کے مطابق کھانے اور بھوک کا درمیانی وقفہ بڑھا ہے میں
اور اگر نامی بیماری سے محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، اطباء
کے مطابق کھانے میں ہمیشہ 20، 80 کا قاعدہ میں لایا جائے،

مثال کے طور پر کھانا کھاتے وقت سوتی صد بیت بھرنے کے
بھانے محض 80 فی صد کھایا جائے اور 20 فی صد بھوک باقی رہنے
دی جائے تو انسانی جسم کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے 000

ہیں، مومن یا کافر، مامقار و کافر

عقیدہ تجسیم اور شیخ البانی

گزشتہ صفحہ پر

(۱۳) امام زکریا القاری فرماتے ہیں،

”ان الله ليس بجسم ولا عرض ولا في مكان ولا زمان. وعنه ان الله تعالى في كل وقت في كل مكان في كل زمان. وعنه ان الله تعالى في كل وقت في كل مكان في كل زمان.“

”لا مکان نہ کہ لا زمان نہ لالہ الخالق لکل مکان و زمان۔ (حاشیہ الرسالہ الشفیریہ ص ۵) اس کے لئے کوئی مکان نہیں جیسے اس کے لئے کوئی زمانہ نہیں اس لئے کہ وہی زمان و مکان کا پیدا کرنے والا ہے۔“

(۱۳) حافظ عبد الرحمن بن بخاری فرماتے ہیں

”الواجب صیحا ان نعتقد ان ذات الله تعالى لا يحويه مكان ولا يوصف بالتعير والانتقال. (دفع شبهة نظرية ص ۵۸) ہم سب پر یہ عقیدہ رکھنا جب ہے کہ ذات الہی کو کوئی مکان احاطہ نہیں کرتا ہے اور نہ اس کی ذات کسی تعیر و انتقال سے متصف ہوتی ہے۔“

(۵) سلطان احمد ابن عبد السلام فرماتے ہیں

”کیس (ای اللہ) بجسم مصور ولا جوهر محدود مقدر ولا يشبه شيئا ولا يشبه شئ ولا تحيط به بجهات. (طبقات الشافعية الكبرى ۲/ ۸۸) اللہ تعالیٰ نہ کسی صورت وال جسم ہے اور نہ ہی محدود مقدر ولا جوهر ہے اور نہ ہی وہ کسی جہت سے احاطہ کرتا ہے اور نہ کوئی شے اس نے مثل ہے اور نہ ہی جہات اس کا احاطہ کرتے ہیں۔“

صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، شافعی کی جماعت سے خطر حصار صرف پندرہ شخصیات کے اقوال پیش کئے گئے، اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو یہ تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہوتی مگر حال اللہ

(۱۰) امام یون فرماتے ہیں

”ان الله تعالى ليس كمثله شئ منزه عن الجسم والانتقال والتعير في جهة وعن سائر صفات المخلوق. (شرح صحيح مسلم ۱/ ۱۰۳) ہے شک اللہ تعالیٰ کے مثل ہوتی چیز نہیں تجسیم، انتقال، کسی جہت میں قرار پزیر ہے اور مخلوق کے تمام صفات سے پاک و مبرا ہے۔ (۱) حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

”سندہ به (من حدیث مازول) من اثبت جهة وقال هي جهة العنود بكر ذالک الجمهور (من السنة واجماعت) لان انقول بذالک بقضی ای التحیز مقال الله عن ذالک. (فتح الباری ۲/ ۲۰۰) من لوگوں سے جہت ثبوت کیا ہوں نے حدیث بروں سے مدللایا ہے اور کیا کہ وہ جہت علویہ حالہ نہ مہم جوہر اہست سے اس کا انکار کیا اس لئے کہ یہ قور تحیز کی طرف لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔“

”محمد بن سلف الاثمة وعنه السنة من تحذف ان الله تعالى منزه عن بحر كفو وبحول والحدود ليس كمثله شئ (فتح الباری ۲/ ۲۳) سلف و خلف سے مراد اہست کا معتقد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حرکت کوئی اور صلوب سے مبرا و پاک ہے اس کی طرح کوئی چیز نہیں۔“

(۲) امام شہاب الدین قسطلانی فرماتے ہیں

”ذات الله منزلة عن المكان والجهة (شرح حاشیہ ص ۱۵) ذات الہی مکان جہت سے پاک ہے۔“

تعالیٰ دست و مصداق ہے بارے میں جمہور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ مطور بال سے واضح ہے۔

اب ہم رخ کرتے ہیں اہل بدعت کے عقیدہ کی طرف وہ دست باری تعالیٰ و صاحب الہی بارے میں عقیدہ تجسیم کے قائل ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، جہت، حد، رماں، مکان، باطن، پاؤں آنکھ، ناس کان، چہرہ، قدم، سیر، دس، ہنس، اعصاب، وغیرہ تجسیم کرے اور سے شاعرہ حسیہ کے قائل ماسے کو عقیدہ تجسیم کہتے ہیں۔

یہ باطل نظریہ علمائے پہلے سے کشید کیا گیا اور اس کے حاملین و صاحبین کے کتاب و سنت کے پاس میں سے عام کیا کرتے، حدیث کے علمائے سنی شش جہات سے اس کی تائید و تقویت کے لئے داخل تلاش کئے اور عید جوئی رہ گئی، اسے حادث موضوع کھل کیا، عقیدہ تجسیم کی ثبات میں احادیث صریحہ بیان کر کے در کتابیں لکھے و ہوں میں سرقریب دست حسب ذیل شخصیات ہیں (۱) نعیم بن حازم یہ شخص بڑا دیکار تھا حدیثیں گزاتے میں سے ملکہ حاصل تھا، حافظ ابی عدی نے کہا:

”كَانَ يَضَعُ حَدِيثًا فِي تَقْوِيَةِ السُّنَّةِ - (الكامل في تضعيفه ۷۲۳۸۷) سنت کی تقویت کے لئے حدیثیں گزاتے تھے۔“

اس نے ایک روایت یوں پیش کی

”أَدْرَدَ أَنَّهُ يُنْزَلُ فِي نِسْبَةِ الدِّبِ نَرَبِ عِزِّهِ هَلَا تَهْرَبُ إِلَهُ تَعَالَى آسَمَانِ دُنَى كِي طَرَفِ نَزْوِ كَا اِرَادَهُ لِرَمَاتَا يَ لَوْ عَرِشَ لَ يَدُ تَرَاتَا يَ“

مام سید علی نے اس روایت کو لکھ کر فرمایا:

تعبداً نعیم بن حماد من كثرة ما يال بعد الطامات (ادیں موضوعات ص ۷) نعیم بن حماد نے مجھے تھکا یا بھی اس کے پیش کردہ خرافات کی زیادتی ہے۔

حافظ ابن عبد البر نے فرمایا:

”وَقَالَ نَعِيمٌ يَحْرَبُ إِلَهُ تَعَالَى وَهُوَ عَلَى كَرْسِيهِ قَالَ يُوْ عَمْرٍ هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ عَدَا هَلِ الدَّعِيْمُ مِنْ

ہر نسختہ ۱ مکتبہ جدید ۱۳۳۷ اور نعیم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ بدتر کرتا ہے حال تک وہ اپنی کرک پر ہے، امام ابن عہد البر نے فرمایا اہل سنت میں سے ملکہ کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۲۰ مقاتل بن سلیمان یہ ایک نامور مفسر ہیں ان کی کتاب تفسیر مقاتل بن سلیمان ہے حافظ ابی نے فرمایا:

”وَمَقَاتِلٌ يَسْرِفُ فِي الْأَلْبَابِ وَالْتَجْسِيمِ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّهُ جَسَدٌ وَدَهْمٌ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ“

تعدی ابنہ عن خذلت ۱ تاریخ اسلام، ابی جلد ۲ ص ۶۰ مقاتل ثبات تجسیم میں غلو کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ گوشت و خوں سے بنا ہوا جس انسان کی صورت پر ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزہ ہے۔

(۳) قاضی ابویعلیٰ حبلی یہ عقیدہ تجسیم کے گرم جوش مبلغ ہیں صاحب ابو ہم، ابو القاسم نے ان کے بارے میں کہا

”أَنَّ الْإِبْرَاهِيْمَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ الْفَوَّارِ شَيْخَ الْكَلْبَانَةِ بِبَغْدَادَ كَانَ يَقُولُ: أَدْرَدَ أَنَّهُ لَعْدَى وَمَا وَرَدَ مِنْ

هَذِهِ الظُّهُورِ فِي صِفَاتِهِ يَقُولُ: لَوْ مَوْنِي مَا شِئْتُمْ فَإِنَّ الْقَوَامَةَ لِلْإِلَهِيَّةِ الْعَوْرَةِ (بہار ام اراخ جلد ۲ ص ۲۸۲)

یو یحییٰ بغداد میں حبشیوں کے سردار جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا اور صفات باری تعالیٰ کے بیان میں وہ ہر شے کھلت

ظہر کا تذکرہ ہوتا تو کہتے کہ تم لوگ جو جاہلو مجاہد الزام لگاؤ پیشک میں سے ظاہر کا التزام کریو بے فکر و زحمت اور شرمگاہ

یعنی دہرچی اور شرمگاہ چھوڑ کر مسب ماننا ہوں

(۴) محمد اسحاق بن خزیمہ یہ ایک مشہور محدث ہیں ان کی تصنیف صحیح بن خزیمہ بھی شہرت رکھتی ہے، پہلے یہ بھی عقیدہ تجسیم کے قائل تھے اور اس کی تائید میں وہ بیانات و تباہیات پر مشتمل ایک کتاب بنام کتاب التوحید تصنیف فرماتی جسے مطاع کرے کے بعد امام زہری نے فرمایا یہ کتاب التوحید نہیں بلکہ کتاب الشرب ہے

مناجیح النیب ۱۵۱۲

بعد میں انہیں توفیق ملی اور انہوں نے اس عقیدہ سے رجوع

کریم، امام بیگ کرمانی ہیں

نقصۃ فیہ طویۃ وقد رجع محمد بن اسحاق بن خزیمۃ ن طویۃ نسف (الاصماء والصفات ۲۵۹) اس کے بارے میں قصہ یہ ہے اور بن خزیمہ نے مدہب سنی کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا:

ووقع نحو خالک لا ماهر الاثمة من خزیمۃ ثم رجع ولہ فی خالک مع تلامذتہ قصۃ مشہورۃ (فتح الباری ۱۳/۳۹۲) اور اس طرح امام خزیمہ کے لئے وفتح ہو پھر انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اس سلسلے میں ان کے تلامذہ کے ساتھ جو موادہ مشہور قصہ ہے۔

(۵) عثمان بن سعید دارمی، ۱۰۰ مئی ۲۴۵ کے دو لوگ ٹیل، الازہر محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن جبرم بن عبد الصمد دارمی صاحب سن و مسانید والوسعی عثمان بن سعید دارمی میں یہاں مقصود رکھیں یہ بھی غلیہ تجسیم کے قائل ہیں چنانچہ ہڈی کتاب میں رہتے ہیں۔

ن کوسیہ وسبح السموات والارض وانہ یقعد عنہ فی یقض منہ الاقدار ربیع اصالح و نہ لہ اطفیفا کاصیط الروح الجدید من ثلثہ (الرد علی بشر نبیسی ص ۸۵) بے شک اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو وسیع ہے اور وہ اس پر بیٹھتا ہے تو اس سے صرف چار انگ زیادہ ہوتا ہے اور اس کی کرسی کے لئے نئے کھادے کے چرچہ نے کی آواز کی طرح آواز بولی ہے۔

بیز کیا:

واللہ تعالیٰ نہ حد الا یعدیہ احد غیورۃ وند یجور لاحد بن یتوہم بحدۃ غایۃ فی نفسہ و سکن ہو من بالحد و سکن علہ ذلک فی اللہ تعالیٰ (الرد علی بشر نبیسی ص ۸۵) اور اللہ تعالیٰ کے لئے سب حد ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہیں جانتا ہے کسی کے لئے کہ اس کی حد کے لئے اس کی ذات میں غایت کا وہم

کرے سین احمد و پیر ایمان مانے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے پیر دیکھتے ہیں۔

بیز کیا:

لان محی انقیورہ یفصل ما یشاء ویترک اشیاء ویبسط ویوقم یجس اذا لان امارتھابین محی والہیت البصرات کل حی متعزک لا محالۃ (الرد علی بشر نبیسی ص ۸۵) اس نے کہ اللہ تعالیٰ قیوم ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور حرکت کرتا ہے جب چاہتا ہے، رتا ہے اور چڑھتا ہے جب چاہتا ہے، پڑتا ہے اور چھوڑتا ہے کھڑ ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے، اس نے کہ مرہ اور زندہ کے درمیان فرق حرکت سے ہوتا ہے، ہر مرہ و لا محال متعزک ہے

بیز کیا:

ووقد شاء اللہ جن جلالہ لا یستقر علی ظہر بعوضۃ فاستقدت بہ بقدر تہ ولطف ربوبیتہ فکیف علی عرش عظیم اکبر من السموات والارض الارض و کیف تذکر الیہ النفاخ ان عرشہ یقعد و عرش کبر من السموات والارض السبع و یوکلن العرش فی سموات و الارضین ما وسعہ ولکنہ فوق السموات السابحۃ (الرد علی بشر نبیسی ص ۸۵) اور اگر اللہ چاہے تو پھر کی بیٹھ پر بیٹھ جائے پھر پھر اسی کے بوجھ کو اس کی قدرت و مہربانی کے سبب اٹھائے تو پھر اس عرش پر بیٹھنا کیوں کر مستعد ہے جو تمام آسمان و زمین سے بڑا ہے۔

اور یہی انکار کرتے ہوئے حوالہ

بے شک اس کا عرش اس کو اٹھاتا ہے اور ساتوں آسمان و زمین سے بڑا ہے اور اگر عرش آسمان و زمین میں ہوتا تو آسمان قد نہیں سے وسیع نہ ہوتے لیکن دو ساتوں آسمانوں کے وہ ہے۔

جاری

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور معارف عظام کے ارشادات و فرمودات کو ”ملفوظات“ کے نام سے جانا جاتا ہے، بہرہ ور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات و فرمودات ظہر کرتے ہیں انہیں محفوظ کرنے کی روایت دہری ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کر سکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگرچہ زیادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر و اجر معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اثر چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے کسی قاضی نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

تفسیر ابو نعیمہ اللہ بہہ: اگرچہ از ملفوظ عبد اللہ بہہ

حضور تاج الشریعہ نے سوال و جواب کا یہ سلسلہ جنوری ۱۹۵۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۱۹۵۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۳۴ سال تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہا، ان دوران آپ نے کم و بیش ۷۰۰۰ فرماؤں والوں کے جوابات اور مذاکرے ہوئے جاری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ”ملفوظات تاج الشریعہ“ صرف مئی ۱۹۵۶ء سے اکتوبر ۱۹۵۶ء تک کے معاملات و جذبات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے حوالہ پر اسے درکار تک کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہے، ان شاہد اللہ العزیز وہ بھی کتنی سعادت میں تارکین کرم کے مطالعہ کی چیز ہے، ان کے دائم الخرف و ناب علم و دانش سے انکسار کرتا ہے کہ ”ملفوظات تاج الشریعہ“ میں اگر کوئی شرعی حادی یا ظنی نظر آئے تو اسے باطل و مرتبہ کی ظنی تصور کرتے ہوئے انہیں کو مطلع فرما دیں تاکہ اس کی اصلاح کی جائے، راقم اس کی پیروی میں قسط تارکین مسیحی و عیسائی کی خدمت کرتا ہے۔

احقر محمد عصب الدین، ترمیم و تصحیح

گزشتہ حصہ پوسٹہ

عرض ۱۰ کسی غیر مسلم کسی یا بینک میں اکاؤنٹ کی نوکری نہ کرے کی اجازت ہے؟ جس میں سود کار یا کار بھی مرتب کرنا ہوتا ہے؟

ارشاد: کسی بھی بینک یا کوئی سود ہوا اس میں جائز نہ رہی جائز شرط کے ساتھ جائز ہے اور ناجائز غلام پر نہ رہی، حدیث میں کوئی ناجائز شرط ہو یہ ناجائز ہے اور سود کا سبب بننا کرنا جائز ہے گا تو اس سلسلے میں مطلقاً عدم جوہر کا حکم نہیں ہو سکتا البتہ کوئی صاحب پینا جائز تو اس کے لئے مشورہ یہی ہے کہ وہ بچیں۔

عرض ۲۰ اکثر دقات بارش کی وجہ سے رونا پر پانی جمع ہو

جاتا ہے اور میں اس بات پر حاکم ہوں جس کی وجہ سے بچھٹے پڑ جاتے ہیں چونکہ کپڑوں پر مختلف جگہ پر بچھٹے پڑتے ہیں اور ہوائے ماحول بعض دقات موکھ بھی جاتے ہیں کیوں کہ میں بھی پڑھی ہوئی ہے اور کپڑے تبدیل بھی نہیں کر سکتا اس لئے میں نہیں پہنوں سے نمونہ کر لیتا ہوں اور شام کو وہ اس گھر جا کر کپڑے نہایت کرنے کے بعد وہ تمام نمونہ تروں کا اعادہ کر لیتا ہوں یا یہ صحیح ہے؟

ارشاد: لیجئے یہ حقیقت کی غرض سے ہے اور سڑک کی بچڑ کے بچھٹے گر پڑ جائیں یا وہ ہن یا کپڑے پر لگ جائے اس میں وہی حکم ہے علوم بلوہ کی وجہ سے اس سے تعرض اور جتناب دشو ہے ناگزیر ہے اس وجہ سے اور یہ کہ جب تک کہ بچہ کسی جس

ہے، اس میں وہ چند نعمتیں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ و فیہ السلام
عرض ۲۵ اور کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نعمت کی کتاب
حدائق بخشش، حضور معنی عظیم علیہ الرحمۃ کی نعمت کی کتاب سامان
بخشش و در صورت حال شریعت کی نعمت کی کتاب صہیفہ بخشش پڑھنے
کی اجازت ہے؟

ارشاد جارت ہے

عرض ۲۶ کوئی مغرب کی نماز میں آخری رکعت میں شامل
ہو ۱۰ س سے ہاتی دو رکعت میں سے ایک رکعت میں محمد
کے بعد سورت نہیں پڑھائی اور اس سے عہد سہو بھی نہیں کیا تو اس
کی نماز ہوگی یا نہیں؟

ارشاد ما رکاعہ کرے نماز ہوگی

عرض ۲۷ کیا بچوں کو کاروبار سودیہ دیکھنے کی اجازت
ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد ۱۰ اس کی اجازت نہیں ہے۔

عرض ۲۸ لوگوں میں مشہور ہے کہ غزوات اور عرووں پر
زرگوں کی سوار آتی ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟

ارشاد اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بزرگ کسی پر نہیں
آتے ہیں

عرض ۲۹ ماہ مہر کتنے ہونا چاہیے و سوے (گولڈ) کی
صورت میں بھی مہر دیا ہو سکتا ہے؟

ارشاد سوے (گولڈ) کی صورت میں بھی مہر دیا ہو سکتا ہے
و مہر کے لئے حدیث میں فرمایا کہ لا مہر بافض من عشرة
درہم و اس درہم سے کم نہ ہو مصنف رحمہ اللہ ۲/۴۳

اس درہم چاندی کی نہ کا وزن بہار شریعت میں جو اس
وقت مجھے یاد نہیں ہے اس وزن سے برابر چاندی یا اس کی قیمت
سے جو پے جتے ہیں مہر اس سے کم نہیں ہے۔

عرض ۳۰ ہمارے مسجد کے امام دعا میں شجرہ شریف پڑھتے
ہیں شجرہ شریف کے تحریر میں وہ یہ شعر ہلاتے ہیں

تو مجھے علم عمل کی توفیق دے تو توفیق دے

یا لہی مجھ منیر ہے شاہ کے واسطے

کی آمیزش معلوم ہے اس کے ناپاک ہوئے کا خطرہ نہیں ہو سکتا
ان وجوہ سے نماز صحیح ہے اور نوائے کی ضرورت نہیں ہے

عرض ۳۱ کیا کوئی اپنے سیکے بھڑا کو خون دے سکتا ہے؟
ارشاد نکاح بھڑا یا وتید یا کوئی اور بھڑا آپ کی ملکیت
نہیں انہوں نے کسی چیز ہے جس میں رہنا یا بیجا جارد ہو اللہ بزرگ
و تعالیٰ کی مانت ہے جو آپ کے ہاں میں دیکھا گئی ہے
اس کا استعمال اور اس کو بہانہ بیگانہ طور پر کسی دوسرے بھڑا
خون بھی یہ نہیں کر سکتے کہ اپنے حق کا ایک قطرہ چھو بی
بیگانہ رہا
دیں دینا تو اور بڑی بات ہے اس کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

عرض ۳۲ شوہر نے پٹی بیوی سے کہا کہ تو اپنی ماں کے
گھر گئی تو تجھے طلاق و عورت اپنی ماں کے گھر چلی گئی تو طلاق
ہوئی یا نہیں؟

ارشاد اس صورت میں عیسیٰ طلاق میں شرط پر معلق نہیں
جیسی اور حقیقی طلاق و دو قح ہو جس گ و اگر یوں ہی کہا ہے
کہ تجھے طلاق تو یہ طلاق حقیقی پڑ گئی ہے اس کے بعد
و طلاق طارک لاف ہے جب کبھی دو طلاق دے دے گا تو عورت
ایک سے باہر ہو جائے گی اور یہ حد اس کے لئے حلال ہے۔

عرض ۳۳ جب مؤمن اقامت کہتا ہے تو ہمیں نماز کے
لئے کب کھڑے ہونا چاہئے؟ جب وہ جی علی الصلاۃ کہے یا جب
وہ قدامت الصلاۃ کہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد حکم یہ ہے کہ آپ اس وقت نماز کے لئے کھڑے
ہوں جب مؤمن جی علی الصلاۃ یا جی علی الصلاۃ کہے

عرض ۳۴ کیا حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ سے کوئی حدیث
کی کتاب شائع کی ہے اور اگر ہاں تو ان کی کتاب کا نام کیا ہے

ارشاد اس کے کلام پڑھنے کی بد شہ جارت ہے حضور حجۃ
الاسلام کا بیشتر کلام شائع ہو گیا عربی میں بھی اس کا بہت کلام تھا

و اردو میں بھی اس کی بہت ساری تصدیق شائع ہے لیکن اب چند
نعمتیں جو کمال بخشش کے نام سے کتاب میدان و حانوں سے پاس ملی

کی بیوی سے ہے اور ہر شخص کے لئے ای ہے جو اس کے سینک۔

پھر اس پر فرمایا کہ جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے بخلاف اس کی ہجرت مقبوض ہے اور جس کی ہجرت مدینہ کی طرف کئے سے، کوئی اور عرب سے اور المصالح کی طرف آیا اس نے لڑوہ کسی صورت سے شادی نہ کیا، حال نہ بے گاتو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جو اس نے غیبت کی۔

یہاں سے ظاہر ہے یہ قاعدہ مستحب طہرانہ الامور بمقتصدہد
کاموں میں ال کے مقصد کا اختیار ہے اگر مقصد چھپا ہے تو وہ
کام چھپا ہے ورنہ مقصد بر ہے تو وہ کام بر ہے اگر مقصد حرام
ہے تو وہ کام حرام ہوگا اگر مقصد مستحب ہے تو وہ کام مستحب ہوگا
جہاں میں لوگوں کو اگر ایذا ہے اور اس کی جائز حاجتیں اس
سے وابستہ ہیں تو اس صورت میں جس مقصد کے لئے لوگوں کے
اختیار خرید اس مقصد کے اختیار سے اس کی خرید پر حکم لگے گا مگر
مقصد وہی ہے کہ اس کے جائز مقاصد پورے ہوں تو جائز ہے
خبر بھی جائز ہے اگر مقصد یہ ہے کہ تصاویر کو دیکھنے پر غیبت سے
اور ناجائز و سبب شرعی کی تصاویر کو دیکھنے سے دیکھنے تو حرام و
ناجائز ہے وہ خبر سے دیکھنے سے یا نہ دیکھنے سے۔ پے سے کہ
اسی طور سے ہو۔

عزم ۴۴۔ کٹر حریکین اور برٹش دوہری میں انھیں قہر میز ش ہوئی ہے ال کا استعمال کرنا کیسا؟ کچھ علما سے عموم بدوہ میں شمار کرتے ہیں۔ صورت کا کیا موقف ہے؟

ارشاد مطلقاً عموم جود ٹک شمار کر جائز نہیں ہے۔ عموم جود کا مطلب یہ ہے کہ عموم کے معنی میں کام نہ کوئی چیز عام ہو جائے یہ ہے عموم و جود سے معنی میں معصیت کے عموم جود یہ وجوہیں ہیں جو رہتا ہے ایک تو یہ کہ معصیت سے بتلے دوسرے کہ یہ بتلے عام ہے جس سے چٹا مشکل ہے اگر ایسی صورت عام حرج کی چیز ہو جائے تو اس کا استعمال جائز و مباح ہوگا اور ظاہر ہے

یہاں سے مقتدیوں کو کڑی عاصی اس کا دم ہے پر اعتراض ہوتا ہے مقتدی کہتے ہیں کہ امام صاحب کو ہونا چاہیے مجھ سے بڑے کے واسطے تاکہ دم بھی اس میں شریک ہو سکیں اس کے بارے میں حصرت کیا کر سکتے ہیں؟

رہاؤ... اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے وہ مسیر بے نوا کہتے ہیں اور مقتدرن مجھ سے سو بھی کہہ سکتے ہیں

عرض ۱۰ مسجد میں جو قرآن شریف پڑھا رہے ہیں، پڑھنا چھوڑ دے اور
بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں کیا انہیں غریب لوگوں
میں تقسیم کر سکتے ہیں؟ ہر سال باخصوص رمضان المبارک میں
لوگ کافی تعداد میں مسجدوں میں یہ تمام چیزیں ثواب کی نیت سے
رکھتے ہیں، مگر عربوں میں تقسیم کی جانے لگی تو وہ لوگ سے
استعمال کریں گے اور رکھنے والے کو اس کا ثواب ملے گا؟ کیا عام
ضروری مرد و عورت کو بھی دے سکتے ہیں؟ نہیں؟

رشاد: یہ چیزیں مسجد میں جس لوگوں نے رکھیں گے یہ مسجد
چیزیں بن جائیں اور یہ مسجد کے اوقافِ مقبورہ میں سے ہوں گے۔
جو چیزیں مسجد کے لائقِ استعمال نہ رہیں، نہ اعیانہ خانی، نہ
بستریں، نہ سونے کی چیزیں۔ مستقبلِ قریب میں اس کے استعمال
کی کوئی امید ہے تو اس کو واجبی قیمت پر بیچ دینا چاہیے۔

عرض ۳۲۔ تشہد سے پہلے تیسری پڑھنا تو کیا مجدد سہو کرنا ہوگا؟
 ارشاد: ہاں کیوں کہ بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار واجب
 میں تاخیر ہوگی اور حتی تاخیر مجدد سہو کی موجب ہے۔

عص ۲۴۔ حج کل حیات میں بہت تعداد ہوتی ہیں یا
نہ حیات کو آخر پڑنا اور چلنا اور الگ گھر مسجد یا مدر سے میں
کھٹا ٹھیک ہے؟

وہاں : الامور بحقائقہا (الاشیاء بالحقائق) والاشیاء بالحقائق (الامور بحقائقہا) اور ۲۳ شریعت کا قاعدہ ہے اور یہ قاعدہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ:

اتمی لاعمال بلندیات وائی مکمل امرم مانوی
غن کیانت شهرته الی ختیا یصیبها او لی امرآة
یذکعہا فہجرته لی ماہجر الیہ اعمال کا طہارت

وضو میں خود و مطلقاً وضو ہو جائے گا اس سے کہ وضو میں مضمضہ سنت
مواکدہ اور اس صورت میں گرچہ طہرہ و دست و نہیں
ہوں تو اس وجہ سے وضو کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا وضو ہو
جائے گا بآگئی غسل کی سنت اگر غسل اس پر فرض ہے اور یہ
صورت ہے کہ اس تار کو کال مصر بے سختی میں حرم ہے
سخت تکلیف ہے تو یہی صورتوں میں جو چیز دست کے اندر لگی رہ
جائے تو وہ مانع غسل نہیں ہے اور اس سے غسل کی صحت پر
کوئی اثر نہیں پڑتا غسل ہو جائے گا۔

عرض ۳۸۔ بینک کا ڈسٹ کھلوے کی جائز و ناجائز عمومی
صورتحال کیا ہیں؟ یعنی کن صورتوں میں اس کے جوڑ کا فتویٰ ہے
اور کن میں ناجائز کا؟

ارشاد۔ تین گوں موبہات کا کوئی حکم نہیں ہو سکتا ہے جس
صاحب کو جائز و ناجائز کی صورتیں معلوم کرنا ہیں وہ ان کی صوریہ
کفر العقیدہ مفہوم اور حکام شریعت وغیرہ بینک کی
کے مسائل جہاں تفصیلاً بیان گئے ہیں ان کا مطالعہ کریں۔

عرض ۳۹۔ اگر کسی بینک کا مالک غیر مسلم ہو تو اس میں بینک
اکاؤنٹ کھلوانا کیا ہے؟

ارشاد۔ بینک اکاؤنٹ کھلوانا جائز ہے اس وجہ سے کہ وہ غیر
مسلم ہے بینک کا مالک کھلوانا جائز نہیں ہوگا۔

عرض ۴۰۔ سو کیا ہے؟ اس کی حرمت کی کیا وجہ ہے؟ کوئی
ذیل فتاویٰ فرمائیں؟

ارشاد۔ سود مسلمان اور مسلمان کے درمیان یہ مسلمان اور وہی
کافر کے درمیان حالی معصوم میں ہوتا ہے اور اس کی حقیقت یہ
ہے کہ شرط کے طور پر ایک روپیہ دے کر کہے اپنے مسلمان بھائی
سے یا وہی کافر سے کہ اس کے بدلے دو روپیہ پس گاتو یہ جو دوسرے
روپیہ زیادہ سے زیادہ ہے یہ ریائی کسی عوام کے مقابل نہیں ہے
اور یہی ریائی جو کسی عوام کے مقابل ہے وہ ناجائز و حرم ہے
حدیث شریف میں ہے

”کل قرض جو منفعة قہو رہا پر وہ قرض جو کسی

منفعت کو پہنچ کر لائے وہ سود ہے۔“ (سنن الکبریٰ ۵: ۵۷۵)

کہ یہ صورت عام نہیں ہے بلکہ لوگ اپنے پرواہ ہو گئے ہیں اور
حرام و حلال کی اس کو پرواہ نہیں ہے اور علاج پزیر چکے سے ہو
سکتا ہے لیکن جلدی ہے کہ جلدی سے بخار اتر جائے یا جلدی سے
اس کی معجون تکلیف دور ہو جائے ہر شخص کو جلدی پڑی ہوئی ہے
اس بنا پر وہ اس کی چارست نہیں ہو سکتی جب کہ دوسری حلال
دوا میں موجود ہیں اور یا آسانی ان کو استعمال کرنا میسر ہے اور ان
سے فائدہ بھی نہیں ہے بلکہ واقعی ہے کہ صورت میں یہ عوم جوہ
نہیں ہے ہاں ہی ہی ضرورت ہو یا حاجت شرعیہ ہو جس کے
سبب طبیب حاذق مسلم یہ کہتا ہو کہ اگر یہ دوا استعمال نہ کی گئی تو
جان چلی جائے گی یا مرض چھ نہیں ہو گا یا مرض بڑھ جائے گا اگر
طبیب حاذق مسلم وہ کہتا ہے کہ کوئی حلال دوا کارگر نہیں ہے
اس صورت میں اس کی حاجت ہے۔

عرض ۳۵۔ کچھ لوگ نفل میں کو بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس وجہ
سے کہ سر کا دوا لمصلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم سے بیٹھ کر
کی کیا ہے؟

ارشاد۔ صحیح ہے لیکن حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ کھڑے ہو
کر جو پڑ پڑھے اس کی سمیت بیٹھ کر ہی پڑھنے والے کا ثواب
نہ ہوا رہتا ہے بلکہ حدیث قوی پر عمل کرتے ہوئے کھڑے
ہو کر پڑھیں تو سب پر بھی عمل ہو گا اور حدیث قوی کے ارشاد
کے پیش نظر و نماز پڑھے گا تو اس کو پورا ثواب بھی ملے گا۔

عرض ۳۶۔ کچھ لوگوں کے گھر گر ٹوٹی ہو جاتی ہے تو کھانا
وغیرہ پکاتے کے لئے بھی چولہا نہیں جلاتے اس کی کچھ حقیقت
یا اصل ہے؟

ارشاد۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

عرض ۳۷۔ وائٹوں میں جو آج کل تار لگانے جاتے ہیں اس
کا کیا حکم ہے؟ کیوں کہ وہ چٹائے نہیں جاسکتے تو کیا وضو یا غسل
میں کوئی فرق آئے گا؟

ارشاد۔ اگر وائٹوں میں اس قسم کا تار لگو تار لگو کر ہے وائٹوں
کی حفاظت کے لئے یا کسی تکلیف کی وجہ سے تو یہ تار اس
عموم سے قائم مقام ہو جائے گا جس کے دھوے کا حکم ہے اور

مسلمانوں کے درمیان سنی معاشرت ناچار و حرام ہو جاتی ہے۔ کسی طور پر یہ جہاں کیا گیا شرط سے طور پر ہو اور اگر انعام کے طور پر آپ کے کسی کی مدد کی اور آپ سے کسی کو بغیر شرط کے قرض دے یا اپنے مسلمان بھائی کو اس نے خوش ہو کر آپ کو سو روپے کے بھائے ایک سو ایک روپے و پس روئے تو یہ آپ کے لئے حلال و طیب اور خالص مباح ہے اور اگر شرط کے طور پر مسلمان سے یہ معاہدہ کسی کا ہے یا وہ سب دیا ہے پر دے پر کوئی قافرونی نہیں مباح جرتی ہیں اور اس نے شرط کے طور پر یہ معاہدہ کیا کہ میں دس کے تیس لوں کا تو یہ سود نہیں ہے اس لئے کہ سود کی شرط یہ ہے کہ مال معصوم ہو اور معاشرت میں مایہ مسلمان ہو اور یہاں پر مایہ مسلمان نہیں ہے غیر مسلم ہے اور اس کا مال معصوم نہیں ہے لہذا یہ جائز و مباح مباح ہے بلکہ حلال و طیب ہے۔ مثلاً اگر وہ قافروں کی کمپنیوں کا ہے یا ان سے بغیر بد عہدی کے خالص مال کی رضا مدد سے جو کچھ ملے وہ مسلمان کے لئے خالص مباح ہے ہاں بد عہدی یہ ہرے ہر ایک اور ہمارے دیکھ اسلام میں کافر کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے کہ اس سے معاہدہ کر کے اس کا عہدہ زما لئے لہذا اگر کسی سے کوئی چیز خریدی یا ایک معاہدہ ہے اور یہ بیکریٹسٹ ہے اور خریدنے کے بعد اس کو مائل رکھ کر یا کسی طور پر اس کی شمن و انہیں کی تو وہ مال اس مسلمان کے حق میں حلال نہیں ہوگا۔

عرصہ ۳۰: پچھاری کے سبب زید نے بکر کو بیچ دیا کے لئے پیسے دیئے اور زید کے لئے بیچا گیا پھر چند سالوں کے بعد زید کی صحت بحال ہو گئی تو کیا زید پر اب بھی بیچ فرض ہے یا اس کے لئے بیچ بد کافی ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: میرے خیال میں اس صورت میں زید ضرور بیچا کرے۔ عرصہ ۳۱: ہمارے گاؤں میں عید کی نماز عید گاہ میں بد مذہب بڑھاتا ہے اور یہاں پر کوئی دوسری عید گاہ بھی نہیں ہے اور ہم سنی لوگ چاہتے ہیں کہ عید کے دن ایک کھل میدان ہے اس کو بیٹوں کے سے رازے پر سے روہاں پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں کیا ہمیں اس کی اجازت ہے؟

ارشاد: گاؤں میں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ عید میں اور جمعہ گاہ میں قائم کرنا جائز نہیں۔

عرصہ ۳۲: ٹینکوں پر لکاح کے جواز کی کوئی صورت ہے؟ ارشاد: یہ سبھی پوچھا جا چکا ہے یہ ۶ سالہ ہے ٹینکوں پر لکاح کی صورت تو کچھ میں نہیں تھی۔ ٹینکوں پر اگر ترے اور لڑکی سے بھابہ و قبول کرنا تو یہ لکاح نہیں ہوگا یہ لکاح پسے ہی ہو جیسے ایک کمرے میں لڑکا اور لڑکی کھڑی ہیں اس سے تم سے شادی کی وہ کہہ دے کہ میں نے قبول کیا۔

لامسکاح الاہل بشہود (سنن الترمذی ۲۰۳۲ حدیث میں فرمایا کہ لکاح صحیح نہیں مگر گواہوں کے سامنے اور گواہوں کی شرط کی ضرورت یہ ہے کہ بھابہ و قبول ایک مجلس میں ہوا اس کے لئے اتحاد مجلس ضروری ہے اور گواہوں کے سامنے ہو جو گواہ کچھ رہے ہوں کہ یہ لکاح ہو رہا ہے اگرچہ گواہ عرب ہوں اور لکاح کرے وہے ہندوستانی یا پاکستانی ہوں وہ کچھ رہے ہوں کہ یہ دونوں نکاح کر رہے ہیں اور ان کی موجودگی میں صحیح خالق مباح سے بھابہ و قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ ب مسکن کی طرف آپ نے ٹینکوں میں اس کے صحیح ہونے کی کیا صورت ہے؟ صورت یہی ہے کہ لڑکی یا لڑکا وکیل بناوے دوسری طرف کے آئی کو کہ میرا نکاح تم سے ہو رہا ہے اس سے ٹینک وکیل کیا کہ تم اپنا نکاح مجھ سے کرو وہ مجلس عقد میں یہ کہہ دے کہ فلاں نے مجھے لکاح کی اجازت دی ہے اور اپنی وکالت سے گواہوں کے سامنے وہ اس کی طرف سے ایجاب کرے اور دوسرے قبول کرے تو یہ لکاح ہو جائے گا

عرصہ ۳۳: میں نے غریب میں ایک مٹی پینٹل پینک سے گھر کے لئے قرض لیا ہے جس کے لئے مجھے ماہانہ ۱۰ روپیہ دینا ہوتی ہے اور میں نے پینک میں کچھ بھرت بھی جمع کی ہوئی ہے کیا میرے جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ مجھ پر ایک بڑی رقم قرض ہے جب اردو ہے میں نے رقم جو بھرت اکاؤنٹ میں ہے اس پر زکوٰۃ دے دوں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: اس کا پورا کا پورا مال قرض کے بقایہ میں ۲۳ روپے

دوست ایک غریب کی طرح ہے

اے مولانا طاہر بن ابی حمزہ

ایڈیٹر ماہنامہ پیغام شریعت علی

۱۔ یا ایک غریب کی طرح ہے یہاں وہ سب کچھ ہو سکتا ہے جس کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی ہے، ہاں یہ سچ ہے کہ بعض صورتیں ہمیشہ درپیش ہوتی ہیں اور بعض صورتیں کبھی کبھی دیکھنے کو ملتی ہیں، یہ شاد و ناخوش آنے والی صورت بھی کبھی کبھی نقصان پہنچانے والی یا جاں نثاریاں بن سکتی ہیں۔

۲۔ بالکل بدیہی بات ہے کہ کسی سال کی دانتی ہر ایک انسان سے نہیں ہو سکتی، عام طور پر ہر ایک سال کے کچھ دوست ہوتے ہیں اور کچھ دشمن ہوتے ہیں، سادہ گیت کی بنیاد پر ہر ایک سال کا دوسرے سے رابطہ و تعلق اور سنی و شیعہ موجود ہے۔ نہیں اس تعلق کے سبب ہر کون آپ کا دوست نہیں ہو سکتا جس طرح راجتی کے بہت سے سیاب ہیں اسی طرح دشمنی کے بھی بہت سے سیاب ہیں

دوسری بات یہ بھی ہے کہ آج کا دوست کل کا دشمن ہو سکتا ہے اس کا مشاہدہ بھی ہمیشہ ہوتا رہا ہے، بعض لوگ دوست محارم دشمن ہوتے ہیں جو بظاہر آپ کی حمایت و خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو مصیبتوں میں مبتلا کر کے کے واسطے جاسا بیچھے جاتے ہیں، ایسے دوسرے ساتھیوں سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر کریں، ایسے لوگ آپ کے دوستوں میں بھی ہو سکتے ہیں اور آپ سے رشتہ دوسرے میں بھی۔

جب سنی آبادی کے ہندو مصلحے میں بھائی سے بھائی کو ہدک کر دیا جائے، قاتل کا واقعہ بہت مشہور ہے، دونوں تپس میں بھائی تھے اور دونوں کی رادے تھے، قاتل سے دہلی کو پہار کے اوپر سے دھکیل کر جلا کر دیا جب انسانی آبادی قاری سے، ابتدائی عہد میں ایسا ہو سکتا ہے تو آج فتنوں کے ماحول میں یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

پنے غیبت دشمنوں کو اپنے راز کی کوئی بات بتائیں نہ ہی

ہاں کوئی مشکل معاملہ ان کے سپرد کریں اور وہ معاملہ ایسا بھی گا۔ اس کا حل اور درنگ نظر نہیں آئے گا، سال کو سہا سے کی ضرورت پڑتی ہے تو کوئی ایسا سہارہ تلاش کریں جو وہ دے دے، جس سے آپ پکے رہیں، اچھا کہ کھانچے ہوں تو دوبارہ سے آرمائی کی کوشش نہ کریں، حدیث مصطفویٰ ﷺ میں اس سے منع کیا گیا ہے، حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشاد فرمائی:

”لا یسئخ المؤمن من عجز و حد من لہن حدیث موی کا معنوم یہ ہے کہ مومن ایک شخص سے دوبارہ نہ کھائے گا موقوع کر ہم نہ کرے، جب ایک بار اس سے قریب یا دوری کر لی ہے تو دوبارہ قریب یا دوری سے کوبی چیز منع ہے“

”گر آپ کو نقصان لگے گا شوق ہو تو ضرور قریب قاروں کے پاس یا راجائیں رشاد نبویؐ میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوں ہیں، اگرچہ ہم تمام حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھ نہ سکیں۔“



اے مشاوات غریب لوگو!

اے شہباز احمد رضوی

جیلانی مشن ماریگاوس

سلطان ہند، صلیبے رحوں، جو چہ خو جگال، حضور غریب نور علی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوال برزین اور آپ کی تعلیمات و ہدایات بہت سی سبق آموز ہیں ان میں سے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیے

۱۔ منزل حق کے حصول کے لئے ہمارا بہت ضروری ہے، کیونکہ مومن کی معراج ہی نماز ہے

۲۔ عارف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے سوکسی دوسرے سے کچھ طلب نہ کرے۔

۳۔ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ حقیقت سے بھاگتا ہے اور خاموش رہتا ہے، جس کے سمت پائی سخاوت سے پائی۔

اسی اثنا میں امام اہل سنت پی شست گاہ سے اٹھے ہیں
سے سوچا کہ حضور کی غرض سے قدر تشریف سے جا رہے ہیں مگر
میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، تب دیکھا کہ امام اہل سنت دین پر
گھٹنوں کے پیٹے بیٹھ گئے اور محدث کی طرح جھک کر عورت
پاک کی جانب منسوب ہیں یہ مگر یہ ہوتی شہر بیٹی پٹی ریان سے
انھار ہے ٹیک

بریلی میں مولانا احمد رضا خان

شیر بان، حضرت پیر روشن ضمیر، میاں شیر محمد صاحب شریک
پوری نقشبندی کو ایک مرتبہ شہنشاہ بعدو، سرکارِ عوٹ عظمیٰ
اللہ تعالیٰ عند کی خوب میں زیارت ہوئی، میاں صاحب سے
دریافت کی حضور اس وقت دیا میں آپ کا نائب کون ہے؟
سرکارِ عوٹ پاک رحمی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا
بریلی میں مولانا احمد رضا خان

بیداری کے بعد صبح کی کو سقر کی تیاری شروع کر دی، مریدوں
سے پوچھا حضور کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بریلی شریف کا قصد
ہے، زیارت فقیر سے خوب میں سرکارِ عوٹ عظمیٰ اللہ تعالیٰ عنہ
کی زیارت کی، اور پوچھا حضور اس وقت دیا میں آپ کا نائب
کون ہے؟ تو فرمایا کہ احمد رضا لہذا ان کی زیارت کرے جا
رہا ہوں۔

مریدوں سے عرض کیا حضور اہم ونہی زیارت ہوتو ہم بھی
چلیں اور ان کی زیارت کریں آپ سے جازت عطا فرمائی، شیر
ربان میاں شیر محمد صاحب اپنے مریدین کے ہمراہ شہرِ قدس شریف
سے بریلی شریف چلے گئے

یہاں بریلی شریف میں اہل حضرت سے فرمایا کہ آج شیخ
پنجاب تشریف لارہے ہیں، وہ دوائے لکھنے میں ان کے قیام کا
انتظام کیا جائے اس کمرے کو صاف کر کے فرش لگایا جائے،
جس وقت شیر پنجاب اہل حضرت کے کاشانہ اقدس پر پہنچے تو اہل
حضرت پھر ٹیک پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے رفیق
استقبالیہ کے لیے حاضر ہے مصالحو و معاذ کے بعد پھر طلب
وے مکان کے وپر حضرت کا قیام ہو، تین روز تک میں قیام

در ویش وہ ہے جو سی حاجت مدد کفر دم نہ دے۔
نیوں کی صحبت نیک کام کرے سے بہتر ہے، چونکہ ٹیک
کام کر ٹیک ٹیکوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے دور
ہدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

دلوں جہانوں بظہر آہا کہنے سے اگر حق تعالیٰ کی خوشنودوں
حاصل ہو جائے تو موتی نہیں
توکل کی شان یہ ہے کہ مخلوق خدا سے خود لقی ہی تکلیف
پہنچے، شکوہ و شکایت نہ کرے۔

گناہ کرنے سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کسی
مسلمان بھائی کو دوسیل و غور سے پہنچتا ہے
بہترین وقت وہ ہے جب دس میں دوسوں کا گزر ہو
حاجی جسم کے ساتھ غار کعبہ کا طواف کرتا ہے، عارف دس
کے ساتھ عرش کے گرا طوف کرتا ہے۔

عالموں کا ایک مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ حرام عام اور جو کچھ اس
عام میں ہے ہی دو انگلیوں کے درمیان میں دیکھتے ہیں۔

ماہور: "اتحاد عربیہ اور حوزہ اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ"

امام احمد رضا اور نسبت عوٹ اعظم

اگر اسی اہل خانہ رضوی
مہر زہار پرست مہدی خلیع مہر پیور، پوری
تجھ سے دور سے تک، تک سے بے تجھ کو نسبت
میسریں گوں میں سبیل بھی ہے روز کا دور، تیسرے
حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جب شرف تلمذ
حاصل دے بریلی شریف پارگاہ اہل حضرت میں حاضر ہوئے تو
اہل حضرت علیہ الرحمۃ نے عظمیٰ رسالت کی خاطر ان کی مشیت
اپنی مشیت کے جمل میں رکھی، جب درس و تدریس اٹھادہ،
مستجادہ کا سلسلہ شروع ہوا تو اہل حضرت علیہ الرحمۃ اس وقت
اپنی حبیب خاص سے گئے روز وہی کی شہر میں منگوں و پیر میر
میر میر، شاہ حیدر کی روح پر فتوح کے نام سے نذر پیش کی
محدث اعظم سد فرماتے ہیں کہ

فرمایا، پھر جارت چاہی۔ (تجلیات امام احمد رضا، ص ۱۷۷)

جب علامہ شرف پوری علیہ الرحمہ پادشاہ عام میں پہنچے امام سے ان کی پیشانی چوم لیا، علامہ نے پوچھا کہ حضور یہ کئی عداوت ہے نہ آپ مجھ سے، اہل حق میں نہ میں آپ سے، آپ سے میری پیشانی کیوں چومیں؟

امام اہل سنت نے فرمایا وہ شخص جس کے خواب میں سرکارِ عوث عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں وہ شخص اس بات سے کہ اس کے قدموں کو بوسہ دیا جائے۔

یہ ہے امام اہل سنت کی محبت جب آپ سرکارِ عوث پا۔ کی جا سب مسوب چیزوں کی، حتیٰ قدر کرتے تھے تو اس کی آلِ اولاد سے آپ کی محبت کا عام یا ہوگا۔



محبت کا عسرت ناگ احباب

بوشل سید یاسر

عسل کے دوران حدیث کی ایک عورت نے مرد عورت کی ران پر ہاتھ رکھتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ اس عورت کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے، پس پوچھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری ہوئی رکھی تھی اور غسل کے دوران جنوں کی غسل دینے والی عورت سے مسدود بالذات الفاظ کہے، اس کا ہاتھ میت کی ران کے ساتھ چپک گیا، چپکنے کی قوت اس قدر تھی کہ وہ عورت اپنا ہاتھ چھینتی تو میت کھینچتی مگر ہاتھ نہ چھوٹتا تھا

جنازے کا وقت قریب آ رہا تھا، اس کا ہاتھ میت کے ساتھ چپک چکا تھا اور بے حد کوشش کے باوجود جدا نہیں ہو رہا تھا، تمام عورتوں سے اس کے ہاتھ کو چڑا کر لیتا، مرد و عورت جو ممکن تھا کیا مگر سب بے سود رہا۔

دن گزر رہا تھا، دوسرا دن گزر رہا تھا، پھر رات ہوئی سب دیکھ ہی نہیں سکتے، میت سے بدبو آنے لگی اور اس کے پاس ٹھہرنا، بیٹھا مشکل ہو گیا، مومن صاحبان، متا بی صاحبان اور جمہور مسلمان طبعی سے مشاورت کے بعد ملے ہوئے کہ عسل عورت کا ہاتھ کاٹ کر جدا

کیا جائے، اور میت کو اس کے ہاتھ سمیت دفن دیا جائے مگر اس فیصلے کو خصال عورت اور اس کے خاندان نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ہم اپنے خاندان کی عورت کو معذرت نہیں کر سکتے لہذا ہمیں یہ فیصلہ قبول نہیں۔

دوسری صورت یہ بتائی گئی کہ میت کے جسم کا وہ حصہ کاٹ دیا جائے اور ہاتھ کو آزاد کر کے میت دفن دیا جائے، مگر بے سود اس بار میت کے خاندان نے اعتراض کیا کہ ہم اپنی میت کی یہ تو لین کر لے سے بہر حال قاصر ہیں۔

اس دور میں حضرت امام مالک قاضی تھے، میت امام مالک تک پہنچائی گئی کہ اس کیس کا فیصلہ کیا جائے امام مالک اس گھر پہنچے اور صورت حال بھانپ کر خصال عورت سے سوال کیا "عورت! کیا تم نے غسل کے دوران اس میت کے ہاتھ سے میں کوئی بات کہی؟"

خصال عورت نے سارے قصہ امام مالک کو سنایا اور بتایا کہ اس نے غسل کے دوران باقی عورتوں کو کہا کہ اس عورت کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔

حضرت امام مالک نے سوال کیا "کیا تمہارے پاس اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے گواہ موجود ہیں؟" عورت سے جواب دیا کہ اس کے پاس گواہ موجود نہیں، امام مالک نے پھر پوچھا "کیا اس عورت سے پوچھ لیا گیا کہ اس نے اس بات کا تذکرہ کیا؟" جواب دیا "نہیں۔"

حضرت امام مالک نے پوری حکم صادر کیا کہ اس عسل عورت سے چونکہ میت پر تہمت لگائی ہے لہذا اس وحده مقررہ کے مطابق ۸۰ روپے لگا دیے جائیں۔

حکم کی تعمیل کی گئی دو سو روپے لگائے گئے، ابھی نہیں دے بھی نہیں پورے ۸۰ روپے مارے گئے بعد اس عورت کا ہاتھ میت سے لگ ہوا، استغفر اللہ

"آج ہمارا حال یہ ہے کسی پر بھی تہمت لگاتے وقت دیکھی نہیں سوچتے، جسے چاہا مہتمم کر دیا اور تہمت کے عذاب میں خود کو گرفتار کر لیا اللہ ہمیں اس گناہ عظیم سے بچائے، آمین۔"

بعد عاستے میں وہ حرفِ دعا سے پہلے

نیک مودنا سید ۱۹۱۹ء میں قادی، بیویا رک: امریکہ
 قرب خالق میں تھے وہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 بھی ۱۵ سو ۱ کے دیکر تھے خدایا سے پہلے
 کردہ تم خود کو ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہوئی قریاں بقا تم ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 غیر کیا سمجھیں ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 پوری ہوتی ہے دعا کی دعا سے پہلے
 رنگ کی پائنتے میں ماسیہ فصیحہ سے وہ
 فرق کیا بعد نص اور ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 وہ ہے ال ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 دعا سکتے ہیں وہ حرف ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 پورا وہ حاشیہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 سوتے تھے جو بہت اس کی صدا سے پہلے
 اب بھی ہے وقت تودہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 چل میں سکتی تری ال ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 پور ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 سرور ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 حسن کر ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 رست میں کدب ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 اشک ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 سٹ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 یا سیت کی تھی ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 جا اب قلب و نظر ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہو کے سرور ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 دی ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہے ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 مجھ کو آغوش میں سے ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ال کا ناپاک ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 چیتے تھے جو بہت ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے

بقیہ ص ۱۳۴ پر

رمضان ۱۴۳۲ھ

پدر حسین کی تلوار سید سالار

۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 جہاں حق کے علم ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 پدر حسین کی تلوار سید سالار
 تمہا رہا ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 شعور کر دیا ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 نص ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 خدایا ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ص ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 بہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 رہیں ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہے ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 نہ کیوں ہو ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 اس میں ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 تری حیات ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 عظیم ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہی مسلم ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 دعا ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 حمید ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 دفاع حق کی ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 تری شہادت ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 نہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ترسہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 سہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 انوں ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 تمہی ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ترسہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ہے ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 یہ ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے
 ص ۱۵ ص ۱۵۴ سے پہلے

بقیہ ص ۱۳۴ پر

رمضان ۱۴۳۲ھ

باب اشین تاج الشریعہ کا دورہ کاہلہ

واری رضا کی خواہش رہی کہ وہ صبح کا ہے

جس سمت دیکھتے وہ علاقہ صبح کا ہے

اس دور پر متن میں نظم خوش عقیدگی

مرکار کا کرم ہے سید صبح کا ہے

مفتی عظیم کا رہ گیا ہے خسرو صبح

محفل نجم میں اختر دہر سمت خمیں

الحمد للہ جماعت رضا نے مفتی عظیم رضی اللہ عنہ کی شرح کاں پورنگر اور

شرح صبح کوئٹہ کی کارکردگی میں رہی ہے، بنیاد مستقیمہ حدرہ

صدر شاخ کاں پورنگر اور رئیس شاخ صبح کوئٹہ کی گزارش پر سیرہ

اہلی حضرت جاشین و شہر الہٰی حضور تاج الشریعہ قاعدت حضرت

علامہ مفتی محمد سعید رضا خان قادری بوردی مدظلہ العالی قاضی القضاۃ

فی ہند و قومی صدر جماعت رضا نے مفتی نے کرم فرمایا اور ۳۰

دسمبر ۲۰۲۲ء کی تاریخ خط فرمان اس خبر مسرت، اثر کو سنتے ہی

جماعت رضا نے مفتی شاخ کوئٹہ و کان پور کے کارکنوں کے

چہرے کھل گئے اور مختصر سے وقت میں جماعت رضا نے مفتی

شاخ کوئٹہ و کان پور کے ہائی مینٹوں و کاوشوں و پیرو مشرکہ سرکار

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیضان سے حضور قاعدت کی آمد کے

سنے آپ کی شایان شان اظہار نے کے اسامیہ نگر کا عذر و جلسہ گاہ کو

وہیں کی طرح سجا دیا، کان پور نے کے کارکنوں چار گاہوں میں

حضور قاعدت کے استقبال کے لئے کاس گنج شریف سے گئے

ور کاس گنج مانجی کر حضور قاعدت کا استقبال کیا پھر حضور قاعدت

سے ساتھ پورا قافلہ شہر کوئٹہ کے سلام نگر پہنچا۔

حضور قاعدت سے سلام نگر کے جس و خوبی کے منظر کو

ملاحظہ کیا اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سبحان اللہ ماشاء

للہ بہت عمدہ انتظام جیسے علامت حیر سے مستقیمین و حمین فرمائی

حضرت مفتی عاشق حسین صاحب سے بھی ارشاد فرمایا کہ مستقیم بھائی

سے اپنے کو دوسرا کانپور بنایا دیو یوں کے پر جوش جوش

حضرت قاعدت آرم گاہ پر تشریف لائے۔

دش عید مید رہی منظر خوش و خوش اعظم رضی اللہ عنہ اور

آمد حضور قاعدت کا یہ پروگرام ۱۵ جون ۲۰۲۲ء کو منعقد ہوا

مجموعہ آغا جوامعہ شاعرانہ نے کرم کے خطاب کے درمیان

۰۰ بچے ظہر کی اور ان پر سنی گئی در حافظہ شیرینی صاحب کی

جماعت میں شہر ظہر ادا کی گئی بعد نماز پر کرام پھر شروع ہو

جناب محمد ساجد صاحب صاحب رکن جماعت رضا نے مفتی شاخ

کان پورنگر سے کلام اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستقیم کیا

بعدہ مداح رسوں نعمت خواہ جناب محمد مناظر حسین بدوئی صاحب

سے نعمت و منقبت تاج الشریعہ سے مامعین کے ابوں کو سورہ

مجھائی کیا۔

پھر ناظر مسلک اعلیٰ حضرت حطیب ہر مین حضرت علامہ

مفتی محمد اختر حسین عظمیٰ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ

جماعت رضا نے مفتی کی شاخوں کا قیام تاج صبح ہندوستان

کی تحسین بلکہ بیرون ملک میں بھی ہو رہا ہے، آپ سے پناہ مشاہدہ

پیش کیا اسی دوران جلسہ گاہ سیرہ اعلیٰ حضرت جاشین و شہر کوئٹہ

حضور تاج الشریعہ حضور قاعدت حضرت علامہ مداح حاج شاد مفتی محمد

سعید رضا خان قادری بوردی مدظلہ العالی والنور ان قاضی القضاۃ

فی الہند میں الا قومی صدر جماعت رضا نے مفتی کی شکوہ آمد

ہوئی۔

آپ کی آمد ہوتے ہی جلسہ گاہ فلک شکافی محروم سے

مکونجی اعلیٰ حضور قاعدت کے نورانی قافلہ کے ہر و حلیہ حضور

تاج الشریعہ و اماد حضور قاعدت علامہ مفتی محمد عاشق حسین

صاحب قیل و اما حضور قاعدت حاج جناب محمد فرماں حسن میاں

صاحب مدرسہ حاجنا مدی نبیہ حضرت علامہ مفتی محمد عہد رحیم شتر

قاروقی صاحب اور جناب بختی بھائی و غیرہ ممبر شریف پر تشریف

لایے اور پھر حلیہ حضور تاج الشریعہ و اما حضور قاعدت حضرت

مفتی محمد عاشق حسین صاحب قیل نے خطاب کرتے ہوئے حالات

حاضرہ کے فتنہ کاروں کو پہنچ کرتے ہوئے عوام کی سنت کو شدت

سے مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد جس عظیم شخصیت کا ہر عام: بقیہ ص ۳۵

اپریل ۲۰۲۲ء

رمضان ۱۴۴۳ھ



ماہِ رمضان میں
بھرتے ہو گناہوں کی
تہ تیغ تیرا رب؟

وہ مہینہ کا
نقشبہ مصداق اور
تہ رابطہ رحمت

محدث ہوسرائی
شخص و عکس

ترک واد کی
تضییع و
اہیت

برائے گارہ ماہ تاکہ
مگر قرآن
منہ
پناہات کا

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم

- سوال: لاک ڈاؤن میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق
- سوال: حائضہ احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت
- تلخیص مقالات: لاک ڈاؤن میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق
- تلخیص مقالات: حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی...
- مہینہ: لاک ڈاؤن میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق

خصوصی شمارہ



شرعی کونسل آف انڈیا
کا اظہارِ ہوں
سماں نہ ہتھی سیمینار

اس شمارے میں

صفحہ	مضمون	مضمون	اکادم
۱۰۱	مذہبہ ازیمہ شریعتی فاروقی	بد سے گارہ مارا لکھ کر قرآن سیدہ ۲۷ سے گا	اندازہ
۱۰۲	معنی محمد مصطفیٰ احمد امجدی	۱۰۲ درم مصداق کا نقلی مقصد و پرکار طر عمل	اسلام
۱۰۳	حافظ محمد شمس الدین صدیقی	۱۰۳ مادہ مضامین میں بھیبت مانگنا مجبوری یا تلخ تجارت؟	۱۰۳
۱۰۴	معنی صابر قناری فیض	۱۰۴ نوبت کی نصیحت و نصیحت	۱۰۴
۱۰۵	معنی محمد امجدی عام سیو	۱۰۵ شریعت نہیں گئے بعد پیدائش مومن کی دھوم	۱۰۵
۱۰۶	حضور تاج الشریعہ	۱۰۶ موطاوات تاج الشریعہ	۱۰۶
۱۰۷	معنی ملک الظفر مہر می	۱۰۷ مصلحت و اختلاف	۱۰۷
۱۰۸	موناہ شکس ۱۰۸ یوں	۱۰۸ شرعی ناسل تک	۱۰۸
۱۰۹	معنی محمد عاشق حسین کشمیری	۱۰۹ خطبہ منقلاہ	۱۰۹
۱۱۰	حاشیہ ۱۱۰ ج الشریعہ	۱۱۰ خطبہ صد رت	۱۱۰
۱۱۱	معنی شمس الدین مصداق	۱۱۱ سونہ ۱۱۱ آں میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق	۱۱۱
۱۱۲	معنی محمد اختر حسین طبعی	۱۱۲ آں حالت احرام اور آں میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت	۱۱۲
۱۱۳	معنی محمد خورشید عام سرکاتی	۱۱۳ تحقیق مقالات: ۱۱۳ آں میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق	۱۱۳
۱۱۴	معنی ابو یوسف قاسمی	۱۱۴ تحقیق مقالات: ۱۱۴ آں میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق	۱۱۴
۱۱۵	فیصل درہ شریعی ناسل تک	۱۱۵ بعد ۱۱۵ آں میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق	۱۱۵
۱۱۶	فیصل درہ شریعی ناسل تک	۱۱۶ بعد ۱۱۶ آں میں جمعہ وعیدین کی صحت کا تحقیق	۱۱۶

کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

کہیں مشرق پر ویش درما اور گئی تیواری کے ذریعہ وہی کا لگا کا ہوا پیش و پیچ اور دہشت سردی کے بد عریب کو در حضور شان میں گستاخی ہو قرآن اور صحابہ کرم کی بے حرمتی کرے وہ بد عریب مسلمانوں کی توہین کرے وہ گستاخ ہو سکتا ہے کسی موقع پر مسلمانوں کے ہاتھوں میں چاہا احتیاج دے یا یہ آئی کر کے تین تین مصرعے کا حکمت کی یہ مجرمہ خاموشی اس بات کی علامت ہے کہ سب کچھ اس کے اٹھا رہا ہے اور اس کی پشت پناہی میں ہو رہا ہے، وہ نہ سیدہ بان کر چنے جرحہ کا عدل وافر رہے وہ ان مجرموں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا نہ مطلب ہے اس وقت پر اعلیٰ سسٹم سلطان طاقتوں کا ٹھکانا ہو رہا ہے۔ یہ مسلمانوں کو جہنم کی ہوش مندی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلے کفار ملاح کا مگر قرآن نے بدلا جائے گا

XX

یعنی یہ کیا کفار کہتے ہیں کہ انھوں (بی) سے بنا
یا ہے (اے محبوب) تم فرمادے اس جیسی ایک حور
(بی) سے آؤ واللہ کو چھوڑ جو مل نہیں سب کو ملاح
کہتے ہو

بعض کفار مکہ کا یہ حیا تھا کہ عرب سے شعر کے پاس
جاتے آتے ہیں اور وہ انھیں شعا کہنا لگھاتے ہیں، اللہ سے
فرمایا کہ تم تمام سال مل رہی قرآن جیسی ایک حور نہیں
بنا رہے ہو اور چلو جناب کو بھی بلا دو اور سب مل کر قرآن کی طرف
نک سورت سے ۱۰ رشاد خداوندی ہے

قُلْ لِّیْ جَنَّتُھِمْ لِإِنْسٍ وَ لِحَیْثٍ عَلٰی ثَنٍ ثَاوُوْ
یَحْسِبُ قَدِ الْقُرْآنِ لَا یَأْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَ تَوَكَّلْ بِحُضْرِھُمْ
بِیَعْبُضِ ضَوْیْہِ یَعْنِی اے محبوب (تم فرمادے اگر آدمی اور
جن سب اس بات پر حلق ہو جائیں کہ اس قرآن کی ماعد
سے آئیں تو اس کا عقل۔ اسکیں گے گرچہ ان میں ایک
دوسرے کا مددگار ہو

پھر رشاد ہاں ہو کہ ایک سورت بھی بنا لے جس تم
تمام جنات و، سال تاکہ و نامہ رہو گے آؤ تو چلو سب مل کر سب
ایک آیت ہی بنا کے لکھاؤ

لَکُمْ یٰقَوْمُوْنَ ثِقَّةٌ ذٰلِہِمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ قَدِیْتُمْ اَنُؤْمِنُ بِحَدِیْثِ
بِقَدِیْہِمْ کَاثُوْ صَدِیْقِیْنَ۔ یعنی یہ جتنے ہیں انھوں نے یہ
قرآن بنا لیا ہک وہ یہاں نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات
تو لے آؤں گے سچے ہیں۔

جب بھی لے پئی پئی کو ششیں رہیں اور قرآن کی طرح
ایک چھوٹی سی سورت یہ آیت بھی بنا لیں تو اللہ نے مسیح کیا کہ
تم اور جب لے تمام جماعتی قرآن تو بہت بڑی بقیہ میں ۲۲

مئی ۲۰۲۲ء

تاریخ اسلام کی بارہ سی ہجرات و دیانات کی گواہی
ہے سب عاز و مشرین سے اس کی صداقت و حقیقت کی چٹک
مک پر مذہب و بہتال کی اھوں اور سے کی معی لا حاصل کی اور
قرآن کی قافی تعلیمات کو سچے لے کی پاک جہارت و
مگر قرآن سے چواہ سو بیانیس سال پہلے ہی قیامت تک سے
وہ سالوں سے نئے بنا لگ مل یہ حد کر دے نہ اگر کسی کو
قرآن کے کلام لگی ہو سے میں اور ہر بھی شک و شبہ ہو تو پوری
دیس سے اس وجہ سے اپنے ساتھ ملا لے اور قرآن کی ایک چھوٹی
کی آیت کے برابری کی ایک آیت لے رکھا لے

جب کفار مکہ سے یہ گواہ پھیل گئی۔ یہ قرآن تو محمد صلی اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواہ سے لکھا ہو ہے اللہ کا کلام نہیں،
تو اللہ رب العزت سے رشاد فرمایا کہ تمہیں ایسا لک رہا ہے
کہ یہ کسی سال کا بنا یا ہو کلام ہے مگر تمہاری امت میں سے جو تو
ایسی بنائی ہوں۔ مسورتیں ہی سے آؤ

لَکُمْ یٰقَوْمُوْنَ اَفَلَا تَأْتُوْنَ بِمِثْلِہِمْ سُوْرَہِ یٰقَوْمِہِ
مَفْضُوْلَاتٍ وَ دُخُوْ قَمِ سَتُظْلَمُوْنَ مِنْ ذُوْبِ الْکُوْمِ
لَکُمْ صَدِیْقِیْنَ یعنی کیا یہ (کفار) کہتے ہیں۔ انھوں
(بی) سے لے لے ہی سے بنا لیا تو اے محبوب (تم فرمادے کہ
تمہیں بنائی ہوں۔ مسورتیں سے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل
سکیں سب لٹاؤ، اگر سچے ہو

جو رسول میں گم۔ مسورتیں مشکل ہو رہی ہیں تو اللہ
کے سوا جسے لوگوں کو چاہو بلاؤ، قرآن جیسی ایک ہی سورت
کے لکھاؤ۔

لَکُمْ یٰقَوْمُوْنَ اَفَلَا تَأْتُوْنَ بِسُوْرَہِ یٰمَدِیْہِمْ وَ دُخُوْ
مِنْ اِسْمٰطِلْعَتُھُمْ مِنْ ذُوْبِ الْکُوْمِ لَکُمْ صَدِیْقِیْنَ

نوال ۱۴۴۲ھ

روزہ ماہ رمضان

☆ کا حقیقی مقصد اور ہمارا طرز عمل ☆

مہینہ رمضان مبارک اسلامی سال کا ۹ واں مہینہ ہے جو پانچ سو و ستر و چھ ہجرت کا چھٹا سال تھا۔

عزوجل کی عظیم رحمت ہے جس کے حقیقی کے لیے سال بھر جنت میں بھیج دیا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی کرم و انعامات اور الطاف و عنایات کے روئے کھوں دیے جاتے ہیں اس کی رحمتوں کی موسم ہمارا دوش رسائی جاتی ہے اور یہ مبارک و مسعود مہینہ گناہوں سے نکلنے والوں، عیسائی شیعہ کی سے پورا اور شیطان کی طاعت و فرمانبرداری سے مجبور بندوں سے ہے یہ مہینہ گناہوں سے بچنے کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اللہ سے مومن بندے اس موسم خیر میں بچے بچے سے عبادت پر شکیبہ نہ مت ہر کہ بچے قلوب کو گناہوں سے رنگ سے اچھوٹیں، رب کی نافرمانی سے اجتناب کر کے روبرو ہوں و کثرت صدق و خیرات کریں اور تورات و سماعت اور دیگر فارحیر سے رب کو راضی کریں مگر انیسویں صدیوں مغربی تہذیب و تمدن اور یورپ کی تہذیب و تہذیب میں اسلامی تعلیمات سے دور کر کے ہمارے سماج کو ہر انگل سے لکھو کھو، یہ ہے اسلامی فکر، اسلامی شہادت و اسلامی تصور ہم سے ہوسوں دور ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ درحاضر میں مسلمان عام میں موعود خیر و برکت کو چھوٹ بھی اس کی برکتوں و رحمتوں سے محروم نظر آتے ہیں جو یقیناً ایمان و عظمت و پیر ہر ایمان و ایمان سے ان کا نتیجہ ہے کہ یہ راہ روئی کے اسرہ مناظر کو دیکھ کر ہمیں ہلست امام احمد رضا قدس سرہ کے یہ شعار بید جاری ہوتے ہیں جو آپ سے بچے رہا ہے میں، ایمان و عظمت و سستی و منظر کشی رستے ہوئے رہا رہا ہے تھے

مہینہ رمضان مبارک اسلامی سال کا ۹ واں مہینہ ہے جو پانچ سو و ستر و چھ ہجرت کا چھٹا سال تھا۔ عزوجل کی عظیم رحمت ہے جس کے حقیقی کے لیے سال بھر جنت میں بھیج دیا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی کرم و انعامات اور الطاف و عنایات کے روئے کھوں دیے جاتے ہیں اس کی رحمتوں کی موسم ہمارا دوش رسائی جاتی ہے اور یہ مبارک و مسعود مہینہ گناہوں سے نکلنے والوں، عیسائی شیعہ کی سے پورا اور شیطان کی طاعت و فرمانبرداری سے مجبور بندوں سے ہے یہ مہینہ گناہوں سے بچنے کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اللہ سے مومن بندے اس موسم خیر میں بچے بچے سے عبادت پر شکیبہ نہ مت ہر کہ بچے قلوب کو گناہوں سے رنگ سے اچھوٹیں، رب کی نافرمانی سے اجتناب کر کے روبرو ہوں و کثرت صدق و خیرات کریں اور تورات و سماعت اور دیگر فارحیر سے رب کو راضی کریں مگر انیسویں صدیوں مغربی تہذیب و تمدن اور یورپ کی تہذیب و تہذیب میں اسلامی تعلیمات سے دور کر کے ہمارے سماج کو ہر انگل سے لکھو کھو، یہ ہے اسلامی فکر، اسلامی شہادت و اسلامی تصور ہم سے ہوسوں دور ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ درحاضر میں مسلمان عام میں موعود خیر و برکت کو چھوٹ بھی اس کی برکتوں و رحمتوں سے محروم نظر آتے ہیں جو یقیناً ایمان و عظمت و پیر ہر ایمان و ایمان سے ان کا نتیجہ ہے کہ یہ راہ روئی کے اسرہ مناظر کو دیکھ کر ہمیں ہلست امام احمد رضا قدس سرہ کے یہ شعار بید جاری ہوتے ہیں جو آپ سے بچے رہا ہے میں، ایمان و عظمت و سستی و منظر کشی رستے ہوئے رہا رہا ہے تھے

مصلحت میں قیام رہے یعنی باطل تر و بدیع وغیرہ پڑھے جس کے بھی گدشیہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں گے

نہیں جس عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ صرف روزہ (ترک اکل و شرب اور ترک جماع) رکھ لینا اور تراویح پڑھ لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس ماہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ عظمت کے پردوں کو اس سے دور کیا جائے اصل مقصد حقیقی کی طرف رجوع کیا جائے گزشتہ گیارہ مہینوں میں جو گناہ ہوئے ان کو معاف کر کے تندرست کیا گیا، مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے استحضار آخرت میں جو باری کے مہاس کے ساتھ گاہوں سے جنتاب عاجز و صادق پیدا کیا جائے حاصل طور پر جھوٹ، عیبت، چغلی و دہری اور مصلوب گوئی سے پہنچ کر پہنچے اور یہ عہد کھانے کی رکت و رخصت اور معفرت کے مہینے میں تھکے کان دہاں در دیگر اعضا کا حامد متعال سے ملنے پہنچے گا۔ اور صرف ظاہری روزہ رکھ کر شہی و شوش کھوں کر بیٹھ جانے اس میں ناجائز مناظر و لڑائیوں کے عریاں و عریاں ٹوٹا اور خوش آمدن ظلوں سے وقت گزری رہے، محسوس میں بیٹھ کر عیبت و چغلی جو کرے اور جھوٹے طبعوں سے مرے و لئے تو اس طرح حداد چیزوں (اکل و شرب اور بیوی سے صراع) سے، جنتاب کر کے حرام کاموں (جھوٹ، عیبت، چغلی و دہری) میں ملوث ہو کر روزہ رکھنے سے ہر گز ہرگز روزے کے برکات حاصل نہ ہوں گے بلکہ اس طرح عمل سے سال برکات روزہ سے محروم ہو کر سخت حساب سے ملے ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَزَيَّدَ بِدَعَا قَوْلِ الزُّوْرِ وَالْقَتْلِ بِهٖ فَمَنْ يُّسَلِّحُ يَلُوْخَ حَقِّ اَنْ يُّنَادِيَ نَحْمَدُكَ وَشَرَّكَ

ترجمہ جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے، ظل کلام، دراصل کلام نہ پہنچوئے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے عھوکا پیسا سار ہے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی روزہ کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑے جسے عہدہ معافی و منکرات سے بھی

رہاں آدمی اور دوسرے عہدہ کی حفاظت کرے، اگر کوئی شخص روزہ رکھے، گناہ کی باتیں، گناہ دے نماز، رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں، ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَزَيَّدَ بِدَعَا قَوْلِ الزُّوْرِ وَالْقَتْلِ بِهٖ فَمَنْ يُّسَلِّحُ يَلُوْخَ حَقِّ اَنْ يُّنَادِيَ نَحْمَدُكَ وَشَرَّكَ

ترجمہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ انہیں بھوکا رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار رہنے والے کو ال کو تے جاگے (یا مشقت) سے سو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا مطلب یہ ہے۔ آدمی اگر گناہوں سے بچے تو روزہ تراویح و رخصت وغیرہ سب بیکار ہے روزہ روزہ کی تجدید گد بندہ کی زندگی پر، روزہ کی تجدید کا نظام ہوگا۔ اور حضرت ابوسبیر بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَقُّ نَحْمَدُكَ وَشَرَّكَ

ترجمہ جو آدمی کے لیے اٹھتا ہے جب تک اس کو چھوڑ دے یعنی روزہ آدمی کے لیے شیطان کے ٹکڑے اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کا وسیع ہے، جب تک گناہوں (جھوٹ و عیبت وغیرہ) کا ارتکاب کرے روزہ سے ناخرب نہ کرے۔

ال تمام حدیث شریفہ کا حاصل یہی ہے کہ روزہ کی حالت میں صرف بھوکے پیاسے رہنے پر ہی کفایت کرے بلکہ گناہوں سے بھی بچنے کی پوری پوری کوشش سے، اگر اس کی زندگی میں صلاح و فلاح اور تقویٰ و پیرگاہ کی چمکے ایک نظر سے کیونکہ روزہ سے مقصد اصلی راقوی اور مصائب المبارک کی برکتوں و رحمتوں کے حصول کے لیے گناہ کے کاموں سے پرہیز و احتیاط ضروری ہے جس کے بغیر روزہ و رخصت و راقوی کی سعادت سے سرفراز نہیں ہو سکتا۔

روزہ کے مقصد اصلی کو حاصل کر کے، جس کی برکتوں و رحمتوں سے مالا مال ہوئے اور اس کی رحمتوں سے سرفراز ہوئے

والہ ہے۔ اس کی توبہ قبول کی جائے، یہاں وہی دعا ملے والہ ہے
کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا وہی دعا ہے کہ اس کا
سورہ پڑھ لیا جائے۔

معلوم ہو ماورعہ صبر پر مقبولیت توبہ کی گھڑی ہے یہی
یہ ہر بندہ مومن کو چاہیے کہ اس مبارک مہینے کی آمد پر سب
سے پہلے سب کی بارگاہ میں گزرتے، پہنچتے ہوں پر عمت
کے مسوہا سے روئے اندوہ و رنج کی فراموشی کا عزم مصمم
کرے تو وہ بندہ رب کی رحمت سے ضرور نوازا جائے گا اور اس کا
قلب گنہگاروں کی گندگیوں سے ہر پاک و صاف ہو جائے گا۔

(۶) تلاوت قرآن مجید ثلث اس مبارک مہینے میں
قرآن مجید کی تلاوت کا حامل، اجماع راجح ہے ہوں۔ رمضان
المبارک کے مہینے کو قرآن کریم کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق
ہے یہاں چاہیے کہ اس مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت
کے ساتھ ساتھ اعضا کی نیکی اور ان کے لیے انوار
موجودہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم کی تلاوت
کے ساتھ ساتھ

یہ حدیث شریف میں ہے: **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَدَأَ بِقُرْآنٍ يَفْطَحُهَا بِسْمِ اللَّهِ
الْحَمْدُ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَشَقِيقَتِي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَتَدْعُهُ الْقُرْآنُ فَشَقِيقَتِي فِيهِ قَالَ: فَيُشْفَقَانِ.** (صحیح مسلم ۶۵۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وہ قرآن
قاری ہو جس کے دل شغور کرے کہ وہ قرآن کے بارے میں
ربا میں سے ہے ان میں سے ہے یہی اور شہادت سے روکا تو
اس سے حق میں میری شغور قبول فرما اور قرآن کہے گا میں سے
سے رات میں سوئے بار دھو تو اس سے حق میں میری شغور
قبول فرما تو وہ اس کی شغور قبول کی جائے گی، یہی ہے خود ہی
رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان مبارک میں حضرت جبریل
علیہ السلام سے ماہ قرآن مجید کا اور فرمایا کرتے تھے ماہ
مہینوں کے لیے سورہ عمل ہو جائے چیزوں تو تمام کی برکات

سنہ ۱۰۰۰ھ کی پابندی و ترس کے تمام و ترس
موسیٰ امین کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی معمولات ہیں جو
حضور نبوی کے لیے عبادت و عبادت گاہیں و دین میں چند طریقے
اور ہے جاتے ہیں۔

۱) صدق اس سے توبہ و استغفار جب قلب مومن گناہوں
کے میل کچیل سے تودہ ہو تو وہ ایک نعمتوں طرف مائل
ہوئے ہوتا، اس میں دن جاتی ہے کہ حسب کسی شخص کا
معصیہ و گناہ ہوا، اس سے ہونے والی توبہ کی جائے تو ہرگز ہرگز
اس کی توبہ اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوتا کیوں کہ اس کا اثر ہوں
کے لیے یہ معصیہ کا علاج ہونا ضروری ہے جو یہاں
مفقود ہے بد تشبیہ جب سنا گناہ پہ گناہ کرنا جاتا ہے وہ اس کا
دین برباد ہو جاتا ہے ورنہ حد کی عبادت و بندگی کے لیے عیب
نہیں ہوتا اس لیے سب سے پہلے اس کا علاج ضروری
ہے حدیث شریف میں فرماتا: **يَا رَجُلُ يَكُنْ ذَا ذَوَاتِهِ وَذَوِ
الْأَهْلِ وَالْأَرْحَامِ يَكُنْ بِرَءً بِرَءً فِي رَجُلٍ فِي رَجُلٍ** (صحیح مسلم ۱۰۰۰)

یاد رہے جب ایک گناہگار سنا صدق اس سے توبہ و استغفار
نا ہے تو اس کے اس سے گناہوں کے بارے میں کچھ نہیں
جانتے ہیں اور حسب دین گناہوں کی گندگی سے عذاب ہو چکے
لگے تو بحد کی بندگی میں دین بھی لگے گناہ ہے اور اس پر
عبادتوں کا رنگ بھی چڑھنا شروع ہو جاتا ہے ماہ رمضان
حفاظت میں معاف و توبہ کے لیے مسرت بہا ہے چاہے جس
سارے مہینے کی ہر سطر صبح صادق تک اس کے لیے ایک
سناویں دے رہا ہے یا بعضی گناہ و گناہ و گناہ و گناہ
تقصیر و تہیہ ہوں میں استغفار و توبہ ہوں میں تائب و تائب
عدیہ ہوں میں تائب و تائب ہوں میں تائب و تائب ہوں میں تائب و تائب

توجہ سے صبر کے طلبکار اور ترس و خوف ہو اور اس سے دین
کے چاہے اس رکعت و حضرت حاصل رکعت کوئی بخشش
مانگنے والہ ہے کہ اس کی بخشش کی جائے، کہ کوئی توبہ سے

دین سے میل و مہار۔ مصروفیات میں رخصت کی تلافی میں مشغولیت ہوئی ہے مگر حاصل کرنا وہ مضامین میں تلاوت کے معنوں میں غیر معمولی صاف ہو جا کر آتا ہے۔ چہ چہ حضرت امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایتوں میں آتا ہے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رمضان شریف میں کسٹھ ختم کیا کرتے تھے تیس دن میں اور تیس دن میں اور ایک روز پنج میں۔
پہ شہادت ۱۰۱۵ھ

اللہ ہمیں بھی اس سہ ماہ میں مضامین کی راحت و تسکین نصیب فرمائے اور ان کے بانی خداموں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عام دلوں کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار زیادہ کرنا چاہیے۔ یہ ماہ تراویح میں ایک اور قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے ورنہ نہ نصیحت اور تین مرتبہ فصل

پہ شہادت ۱۰۱۵ھ
(۱۲) ماہ کا ہمام رمضان مبارک کے بار و رفاقت حاصل کرے کے لیے ۱۵ دن کا ہتمام بھی مادی حصہ ہے، بہت سی روایات میں درج ہے کہ دعا کے ثواب ہوئے کی بشارت دی گئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: **سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ حَقًّا يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ سِتِّينَ مَرَّةً** (یعنی ان مضمون کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے) ان میں سے ایک روایت درج کی جا رہی ہے، جتنا دیر سے روزہ سے روزہ دعا کا اہتمام کیا جائے، اچھے لیے، چنے اخڑ و اقربا، دوست و احباب، اور رشتے داروں کے لیے اور عام سلام کے لیے خوب دعا مانگیں چاہیے۔

(۱۳) صدقات خیرات کی کثرت ماہ رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو مستلزم ہزار بارش ہوتی ہے، پورے مہینے میں ہر ایک مسکین و مسکینہ کے لیے اپنی قسمت کے خزانے کھول دیتا ہے اور ہر ایک بدو و اسی قدر تاحہ کہ لفظی عبادتوں کا ثواب بڑھا کر اس کے برابر دیتا ہے اور ایک فرض کا ثواب

متر فرضوں کے برابر عطا فرماتا ہے یہ حدیث شریف میں وارد ہو ہے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ حَقًّا يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ سِتِّينَ مَرَّةً** (یعنی ان مضمون کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے) ان میں سے ایک روایت درج کی جا رہی ہے، جتنا دیر سے روزہ سے روزہ دعا کا اہتمام کیا جائے، اچھے لیے، چنے اخڑ و اقربا، دوست و احباب، اور رشتے داروں کے لیے اور عام سلام کے لیے اپنی قسمت کے خزانے کھول دیتا ہے اور ہر ایک بدو و اسی قدر تاحہ کہ لفظی عبادتوں کا ثواب بڑھا کر اس کے برابر دیتا ہے اور ایک فرض کا ثواب

پہ شہادت ۱۰۱۵ھ
مرجمہ جو اس مہینے میں کسی نفل کی سبب سے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہے تو اس فرض ادا کرنے کے برعکس ملے گا اور اس سے اس مہینے میں ایک فرض اس کی توفیق دے دے دوسرے مہینوں سے متر فرضوں کے برعکس ہوگا۔ یہ حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا راز پورے سال کی محزون رہتا تھا لیکن ماہ رمضان مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور ان کے مقابلے میں قدر زیادہ ہوتی کہ جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کی حاجت سے یا دے دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: **الْحَدِيثُ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ حَقًّا يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ سِتِّينَ مَرَّةً** (یعنی ان مضمون کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے) ان میں سے ایک روایت درج کی جا رہی ہے، جتنا دیر سے روزہ سے روزہ دعا کا اہتمام کیا جائے، اچھے لیے، چنے اخڑ و اقربا، دوست و احباب، اور رشتے داروں کے لیے اور عام سلام کے لیے اپنی قسمت کے خزانے کھول دیتا ہے اور ہر ایک بدو و اسی قدر تاحہ کہ لفظی عبادتوں کا ثواب بڑھا کر اس کے برابر دیتا ہے اور ایک فرض کا ثواب

یعنی جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں کھڑے رہا کرتے تھے ورنہ مانگنے والے کو رخصت کرتے تھے ہر دم کا بھی اس بار میں میرے میں سرفار کے اسوہ حسنہ بہ عمل کرتے ہوئے کثرت سے صدق و حیرات اور محبتوں کی حاجت پوری کرتے چاہیے

پورے روزگار عام اس مہینے میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہر مومن مرد و عورت کو صحیح معنوں میں روزہ ادا ہونے سے ہر قسم کے معاصی، منکرات سے محفوظ فرما کر ماہ صیام کے انوار و رفاقت سے کثیر حصہ عطا فرمائے اور روزہ کے مقصد اصلی کے حصول میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائے، آمین بجا
سید المرسلین علیہ وسلم و علیہ وسلم فضل الصلوة والسلام

نورِ حافظ محمد شمس کادری صدیقی

ماہ رمضان

میں بھیک مانگنا مجبوری یا نفع بخش تجارت

بھیک اپنے پر آمادہ ہوتا ہے سچائی یہ ہے کہ پردہ سے ریادہ دوست کہے کے لئے بھٹا دیوں بھیک مانگنے کے بہت سے طریقے حصار کئے ہوئے ہیں۔

اب آج کل ایسوں کے لئے شرعی جیسے بہاؤں سے بھی بھیک مانگنا شروع ہو رہا ہے اور اس میں اصرار نہیں، رسول میں ان کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور ان میں سے بعض اور بھی گھروں اور مسجدوں میں آتے ہیں جس سے انھوں میں کسی مدد سے یا مسجد کی رسید کوئی ہے، عوام ناشرانہ کر دیتے ہیں، فلاں مدد سے رہتے ہیں، فلاں مسجد پر تعمیر ہے، مسجد کو سنے ہیں اس کی ضرورت ہے، حتیٰ کہ مسکین مدد سے سنے اور مدد سے سنے بچوں کے لئے پڑاؤں اور دوسری چیزوں کی ضرورت ہے، آپ حضرت پنی حبیب سے سنے کہ حدیث چاہیے میں شریک ہو جائیں ان میں سے کٹر حضرت پیسے سے کہ بہت ہی کم پیسے مسجد و مدرسہ کو دیتے ہیں باقی سنے پاس رکھ بیٹھتے ہیں کہ یہ میرا پیش ہے جو کہ پیسے سے مدرسہ یا مسجد کی تظام سے سنے سنے سنے سنے رہتا ہے ان لوگوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو دینی طریقہ سے بہتے ہیں تاکہ سارے دین میں لوگوں کو یہ خوب بنا رہا رہے، بارہ دوست حاصل ہیں ان کا ایک پورے بیٹھو رہے جو: سنے ہی معظم اند میں کام رہا ہے وہی طرح بہت ہی خواتین بھی زیادہ سے زیادہ بھیک لکھی کر کے منٹ مل ہیں بعض لوگ ماز مسجد سے مدد پڑھتے ہیں اور انہیں کے سلام پھیرتے ہی فوراً غلے سے ہوتے ہیں مانگنا شروع کر دیتے ہیں درمجموعی بتا رہے گئے ہیں کہ (بھیک مانگنے، کا پیشہ تو ہم ان میں در خاص رمضان المبارک کے بہت مہینہ میں شہاب پڑھتا ہے، پیشہ درگاہ ہے یہاں قصوں دین توں سے لکھ شہروں کی طرف لکھ جاتا ہے چونکہ شہروں

پیشہ کی بھوک ختم سے ہی خاطر ہر سال ہوتی گزرتا ہے، ہی پیشہ سے نئے لوگ طرح طرح کے پیشے اپناتے ہیں آج کل بھیک مانگنا بھی نفع بخش تجارت پیشے کی صورت اختیار رہ چکا ہے، شہر میں فقر کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اس سناپ کھڑے ہوں یا بیک ٹیکس پہ شہر میں ہوں یا دیہات میں، سفر میں تریسوں در سوں میں ہوں پیدوں ہوں یا سوانی پر لکھ کے نام پر لکھ سنے دیں اور سنے بھوک ہوں، گھر میں لکھ کھانے کہیں، لکھ کے لئے مہربانی مدد ہیں۔

اسی قسم سے اخلاقیات سے کانوں کو سنے در سنے کہیں گے یہ الفاظ بھکا دیوں سنے لکھ لکھتے ہیں، بھیک مانگنا یہ ان ترین مانی گا، یہ سنے ملک بھر میں پیشہ در بھکار دیوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ فٹ پا چھو، چور ہوں، گھروں، مساجد کے باہر انہیں کیٹ میں، مز دیوں کے پاس طرح طرح کی چیزیں ہوں سنے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں اور ان سنے بھیک مانگنے کے طریقوں سے لوگ متاثر ہو انہیں بھیک سنے ہیں۔ کبھی بیک کی کاسو، فٹ میں پڑے، یا بیوہ کن کٹنگ اور پیشہ جاتا ہے، ہر جوان حور میں ہی بھیک مانگتی نظر آتی ہیں اور اسی کی میں مکر وہ سنے بھی کر رہی ہیں، بعض بھکا دیوں جو واقعی معدوم ہوتے ہیں پیدائشی معدوم ہوں یا کسی ماہ کے کی وجہ سے معدوم ہو گئے ہوں وہ تو صحیح ہے لیکن وہ تو بھکا دیوں وہ ہوتے ہیں جو حال پر چھ کر جھوٹ ٹوٹ معدوم ہے ہوتے ہیں، ان میں کچھ دیکھا ہو سکا ہو لک کر تے اور کچھ نقلی طور پر زخمی لکھتے ہوتے ہیں اور یہ لکھتا ہے جسے واقعی گہرا زخم ہے حالانکہ یہ زخم صلی نہیں ہوتا، بعض بھکار مانا یا پیر پر رہی، مدد سے ہوتے ہیں اس سے ایسے دیوں کا رنجیت جاتا ہے اور یہ لوگ اس قدر دین میں مدد سے بھیک مانگتے ہیں یہ پھر دین میں بھی سوچا جاتا ہے اور وہ پورا

نے شریعت میں عت و عید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے والے پر روز قیامت کسی حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا لکڑ ہوگا، یعنی بہایت ہے اگر وہ اور صحیح مسلم، الحدیث ۲۱۰۰ ص ۹

یعنی عید اللہ میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے سوال کرے حال تکلیف سے فاقہ پہنچائے اسے ہاں کہے گا اس سے مہر پر گوشت رکھتا تو قیامت میں اس طرح آئے گا۔ اس سے مہر پر گوشت رکھنا (یعنی بہایت ہے اگر وہ اور حضور ﷺ سے فرمایا جس پر فاقہ گزرے اور اسے ہاں کہے گا اس کی طاقت نہیں کا روزگار کھوے اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا روزگار دھوے گا۔ کسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔ بہترین جلد ص ۱۳

عید اللہ میں مسعودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے فاقہ پہنچا اور اس سے اللہ تعالیٰ عید عرس کی تو اللہ تعالیٰ اس سے ہاں کہے گا۔ گناہ جلد موت دے دے یا جلد مائدہ کر دے اور ظہر کی روایت اور ہمدردی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو بھوکا یا محتاج ہو اور اس سے آویس سے چھپا یا اور اللہ کے حضور عرس کی تو اللہ تعالیٰ پرش ہے کہ ایک سال کی روزی اس پر کٹا رہے۔

(المصنف ج ۱، حدیث ۲۱۰۰ ص ۱۳)

اسلام میں بھیک مانگنے کی مذمت

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار ۴ سے عید جرم صحابہ کرام تھے جس کے پاس نہ تھا نہ ملے اور نہ چھپے کے لئے تھوپیڑ۔ وہ یا روزگار رسالت میں حاضر رہتے اور جس کام کے لئے حکم ملتا اس کی تعمیل کرتے۔ جب کس کو نہ یا بھیجے ضرورت ہوتی یہ بے تامل حاضر ہوتے اور جب فارغ ہوتے تو قرآن پڑھتے اور حدیث پاک کو حفظ کرتے۔ ان کی دانش کے لئے حضور ﷺ سے مسجد ہی میں ایک جھونپڑ بنو دیا تھا فقر و شکستہ کے، جو عزت نفس اور خوداری کا یہ عالم تھا کہ کسی کے سامنے اٹھ نہ بیٹھتا جس کی گزرتی حاشی درمیر سے گزرتی تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے سورہ بقرہ آیات

میں مالد اور گدے تھے ہیں، اصفان میں رکوع و صدقات اور حیرت وغیرہ شریعت سے عید ۱۰ ص ۱۰ میں تفسیر کرتے ہیں، اسی لئے یہ پیش رو گدے ۱۰ عربیہ خلاقوں سے عربیہ و نار، مجلس اور سرور و مسرور بھی رمضان نہ کہ میں ماہ سے سے شہرین حد قوس میں آئے آ رہتے ہیں رمضان میں یہ گدے گدے روزانہ دے ڈھان ہر روز پنے یا اس سے بھی ریا دکہہتے ہیں۔

سوائے کسی حلال عید کسی نہیں

آج کل ایک دم یہ پھیل ہوئی ہے کہ تجھے ۱۰ ص ۱۰ میں درست ہیں، چاہے تو کیا کرکھا میں اور دوسروں کو کھان میں مگر یہوں سے ہے جو کو بیلا تر رہے رکھا ہے، کون بخت رہے معصیت انھوں سے بغیر بخت قبول جائے تو تکلیف بیوں برداشت کرے۔ چاہا طور پر اس کرتے ہیں۔ روز رکھا کر دیا جانا کر پیچھے پیچھے دیر تک نگے رہتے ہیں۔ مجبور آئی کو یہ پڑتا ہے۔ ریسوں میں جو اند سر ہاں اٹھنٹوں کی عید و گدے، گائیوں کی بھر مار، اونچی اور جھکتوں سے شرفا کا اور خاص کر ۲۰ یوں ۱۰ ص ۱۰ میں سبھی دشا رہو گیا ہے درمیان اور ناچار طور پر سوال کرتے درجہ صاف کر پٹ بھرتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں کہ بخت مزوری، چھوٹی موٹی تجارت کو رست و عار خیال کرتے ہیں اور بھیک مانگنا پنا پیشہ ہی بنا لیتے ہیں، ان سے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ پنا پیشہ ہے، اور صاحب دوا کیا ہم پنا پیشہ چھوڑیں، ان کو ان میں بہت سے ایسے ہیں جو چھوٹی ماں پیشہ رہتے ہیں، وہ پنے سو پر بھی لگاتے ہیں۔ یہوں کو اور بٹے کئے لوگوں کو جو جسمانی معذور ہوں ان کے لئے بھیک مانگنا حرام ہے اور جس کو ان کی حالت معلوم ہو سے ان کو بھیک، پنا پر نہیں۔ بہترین جلد ص ۱۳ ص ۱۳

حالانکہ سبھی طور بھی بھیک مانگنے کو خوب اور گھناؤنا دنا جاتا ہے اور اس سے ہم بات یہ ہے کہ بھیک مانگنا شریعت کی نظر میں گناہ و عیب چیز اور بدترین حرام ہے

بھکاری کے لئے وعید

جو لوگ گدے گری کو پیشہ کے طور پر بنا لے ہوئے ہیں ان کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ سوال کرنے والے کے

مسلموں کا عقیدہ

تشبہ بالحق ہے اور یہاں تشبہ نہیں پاؤں گا کہ ہے

سے یہ قابلِ عملی نمشا، خود وزیرِ مافیٰ عہدِ قاری صاحبان ہیں۔

سوال نمبر ۱۵۔ حالت نمبر ۱ میں ایک لکڑی

پر حکومت کی طرف سے جبر، عدم جبر کی صورت میں حکم نہیں
 رہے گا یا فرق ہوگا؟ اس کی تفصیل برے حکم، صحیح امر میں۔

جواب نمبر (۵) : عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے

ہر حکومت کی طرف سے جبریہ عدم جبر کی صورت میں مفاد کا۔
مفتیان عظام کی تعمیل، یہی ہیں۔

دائے دست - حکومت کی طرف سے جبر یا عدم جبر کی صورت میں حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا یعنی حکومت محمودہ بھی کرے یا بھی نہ کرے یہ ایک ہی ہے جو اسے لگا کر مجبور کرے تو وہی خرچ تنفیص صغر کی ایک اور علت پیدا ہو جائے گی اور مجبور رہے گا۔

یہ نئے مفتی شمس الداعود و مفتی عبدالقادر صاحبان لہ ہے
 رائے دوم۔ صورت مذکورہ میں حکومت کی طرف سے جبر
 یا عدم جبر میں حکم یکساں ہوگا کہ مائیک لک کر مار پڑھا مکروہ
 حشر میں و جب الاعداء میں یہ دوسرے مفتی شمس الداعود و مفتی ہند
 رصا اور مفتی ناس اختر صاحبان لہ ہے

راستے سوم۔ حکومتوں طرف سے جبر واکراہ کی صورت میں مالک (۱) کو حق ریاضی کی بوجھ رد کر دیا کرتے ہوئے درجہ واکراہ کے بغیر مالک (۲) کو حق ریاضی کی تو فیض و حرود و حرری و حب الہ و چونکہ یہ دئے صدر جہاں میں مفتوحہ ہے معنی عالمگیر، معنی حبیب اللہ معنی عید الرحمن معنی شہادہ الدنیا معنی انجیل عام معنی نورشید عام معنی یسوعا صاف معنی بداد و معنی نعم، معنی ندرت معنی بوطالبہ، معنی شیعہ شریفی، معنی سید، آرامہ معنی شہدائی معنی صدیق مس معنی سید صبر پور، معنی عزمل، معنی بو عیسیٰ معنی شہزادہ عام، معنی بوطالبی معنی اختر حسین معنی یق عالم اور معنی قاضی شہید عام۔

مسبب کے دراصل سوالیہ تحریر پر نہیں مہ کو رہوئے، چہ و گم اللہ
خیر بجز ایمانی اللہ ارین۔ □□□

ممبر ۲۷ کے درپے مسلمانوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرانی۔ یاد رہے یہ حکم اس کی کے لئے مخصوص نہیں۔ اب بھی جو حضرت اس طرف سے نئی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور کسب معاش کے لئے وقت انہیں اکابر ملتے رہ کے متعلق بھی حکم ہے، یہ لوگوں کو تلاش رہیں، سو رہیں نہیں کرتے اور مصر سے گزرتے ہیں ان کی تقریباً تہا مجید میں کی گئی اور ان کی وہ اپنے کا حکم ہے۔ قرآن ۲ حدیث میں بھی ایک ساتھ ہی سخت مذمت آئی ہے درممبر ۲۷ کے رہے، سو انہیں کر رہے۔

• لوں کی نصیحت بھی آئی ہے۔ - ممبر ۲۷ کے رہے، سو انہیں کر رہے۔

پیشہ ور جہگاریوں کو دینا درست نہیں

جس طرح نئے کئے اور عقلی تعمیر و مسلیں کا بھیک ما نکلتا
 درمیاں ایک اسی طرح دل پیشہ در بھکاریوں کو بھیک دینا بھی
 درست نہیں۔ بھیک ما گناہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے اور اس
 انگوٹے سے نئے بالکل نئی ادب مرے کا مقام ہے جو مجھے
 عامی صحت مدد ہوئے ہے، جو بھیک دے گئے ہیں۔ یہاں یہ
 سوال پیدا ہوا ہے۔ اگر اس بھکاریوں کو بھیک دینا غرض نہیں تو
 پھر انہی کا جب مدد پہنچا دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ
 سب سے زیادہ ضرورت ہے فریڈ ٹوگ ٹیک۔ ان میں رشتہ دار
 دوست جواب اور وہ ٹوگ ٹیک میں اس وقت جانتے ہیں کہ یہ لوگ
 وقتی حد درست مدد میں۔ اس سے بعد قوم لوگوں کے چاہئے۔
 پنے پنے علاقے اور محکمہ میں تلاش کریں۔ ان سے شریف
 لوگ ہیں جو کسی کے آگے دھڑ نہیں پھیلاتے، شرماتے ہیں،
 یہ لوگوں دذخیرہ رہا ہوا ان کا حق دیا جائے، جیسی نیت دیکھی
 رہتا۔ اگر آپ سے بل سوچے مجھے اور بغیر تحقیق کے بھکاریوں
 کو بھجوا دیا تو آپ ملک میں ان لوگوں کے احسنے کا سبب بنیں
 گے جو جینا لوگ کے لئے ملک کے لئے نقصان کا باعث بنیں جبکہ
 عالی علی پر بنی ریورٹریز سترنی سترنی سترنی کے مطابق
 انگلینڈ امریکہ یورپ کے نئی ملکوں اور مسلموں ملک سویت و بحرین
 عرب اور معاصر غریبہ میں بھیک ما نکلتا قانونا حرام ہے۔ حرام اور
 داروں کی توجہ امر ضروری ہونی چاہئے اللہ ہم سب کو اس پر عمل کی

ذریعہ مفتی محمد صالح المنجد

زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت



اور جو شخص نامہ کے مسلمان ہیں جس قلوب و جان جدید طاعت و اعمال ۲۰۰ کی سے جان و عقل مستطیٰ علیٰ طبع سے جاری ہیں۔ ان سے لئے قرآن پاک کی تمام آیتیں اور احادیث مبارکہ کا سارا اثر بھی بیکار ہے شعر عروفاں لوح لائے سے، آنکھ فائدہ و شک کی بہت ہیں اگر کچھ اثر رہیں گے تو میں یہاں باب زکوٰۃ سے متعلق چند آیات و احادیث اور بعض واقعات و حقائق کی پیش کشوں اور مید رہتا ہوں کہ آپ اس سے ضرور فائدہ حاصل کریں گے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید و فضیلت قرآن کی روشنی میں

و قیمو الصوۃ و لو م کوۃ وار کھو مع الر کھین۔
پ۔ سورہ البقرہ ص ۲۳ یعنی اور میں رقا تم رکھو اور زکوٰۃ دو اور زکوٰۃ کرے دو یوں کہ ساتھ زکوٰۃ ۱۔ ۲۔

اس آیت کریمہ میں دو زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم یوں ۲۰۰ مال کے حقوق کی رعایت اور رفاہ حیثیت کے ساتھ دے دو۔

بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ہم کو کوہ سے حد بیان فرمایا اور حکم یا قیمو الصوۃ و لو م کوۃ یعنی م رقا تم رکھو اور زکوٰۃ اس کی پید حکمت یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ بدوں کا حق ہے تو موافق شرعاً دونوں کی رعایت ضروری ہے یوں کہ ہم عبادتیں نہیں دوں میں منحصر ہیں اس لئے کہ یوں بھی عبادت ہو یہ تو حقوق اللہ سے متعلق ہوگی یا حقوق العباد سے متعلق ہوگی

اسی آیت کی وضاحت کرتے ہوئے بعض علماء نے فرمایا میں حکام سے ہیں جو دوسرے میں احکام سے جڑے ہوئے ہیں کہ اس میں سے کوئی بھی دوسرے کے بغیر معسوم نہیں ہو سکتا

زکوٰۃ کی اونے کی، سلام کا ایک، اہم ترین ارکن، اہم ترین باتوں پر عظمت و برکت اور اہل قسم کی عبادت ہے اس کی فضیلت و اہمیت کا یہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدائق کائنات جل جلالہ کے لئے پناہ مقدس کتاب قرآن حکیم میں یہی جگہ دار کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ اور اسے کا حقد دیا ہے اور جہاں جہاں صرف زکوٰۃ رکرنے کا حکم فرمایا ہے وہ اس کے علاوہ میں صورتی و مصلحتی جس رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو زکوٰۃ کو ان پانچ چیزوں میں شمار فرمایا ہے میں پر سلام کی دیا ہے، چنانچہ بخاری و شریک میں ہے

لہی الاسلام علی خمس شہار حسن لا ینہ اللہ و ن محمد رسول اللہ و قائم الصلاۃ و ین الر کوۃ و حج و صوم و مضایق مفتی سلام کی دنیا، پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی گوی دینا کہ اللہ کے موالی کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم رکھنا۔ (۳) زکوٰۃ دینا۔ (۴) حج کرنا۔ (۵) صوم رکھنا کے روبرو کھانا۔

قرآن عظیم کی جہت ہی آیت اور مصلحتی جان رحمت ﷺ کی بے شمار حدیث میں زکوٰۃ کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کی ترقیب و تہذیب کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے فضائل و مناقب اور اس سے عظمت و برکت کا رعبا ب انہم بھی بیان کر دیا گیا ہے ان سب آیات و احادیث کا یہاں بیان نالیک مشکل ترین امر ہے اور پھر اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اس لئے کہ جو سچے مسلمان ہیں جن کے دلوں میں فضیلت، ہی اور حصول کرم ﷺ کی محبت متحرک ہے ان کے لئے قرآن پاک کی آیت یا ہی روم ﷺ کا ایک ارشاد ہی کافی ہے

کام ہے ہیں

(۱) و اقبیہ الصلوة و اتوا الزکوٰۃ ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو جو شخص میں رہتے ہو اور زکوٰۃ دے (جسکے اس پر واجب ہو) اس کی نماز مقبول ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۴)

(۲) طیبو لہ و اطیبوا لربوب و ترجمہ: صلوٰۃ کو لطف کا اور حکم مآوہ رسول اللہ کا تو جو شخص اللہ کی اطاعت کرے اور رسول اللہ ﷺ کی بات سے مانے اس کی یہ اطاعت و فرمانبرداری مقبول نہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۹)

(۳) ان اشدکری و بالذہب ترجمہ: میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالاؤ تو جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور ماں باپ کا احسان سے مانے اس کا شکر الہی بجا رہتا مقبول نہیں۔ (پ ۲ ص ۲۰۲)

قرآن آیت ۱۲ اور ۱۳ ان میں یہ ہیں ۱۲

(۴) و اقبیہ الصلوة و اتوا الزکوٰۃ و ما تلمذوا الا نفسکم من غیر تعبدوا عند اللہ ان اللہ عا تعملون بصورة ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو و اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیج دو گے سے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک

لہ تمہارے کام میں رہا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۰)

حدیث شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں علم دیا گیا ہے کہ میں پڑھیں اور رکوع دے اس کی نماز قبول نہیں۔

(ابو داؤد ص ۱۱۰، الترمذی ج ۲ ص ۱۵۸)

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ کے ارشاد فرمایا جو تم زاد اکرت اور زکوٰۃ دے و صبر نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے (یعنی) یہاں کہا جاتا ہے کہ میرا مومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایک روز صبح سے وقت قبرستان تشریف سے گئے اور فرمایا ہے شہر خوشاں کے بندو تم پر سلامتی ہو تمہارے اموال کو لوگوں نے آپس میں تقسیم کر دیا اور تمہارے بیٹے ہوئے گھروں میں دوسرے لوگ رہے لگے نیز تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہروں سے نکاح کر لیا، اور یہ تمہاری خیر ہے جو تمہارے پاس ہے اس تم ہماری خیر بتاؤ جو

تمہارے پاس ہے اس کے جواب میں ایک آدمی آئی اور بولنے والا بکھائی نہیں دے رہا تھا، یہی جو ہم سے بکھایا اس سے فائدہ اٹھا و جو ہم سے آگے بھیجا (یعنی رضائے الہی کے لئے خرچ کیا) سے یہاں موجود پایا اور جو پنے پیچھے و رتوں کے لئے چھوڑ آئے وہ تمہارے کسی کام نہ آیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۱)

قد افصح المومنون الدین ہم فی صلاح ہم خ شاعون والدین ہم معروضون والدین ہم لہ زکوٰۃ فاعمون ترجمہ: بے عراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گزارتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ جو کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں

پہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۱ و ۳۲ نیز ایمان)

ان تینوں سے معلوم ہو کہ مراد کو پہنچے واسے در کامیابی اور کامرانی سے ممکن ہو گئے واسے وہ مومنین ہیں جو اپنی نمازوں میں گزارتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے، و ان کے اعضا ساکن ہوئے ہیں۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل نہ لگا ہو و دنیا سے توجہ نہ ہوئی ہو اور نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے و رگوشہ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عبت قائم نہ رہے اور ہون کپڑا ہوں پر نہ لٹکائے اسی طرح نہ اس سے دلوں کنارے لگتے ہوں و نگاہیاں نہ چٹائے، بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف التفات نہیں کرتے یعنی ہر قسم کے ہوا و صلب اور باطل سے کنارے کشا رہتے ہیں اور مراد کو پہنچے و وہ مومنین ہیں جو زکاۃ دینے کا کام لے ہیں یعنی

اس کے پابند ہیں اور اس پر مود و مت کرتے ہیں۔ (ابن النعمان)

حضرت علامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے اموال کی زکاۃ کرو اور حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ دوسوں پر ایمان لاتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ دے یعنی یہاں کا تقاضا بھی ہے کہ زکوٰۃ کی جائے۔ (الترمذی ج ۲ ص ۱۱۱)

رجحہ دے دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مطلقاً اس جمع کرنا حرام نہیں ہے کیوں کہ اگر یہاں تو روکوۃ سے مال کی ہجرت نہ ہوئی اور نہ ہی میراث کے حکام جاری ہوتے بلکہ اس مال کا جمع کرنا حرام سے جس کی کوۃ لکان جائے۔

روکوۃ کی تاکید وصیت احادیث کریمہ میں

ابو داؤد شریف میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ

بصرہ قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے شامی فرمادے: **حَصُوا اَمْوَالَكُمْ بِالرُّكُوتَةِ وَادُوا وَاَمْوَالَكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوا اَمْوَالَ بَنِي اِسْرَءٰلَیْمَ عَنَّا وَنَهَضُوا** التقریب والتقریر: ص ۷۰

روکوۃ سے اپنے مالوں کو مصبوط قیوں میں یا در صدقہ و خیرات سے اپنے مالوں کا عداوت رو در صدقہ کی بارگاہ میں دعا و گزارش سے ہر قسم کی بددلی کا استقبال کرو۔

روکوۃ کی برکت سے ایک نصرتی مسلمان ہو گیا

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کی نعمت میں اس حدیث کا ایک ٹکڑا لکھا اور اس سے جب یہ حدیث کی تو اس کا ترجمہ کرنا چاہا وہ گھر گیا اور اپنے پورے مال کی روکوۃ نکال دی۔ ان دنوں اس کا ایک ساتھی بصرہ تجارت میں گیا ہوا تھا اس نصرتی تاجر نے کہا رحمۃ اللہ علیہ ساتھی اس قوں میں سے لیں تو ان کی سچائی ظاہر ہو جائے گی اور میرا ساتھی پورے مال و اسباب کے ساتھ صحیح سالمہ جس سے جانے گا اس صورت میں میں بہرہ یمن سے آؤں گا اور اگر ان کی یہ بات غلط ثابت ہوئی تو تلواریں سے ان کا سر قلم کر دوں گا، کچھ دنوں بعد قافلہ جانب سے ایک خط آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ڈکوتوں سے ہم پر حملہ کر دیا ہمارے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور قافلہ کی ساری چیزیں سے تلواریں گر گئے۔

جب بصری تاجر سے یہ خبری تو گم ہو گیا اور غصہ میں جو منہ میں آیا بکھا گیا پھر تلواریں اور یہ ایک رحمۃ اللہ علیہ و قس کرتے کے اس وہ سے چل پڑا اسی درمیان اس سے ساتھی کا خط آجھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ تم قائد کی خبر سے کبیدہ خاطر اور

رجحہ دے دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مطلقاً اس جمع کرنا حرام نہیں ہے کیوں کہ اگر یہاں تو روکوۃ سے مال کی ہجرت نہ ہوئی اور نہ ہی میراث کے حکام جاری ہوتے بلکہ اس مال کا جمع کرنا حرام سے جس کی کوۃ لکان جائے۔

روکوۃ کی تاکید وصیت احادیث کریمہ میں

ابو داؤد شریف میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ

بصرہ قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے شامی فرمادے: **حَصُوا اَمْوَالَكُمْ بِالرُّكُوتَةِ وَادُوا وَاَمْوَالَكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوا اَمْوَالَ بَنِي اِسْرَءٰلَیْمَ عَنَّا وَنَهَضُوا** التقریب والتقریر: ص ۷۰

روکوۃ سے اپنے مالوں کو مصبوط قیوں میں یا در صدقہ و خیرات سے اپنے مالوں کا عداوت رو در صدقہ کی بارگاہ میں دعا و گزارش سے ہر قسم کی بددلی کا استقبال کرو۔

روکوۃ کی برکت سے ایک نصرتی مسلمان ہو گیا

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کی نعمت میں اس حدیث کا ایک ٹکڑا لکھا اور اس سے جب یہ حدیث کی تو اس کا ترجمہ کرنا چاہا وہ گھر گیا اور اپنے پورے مال کی روکوۃ نکال دی۔ ان دنوں اس کا ایک ساتھی بصرہ تجارت میں گیا ہوا تھا اس نصرتی تاجر نے کہا رحمۃ اللہ علیہ ساتھی اس قوں میں سے لیں تو ان کی سچائی ظاہر ہو جائے گی اور میرا ساتھی پورے مال و اسباب کے ساتھ صحیح سالمہ جس سے جانے گا اس صورت میں میں بہرہ یمن سے آؤں گا اور اگر ان کی یہ بات غلط ثابت ہوئی تو تلواریں سے ان کا سر قلم کر دوں گا، کچھ دنوں بعد قافلہ جانب سے ایک خط آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ڈکوتوں سے ہم پر حملہ کر دیا ہمارے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور قافلہ کی ساری چیزیں سے تلواریں گر گئے۔

جب بصری تاجر سے یہ خبری تو گم ہو گیا اور غصہ میں جو منہ میں آیا بکھا گیا پھر تلواریں اور یہ ایک رحمۃ اللہ علیہ و قس کرتے کے اس وہ سے چل پڑا اسی درمیان اس سے ساتھی کا خط آجھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ تم قائد کی خبر سے کبیدہ خاطر اور

میرا میں حضرت ابی بکر عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

مروئی ہے کہ قاکریم رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ حقیقی اور ریں میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ روکوۃ نہ لینے سے ہی تلف ہوتا ہے۔

ابو داؤد شریف، التقریب والتقریر: ص ۷۰

حضرت عبد اللہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

مروئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **فَلَا تَلْزَمُوا فَعْدِلِينَ فَقَدْ طَعِمَ الْاِيْمَانُ مِنْ عَيْبِ اَللّٰهِ وَحَدَّثَ وَعَنْهُ اَنْ لَا اَلَّهَ اِلَّا اَللّٰهُ** واعض روکوۃ صالہ طیبہ بہ ناسہ راقدا علیہ کل عامہ ویر یعط المحصر مة والا الذی رلة والا المریضۃ والا البصر ط نسیۃ ولكن من وسط اموالکم فان اللہ بعد یسئلکم خیرۃ ویر یأمرکم بشیۃ ترجعہ تمی قام یہیہ میں جس کی کوئی نیام ۱۰ سے سے تو یقیناً کہ یہاں کا مرہل جائے۔ (۱) صرف تقد جل شادن عبادت کرے (۲) اور یہ اچھی طرح جان لے کہ اللہ کے سو کوئی معبود نہیں (۳) اور ہر سال خوش دلی سے اپنے مال کی روکوۃ ادا کرے (۴) سے اپنے اوپر بوجھ نہ رکھے (۵)

ابو داؤد شریف ص ۷۰

اور اس میں (جاہلوروں کی روکوۃ میں) بوجھ نہ ہو۔ غرضی

جانور یا مریض یا گھنیا قسم کا جانور۔ دے بلکہ متوسط قسم کا دے
میں اللہ تعالیٰ تمہارے بہترین مال کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن
گھنیا مال کا بھی حکم نہیں دیتا۔

اس حدیث پاک میں تذکرہ گرچہ جانوروں کی زکوٰۃ کا
ہے لیکن ضابطہ ہر مال کی زکوٰۃ کا یہی ہے کہ نہ بہترین مال
واجب ہے نہ گھنیا مال جائز ہے بلکہ درمیانی مال اور گناہ اصل
ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے اللہ دوسوں کو راضی کئے
اور خوب حاصل کرے مگر اللہ زکوٰۃ میں عمدہ مال ادا کرے تو
یہ اس کی سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس
مصلحت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے احوال کو
غور سے پڑھیں اور ان کے طرز عمل کو اپنائے کی کوشش
رہیں۔ غور سے غور یہ ایک وقت بہانہ دینا چاہئے

زکوٰۃ ادا کرے گا رسول اللہ ﷺ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ
فرماتے ہیں کہ یہ مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے مجھے زکوٰۃ وصول
کرے کے لئے بھیجا تو میں یہ صاحب کے یہاں پہنچا اور
کے پاس بیٹھ سے اونٹ تھے انہوں نے چنے مارے اونٹ
میرے سامنے آئے میں نے کہا کہ ان میں ایک مال کی
واشی واجب ہے تو میں نے ان سے لیا کہ ایک مال کی
واشی دو مال کی تمہارے ان اونٹوں کی زکوٰۃ ہے۔ انہوں نے کہا
(ایک مال کی اونٹنی کس کا آئے گی) انہوں نے زکوٰۃ کا کام دے
سکتی ہے زکوٰۃ کا (یہ کہنے کے بعد انہوں نے ایک عمدہ اونٹ لٹا دی
اور کہا) ہاں یہ مجھے یہ طاقتور مولیٰ تارقی وہی ہے یہ آپ
زکوٰۃ میں سے جائیں، میں نے کہا تو اسے قبول نہیں کر سکتا۔ بہت
حضور اقدس ﷺ خود سفر میں ہیں اور تمہارے قریب ہی آج
ممبر ہے اگر تمہارے دس چاہے تو حضور اقدس ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہو کر جوابی سے پیش رو، مگر حضور سے اجازت
یدی تو میں سے ان کا انہوں نے کہا نصیب ہے وہ اونٹنی سے

میرے ساتھ چل چلے گا حسب ہر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے
تو ان سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا قاصد میرے مال کی

زکوٰۃ وصول ہے کے سے میرے پاس آیا اور حدیثی قسم سے
سے پہلے بھی یہی یہ عادت مجھے نصیب نہیں ہوئی رہی ہے
آپ کے قاصد سے مجھ سے مال طلب کیا وہ میں سے آپ سے
قاصد کے سامنے اپنے تمام دس روپے انہوں سے ان کو کچھ
فرمایا۔ اس میں ایک مال وہی واجب ہے، حضور ایک
مال وہی زکوٰۃ کا کام آئے مکتی سے اور یہی وہی مال کا
لئے میں ایک عمدہ طاقتور اونٹنی پیش کی تھی کہ وہ سے زکوٰۃ میں
قبول کریں لیکن انہوں نے وہی مکتی سے لیا کہ وہ مال وہی
اللہ اونٹنی میں آپ کی یا گاؤں میں یا ہوں آپ سے قبول
فرمائیں۔ حضور اقدس ﷺ سے فرمایا تمہارے حسب تو وہی ہے
جو قاصد سے بتایا ہاں اگر حرم لعل کے طور پر رہا و عمر کی عمر
طاقتور اونٹنی یہ ہو تو اللہ جل شانہ تمہیں اس کا جزوے گا اور ہم
جبہ کی طرف سے ہے، زکوٰۃ میں سے لیں گے، اس شخص سے
عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹنی یہی ہے جو میں سے ساتھ لایا ہوں تو
رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے جا رہے تھے اور ان کے
نے ان کے مال میں رات کی دعا فرمائی اور انہوں نے

اس واقعے سے مدد لگایا مکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوں
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دسوں میں زکوٰۃ دے گا کس قدر
جدید تھا، یہ وہ عادت تھی کہ ان سے زکوٰۃ میں سے زکوٰۃ اور
عمدہ مال دینا چاہتے تھے جو ان کے اوپر فرض ہوتا تھا اور سے
وہ حضرات اپنے لئے سعادت و خوش بختی سمجھتے تھے کہ ان کا
بہترین مال زکوٰۃ میں قبول کر لیا جائے، مگر انہوں نے ان مصلحتوں
فرقہ ادا کرے سے گھبراتے ہیں بلکہ بعض تو یہ بھی ہیں کہ
میرے سے زکوٰۃ دینی نہیں سکتے۔ جب کہ ہم سب کو یہ چھی
طرح معلوم ہے کہ احکام شرع کی خلاف ورزی کرنے سے
مصیبتیں آتی ہیں اور ہر طرح کے مشکلات میں پھنس جاتے
ہیں اللہ تعالیٰ حرام ہے

وما اصابکم من مصیبة فہا کسبتہ یدیکم و
یعفو عنکم کثرتہم اور ہمیں جو مصیبت پہنچی وہ اس
سے سبب ہے جو تمہارے ہاتھوں سے کیا اور بہت کچھ تو

معدوب فرمایا ہے۔ ۲۵ روٹوں میں سے ۲۵ روٹوں کا

اللہ جل شانہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہم
سب کو موافق شرع عمل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

۵ اذیت الزکوٰۃ فقد قضیت مدعیہ ومن
جميع مالا حراماً ثم تصدق به ثم یکن به فیه اجر
وکان امیرہ عنہ (الکعبہ والکعبہ ج ۲ ص ۲۰)

جب تو مال زکوٰۃ سے تو وہ حق جو تجھ پر واجب تھا اور
ہو گیا اور جو شخص حرام مال جمع کرے اس کے لئے
اس صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ہوگا اس حدیث پاک سے معلوم
ہو رہا ہے کہ زکوٰۃ رکرنے سے اس مال سے اور اس کے بدلے
ہو جاتا ہے: جو اس پر مال کے سبب روم ہوتی ہے یہ اگر اس
کے علاوہ اور خرچ کرنا چاہے تو اس کے لئے جو حضرت حسن رضی
لہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور قدس سرہ ﷺ سے شہ
فرمایا جس نے اپنے مال کی روئے کر دی وہ اس حق سے روم
الزم ہو گیا جو اس پر واجب تھا اور جس نے اس سے روئے
خرچ کیا تو وہ اس کے لئے افضل ہے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۵)

اسی طرح اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے جس
میں ہے کہ حجہ کے لئے ہر سال ایک مہاسبہ کرنا اور
ہر مہاسبہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور سلام سکھانے میں سوال
کیا اور آپ سے تفصیل سے اس کا جواب آیا۔ اس میں آپ سے
مردم کے دوسرے کان کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا بھی رکھنا
وسائل سے علم کیا ہوا ہے غیورہ بنی کیا میرے اوپر مال
میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ واجب ہے؟ تو سرکار سے ارشاد فرمایا
لا الا ان تصوع ہمیں اگرچہ تم افضل کے طریق پر کچھ خرچ کرو تو
ہمیں اس کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
عرب نے یہاں آئی کہ یہ مہاسبہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور
علم کیا۔ سو اللہ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جسے کر کے میں
جنت میں داخل ہوں آپ سے ارشاد فرمایا تم اللہ کی عبادت
اور کسی کو اس کا شریک نہ بنو اور اس حق کو قائم رکھو اور

فرمیں زکوٰۃ اور ۲۵ روٹوں کا روم و روم اس میں کچھ کر
فرمایا اس نے اس وقت تک فرمیں نہ ہو تھا اس عربی
نے کہا قسم ہے اس رات میں جس کے قصہ قدرت میں میری
جائے میں اس پر کچھ اضافہ نہ کرے گا پھر جب وہ صاحب
جائے لگے اور سوئے اللہ جل شانہ نے فرمایا جسے جتنی شخص کو دیکھے
اسے خوش ہو و اس شخص کو دیکھے

اللہ جل شانہ ج ۱ ص ۱۹

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لعلہم
جس حین بعثہ فی الیوم انہ ستأتی قومہ اهل
الکتاب فدا جہنم وادعہم الا ان یشہدوا ان لا
الا للہ وان محمدًا رسول اللہ فانہم اطاعوا انہ بدلت
فدعہم ان اللہ قد افترض علیہم خمس صلوات
کل یوم وبیلہ فاعہم اطاعوا انہ بدلت فادعہم ان
اللہ قد افترض علیہم صدقۃ تؤخذ من اغنیائہم و
یرد علی فقرہم فانہم اطاعوا انہ بدلت فپاک و
کوالہم موالہم واتیق دعوہم انہم یضوہ فادعہم لیس بیلہ
وہم بنہ عجب ہر جمعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معازین جیل کو
قاصی بنا رہے تھے تو ارشاد فرمایا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ جہاں
میں کتاب ہے جسے تم ان کے پاس پہنچو تو انہیں اس بات کی
اغوت دکر وہ گوئی میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد
(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اگر وہ لوگ اس میں تمہاری
اطاعت نہیں کرتے تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ سے اس پر پابندی اور
راست میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں پھر اگر وہ لوگ اس میں
تمہاری اطاعت نہیں کرتے تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ سے ان
پر کوہ فرض ہے جو مالہ ان سے انہیں لکھنے کی در تقربوں
پر خرچ کیا جائے گی پھر اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو
خبردارن کا عہد و سہ چھانٹ کر زکوٰۃ میں نہ دو اور مظلوم کی مدد
کے چھ بیوگان کے در اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی کتاب نہیں
ہوتا ہے

اللہ جل شانہ ج ۱ ص ۱۹

اس حدیث پاک میں زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے کہ ہر سال

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایسے کا خاص بنا رکھا گیا
 اس وقت ان دنوں کا بھی حکمران تھا۔ اس حدیث رضوان اللہ
 تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کی بہت توجہیں پیش فرمائی ہیں، جنہیں
 من سے بعض استعارے ساتھ دیتے، طریق رہا ہوں۔

شہر میں نماز اور زکوٰۃ کا کافی جتہا کیا گیا تھا۔ جب ہے کہ ان دونوں کو فرکانہ پا کے میں مارا ہوا ہے۔ فرمایا گیا اور یہ کہ تاکیدی بھی کی گئی اسی جتہا کے منسوب سے روح اللہ تعالیٰ سے اس حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا اور روزہ اور حج کو ذکر نہیں کیا اگرچہ یہ دونوں بھی ارکان اسلام میں داخل ہیں۔

علم شہادت جو اصل یراں سے یہ کاروں پہ بہت دشوار
ہے کیوں کہ اس میں چنے پائی مہرب کی تردید ہے ۔ ایک
مشکل تری امر ہے اور اس میں دشواری اس سے کہ اس میں شبہ و
وہ میں پانچ بارہا کرنا پڑتا ہے اور کو کو بھی دشوار ہے اس سے کہ
ماں کی فطرت مال جمع کر کے اور اس سے محبت کرتا ہے تو اس
نیوں کی خوب تاکید کی گئی ۔ اس لئے کہ جب آدمی ان نیوں پر عمل
پہر ہو جائے گا تو پانی دلوں رکاب بخشنے والا اور بچ کا اور کرنا
تسا ہو جائے گا

مذکورہ ذیل حدیث پاک میں کفۃ کا ذکر بطور حاصل نہیں
 لئے بھی کیا گیا تھا اس کے بغیر اللہ تعالیٰ یہاں دین کو قبول فرمائی
 نہیں فرماتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 مروی ہے کہ حضور قدس سرہ ﷺ نے، ارشاد فرمایا: لا یقبل لہ
 لا یمن و مصلوۃ لایؤکد یعنی اللہ جل شانہ کفۃ سے بغیر
 یہاں اور مجاز کو قبول ہی نہیں فرماتا ہے۔ [ص ۶۷ نمبر ۱۵۹]

ایک سرگرمی اچانک تیرے فقیہ کو دیدیا
 یہاں آتے ہیں کہ ایک سرگرمی ایک دوسرے کے
 لئے عمل حائے میں جائے لگے ہوں کے وہ میں سیار آئے کہ میں
 پناہ کرتے ہی فقیہ کو وہ کام تمام حلال کے پیدا ہوئے ہی میں
 ہے، اپنے صاحب کو تو وہ اور کرتے تھے سے حکم ہوا کہ اسے کوئی
 ملو کہ کسی فقیہ کو پیدا ہو گوں سے اس قدر عہد کرتے یہ کہے یا سے
 میں جب ہوں کہ تو دوسروں سے اور مجھے خطرہ تھا کہ شیطان

میرے اس نیک مقصد دوستوں کو دعا ہے کہ صبح سے رات اور غسل
حار سے باہر لگنے سے پہلے پہلے میرے دوستوں میں جاے اس لئے
میں نے جلدی کی اور پتا کہ **تفسیر تک پہنچا** یا۔ راجس ایفیس ۳: ۱۲
اس حکایت سے معلوم ہو کہ ہر سب کام میں جلدی کرنا
چاہئے اس لئے کہ شیطان ہمیشہ گھات میں لگا ہوتا ہے، اور نیک
کام یا مقصود رکونہ وغیرہ کی دنگی میں ماں کی محبت دس میں: اس
کرمزوم کر دے

اس کتاب کی پیش کردہ آیات و احادیث سے روکا صرف اسی سمت ہر عرض نہیں ہے بلکہ انکی امتوں پر بھی کوا فرض بھی اور جو خوش رہے اور جتنا تھا اس پر لہ جعل شافہ فصل والعم ہوتا تھا پھر موافق شرع روکا اور سے سے ہارے یہ کیوں کہیں اللہ تعالیٰ کا فصل والعم ہوگا جبکہ ہم مسلمان ہوے سے ساتھ ساتھ جس سے محبوب بنائے گئے تھے حتیٰ کہ ہیں دست بجا ہوں مونسہ کریم ہم سب کو حکام شرع پر عمل کی توفیق عطا فرمائے و آمین بجا وسد مرستیں۔

0007

عنوان سند: _____

مکمل عورتانوص اور بحث و تمحیص کے بعد اہل ایمانمستویں کا گھر اور ستر
حل پیش کرنا میں گھبراہٹ سے مار پھر شرعی فاضل سے سر پر کا مریض
و کامیابی کا تاج میں رہیں گے گھبراہٹ سے تھیں اس کے تصور
یہ دعا میں شرعی کہیں آف اندیکے رب انہما آپ حضرت
عہد کردہ مسلمان اور متفقہ فیصلوں کو امت محمدیہ کیوں کے دور
صدقہ عمل کے لئے حلقہ و انتشار سے دور رہے

میں آپ حضرت کی مشقویت و مصروفیات کا بھرپور
خبردار حساس رہے کہ آپ گونا گوں اصرار و زور سے
ہوئے کے باوجود شرعی و دینی طرف سے اس راہ غلطی
و موصوفات پر مکمل سہم و توجہ عرق ریزی سے مقالے پورو
مطالعہ سے نکلے اور حقیقی وقت نکال کر ہر کلکتہ و پوریشانیوں
کو بھیجے ہوئے وقت مقررہ پر یہاں قدم رکھ کر ماتے ہیں اور
رہ بحث مسائل پر کمال راستہ سے ساتھ تحقیق و تحقیق کے بعد
مختصہ بصدقہ جمع ہوتے اور سمیت رکھ کر ملی و کامیابی سے ہمسار

(در معنی این عام سیاقی)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم

پیدا ہوا ہے کہ حضور پیدائش ۲ رجب الاول شریف
نومیں ہوئی ہذا آپ کی پیدائش ۸ یا ۹ رجب الاول کو ہوئی
سب سے پہلے یہ بتاؤں کہ قاضی طیب قاضی نقشبندی
یہ بتادیں وہابی فرقے کا مولوی ہے اریہندیوں وہابیوں کے
یہاں حضور کا میلاد سلام قیام ناجائز اور شرک و بدعت ہے اور
اس لئے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے علی بیت
سے تحت عداوت ہے، اس لیے وقتاً تو کتاؤ وہابیوں کو یہ بتادیں
ہوں رہتی ہے کہ میدان نہیں مانتا چاہئے، حضور کے نہیں کیا صحابہ
کے نہیں کیا اور حقیقت ان کو میلاد سے چڑھا ہے، اس لیے کہ
میلاد میں حضور کے قصائل بیان ہوتے ہیں اور سچھائی یہ بھی بتایا
جاتا ہے کہ حضور نے دشمن وہابی و ہندی مسلمان نہیں لیں اس
سبب وہابی چاہتے ہیں کہ میلاد سے اور بات کسی سے کہ حضور
کے نہیں کیا یا صحابہ کے نہیں کیا اس لیے یہ وہابی میلاد سے
روکتے ہیں تو پوری دنیا کے چھوٹے بڑے سارے گلے تمام وہابی
مل کر بتائیں کہ حضور سے یا صحابہ سے بھی میرا سبب نہیں کا جس
کیا؟ دستار بندی کا جس سے کیا؟ لڑکیوں یا لڑکوں سے بے کوئی
مدد نہ حضور، نہ دین شریف کا بھی کسی صحابی سے دوسرا؟
حضور سے یا صحابہ سے کوئی جماعت لکان یا عصر کے بعد کوئی کسی
کتاب پڑھی؟ اگر سچائی کا چاہیں سوال جس بھی وہابیوں کو نصیب ہو
ہوگا وہ وہابی کہے گا کہ حضور سے نہ کبھی دستار بندی کا جس سے کیا۔
حشر کاروں و کتاب کاروں کیا۔ میرات سنی کا جس سے کیا۔ بھی
جماعت لکان یا عصر کے بعد گشت کیا۔ کوئی کتاب پڑھی۔

تو پھر میں پوچھتا ہوں مولوں طیب قاضی نقشبندی سے
(جو حقیقت میں نقشبندی نہیں بلکہ نقشبندی ہے) کہ بتاؤ پھر تم
اور تمہاری جماعت یہ سب کیوں کرتی ہے؟ حضور نے کفار

مؤرخہ ۲۳ جون ۲۰۱۵ء کو شہر میں کسی وقت ہمارے
محب طرم حضرت قاری، راجہ قادری، قلم اعلیٰ، راجہ غوث
فیضان، معلوم غوث، مرس مظفر پور، ہمارے مجھ سے فرمائش کی
کہ قاری طیب قاضی نقشبندی نام کے کسی مولوی سے ایک
یہ جو میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور کر مصلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش
۲ رجب الاول شریف کو نہیں بلکہ ۴ یا ۵ رجب الاول کو ہوئی
ما تھری چھی اٹھوں کیا۔ پوری امت کا اتفاق ہے کہ ۲ رجب
اس حضور کی وفات ہوئی، میری بات یہ کہی کہ حضور سے ہنی
۶۳ سالہ حیات طیبہ میں بھی کبھی پنے صحابہ سے یہ نہیں کہا کہ آ
ہمارے دھرم سے مناسک ما تھری یہ بھی کہا۔ ۲ رجب الاول
ما تھری میں نیکیں منا سے ہیں، اس لیے کہ حضور سے بھی نہیں
منا۔ مرید یکے ہمت کی کہ جو نہیں مانتے ان کو کافر کہا جاتا
ہے و شیر و شیر۔

سوالات کے جوابات، عمت فرما سے سے پہلے یہ
داراد۔ پاک کا نذر نہ سرور فانات، نذر موجودات جناب آقا
ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش میں اس لیے راسی
حسب محبت سے روہ بھیجتے ہیں تو آقا و جماعت فرماتے ہیں
الھم صل علی سیدنا و صلیبنا محمد طیب القلوب و دراتہ و عافیت
الایمان، شفائہ و نور ذلکما و صیانتہ رسول اللہ و ہمار۔ و

قاضی وہابیت، حاجی سب، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فاضل بریلوی غفر اللہ تعالیٰ عنہ رضاء عنہ فرماتے ہیں
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل ہوس بعد سے جتنے کہ سنے جاس گے
حاک ہوا نہیں حدود جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر لکھاتے جاتے گے

سے بھا ہے رخصت ہو کر مہر عالم پور بمبئی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدا انگش ۴ رتج الاول شریف کو ہوئی۔

حوالہ میر ۱۰ امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی شافعی علیہ
الرحمت فرماتے ہیں کہ باہوکی رتج الاول کو حضور کی پیدا انگش
ہوئی اس قوس پر اہل مکہ کا عمل ہے، وہ لوگ اس تاریخ کو اس
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت
کرتے ہیں۔

برکت محمدیہ ج ۲ ص ۱۸۰
نوٹ اس سے حد وہ آپ سے ۴۸۰۰۰ سال ۱۸۰۰
۱۰۰۰ سال بھی کرتے ہیں۔

تین ۴ تاریخ کے بارے میں یہ لکھا کہ اہل مکہ اس پر
عمل کرتے ہیں کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ پوری دنیا کا
مسلمان ۲ تاریخ کو حضور کا مہر مانتا ہے تو وہ اہل مکہ کے
طریقہ پر عمل کرتا ہے۔

حوالہ میر ۴ کا حدیث یہ ہے کہ اس کو مہر مہر مہر
کا کوروں جو مکہ سنت کا سخت دشمن تھا، یہ مولوی پٹا کتاب
'حلفے راشدین' میں لکھتا ہے آپ کی ۱۰ بات سر پاشا رت
رتج الاول کے مہر میں دو شبہ کے دن صبح صادق کے وقت
تھوکیا یا، ہونیکا تاریخ کو ہوئی

حدیث اسناد حسنہ صحاح میں ہے اللہ کا نور
بیتا، قاری طیب قاسمی تم کہتے ہو کہ حضور کی پیدا انگش
۲ رتج الاول کو نہیں ہوئی تم کو پکا نہیں ہے نہیں چہرے گرد
چہرہ کا کوروں صاحب لکھ رہے ہیں آٹھویں یا بارہویں کو
ہوئی، یہ سنیوں کو چھوڑ دو تم اپنے ان دونوں بڑے بوزھوں کو
کیا دے گئے

آگے بڑھو اور جو بھارت سنو
حوالہ میر ۳ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا پیر عام الفیل ۳
رتج الاول کو رخت ہوئی۔

حوالہ میر ۳ میں حدیث ہے عام انہیں ۴ رتج الاول لکھا
حوالہ میر ۵ میں ہشام بن محمد بن سنان کے خور سے اسیر
اسیو۔ میں لکھا عام الفیل ۴ رتج الاول کو رخت ہوئی

مشرقیں اور یہود و نصاریٰ سے قتال فرمایا تم یوں نہیں قتال
کرتے؟ حضور سے گیارہ شایاں فرمائیں تم گیارہ شایاں
یوں نہیں کرتے؟ حضور نے جس عورت سے سب سے پہلے
لکاح کیا وہ عورت ۱۵ سالہ تھیں اور حضور سے پہلے وہ
شایاں ان کی ہو چکی تھیں تم لوگ ہی عورتوں سے لکاح کیوں
نہیں کرتے؟ حضور نے جس وقت ۱۰ مہینے میں وہ نکاح سے
لکاح کیا ان ۱۰ عمر ۶ برس تھی تم لوگ حضور کی سنت سے مطابقت
پائی نہیں؟ لکاح ۶ سال میں کیوں نہیں کرتے؟ حضور اور
صحابہ کئی کئی در فاف سے رہنے تم لوگ تیس دن تک بھاگنے کے
دشمن یوں بے رہتے ہو؟

قاری طیب قاسمی نقشبندی نے انہوں نے یہ پوری امت کا
اتفاق ہے کہ حضور ۱۲ رتج الاول کو فوت ہوئے میں اس سے
جھوٹے دعویٰ کی بجائے اس کے گھر سے اچھڑتا ہوں۔ ۱۰ یہ بدی
جو امت کے سرحد مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا اور وفات
آپ کی شروع رتج ثاویں سرحد ہجرت اور دو شبہ کو قبل روال
یا بعد روال کتاب ہوئی حاشیہ میں لکھا۔ اور تاریخ کی تحقیق
نہیں ہوں اور مار ہوئی جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں
ہوں

طیب قاسمی کا انہوں سے کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ
حضور ۲ رتج الاول کو فوت ہوئے اور قاری طیب قاسمی کے
سرحد مولوی تھانوی لکھ رہے ہیں کہ تاریخ کی تحقیق نہیں ہوں
کہ رتج الاول کا یہ تاریخ کو حضور کی وفات ہوں یا تھانوی یہ
بھی لکھا کہ یہ جو مشہور ہے کہ ۲ کو آپ کی وفات ہو یہ حساب
صحیح نہیں، سب اہل تصاف ۲ کو آپ کی مولوی تھانوی
جھوٹے یا مولوی طیب قاسمی نقشبندی جانیں و جھوٹا ہے۔ وہ
بچے نہیں ہوتے اور طیب قاسمی کی بات صحیح ہے تو پتہ نہ ہمارے
تھانوی صاحب پوری امت سے لگ ہوئے کہ نہیں۔ لاجوں

ولا فوۃ الا بالہ یعنی العظیم
حدیث میں بتاتا ہے تو عقلمندان چھین دیتا ہے
سب ہوش سمجھا لو اور چھو کہاں کہاں اور کس سے کس

بدعت و حرام ہے، اس بلعور لڑتے سے یہاں فاحشوں کی بات،
مرحومین جیل اور شب رات کا صودہ ناجائز ہے بلکہ یوہد
کے مفتی مولانا رشید احمد گنگوہی نے کسی سے سوچ کیا۔ جھڑکی
یعنی آس اور اس کو جھڑکی بھی کہتے ہیں نہ پیٹ میں ہوتی ہے اور
اس میں پیشاب دگو رہتا ہے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں

دیوبند مفتی کا جواب ناجواب و جھڑکی کھانے درست ہے لفظ
نہاں، شیعہ، ۵۰۰

سوال سے دسے کو، یوہد یوں کے، حق و شوق کا علم رہ
ہوگا جب ہی اس سے سوال میں بھی کہ کیا رات میں گورہ
پیشاب رہتا ہے تب بھی دیوبندی مفتی سے کہہ نہ کھانا درست
ہے، ظاہر ہے جب گورہ و پیشاب دونی مٹتی کھانے نہیں گئے تو
گیارہویں دن، ان اور عمر کی جیل اور مرغا کہاں بھگم ہوگا؟

مفتی صاحب سے سوال ہو کہ جہاں مشہور کو
کھانے دے ہووگ، کہتے ہوں تو ہی جگہ اس کو کھانے
دے کو کچھ ٹوب ہوگا یا نہ ٹوب ہوگا نہ حدیب، تو مفتی دیوبند
سے جواب: یا ٹوب ہوگا۔
روایتی دھماکا، ۵۰۰

ہندو تہوار ہوں یا یوہاں میں، بچے استاد و حاکم کو اگر
کھلیں، پو یا نا، کوئی قہر بھیجیں تو اس کا بیٹا اور بھانا درست
ہے کہ نہیں جواب: اور مست ہے۔
نہاں، شیعہ، ۵۰۰

اسی سے کسی سے کہا تھا اور صحیح ہے تھا
فاحشہ ہم سے اٹھا تو برمان گئے
رب ستر جو پڑھایا تو برا مال گئے

عمر بھر شوق سے کھاتے رہے قال کو
ہم نے مرغا جو پکایا تو برمان گئے

میدان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے دیوبندی
بچے گریبان میں جھاگلیں ۱۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو صدر جمہوریہ
ہند کوو العظم دیوبند والوں سے اعوت یہاں صدر جمہوریہ
صبح ۸ بجے دیوبند پہنچے اور دیوبند مولویوں سے کھڑے ہو کر
صدر کا استقبال بھی کیا اور کھڑے ہو رتوی تری۔ پڑھا صدر
جمہوریہ سے بک ہر رو پیہ رہا، جھنڈاں لگائی گئیں۔

مگر دوسرے مضامین کسی کسی بھی رکھتے ہوں، چہ چہ تک محمد بن
عبداللہ بن عبد مطلب ہوں، اللہ تعالیٰ سے خلق کو (جو کہ جس
بغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھ کو اس کے بہترین (یعنی
سب) میں سے کیا پھر سب (سب) کو دو مرتبے (نجر
عرب) بنائے اور مجھ کو بہترین مرتبہ یعنی عرب میں کیا، پھر اس
عرب کو مختلف قبیلے بنائے، مجھ کو بہترین قبیلہ قریش میں کیا،
پھر قریش کو کئی خاندان بنائے اور مجھ کو بہترین خاندان
(یعنی اشراف) میں کیا، پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب
میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل
ہوں۔

اس کے بعد تھا نبی صاحب لکھتے ہیں، یعنی اس حدیث
سے ثابت ہو کہ آپ سے پہلے مضامین کا، کہ بر سر صبر فرما
شرع میں ۱۸

بہا بنے طیب قاضی نقشبندی صاحب تھا، نبی صاحب
وکی بنے گا جو بات تھا ان صاحب کتاب میں لکھیں اس و
اسی نے جیسوں میں پڑھیں تو آپ سب سے پہلے ۲۲ سے کا
اثر لکھا ہے اور اپنے مولوں صاحب کے سے مرند ریتے
ہو گئے رکت ہے تو تھا نبی پڑتوی لگا،

ہر حال میں، سلام برزما سے میں مسلمان کرتے رہے
میں، گواہی، یوہند چڑھتے ہیں تو چڑھنا اس کا حق ہے، اعلیٰ
حضرت فرماتے ہیں

شرک فہیرے جس میں تعظیم حبیب
اس سے مذہب پہ نعت کیجئے
کیجئے چڑھا کہیں کا صبح و شام

جاں نال پر کیا مست کیجئے
دائر ان کا چھینے ہر بات میں
چھیننا شیطان کا عیب کیجئے

جس کو حضور سے محبت ہوگی وہ حضور کا میں بھی پڑھے گا
سدا بھی پڑھے گا اور حضور بھی لکھے گا
دیوبند کے مذہب میں میدان سلام قیام، سارا فاجو

ربانی دنیا میں آئے تھے یاری جاتی ہیں ال معرہ آریوں میں
حضرت قمریوں مسب ضرورت آپ کی طرف متوجہ ہوتے اور
آپ ان کی علمی و فکری ہمنامہ بن گئے اس کا نتیجہ ہوتا کہ اس
معرہ آریوں میں علم و ادب سے بڑے بڑے ماہرین فن اس
کے سامنے چاروں حالت چست نظر آتے۔ عربی، فارسی اور اردو
ان میں زبانوں میں آپ اور جید سند پائے جاتے اور ان زبانوں میں
آپ ان ماہرین و فنکارانہ قدرت کے نقوش و نقوش آپ کی شاعری
میں مدح کے ساتھ ہیں۔

فخر بہار حضرت علامہ محمد میاں کامل ہسرنی سے ملنا
رجس آپ سے جو عربی زبان میں تفریق شاعریت و علم
ہیں وہ انہماک سے یہ یقیناً حاصل ہے ہیں
ماہر منطوق و فصیح کلام
والفعل والافعال والکمال

اعلیٰ مولانا محمد کامل
فی الحسابات و فی شرح سوال
ماہر وقت بحصر فی کلکتہ
کلام یوم الاحد یوم الوصال
فی الربیع الثانی ماہ فجاءہ
کلام فی خمس و عشرین درحال
قل صباہ فی ہجرہ بعد انصار
یحسد فی بخلد تاریخ الوصال

پندرہویں محرم ۱۲۰۷ھ میں حضرت علامہ محمد حبیب الرحمن عری
علیہ الرحمۃ کے عرس و عہد میں مجدد رکب اتریں گئے وہابی میں
جمشید پور میں قیام سکھ رہے وہ بدرجہ آؤ نور کش گوہری جا
رہے تھے کہ راہ میں ان کو پٹ جائے کے سبب حرکت قلب
بند ہو گئے اور پنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔

۱۲۰۷ھ جمادی الثانیہ ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۸۰۸ء پہلے ۱۸۰۸ء
میں آپ کا سال درج ہے
دارالجمہت کندیہ عاشقان پاکہ طبعہ

□□□

پہناے گئے جہت اس دن پہلے سے تیری راہی

پہلے سے ۱۲۰۷ھ میں ۱۸۰۸ء اور ۱۸۰۸ء میں ۱۸۰۸ء

نور ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ ستمبر ۱۹۵۷ء

ماہنامہ تجلی اگست ستمبر ۱۹۵۷ء

ظاہر ہے صدر جمہوریہ جو مسلمان نہیں مشرک تھا اس
کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور پہنانا جھنڈیاں لگانا سب
ماہر شہر اس واپی مدد میں

اگر پرورش سے شہر کا پھر محمود آباد، صلح بیتا پور، لکھنؤ اور
کر پڑ جیسے شہروں میں وہابی نہیں جوں محمدی کہیں جوں مدح
صحیحہ لکھتے ہیں، ان میں ہزاروں لوگ قائل ہوتے ہیں،
جھنڈے بھی ہوتے ہیں، بیڑ بھی، شریعت اور چائے بھی پانی
جاتی ہے، عمرے بھی لگتے ہیں، خود بخود دھرم کیا ہے جس
کو ناچار ہو کر مشرب و بدعت کہے ہوئی و خود لگے ہو شرم
کہیں آئی اللہ اس مکار، فریبی فتنہ واپیہ محمدیہ یوہدیہ سے
مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ میں بجا اللہ مکریم

میدان چھارے منائے کی بات کہیں بعد یونیک کی بات
ہے اللہ جس سے چاہتا ہے اپنے محبوب کا ذکر کر دیتا ہے
وہابی مولوں کا دعویٰ ہے کہ میرا دین منائے وہ وہی ہے ال
کو کافر کہا جاتا ہے حاکمہ میں ست واپیوں کا اس سے
کہتے ہیں کہ انہوں نے ہندوستان میں حد درجہ کی تو ہیں لکھی
ہے رہا کامیاد و مدد منانا تو یہ تو پیدائشی محمدیہ ہیں ان کے
میرے تصور کا رپاک حد و پسند نہیں

]]

میں جہت کا پتہ

اساتذہ علم پر سب سے بڑی زبان سے مختصری تجوہ پناعت
فرماتے رہے مرن میں مدد و تکرار، استفادہ تھا، طبیعت
میں نفاس توب کوٹ رہی تھی ۶۰ فی، فارسی اور اردو ہر
ماں میں آپ کو حد درجہ مہارت حاصل تھی علم، رب کی
میں حضرت قمریوں میں معرکہ آریاں میں علم سے بھی کہیں اس
ورک کی عظیم علمی، بی، بیستوں سے ان کی معرکہ آریاں علم

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام جو مدائح عظام کے ارشادات و فرمودات کو ملفوظات کہتے ہیں، جانا جاتا ہے، جو مدائح میں ہر ایک کلمہ کا لکھنے کے ارشادات اور حفاظت کلمہ کے لئے یا نہیں محفوظ کرنے کی رعایت رہی ہے، تاکہ آگے والی مجلس ان سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ صوفیائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگرچہ مفید ہوتے ہیں، مگر انہیں مٹا کر اور صحیح طور پر لکھنے والے کا ایک ایک کلمہ بدل کی گئی ہو، اس لئے قرآن چلا جائے، اور ان کا ایک ہی کلمہ کسی بھی قوم کی تفسیر و حال و حال کے لئے کی حاجت نہ رکھتا ہے، کسی لفظ کے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اللہ اعلم بحالہ
یہ از ملفوظات علامہ

تاج الشریعہ کے مولف و مخدوم کا یہ سلسلہ فتویٰ حضرت امام علیؑ میں شروع کیا، جو مسلسل ۱۹۱۲ء تک جاری رہا، اس کے بعد مولف نے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والی بات یہ کہ ہم دینی امور میں مولف کے تعلیمات اور ارشادات پر عمل کرنا چاہیے، اس لئے کہ ان کے ہاں ایک عظیم مرتبہ ہیں ملفوظات تاج الشریعہ، صرف ان کے ذہن سے اس سلسلہ کے حفاظت و حفاظت پر مشتمل ہے، یعنی ملفوظات تاج الشریعہ کی زبان میں قرآن سے نکلے ہوئے کلمات و جملوں کے ساتھ ہر بات کا رد و جواب کی شکل میں بھی باقی اور مولف نے ان شاء اللہ الرحمن وہ بھی کئی صورت میں تارکین کرام کے حفاظت کی بنیاد رکھی، اور ان کے ہاں علم و ادب سے ان کی ہر بات ہے کہ ملفوظات تاج الشریعہ میں اگر کوئی شرعی نالی یا علمی نظر آئے، اس سے ناظر و ملاحظ کی غلطی سے نہ ہو، بلکہ اس کے مطابق قرآن میں تاکہ اس کی اصلاح کی جائے، اس لئے کہ اس کی موجودگی و عدم موجودگی میں اس کی

حفظ و تحفظ

میر تقی میر

۵ اگست ۲۰۱۰ء، ممبئی، موم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض... اگر کسی کی عشا کی نماز کی جماعت چھوٹ جائے تو کیا وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد... نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ جس سے فرض جماعت سے پڑھے عشا کے دو ترکہ جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، اور جس سے فرض عشا کے جماعت سے نہیں پڑھے، وہ وتر تہ پڑھے

عرض... ۲۔ فقہ اور فقہ کی تعریف فرمائیں؟

ارشاد... قرآن کریم کی مصلحت میں اور احادیث مبارکہ کی

۱۔ مصلحت میں فقہ و فقہ کے اصطلاحات عام ہیں، کافر، فاسق اور منکر

سب کو اس کا مفہوم عام ہے، اور بہت جگہوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے غرض بھی فقہ کا طلاق فرمایا ہے، اور احادیث میں بھی فقہ کا

اطلاق نظر آیا ہے۔ سب عرف غالب میں فقہ و فقہ علی معصیت کو اعتقاد کی معصیت سے علاوہ جو بدعتی ہے، وہی کو فقہ کہتے ہیں،

عرف غالب میں وہ اس کا متعلق کفر کے مقابل جو وہ سر سے گناہ ہیں، اس سے اس کا متعلق حاصل ہو گیا ہے۔

عرض... ۳۔ کیا دورے میں سر میں تیل و عطر لگانے میں؟

ارشاد... لگانے میں

عرض... ۴۔ مسجد میں حسب عادت خواں عادت بقیہ میں ۳۳ مرتبہ

تسبیح پڑھنا

تسبیح پڑھنا

ڈر مٹی محمد ملک الطغر کہسری

محدث سپہ سرامی! شخصیت و عکس



علم و علما کے فضائل و خصائص کے تناظر میں

مجھے ان چیزوں سے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو فرشتوں کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و یا مست اس کی تسبیح و تہلیل میں جان کٹاؤ کی مخلوقات میں نصیحت کا معیار ہے، بیشک قرآن مقدس کے متن سے ان حیالات کا رد رہا کرتے ہوئے یہ واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ سے رو بہک انسان اس بے حدیت اللہ قدر دیا گیا ہے۔ وہ علم کی جنموں سے سرشار ہے جس کا مقصد فرشتے نہیں رہتے۔ فضائل و مناقب کا اس روش و تابا کہ شہادتوں سے سندوں منظر میں علما نے عین انضواء میں متین کے مقام و مرتبہ کو بھیجے جاسکتے ہیں۔ لیکن ان ناقابل تردید حقائق کے باوجود یہ بھی یہ تلخ صداقت ہے کہ آج علما کے دنیا کا طبقہ سلاطین معاشرے میں سب سے مظلوم ترین طبقہ میں کر رہا گیا ہے۔ جب کہ دوسری جانب یہ بھی یکساں قابلِ تکرار حقیقت ہے کہ آج اسلامی معاشرے میں علم و فکر کا جو چراغ روشن نظر آ رہا ہے، ساری تہذیب و تمدن کے جو آثار و نشانی ہیں اور اقتدار ساری کے جو درخشش نقوش ہمارے شب و روز میں نمایاں ہیں ان میں ہی مظلوم کی طبقے کی خدمات کا بھرپور اور ملوث عمل حاصل ہے۔ ساریں ساریں جن سے بظنون سے ساری تہذیب و ثقافت نے آبخار پھولتے ہیں وہ بھی اپنی خاصیت و باطن سے ہم ہوں مست ہیں۔ آج ساری رنگا رنگ تان بھیل میں تبدیل ہو چکی ہیں لیکن ماضی کی قدیم لاسیدہ اور دست عورتوں کے روتو یہ سب کے پستک میں بھی نہیں ہیں، آج علم کا شعور تو ملے گا بھی شعور و آگاہی کیلئے لگانا ترس کر رہ گئی ہیں، تہذیب و تعلیم میں مصروف طلبہ کا وہ نورانی قافلہ رحمت ہو چکا ہے جو رحمت، لیکن یکسوئی اور سب سے بڑھ کر خدائے ولہیت کا چرخِ حلا و علم کا لار شہید رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج مدارسِ اسلامیہ سے ساریت علما و فضلاء کی

علم و علما کے فضائل و مناقب میں کثرت سے آیات و احادیث محفوظ ہیں جن سے مطابقت سے بنی قد و مسرت کا خوبی اندر رو کیا جاسکتا ہے، ان میں سے کچھ کا ذکر بطور تمبیہ ہم یہاں کریں گے۔

بک مقام پہ علمائے کرام کو خیر کثیر سے نوازنے کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے: "یوفی المحکمۃ من یشاء ومن یوفی المحکمۃ فقد ولی عیلاً کثیراً" (البقرہ: ۱۷۵) ترجمہ: وہ عطا فرماتا ہے حکم (علم) جسے چاہتا ہے اور جسے حکمت عطا کی تو یقیناً سے بہر بہر دی جائیگی۔

بک مقام پہ علم سے عظماء کی نصیب شال میں قرآن مقدس یوں: "قل ھے یرفع ذلہ الدین معوا معکم و مدین و لو عدم درجات" (البقرہ: ۱۷۵)

ترجمہ: تم میں سے جو ایمان سے آئے ورحم کو علم یا بھیجے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما دے گا۔ یہ مقام پہ علم سے رہی اقدار کے تقویٰ اللہ رب پہ بارگاہ خداوندی سے یوں مہر شریٹ فرما دی جائیگی: "قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" (البقرہ: ۱۷۵)

ترجمہ: کیا سب کی سب کی آپ پوچھئے کہ کیا سب برابر ہو سکتے ہیں علم دانے اور جاہل؟ البتہ صرف علم کی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنسیب و ترقی فرشتوں پہ حاصل ہے اس کی وجہ بھی قرآن مقدس میں جو بیانی فرما دی گئی وہ علم ہی ہے: "وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکہ فقال السبحون باسماء هؤلاء من کنتم صادقین" (البقرہ: ۱۷۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر تمام چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر مایہ



جو کھیسپ تیار ہوا، یہی سچے وہ اسلامی معاشرہ میں پہلے قرار
واقعی مقام و مناصب کے حصول میں کام و نامہ نظر آتی ہے۔
خلاص کے جس سونے سے خدمت خلق، اشاعت دین، تبلیغ
اسلام کے پائیز و جدیت کے جو آثار پھونکنے تھے صد
السوس کہ وہ اب رفتہ رفتہ خشک ہوئے چلے ہمارے ہیں نتیجہ
معلوم کہ وہ آج مسلم معاشرے کی زیری و راہماری اور قائم رہ
صد صحتوں سے خود کو کھرم پاتے ہیں۔

ماضی کی تاریخ پر پب پب نظر دین کے تو ان علمائے
کرم ہن روشن و بینا ک خدمت سے تاریخ کے درق و چمک
دب قائم نظر آئے گی۔ وہ ناقد مسی کے عام میں علم کے نور سے
پتے قلب و قالب روشن کر کے نکلتے تو ان کے جاننے مانتے
والوں کا جغرافیہ وطن کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ہیر و دن وطن
تک پہنچ جاتا اور وہ پی و شن و بینا ک خدمات سے تاریخ سے
صحافت میں سب نقش و نگار چھوڑ جاتے اور تاریخ کے ہیر و نور
پتے شعور و آگاہی کی خیریت تقسیم کر کے پرتے آئے تو عداوت
کے علاقے دی اور قدروں کے مورد و نیاز ہو جاتے

مدرس اسلامیہ کی ٹوٹی چٹائی، بوسیدہ عمارتوں اور خام
دیواروں کے مسلم معاشرے کو بہترین علماء، فاضلہ اعلیٰ و معارف
مفکر و مودعہ بہترین سیاست دان، سبہ نظیر حکمران، سبہ مثال مصنف
پیدا کر کے مسلم سماج کو ایک بہترین سماج کی تشکیل سے علمی
مرجے سے گزریا و نہیں آج چہن دنیا میں مدرسے جال میں
دیے گئے ہیں، سب علم دیوں اور معارفی آثار و فنون کے معارف کا
رشتہ بحال کر دیا گیا ہے لیکن تاریخ کے شمارے سب ہم مدرس
سے تاریخ ساز و دن رویہ و مرتب سے بیٹھنے ہیں تو ہمیں بہت
ماہوی سے ساتھ چھوڑ کر نا پڑتا ہے۔

وہ دھیرے دھیرے جھک رہے ہیں کہ قدم راہ پر نہیں

ہوئی لڑائی ہے مزار سے بہت درمیں

اب علم حضرات کے بھی علم و دین کی قدر، قیمت کا صحیح و
درست انداز نہیں فرمایا، ان عزت آج حضرت سے قطع دیا
کے ہزار میں معمول، ہم وہ ہمارے غرض سے حیرتوں کی

۱۳۰۔ بارقہ کی اور پھر علم و عہدہ کی ناقدری کی تصویر میں
رنگ بھر جائے گا اور عزت و وقار سب کچھ خاک میں ملنا نظر
آئے گا۔

حرم و آقا کی کرم ہاں روئے علم و عہدہ کی قدر رکھ دی
حضرت سیدنا نعب رضی اللہ عنہ سے س، قدر کی کاسبب بیان
فرماتے ہوئے کہا: عن سعلان بن عمرو بن الحصاب قال
لکعد من رباب نعم حال الدین نعمون بعد نعمون

قال فما خرج العلم من قلوب العلماء ما في الطبع
ترجمہ حضرت سعید بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
بے شک حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ
اگر ہاں علم کون ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ جو علم کے مطابق نہیں
آتے ہیں پھر دریافت فرمایا کہ کس چیز سے علماء کے دلوں
سے علم سے ہر مکان سے؟ اس کے جواب میں انہوں نے
فرمایا کہ سچ۔

عہدے کے کو اور ثواب عہدہ کے مصعب پہ فائز ہوئے
کے سبب مسلم معاشرے میں جو مقام قدر و منزلت مہر چا ہے
تاریخ میں ان میں بڑی رکاوٹیں نظر ہو گئے جن علماء سے
حرم و آقا کے ہاں میں چہ علم کا ہو کر وہ سماج میں پنا
قر و اقل مقام رکھ چکے ہیں ایک مقام پر ایسے حریف و طماع
عہدے کے تحقق سے آگاہے کو میں بیٹھ چکے ہیں، عہدہ چلے ہیں۔

”عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما اشد من متي سيتفقون في ندين
ويقرؤ القرآن يقولون دتي الامراء فنصيب من
بهم ومقر لهم بدست ولا يكون دلت كذا مجتمعي
من القناد في الشوث كدك لا مجتمعي من قوبهم
الامال محمد بن صباح كانه يعنى نخطبا“

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری
امت سے کچھ لوگ تفتقد فی الدین، و رسولہم لہم حاصل کر کے

شرعی کونسل آف انڈیا

برٹا شریف کے

اشارہ ہلال سالانہ

فقہی تحکیمات

منقولہ

۷۰ء ۷۱ء ۷۲ء ۷۳ء ۷۴ء ۷۵ء ۷۶ء ۷۷ء ۷۸ء ۷۹ء ۸۰ء

کی ایک تفصیلی رپورٹ

شرعی کونسل آف انڈیا بریل شریف کا اٹھارہواں سالانہ فقہی سیمینار

رہمائی کریں

تحفہ و وصولی علی رسوہ سکریٹ

مرکز اہل سنت بریلی شریف تیرہویں صدی سے صعب
آخرے ہی اہل سنت و جماعت کا محور و مرجع رہا ہے اور ملک کے
طوب و عرص سے علماء و خواص سبھی مسائل و پیچیدگیوں میں رہمائی
اور حل مشکلات کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں،
بعدہ تعدی اس وقت سے کہ آج تک یہ مسند اہل سنت پر
جاری ہے، مولانا رضا علی خاں قادری بریلوی، رئیس خشکیں خدام
نئی بھی اس قادری بریلوی، امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری
بریلوی، دخیالہ خادم مولانا احمد رضا خاں قادری، بریلوی، مفتی عظیم
بند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری لوری، بریلوی، مفسر عظیم ہند مولانا
برائشہ رضا خاں قادری بریلوی، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں
قادری، بریلی بریلوی دست امراء ہم یہ وہ عظیم اہمیت شخصیات
میں جنہوں سے اپنے اپنے ۱۱ اہل سنت و جماعت کو درپیش مسائل
مسائل کی تحقیقات سمجھا، راہ حق کی رہمائی ہے۔

خصوصاً تاج الشریعہ سے عرصہ تک تہا ہی اس کا عظیم نوکس
و خوبی اہتمام دیا مگر جب علامت دامن گیر ہوئی تو آپ سے اس عظیم
فریضے کی انجام دہی کے لئے اکابرین و علماء کے ہاتھی مشورہ
سے ایک عظیم ہندو شرعی کونسل تشکیل دی، بریلی شریف سورج
۱۷ جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷ گشت ۲۰۰۳ء کو تشکیل
دی جس کی سرپرستی خود حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں
قادری اور بریلی بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمائی اور نظامت کے
فراتس با اتفاق اکابرین و علماء کے، شہزادہ مولانا احمد رضا خاں
مفتی عظیم ہند مولانا قادری لوری بریلوی، مظلوم کے پھر، کئے گئے
تہا اس کے ریچہ ملک و ملت کے مقتدر علماء و حضائیں برہم مسائل
پہنچنا، مباحث و تحقیقات کے بعد حقیقہ طور پر حل پیش کر کے ملت کی

تعلیم کے قیام کے بعد جو پیچید مسائل کا حقیقہ حل تلاش
کئے، ملت مسلم کی رہمائی کے لئے پہلا فقہی سیمینار سورج ۱۷
۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۲۰۰۳ء کو
منعقد ہوا جس میں ملک و عبقری شخصیات، علماء، مشائخ، شریعت
کی اور مکمل بحث و تحقیقات کے بعد مسائل پچھل کا حل پیش کیا، اس
کے بعد سے تاہنہ ہر سال یہ فقہی سیمینار اہل سنت بریلی شریف
کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ احمد رضا ملک کے مختلف شہروں میں
منعقد ہوتا رہا ہے مختلف موضوعات پر اب تک سورہ فاسیاب فقہی
سیمینار کا انعقاد کے شرعی کونسل امت مسلمہ رہمائی کر چکی ہے
و فقہی سیمینار کے مسائل و مسائل سے جو بات بہانہ فیصلہ عبادت
شرعی کونسل آف انڈیا، طبع ہو چکے ہیں، ہائی سیمینار کے مسائل
وراء کے جو بات بھی بہت جلد طبع ہونے سے ہیں۔

نہارہوں سالانہ فقہی سیمینار ایک با پھر ملک کی عبادت
ورک گاؤں راجہ سہست الاسلامیہ جامعہ احمد رضا بریلی شریف
کے علامہ سس رضا کا لکھنؤ میں سورج ۱۷-۲۰-۲۰۰۳ء رجب
مرحبہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۷-۲۰-۲۰۰۳ء رجب ۲۰۰۳ء ملت و الفقہ
حضرت علامہ مفتی منیر مصطفیٰ قادری امجدی، مظلوم کی سرپرستی و
قاضی القضاۃ قاضی امجد حضرت علامہ مفتی عسکرمحمد رضا خاں قادری لوری
بریلوی، مظلوم کے دست ملک انعقاد پھر ہوا جس میں ملک کے
مختلف مقامات سے مفتیایں عظام ۱۷۶۱ کے کرم شریعت و
اس سیمینار کے موضوعات مدبر چلائے گئے

(۱) لاکھ ڈائن جیسے حالات میں جمعہ و عید کی صحت اور
اقرآن عام کے تحقیق کا مسئلہ

(۲) حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳) سابقہ سیمینا سے سابقہ سوالات

پہلی نشست کا سما حضرت علامہ مفتی محمد رضا قادری دام ظلہ کی صدارت اور حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی گھوٹکی کی نظامت میں مورخہ ۵ مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب تلاوت قرآن کریم اور سنت رسول مقبول سے ہوا۔ صدر جلال سے ایک صاحب اور قبیح خطبہ صدارت پیش فرمایا اور خطبہ استقبال پر پیش کرنے کی ذمہ داری و حادثہ ۱۰ صبح الشریعہ حضرت مولانا مفتی عاشق حسین صاحب نے سنبھالی، پھر پہلے موضوع "کے ڈان جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت دور وں عام کے تحقیق کا مسئلہ" پر بحث و مباحثہ ہوا۔

صباح شب میں مجلس سہایت کامیابی کے ساتھ ختام کو پہنچی

دوسری نشست کا آقا ربور ہفت حضور منشا العفوان صدارت اور حضرت مفتی قاضی شہید عام صاحب کی نظامت میں حسب دستور سابق تلاوت قرآن کریم و نعت رسول مقبول سے ہوا، بعدہ موضوع اور پر کی بحث و مباحثہ ہو، اور با اتفاق مندوبین تمام موضوعات کے صحیح سوالات کا حل ملے ہو، دوپہر میں مجلس ختم ہو چکی

تیسری مجلس کا آغاز بروز ہفت ہی حضرت علامہ مفتی بہاء مصطفیٰ صاحب قادری کی صدارت اور حضرت مفتی احمر حسین عظمیٰ صاحب کی نظامت میں بعد نماز مغرب حسب دستور سابق ہو، اور موضوع دوم حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت پر بحث و مباحثہ ہوا اور مفتی عظیم سے پیش قدمی گفتگو فرما کر موضوع کے تحت درج مسائل کا حل پیش فرمایا یہ مجلس بھی ہی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ انجام کو پہنچی

چوتھی نشست کا آغاز بروز اتوار صبح ۱۰ وقت حضرت علامہ مفتی شعیب احمد شریانی کی صدارت اور حضرت مولانا مفتی رفیع عام صاحب کی نظامت میں ہوا اور اس نشست میں گزشتہ سیمینا کے موضوعات پر تشبیہ و تمثیل کے سوالات پر مندوبین کے م کے مابین طویل بحث و مباحثہ ہوا اور ہمہ تعالیٰ ان کا بھی حل حضرت مندوبین کرام نے پیش فرمایا اور دوپہر کے وقت یہ نشست بھی

کامیابیوں کے ساتھ ختم ہو کر ختم ہو کر ہوئی۔

پانچویں اور آخری نشست کا آقا ربور ہفت حضرت سید گلزار میاں، محسنی و مفتی مسون شریانی کی صدارت اور حضرت مفتی نور نظامی صاحب کی نظامت میں بروز اتوار بعد نماز مغرب ہوا جس میں ملے شدہ جو بات کو سنا گیا، مندوبین کے م کے مابین بحث و مباحثہ پیش کیے اور شرعی لوہل تک انڈیا برقی شریعہ کا مفید مشوروں سے ہوا بعدہ جانشین صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء مصطفیٰ امجدی اور جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد رضا خاں قادری دام ظلہ کی دعاؤں پر صلوة وسلام کے ساتھ یہ گھر ہوا سارا نفعی سیمینا کامیابیوں کے ساتھ ختم ہوا کر کے انجام پڑ رہا ہے

مجلس ختم و کالقبہ

یہ ہوگیا اس پر راپن اور بون کی بارش تے ہیں یہ یہ سے مسجد کا آخری رقر رہے گا

ارشاد مسجد کا محض اس وجہ سے کہ لوگ نعت خواں پر روپے وغیرہ کی بارش کرتے ہیں اس وجہ سے مسجد کی بے حرمتی یا اس کا احترام بنانا یہ کچھ نہیں آتا اس کے ساتھ اگر شور و غلب ہو، میں بلند ہوں تو یہ ضرور مسجد کے احترام کے خلاف ہے البتہ نعت پاک کے دوران یہ مناسب نہیں ہے جوگ بون کی بارش کریں اور اس میں عجیب عجیب طریقے لوگوں سے لگائے ہیں میں نے یہ دیکھا کہ نعت خواں نے نعت شروع کی اور ایک شخص نے اپنے پاس سے روپے نکالے اور ایک دے دوسرے کے ہاتھ میں دوسرے نے دوسرے کے ہاتھ میں اس طریقے سے لگایا ہوا کہ اور سچ میں جوگ بون سے ہیں اس کا عقد توڑ لوگ آتے ہیں اور اس سے نعت کی کیفیت میں بھی خلل واقع ہوتا ہے اور نعت کے سہ میں سامعین سے سہ بھی ملے، قیہ ہوتا ہے، خدمت کی نعت ہے نعت خواں کی تو یہ ہو سکتا ہے کہ روپے نکال کر الگ رکھ دیں یا جب وہ نعت پڑھ لے اس کو نہ مار دے بلکہ یہ نامناسب ہے جس طریقے سے آج یہ رواج چل پڑا ہے اور مسجد میں جب ہوگا تو اس کے ساتھ کچھ بے طوریاں اور شور و غلب اس وجہ سے یہ مسجد کے احترام کے بھی خلاف معلوم ہوتا ہے

خارجی

رد معنی عاشق حسین شہرین



خطبہ استقبالیہ



محمدؐ و نعلین و نسیم علی رسولہ الکریمہ

بآبحد

حضرت علامہ کرام و احتیاج عظام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا دن بہارِ نئے مسرت و شادمانی کا دن ہے کیونکہ

آج شہزادہ و صدر الشریعہ ممتاز العقیدہ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی

صیادہ الاستغنی صاحب قیدہ قادری رضوی مجددی و امت برکاتیم

عالیہ و شہزادہ ہاشم تاج الشریعہ قاضی ملت حضرت علامہ مفتی

عسجد رضا خاں صاحب و امت برکاتیم القدسیہ کی سرپرستی و

قیادت میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا فقیہی مہینا

عاشی شہرت یافتہ مرکزہ درگاہ مرکزہ مدرسہ الہادیہ

جامعہ ارحمہ کے عظیم محسن رضا کانس ہال میں منعقد ہو رہا

ہے جس میں ہمیں آپ کی تشریف آوری پر ہم آپ کا تہنیت

مستقبل متے ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ

میں ہمیں یہ بابرہ پھر خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

محترم حضرات! شرعی کونسل آف انڈیا آپ کو پنی ذمہ

داری و فرائض منصبی کا احساس دلانے ہوئے سال میں ایک

مرتبہ محنت جاتی ہے اور جدید و مختلف فیہ مسائل کی عقدہ شکنی

اور انہیں مفقہ شکل و صورت میں پیش کر کے سادہ علم و تحقیق و

عمدہ ہائے فانی مقدس و میرک جماعت کو پہنچانے کرتی ہے

تا کہ ملت اسلامیہ کو انتشار و افتراق سے بچایا جاسکے۔

آپ بھی حضرات جانتے ہیں کہ آج کو دن ناوازیں کی مہماری اور

دک ڈکن کو ایک ساما جو نے جارہا ہے اس ایک سال کے

دوران بہت سارے مسائل جن میں ہمارے محمد و عیدین میں آؤں

عام کا مسئلہ حقوق کے درمیان سماجی دوری کے ساتھ ہم پر پڑنے

کا مسئلہ اور منہ پر ماسک لگا کر کرتے پڑھنے و طواف کرے کا

مسئلہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جسے کرنا ہے

کرام کو اپنی طرف متوجہ کیا اور علامہ کرام سے پہلے پہل

کے مطابق ان کا حل پیش کیا، اختلاف جو بات کی وجہ سے

بہت سارے سیدھے سادے لوگ فہم کا شکار ہو گئے، ان کی

پریشان رکھ کر اب دینی مسائل کا محاذ اور حقد شرعی حل پیش

کرنے کے لئے شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے اپنے

حالاتِ عینی میں ان کو موضوعِ سخن بنانے کا فیصلہ کیا اور سولنا سے

تیار کر کے آپ حضرت کی بارگاہ میں ارسال کیا، آپ سے بھی

۷۰ محنت اور جانفشانی سے ان کے جوابات پر مبنی مقادیر تیار

ہندوئے

محترم حضرت! شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی جانب

سے جن عنوانات پر مشتمل سوالنامہ آپ حضرات کی بارگاہ میں

رسالی کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت اور

دنہ عام کے تحقق کا مسئلہ

(۲) حالتِ احرام اور نہ زمین ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳) سائقہ عینہ سے مابقیہ سوالات

جمع و محفل سعید و تقریب پر تنویر میں ان کے مختلف گوشوں

پر بحث و تحقیق اور جو جو شخص کے بعد ان کا حل سامنے لانا ہے۔

ہمیں امید و فحش ہے کہ حسب روایات سابقہ اس بار بھی آپ

حضرت فقیہانہ ہند میں رور و مسائل کے ہوا و خدمت گزار کے

متعلق اپنے انکار و نظریات کو کور و دلائل و براہین سے آراستہ و

مرین فرما دیں گے و شرعی کونسل آف انڈیا کے جملہ کان

ہر امید ہیں کہ آپ مدد فرمائیں۔ ہر مضامین عظام بقیہ میں ۳۳

مئی ۱۴۲۰ھ

(۲) حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳) مابعدہ سیمینار کے مابقیہ حالات

شرعی کونسل تھانویہ کے مابعدہ سیمینار میں شرعی مسائل پیش کیے گئے ہیں جن کے متعلق مسئلہ کو سمجھنا اور عمل دیا گیا ہے۔ واللہ بحمدہ سیدتی نہیں بلکہ فقہ سے کہ آپ حضرت بلعین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ حضور انور مہدی علیہ السلام کی طرف سے طرح طرح کے فتوے پر مریدانہ طبع کے ساتھ امت مسلمہ کے اقتصادی، معاشی اور معاشرتی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صورت شرعی کی روشنی میں اپنے خلاف کی اتباع کرتے ہوئے ان مسائل کے جو امت پر بہت ہی نیک نتیجے سے سامنے آئے ہیں اور شرعی کونسل تھانویہ کے سربراہ سید کاسبر ہانڈھیں گے

میں یکساں ہر پھر شرعی کونسل آف انڈیا کے سربراہ ہوں فقہی سیمینار میں آپ حضرت کی تشریف آوری پر اس کی اچھا و گہرا خیالوں سے شکر گزار ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب دلائل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آپ حضرات کو کامیابوں سے نیکار کرے آمین بجاہ سید انور سلیمان علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ فضل الصدوق وبتسبیحہ

عن ابن کالبیہ

تو اس کے کیا ضرر ہو گئے اور رہنے والے ضرورت و محرومی کے عام کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی صحت جمعہ و عیدین کا فتویٰ دیا جاتا ہے یا نہیں؟

(۶) سداوت جیسے حالات میں حکام صوبوں میں فاسد رکھنے اور بددیوباری کے درمیان فرق چھوڑنے پر مجبور کریں ورنہ حکم مہارے کی صورت میں کہیں مقدمہ کاؤر ہو یا عرت و تبرؤ کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ان حالات میں صوبوں میں فاسد رکھنے اور فرق چھوڑنے کی عادت ہوگی اور نماز پڑھا کر بہت ہو جائے گی؟

□□□

اس ہمہ مباح و اس میں کے سیمینار کے عنوان میں مقررہ کے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کی طرف بروقت توجہ دیا گیا ہے جس کے لئے یہ کہیں شرعی کونسل آف انڈیا بھی توجہ دیا گیا ہے۔ ہر شخص پر عین مقالات سے عیسوں سے کہ بعض حضرت سے دونوں عنوان پر در بعض حضرت سے یہ عنوان سے متعلق جو اہانت پر مشتمل اپنی کارشات اس میں فرما میں جہاں پیشی کارشات ارسال فرمائے و لے اصحاب فکر و قلم میں سیمینار میں شرکت فرما رہے ہیں، وہیں کچھ ایسی اہم و نوز قریبیت بھی جلوہ فرما ہو کہ ہمارے فکر و قلوب کو بخلا بخش رہی ہیں جس کی تحقیقات کے پیش بہا جو ہر ہمارے لئے قور فیصل کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہم صمیم قلب سے سبھی حضرت کی توارشات کا شکریہ ادا کرتے ہیں رب عالم حضرت کے مساعی جمید کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حق پر غیب سے، جہ جزیل عطا فرمائے۔

گزشتہ سیمیناروں میں ہم اور آپ دیکھتے آئے ہیں کہ مقامات میں اختلاف رہا، یہاں رہتا ہے جس سے ایسا یہ کہاں ہوتا ہے کہ شاید کسی ملک حتیٰ کہ رے پر سب کا اتفاق نہ ہو پائے مگر مشترک مسائل میں یہی ہو رہا ہے، محنت و محنت سے بعد ملک نے پر بڑی سبک دہی سے ساتھ حضرت صدیقین کے ساتھ اتفاق ہو گیا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہمارے خلاصہ ہم کا کمال نظر یہ نہیں ہوتا کہ حق کا رے ہی ساتھ ہے اور ہم نے جو لکھا دیا یا جو کہا یا وہی تسلیم کیا جائے، بلکہ اس کا ایک مقصد یہ رہتا ہے کہ اصل روشنی میں جو صاحب رے ہے حق ہی کے ساتھ ہے اور یہی باتوں کا رے چاہے پیچھے سے ہماری رے اور فکر جو رہی ہو۔ رب عالم سب کا سینہ جستجو سے حق اور قبول حق سے لئے چہ متور کشادہ رہی رہے اور یہ توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس اظہار ہوئی فطری سیمینار کے لئے جس عنوان پر مشتمل مواتا ہے آپ حضرت کی بارگاہ میں ارسال کئے گئے، وہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) کہ وہاں جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت و عام کے تحقق کا مسئلہ

ڈاکٹر شمس احمد مصباحی

سو الٹا نہ ہو: لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

دارمود صبح میں اس کا محقق سے نفاذ یہ ہو گیا، لاک ڈاؤن کا
اس مقصد تو یہی تھا کہ پب سال و دوسرے کے ساتھ حدود
سے روکا جائے تاکہ وہ اس کا پھیلنا کم سے کم رہے اس کے
مشکل نظریہ کی حکومتوں سے فلاحوں اور ترسوں کی آمدورفت
تہارت گاہوں اور عبادت گاہوں پر بھی پابندی عائد کر دی،
ہندوستان میں عبادت گاہوں پر پہلے طور پر پابندی عائد
کی گئی تھی اسے چند لوگوں کے ساتھ مسجدوں میں نماز کا نکرہ
کی جارت دن کی مگر اس میں بھی چند ایسی پابندیوں نافذ تھیں
میں سے جمعہ و عیدین کی اقامت، اذن عام کے تحقق اور مسجدوں
کے قضا کے متعلق چند مسائل پیدا ہو گئے جو عام سے عام سے
ان کا شرعی حل جاننا چاہتا تو عام سے پتی پتی تحقیق کے مطابق جواب
یا مگر جواب مختص ہوئے کے سبب امت میں اور انتشار پیدا
ہو گیا اور محرموں کی صحت و عدم صحت کے متعلق بحثوں کا ایک
مناظرہ مسلط چری ہو گیا اس سے ضروری ہو کہ شرعی کہنوں
تف اندازہ رکھ کر شریف کے جینا میں ال مسائل پر بھل کر بحث
ہوئے اور ایک متفقہ فیصلہ قوم کے سامنے آجائے ہندوستان
میں لاک ڈاؤن کے زمانے میں کوہنڈا ٹرس سے بچنے کے
لیے پورے ملک میں دفعہ ۱۳۴ نافذ کر دیا گیا، پھر ۲۴ مارچ
۲۰۲۰ء کو ایک دن کے لئے جتنا نرمی نافذ کیا گیا ۲۴
مارچ ۲۰۲۰ء تا ۲۷ مارچ ۲۰۲۰ء تک اس کے فوٹوں کے پہلے
مرحلے کا علاج ہو پانچ آدمیوں کے ساتھ مراد جماعت کی
جارت دی گئی مگر کہیں کہیں مسجدوں میں نماز ہونے سے
سبب پوسس سے مازبوں پر سختی اور کہیں کہیں نافذ بھی برسا
اور بعض جگہوں پر مسجدوں میں تہہ بھی نافذ یہ گئے اور کچھ
علاقوں میں محرموں کی گرفتاریں ضرب بھی تھیں چونکہ جمعہ کی

پہلے زمانے میں بیحد طاعون اور چوٹ جیسے ہائی مرم
کی وحشت لوگوں کے ذہن پر چھائی رہتی جس علاقے و جس خطے
میں یہ ہائی مرم اس زمانہ ہوتا ہے، یہ خطے ہی سمجھتے ہیں کہ
ہزاروں سال قبل اجل کیا جاتے مگر ۳ ستمبر ۲۰۱۹ء میں چین
سے شہر و بال میں تک جیسے و ٹرس کا کشاف ہو جس سے
پوری س کوہا رہا یا مریض کی حکومتیں اس سے سامنے
ہیں نظر نہیں کی، کچھ سال مر گئے اور مریضوں سال اس سے
متاثر ہوئے مرنی اور صحت سے اس وائرس (Covid-19)
کا نام دیا جسے عرف عام میں کوہا وائرس کہا جاتا ہے ۲۵
جنوری ۲۰۲۰ء کو چین کے ۱۳ شہروں میں بحری کمانڈر
اور چند ہی مقننوں میں وائرس پورپ سمیت دنیا کے بیشتر ملک
میں پھیل گیا، دنیا کی حکومتیں اس وائرس سے بچاؤ کی تدبیروں میں
جستگیاں اور سہ لاکھ وائرس اور مریضوں کے بچاؤ کی کون
تدبیر نظر آتی اس لئے دنیا کی بیشتر حکومتوں نے لاک ڈاؤن کا
فامور اختیار کیا جس سے دنیا کا مطلقاً ختم ہو کر رہ گیا۔

۲۷ جنوری ۲۰۲۰ء کو کیرالا کے تھریسر (thirissur)
شہر میں پب ۲۰ سالہ لڑکی اس وائرس کی رہنمائی اور یہ
ہندوستان میں کوہنڈا کا پہلا مریض تھا، اس کے بعد ہندوستان
سب سے بڑے شہروں جیسے دہلی، ممبئی، چنئی، بنگالہ، ممبئی میں
کی جس سامنے سے قہر کے حکومت بچھ کر پاتی یہ وائرس
تیرن کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گیا چونکہ اس سے پہلے
ٹلی مرن امریکہ، برطانیہ اور چین میں ہزاروں سال لاک
ہو چکے تھے، اس وائرس سے بچنے کے لیے کوئی ناظمی نہ کون
نہی، اس سبب دنیا کی حکومتوں نے وائرس کو دھونے کی خاطر یہ
سال دوسرے سال سے دور رکھنے سے یہ کہ وائرس

منازوں میں بشرت مانی ہوئے ہیں اور عام میں ریوں کو روکنا بھی یکہ مشکل کام ہے اس لیے بعض مسجدوں میں گنتی کے چند مزاریوں کو مسجد کے اندر سے کر عام میں ریوں کو روکنے کے لیے مسجدوں کے دروازے سے اندر سے بند کر دیا گئے ہیں کہ جمعہ کی صحت کے لئے دن عام شرط ہے اور ان دن عام کا معنی یہ ہے کہ ان حرام لوگوں کو جس کا جمعہ صحیح ہوتا ہے بوقت جمعہ مسجد میں آنے سے روکا جائے گی یہ ہے یہ مسئلہ کھڑا ہو کہ چند مزاریوں کے ساتھ عام نمازیوں کو جو دروازہ کا جا رہا ہے چاہے دروازہ مسجد بند کر کے یا احداث عام کے چار یا آمینوں کو گھنٹہ کر کے تو اس صورت میں دن عام باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا جمعہ کی قرعہ صحیح ہوگی یا صحیح نہ ہوگی؟

اس موقع پر عام عدلے ام اور مفتوں عظامہ نے یہی مسئلہ بتایا کہ جس چند لوگوں کو جمعہ پڑھنے کی اجازت مل رہی ہے وہ جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھیں اور وقت جمعہ مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں یہ کم از کم حد سے مدد نہ کائنات میں مقیمین جمعہ وقت جمعہ کسی کو مانع نہ لیا تو اس صورت میں جمعہ صحیح ہو جائے گا، پوس یا حکام کا دروازہ کھلا نہ ان عام نہیں کیوں کہ جمعہ نماز کے واسطے کم از کم چار افراد ہوں ایک امام اور تین مقتدی اور ان کی طرف سے ان عام ہو تو جمعہ صحیح ہو جائے گا اور باقی امر جس کو حکام کی طرف سے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ملی وہ معدوم ہیں ان سے جمعہ و جماعت ماقہ ہے نماز جمعہ کے بعد دوپہے پنے گھر میں بیٹھا تھا ظہیر پڑھ لیں حتیٰ کہ مبارکپور سے بھی ملے قوی دیا گیا پناہ پیر وال کے معنی صاحب ۳۵ مارچ ۲۰۲۰ء کو پہلے جاری دروازہ قوی میں قمر طر ہیں اس صورت میں چھتہ لوگوں و جمعہ اور جماعت میں شرع کی جات ہو تے لوگ جمعہ اور جماعت قائم کر کے مساجد یاد رکھیں، دینا بھی پائیدار سے جاری رکھیں خطبہ اور نماز جمعہ کے وقت مسجدوں کے دروازے کھلے رہیں یا کم از کم دروازہ سے کھلے نہ لگائیں کہ مقیمین جمعہ کی طرف سے دن عام حاصل ہے باقی لوگ پہلے پہلے گھر میں جمعہ کے بعد ظہیر تھا پڑھیں۔

یہاں تک سب کچھ ٹھیک تھا سب رہا یہاں کہ مارے مقیمین سے یہاں جیسا جواب دیا مگر چاروی دن بعد انہیں معنی صاحب سے ۲۰ مارچ ۲۰۲۰ء کو اسے لکھتے ہیں پہلے قوی کے دروازہ یہ حجر مراد دیا کہ اگر یہ محسوس کریں کہ دروازہ بند رہنا چاہئے تو رقت اسکتی ہے تو قی شرع کے مقصد سے دروازہ بند رکھ سکتے ہیں جیسا کہ قی قی شرع کے لیے بند رکھنے کی اجازت ہے

اور دروازہ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت دے دے پورے ملک بلکہ پورے دنیا میں ایک سے اختلاف کو ختم دے دیا چونکہ معاملہ نماز جمعی اہم عبادت کی صحت و عدم صحت سے متعلق تھا اس لیے ضروری ہو کہ اس مسئلے سے متعلق مسجد کی کے ساتھ غور و فکر کیا جائے اور فقہاء حنابلے صوفی اور رشادت و راشی میں امام کی صحیح رہنمائی ہے چنانچہ حضور محدث کبیر کے حکم سے فقہ راقم عروف سے بھی یہ فتویٰ مراب کیا جس کا خلاصہ یہ ہے اہم مسلمانوں و حکومت کے انتظامی حکام کو عمل میں لانا ضروری ہے مخالفت رکے اپنی عزت کو خطرے میں نہ لیں اور نمازوں کے سلسلے میں خود کو تباہی مطلق سمجھیں جنت آپ کی وصعت میں ہے ارشاد رب جلیل ہے لا یكلف اللہ نفس الا وسعہا اس لیے اہل شہر میں سے جس پر حکومتی عہد کا خوف غالب ہو ان پر جمعہ فرض نہیں اور نماز میں ہے و شرط لا فتوا ضہا تسعة لخص بہا انہیں میں سے ایک شرط یہ بھی ذکر کرنی۔ و عدم خوف خلاہ شای اس کے تحت لڑا جاتے ہیں۔ یہی اس سلطان نج "یعنی سلطان کا خوف رہو۔ مگر عام کا خوف ہو تو جمعہ کی فرض نہیں ہے یہ لوگ جو جمعہ کے اپنے گھر میں بیٹھا تھا ظہیر نماز ظہیر کریں اور باقی گئے جے لوگ صحت بعد از دوام ملے رہیں مسجد میں جا جماعت جمعہ کریں ان کا جمعہ صحیح ہو جائے گا جبکہ مقیمین جمعہ وقت جمعہ مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں یا کم از کم دروازہ سے کھلے نہ لگائیں و یہی مسجد میں سے کسی کو نہیں ضرور ہے کسی کو نامور کریں یہی صورت میں مگر پائیس کی طرف سے رکاوٹ سے تو یہ دن

عام کے منافی نہیں واللہ اعلم بالصواب

اس کو سنیے تہا تصدیق حضور محمدت کبیر سے اس الفاظ میں فرمایا اس میں سے پہلے ایک سو کی طر سے گزر جس میں اس عام کے منافی عمل ہوگی اس عام میں کیا اور مسجد کا دروازہ بند کر کے مارجعہ پڑھنے کی اجازت دینے کی جو خلاف شرع ہے جس سے پرہیز لازم ہے میں حضرت سورا مفتی شمشاد احمد صاحب کی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں وراہی پر مسلمانوں کو عمل کی تاکید نہیں، فقہاء انہو اب صحیح و هو تعالیٰ اعلم

دن عام کی شرط کی حیثیت

صحت جمعہ کے لئے دن عام کی شرط کوئی معنی شرط نہیں جس کو نظر انداز کر کے جو از کا فتویٰ دے دیا جائے اس شرط کو عام متوں میں جو کہ نقل مدہب کے ہے نسخ کے گئے ہیں قائم رکھا گیا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں قمت و عدم نہ کر یس ذکر عدم ولا یسب فی عمل بیویۃ لوالدہ فیما ہم تعارض ظاہر الروایۃ فدا جرمت بہ المعلوم مع وضعہا نقل المدہب (مجموعہ آثار ج ۲ ص ۳۰۰) بلکہ خود علامہ شامی نے سکا اعتراف کیا اور فرمایا "و منشی علیہ فی نکیزو الوقایۃ والنقایۃ و لمعنی و کثیر من معتبرات" "شاید اسی لئے چودہ سوا لاسلامی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس میں کسی فقیہ نے دروازہ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت دی ہو۔ اور جن مفتیوں نے کورنا و اعزس سے بچنے کی غرض سے دروازہ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت دی انہوں نے بھی کوئی چیز یہ پیش نہیں کیا بلکہ دروازہ قلعہ بند کرنے کی صورت میں صحت جمعہ کی اجازت والے لڑنے پیش کیا ان کے استدلال کا حاصل درجہ میں ہے

"ان عام کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز کو مسجد میں آئے دن اجازت حالانکہ عورتوں کو اندیشہ فتنہ کی وجہ سے اور مودی کو اندیشہ بڑا کی وجہ سے مسجد آنے کی ممانعت ہے تو جیسے اندیشہ فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو اور اندیشہ بڑا کی وجہ سے مودی کو ممانعت ہے اس پر اثر نہ رہیں اور جمعہ صحیح ہوتا ہے وہی ہے

کی وائرس کے بخیر و خیر کی وجہ سے عام انسانی برادری کو قرب و خفا سے ممانعت بھی اذن عام پر اثر اٹھاتا نہ ہوگی اور جمعہ صحیح ہوگا اور مختار میں ہے

فلا یضرب علی باب الفیضۃ لعدو او لعداۃ لعدیۃ، لان الاذن العام مقدر لا ھدھ، و علیہ لم یمنع لعدو لا المصلی، نعم لیس یضیق لکن احسن کما فی مجمع الامہر معربا شرح عیون المدہب ۵ (الدری، علی حاشیہ، راجعہ، ج ۶ ص ۶۰) برب (بجود) توجہ ہے کسی شخص کی وجہ سے یا قدیم تعامل کی وجہ سے قلعہ کا گیٹ بند کر دینا اذن عام میں ممانعت نہیں ہے بلکہ اگر اس عام میں شہر کے لیے حیرت ہے اور بیت بند کرنا دشمنوں کے لئے ہے، ان کر گیٹ بند نہ کیا جائے تو چھ ہوگا جیسا کہ مجمع دھرم میں شرح عیون المدہب کے نو سے ہے

راجعہ میں ہے "لا یضرب ظلالہ لمع عدو او عداۃ کما فی" دشمن کو روکنے کے لئے یا قدیم تعامل کی وجہ سے حاکم کا قلعہ کا گیٹ بند کرنا اذن عام میں ضلالت نہیں۔ طوطی۔ باب بند

مختصر یہ کہ ممانعت کی بنیاد نماز و جماعت نماز ہو تو یہ دن عام کے منافی ہوگی اور اگر اس کی بنیاد فتنہ کا اندیشہ یا دشمن سے شر کا اندیشہ ہو تو وہ اذن عام کے منافی نہ ہوگی، لہذا جمعہ صحیح ہوگا اور موجودہ حالات میں لاک ڈاؤن یا سماجی دوری کی بنیاد اندیشہ ضرر ہے نہ رہا عمت کر رہیں ہے لہذا باب مسجد بند ہونے کی صورت میں بھی اگر جمعہ صحیح و درست ہوگی بالکل اور کھولار ہے وہ چھ ہے اچھی لفظ

اس مقام پر ان عام کی بحث مزادہ عام ہے اور یہ بھی ان عام کتب دینی رسمہ کا اور کتب فقہ ہو جائے گا۔

کتب فقہ میں یہ بات مصرح ہے کہ روئے مسجد بند کرنا منافی ان عام ہے کیونکہ کسی فقیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ دروازہ مسجد بند ہونے کی صورت میں ان عام منافی ہے گا مودی کو ایذا کے سبب اور عورتوں کو فتنہ کے سبب ضرر و روکا گیا مگر اس کے لئے بھی دروازہ مسجد بند نہیں کیا گیا کیوں کہ دروازہ بند کرنا مناسب

۱۔ اسنادیں۔ لادن العام من الامام و هو يحصل

بفتح ابواب الجامع بلوار میں۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۵)

اس کے تحت روایت میں ہے۔ فانما لادن من

مقیعہا لما فی البر جدی من انه یو اخلق جماعۃ باب

الجامع وحدو فیه الجماعۃ لایجوز۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۵۰)

یہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مقیمین جمعہ کی طرف

سے دروازہ مسجد نہ کرنا کسی طور پر مطلق نہ رہیں داخل ہونے

سے روکنا حائل۔ دن عام ہوگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ مطلق منع

دن عام کے منافی نہیں۔ "ومنع لادن عام کے منافی ہے جو منع

ہے مصلوۃ" ہو یعنی ملت منع نفس نہ رہو یا رسول ہم غیر منفک

اس منع مخصوص کے سوا کوئی اور منع لادن عام میں مصرعیں جمع

الامر اور مختار میں ہے۔ فلا یصر غلق بابہ بقفلۃ بعدو او

بعادۃ قدیمہ لا۔ لادن عام مقرر لاهمہ وغلقہ بمع

العدو لا یمنع۔ (مجموعہ ج ۱ ص ۱۰۰ ج ۲ ص ۱۰۵)

فتح المبین میں ہے۔ یسئلون الی الجمعة بالقدمۃ

صحیحۃ وان غلق بابہا لا۔ لادن العام مقرر لاهمہ و

عقدہ لمع عدو او عداۃ قدیمہ لا یمنع۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

خطاؤ کی نالی الدریں ہے۔ "فلا یطرع مع نحو النساء

بعوف الفسۃ"۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

اہل حضرت امام احمد رضا ہدایت میں فرماتے ہیں

"ان المضرا ما هو الممع عن مصلوۃ و معناه

تكون عداۃ الممع ہی العداۃ نفسہ او لارمہا الغیر

المنفک عہد کانمع کراۃ الارحام و الممع بلعدۃ

یسی کد، یک فلکان کمع المودی من دخول

المساجد کما تقدم شرحا فی حقیقۃ الممع عن الایداء

لاہو ذکر اللہ تعالیٰ فی المساجد"۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵ ج ۱ ص ۱۰۵)

قادی رضویہ میں ہے وہ شخص کی توقع شریرہ و

مؤذی ہے کہ اس کے آنے سے عیدہ فتنہ ہے جبہ تو یہی

ممانعت بھی مانع صحت جمود ہوگی کہ قادیان عام میں سے

روکنا ہے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

نہ تریوں کے قتل میں مانع دعوں مسجد ہوگا تو کوہنا ورس کے

سبب دروازہ مسجد بند ہونے کے باوجود دن عام مانع فقہی روش

کے خلاف ہے۔ قادی رضویہ میں ہے

دن عام کہ صحت جمعہ کے لیے شرط ہے اس کے یہ معنی

کہ جمعہ دم کرے دلوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہل جمعہ

کے لئے وقت جمعہ حاضر کی جمعہ کی ہمارت عام ہو"۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

در مختار میں ہے لادن عام و هو ن بفتح ابواب

الجامع ویودن لداس حتی لو جتمع جماعۃ فی

الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا ہم یجوز۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

روایت میں ہے لادن العام ای ن یادن لداس دن

عاما ہاں لایمع احدامن تصح منہ الجماعۃ عن دخول

الموضع ندی تصبی فہر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

یہ عبارت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دروازہ مسجد بند

ہونے کی صورت میں دن عام ہائی شرط یکا تین اتفاق میں ہے

من شرط اذانہا ن یادن الامام لداس اذنا ہا ما حتی لو

غلق بابہ لقصہ و صلی یا صاحبہ لم یجوز۔ وان فتح بابہ

قصرہ وادن لداس بالذخون فہ یجوز۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵)

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو کہ صرف دروازہ مسجد ہی

اکیل بند ہر محل نماز میں حتی کہ قصر شامی میں بھی دن عام کے

یہ دروازہ ہونا صحت جمعہ کے لیے شرط ہے نہ صرف

دروازہ کھلنا ہونا کافی نہیں ہر ایک رکعت جس سے عام ہوگا اس

وضوح نماز میں۔ داخل ہو سکیں گے کا متعلق ہوتا سردی ہے، کسی

لئے اہل صرث سے محیط سے نقل کرتے ہوئے فرمایا "ان

جس یو یس علیہا یسمع عن الذخون ہم یجوز ہم

نجمۃ"۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵ ج ۱ ص ۱۰۵)

اور ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا جمعہ کی یہ شرط

اذن عام ہے، جس میں کوئی نہیں جا سکتا اس میں ہمار جمعہ نا

مکن و باطل ہے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۵ ج ۱ ص ۱۰۵)

یہ بھی واضح رہے کہ دن عام مقیمین جمعہ کی طرف سے

ہونا چاہئے۔ در مختار میں ہے

جائے سے خارج ہے۔

دوسرے موقف جس کے قائلین میں خود علامہ شامی بھی شامل ہیں وہ یہ ہے کہ صرف بلد قلعہ کے لیے عام کالی کٹیں شہر کے حرام افراد کے لیے اذن عام شرط ہے اس لئے فرمایا: **”الاحسن عود القصر الى المصر المصغر المصغر من المقام لانه لا يهكى الاذن لاهل القبة فقط بل بشرط الاذن لوجبات كنهها من عر انبذافع“** (الامام اربع موص ۲۵) اور قلعہ کا دروازہ بند کرے میں باہر والوں کے لیے منع لازم آتا تو یہ تو یہ فرمائی **”لا اذن ههنا موجود قبل غلق الباب لكل من اراد الصلوة والذى يضره انما هو منع المصلين لا منع العدو“** (رد المحتار جلد ۲ ص ۱۶۹)

چونکہ اذن عام کا جو مقصد ہے وہ پورہ پورہ ہے اندر باہر و بے حرام نمازی جو جمعہ میں شریک ہونا چاہتے ہو جاتے اس لیے اذن جمعہ دروازہ قلعہ بند کرنا ان فقہاء کے نزدیک منع عام قرار دیا۔

بہر حال قلعہ کا دروازہ بند کرنا نمازیوں کو روکنے کے لیے ہو بلکہ شخص کو روکنے کے لیے ہو اور منع نمازیوں کو روکنا ہے۔ جس شخص کو روکنا چاہتے ہیں وہ مسجد میں سے نماز مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو روکنے کا باعث ہوگا اور کتب فقہ میں صحت ہے نہ پکا جمعہ صحیح ہوتا ہے نہ میں سے کسی ایک فرد کو بھی روکنا مباح، دن عام ہے۔ جن فقہاء کے نزدیک اذن عام اہل قلعہ کے لئے مقرر ہے بن فقہاء کے نزدیک قلعہ کا دروازہ بند کرنا دن عام کے نالی نہیں کہ جن کے لئے دن عام مقرر ہے ان میں سے کسی کو روکنا کٹیں پانچ اور علامہ شامی وغیرہ فقہاء کے نزدیک بھی جمعہ صحیح ہو گیا۔ باہر سے بھی حرام نمازیوں کو روکنا ہوسکتا ہے پانچ دن عام کا مقصد پورہ ہو گیا اور دشمن سے حفاظت بھی ہو گئی جبکہ مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو روکنے کا سبب ہے، لہذا پاب قلعہ پر پاب مسجد کا قیاس قیاس مع التارق ہے اعلیٰ صحت ماحتمل ہاں حدیث میں شرح بیون المذاهب، مجمع الزہد، ودر مختار اور فتح

ن صہارت سے بعض تحقیقین نے استدلال فرمایا کہ جس طرح خوف فتنہ کے سبب عورتوں کو روکنا، بدھ کے سبب مولوی کو روکنا اور دشمن کے خوف سے دروازہ قلعہ بند کرنا دن عام کے منافی نہیں اور جمعہ صحیح ہے ہی طرح دروازہ بند کرنا دن عام کے سبب دروازہ مسجد بند کرنا دن عام کے منافی نہیں، جمہور علما نے اس استدلال کو رد فرمایا اور دروازہ مسجد بند کرنے کو اذن عام کے منافی مانا اسکی چند وجوہات ہیں۔

اولاً اس جرم میں دروازہ قلعہ بند کرنے کا دوسرا دروازہ مسجد نہیں، دروازہ قلعہ بند کرنا مسجد یا موضع نماز میں حرام رہوں کو داخل ہونے سے خارج نہیں مسجد دروازہ مسجد بند کرنا مسجد میں داخل ہونے سے خارج ہے کیونکہ قلعہ چھوڑنا مستقل شہر نہیں مگر ایک بہت بڑے علاقے پر مشتمل ہوتا ہے، اس میں لشکر تیار ہوتی ہے، متعدد کوسے دیا زار ہوتے ہیں گوہر بارو کی تعمیر یاں ہوتی ہیں درباروں، لوجیوں، بونڈیوں، علاموں وغیرہم کے رہنے کے مکانات ہوتے ہیں دھوڑوں کے لئے اسطبل ہوتے ہیں، اور بہت سے مسلم بادشاہوں کے قلعہ میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی محل نماز یا مسجد بھی ہوتی تھی، تو دروازہ قلعہ بند کرنا مباح انہوں مسجد نہیں

ثانیاً دروازہ قلعہ بند کرنے سے دن عام سہ ماہ اور قلعہ دنوں کا جمعہ صحیح ہوگا یہ مسئلہ خواہ تحقیق علیہ نہیں تو اسے نظیر میں پیش کرنا درست نہیں اس مقام پر فقہاء کے کرم کے میں موقف میں یہاں موقف جو عبارت کے ظاہر مطوق سے واضح ہے وہ یہ ہے کہ دن عام قلعہ بند کرنے کے لیے مقرر ہے

اسی لئے علامہ شامی نے ان فقہاء کے کرام کی ترجمانی کرتے ہوئے **”لا اذن العام مقرر لاهلہ“** میں حدیث حمیر مجرور کا مرجع قلعہ کو قرار دیا ہے اور اسے ”محسن“ کی تاویل میں لیا ہے تاکہ حمیر اور مرجع میں مطابقت رہے جب دن عام قلعہ دنوں کے لئے مقرر ہے تو محل نماز یا مسجد میں حرام اہل قلعہ داخل ہو سکتے ہیں قلعہ کا دروازہ بند کرنا ان کے لئے دشمنوں میں موضع الصلوٰۃ سے مباح نہیں جبکہ مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو مسجد میں

انھیں کے حوائج سے جو عبارت کل فرماں میں جمعہ
بابت جمعہ صحیحہ و غلق بابہا لاں الاں نعام مقرر
لاہیا (قادی رضویہ جلد ۳ ص ۶۹) اسے برقرار رکھا بلکہ
اس سے متدلاں بھی فرمایا جس سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے
روایک بھی جمعہ صحیح ہے مگر پچھلے قادی میں اعلیٰ حضرت
سے جو پچھلے فرماں ہے اسے بھی اس عبارت کے ساتھ مد
دیکھا جانے پھر اعلیٰ حضرت کے موقف کا تعین کیا جائے

تیسرے موقف چونکہ وقت جمعہ میں ان عام شرط ہے جمعہ
سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھلا ہونا صحت جمعہ کے لیے کافی نہیں اسی
وجہ سے بہت سے فقہائے اہل حق جیسے شیخ سعید علیہ السلام
ابن امجد صاحب فہج النہاۃ وغیرہ نے قلعہ کے دروازہ پر رکھنے
اور نمازیوں کے لیے دشمنوں کی عام احازت نہ ہونے پر عام صحت
جمعہ کے قیوں کو قیوں ظاہر قرار دیا۔

تیسرے موقف مجورین کے لیے دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ اس
کے موقف کے سرسرخلاف ہے اور پھر اور دوسرے موقف بھی
مجورین کے لیے مفید نہیں کہ یہاں خصوصیت حالی ہے وہ دروازہ
مسجد بند کرے اس میں متحقق نہیں

ثالثاً مسئلہ دائرہ میں عام نمازیوں کو کوردنا وائرس کے
سبب مسجد میں آنے سے روکنا موافق کو یہ کے سبب اور
عورتوں کو قلعہ کے سبب روکنے جیسا نہیں کیونکہ عورتوں کے قلعہ
درموزی کے ایچ کے تعلق سے جو سنا ہے وہ موجود یا مطلقاً نہ
تلقا غالب ہے جبکہ وائرس کا معاملہ موبہم محض ہے۔

رابعاً جس طرح پانچ سے زیادہ افراد کے جمع ہونے میں
وائرس کا خطرہ ہے وہی خطرہ پانچ کے جمع میں بھی ہے تو پھر
پانچ کے سوا ہائی نمازیوں کو روکنا صرف اس لئے ہے کہ مسجد میں
تھیمز پھیلے ہو اور یہی حکومت کے لاک ڈاؤن اور قلعہ (۱۳۳)
کے نفاذ کا مقصد ہے جبکہ کراہت الزدحام سے روکنا بھی عین
نماز سے روکنا ہے کہ وہ نماز کا نام غیر منقطع ہے اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا قدس سرہ جہ امتار میں رقم طرز ہیں "ومصاہ ان
تکون حلة العنق ہی الصلوۃ نفسہا او لا زمہا لعمیر

المنفک عنہا کا منع کراہۃ الزدحام جہ ۲۰
خاصتاً قلعہ کے سبب عورتوں کو روکنا اور ایچ کے سبب
موزی کو روکنا چھتین افراد کو روکنا ہے جبکہ وائرس کے سبب
عام نمازیوں کو روکنا غیر معین افراد کو روکنا ہے اس لئے یہ
قیوں درست نہیں۔

سادسہ عید صحابہ سے لے کر اب تک عورتوں اور موزیوں
کو روکنے کیلئے کبھی مسجد کا دروازہ بند نہیں کیا گیا جب کہ انکو
روکنے کا صریح حکم موجود ہے اور یہاں اس کو روکنے کے
بجائے دروازہ بند کیا جائے گا نہ کہ ان کو روکنے کا حکم اس پر
ہوتا ہے معین مطلق۔

سابعاً عام کے پودہ سو سالہ تاریخ میں صدی مرتکب
اور مسطورہ ایام میں ہزاروں مرتبہ طاعون اور پھل کی بیماری آئی اور
محکم حدیث نقل و معانی مسودہ ص ۱۰۴ جو کبھی کسی مجتہد یا فقیہ
لے مسجد کا دروازہ بند کر کے جمعہ وعیدین کی اجازت نہیں دی۔

ثامناً غیر منقسم ہندوستان میں اور موجودہ ہندوستان میں
سیکڑوں مرتبہ فسادات ہوئے اور جمعہ وغیرہ میں عام نمازیوں پر
دشمنوں کے سخت حملے کے خطرہ کا ماوجود حالہ نے کبھی مسجد کا
دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھنے کی اجازت نہیں دیا تو کوردنا وائرس
جیسی وائی بیماری کے سبب دروازہ مسجد بند کر کے جمعہ پڑھنے
کی اجازت کیوں دے کر کی جاسکتی ہے؟

ثانیاً بادشاہ سلطنت گڑھری مسجد میں جمعہ کے اے در
دشمن کے حملہ کا خوف ہوتا ہے اب مسجد بند کر کے کی اجازت
نہیں ہاں اسے عارضی مسجد سے رخصت ہوگی جبکہ قلعہ پر حملہ کا
خوف ہوتا ہے قلعہ بند کر کے کی اجازت ہے اس سے بھی ایسے
میں فرق واضح ہو گیا جمعہ وعیدین کے لیے الزدحام کی شرط
کا معاملہ جس حد تک ضروری ہے؟

بعض سہولت پسندوں نے اب ڈاؤن کے زمانے میں یہ
نکتہ آخری کی کہ جمعہ وعیدین کی قیامت کے لیے ان سلطان
یا ان کے مامور کی اجازت شرط ہے مگر ان سلطان یا ان کے مامور کی
اجازت کا حصول مسجد رہو تو رہتا ہے ضرورت و مجبوری عام لوگ

جسے عام مقرر میں سے پیچھے بھی جمہور عیدین تک ہے۔

تجسس و اہم یہ اختیار تارخاس میں ہے ولو اجتماع
بعمامة عینی یا بقدمو رجلا مع فہم واحد من ہولاء
بعمی ذکوا من غیر مرفہم یجز لا اداہم یکن لم قاض
ولا خیمۃ المیت لعمینہ جہر منصور وراقۃ لکری ان عین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی بالناس یوم الجمعة و عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور لان الناس اجتماع علی
عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس ۱۸ و ہدایت ۲۱ ج ۲ ص ۲۰

تاکش حال خلاصہ و غیر میں ہے لو اجتماع بعمامة
عینی تقدیم و حل لم یاہرہ نقاصی ولا خیمۃ المیت لم
یجز ولم یکن جمعة وان لم یکن لم قاض ولا خیمۃ
بیت فاجتمعت العامة علی تقدیم و حل جہر یسکن
منصورۃ علامۃ الامامین ص ۶۹ ۱۱ قاضی عینی ج ۱ ص ۴۳

تو کسی طرف رک نہ ہو جسکی صورت حال میں جب کہ
حکومت کی طرف سے چند ہی عیدوں کے سوا سب پر پابندی کا یہ
ہو اور روزانہ بکھول کر نہ رہنے میں مسجد میں کثیر ماہوں کے
آج سے کے سب پوسس نظامیہ کی طرف سے قاتل کاروں
کا خطرہ ہو تو حاکم اس صورت میں اس عام کی شرط سے شخص
سے خیر دور مسجد بند سے سے باوجود بھی صحت جمہور کا خطر
ہونا چاہیے اور اس سے بھی کہ اس عام کی شرط مسائل جتنا یہ
سے ہے مگر شافعی جمہور میں سے کسی کے ذریعہ بھی
صحت جمہور کے لیے اس عام شرط نہیں بلکہ خلاف کے یہاں
بھی ظاہر المراد یہ میں کہیں اس کا نہیں ہو دو میں اگرچہ یہ شرط
مذکور ہے مگر اس کے باوجود فقہر القدری وہ یہ بشرط مختصر
ملک لکھی جملہ ملوکہ لکھی خیر الفقہر لقا م فی البیت اسم
قیدی افکار معنوی مجمع بحرین بنی انسان وہ غیر ہا برسوں
معتبرت میں اس شرط کا انہیں تو کیوں نہیں برتا ہے ضرورت
محمول رہنا سلطان کی شرط کی طرح اس عام کی شرط کو بھی
نظر نہ رکرو یا حد سے اور قاعدہ بھی نہیں ہے۔ مور مصنفین کو حتی
انما قال سے روایت پر محمود کیا جائے

لکھنؤ میں شخصی پھر مسجد خالق اور راجکار وغیرہاں ہے

مور تلمذ میں محمود عینی ہدایت ۲۱ ج ۲ ص ۲۰
الصحف لا الفساد
در ظہیر یہ میں ہے من فعل فعلا مجتہدا فیہ او
لقد مجتہدا فی فعل مجتہد فیہ فلا عار ولا شبهة ولا
سکارت عیدہ علامہ عینی ص ۲۱

اٹلی حضرت فرماتے ہیں عام سے محتاطین تو یہیہ میں
جتنی یہ میں لگا بھی ضروری ہو جب نہیں جانتے کہ عید بالذ
۲ بت تاہم تعلیل و کذا لکھنؤ میں ۸ ص ۲۹۵

ایک ہی مسجد میں متعدد جمہور یا گھروں اور قیثوب میں جمہور
عیدین کے قیوم کا مسئلہ

جمہور عیدین کا مسئلہ عام میں اس سے مختلف ہے جمہور
عیدین کو ہر شخص کا حق نہیں کر سکتا اور بد ضرورت ایک مسجد میں
عید جمہور جہر

لکھنؤ ضویہ میں ہے صحت جمہور کی صورت جو رقدہ
یہ کاہن میں سب ہر ملت ہا رہا تربت ہا ہدایت

یہ ظاہر کہ کلام اسی صورت میں ہے جبکہ یہاں جمہور صحیح اور ہو
ہو اور مسجد حد میں تعدد جمہور کہاں اور ہر مسجد میں وایت کا
کی مسئلہ تو صراحت ہے کہ پہلی ہی راہی سے پڑھائی جو اس مسجد میں
اقامت جمہور کا مالک تھا اب یہ وہاں وہیں جمہور پڑھا لے والا وہ
حال سے خالی نہیں یا اس مالک اقامت کے ان سے پڑھائے گا
یا ہے اس میں اس طرف راہ موسوع کہ یہاں اس مالک نہیں مگر
ثابت اور بعد اس کے حج کا جمہور اصل پڑھا چکا اقامت شد
ہو چلی جمہور میں ثابت ہے کوئی معنی نہیں رہا بہت تحصیل
ما حاصل کے ہے ہوئی ہے نہ تحصیل حاصل کے و مطرہ مناسب
فیہ ایک امر میں جمع ہو سکیں اور جمہور اکندہ کے ہے ان جمہور
امر و کلا اس میں نہیں تو شکی ثانی ہی تحصیل ہوئی اور جمہور میں غیر عام
جمہور کی اقامت ہے اس میں امام جمہور مائل ہے نہ اس مسجد میں حج
کے جمہور کو امام کی ضرورت نہ ہو۔ سے چند سے ناس ٹک در
جمہور سے ہا عید کی کبھی کسی شخص لاوت رہوں جنک ہے ہا

فاحس اس طریق مصیبت کا درکار ہے اس کے بغیر یہ تریں ہو سکتیں
تکلیفیں، تنویر الایضار میں ہے "تیشترط نصبہا السلطان او
مامور عیاقامتھا"

ترجمہ میں ہے "فی المرجعۃ یوصی احدہما
اذن الخطیب لایجوز۔" نسخ۔

روانکار میں ہے "حاصلہ انہ لا تصح الی متھا الا
لنن اذن له السلطان بواسطۃ او بدو بہا امہدوں ذلک
فلا تنویر ورنہ میں ہے (و نصب العامة) الخطیب (غیر
معتبر مع وجود من ذکر امام مع عدمہم فیجوز بضرورۃ
انہیں کے باب العیدین میں ہے (تجب صلاتہم علی
من تجب علیہ ان جمعة بشر الطہ) قاضی ۵۶۵-۵۶۸

اسی میں ہے "انکب مسجد میں نکرار نماز بعد ہر گرجا نہیں
وقد اخطا بعض المصریین من لکھو فی لجویر
ذلک معترا بجوار لعمد کمیناء فی فتاویٰ جمہرہ
عیدین کی عادت مثل نماز پنج گاہ نہیں کہ جسے چاہے ہمارے
رہنے بلکہ اس کے لیے شرط لازم ہے کہ امام ماہر و کجرت
سلطان ال اسلام ہو بد واسطہ یا بواسطہ کہ ماڈون کا ماڈون ہو یا
ماڈون اماڈون کا ماڈون ہو و عدم جبر بضرورۃ او بدو بہا
ایضا علی اختلاف القیمن مع شروط معلوم المبین
فی کلمات العلماء مکرر یہاں تک کہ اگر بغیر اس کی
اجازت کے دوسرے شخص امامت جمہر کرے نہ ترے ہوگی۔ سراجیہ
میں ہے ابو صلی احمد بصر اذن الخطیب لایجوز الا ذ
افتدی یہ من لدو لایۃ الجمعة ۱۵

ہاں! یہاں ماڈون سلطان شرابی ہو وہاں بضرورۃ امامت
شعار احتجاج مسلمان کو قائم مقام اذن سلطان قرار دینے کی مسلمان
حقائق کو کہ جسے امام جمہر مقرر کر لیں وہ مثل امام ماڈون من السلطان
ہو جائے گا، درختا میں ہے نصب العامة الخطیب غیر معتبر
مع وجود من ذکر امام مع عدمہم فیجوز بضرورۃ اور
شک نہیں کہ جو امر ضرورۃ جائز رکھا گیا وہ ضرور اس سے تجاوز
نہیں کر سکتا، لعمرفہ من القاعدة المطردة الفقہیۃ۔

ایک ہی پائے کے انہیں نماز مل جاتی ضرورت قرار پائے اور اس میں
ایک کاروسرے کو مدعید مقرر یہاں قائم مقام امامت سلطان
سلام شہرے اور تمام مسائل کے فوت جمہر عیدین پر مسمی ہیں باطل
ہو جائیں تو حق یہ ہے کہ اس مسجد میں درکنار کسی دوسری مسجد میں
بھی جہاں جمہر ہوتا ہو وہ مکانات میں اس کی جگہ یہ لوگ
جمہر نہیں پڑھ سکتے بلکہ ظہر نہایت پڑھیں ۱۰۰۰۰۰

اسی میں ہے "جمہر عیدین و کسوف میں ہر شخص امامت
نہیں کر سکتا بلکہ لازم ہے کہ سلطان سلام کا مقرر کر دے سکا
ماہر ہو دس انہیں یہ مثل سکتے تو بضرورت عام اہل اسلام کسی
کو امام مقرر کر لیں صورت ہواں میں جبکہ سلطنت سلام علی اللہ
تعالیٰ عہدہ سے بحکم حاکم شرع و بال جمہر قائم اور امامت حاندال
امام قدیم میں مسترد و امام ہے تو امام خود نماز من چاہے سلطان
ہے اس کے ہاتھ بلا مجبوری شرع عام مسلمانوں کو بھی امام عید
قائم / سنہ کا حیدر نہیں لای بخیرۃ بہم یہاں یکون عدد
الضرورۃ لفقہ الامادوں قادی و جدد فلا ضرورۃ فلا حیرۃ
یہاں مجبور شرعی یہ کہ امام ماڈون خود شر ہے یا اس میں حذیب
و غیرہ کے لہذا پید ہونے سے قادیب امامت جمہر ہو جائے
اور اس حاندال ماہر اس میں کوئی اور بھی صالح امامت رہو، حسب
اس صورتوں میں سے پھر نہ تھا، اس دوسرے شخص کی امامت صحیح
نہوں اس سے پیچھے ماہر و جمہر باطل ہوگی و وصحت گناہوں
کا خود بھی مرتکب ہوگا اور تھے مسلمانوں کو بھی شدید مصیبت
میں مبتلا کرے گا، وہ دوسری مسجد کا جمہر حرام ہوگا اور ظہر کا فرض
سر پڑے گا، اور عیدین میں ماہر عید باطل ہوگی، اس کا پڑھا
گناہ ہوگا، حسب عید سر پڑے گا ۱۰۰۰۰۰

اسی میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "یہ مسئلہ ہدایت واجب
عقل سے، آج کل جہاں میں یہ بدست چھٹی ہوئی ہے کہ جمہر
نماز عید ربی کسی مسجد میں ڈھائی آدمی جمع ہوئے اور ایک شخص
نوسا مشہر رہے پڑھن وہ نہ نہیں ہوتی اور سننے چ سننے کا
گناہ لگ ہوتا ہے، محرم کے خیال میں یہ نہیں رہیں بھی بخیرۃ کی
طرح ہیں کہ جس نے چاہا امامت کرنی حالانکہ شرعاً یہاں امام

در مسجد و حد پہنچے وقت و حد میں۔ امام غزالی ہرگز ضرورت نہیں تو جب پیدا امام نہیں جمعد ہے دوسرے صورت کی یاقت سے دور۔ دیکھو تو ان کے پیچھے ہی جمعد یا حل و محدود۔ ۱۰۰۰۰۔ اسی میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں صحت جمعد شرط سے ایک یہ بھی ہے کہ ہار شاہ اسلام یا کسی کاموں قامت کرے جنی سلطان خواہ اس کا ماہ و خطبہ پڑھے امامت رہے اور جہاں یہ صورت متحدہ ہو جیسے ن بلا ہندوستان میں رہنموزہ از امام ہے وہاں بضرورت نصب عامہ کی حاجت یعنی عام منصبیں سے امام مقرر رہیں۔ ۱۰۰۰۰۔ ص ۱۰۰۰۔

مگر ان کے دلائل کے دھارے میں بہت سے شہروں سے یہ اطلاع ملتی کہ چند لوگوں نے اپنے اپنے گھروں اور قلعوں میں بطور سوریہ امام مقرر کئے جمعد وعید میں کی کیا قائم رہی بد بعض شہروں میں یکے کی مسجد میں متحدہ بار بطور خود جمعد قائم رہا گیا تا کہ یہ اس سے زیادہ لوگ جمعد میں پڑھ سکیں اور بعض مقبوضہ کے مجبور کی کام نہ دیکر جو روضہ کا حکم بھی جاری کر دیا جبکہ جمعد عید کے قیام کیسے رہن سلطان یا اس کے مامور کی حاجت یا بوجہ مجبور نصب عامہ شرط ضروری ہے یا نہیں اس عامہ شرط بھی منقولہ تھی اور مقبضین جمعد کے کسی کو معز نہیں کیا جو تب بھی اس عامہ کے لئے جب اعلان و اشتہار ضروری ہے اور اس میں سے چپکے چپکے جمعد قائم کیا تو اس عامہ شرط نہ پائی گئی اور جمعد منع رہا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "یا مامروں میں وہاں قامت جمعد مشہور نہ تھی بطور خود اس لوگوں نے پڑھ لی اور عام اطلاع نہ ہوئی اگرچہ کسی کو اس سے حماقت تھی۔ کی گرچہ لوگوں سے اور مسجدوں میں پڑھی تو اس صورتوں میں کئی نماز نہ ہوئی۔ خدا صریح میں شرح جامع صغیر امام صدر شہید سے ہے من جملة دانک الادب العام یعنی الاداء صلی سبیل الاشعار۔ ۱۰۰۰۰۔ ص ۱۰۰۰۔

سید علی حضرت فرماتے ہیں جمعد کے بے مسجد شرط نہیں امکان میں بھی ہو سکتا ہے جبکہ شرط جمعد پائے جائیں اور ان عامہ سے نہ جانے لوگوں کو اطلاع نہ ہو کہ یہاں

جمعد ہوگا اور کسی سے اسے کی حماقت نہ ہو۔ غالی امام کی میں ہے۔ المستطاب اذا را اذان یصلی بحشمة فی دارہ فان فتح بابہا و ادخل الناس ذلک عامہ جارت، تو اگر صورت یہ تھی وہ لوگ مصیب ہوئے۔" ۱۰۰۰۰۔ ص ۱۰۰۰۔

بعض عامہ سے اس موقع پر یہ بے ظاہری نہ کہ ان کے زمانے میں جب حکومت کی طرف سے پانچ افراد کے سو کسی کو مسجد میں جمع پڑھنے کی حاجت نہیں تو یہ وہ مسجد بدش کی جمعد ہو گئی اور اسے علم مثل جبل کے ہو گیا۔ اسی صورت میں مقبضین جمعد گرچہ اپنی طرف سے کسی کو منع نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے اس عامہ کا طہر بھی کیا کہ وہ لفظ ہے معنی ہوگا۔ البتہ مسجد دارہ رہے ہوں پڑھیں یا بندہ کے ہر صورت جمعد صحیح ہوگا اور ظہر پڑھنا فرض ہوگا اور اپنی تائید میں قادیان و صوبہ میں یہ عمارت چٹائی یہ ظاہر نہ تحقیق معنی اس سے ہے کہ اس مقام کا صانع اس عامہ ہونا بھی ضروری ہے اگر کچھ لوگ قہر شامی یا کسی امر سے گھر میں جمع ہو کر باذان، اعلان جمعد پڑھیں اور اپنی طرف سے تمام اہل شہر اسے کی حاجت عامہ دے دیں مگر یا شاہ، امیر کی طرف سے رد ہوں یا پھر سے منھے ہوں عام حاضرین عام حسرت ہو کر مقبضین کا وہ اس عامہ کنس منظر ہے معنی ہوگا وہاں سے اس عامہ سے اور اس میں خود جاننے والوں کے کہ یہاں اس عامہ نہیں ہو سکتا پس مانع قیہ میں وہاں میں کل نظر رہیں۔

اولاً اس قلعہ کا صانع اس عامہ ہوتا یعنی اگر تمام اہل شہر اس قلعہ میں جمعد پڑھنا چاہیں تو کوئی حماقت نہ رہے لفظ اد میں ہے لہذا الصلوۃ دینہ و دعاہ جیہا بہ بدعہ کریم ہے تو بیشک وہ قلعہ صانع اس عامہ ہے اور اس کی حاجت میں ضرور رہے چونکہ پھر ہوا کچھ مضمر ہوگا کہ پھر اس عامہ ہے جو عامہ انہوں کو بعد غالی میں بصورت عدم جو صرف مجلس البواہیں نے فرمایا بلکہ لیسمعو عن بدحول بزحایا بلکہ حدایہ میں محیط سے منقولہ مجلس البواہیں عیدہا لیسمعو عن بدحول لیسمعو ہم الجمعة بوصف شوکت شامی یا اس قانون کی حاجت کو کہ ہے یا اس کوں چیز عدم سے باہر نہ جائے

آخر صف و بین الصوف موضح خاتمة اللہ احسن ان
بصر ہیں یدیدہ لیصل الصوف "لانہ اسقط حرمۃ نفسہ
فلایاثم الفلانیس یدیدہ" (ذوق ربی ۲ ص ۳۱۲ ح ۱۲ عرب اردو)
قادی کی ہند یہ میں ہے ویسی بلقوم ادا قامو انی
الصوف فان یتراسوا ویسدو الخمل ویسو ہیں من کتبہم
فی الصوف و لا یاس ریاہم ہم الامام بدالک کدافی
بحر النیق وان وجدہ فی الصف الاول فرجۃ دون نصف
الثانی یخرف الصف الثانی کدافی القنیۃ۔ (۱۸ ص ۱۸)

قادی صوفیہ میں ہے "کسی صف میں فرقہ رکھنا مکروہ
تحریکی ہے جب تک اگلی صف پوری نہ کر لیں صف دیگر ہرگز نہ
باندھیں" (۱۸ ص ۱۸)

مذکورہ بالا حادیث و فقہی عبارت سے واضح ہو گیا کہ صوفی
سیدھی رکھ، اور خوب مگر کھڑا ہونا واجب ہے اور حصص کے درمیان
ن فرقہ چھوڑنا مکروہ تحریکی اور مکروہ تحریکی کا مرتکب آثم و گنہگار
ہے حتیٰ کہ اگر صف اور میں فرقہ پیچھے تو صف چالی کو چیر کر
صف اور میں فرقہ بھر دے

نیکس "ساک" ذرا جتنی صورت حال پیدا ہو جائے اور حکام
صوفیوں میں سوشل ڈسٹیننگ (Social Distancing) کا حکم
جاری کر دیں اور خلاف ورزی کی صورت میں نماز پڑھنے کو پابندی
کی مار یا مقدمہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو کیا وضع حرج کے لیے سوشل
ڈسٹیننگ کے ساتھ صوفی قائم کی جاسکتی ہیں؟

اگر ایسا ضروری کی صورت میں بھی مکروہ تحریکی کا حکم
جا ن کیا جائے گا؟ جبکہ ارشاد خداوندی ہے "یرید اللہ بکم
اليسر ولا یريد بکم العسر" اور ارشاد ہوا "ما جعل علیکم
فی الدین من حرج" اور قاعدہ ظاہر ہے متشعبہ تہجد
الہیسیور اور یہ بھی عبادت سے کھٹا صاف عر النع

فقہی جوئیات کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ
بہت سے مقامات پر فقہاء نے مکروہ تحریکی کا حکم دیا مگر
پھر محمودی "۱۱" حد شرعی سے تجاوز نہیں مسائل میں رخصت
و اجازت بھی حرمت قرمانی جیسے صف میں تہا ہوا مکروہ ہے

پھر ہوتا مکان کو صلاحت اذن عام سے خارج نہیں کرتا اور اگر
جائزت ہو چکا پس پاہزاروں ہزار کسی حد تک محدود ہے جیسا کہ بعض
الذہبی سوال سے مستفاد "مگر تمام جماعت شہر جانا چاہئے۔ جا سہ
ایک گئے تو وہ مظل بنش کا ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا بدعت میں
بشرط اذن عام کی دلیل میں فرمایا: "تسمی جمعۃ لا اجتماع
الجماعات فہذا فافقتہ فی ان تکون الجماعات کلہا
مادہ میں بالخصوص بحقیقہ معنی لا مسجد بل جوہلہ ۳۳۵ ص ۳۳۵
صوفیوں میں ہر دینی کے درمیان فاصدہ سے کرتا ہر قائم
کرنا۔ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل صف کا ہدایت عثمان
فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرقہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے
اس باب میں متعدد حدیث بھی وارد ہوئیں

نقاری اور نسائی میں اس آیت ما لک ربی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے "اقیموا صوف فکم و تراسوا فاسی اراکم من
وراء ظہوری" مسند امام احمد میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی ہے "سدو الخمل فان الشیطان یدخل فیہا
بہیکم بمنزلۃ الخداف" اسی میں ہے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے "راسوا الصوف فان الشیطان یقوم
فی الخمل" نسائی میں ہے "راسوا صوف فکم وقاربو
بہم و حادو بالاعناق فوالدی نفسی یدہ اسی لاری
نشیطین بدخل من خمل الصف کانہا الخداف"

ابو ذر طیک کی میں ہے "اقیمو صوف فکم لو الدی
نفسی یدہ اسی لا ری الشیاطین بین صوف فکم کانہا
غم عفر" (مختار ص ۱۱۵ ح ۱۱۵)

سنن ابوداؤد میں ہے "اقیمو صوف و حادو بین
لصا کب و صدو الخمل ویسو بایدی اخواتکم ولا
تدرو فرجات بالشیطان و من وصل صفا و صندہ غفوم
قطع صفا لعلہ اللہ

در مختار میں ہے "ولو وجدہ رجۃ فی الاول لا ینسی لہ
عرق الثانی بتقصیر ہم و فی الحدیث میں سدہ رجۃ
غفر لہ" کے تحت روایت کیا میں ہے "فی القنیۃ قام فی

نکن کر اُگلی صاف میں جا ہتی کہیں ہے۔ ہمز ہو سکے تو اس
حذر کے سبب تپا کھڑا ہونا جائز ہے۔

بدائع الصالح میں ہے ثم الصدقة مفردة خفيف
نصف انما لذكره ان وجد فوج في الصنف فاما اذا لم
يجد فلا تكره لان الحال حال العذر واما مستثناة الا
لنرى انها لو كانت امرًا يجب عليها ان تقوم خفيف
نصف لان معادلتها الرجل مفسدة صلاة الرجل
فوجب الافراد للصورة (ج ص ۲۱۸) اور جیسے
مقتد کا: میں کھڑا ہونا مام کا مقتدوں سے بدعت کھڑا ہونا
مام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے مگر برائے
ضرورت و مجبور، رخصت اور برائے بھی ہے

اعلیٰ حضرت فرمائے ہیں مقتدوں کا درمیان کھڑا ہونا مباح
ہے مگر بغیر وقت نہ چھ نہیں ہے یا مثلاً میدان میں رہا ہے صحیح
حدیث میں ہے کاستقی ہد علی عہد رسول ﷺ یہ علم
معمود، مقتدوں کے لیے تھا مام امام اس کے لیے ہمارے مام
عظیم رضی اللہ عنہ کے فرمان ہے کہ درمیان کھڑے ہونا مکروہ ہے
تا نہ مایہ و در اختیار میں امام سے ہے ہی اکرہ للامام
بقوم بین ساری میں

قنادوں خصوصاً میں ایک اور مقام پر ابھی حضرت فرماتے ہیں
وقت ضرورت امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور پنے
درمیان مقتدی کے لیے کی حاجت نہیں بلکہ مقتدیوں کا امام
کے درمیان ہونا خود مکروہ ہے مام کا محراب میں ہونا ضرور تھا
نہ مکروہ نہ یہ اس ضرورت سے ہو اور اگر یہ مقتدی مام
کے برابر ہو جائے تو نماز مکروہ و حرمی و حسب اتعا و ہو جائے گی
محراب میں بلا ضرورت کھڑا ہونا بھی یہاں ہی مکروہ بلکہ یہ سخت و
شدید مکروہ و موع ہے۔

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں محراب میں وہی
ہیں جو وسط میں قیام امام کی علامت کے لئے بنائی جاتی ہیں یا
جو رہے دوستوں کے درمیان ہوتے ہیں اور انکے اور امام بوجہ
ضرورت بھی مسجد پر محراب درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے

۳۸۰۳۸۰۳۸۰

مدورہ والا تقصیدت کی روشنی میں امام سے آرام و مصلحت عظام
کی بارگاہ میں چند سال تپیں ہیں امید ہے کہ جلد رجوع
جو بہت بھیج رہی تھی و سب آگے لپکھ کر کوشا و کام فرمائیں گے۔
سوالات

(۱) جمعہ وعیدین کے لیے عام دن شرط کا محاذ کس حد
تک عام و مصروف ہے؟ کیا اس سلطان کی شرمہ کی طرف
رہائے ضرورت و مجبور کی اس عام کی شرط سے تعلق
کے بغیر بھی اس دن جیسے حالات میں صحت جمعہ و
عید کی فاحکم دیا جاسکتا ہے؟

(۲) درود مسجد کو بند کرنا عام کے منافی ہے یا نہیں،
کورہ عام کے سبب اس دن جیسے حالات میں
ایک حکام مسجد بند کرنے کا حکم دیں یا بھیجے؟ اس کا خطرہ
ہو تو درود مسجد بند کرنے کی وجہ سے اس دن جیسے حالات
جمعہ کے بندے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے؟ باب قلعہ
و اسے حجاب سے اب مسجد بند کر کے صحت جمعہ پر استدلال
صحیح و درست ہے یا غلط و فاسد؟

(۳) دشمن کے خوف یا عارت قدیمہ کے سبب وقت جمعہ اب
قلعہ بند ہوئے ہیں۔ عام رسمہ گایا ختم ہو جائے
گا؟ یا قلعہ کا مسجد صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلے میں اعلیٰ
حضرت مام تھوڑا قدر سرہ کا موقف کیا ہے؟

(۴) جب حکام کی طرف سے چند ماریوں کو چھوڑ کر عام فرمایوں
کو مسجد میں جانا موع فرار دے دیا جائے تو اس صورت
میں مسجد کا حکم ختم چیل چیل ہو جائے گا یا نہیں؟ اور درود
مسجد بند کر کے جمعہ پڑھیں یا انھوں نے ہر صورت کیا چھ
صحیح ہوگا یا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

(۵) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار
جمعہ یا عیدین کی متعدد عین قائم کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟
یہاں گھروں، لکھنوں، درجنوں لوگوں میں جمعہ وعیدین کی
قامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں! بقیہ ص ۴۴

صحیح و درست ہے

توالی ۱۳۳۰ھ

ذہب محمد احقر حسین قادری

سوال نمبر: حالت احرام اور نماز میں

ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

اوجھلاؤ مکرہاں طیب عصر کا ملاؤ ستر مہ
وتعطیۃ ریح نورس والوجہ کانکں ولاباس بتعطیۃ
دیہ وقفہ وضع یدیدہ علی نفعہ بلالوب
رواکنار میں ہے کانکل ہو بمشہور من الروایۃ
عن ابی حنیفۃ وهو الصحیح علی ما لمانہ غیر وحد
شرح الباب قوہ ولاباس بتعطیۃ دیہ وقفہ وکد
بقیۃ البس اہ قولہ بلالوب کد فی الفتح وایحیر
والظاہر انہ لوکان الوضو بالثوب ففیہ الکراہۃ
بتحریمہ فقط لا باللب لا یدع ریح الوجہ

کتاب طیب البساتین

تبادل حایہ میں ہے "ولاباس بالمحرم ان بعضی ادبیہ او
من یحییۃ مادیوں الدفن ولا یمسک علی نفعہ بشوب ولا یاس
بنا یصح یدہ علی النفع ولا یعضی فافو لاد فمو عار ظہ

لاب (بشوبین: ۱۰۸)

بہار شریعت میں ہے: عز یا غروب سے پہلے ننگی ماروں یا
چہرہ چھپائی یا عریضے پورا یا چہرہ سر چھپائی تو چار پہر یا زیادہ
لگا کر چھپے سے ننگی ہے اور میں حدود اور چہرہ سے ننگی چار
پہر تک چھپا تو صدق اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ
ہے "عز" ہوا کپڑا پہننے میں یہ شرط نہیں کہ کھد پہنے بلکہ بھوں کر بویا
آداب میں بھر جائی وہی حکم ہے یوشیا اور کھد چھپنے میں کاف اور
گدن کے چھپنے سے میں حرمت نہیں یوشیا ناک پر جان و کھد کھسے
میں اور اگر کھد میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر کھد رکھا تو
کفارہ نہیں مگر کھد و گناہ ہے۔ (جرم اور ان کے کفارہ کا بیان)۔
اور اہل علم پر یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ شریعت میں اجداد
کے سبب تخفیف ہو جاتی ہے خصوصاً عرض کی حالت میں اور بھی

اس وقت پور عام مسان عجب تکلیف اور اضطراب نیست
ہے اور چار ہے سیاسی سنی اور معاشی جیسے بہ شام مسان عریضے
کے تعلق سے حکام و انتشار میں مبتلا ہونے سے ساتھ ساتھ
مختلف سنی اور جہلی میں کفار ہے خصوصاً روزنامی وہ
سے چوٹی مسان آبادی کو جھل پھل کر رکھ دیا سپر پاور حکومتیں
اس وہ کے سامنے مصر پاور کھائی سے رتی ہیں اور اطباء اور
اکثرین حضرت پتی چورن تو نانی صرف کرے کے ہر جزو علاج
تلاش سے ناکام نظر آ رہے ہیں البتہ حتمیاتی تدبیر پناہ مسان
وہ کے محفوظ رہے تکلیف یا بانی جاری ہے۔

ان احتیاطی تدابیر میں چہرہ پر ماسک لگا کر مکلف حرمت
کو بات اور کھد کے ذریعہ جسم کے اندر جانے سے روکنا بھی شامل
ہے چہرہ پر دیا بھر کے کوک یا تقریق مدہب دست اس حتمیاتی
تدبیر پر عمل پیر ہیں اور ماسک لگا اپنا مسدود ہے نہ چاہ
چتے ہیں بند جنس ممالک میں حکمت کی طرف سے اس کے
لگا ہے بہ رحمت قسم کی پابندی بظہر اگر جبریں قانون نافذ ہے

بہ شام مسان حالت نماز میں بھی ماسک لگاتے رہتے ہیں
اور سب خصوصیت مسدود ہے رنج و عمرہ پرچہ سے و اولیٰ کے نے یہ پابندی
حاکم کی ہے رنج و عمرہ نہ ہے کی حالت میں بھی ماسک لگانا
ضروری ہوگا ایک طرف تو دنیا کے یہ حالات ہیں اور دوسری طرف
قادر شریعت مطہرہ کے کچھ ایسے مسائل ہیں جن سے روکے نہ جاوے
رنج و عمرہ میں ماسک لگانا موجب معلوم ہوا ہے اور اس کے ارتکاب پر
ام و عمرہ کا حکم مذہب سے کفارہ شد حق ہو رہا ہے

کیونکہ شریعت طہیرہ سے مطابقت حالت احرام میں مسدود
وہ ناک چھپنا باسیت احرام میں شامل ہے، تنویر لایسا
دور مختار میں ہے البتہ جب دم یعنی محرم باس و لو ماسک

وقت میں ڈھانچے لپٹے ہیں چنانچہ روکھٹا رہیں ہے و انشعاب
و هو تعطية الانع و انشعاب في الصلاة لانه يشبه فعل
المحوس حذر عبادتهم سیراب ریحی و نقل طعن ابی
السعود انہ لہ حرمیۃ ۵

بہ کرنا سے تحفظ کے پیش نظر لوگ مسجد و رہائش کو
ما ملک سے ڈھانچے ہے جب عام حالات کے علاوہ مسلمان
ماری حالت میں بھی ماسک لگاتے رہتے ہیں یہ ماسک نقد
سے مذکورہ بالا مسئلہ سے تحت آئے گا۔ کہیں آئے گا۔

اس تفصیل کے بعد آپ حضرات کی خدمت میں چند سوالات
حاضر میں امید ہے کہ آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر ان کا نسیمی پیش
جو بہت سے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے اور شرعی کونسل
تف اندلیابرلی شریف کے معاون ہوں گے
سوالاۃ

(۱) حالت احرام میں ماسک لگانا چہرہ چھپانے کے حکم میں
ہے یا صرف مہ اور تاک چھپانے کے حکم میں ہے تفصیل
سے واضح فرمائیں

(۲) کرونا سے متاثرہ ہیں حکومتی قانوں کی بنیاد پر عمرہ کے سے
ہیں مانگتے ہیں تو جس حضرت کو حج و عمرہ کی سعادت ملے
گی وہ سب نظر کرنا ضروری نہیں ہوں گے پھر بھی نہ وہ
ماسک لگا، ہوگا یہ حیات حتمیہ سے حکم میں ہے یا
غیر ضیاریہ میں درحکمب جنایت پر یا حرم نہ ہوگا۔

(۳) کیا اس مسئلہ میں کسی درد ستانہ نقد سے پھول چس غائب
ہونے کی جائز ہوگی۔

(۴) حالت حرام میں ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر
پر سے کیا نہیں اگر پڑھ سکتا تو اس حد تک پڑھ سکتا۔

(۵) حالت حرام میں ماسک لگانے پر حکومت کی طرف سے
جرم عدم جرمی صورت میں ضابطہ کیا جائے گا یا فرق ہو
گا۔ اس کی تفصیل کر کے حکم واضح فرمائیں۔

جز کھد اللہ عذیر الخیر ۷

□□□

رہا وہ سال ل جاتی ہے مگر حالت احرام میں عذر سے سب
مکاب جنایت میں مطلقاً آزاد نہیں تھی ہے رشا قرآن
برہم ہے فعل کما یسکون مریض او نہ دی میں رہا
فقدہ من صیام او صدقة او سکت۔ قرآ ۱۶

اسی لئے کتب فقہ میں جرم عتیروں اور جرم غیر عتیروں
کہہ کر اس بات کو بتایا گیا ہے جرم بہر حال جرم ہے چنانچہ
قادی مالگیری میں ہے "کذا بین المعصوم المعصی علی
نوجود المعصیۃ دیو مانی العین فعیدہ دم و ان کما اقل من
ذالک فصدقة کذا فی المعصیۃ سوء لیسہ ناسیا او
عامدا، عالما او جاهلا، مکترا او مکترا، ہاھکذا فی البھو
بر نقی ۱۶۱

بہر شریعت میں ہے محرم، مگر بقصد بلا عذر جرم کرے تو
کفار بھی واجب ہے و اگر بکار بھی ہو بہرہ اس صورت میں توبہ
و جب کہ محض عذر سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے مگر
نواستہ عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے جرم میں کفارہ بہر حال
لازم ہے یا دے ہو یا بھوں چوک سے اس کا جرم ہونا جائز ہو
معصوم نہ ہو خوشی سے ہو یا مجبور سوتے میں ہو یا سیداری میں لاش یا
نیوٹی میں ہو یا خوشی میں اس سے پہلے یا ہو یا دوسرے
سے اس کے حکم سے کیا (۱۶ ج ۶ جرم اور ان کے کفارے)

حالت احرام میں جنایت کے ارتکاب پر کہیں ۴ ہے کہیں
صدقہ اور کہیں صرف توبہ ہے عید کہ وہ جس جنایات کے عیاں
میں مدور ہے ہو آپ جیسے میں فقہ جہانے بھی کہیں ہے۔

یونہی حرام کتب حنا میں مصرح ہے کہ حالت حرام میں
منہ چھپانا ممنوع ہے درختار میں ہے "یکرہ استعمال الصماء
والاعتجار و انشعاب"۔ درختار ۲۶۶

بہر شریعت میں ہے "یونہی تاک اور مہ چھپانا اور ہے
ضرورت ہتکار لگانا یہ سب مکروہ تحریمی ہیں"۔ (مجموعہ کتب دار
قادی مالگیری میں ہے "و مکروہ انشعاب و هو تعطیۃ
لانف و انشعاب فی الصلاة"۔ ۱۶ ج ۶

اور صحت ممانعت تشبہ بالحدس ہے۔ یہ وہی عمارت ہے

میں علیحدہ میں معنی شمس صاحب فرماتے ہیں کہ یہ شرط
 رسد ہے کہ "اب عام کی شرط ظاہر الرویہ میں مدور نہیں ہوں کہ
 قضی صابط کے مطابق کوادری کی رویت پر بھی عمل واجب ہے
 جو ظاہر الرویہ کے خلاف ہے ہوا اس لیے یہ شرط معمولی حیثیت کی
 حامل نہیں جس کو نظر انداز کر کے صحت جمعہ وعیدیں کا حق دیا
 جائے اس لیے عام ضوں میں یہ شرط کو برقرار رکھا گیا ہے
 جب کہ متون نقل مذہب کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "قلت وعدم الدکر
 بیس ذکر العدم ولا یب فی العمل برویة الواد فیما
 ہم یخالف ظاہر الروایة فہذا جرم بہ العتوں مع
 وضعہا للقل المذہب۔" ^{۱۲} بارہ ماہ ۱۰۰

دوسرے جزو اس میں بھی تقریباً اسی مقالہ نگار حضرت
 اس بات کے قائل ہیں کہ دونوں بھی اذن سلطان کی شرط، اذن عام
 کی شرط ایک جیسے نہیں بلکہ فرق ہے۔ وہ یہ کہ "اب سلطان کی
 شرط بدرجہا معتد ہوتی ہے، جب کہ "اب عام کی شرط بغیر کسی
 بدرجہا کے ثبوت ہوتی ہے وہاں لاک اذن میں بھی "اب عام کی شرط
 کے تحقق کے بغیر صحت جمعہ وعیدیں کا حکم نہیں پایا جاسکتا

معنی پوچھیں صاحب اپنے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں
 "اب عام کا ترک "اب سلطان سے ترکہ سے مثل ہرگز نہیں، اس
 لیے کہ ادب خطا سے فقدان کے پیش نظر پر ہٹانے ضرورت اس
 میں جو مسمیٰ کی تعمین کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

معنی شمس حسین بدیوئی لکھتے ہیں "اذن سلطان اور "اب
 عام دونوں تک جیسے نہیں بلکہ ان میں مختلف جہات سے
 فرق و امتیازات ہیں مثلاً کہ کرا آپ سے کچھ طرح سے فرق
 بیان کیا ہے، جو ان کے مقارن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

قادی رضویہ میں ہے "الی الواقع دلتے جمعہ کے لیے
 سلطان یا اس کا نائب یا ماؤن یا ماؤن الماؤن و ہم جہا کا امامت
 برآء مذاق احمد حنفیہ شرط ہے، کتب المذہب طائفت بد لک
 مگر یہ شرط سے ہے کہ عمل ضرورت میں تکلیفیت ہر ماقط
 ہوتی ہے، جسے صحت نماز کے لیے وضو شرط ہے اور پان پر

قدرت نہ ہو تو ہم اس کا حلیہ و بدلہ ہے۔ ۳۵ ص ۸
 سوال (۲)۔ دروازہ مسجد کو بند کرنا "اذن عام" کے
 منافی ہے یا نہیں کو روٹا و فرس کے سبب رک ڈالیں جیسے
 حالات میں جب کہ حکام مسجد بند کرنے کا حکم دیں، یا بھیڑ
 آجانے کا خطرہ ہو تو دروازہ مسجد بند کر کے جمعہ کی جارت دی
 جائے یا جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے؟ پاس قلعہ
 و مسجد کے لیے مسجد بند کرنے کے صحیح و جمعہ پر مثلاً لاں و
 درست ہے یا غلط و فاسد؟

جواب۔ ہر حال میں جز بہ مشکل ہے۔ پہلے اور دوسرے
 جز پر تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ بلا
 شہ دروازہ مسجد بند کرنا اذن عام کے منافی ہے، کیوں کہ اذن
 عام کا معنی ہے جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے
 تمام اہل جمعہ کے لیے وقت جمعہ صحن جمعہ کی عام اجازت ہو
 اور مسجد کا دروازہ بند نہ کیا کریں کو روکنا ہے۔ لہذا وہ "اب عام
 کے منافی ہوگا۔

نیز کو روٹا و افرس یا کسی اور وجہ سے رک ڈالنے جیسے حالات
 میں جب حکام مسجد بند کرنے کا حکم دیں، یا بھیڑ آجانے کا خطرہ
 ہو تب بھی مسجد کا دروازہ بند کر کے جمعہ کی جارت نہیں دی
 جاسکتی، بلکہ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

اس مسئلہ میں معنی شمس حسین بدیوئی فرماتے ہیں
 مسجد کا دروازہ بند کرنے کے بعد ہی پڑھنے کی ہرگز جارت
 نہیں گرجہ مسجد کا دروازہ بند کر کے ظہر دینا یا بھیڑ آجانے
 کا خطرہ ہو تو اس صورت میں جمعہ اور جمعہ کے لیے یہ نکل
 جائے بلکہ یہ گھر میں ظہر کی ماتحت پڑھ دی جائے

درفتار میں ہے "الادب العام و هو ان یفتح ابواب
 الجامع ویودن لئاس حتی لو اجتمعت جماعة فی
 الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا لم یجوز" ^{۱۳} ۳۵ ص ۸
 را انکار میں ہے "الادب العام ای ان یافن لئاس

اذنا عام بان لا یجمع احد، فیس تصح منه الجماعة عن
 دخول الموضع الذی تصمی فیہ" ^{۱۴} ۳۵ ص ۸

الادب العام و هو ان یفتح ابواب الجامع ویودن لئاس حتی لو اجتمعت جماعة فی الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا لم یجوز

تینیں عقاق میں ہے "میں شرط اذنیہاں بدن
لامام لسان اذنیہاں حتی لو غلق باب قعصرہ و صدی
باصحابہ ہم یجوز و بفتح باب قعصرہ و اذن لسان
ببدن حوٰں فیہ یجوز"

لہذاں عویہ میں ہے جمود کی ایک شرط عام ہے
میں میں یوں نہیں جا سکتا تو میں میں ماز جمود نامکس دن اعل
ہے

تیسرے جز میں بھی تقریباً سارے مقالہ کا حصہ اس
بابت متعلق ہیں۔ قلعہ سے جرنیہ سے باب مسجد بند کر کے
صحبت جمود پر استدلال رہتا صحیح کہیں بد غلط و فاسد ہے۔

مفتی عالیہ صاحب مرید فرماتے ہیں: "یہاں قلعہ کا دروازہ
بند کرنا چاہیوں کو؟ کئے کے ہے یہ جو بند و غم کو روکنے کے
ہے ہوا اور مضمرہ دیوں کو روکنا ہے، کہ دشمن کو؟ نہ صاحب
چند دیوں و مسجد میں سے مسجد کا دروازہ بند کرنا عام دیوں
ورہ کئے کا باعث ہوگا اور کتبہ فقہ میں صراحت ہے۔ میں کا
جمود صحیح ہوتا ہے، اب میں سے کسی ایک فرقہ کا رکھنا صحیح و یہ
ع" ہے۔

مفتی شمس الدین دیوں سے اس جز پر تفصیل سے بحث
ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ باب قلعہ سے جرنیہ سے باب
مسجد بند کر کے صحبت جمود پر استدلال درست کہیں بلکہ غلط و فاسد
ہے، دیوں کہ باب قلعہ اور باب مسجد دیوں میں اختلاف ہے۔

پھر آپ نے کئی طرح فرق کو ظاہر کیا جس کو ان کے مقالہ
میں دیکھا جا سکتا ہے آپ آگے تحریر فرماتے ہیں قلعہ
و اسے جرنیہ میں بھی باب عام کو تمام شہروں کے یہ مان لیا
جائے تو قلعہ کا دروازہ بند کرنا اس بات کو لازم نہیں کہ یہ دروازہ
نہ دیوں کے لیے بند کیا گیا کہ میں کو اتنا تھوڑا ہے اب کسی
کے قلعہ کا غائب نہیں۔ اس صورت میں اگر قلعہ کا دروازہ
بند کیا جائے تو یہ بد کرنا عادت قدریہ کے تحت ہوگا، پھر مودوں
کے دخول سے اور یہ باب عام کے منافی نہیں کہ اگر عام پہلے سے
موجود ہے، جب مسجد کا دروازہ بند کر کے کی صورت میں اس

عام پہلے سے نہیں پایا جاتا اس سے مسجد کا دروازہ بند کرنا باب عام
کے منافی ہے اور یہاں یہ بھی درج کی گئی ہوگی کہ قتال
اس سے بند کرنا نہ دیوں کے لیے بد کرنا ہے، کسی مودوں سے
بند نہیں۔

مفتی شمس الدین صاحب مرید فرماتے ہیں: "کہ اگر
یہ مسئلہ خود متعلق علیہ نہیں تو سے نظیر میں پیش کرنا غلط" جس کی
چوری تفصیل آپ نے سوالنامے کے تدریس پھر اپنے مقالے
میں تحریر کر دیا تھا، لکھا جا سکتا ہے۔

سوال (۳) دشمن یا عادت قدریہ کے سبب وقت جمود
باب قلعہ بند ہونے سے اولیٰ عام رہے گا یا آخر ہو جائے گا؟ اور
میں قلعہ کا جمود صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد
رحمہ اللہ اس امر کا موقف کیا ہے؟

جواب: سوال نمبر ۳ اور جز پر مشتمل ہے
یہاں جز دشمن یا عادت قدریہ کے سبب وقت جمود
باب قلعہ بند ہونے سے عام ہے یا خاص ہو جائے گا اور
میں قلعہ کا جمود صحیح ہوگا یا نہیں دوسرے جز اس مسئلے میں اعلیٰ
حضرت کا موقف کیا ہے

پہلے جز میں مفاد نگار حضرت کے دو موصوعہ سامنے آئے
موقف اول دشمن یا عادت قدریہ کے سبب وقت
جمود باب قلعہ بند ہونے سے عام رہے گا اور میں قلعہ کا
جمود صحیح ہوگا یہ دینے صدر جدول مضمرات کا ہے

مفتی شمس الدین دیوں مفتی عالیہ صاحب مرید فرماتے ہیں
فقہ صاحب و پچھو مفتی عبد الرحمن صاحب بہرہ مفتی محمد نعیم
نظامی مفتی ابو طالب صاحب مصطلح پور مفتی منہاں صاحب
چرخ محمد پور مفتی منہاں مصطفیٰ گھوڑی مفتی صدیق حسن صاحب بہرہ مفتی
مفتی شہد علی صاحب بہرہ مفتی شفیق احمد شریانی لاہور مفتی شمس الدین
احمد صاحب گھوڑی مفتی محمد نور نظامی صاحب مفتی عابد حسین صاحب
مفتی شہزادہ امیر شریف مفتی محمد عقیس صاحب بریلی شریف،
مفتی محمد شہاب الدین صاحب مفتی سید سلیم محمد صاحب مفتی محمد
رفیق عام بریلی شریف مفتی خورشید عام رکاتی۔

جمعدی کا رقامن جاری ہے اور اپنا امر کی صداقت رکھتا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ”جمعدی“ ہل شہر اس میں جمعدی کا پڑھنا چاہیے تو کون ممانعت نہ کرے، دوم یہ کہ جب تک کسی شخص کا من و مکر میں حاصر ہوئے نہ ہو گا تو اسے شک جمعدی ہے۔ آگے مزید لکھتے ہیں ”وقت جمعدی کر قعد کا دروازہ بند کیا گیا تو ظاہر ہے کہ یہ بند کیا جانا مقصد بن جمعدی کی طرف سے نہیں، اس لیے اس سے صراحتاً ”ب عام کے مساوی نہیں، بلکہ دشمن و کے کے لیے یا عادت قدیمہ کے تحت ہے۔“

موقف دوم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا موقف اس مسئلے میں یہ ہے کہ ”ب عام حق ہو جائے گا اور ہل قعد کا جمعدی نہیں ہوگا۔ پیرائے مفتی احمد رضا امروٹوی صاحب مفتی ابوالحسن صاحب گھوڑی، مفتی قاضی شہید عام صاحب بریلی شریف مفتی و مفتی عام بریلی شریف قادی روضہ میں ہے جمعدی ایک شرط ”ب عام“ ہے، جنیل میں ہوں نہیں چاہتا تو اس میں ماہ جمعدی مکمل و مطلق ہے۔“

اور اسی میں ہے ”جب کہ قعد کی بندش ہے، پھر کا کوئی شخص اس کے لیے دل میں نہیں چاہتا تو ”ب عام“ ہو اور ازین عام فی النسب شرط جمعدی ہے“

سوال (۳) جب حکام کی طرف سے جمعدی کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا مسوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جنیل جیسا ہو جائے گا یا نہیں؟ اور دو۔ مسجد بند رکے جمعدی میں یا کھولیں، ہر صورت کیا جمعدی ہوگا یا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

جواب اس سوال کے جواب میں، موقف سابع سے موقف اول جب حکام کی طرف سے چند ماہوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا مسوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جنیل جیسا ہو جائے گا، مسجد میں صراحتاً ”ب عام“ نہیں رہے گا، مسجد کا دروازہ کھولیں، نمازی پڑھیں یا بند کر کے، ہر صورت جمعدی ہوگا، بلکہ انھیں ظہر تنہا پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

قادی روضہ میں ہے: ”امام اہل سنت شرح حیون الدارہاب مجمع الانهر، رکن الفح امین کے حوسے سے نقل فرماتے ہیں ”الجمعة بالقعدة صحیحۃ وان غلق بابها لان الادب نعام مقرر لاهلہا وعقدہ نضع عدو او عداۃ قدیمۃ لا یصح منہ۔“

موقف ثانی یہ ہے کہ دشمن یا عادت قدیمہ کے سبب وقت جمعدی باقی قعد ہو جائے تو اس سے اس عام باقی نہیں رہے گا وراثت قعد کا جمعدی نہ ہوگا۔

یہ سے مفتی قاضی شہید عام، بریلی شریف مفتی احمد رضا امروٹوی، مفتی قادی روضہ میں ہے ”قعد کا صراحتاً ”ب عام“ ہونے کی ”ب عام“ ہل شہر اسی قعد میں جمعدی پڑھنا چاہیے تو کوئی ممانعت نہ ہے۔“

مطالعہ میں ہے ”کو ر دو بصلۃ داحیہ و دخولہا حیہ سیم یصل۔“

دوسرے جو دوسرے حرم میں مقارن کا حضرت کے ۲ موقف سامنے آئے

موقف اول اعلیٰ حضرت کا موقف اس مسئلے میں یہ ہے کہ ”ب عام باقی ہے گا اور ہل قعد کا جمعدی ہوگا، جب کہ قعد صراحتاً ”ب عام“ ہو، یعنی اس میں ہل شہر اسی قعد میں جمعدی پڑھنا چاہیے تو کون ممانعت نہ کرے، اگرچہ قعد کا دروازہ بند ہو رہے ہو، دشمن کو رکے کے لیے ہے نہ کہ فریوں اور رکے کے لیے۔

یہ سے صدر جدول حضرت کا ہے

مفتی شمس الدین چیلوی مفتی عائشہ صاحبہ راجستھان مفتی شاد علی مصباحی بہرنگ مفتی صدیق حسن قادری بہرنگ مفتی مال احمد صاحب چہرہ محمد پور مفتی ابوالسبہ سلطان پور مفتی نعیم سنی مفتی حبیب اللہ صاحب کچھوا، مفتی شمس احمد صاحب گھوڑی، خورشید عام برکاتی مفتی عابد حسین صاحب مفتی شہزاد عام بریلی شریف مفتی محمد شکیل صاحب بریلی شریف، مفتی سید سلیمان احمد صاحب مفتی شمس الدین چیلوی مرید فرماتے ہیں: ”کہ مسند و درود میں خاص طور سے دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے، اول یہ کہ قعد جہاں

جہاں مفتی صاحب علی شریف، مفتی شاد علی، میر علی، مفتی حبیب اللہ صاحب چیمبر، مفتی صدیق حسن، میر علی، مفتی عظیم صاحب سنی مفتی اویس صاحب، صاحب سلطان چیمبر مفتی قاسمی شہید، عام صاحب، برقی شریف، مفتی محمد اور نظامی صاحب مفتی عابد سید صاحب۔

قادیانی رضویہ میں ہے: ”نظائر کہ تحقیق مفتی اذن کے لیے اس مکان کا صالح اذن عام ہونا ضروری ہے، ورنہ اگر کچھ لوگ قسری شای یا کسی میر کے گھر میں جمع ہو کر باذن و علانہ جمعہ پڑھیں اور اپنی طرف سے تمام دن شہر نو آئے کی جانتے عام دے دیں مگر بادشاہ یا امیر کی طرف سے ورنہ پھر سے بیٹھے ہوں، عام جعفری کی عزت و احترام تو قائم نہیں تاہم ۱۱۰ عام شخص لفظ ہے مفتی ہوگا، وہ زبان سے اذن عام کہتے ہیں ورنہ میں خواہتا ہوں گے کہ یہاں اذن عام نہیں ہو سکتا۔“

موقف دوم جب حکام کی طرف سے عام کے سو کم سے کم میں عقل مدبروں کو مسجد میں جانے کی جانت ہو ورنہ کی طرف سے ۱۱۰ عام حاصل رہے، اور مسجد کا بڑا ردھن رکھیں یا اندر سے کنڈی نہ لگائیں تو مسجد جیل کے حکم میں نہ ہوگی اور اس میں جمعہ پڑھنا صحیح ہوگا اور اگر مقتضی جمعہ حکام کے کہنے پر ورنہ بند کر کے جمعہ ادا کریں تو جمعہ نہ ہوگا اور مسجد کا حکم مثل جیل کے ہوگا۔

یہ سے مندرجہ میں صورت ہے مفتی ابوالحسن گھوڑی، مفتی شمس الدین گھوڑی، مفتی شمس الدین پوریوں، مولانا میں عام بیرونی مفتی مال اختر چہرہ محمد پور مفتی عبدالرحمن میر علی شریف مفتی خورشید عام، کانی گھوڑی مفتی شعیب احمد شریفی از تہا، مفتی محمد مہمل حسین صاحب مفتی شہاب الدین صاحب مفتی شکیل احمد ریل شریف، مفتی یحییٰ عام ریل شریف، مفتی سید میر صاحب۔

قادیانی رضویہ میں ہے: ”مگر یہاں ہووے کہ یہ قلعہ رب عام کا مکان ہے تو جب تک کسی عامل کو حاضری نماز سے ممانعت نہ لگی جمعہ سبے ملک صحیح ہو جاتا تھا، اب کہ اس مدرجہ جیل کو منع کیا گیا تو محل نظر ہے کہ یہ ممانعت ان مقتضات جمعہ کی طرف سے

تھی یا نہیں، مگر یہاں جمعہ میں آنے سے منع نہیں کرتے گرجہ اور نمازوں میں منع ہوں گے چھ کر میں سے سے جمعہ سے بھی جبراً روکا ہو یا وہ خود بخوبی سبیل۔ جسے ہوتا تو ان صورتوں میں بھی مسجد جمعہ میں شک نہیں کہ جب مقتضی جمعہ کی طرف سے ۱۱۰ عام اور وہ مقام بھی ان عام کا صالح تو کسی شخص کو غیر جمعہ سے روکنا یا جمعہ میں اس کا حق نہ مانا، یا کسی کا جبراً اسے پارکھنا قطعاً ادب عام نہیں ہو سکتا، جیسے بدلتی لوگ کہ ہمیشہ ضروری مساجد سے منع ہوتے ہیں، یا اگر کوئی شخص بعض نمازیوں کو عام و قضا نماز اس لیے قید کرے کہ مسجد میں نہ جانے پائیں تو یہ قادیانی اذن عام نہ مقتضات جمعہ پاس کا لازم۔“

اسواں (۵) ذات ذوات جیسے حالات میں ملک بنی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد وجہات میں قائم کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ یوں بنی گھروں، فلیٹوں اور ملنگوں میں جمعہ و عیدین کی اقامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ گراں تو اس کے یا شرائط ہوں گے اور برائے ضرورت و مجبوری ۱۱۰ عام کی ضرورت تحقیق کے بغیر بھی مسجد جمعہ عیدین کا حق دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب اس سوال کے جواب میں تقریباً ۱۱۰ عام کے مقال کا یہ صورت اس بات کے قابل ہیں۔ مسجد جمعہ عیدین کی اور تمام شرطیں بونیکہ شرطیں معلوم ہیں حسب تک۔ پان جانیں جمعہ عیدین کی مسجد کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے۔

لہذا ذات ذوات جیسے حالات میں ملک بنی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد وجہات میں قائم نہیں کی جاسکتیں البتہ گھروں، فلیٹوں اور ملنگوں میں جمعہ و عیدین کی اقامت تو ہو سکتی ہے، مگر اس کے لیے وہی تمام شرطیں ہیں جو مسجد میں قائم کرے کے لیے ہیں اور وہ شرطیں یہاں نہیں پائی جاتیں۔ نیز ذات ذوات جیسے حالات میں بھی ۱۱۰ عام کے تحقیق کے بغیر مسجد جمعہ و عیدین کا حق دیا جاسکتا

قادیانی رضویہ میں ہے: ”نیک مسجدیں مگر اور جمعہ ہر حد نہیں“ ”وہ حد بعض انصاریوں میں لکھو طری مجبور دھمک مقرر ہو جو رالعدد کما بیاہ فی قادیانہ“ ”جمعہ

سے عدد و تکرار سے مبالغہ کار صورت اس بات پر متفق ہیں کہ
صحن سیدھی رکھنا اور خوب مل کر کھانا ہونا جب اور صحنوں سے
درمیان فرجہ چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے عام حالات کے احکام ہیں۔

ہاں اگر لاک ڈاؤن جیسے حالات میں حکام صحنوں میں فاصلہ
رکھنے اور ہر دو آدمی رکن کے درمیان فرجہ چھوڑے یہ مجبور رکن اور
خاطرہ ماننے کی صورت میں اس بات کا یقین یا نفع غالب ہو کہ
پوشش کی مدار یا مقدمہ وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے گا، یا عزت و آبرو و
خطرہ لاحق ہوگا تو صحنوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی
اجازت ہوگی اور نماز چلا کر ہمت ہو جائے گی، کیوں نہ شریعت
میں احادیث شرعی اور صحیح مجبوری باعث رخصت ہے

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس بات کا
احتمال ہے کہ حکومت کی جانب سے جو کالہ ماں جاری ہوئی،
اس میں صرف دو آدمیوں کے مابین فاصلہ رکھنے کا کرہ ہے، اس
میں نہیں اس بات کا کہ انہیں کہ صحنوں میں فاصلہ رکھا جائے یا
درمیان فرجہ چھوڑ جائے۔"

یہ اقدامات برپائے احتیاط اٹھائے گئے تھے مگر کچھ
مسجد میں ان اقدامات پر عمل کر کے انہیں روم کے درجہ میں
دیا، جہاں تک حکومت کی گائڈ لائن پر عمل نہ کرنے کی صورت
میں نہیں مقدمہ سے حضرت کی ہمت ہے، وہ بھی موبہوم ہے اور
جس بھی اس قسم کا مقدمہ پیش آیا شاذ و نادر ہے، وہ مقدمہ میں شاذ
و نادر پر عمل نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ کوئی خطرہ مظنون نظر
حالیہ ہو حکومت کی بھی ادراقاتی کارروائی عدالت میں سے
ہے، اس لیے جہاں ایسی صورت ہو وہاں پہلے ہی رخصت ہے کہ
مسجد میں جمعہ و نماز ہے مسجد رہا میں بلکہ گھر میں پڑھیں
تا کہ کسی قسم کے خطرہ نہ پہنچا جائے، خدا صلا کا یہ کہ صحنوں کے
درمیان فاصلہ اور دو آدمی کے مابین فرجہ چھوڑنے کی اجازت
نہیں اور نماز باکرہ ہوگی۔

□□□

ماہنامہ سنی و شیعہ اسلامی شریعت
مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

عیدین کی عادت مثل نماز کا نہیں کہ جسے چاہیے نماز
کر بیٹھے، بلکہ اس کے لیے شرط نماز ہے۔

اور چند مضر کے بعد آئی میں ہے اور مسجد واحد کے لیے
وقت و عدد میں دو نماز کی ہرگز ضرورت نہیں، تو جب پہلا نماز
معتین جمعہ ہے، دوسرے ضرورت کی کیا وقت سے دور ہوگا تو اس
کے قیام کی ضرورت باطل و منظور

درای میں ہے "جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں مگر اس میں
بھی ہو سکتا ہے جب کہ شرائط جمعہ پائے جائیں اور ان نماز
دے دیا جائے، لوگوں کو اطلاع عام ہو کہ یہاں جمعہ ہوگا اور کسی
کے آئے فی محل نہ ہو"

البتہ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لوگ ڈاؤن
جیسے حالات کو ضرورت نہ مرا میں نہیں پایا جاسکتا ہے، وہ تو
محض ایک عدد ہے، اور عدد کے سبب بھی سہولت ہے کہ لوگ
سپے سپے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھیں۔"

و اما اگر مزید لکھتے ہیں "گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں
بھی قیامت جمعہ و عیدین کی اجازت نہیں کہ قیامت شعاع کی
ضرورت پوری ہو چکی ہے، اور اس لیے بھی جائز نہیں کہ گھر، فلیٹ
اور بلڈنگ صلیح فرمایا جائے نہیں"

مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں: "پس یہی گھروں و
فلیٹوں اور بلڈنگوں میں نماز جمعہ و عیدین کی قیامت آپ عام
کے عدم تحقیق کی بنا پر نہیں ہو سکتی ہے۔ ضرورت و مجبوری کی بنا
پر بھی عام کی شرط کے تحقق سے بغیر بھی صحت جمعہ و عیدین کا
تو فی نہیں دیا جاسکتا ہے بلکہ اگر ظہر نہ تھا پڑھیں"

سوال ۱۶۱: تاکہ ان جیسے حالات میں اگر حکام صحنوں
میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو آدمی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر
محمول کریں اور ان کا حکم نہ ماننے کی صورت میں کتنے مقدمہ کا
ڈر ہو یا عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ان حالات میں صحنوں
میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز پڑھ
کر ہمت ہو جائے گی؟

جواب: اس سوال کے جواب میں مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

موقوفہ حق حالتہ احرام میں ماسک لگانا جناہتہ
صیاریہ کے حکم میں ہے کیوں کہ یہ عذر کی جہد ہے
سر کا اعلیٰ حضرت رحمی التذوقی عرفی صوفی میں حریم
رہا کے میں کہ عمل خطا، سیان، مجبوری، جہد یا عذر پر عدم
قدرت یہ عذر نہیں بن سکتے۔

اور تکرار میں ہے "ومن الاعذار نحمی ونبیذ و
بحرج والقرح والمصداع و بشقیقہ و نقصان و اعدا
نخطئہ و نسیان و الاغملہ والاكرہ واليوم وعدم
بقدرہ علی تکفیرہ فیسب باعدہ" رکن بہا
۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

اس موقف کے قائلین مندرجہ ذیل مضمون پر کرام ہیں
معنی دلگیر معنی شمشاد احمد معنی خورشید عام معنی شمش حسین
معنی محمد ابو جس معنی احمد رضا معنی مال اختر معنی سید سیدہ پو معنی
مرکز رکان معنی عدنی حس معنی محمد دہلی معنی عہد رحمن معنی
ایک عام معنی قاضی شہید عام معنی رفیق عام۔

موقوفہ دوم۔ حالتہ احرام میں ماسک لگانا جناہتہ غیر
صیاریہ ہے بہر شریعت میں ہے جہاں ہم فاضل ہے وہ
حرم ہے یا نہ یا حکمت کی باشد یہ سردی یا گرم، پھوڑے یا
جود کی سختی کے باعث ہوگا سے جرم غیر صیاریہ کہتے
ہیں۔ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

بہر ضرورت کا صحیح یا بیش ہو تو غالب حرم میں ماسک
لگانا جناہتہ غیر صیاریہ میں مانا جائے گا جس طرح دشمن کے
خوف سے ہر پہننے صورت میں لٹا ہوتا ہے۔

عالمگیری میں ہے "ولو حضر عدو فاستحاج لی لبس
ثیاب فلبس ثم ذهب فروع ثم عاد او كان العدو لم
یخرج مكناه فکان یلبس بسلاح فبقائل بالنهار ویخرج
بانیس لعلہ کفر او احدى ما تم بدھب هذ العدو"
۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

اس موقف کے قائلین مندرجہ ذیل مضمون پر ہیں
معنی حبیب اللہ معنی اختر حسین معنی شفیق احمد شریف معنی نور
لٹائی معنی جہاں مصطفیٰ معنی جہاں اور معنی شہزاد عام معنی سید
رحم الحق معنی محمد بو غالب معنی حیدر اللہ معنی رحمت رضا معنی

نعم لٹائی۔ اس سوال میں ایک شخص یہ بھی ہے کہ عرصہ حبس جناہتہ
پر کیا عمل نالذ ہوگا۔ اس بارے میں بھی مفتیانِ اہل حرم کے وہ
نظم کیے ہیں

نظر یہ نزل۔ اگر حرم سے چار پہر یا اس سے زیادہ وقت
ماسک پہن تو اس پر ہم واجب اور چار پہر سے کم پہنا تو صدق

بہار شریعت ص ۲۰ رکن ۲۹ میں ہے "مرید عورت
سے مسئلہ نقل ماری، چہارم چھپوں، ہر روز سے چار یا چہارم
چھپاؤ تو چار پہر یا زیادہ لگا تو چھپاؤ میں ہم ہے اور کہ میں
صدق اور چہارم سے مراد چار پہر تک چھپاؤ و صدق اور چار پہر
سے مراد کھانچا نہیں مگر گناہ ہے۔"

عالمگیری ص ۲۲۳ رکن ۲۴ میں ہے "اذ انیس انصحر
المحیط علی الوجه المعتاد یوما الی نلیل فعلیہ دم
و نکان قل من ذلک فمدقہ کذا فی المحيط سواد
لیسہ ماسک او عامہ او عالمہ او جہدہ مختار او مکرہا
کہ فی لبحو برقی۔"

اس نظریہ کے قائلین یہ مضمون پر ہیں
معنی محمد حبیب اللہ معنی خورشید عام معنی محمد ابو الحسن معنی محمد
صدیق حسن معنی محمد شاد دہلی معنی شمش حسین معنی کمال اختر معنی
ایک عام معنی احمد رضا معنی محمد عبدالرحمن معنی شمش احمد معنی
عالمگیری معنی سید سیدہ پو معنی شہب الدین لون معنی مرزوق معنی
جمال مصطفیٰ معنی محمد بو غالب معنی سید احمد معنی جہاں نور
معنی رحمت رضا معنی شہزاد عام معنی قاضی شہید عام معنی رفیق عام
معنی نعم لٹائی۔

نظر یہ دوم۔ حالتہ احرام میں محرم کو ماسک لگانا جرم غیر
حتیاریہ ہے، اس سے مرتکب پر صرف صدق کرے کا حکم
ہوگا ہے

اس نظریہ کے قائل معنی محمد عہد تقار و معنی شفیق احمد شریف
صاحبان ہیں یہ مسئلہ کہ مرتکب جناہت گنہگار ہوگا یا
نہیں؟ تو اس بارے میں بھی درج ہے

(۱) جن حضرات کے نزدیک حج و عمرہ کر لے وے کا
حالتہ احرام میں ماسک پہنا جناہتہ تھا یا نہیہ مرتکب
جناہت کے بارے میں اہل کفر و کفر ہے

يعطى الرجل الفاء " کتاب الصلوة باب من صلا الصلوة

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

ورمضوا الصلوة في مثل هذه " ريكرد في الصلوة تعطية

للمع " ط بات الصلوة ص ۳

(۱) گنہگار ہوگا، کفارہ کے ساتھ توبہ بھی کرے

(۲) گنہگار ہوگا، اس سے اس پر توبہ واجب نہیں۔

اسی صورت کے خود تک حالت حرام میں ماسک پہنا

تجارت غیر حق سے ہے، اس کے ایک مرتبہ جنازہ گنہگار

نہیں

سوال نمبر ۱۳۱ - کیا اس مسئلہ میں کسی اور

رہنما یا فقہ سے پھوس چلی خوشبو پینے کی اجازت ہوگی؟

جواب نمبر ۱۳۱ - اس بارے میں کل دو موقف

ہوئے آئے ہیں۔

موقف اول - بوجہ منع حرج ظاہر مرد یہ سے عدوں کی

اجازت ہوتی چاہیے۔

یہ موقف معنی حرم نہیں معنی صدقہ معنی شہد معنی

سید عیسیٰ پور معنی محمد مراد اور معنی نورنگی صاحبان کا ہے

موقف دوم - بلا ضرورت پہلے مذہب سے عدوں جائز

نہیں اس لیے دوسرے رہنما یا فقہ سے پھوس چلی کر خوشبو پینے

کی اجازت نہیں کیوں کہ یہاں حالت حرام میں ماسک لگا ہے

کو جتنا پتے سے خارج کرے کے لیے یہاں سے ماسک سے کسی

سبب کا تعلق نہیں ہو رہا ہے۔ یہ موقف مدد کو رو مکتوبات کے ہم سے

عدوں کو مکتوبات ماسک کا ہے

سوال نمبر ۱۳۲ - حالت نماز میں ماسک لگا ہے

مے نماز کی صحت پر وہی اثر پڑے گا؟ نہیں؟ اگر پڑے گا تو کس

حد تک پڑے گا؟

جواب نمبر ۱۳۲ - حالت نماز میں ماسک لگا ہے

مے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا؟ نہیں؟ اس بارے میں

مقام کار حضرات کے تین اقوال ہیں

قول اول - حالت نماز میں ماسک لگا ہے مے نماز کو

حرجی واجب الاعداد ہوگی۔ تاویث کریمہ در قوت باقی ہے

نہی مستند ہے

نہی نبی ہریرہ قن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلمہ ریعطی برجل الفاء فی الصلوة " کوئی صاحب مسئلہ

کی طرح یہ وہ میں ہے "نہی نبی ہریرہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عن الحسن فی الصلوة قول

قول سوم - حالت نماز میں ماسک لگا ہے

مے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا؟

نہی نبی ہریرہ قن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلمہ ریعطی برجل الفاء فی الصلوة " کوئی صاحب مسئلہ

کی طرح یہ وہ میں ہے "نہی نبی ہریرہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عن الحسن فی الصلوة قول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عن الحسن فی الصلوة قول

فیصلہ

لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

اس میں ہے وہی بخلافہ الفوت من البحر ان غیر ظاہر الروایۃ ان کانت توفی اصول اصحابنا یعمل بہا۔ (ص ۲۲۸)

اس میں ہے وہی بخلافہ الفوت من البحر ان المستندۃ لم تدر فی ظاہر الروایۃ وتجب فی روایۃ اخروی نصیر المصیر بہا۔ (ص ۵۰)

میدان اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: وقلت وعدم الذکر یبس ذکر المدم ولا یب فی العمل بروایۃ النوادر فیما دم بخلاف ظاہر الروایۃ عند جزمیت بہ المتن مع وضعها لنقل المذهب۔ (جہان ناریج ۲ ص ۴۰۰) واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۲) دروازہ مسجد کو بند کرنا "اذن عام" کے منافی ہے یا نہیں؟ کورونا وائرس کے سبب ملک ڈون جیسے حالات میں جبکہ حکام مسجد بند کرے گا حکم دیں یا بھیڑ آجائے گا خطرہ ہو تو دروازہ مسجد بند کر کے جمعہ کی اجازت دے جائے یا جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے؟ باب قلعہ والے تزییہ سے باب مسجد بند کر کے صحت جمعہ پر استدلال صحیح و درست ہے یا غلط فائدہ؟

الجواب (۲)۔ نقال رہے طے ہو کر ائمہ مذاہب سے "اذن عام" کی تشریح سے جو کہ اس کا معنی ہے۔ کھلا رکھنا۔ بتایا ہے اس سے رہا مسجد کو بند کر کے بدعتیہ اذن عام کے منافی ہے۔

مجمع الزہد میں ہے: والاذن العام وهو ان یفتح ابواب الجامع بطوارقہن۔ (۱/۳۶)

یہ شریعت میں ہے اگر جامع مسجد میں، جب لوگ جمع ہو گئے اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا تو یہاں (۴/۹۹)

اور دروازہ مسجد بند کرنے کی حدود و حدود میں ہیں

سوال (۱) جمعہ وعیدین کے لیے اذن عام کی شرط کا عائد اس حد تک درم و ضروری ہے؟ کیا اس سلطان کی شرط کی طرح برتاوے ضرورت و مجبوری "اذن عام" کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی لاک ڈاؤن جیسے حالات میں صحت جمعہ وعیدین کا حکم دیا جاسکتا ہے؟

جواب (۱) بحث و تمییز کے بعد باتوں میں یہ طے ہو کر صحت جمعہ وعیدین کے لئے یہ انتقال مشیٰ ہے کہ "اذن عام" شرط لازم ہے جس کے بغیر صحت جمعہ وعیدین کا حکم ہرگز نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اذکر میں ہے

الاذن العام ای ان یأذن من اذن عام ہاں لا یصح احد من اصحابہ من جمیعہ عن دخول الموضع بعدی تبلیغیہ" (۲۵/۳) قادیانی و لا غیر میں ہے لا یدعی علی سبیل الاستیذان شرط (۱/۵۰)

قادیانی رضویہ میں ہے "اذن عام" کی شرط جمعہ وعیدین کے لئے ہے اور ضرورت و مجبوری سے بلا اختلاف مستثنیٰ۔ قلعہ سے باہر بھی جمعہ ہوا اور قلعہ میں بھی سلطان نے پڑھا، مگر قلعہ میں "لے" کا اذن عام دیا تھا تو دونوں جمعے صحیح ہو گئے ورنہ باہر کا جمعہ صحیح ہو اور قلعہ کا باطل ہے (۳/۲۰۷)

اس شرط کا ظاہر اہل بیت میں مدعا ہے ہونا اور صرف اہل بیت میں ہونا اس کی ہیئت کو نہیں کہہ سکتے۔

شرح حقوق مسلم اعلیٰ میں ہے روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کاتبی یوسف و محمد و زہر و الحسن ابیہ قالوا ما ہذا فی مسئلۃ قول لا وهو روایتنا عن ابی حنیفہ واقسمو علیہ ایمانہ غلاظہ ہم یتحقق ان فی نقضہ جو بولا مذهب الالہ کیف ما کان۔ (ص ۹۸)

۱۲) در اور مسجد کو مقیمین جمعہ کے خواہ بند کیا جو حکام کے حکم پر یا بھیجے آئے کے خطرہ کے سبب تو سب سے جمعہ صبح نہیں ہوگا بعد انہیں جمعہ کی اجازت نہیں بلکہ تنہا تنہا نماز ظہر پڑھیں۔

رد المحتار میں ہے "المواذ لان من مقیمہا کما فی

البر جمدی من انه لو اغلق جماعة باب الجامع و صدق فیہ المجمعة لا یجوز۔ ۲۵۳ فتاویٰ صوبہ میں ہے اور انہی

لوگوں کا شرط ہے جو اس جمعہ کی قیامت کرتے ہیں۔ (۲۵۳-۲۵۴)

(۴) مسجد کا دروازہ کھلوں کہ یا مسجد میں موجود مصیبت پر جمعہ کے عداوت کسی اور سے بد کرو یا تو اب اس مصیبت جمعہ کا جمعہ صبح ہوگا نہ اس کی طرف سے ممانعت نہیں۔

۱۳) مسجد کا دروازہ مقیمین جمعہ کے لیے پر غیر مقیمین کے بند کیا تو اس صورت میں بھی جمعہ صبح ہوگا۔ اگر نہیں تھا ز ظہر پڑھیں ہوگی اور جب قعدہ کے بند کرنا ہے کی صورت میں محنت جمعہ کے قیام سے متناہ کرنا کہ باب مسجد بند کرنے کی صورت میں بھی جمعہ صبح ہے، خط اور غلام ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۳) دشمن کے خوف یا غارت قدر کے سبب وقت جمعہ باب قعدہ بند ہوئے سے "اب عام" رہے گا یا حق ہو جائے گا؟ اور علی قعدہ کا جمعہ صبح ہوگا، نہیں اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ وقت کی ہے؟

جواب (۳) بحث دوم در اور اس مسئلہ سے متعلق عبارت فقہیہ میں کامل طور دعوں کے بعد مسدود ہیں کہ اس سے مراد اتفاق یا دشمن کے خوف یا غارت قدر کے سبب وقت جمعہ باب قعدہ بند ہونے سے اس عام ختم ہو جائے گا اور اس قعدہ کا جمعہ صبح نہ ہوگا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا یہی موقف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۴) جب حکام کی طرف سے چند نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں و مسجد میں چنانچہ مسعود کے لیے دین جائے اس صورت میں مسجد کا حکم میں جیسا ہو جائے گا نہیں؟ دروازہ مسجد بند نہ ہوگا پھر نمازیوں کو بہر صورت کیا جمعہ صبح ہوگا یا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

جواب (۴) بحث دوم در طویل مذکور کے بعد یہ ہے جو مسجد میں عام نمازیوں کو جائے سے ممانعت کے سبب مسجد کا حکم میں جیسا نہیں ہوگا اور اگر مقیمین جمعہ دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھیں گے تو جمعہ صبح نہیں ہوگا اور اگر دروازہ بند نہ کریں نہ خود بند کریں، جمعہ صبح ہوگا اور ظہر پڑھنے کا حکم نہ ہوگا۔

رد المحتار کی عبارت گزرنے کے بعد ان لائن میں مقیمہا

کما فی البر جمدی من انه لو اغلق جماعة باب الجامع و صدق فیہ المجمعة لا یجوز۔ (۲۵۳-۲۵۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۵) ذاتی جیسے حالات میں یا مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عید میں متعدد جمعہ شمس قائم کی جائے گی یا نہیں؟ یا مسجد میں غلیظ اور بلند گوں میں جمعہ وغیرہ کی قیامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا اس سے یا شرط ہو گئے اور برہانہ ضرورت و مجوزوں اس عام کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی محنت جمعہ وغیرہ کی قیامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب (۵) ایک ذاتی جیسے حالات میں یا مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عید میں کی متعدد جماعتیں قائم رہنے مقصود قیامت جمعہ کو ثابت رہا ہے اور عام حالات میں شرط جمعہ کا غلط رکھنے کے سبب جمعہ کا قیامت کرنا ہوگا اہل اس کی جانت نہیں اور محنت جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں ہے گھر، غلیظ وغیرہ میں بھی شرط جمعہ پڑے جائے کی صورت میں جمعہ صبح ہوگا مگر اس ذاتی جیسے حالات میں گھر اور غلیظ میں قیامت جمعہ کی ضرورت نہیں دی جاسکتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۶) ایک ذاتی جیسے حالات میں اگر حکام معصومین فاضل رکھنے اور پر دوام کی کے درمیان فرق چھوڑ دے کہ پر مجبور کریں اور انکا حکم نہ ماننے کی صورت میں کہیں، مقدمہ کا راز کو یا عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو کیا اس حالات میں معصومین فاضل رکھنے اور فرق چھوڑ دے اور اس صورت ہوگی اور نہ یہاں بہت ہو جائے گی؟

جواب (۶) نماز میں تسبیح اور القراء صوف تہ بیت، اہم ہے، اس کا ترک حرام و گناہ ہے مگر یہ واجب استصواب سے ہے اس لئے لاک ذاتی جیسے حالات میں اگر حکام معصومین فاضل رکھنے اور

سوال (۳) کیا اس مسئلہ میں کسی اور دوستانہ فقرہ سے پھول چن کر خوشبو پیسنے کی اجازت ہوگی؟

الجواب (۳) حمد مندوبین گرامہاں اس پر حقیقی میں کہ اگرچہ عند الضرورة تخفیف غیر جائز ہے مگر مسئلہ محوٹ عنہا میں مذکور سبب حقیقی سے حدود سے کسی کوئی حاجت و ضرورت نہیں پائی جائے گی بے ہند کسی اور دوستانہ فقرہ سے پھول چن کر خوشبو پیسنے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال (۴) حالت نماز میں ماسک لگائے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ اگر پڑے گا تو کس حد تک پڑے گا؟

الجواب (۴) جملہ مفتیان کرام اور مندوبین حضرت اس بات پر متفق ہیں کہ رشاد حدیث پاک کے سبب حالت نماز میں ماسک و منہ چھپانا مکروہ تحریمی ہے اور فقہائے کرام نے اس کی سنت تشبیہی یا نحو کی قرار دیا ہے۔

میسور للامام السرخسی میں ہے ویکره فی الصلاة تعطیة العم لحديث ابی هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بھی عن ان يعطى لمصلی فاه ولا نه ان غطاء ییده فقد قدن کھو ایديکم فی انصلو و ان غطاء ثوب فقد بھی عن التشم فی الصلاة وفيه تشبه بالمجوس فی عبادة لهم الفروع ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹

در فصل پوروشی کوئل

فیصلہ

حالت احرام اور نمازیں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

اور اگر صرف حفاظتی تدبیر کے پیش نظر پنی مرضی سے لگایا تو اس صورت میں کفارہ بھی ہوگا اور گناہ بھی ہوگا جس سے توبہ واجب ہے اور اگر نیک کفارہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایک چار دن یا کامل رات لگائے رکھا تو خاص حدود و احرام میں ایک قربانی کرنی ہوگی ورنہ اگر اس سے کم وقت تک لگایا تو صدقہ فطری طرح حاصل صدقہ تک یہ واجب ہوگا جی و ظوہ پڑھائیں گے مہربان ہو۔
اس کی قیمت ادائیگی ہوگی

قادی رخصت میں ہے عدو سے صلہ میں تنازعہ ہے کہ
گر بے عدو ایک دن کامل یا ایب رت قائل یا اس سے رائد سر
چھپ رہا تو خاص حرم میں یک قربانی ہی کر لی ہوگی جب چاہے
رے دوسرے طریقہ خارہ ٹاہیں اور عدو مثلاً نخر یا سرور کی یا حمیہ
درو کے سبب کی عدوت چھپا تو حشر بارہوگا حرم میں حرالی کرے
جہاں چاہے صبا چاہے تین صبا گہیوں، مثلاً چھو صبا جو چھ
مستفیوں کو دے یا تین روزے جس طرح چاہے روکے،
کامل رس یا رت کی عدوت کے کم چھپا رہا اگرچہ ٹکی یا تھوڑی دیر
کو تو بے عدو کی صورت میں عدوت فتنہ کی طرح خاص صدقہ یا
رم ہوگا یعنی عام صبا گہیوں یا مثلاً ایک صبا جو کہ جہاں چاہے
رے اور بصورت عدو نخر روگا چاہے یہ صدقہ دے یا ایب رو رو
جہاں چاہے رکھ سکے

محرّم ہانہم و کوراسیہ از جہلا و مکرہا **بقیہ فی جہلا**

سوال (۱) حالت احرام میں ماسک لگانا جہرہ چھپانے سے حکم میں ہے یا نہیں؟ تفصیل سے وضع فرمائیں۔

محب (۱)، اتفاق مدوین طے ہو کہ ماہ لگائے
 سے م رکھ پڑھائی چہرہ چھپا، تحقیق ہے ہر چہرہ پر ماہ
 لگائے سے پڑھائی چہرہ چھپا، حکم نہ ہوگا
 درختاریں ہے، تعلیم، ربع برنس، الوجهہ کنکلیں۔
 (۵۹۳)

اور اس کا حکم یہ ہے کہ محرم یا قصد بدعا در چہرہ پر ماسک
نکالے گا تو اس پر حلالہ و جب ہے ورنہ گنہگار بھی ہوگا۔ لہذا
ننگی اندر کے ساتھ اس پر یوں بھی جب ہوگی
بہا شریعت میں ہے محرم یا قصد بدعا در جرم سے
تو نکارہ حسیہ ہے ورنہ گنہگار بھی ہو چہ اس صورت میں تو
جب کہ شخص نکارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توجہ نہ کرے

سوال (۲) اور دنا سے متاثر ہر ایسی مخلوق کی قلوب کی بنیاد پر وہ عہد کے لئے نہیں جاسکتے ہیں تو جس حضرت نوحؑ اور اس کی سعادت سے ان دو سب بظاہر کو رہا، مریض نہیں ہوں گے پھر بھی نہ تو یہ سب لگانا ہوگا کیونکہ حیاتِ اخلاقیہ کے علم میں ہے یا میر حقیا یہ میں؟ اور عجب حیات پر یا علم نہ ہوگا؟

جواب (۲) بالخصوص درجہ۔ کتاب جنایت شب بخارہ اور توبہ دروہوں و جب میں اگر حکومت کے جبری قاتلوں کے سب لگایا تو گناہ نہیں ہو مگر بخارہ دینا ہوگا اور جب تک کہ اس خوف سے لگائے رہے گا یہی بخارہ درم سے گا اگرچہ حق لوقتا تا لیتا ہو۔ اس کی نظیر خوف و شمس سے سب کپڑے سے اور تا سنے کا مسئلہ ہے۔

اس شمارے میں

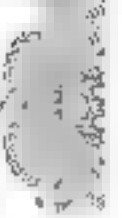
صفحہ	مضمون	کالم
۵	عبد الرحیم شتر فاروقی	ادوار و صورت تاج الشریعہ! حکمران و ستقامت
۷	حافظ محمد شمس قادری مصباحی	اسلام و بیعت: عہد رسالت میں نظام عدس و اعدا
۱۳	مفتی محمد جمیل احمد رضوی	اسلام و بیعت: تصوف کا نو نگار نگ
۱۵	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	اسلام و بیعت: فیش کا بڑھتا رجحان اور ہماری بے توجہی
۷۰	علاء الدین والا اور موسیٰ قادری	اسلام و بیعت: حضرت والقرنین کے مبارک سفر
۱۵	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	احوال قوم و ملت: فیش کا بڑھتا رجحان اور ہماری بے توجہی
۱۸	مولانا غلام آسی موسیٰ	نقد و نظر: مرض زحمت! بے گاری کی دوا کی
۲۰	مفتی محمد شمس و نسیم موسیٰ بدینی	نقد و نظر: لفظ حضرت معنی و مفہوم اور اس کے شیب و فرار
۲۵	مولانا کثرت آبادی	نقد و نظر: عقیدہ تحسین اور شیخ ابالی
۲۹	مولانا نجفی اشرف عظیم آبادی	نقد و نظر: خطبہ کی ادان کیا ہے؟
۳۰	مولانا جہانگیر مصباحی	قرآن و بیعت: آیات جہا و المعنی و مفہوم، شان نزول اور پس منظر
۳۳	غلام مصطفیٰ رضوی	قرآن و بیعت: قرآن ہم خود اس کے قہبان میں
۳۵	ایک حقیقت پسند کے قلم سے	قرآن و بیعت: قرآن آیات کی تحریف کا شوشہ اور عیار کی سازش
۳۹	حافظ ہاشم قادری صدیقی	قرآن و بیعت: قرآن پاک سر پا خیر ہی خیر
۴۲	مولانا محمد مشتاق جیلانی	احوال عالم: سیاست قوموں پر عہد ب کب آتا ہے؟
۴۶	مولانا قادری عام رضوی	اسلاف و اخلاف: بیعت مجدد الف ثانی اس تاریخ کی زبانی
۴۹	مولانا رحمت اللہ صدیقی	اسلاف و اخلاف: علامہ سید حسام الدین امجدی کا ایک گم شدہ ورق
۵۲	مولانا محمد رشید جیلانی	اسلاف و اخلاف: علامہ فیض احمد و سنی احیاء و وحدت
۵۹	ڈاکٹر معین احمد رضوی بریلوی	ادبیات: وقیعت ایک مجرمانہ مطالعہ
۶۵	مفتی و دانشور احسان نعیمی	وحدت و اتحاد: ماہنامہ اہل بیت علیہم السلام: شارب

{ نقد صفحہ نمبر ۲۰۲ }{

بہارِ نبویؐ کا شہرِ نبویؐ



حضور تاج الشریعہ! بیکر جرأت و استقامت



یہ محبت، یہ عقیدت اور یہ دیوانگی سے برور طاقت و قوت نہیں حاصل ہوتی تھی، اس سے خواص کی فراہم کردہ بھی تھی، یہ بس ماضی برصائے الٰہی کا نتیجہ تھی، ناموس رسالت کی پہرے داروں کا احاطہ تھی، حقائق حق اور باطل کا شرعاً تھی۔

عوام و خواص میں مقبوضیت ایسی۔ محض چند ساعتوں کے دیر کے لئے لوگ ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کرتے درگشتوں کو انتظار دیتے تھے، حلق خدا میں اس کا ادب و احترام یہاں کہ کارین بھی ادب بجا لے میں فراموش کرتے تھے، دعب و دہد یہاں کہ شیریں کا ٹکڑے رکھنے والوں کو بھی جرأت لب لاش نہ تھی، وہاں سے رافعتی کا کام یہ تھا کہ اس دور میں جہاں شہزادہ کوکبیلہ سے پہلے خوش گوار عرا م رکھنا مفصلیت وقت اور تقاریر تصور کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ جان و مال و خزانہ ناپائیدار کو جان و مال کو باطل اور باطل کو حق حتیٰ کہ الٰہی معاد کی دیوی کے چہرے میں نومی معاد کی بی تک چڑھا رہے سے بھی گریز نہیں کرتے، وہیں وہ سیاسی افراد سے ملنا تک گوار نہیں کرتے تھا، کمال وقت بھی اس کے در پر سوالی بن کر آنے مگر وہ اس کے شاہانہ کردار سے مدد ملے ہوئے مفصلیت وقت کے تحت ان کی طرف مائل ہو

لوگوں سے اس کے حق پر انگلی اٹھانی، مگر وہ خاموش رہا، لوگوں سے اس کی ذات پر توہین آمیز جیسے کئے مگر وہ چپ رہا، کچھ لوگوں نے سے وہی لکھیں پہنچا نہیں مگر اس نے کوئی پردہ نہ کیا، بلین جیسے ہی کسی سے اللہ کے دیکھ کو صبح کرے کہ مدد موم سنی کی، وہ سر پا پہر بن گیا، جیسے ہی کسی سے مصطفیٰ جہاں رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی فضا تشریح کی، وہ محترم محتاج بن گیا اور جیسے ہی کسی سے شرعی احکام کی باطل توضیح کی

کہنے کو تو لوگ اسے "اختر رضا" کہتے تھے نہیں وہ کسی چودھویں کے چاند سے کم نہ تھا، وہ ہمارے عید سعید تھا، وہ بد مسیر بھی تھا، اس کی رہنمائی فلک سمیت کو جھٹکا رہی تھی، اس کی حیا باریوں سے ایک عام مسور ہو رہا تھا، اس کی شفا میں انقلاب و ماہیتاب کو بھی شرمندہ کر رہی تھیں، اس کی تپائشیں زمین کی دستوں میں پھیل چلی تھیں، وہ جدھر سے گزر جاتا تھا، اس کی ایک جھلک پائے کو دیوانوں کا فکرم اکٹھا ہو جاتا تھا، وہ جہاں کہیں بھی جاتا تھا، اس کے قہقہے سے پہلے اس کا وہاں پہنچ جاتا تھا، حد تو یہ ہے کہ جہاں وہ بھی پہنچا جاتا تھا، وہاں بھی اس کا وہاں نہ دکر ہو رہا تھا، مجلس کوئی بھی ہو اس کے رکر سے حاشا نہیں ہوتی، جلسہ کسی کا بھی ہو اس کی فکر سے سرشار ہوتا، کانفرنس کیسی بھی ہو کہیں بھی ہو، اس کا چرچہ ہی سے کامیابیوں سے ہمکنار کرتا "سستی سستی قرقر قرقر تاج الشریعہ تاج الشریعہ"

وہاں حلق کو تقاریر ملے کہتے

ہندو پاک میں بہت سی جگہوں پر بھی ہیں جہاں کے لوگوں سے کبھی اس کو دیکھا تک نہیں، لیکن اس کی عقیدت ان کے قلب و فکر کے جہاں غامض میں رہتی ہی ہوتی تھی، ان کے دلوں میں اس کی محبت کی شمع روشن تھی، وہ اس پر سوجاں سے فہم و فہم تھے، وہ سوچتے اور سوچتے کہ بن دیکھے جب یہ عام تھا تو دیدار کا کام کیا ہوتا؟ کون مادر ہے جس میں اس کی حرکتیں محبت مومنین سے رہی ہو، کون ہی کا وہ ہے جس میں اس کی دیدار و دیدار کا سورنا نہ پایا ہو، کون ہی جہاں ہے جہاں اس پر مرنے کو حیات جاوداں نہ سمجھتی ہو وہ رہتا تو حشر گیتی پر تھا، مگر بتا کر ڈر وں دلوں میں تھا وہ چلتا پھرتا نور میں کے طوں و عرص پر تھا مگر حکمرانی انسان کے قلب و فکر پر نہ تھا۔

دکھا تا ہوا ہوتا ہے ردیکھو اہل حق اپنی حیات میں علانے ملت
الحق بلند کرتے ہی ہیں بعد ممات بھی حق کی تصویر کرتے ہیں گویا
رہاں حاس سے یہ اعلان کر جاتے ہیں۔

سورج ہوں زندگی کی متق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے لوگوں کو یہ فلسفہ بھی
سمجھا گیا کہ اہل حق کبھی تنہا اور اکیلے نہیں ہوتے، دیکھو میرے
جنازے کو اکیسے کسی سے شخص کا بیٹا رہے جو اہل دین سے کٹ
کر الکل تنہا ہو گیا تھا، مایہ ماحول بندگال حد کسی دین سے کٹے
ہوئے فرد پر روشنا ہو رہے ہیں؟

سکین نہیں ہرگز نہیں وہ تو اس دو بہر فتن میں صداقت کا
علم بردار تھا، سداق فی شہادت و بہادری کی یادگار تھا، جرات
و بہادری اور اہل حق کی علامت تھا۔ اہل تقویٰ و طلب رست کا میر
کار و اس تھا، فکرواں کا تاج، رخصت و علم و فن کا شہنشاہ تھا اللہ رب
العزت سے حق کی وہ آئینہ دیوار بنائی تھی جسے وقت کے
بڑے بڑے مورخ بھی مہم کرے دی جاسکتے۔

ناموس رسالت کی پاسپال اور شریعت مصطفیٰ کی پہرہ رن
کے سبب حد سے تپ کو بہت رسوں نے لایا کا وہ تاج رازیں عطا
ہو کہ کل رنگ دیا جسے حیرت انگیز علامت یعنی محمد اختر رضا غاں
قادر کی رہبری بریلوی کے نام نامی اہم گروائی سے جاتی تھی، آج وہ
عرب و عجم کا تاج اشرف بن ہو گیا۔

بادشاہ کے شرکش تھوٹوں کی روپ بھی حق کی شمع روشن
کرے دے اس مرحق کما کے لئے اللہ رب العزت سے
اپنی ساری مخلوقات کو مسخر فرما دیا تھا، جسکی تو خلق خدا پر اس
پریشاں ہوئی تھی، یہ معلوم کہاں یہاں سے پرہیزوں کا سیلاب امنڈتا۔
وہ ایک سچا عاشق رسول ﷺ بھی تھا، اسی لئے وہ اپنے درو
حم کے مدد کے لئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اس شان سے
حاضر ہوتا اور یوں غمیں کرتا۔

مجھے کیا فکر ہو اختر مرے باور تک وہ باور
بدایں کو جو میرن خود گرفتار بنا کر دیں

اس کے تعاقب میں اس کا قمر سر پٹ وار پڑ

حق گوئی و بے ہوشی اس کا طرہ متین تھی، حقائق حق اور
بظاہر باطل میں اس نے کبھی پہنے اور پہنے گائے کی تقریب نہیں
کی تھیں فی الدین میں وہ پیکار سے روزگار تھا، حکام شرعیہ
میں اسے رن ہی بھی ٹھک برداشت نہیں تھی وہ جو کرتا تھا وہی
کہتا تھا اور جو ہوتا تھا وہی کرتا تھا، اس کا ظاہر و باطن یکساں تھا
کچھ لوگ اس کے تھلب کو "تقد" کا نام دیتے اور دینی رہاں
میں یہ کہتے اس راہ ماے میں اتنی حقی مناسب نہیں، اس طرح تو
آپ بالکل اکیسے رہ جاتیں گے تو وہ کسی باتوں کے جواب میں
مسک کر صرف یہ کہتا کہ اگر دین میں صرف ایک شخص بھی احکام
شرع پر کار بند ہے تو وہی سواد عظمیٰ ہے۔

کبھی بھی ایسے لوگوں کے جھلسے میں کھو اپنے بھی تھایا
کر تے اور انھیں بھی گئے لگتا کہ اس نے فلاں پر علم لگا دیا فلاں
ماہر پر بھی علم لگا دیا، حد تو یہ ہے کہ فلاں حضرت کی بھی کوئی
رعایت نہیں کی جبکہ فلاں سے تو بڑ کام کیا ہے، اس طرح تو
مارے ہی ہم سے کٹ جائیں گے درہم بالکل اکیسے رہ جائیں
گے، لیکن اس کے باوجود بھی دین سے ہر پار کھتا کہ وہ جہاں بھی
جاتا خلق خدا کی بھیڑ منڈ پڑتی، لوگ اس کی بیک جھلک پا سے
کو ہی حیات مستعار کی معراج تصور کرتے تھے، اس کا ہر آسے
الادین اس کے سنے بیک ہی جن ہاں شان اور شہرت، مقبولیت
کے سنے باب کھولتا تھا۔

جب وہ اس کا دل گیتی سے رخصت ہوئے لگا تو جاتے
جاتے اہل دین پر یہ حقیقت واضح کرتا گیا کہ لوگو! جو بندہ "الحب
فی اللہ والیہض فی اللہ" کا نیکریں کر جیتا ہے، اس کا دین خود
خدا ہو جاتا ہے اور جس کا خدا ہو جاتا ہے پھر تو ساری خدا کی اس
کی ہو جاتی ہے، ساری ایسا اس کی دیوانی ہو جاتی ہے خلق خدا
کے دلوں میں اس محبت کی رانج کر رہی جاتی ہے، حب تک وہ
اس دین سے رنگ و بو میں رہتا ہے، خلق خدا کا ہجوم اسے اپنے
جھرمٹ میں لئے رہتا ہے اور جب وہ اس جہان فانی سے رخصت
ہوتا ہے تو اہل جہاں کو "الحب فی اللہ والیہض فی اللہ" کا جلوہ

ڈاکٹر حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی

عہد رسالت میں نظام عدل و انصاف

”پہلے فرماتے ہیں (۱) عدل اتم الفصل عمل ہے، (۲) عدل مساوات (برابری کا) دوسرا پہلو، نام ہے۔ (۳) عدل انصاف دراصل ظلم کی ضد ہے یعنی اگر عدل و انصاف ہو تو ظلم کا حاتمہ یقینی ہے (۴) عدل و انصاف کے موضوع پر کلام کرتے ہوئے پہلے فرماتے ہیں، عدا کی سبب تعدد کا یہ توں ہے کہ اگر قرآن مجید میں صرف یہی آیت عدل نام نہاں ہوئی تو ہدایت کے واسطے کافی ہوتی۔ اس آیت سربہ کی حیثیت کے پیش نظر حلیہ راشد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے غلیظ عدل لکھ کے دریافت کیا کہ عدل کا کیا مفہوم ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ عدل کی چار شکلیں ہیں (۱) بیحد کے وقت کا عدل جیسا کہ رب العالمین نے فرمایا کہ جب تم بیحد کرو تو عدل کے ساتھ ان کے درمیان بیحد کرو۔ (۲) گنگو کے وقت عدل جیسا کہ رب کا ارشاد ہے جب تم بات کرو تو عدل کے ساتھ بات کرو۔ (۳) عدل قدیہ کے مفہوم میں ہے جیسا کہ رشاد رب العالمین ہے (۴) عدل فی نفس کے عمل کوں قدیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ (۵) عدل فی الشکر جیسا کہ رب نے فرمایا مطلق اپنے رب کے برابر شکر کرتے ہیں، رب الیکلما ہے اس کا کوئی شریک نہیں

عدالتی نظام کے بنیادی اصول

قرآن کریم میں بہت سی آیات کریمہ عدالتی نظام حق اور حسان کے چارہ کی اصول بیان کرتی ہیں، اور احادیث کے غور سے میں بھی کثیر احادیث انصاف، حق اور احسان کے بارے میں موجود ہیں، اسباب کے درمیان اختلافات قطری چیز ہے مگر جنس اختلافات حق و صدق پر مبنی ہوتے ہیں اور بعض جھوٹ اور تعصب پر، اسکی صورت میں ایمان والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ صرف اس کی طرف توجہ نہ کریں جو راہ حق پر ہوں انھیں

القدر رب العزت سے ہر معاملے میں انسانوں کی ہدایت کے لیے ایسے کرام کو مبعوث فرمایا اور جیوں کے بھیجے سے مقاصد کو آسانی کے لیے ان میں سے ہیا دی باتوں میں سے چھپے ہیں اللہ یک ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حق اور حق کی تعلیم دینے والے ہیں، قرآن مجید سے بیادوں باتوں میں قانون اور عدالتی اصطلاحات، عدل و انصاف و حسانات پر بہت زور دیا Focus کیا ہے، رشاد باری تعالیٰ ہے

”إِنَّ لِلَّهِ تَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَالْيَقَاقِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَنَسِي يَعْظُمُكُمْ لَعَنُكُمْ تَدْلُزُونَ۔ یعنی بے شک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو اپنے کاظم فرماتا ہے اور بے حیائی اور بری بات و ظلم سے منع فرماتا ہے، وہ جس میں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“ (القرآن سورہ نمل ۱۶ تا ۱۹)

مفسرین نے عدل (انصاف justice) اور حسان کے معنی بھی فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا عدل یہ ہے کہ آدمی فلاں فلاں کی گواہی دے دراصل کو دکرے، دونوں کے ساتھ احسان کرے۔ (عدل و حسان کا معنی یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق دیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے) یہ آیت مومنوں کو انسانی معاملات میں انصاف کا ایک عام حکم دیتی ہے، یہ بات قابل غور ہے۔ انصاف کو بھلائی کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، اس حکم کے تحت دینی ہے کہ مومنین اپنی ذاتی اور سرکاری دونوں حیثیتوں میں انصاف کریں

مترجم مفسر قرآن علامہ شہاب الدین کوئی محدثی رحمت اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر مروج معانی میں آیت عدل سورہ نمل ۱۶ تا ۱۹ کی تفسیر بہایت جامع تحریر فرمائی ہے،

چاہے کہ ہر قسم کا دباؤ جو اس کے سر میں ہو، غلط راہ پر چلنے والے گمراہ کے خلاف استعمال کریں حتیٰ کہ وہ انصاف پر تاحیں، اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں ہر مت کے لیے ایک حکم پہنچا دے والا بخیر و روس، یہ بھیجا، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
 وَيُكَلِّمُ أَنتَهُ رَسُولُ قَدْ آذَا جَاءَ وَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ
 بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يَظْلُمُوْنَ۔ یعنی اور ہر مت کے لیے ایک رسوں کا دباؤ ہے، پھر جب اس کا رسوں (واضح نتائج کے ساتھ) آپکا (اور وہ پھر بھی نہ سارے) تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ دیا گیا اور قیامت کے دن بھی اسی طرح ہوگا) اس پر ظہر نہیں کیا جائے گا۔ (القرآن، صفحہ ۲۵، ۲۰ تا ۲۷)

اس آیت کریمہ کے مطابق دنیا کی کوئی قوم اسی نہیں ہے جس کے پاس رسوں نہ بھیجا گیا ہو پھر یہ آیت رسوں کے فرائض بھی واضح کرتی ہے کہ دنیا میں امن و امان اور لوگوں کے حقوق جان، عزت اور مال کی حفاظت کے لیے انصاف کو قائم کرنا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انصاف کا قیام رسالت کا سب سے اہم منصب ہے کیونکہ ہر رسوں کو لوگوں کے درمیان انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر لوگوں کو عاصی کر موصوب کو سبائیت و شیخ اور دشمنان (کھٹے) لفاظی میں بدل کرے و اسے سربراہ بنی رسوں کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اختیار است بیان کرتے ہوئے، قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ ہر قیمت پر رسوں کریم ﷺ کے فیصلہ اور حکم کے خلاف نافرمانی حکم عدوی بغاوت و سرکشی نہ کرے، اسے جان بیٹا چاہیے کہ پنے بے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہا ہے اور وہ محمد ﷺ کی امت سے بغاوت رہا ہے، محمد رسالت کے نئی واقعات قرآن مجید میں موجود ہیں، یہاں افسوس اور عبرت والا فیصلہ قرآن مجید کی ربانی ملاحظہ فرمائیں

وَمَا كَانَ يَأْمُرُكُمْ وَلَا تُؤْمِرُكُمْ إِلَّا تَقْضَىٰ إِلَهُ وَرَسُولُهُ
 أَمَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ خِزْيَةٌ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ
 إِلَهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا۔ یعنی اور نہ ہی
 مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ

جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کے) کوئی اختیار ہو، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا۔
 (طہران، سورہ احزاب، 33، آیت نمبر 36)

آپ ﷺ سے جو نظام عدالت قائم فرمائی اس میں جلیل القدر صحابہ کرام رسول اللہ تعالیٰ علیہم و آلہم و سلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ الاشعری، حضرت عتاب بن سید رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے حکم کا قاضی و عامل (judge and governor) مقرر فرمایا تھا، اس دوران ایک عقیدہ مقدمہ ان کی عدالت میں دائر ہوا، (جیسا کہ الطبری اور مشہور تفاسیر میں بیان ہو ہے) حضرت عتاب بن اسید نے اسے حل نہ کر سکے پر رسول اللہ ﷺ سے قانونی مشورہ طلب کیا

جنوعا مکہ میں جو مغیرہ کو طلوع اسلام سے قبل بہت زیادہ سود پر رقم قرض دیتے تھے، طلوع اسلام پر جو مغیرہ ایک بڑے قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے جو ان پر جو عامر کی طرف سے عائد تھا، انھوں نے پناہ طلب کیا وہ جو مغیرہ نے اس بنا پر اس کی ادائیگی سے انکار کر دیا کہ سلام میں اس کی مخالفت آگئی ہے، جنوعا مرے مکہ میں حضرت عتاب بن اسید کی عدالت میں دعویٰ کر دیا، مقدمہ کی باقاعدہ سماعت اور کارروائی شروع ہوئی حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کو اس کا فیصلہ کرنے میں مشکل ہوئی، اس کے لیے قانوسا کی کی ضرورت تھی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اس وجہیگی کے باعث انھوں نے مقدمہ مشورہ کے لیے سب سے بڑے منصب اعلیٰ بنی رحمت ﷺ جنس اللہ رب العزت سے لوگوں کے انصاف کے لیے مبعوث فرمایا تھا، آپ کے پاس بھیج دیا، رسول اللہ ﷺ سے خود یہ محسوس کیا کہ یہ مقدمہ سماعت سے پٹنے کے لئے بھی قانون ساز

نہیں ہو۔

ظہری کی روایت کے مطابق قرآن مجید کی مدد چاروں آیات اس موقع پر نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الزِّنَا
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمَرْبٍ
مِّنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ مَن كُفِّرْهُمْ فَلَكُمْ زُؤُوسٌ مُّوَيْكُم
لَا تَطْمِئِنُّونَ وَلَا تَطْلُمُونَ بِئْسَ الْإِمَانُ وَابُوا لِلَّهِ
فِي دِينِهِمْ وَرُسُلِهِمْ سَوْدٌ مِّنْهُ هِيَ رَهْ كَيْفَ
(صدق دل سے) ایمان رکھتے ہو، پھر گرمی سے ایسا نہ کیا
تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے عذاب
جنگ پر ضرر دار ہو گا اور گرمی تو یہ رہے تو تمہارے لئے
تمہارے اصل مال (چراغ) میں نہ تمہو کو ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم
کیا جائے۔ (قرآن، سورہ البقرہ، آیت 278، 279)

رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت سید بن خطاب کو حکم لپی بھیج
دیا اور ہدایت کی کہ بنو عامر کو فیصد سے آگاہ کرو، گردو سے
قبول کر میں تو بہتر ہے ورنہ انھیں جنگ کے لیے تیار ہونے کو
کہہ دو یہ ہے ایک ناقابل تردید ثبوت رسول اللہ (ﷺ) سے
نظام عدالت کا۔ آپ کے فیصلے پر کسی کو کار کا حق نہیں اقرآن
میں کی آیات موجود ہیں۔

بحث سے پہلے آپ کا اوصاف

قرآن کریم میں آیتیں اس بات پر شاہد عدس ہیں کہ اوصاف
عدالتی نظام کے قیام کے مفاد کے لیے آپ (ﷺ) منصف امفی
ہیں کون آپ کے حکم کے خلاف ورنہ نہیں کر سکتا ورنہ اس
کے ایمان پر حرف آئے گا۔ دنیا کے سب سے بڑے منصب،
منصب رسالت پر آپ فائز ہیں، حق اور حق بھی ہے کہ عربوں نے
رسول اللہ (ﷺ) کو (ظاہرین) عداوت سے پہلے ہی آپ کو
جائز اور جو رس، جھگڑا، کو سمجھا، mediator، منصف،
Judge) مان لیا تھا، 606ء میں جب آپ کی عمر 35 سال تھی،
سیلاب سے خانہ کعبہ کی عمارت کو مختلف نقصان پہنچا قریش سے
اس کی دوبارہ تعمیر کی لیکن جب حجر اسود کھینچا گیا تو قبل

میں جھگڑا، بردست مراع پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلہ کی یہ خوش تھی کہ
یہ مساحت اسے ہی نصیب ہو رسول اللہ (ﷺ) سے اس جھگڑے کو
با آسانی سمجھا دیا آپ (ﷺ) سے یہ طریقہ اختیار فرمایا حجر اسود کو
ایک چادر میں رکھا اور تمام سرداران قریش قبائل سے فرمایا کہ وہ
چادر کے نوٹے کو پکڑ کر نکھائیں، چنانچہ سب نے مل کر چادر کو
نکھایا اور جب چادر اس مقام پر پہنچی جہاں اس کو رکھنا تھا تو
آپ سے بچے مبارک ہاتھوں سے اس کو دیوار عیدہ میں نصب
کر دیا، سب سے آپ کے فیصلہ کو قبول کیا، سب راضی ہو گئے
۱۰۰ ہر ہر کسی کو ترور نہ ہوا۔ ۱۰ ہر ہر میں ہوا، صلوات

آپ کے عدالتی فیصلوں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہیں،
ایک بیہودی، ورنہ نام نہاد (عومنا) کے مقدمہ کے فیصلہ کو بہت
صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے مطالعہ کر کے سے تعلق رکھتا
ہے ضرور مطالعہ فرمائیں۔

عہد رسالت میں نظام عدالت کے چند بنیادی نکات

آپ (ﷺ) کے نظام عدالت کے مباحث سے چند بنیادی
نکات پیش کئے جاتے ہیں، بغور مطالعہ فرمائیں، یہی کرم (ﷺ)
کی عدالت رفاقی منابر ملے کرتے ہوئے ایک ترقی یافتہ
منظم (مضابطہ، باوقار، طے شدہ معاملے میں دیا ہوا) نظام (بیعت
بندھ ہو - Tied bound) کی شکل میں اختیار کر چکا تھا
گر اس نظام کا تقابل (مقارنہ، موازنہ - compar ng) عہد
حاضر کے عدالتی نظاموں سے کیا جائے تو جہاں اصولوں، نظریات،
تو عدد صواب عدالتی طریقہ کار کا تعلق ہے وہ اسی طرح موجود تھے
جس طرح آج کے نظاموں میں ہیں، مگر جو بات عہد رسالت کے
نظام عدالت کو صحیح سمجھے کی ۱۰۰ میں حائل ہے، وہ عہد حاضر کی
عدالتوں کی عظیم الشان عمارت، وسیع پیمانے پر غیر ضروری
آخر حات، مقدمات کو پٹا سے کے لیے عدالتی طریقہ کار کی
ترمیم گئیاں جیسے امور۔ یہ عہد رسالت کے نظام میں مفقود ہیں،
گردو و حاضر کے عدالتی نظام سے ترقی یافتہ کارار پر شکوہ عداوت،
وسیع غرضات اور مقدمات کی حتمیہ کیوں میں منصف (پو شدہ،
چھپا ہوا) ہے تو اس عداوت سے یہ نظام عہد رسالت کے نظام

بیدا کیا پھر نصیب بنا یا پھر اعتدال وال ہے۔

(۱) قرآن سورہ الطہ ۷ آیت (7)

- (2) اور سچ در انصاف کے اعتبار سے تیرے رب کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور یہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔
(3) یعنی مرنے والے کوئی نہیں ہے اس کا کوئی بیٹا یا حاکم نہیں۔
(4) مرنے والے کوئی نہیں ہے اس کا کوئی بیٹا یا حاکم نہیں۔
(5) جو شرعی احکام قرآن پاک میں ہیں وہ ہر اعتبار سے عدل و انصاف پر مشتمل ہیں۔ (6) قرآن پاک ہمیشہ کے لیے ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے۔

ان آیات میں جو الفاظ ہیں کائنات میں فطری انصاف کے معنی کو ظاہر کرتے ہیں۔ قرآن انصاف کا حکم دیتا ہے اور سارے عالم کو فطری انصاف پر غور کرنے کو کہتا ہے ورنہ فطری معاملات میں بھی دوسروں کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے، مثلاً مومن کو ایک وقت میں چار بیویوں کی جارت دیتے وقت وہ اس کو متوقع نا انصافی سے آگاہ کرتا ہے جو وہ کر سکتا ہے، اس لیے اسے صرف ایک بیوی پر قناعت کرنے کی ہدایت کرتا ہے، وغیرہ۔

ان الکرم بلینہ سب سے اعلیٰ منصب

اللہ رب العزت سے بیوں کو مبعوث فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو دنیا میں عدل و انصاف قائم ہو اور ہر سورہ حدید کی مذکورہ آیت اور اس کے علاوہ بھی متعدد آیتیں قرآن کریم میں موجود ہیں، انی اہم و لغات کار کر بھی موجود ہے، حدیث طیبہ کے ذخیرے میں بھی بہت مراجعت کے ساتھ حکامات موجود ہیں، نیز آپ ﷺ کی سیرت میں بہت دلچسپ و سبق آموز واقعات موجود ہیں

ان سب روشن دسیوں کے ساتھ آپ ﷺ کو کیا کا سب سے اعلیٰ منصب کہنا بالکل صحیح و درحق ہے، جیسے علامہ راجح صہبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو محسن مسائیت ہونا لکھا مناسبت نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ محسن کائنات ہیں اور اگر ب لفاظ کو سوائے سے لکھا جائے تو بھی کم ہے، نصیب اسی طرح (ناچیز راقم کے رائے سے کہ) آپ ﷺ کو فاضل انصاف

بِأَيْدِيهِمُ الْيَدَيْنِ أَمْحُو كُنُوزَهُمْ أَتَدْرِكُونَ بِالْقِسْطِ شَهَادَةً لَهُمْ وَنُو عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَوْ الظَّالِمِينَ وَالْأَقْرَبِينَ مَنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَإِلَهُ أَوْفٍ بَيْنَهُمَا فَلَا يُظْلَمُونَ إِلَهَ يَ أَنْ تَعْلَمُوا وَإِنْ تُلْوَ أَوْ تُعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ تَكَانِ يَكُنْ تَعْلَمُونَ صَبِيرًا۔ یعنی اے ایمان والو! تم انصاف پر مصیبت کے ساتھ قائم رہو۔ اے (محض) اللہ کے لیے گواہی! یہ دالے ہو جا، خواہ (گوئی) خود تمہارے اپنے (یا تمہارے) والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے لیے خلاف ہو، اگرچہ (جس کے خلاف گوئی ہو) مال دار یا محتاج اللہ ن دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم خود پیش نفس کی پیروی نہ کیا کرو کہ جس سے بٹ جاؤ (گئے) اور اگر تم (گوئی میں) بھاد رہت کرو گے یا (حق سے) پیہو جی کرو گے تو بیشب اللہ اس سب کاموں سے جو تم رہے ہو خیر دار ہے۔“ (القرآن سورہ صافات ۴ آیت ۱۳۵)

قرآن نے انصاف کرنے والے کی تائید کی ہے

قرآن مجید میں رشاد باری تعالیٰ ہے

وَصَوَّبَ اللَّهُ مَثَلًا زُجَّجَنِي أَخَذْتُ أَبْنَاءَ كُمْ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوَالِهِ أَيْتَانِي جَهْلًا لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى خِطَاطٍ مُسْتَوٍ۔ یعنی اللہ رب العزت سے دوسروں کی مثال بیاں فرمانے، ان میں سے ایک گونا گاہے جو کسی نے پر قدرت نہیں رکھا اور وہ اپنے آقا پر (صرف) بوجھ ہے (اس کا آگاہ) اسے حد سے بڑھتا ہے تو وہ کوئی خیر نہیں آتا تو کیا وہ اور دوسرا جو عدل و انصاف کا حکم کرتا ہے وہ سیدھے راستے پر بھی ہے۔“ کیا دونوں برابر ہیں؟“ (قرآن سورہ مائدہ ۷۵)

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا منصف ہے

عدل یہ فطری انصاف کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، اس نے ہر چیز انصاف اور یکساںیت پر بنائی، اس کی تخلیق میں کوئی چیز بیکار نہیں، مثلاً

“الْبَابِ خَلَقَتْ قِسْمًا تَقْدَرَتْ (یعنی) اس نے مجھے

عن ۹۷؎ کا نتیجہ

سے ہمدرد ہوں کاردار اور دین و مسلک کی حمایت، مجاہدہ نہیں بلکہ جہاد ہے، بسعی احباب ناراض ہوتے ہیں، کبھی رشتہ دریاں اڑسہ آتی ہیں، دعائیں منانا تو بڑی بات ہے یہوں کی نار شکایاں سوس بیٹنی پڑتی ہیں، طعنے ملتے ہیں، کبھی مغرور، کبھی قسادی اور کبھی فتنہ پرور کہہ جاتا ہے، ترویدی مضامین کو شکلائی تحریر پر کرنا کج بھوں چڑھا دیا جاتا ہے مگر عام کے رشاد کے مطابق گریخت صاعہ ہو تو یہ بڑھتی سرما یہ ہے

امام ابو اسحاق اسفہانی نے اکابر دین کو ذکر بکر چھوڑ کر فتنوں کی سرکوبی کی دعوت دی تھی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دین معطلی کی حمایت اور حق رسول کی حفاظت، تمام عبادت و ریاضت سے بڑھ کر ہے، مگر یہ نہیں ہوتا تو امام ابو اسحاق بھی انھیں حضرات کے ساتھ مصروف نہ کر دیتا ہوتا جو جانتے تھے تصوف کا یہ انوکھا روپ امام احمد رضا سے لے کر مولیٰ تھالی ان کا مہیاں ہم سب پر جاری و ساری فرما دے، آمین۔ □ □ □

عن ۹۸؎ کا نتیجہ

خود تھے جور واپر اور اب کے بادل میں گئے وہ کی نظر تھی جس سے مردوں کو مسما کر دیا اس غم و اہم کے محلات میں ہم حضرت علامہ سوانح مفتی شاہد رضا صاحب مصباحی ریخت معانیہ اور اہل خانقاہ کے غم میں بربر کے شریک ہیں اور بارگاہِ اعلیٰ میں دعا گو ہیں کہ رب قدیر بطنیں بی ربیع علی اللہ علیہ وسلم و عوٹ و خوجہ صا اور چند دہا شیخ طریقت کو قرینی رحمت فرما، رجوار رحمت میں جگہ دے اور رحمت و القروس کا اعلیٰ مقام عطا فرما کر ان کے فیوض و برکات، روحانیہ سے عام اسلام کو مستقیص و مستقیم بناسے اور جانشین و وائیں اعلیٰ خانہ و مریدین متوسلین و مستفیدین با خصوص مفتی شاہد رضا صاحب مصباحی کو صبر جمیل و توفیق بخشے، آمین عباد سید المرسلین و اہل بیت۔
بررحمت قہری مرقدہ پر گہر جاری کرے
شنا سرنی حشر نیک نار بروری کرے

□ □ □

□ □ □

عام (chief justice of world) ہونا لکھ آپ ﷺ کے شاہ پال شان نہیں، کیونکہ قاضی chief justice کو دوسری حکومتیں یا حاکم انصاف کے لیے مقرر رہا ہے، آپ ﷺ کو احکم حاکمین نے منصب اعلیٰ بنا کر مبعوث فرمایا تو ظاہری بات ہے آپ اللہ کی جاہ سے سارے عالم کے لیے مصطفیٰ اعلیٰ ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کا انصاف ہمیشہ سب کے لیے آسان و معید تھا، عہد حاضر میں پر شکوہ عبادت کی تعمیر و مرمت، دیکھ بھال، جنوں و روستی عداوتی عہد کی تخی ہوں، کورٹ میسوں، وکیلوں کی فیس اور جو دیگر عداوتی اخراجات برداشت کرے پڑتے ہیں مگر انھیں نظر انداز کر دیا جائے اور صرف صلووں و نظریات، قواعد و ضوابط و عدالتی طریق کار کا تقابل کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ عہد رسالت کا نظام عدالت آج سے کہیں زیادہ بہتر اور ترقی یافتہ آسان، صلووں پر مبنی، قواعد و ضوابط اور عدالتی طریق کار پر مبنی تھا۔

نوٹ: اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ مغربی نظام عدالت سے اصول و نظریاتی اعتبار سے اسلامی نظام عدالت کی شکل کی مگر اس شکل کا ایسوں ناک پہنچا ہے کہ مغرب نے اس کا اعتراف نہیں کیا یہ علمی، و تحقیقی اعتبار سے ہے، انصافی اور بدویاتی ہے

عہد حاضر میں اگر اسلامی نظام عدالت کو پوری طرح پہنچا جائے تو جو مغرب کے اسلامی نظریات و عدالتی طریق کار پر جو ہر شکوہ و رشت کا خلاف چڑھایا ہے ان کا پردہ چاٹ ہو جائے گا و آپ ﷺ کے حدوں و انصاف و مدنی عدل، انصاف کے روش و رخشاں اصول ظاہر ہوں گے، مسلمانوں کو چاہئے کہ عہد رسالت کے عدالتی مصلووں کا مطالعہ کریں، اسی پر چنے سانج میں عمل پیر ہوں اور ساری دنیا کو بتائیں کہ آپ ﷺ کی سیرت پر عمل پیر ہو کر دنیا میں حدوں و انصاف قائم کیا جا سکتا ہے اور دنیا کو اس کا گہر رہ بنایا جا سکتا ہے کیونکہ انصاف اعظم کی حد ہے انصاف قائم ہوگا تو ظلم کا کارہ ہوگا اور یہ صرف سلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت میں ملے گا

ذریعہ معنی جمیل خداوندی

تصوف کا انوکھا رنگ

ہر مومن سے بچاؤ کے لئے بڑے مسائل چیلنجوں میں حل فرما دیے
ہیں، آپ بھی، یحییٰ، علم باطن کا ادنیٰ درجہ پوچھا گیا، فرمایا
حضرت دو النون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،
کہ میں سے ایک بار سفر کیا اور وہ علم یا جسے خواص و عوام
مستحب نے قبول کیا، دو بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص سے
قبول کیا اور عوام نے نہ مانا، سارا سفر کیا اور وہ علم لایا، جو
عوام و خواص کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے میرا اقدام پاؤں سے چلنا، مرد نہیں،
بلکہ میرا قلب ہے، اہل کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ
درجہ ن سے اعتقاد، سادہ عقائد و تسلیم ارشاد جو کچھ میں آپ
کہا، ورنہ کل من عند ربنا و ما یدکر لا اول و لا سبب، حضرت شیخ
اکبر اور اکابرین سے فرمایا کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ
اس کے حامیوں کی تصدیق کرے، کہ اگر نہ جانتا تو ان کی
تصدیق کرتا، میرا حدیث میں فرمایا، عند اللہ، و معتصما
او مستعینا، و محباً و لا لکن الخامس فقہت صحیح کر
اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سمجھتا ہے یا عالم کی
ہاتھیں مٹتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ حامی سے محبت رکھتا ہے، اور
پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔ (اسلامی علوم ص ۵)

علم ظاہر تو پتا ہے جو درمیان میں پڑھا اور پڑھا جاتا
ہے، لیکن علم باطن تو اہل باطن ہی جانتے ہیں، مگر ہم چھوٹے لوگ
بھی اونیہ پاک سے عقیدت کے صدقے علم باطن و لئے ہو گئے
ہیں، امام فرماتے ہیں

”علم باطن کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ علم باطن والوں سے اعتقاد
رکھا جائے علم باطن والوں پر اعتقاد ہو، علم باطن والے جو تعلیم
دیں سے تسلیم کیا جائے ورنہ اہل سنت و جمہور تعالیٰ نہ

میں تصوف کی کتابیں بہت کم پڑھی ہیں کسی
برگ کے شب و روز کو قریب سے دیکھنے کا موقع بھی نہیں ملا،
اہل اللہ کے سوانح پڑھتا ہوں تو بی لہجہ آتا ہے کہ کاش انہیں ماضی
کی ”کھوں سے دیکھا ہوتا، آپ کو شاید یقین نہ آئے کہ امام احمد
رضا کے ملفوظات جب پڑھتا ہوں تو اکثر ”کھیں بھرتی ہیں، اور
دس کو عجیب سا سکون محسوس ہوتا ہے اور لگتا ہے، جیسے نہ پائے کا
احساس گویا قلم ہوتا جا رہا ہے۔

جی ہاں! روح کو سکون ملتا ہے، طمانیت ملتی ہے، حیرت
کے درپے کھلتے ہیں، در لگتا ہے، امام اہل سنت کے ملفوظات کا
یہ چھوٹا سا مجموعہ ”کتورے میں اتنا سا گر“ کا منظر پیش کر رہا ہے اور
ایسا میں ہی نہیں کہتا حضور مصلیٰ عظیم جنت بھی یہی فرما گئے، انھوں
لے تو پائی ”کھوں سے مشاہدہ کیا ہے، رب سام سے کھڑے
موتیوں کو سلک حریر میں پردہ ہے، ان کی ٹوٹان ہی بڑی ہے،
اسی لئے بات بھی بڑی کہ گئے فرماتے ہیں

یہاں جو دیکھو کہ شریعت و طریقت کے دو باریک مسائل
جن میں مدتوں غور و خوض کاظمی کے بعد ہماری کیا سادہ
بڑے بڑے سرٹیک کر رہا میں، فکر کرتے تھکیں اور ہرگز نہ
سمجھیں اور صاف انالا احمدی کا دم بھریں، وہ یہاں ایک
فقرے میں ”یہ صاف فرمادئے جاتے ہیں کہ ہر شخص مجھ
سے گویا اذکار کی نہ تھا۔“ (اسلامی علوم ص ۱۲)

دار ہرہ شریف کے ایک برگ فرماتے ہیں
میں تو آپ (امام اہل سنت) کو ہر مومن میں امام اور علم الامام
خیال کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ آپ کے وجود مسعود ہا و جو کو
دلدادہ و سادہ مت و پختہ ریکھے (اسلامی علوم ص ۱۳)
اور یہ محض عقیدت کا علم، یا جدہ است فی عفا کی نہیں تھی، امام

معاظوں میں خوش نصیب ہیں

اعلیٰ حضرت سے علم باطن کے تئیں اور جہ بنائے

دل جو عوالم و خواص مجھ سہیں۔

دوم جو صرف خواص سمجھیں۔

سوم جسے عوام و خواص میں سے کوئی نہ سمجھے۔

صرف ماہرین یا شیخ جو اس بحر کے شہسوار ہیں اور پھر اس

تقسیم درجات کو رنائل سے مبرا کہنا کیا، پہلے حضرت شیخ کبرگی

مدینہ ایک عربی کافور پیش کیا، اس کے بعد حضرت بوی سے

دیں، اے مجھ میں نہیں جانتا کہ امام بن سست کی محفل مجلس

مدد کردہ ہوئی تھی یا اور تحقیقات

اسی طرح مجاہدوں عمر پوچھی گئی امام سے فرمایا کم

ترکم ۸۰ رسال

سائل نے پھر پوچھا: ایک شخص ۸۰ برس کی عمر سے

مجاہدات سے یا ۸۰ برس مجاہدہ کرے؟ فرمایا:

مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عام میں مصیبت کو سبب

سے مربوط فرمایا گیا ہے۔ (یعنی ایک چیز دوسری چیز کا

سبب ٹھہر یا گیا ہے) کی طرح پر گرجھوڑی درجہ د

عنایت رمانی، بعید کو قریب کر دے تو اس روکی قطع (پور

کرے) کو کسی برس درکار ہیں و رحمت تو چہ فرمائے تو

ایک آن میں نصری سے بدل (کار سے دن کامل) کر یا

جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو معذور

الہی ضرور کار فرما ہوتی ہے۔

اسلام آباد ۱۶

یعنی خدا تک رسائی کے لئے جو مجاہدے و نفس نشی کی

حاجتی ہے، امام فرماتے ہیں اس کے لئے ۸۰ سال محنت شاقہ

کی ضرورت ہے، مگر ساتھ ہی فرمایا اگر تاخیر بانی کرم فرمائی

کر دے، تو محسوس میں یہ طویل سفر طے ہو جاتا ہے اور بیت میں

خلوص ہو تو اس راہ کی گھٹنیں، رکاوٹیں جانتیں، یہ ایک در

رنگ ضرور لاتی ہیں، اسی مجلس میں یک صاحب سے عرض کیا:

یہ تو حضور اگر کسی کا ہو رہے، تو ہو سکتا ہے، دیوی و رات

معاش گر چھوڑ دینے جائیں، تو یہ بھی بہت وقت طلب

ہے اور یہ دینی خدمت جو پہنچے ذمہ لی ہے، اسے بھی چھوڑ

نا پڑے گا

سائل گویا سر و سہیل بھر رہا ہے، کہ ہم جیسوں کے مقدر میں

یہ نعمت کیسے؟ حضور غوث اعظم جیہ، عرشہاں سے، تئیں، جو پہل

بھر میں قطب و ابدال بنادے، اسی برس تک ترک دیا کر کے مجاہدہ

کر نہیں سکتے، بال بچے دار ہیں، اپنے اپنی لوگوں کی و سر داریاں

ہیں، فکر معاش ہے، دینی خدمات یعنی حمایت دین و مذہب اور

بدعتیوں کا رد و خیر و جواب دہ نہیں سمجھتے نا پڑے گا

دل اس بچے کی طرح ہلک رہا ہے، جو دوس ہاتھوں میں

دو کھلوے تھامے، تیسرے سے لئے خڑپتا ہے، رحمت عام کے

بچے ناب سے بھانپ لیا اور نسی امیر بچے میں فرمایا:

اس کے لئے عینی خدمات و مجاہدات ہیں بلکہ اگر بیت

صاف ہے، تو مجاہدوں سے اعلیٰ امام ابو حاق اسفرانی

جب انھیں مبتدعین (بدعتیوں) کی بدعات و ظوار ہوئی

پہاڑوں میں ان کا برے پاس تشریف لے گئے، جو رک

دیا و ما دیا کرے (یعنی انہوں تعلقات و مصروفیات سے

لگ ہو کر) مجاہدات میں مصروف تھے، ال سے فرمایا

یا اکلہ الخشبیش النعم ہنہا و امۃ محمد ﷺ

الفتن اے سوکھی گھاس کھا لے والو! تم یہاں ہو اور امت

محمد ﷺ کا پیچھنٹوں میں ہے۔

انصوں سے جواب دیا کہ امام یہ آپ کی ناکام ہے،

ام سے نہیں ہو سکتا، وہاں سے و پاس آئے اور مبتدعین کے

روٹیاں مہرک یہاں میں

میں اپنے نظروں میں کہوں تو گویا امام اہل سنت سے فرمایا:

مجھے بچہ آتیرے تو دوس ہاتھوں میں لہو دینی کھلوے ہیں، تیر

مطلوب مجھے حاصل ہے، مجھے اس کی قدر نہیں معلوم، یا مجھے اس کا

عمر ہی نہیں ترک دیا کر کے اللہ اللہ کرنا دینی بڑی عبادت ہے،

بہت بڑا مجاہدہ ہے مگر اہل و عیال کے درمیان رہ کر فکر معاش

سے دو چار ہو کر خدمت دینی انجام دینا، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اس سے بڑی عبادت ہے، بڑا مجاہدہ ہے، اوپر بقیہ ص ۱۲ پر

مجاہدوں کی فکر

ڈن سولانا خدام مصطفیٰ نسلی

فیشن کا بڑھتا چلن اور ہماری بے توجہی

فیشن انڈسٹری کے ہتھ کڑے

لوگوں کی عقل پر قبضہ چاہے کے ہے فیشن انڈسٹری سے بڑی ربراست منصوبہ بندی۔

- 1 مجھے ڈر نہروں کو جمع کیا گیا اور انہیں یوروپین سوچ کے مطابق کپڑے ڈرائس کرنے کا ہدف دیا گیا
- 2 دوسرے مرحلے میں جیجی قد کاغشی اور ٹھیک نہاک شکل و صورت دے لڑکے لڑکیوں کو ماڈل بنایا گیا۔

3 دنیا سے مختلف شہروں میں فیشن شو اور سیٹ واک (Cat Walk) سے نام پر ماڈلوں سے ان کپڑوں کی نمائش کرائی گئی۔

4 ریہ دو سے زیادہ لوگوں تک پہنچنے کے لیے ٹی وی درمیان کا سہارا لیا گیا، جس سے فیشن انڈسٹری کا چرچا ہر گھر تک پہنچا

5 پے راترے کو اور بڑھائے کے بے لوگوں میں مقبول فلمی ادکار اور اداکارائوں سے کپڑوں کی تشبیہ کرائی گئی۔

6 مختلف کھیلوں کے مشہور کھلاڑیوں سے بھی اشتہاری مز دور کا کام لیا گیا۔

7 بڑے درنامور قلم کاروں سے فیشن کی ہمیت اور افادیت پر لکھا نامہ مسابین لکھواے گئے

عام آدمی کی سوچ پر قبضہ چمانے کے لیے ایک دوسرے سے کاتی جیسے لیکن فیشن انڈسٹری نے کوئی بھی راستہ نہیں چھوڑا جسے استعمال نہیں کیا، اس طرح آہستہ آہستہ لوگوں کی سوچ پر ملٹی پلش کمپنیاں غائب آئی گئیں، اس طرح انسانوں سے ان کی پسند کا حق چھین لیا گیا، اب کسے کیا اچھا لگتا ہے یہ وہ نہیں بلکہ ایک ماڈل، یکٹر، کھلاڑی اور اداکارائیں طے کرتی ہیں جو کسی نہ کسی ملٹی پلش کمپنی کے اشتہاری مز دور ہوتے ہیں، کمپنیاں پسے ان مز دور کو کو پیسہ دے کر لوگوں کو رجھاتی ہیں، اس کے بعد پہننا شہ

کسی زمانے میں چھٹا سو کپڑا پھینا غربت اور مفلسی کی نشان دہا جاتا تھا، لیکن آج پہنے ہوئے کپڑے پہننا امیری اور ماڈرٹ ہونے کی نشان دہی کیا ہے، جسے کم وقت میں انسانی سوچ میں اتنی بڑی تبدیلی کیسے آئی؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے لگتے ہیں تو آپ کے سامنے یہ دفتر کھل جائے گا کہ آپ خیراں رہ جائیں گے کہ انسانی سوچ بدلنے کے لیے ہاضمہ یک بڑی فیشن انڈسٹری کام کر رہی ہے، موجودہ وقت میں اس انڈسٹری کی مالیت 2,97,091 کروڑ روپے ہے، ماہرین کے مطابق نکلے پانچ سال میں یہ مالیت 7,48,398 کروڑ روپے کی ہو جائے گی۔

۹ روپے صدی تک عموماً ہر سال اپنے کپڑوں کا انتخاب خود کرتا تھا، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی دست، بھائی یا گھر والوں کی فرمائش پر کچھ خاص کپڑے سوارے جاتے تھے لیکن عموماً ہر انسان اپنے کپڑے اپنی پسند سے ہی پہنتا تھا، کوئی سوچ بھی نہیں لگتا تھا کہ سنا فیروں کی مرضی سے کپڑے پہنے گا یا نہیں یہاں، بیسویں صدی یورپ کی صدی ثابت ہوئی، اہل یورپ دیا بھر پر قبضہ جاتے چلے گئے، انہیں لوگوں سے فیشن انڈسٹری کے نام پر لوگوں سے ان کی اپنی پسند کا حق چھین لیا، یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے لوگوں سے زندگی کی نوک پر سنا کا حق چھینا ہو؟ اس کام کے لیے انہوں نے نفسیاتی حربہ اختیار کیا، ٹی وی، سنیہ، میڈیا اور ماڈلوں کے ذریعہ عوام میں رائج کپڑوں کو دیا، لگنو اور غیر مہذب دکھانے لگے لگا مسلسل پروپیگنڈے کی وجہ سے لوگ بھی یہ ماننے لگے کہ جو کپڑے وہ لوگ پہنتے ہیں وہ نہایت پرلے اور پھڑے ہوئے زمانے کے ہیں، اگر مہذب اور تعلیم یافتہ نظر آتا ہے تو سناٹا اور برٹڈ کپڑے پہننا ہوں گے۔

بھانڈا کاراست

میشن انڈسٹری کی سالانہ مالیت دو لاکھ کروڑ سے زیادہ ہے، اس لیے اس کے مقابلے میں کھڑا ہونا آسان نہیں ہے، لیکن ارادے بڑے اور میت بڑی ہو تو تائید بھی ضرور حاصل ہوتی ہے۔ اپنے معاشرے کو بے لگام میشن سے بچانے کے لیے چند اہم اقدامات ضروری ہیں

- 1 ہر شخص اپنے گھر میں اسلامی لباس پہن کر رہے۔
- 2 علاقے گرم اس موضوع پر عقلی اور سائنٹفک انداز میں خطاب کے ذریعہ رجعت دلائل۔
- 3 مسلم صنعت کار اس سینٹر میں الایٹ مینٹ کریں اور اچھے ڈرائیور کے ذریعہ مہذب ملبوسات تیار کریں
- 4 خیر شرمی طریقوں سے بچنے ہوئے تقصیری مہم چلائیں تاکہ لوگوں میں رجعت پیدا ہو۔
- 5 کوالٹی و قیمت کا خصوصی دھیان رکھیں۔

ضرورت ہے کہ مسلم صنعت کار اس طرف توجہ دیں تاکہ مسلم مرد و خواتین غیر کے بے مورد یا سوں سے محفوظ رہیں، شروعات میں صرف مقامی علاقے پر لوکس کیا جائے، کامیابی ملنے پر رٹہ بڑھا دیا جائے، ملموس بیت ورتا جبر رجھارت کے ساتھ کام کیا جائے تو ن شاء اللہ کامیابی یقینی ہے۔

□□□

مس ۳۵۵ کا بقیہ

اندازوں کے مطابق یورپ اور ایشیا میں کئی موت سے تیس کروڑ افراد ہلاک ہوئے تھے، یورپ کو وہ بارہ آبادی کی سطح تک پہنچنے کے لیے تقریباً ۱۰ سو سال کا عرصہ لگ گیا یورپ کے بعض علاقے تو اس مہلک طاعون سے بیسویں اور بیسویں صدی تک متاثر رہے۔

حیوں رہے کہ چودھویں صدی تک یورپ میں صیانتیت کے زیر اثر عوام طاعون کو خدا کا عذاب سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے مگر ابن اعطیب سے اس مرض پر تحقیق کی اور طاعون کا جراثیم سے درپیر ہونے کا نظریہ پیش کیا،

اس سے کہا کہ حراس دوم کے ہوتے ہیں۔ متعدی اور غیر متعدی امر اس پھیلنے کی وجہ وہ بہارت باریک کیڑے ہوتے ہیں جو نظر نہیں آتے۔

اسی طرح بن حاتم کی تحقیق کے مطابق یہ طاعون چھوٹے در پودوں میں موجود متعدی حراس کی وجہ سے پھیلتا ہے، لیکن بیسویں صدی میں دیبا پر تبوق، چیچک، خسرہ، القوض اور میسر یا بے بڑا شدہ یہ تعد کیا جس میں مہلک ترین تلمہ رباعہ تبوق کا جس کے سبب بیسویں اور بیسویں صدی میں ہونے والے ہلاکتوں کی تعد و تقریباً ایک ارب رہی، دشمن ہے کہ میسر یا کے علاوہ اہل حرام دیبا کی مرضی کو نیست و نابود کیا جا چکا ہے، دوسرے مہلک ترین رہا میسر یا جس سے اب تک کم و بیش پچیس روز اس سوس کی جان لی ہے اور جس کی بعض اقسام و اشکال کا بھی تکمیل طور سے تدارک نہیں کیا جا سکا۔

پچھلی سڑی و باجوزیا پر تارل ہوئی تھی دو قسمی سوائے تلمہ HIN جس میں 2010-2009 کے عرصے میں بین الاقوامی سطح پر ایک ارب چالیس کروڑ لوگ مبتلا ہوئے اور تقریباً پانچ لاکھ ہلاک ہوئے، اس وقت پوری دنیا کو جس چیز سے پکڑی میں پرو دیا ہے وہ موت کا خوف، موت بھی کسی جو بہت تکلیف دہ ہے اور جس کے بعد وائرس کی عصمت اور قہر مان کے باعث مناسب تکفین و تدفین یا وسوسہ کار بھی ممکن نہیں، بارگاہ بردن میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و طہی سے عالم اسلام کے جسد کی صحیح و عقیدہ مسلمانوں کو کورونا اور اس جیسی تمام وباؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین

□□□

مس ۹۹ کا بقیہ

جہاں کچھ اثر ہوگا ہم پر، گردش اس کو دکھاؤ آنکھ مت ہم کو تھامے پاس ہیں مرشد

مردن ہم سے رہتے ہیں اختر کی تخی میں نظر سے دیکھ لکھو! ہمارے پاس ہیں مرشد

□□□

نہ سوراخ نام کی مونس پوروی

مرض بڑھتا رہے گا، گریوں ہی دوا کی

میں کتنا کی رہا بیٹے میں؟ تو پیچھے سے ایک اگلی آرتی مونا صاحبہ اس میں تین چار سو رہے لاکھ کی بیٹا ہے مجھے کافی خیرانی ہوئی کہ بار بار ملنے کا مونا کس قدر تندرستی ہو چکا ہے، کہ لوگوں کو بے صرف ہر چہرہ میں پیچھے سے نظر آئے لگے ہیں، نہ نہیں شریعت مصطفیٰ فاس ہے اور نای خوف خداوندی، پھر میں صاحبہ کے ایک قریبی شخص سے پوچھا کہ مہر س سے ملے کیا؟ اور تنا مہر کیوں ملے کیا؟ تو انہوں نے برجستہ کہا، میں آپ کیا جاؤ علاقے کے حالات آپ تو ہمیشہ لکھتے رہتے ہو، اس لئے آپ کو علاقے کے حالات کی خبر نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ اس وقت علاقے میں درجن علاقہ کے بے تنہا و روت ہوئے ہیں جس کی جیاد پر ترکی واپس کو ریارتی مہر پر درکار لگتا پڑتا ہے

بالآخر یہ لکاح بھی ہو گیا، لکاح کے تقریباً تین گھنٹے کے بعد رخصتی ہوئی، رخصتی کے بعد میں نے اپنے گھر کا رستہ نہا، گھر چلنے پہنچے تقریباً 9 بج چکے تھے، بعد نماز کے بے بسترہ راز ہو گیا، مگر ایک عجیبی کیفیت طاری ہو گئی تھی، اہل گھبراہٹ لگا تھا بے چینی بڑھتی جا رہی تھی، بس فکر یہ مانتی تھی کہ یا راجوڑ کا 9 سے 12 ہزار روپے پیسے میں کیا تا ہے وہ مارے سات لاکھ کا مہر رہا کیسے کرے گا؟ اس کی زندگی کے آخری سورج تنگ شاہد وہ اس رقم کو ڈر کر پاسے جس کو ادا کرنا اس کے مرد واجب ہے مگر صرف طلاق کے واقعات کو روکنے کے لئے ہی ریارتی مہر کا concept چٹا گیا ہے تو یہ concept کا رگرات ہوگا؟ تو کچھ تو ہو گیا، یہ نہیں ہرگز نہیں، جس وجوہات کی جیاد پر طلاق کا سورج طلوع ہوتا اگر وہ جیہیں پاس میں نہیں، تو طلاق تو ہو کر رہے گی

آج ایک رشتہ دار کے یہاں شادی میں جانا ہو، گھر سے نکلتے نکلتے تقریباً ایک بج ہی گئے تھے جوں ہی پہنچا، تھوڑی سی دیر میں ہمارے بھی آگئی، جلدی جلدی کھائے سے فارغ ہو کر ڈانٹنگ اس سے باہر نکلا، کیوں کہ مجھے کچھ مضر درپہ کے تحت ہانسی بھی جاتا تھا، اس سے کافی کا مثال لگا تھا، اس نے کافی کی طرف دبا مائل ہو گیا مثال پر پہنچ کر کافی کا کپ حاصل کر کے ڈانٹنگ ہال سے متصل ہے، رتی پیشیں مہماں سے میں بیٹھ کر گرم گرم کافی کی چسکیاں سے ہی رہا تھا کہ صاحبہ غاضب نظر مجھ پر پڑ گئی، بعد دریاقت احوال موصوف سے مجھے ایک دوسرے کی سہپ دی، کہ معدرت و مست کی مکر موصوف سے ایک نہ کی مجبوراً مجھے رکنا پڑا۔

مختصر یہ کہ سارے بارتی کھالے وغیرہ سے فارغ ہو گئے، گھڑی کی سوئیوں نے شام کے 5 بجے تھے، سب کاح خوالی کی تیاریاں ہو رہی تھی، گواہ و روکیل تلاش کئے جا رہے تھے، سنے میں ایک بچے کے آکر کرتے کا اس بچے سے کھینچا جب موکر دیکھا تو اس بچے نے برجستہ کہہ دیا کہ ماما آپ کو بار ہے ہیں، جب اس جگہ پہنچا تو مونا نے فرمایا: ایک گواہ کا تعین ہو چکا ہے، دوسرے آپ ہو جائیں، میں نے منع کیا مگر جبراً مجھے یہاں بھی تہا ہونا پڑا، اس کے بعد مسد شروع ہو، لکاح نامے کی خانی قائم یہ کر کے کام سے نکلے جا رہے تھے، اسی مابین مہر کا کام بھی تھا، میں نے دریافت کیا مہر کتنا متعین ہوا ہے تو وہاں موجود مردواروں سے بتایا کہ سات لاکھ اکاون ہزار سات سو پچیس کی روپے بانوے پیسے، 2 تول مونا، 3 اشرفیاں، تانے کے بعد مجھے پتھر ماحسوس ہوئے لگا، پھر میں سے درامت کیا کہ دو بے میاں کام کیا کرتے ہیں؟ اور میں نے

بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

دسمبر ۱۹۸۵ء ۳۵۵ حدیث ۲۴۵۸۳

علیم الدین مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان احکامات اس حدیث

کے تحت لکھتے ہیں

”یعنی جس نکاح میں مریضین کا خیر کرم کم کر دیا جائے، مہر بھی معذور ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانشین مقرر نہ ہو جائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ (عز و جل) کے توکل پر لڑی دی جائے، وہ نکاح بڑی برکت ہے، ایسی شادی خانہ آبادی ہے، آج ہم حرم رسول سے ہو رہے ہیں جو نبی و جد سے شادی کو خانہ بریادوں بلکہ خانہ اولیٰ یعنی بہت سارے گھروں کے لئے باعث (برپا دی بنا لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس حدیث پاک پر عمل کی توفیق دے“ (دسمبر ۱۹۸۵ء ۳۵۵ حدیث ۲۴۵۸۳)

چھتے چھتے ایک گز ریش اپنی بروری (یعنی عہد) سے ہے کہ آپ صحت چھاں اپنے خطاب میں دیگر مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں وہیں اس مسائل کو بھی میں مسلمان بیان کریں تاکہ نکاح کی عظمت و مقاصد سے صلہ و تقہ ہوں و اس طرح کے غور و فکر سے روح کا سہا باب ہو سکے، اللہ ہم سب کو حفاظت سلام کا پابند بنائے آمین

□□□

۲۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تمسک بسمعی عن فساد امی قہ آجو مائۃ شہید۔ یعنی جو فساد امت کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا

اور زندہ وہی سنت کی جانے لگی جو مردہ ہو گئی ہو اور سنت مردہ اسی وقت ہوگی جب اس کے خلاف رواج پڑ جائے، یہ میرے ہی بھائیو! یہ دین ہے، کوئی دیو کی جھگڑا نہیں ہے، لہذا دیکھو کہ تمہارے ماویٰ و مولا قاسم نعمت محبوب پروردگار عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے اور تمہاری دینی کتب میں کیا لکھا ہے، اسی کے مطابق عمل کرو

□□□

چاہے آپ نہیں، کہ مہر مقرر کر دیں، اس لئے طلاق ہو روکنے کے لئے ریہ رتی مہر کا پداں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا، البتہ اس کے کچھ برے اثرات ضرور مرتب ہوں گے، اور وہ یہ ہیں کہ کچھ دہوں کے بعد نکاح فارم شدہ ختم ہو جائے، رونا کارن عام ہو جائے گی، کیوں کہ نکاح کا ایک مقصد فریگی منع بھی ہے اور فریگی استفادہ چند سکون کے عرصہ دار میں کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے، اس لئے لوگ اپنے آپ کو نکاح سے روکیں گے، برائیوں عام ہوں گی، سماج معرینی تہذیب کو اپنے لئے ضروری قرار دے گا کیونکہ وہاں نکاح کے مقابلے سے صرف چند سکون کے عرصہ ال ساری لذتوں کے حصول کا حقیق ہوگا جن لذتوں ن کشائی سے لئے ہر لو جو ان لے قرار ہوتا ہے

یا پھر چیز طبعی فارم عام تو ہو ہی چکا ہے ورنہ یادہ عام ہو جائے گا، کیوں کہ اس کی نظر کے سامنے، لاکھوں مہر کے رقوم ہوں گے، پھر وہ یہ سوچے گا کہ جب مجھے لڑکی کو مہر کی شکل میں لاکھوں دینا ہی ہے تو کیوں لڑکی و بوں سے چیز ن شکل میں لاکھوں لیا جائے، اس طرح سے امیر کی بیٹیوں کی ڈولی تو باپ کے پیسوں ن ہدیت ساجس کے سنگین تک پہنچ جائے گی مگر عرب کی بیٹیوں کو اپنا سے والا کوئی نہ ہوگا والا کے چمک و اور نا تک صحت بانوں میں چاندی کے تار جگمگائے لگیں گے اور آج اس کا مشاہدہ کیا بھی جا رہا ہے کہ عرب کی بچیاں اس آس میں جوانی کی سرحد کو پار کر رہی ہیں کہ ان سے اس کے خوابوں کا شہزادہ آنے لگا اور اسے پتا نہ رہی ہٹا کر محبت کے ملک میں بسائے گا مگر جہیز کے وارس سے ان کی زندگیوں کے کھلتے گلستان کو موسم خزاں کا چادر اوڑھا کر شاخوں سے پھول اور پتیوں کو جلا کر رکھ کر لے لے۔

مگر اموس کہ ہمارے سماج سے آج تک مقصد نکاح کو نہ سمجھا اور مسائل مہر و نکاح پہ نظر ڈالنے کی وہ برابر کوشش تک نہ کی ہمارے پیارے اکا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کو برکت والا قرار دیا جس میں مریضین کا خیر کرم کم ہو چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لفظ ”حضرت“ معنی و مفہوم اور اس کا نشیب و فراز

کے استعمالات کا مایہ و کامرنا ہو سکتا ہے۔

الفاظ کے ذخیروں میں جو لفظ ہوتا ہے جب تک وہ ذخیرہ میں ہوتا ہے مجرد اور غیر متحرک ہوتا ہے مگر جب اس کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس میں سیال اور تحریر کی کیفیت نمایاں ہو جاتی ہے ہونا جب تک ہمارے اور آپ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے وہ چمکتا کہیں ہے اور جیسے ہی سے آگ پر رکھا جاتا ہے تو وہ چمکنا شروع ہو جاتا ہے اور چمکتے ہی اس کی ”صورت لوحیہ“ بن جاتی ہے اور آپ سے جو صورت دینا چاہیں وہ سہجے ہیں، اسی کو ”کار میں تبدیلی کا نام دیا جاتا ہے، یہی کچھ حوالہ و آثار لفظوں، جنوں اور تزییوں کے ساتھ پیش ہو کر تے ہیں یہاں نہیں ہے کہ لفظوں اور جنوں کے حوالہ و آثار میں ہوئے وہاں تبدیلیوں اور تغیرات سے بل علم واقف نہیں، ہیں اور حقیقہً آقف ہیں، ال کی جانکاری اور واقعیت حاصل کرے کے لئے کچھ توجہ اور کچھ محنت کرے کی ضرورت پڑتی ہے، لغات اور ماہرین علم و رب کی علمی محی و ربی کاوشوں کی حاجت، رجوع سے ن کے احوال و آثار میں تبدیلیوں کا احساس ہوئے لگتا ہے اور شواہد کے طور پر بہت سے ایسے الفاظ بھی دستیاب ہو سکتے ہیں، جن کے معنی و مفہوم میں تبدیلیاں ہوتی رہیں، دلیل میں لفظ ”علامہ“ کے تعلق سے چند باتیں ذریعہ جاری ہیں مثلاً

() لفظ ”علامہ“ ایک مشہور تر کلمہ ہے، جسے خاص لوگ بھی استعمال کرتے ہیں اور عوامی سطح پر بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور آج بھی لوگ استعمال کر رہے ہیں، رخصت کے اعتبار سے ”علامہ“ کا مفہوم ”بہت جاننے والا“ ہوتا ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے ہر اس شخص کے لئے اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے جو بہت کچھ جانتا ہو اور سب سے زیادہ جانتا ہو، یہ جانتا کس نوعیت کا ہو؟

اہل علم و فن در باب جس سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لفظوں کا شمار ”ذخیرہ“ میں کیا جاتا ہے اور ”ذخیرہ“ ہی ہوگی اور سرمایہ ہوا کرتا ہے، ”ذخیرہ“ کے بغیر کوئی انسان ایک لفظ بول سکتا ہے اور نہ ہی کسی میں اتنی جرأت و ہمت کہ بے اختیار الفاظ کا سہارے لیے بغیر اپنے مافی مضموں کو بیان کر سکے، اس لئے ضروری ہے کہ زبان، بیان کی کامیابی کے لئے اور ارساں و بدع کی ناکامی سے بچنے کے لئے اپنے پاس لفظوں کے ”ذخیرہ“ کو جمع بھی کرے اور اس کی حفاظت کے لئے جدوجہد کو جاری بھی رکھے۔

جو لفظوں کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا ہے، اسے قدم قدم پر حسرت و ناکامی کا شکار ہوتا پڑتا ہے، یہاں ذخیرہ میں اور قسم کے الفاظ ہوا کرتے ہیں یہی میں ایک لفظ ”حضرت“ بھی ہے، لفظ کا مطلب ”پیشکن“ ہے، وجہ کہ بول جاتا ہے کلمۃ الصلوۃ و لفظ الصلوۃ یعنی میں سے مجھ کو رکھا یا اور مکمل پیشکن کی مگر یہ پیشکن بھی ”سان نہیں ہو کرتا ہے، یہی کہاں سے تیر تو کوئی بھی پیشکن سکتا ہے مگر اس پیشکن کے لئے بھی برسوں تربیت کرنی پڑتی ہے مشق بھی کرنا پڑتا ہے اور اس پیشکن کے لئے چنے آپ بوسیہ و ربی طور پر تیار کرنا پڑتا ہے، نہایت ہی پاک بھی سے سناش سے کا حائزہ لیا پڑتا ہے جہاں تیر کو پہنچنا ہوتا ہے، اسی بورکن میں کھئے ہوئے تیر چلنا چاہیے یہاں کرے کی صورت میں ایسا ہو سکتا ہے کہ تیر شانہ پر نہ پہنچ پائے ورنہ نہیں بائیں کھسک جائے، لفظ بھی ایک تیر ہے اور جس کے لئے بول جانے وہ نشانہ ہے، تیر پھینکنے والے کو اس کے مواقع اور ورس کی راکتوں کا پاس و اعجاز رکھنا ہی تربیت و مشق اور تیار ہے، سائنس مرحلوں سے گزرے کے بعد ہی کوئی سائنس لفظوں

لفظ میں اس نوعیت کا کوئی معنی نہیں، مگر شرعیہ کے معاملہ میں جانتا ہوں کہ یہ دنیا کے معاملہ میں، انہی معاملات کے تعلق سے جانتا ہوں یا صنعت و دستکاری کے تعلق سے، اس کی کوئی تخصیص نہیں، اسی طرح تجارتی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی طور پر جانتا ہوں کہ یہ کہنے کی بنیاد ہے یا کچھ دوسری س کی بنیاد ہے لفظ میں اس طرح کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی ہے، حد بندی نہ کیا جانا اس بات کا جو درہم درہم ہے یہ لفظ علامہ کا استعمال ہر کسی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

(۲) یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی لفظ کے تعلق سے صرف اس کے ماد کے معنی کا حال بیان یا جو لفظ میں معنی بتایا گیا ہے، اس کا حال لینا کافی نہیں ہوتا ہے بلکہ اس لفظ کے معنی، اس کے موقع اور سے کس کے لئے استعمال کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے، یہ جانتا بھی ضروری ہوتا ہے کسی بھی لفظ کے معنی کی نظام میں استعمال، مواقع اور ان شخصیات کی بڑی ہیئت ہو کر ہے جس کے لئے لفظ بولا جاتا ہے، جب کسی کے لئے کوئی لفظ بولا جاتا ہے تو اس پر بولے جانے پر بولنے والے کی تنقید کی جاتی ہے اور پھر گئے چل کر اس پر بولے جانے کو سہرا جاتا ہے، انہیں کیسیات کا پڑنا جانا لفظوں کے معنی کی نظام میں تبدیلی اور اس کے فطری ارتقا پر روشنی ڈالتا ہے، اور اس بات کا واضح ثبوت فراہم کرتا ہے کہ کوئی بھی لفظ ہوا اور کیا بھی ہو، وہ کسی ایک حالت پر قائم رہتا ہے بلکہ اس کے معنی، مفہوم میں آئے دن تبدیلی ہوتی رہتی ہے دلیل میں چند شواہد پیش کیے جا رہے ہیں، اسی لفظ علامہ کو بولنے والے لفظ کل بھی بولا جاتا تھا اور آج بھی بولا جا رہا ہے مگر جس جس کے لئے بولا جاتا ہے یا بولا جا رہا ہے اس میں کالی تبدیلی آگئی ہے، کل جس کے لئے بولا جاتا تھا وہ شخصیت اور تھی اور آج جس کے لئے لفظ علامہ بولا جا رہا ہے اس کا عالم کچھ اور ہے، کل کا علامہ آسمان کی سرحدوں کو چھو کرتا تھا اور آج کے علامہ کا یہ عام ہے کہ وہ زمین پر ہوتا ہے بلکہ اس کی سب سے نیچے کی سطح میں پڑا ہوتا ہے

علامہ کی مشہور ترین کتاب کا یہ کہ مصنف [۱] کو

شرح جاری میں اس طرح یہ دیکھا گیا الکافیۃ بالعلامۃ ابن الحاجب، یعنی کامیاب جو علامہ ابن حاجب کی ہے دیکھیے اس عبارت میں ابن حاجب کے لئے علامہ کا استعمال کیا گیا، مگر اس استعمال پر علی صہر حاشیہ نہیں بیٹھے بلکہ "شرح جاری" کے مصنف [۲] پر علی درگزر نہ رہیں تنقید کی گئی۔

یہاں غور کر کے کی بات یہ ہے کہ جس محقق نے لفظ علامہ کا استعمال کیا وہ کوئی غیر معنوی شخصیت سے حامل نہ تھے اور جس کے لئے اس کا استعمال کیا گیا ہے وہ بھی اپنے زمانے میں علم کما کے نام تھے، اس کے باوجود اس استعمال پر تنقید باعث حیرت ہے، وہ تنقید کیا تھی، دلیل میں اس کی وضاحت جاری ہے، اسے غور سے مطالعہ فرمائیں

"المبحث الثالث لاجتہاد اطلاق العلامة علی ابن الحاجب لانه لا یکن عالماً یعلم العقل ویشتراط فی العلامة ان یکون عالماً یعلم العقل والعقل معاً واجتہاد انہ جمع جمیع قسام العلوم ولكن اشعہارہ فی العقائد دون العظایم، کہا یصح اطلاق هذا المفظ علی قطب الدین الشیرازی مع اشعہارہ فی العقائد دون العظایم واجتہاد بانہ جمع علم العقل کالمعقل والحکمة کالعلمہ [۳] یعنی تیسری بحث اس مسئلہ میں کہ ابن حاجب کے لئے "علامہ" کا استعمال صحیح نہیں ہے کیوں کہ "علامہ" کے استعمال کے لئے علوم عقلی اور نقلی دونوں کا جامع ہونا ضروری ہے اور ابن حاجب صرف علوم نقلی میں مہارت رکھتے تھے علوم عقلی میں نہیں، اس کا جواب اس طرح دیا گیا کہ ابن حاجب کے تمام اقسام علم کو جمع کیا۔ یہ اور بات ہے کہ انہیں صرف علوم نقلی میں شہرت حاصل ہوئی جس طرح قطب الدین شیرازی پر علامہ کا اطلاق کیا جاتا صحیح ہے حالانکہ انہیں علوم عقلی میں شہرت حاصل تھی "علوم نقلی میں نہیں، اس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا کہ "ابن حاجب" کے اپنے حق میں علوم عقلی جیسے منقولہ

حکمت کو مثل عدم کر دے دیا تھا۔

مذکورہ بالا قہاس سے واضح ہوتا ہے کہ لغات میں لفظوں کے جو معانی لکھے ہوئے ہوتے ہیں صرف انہیں پر قناعت نہیں کی جاسکتی ہے بلکہ لفظوں کے معنیاتی نظام اور اس کے شیب و فراز، ان کے استعمال اور موقع محل کی رکتوں کا بھی پاس و لحاظ کرنا ضروری ہو کر پڑتا ہے تب کہیں یا کر لفظوں کی صحیح صورت حال سامنے آتی ہے اور حد تو یہ ہے کہ اگر باب لغت بھی اس بات کا اتر مر کھتے ہیں کہ جب وہ معنی و مہود کی وضاحت کرتے ہیں تو اس کے ثبوت میں محاورے، ضرب الامثال اور ماہرین زبان و ادب کے اقتباسات سے شہادہ بھی پیش کرتے ہیں اور جو لوگ معنیاتی نظام کے تحت زبان و ادب یا کسی اور فن کے ماہرینا کے استعارات سے غور کو انگ کر بیٹے ہیں، میرے خیال میں یہ لوگ یہ لفظوں کے ساتھ دیانت و رقی کرتے ہیں اور یہی ان کے موقع استعمال کا حق را کر پاتے ہیں بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ ان کی نظر میں معنیاتی نظام کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں ہے۔

لفظ خدا بہت ہی ہلکا چمکا لفظ ہے جس کو ذکر میں نہ کوئی دقت ہوتی ہے ورنہ کوئی دشواری سامنے آتی ہے باوجود اس کے اس لفظ کا استعمال کسی پرے غیرے کے لئے نہیں کیا جاسکتا، تاریخ شاہد ہے اس لفظ خدا کا استعمال اس دت گرامی کے لئے کیا جاتا تھا جو علوم تقدیہ اور علوم عقلیہ میں ماہر ہو کر تھی جس کی تعریف کو دنیا خراج پیش کرتی ہے، جن سے ستارہ علم و حکمت کو یوں دیا جاتا تھا، یہ دور کس قدر چھا دور تھا اور کیا سہرہ زمانہ تھا جب لفظوں کے ساتھ لہاف برساتا تھا وراں کے موقع استعمال میں ان کی رکتوں کا خاص خیال رکھا جاتا تھا اور شخصیات کا بھی احترام کیا جاتا تھا، جب کسی حقدار کو اس کا حق دیا جاتا ہے تو اس سے دس کو خوشی حاصل ہوتی ہے، انھوں میں سرور ہوتا ہے اور روج کو اپب عجیب سی بدتوب کا حساس ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ لفظوں کا احترام بھی کیا جاتا ہے، نوپاں نے بنائی گئی تاکہ اسے سر کا تاج بنا جائے اور

جو اس نے بنائے گئے ہیں تاکہ اس کے در پہ پاداب کو ریت بخش جائے اور ٹیل طاہوں سے اس کی حفاظت کی جائے، ذر سوچئے نوپاں کو سر کے بھانے پاداب میں پہنک جائے یا جو تے پاداب میں پیسے سے بھانے اسے سر پر عیاں سے تو کیا ایسا کرتا مناسب ہوگا نہیں نا؟ شکیب سی طرح جو جس لقب کا مستحق ہوتا ہے اس پر لقب کا اطلاق اس قدر ریب و ریتا ہے کہ، انھیں اس طلاق سے مارے خوشی کے بھل جاتی ہیں ورنہ جب اس لقب کا استعمال کسی سے کے لئے کیا جائے جو اس کا مستحق نہیں ہوتا ہے تو ایک لہاف پندوں پر کیا گزرتا ہے یہ تو وہی چاہتا ہے جو حساس و شعور کا حامل ہوتا ہے اور جو بے حس ہوا کرتا ہے، اس پر کیا گزرے گا؟ اس کی مثال اس بھینس کی ہی ہوتی ہے جس کے اوپر تین کا بھی ٹر نہیں ہوتا ہے، دور حاضر کے لوگوں کا مزاج بھی کچھ ایسی ہی ہے، میرا دکتا بڑا دور ہے، اس میں دل میں دانشوروں اور علم و حکمت کے تاجوروں کے سامنے گری پیش کئے جا رہے ہیں جو لفظ خدا سے لقب سے یاد کیے گئے ہیں اور آج بھی کیے جا رہے ہیں مثلاً

(۱) ملا حلاوت [۳] اور (۲) صاحب اللہ بہار [۵] (۳) ملا احمد اللہ [۶] وغیرہ، حضرت کے علاوہ اور بھی حضرات ہیں جنہیں خدا سے لقب سے آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔

(۳) جو قہر یریں اوپر پیش کی گئی ہیں ان کا مطالعہ کرے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ اور ملا کامی رباب لغات کے بتائے ہوئے معانی و معانیہ سے قدرے ہر ہیں، صرف حاسے والوں کو علامہ نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ انہیں کہا جائے گا جو علم عقلی اور نقلی دونوں میں مہارت رکھتا ہو اسی طرح "ملا" صرف اور صرف مولوی کو نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ اسے کہا جائے گا جسے علم عقلی میں مہارت تامہ اور کامل رسد حاصل ہو۔

علامہ خدا کے استعمال کی مذکورہ وجہیت اس بات کا پیش خیر ہے کہ الفاظ و جمل کے معنیاتی نظام میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور اس تبدیلی میں ان کے استعمال اور کس کے لئے استعمال ہو رہے (کو کافی دقت و عمل ہے اور اس استعمال سے معنی و مہود

جس کے سر پر کوئی ہے اسے ملکہ دیا، جس کے چہرہ پر دُرُزی ہے اسے ملکہ دیا اور بدانوں کے قرب و جوار میں ایک ایسے شخص کو ملکہ دیا کہ جاتا ہے جس میں اس بھاری بھر کم لفظ ملکہ کے بوجھ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں پائی جاتی ہے، ملکہ کہنے کی کوئی تو مناسبت پائی جاتے، کم، کم اس کی شخصیت اور صورت تو یہی ہو جو لفظ "ملکہ" کے طلاق کے لئے جو رازم کر سکے، اس دور میں بہت سے افراد پائے جاتے ہیں جنہیں شخصیت و صورت کو دیکھتے ہوئے ملکہ کہا جاسکتا ہے اور کہا بھی جا رہا ہے مگر یوں کو ملکہ اور ملکہ کہنا جو اس کے درجے میں آتے ہیں۔ اب کے لئے لفظ ملکہ اور لفظ ملکہ کہنا یہاں جیسے کوئی جوئے کو سر پر رکھے اور پاؤں میں ٹوپی پہنے، ہاں وہ جوئے اور ہو رہے ہیں جو سروں کا تاج ہو رہے ہیں اور مال بے شرمی سے اس لقب پر اپنی خوشی کا ظہار بھی کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا امید ہے جووں اور دماغ کو چوست پہنچاتا ہے اور روح کو تیز۔

معنی تو نظام میں تغیر و تبدل کا سلسلہ کسی ایک لفظ یا احمد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس رو میں ہزاروں الفاظ آئے ہیں اور انھوں جنوں نے اپنی عزت کھو دی ہے، کیا ان کا کھود دینا ان کے درجہ نہیں؟ ہاں امیر بھی دروہے اور میر بھی ان کا ہے، جہاں تک لفظ "حضرت" کی بات ہے، اس کی بھی تاریخ رہی ہے، اور اس کا بھی اعلیٰ مزاج رہا ہے، جہاں اس کے بند کی دیکھی ہے وہیں اس کے اور حاضرین ایسا منظر دیکھ ہے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں وہ کسی دوستانہ و عہدہ سے کم کہیں، اس کے س میں کو دیکھ رہے صرف السوس ہوتا ہے بلکہ تلخ آئینہ آسوز لاتا ہے اور لپیچہ مکھ کو تا ہے، لفظ "حضرت" کی تاریخ بھی سہری رہی ہے۔

(۱) ایک وہ دور تھا جب لفظ حضرتؐ یا کبریا، تقدس مآب جیسے راویوں کا استعمال کی صحت رکھتا تھا اور اس کا استعمال بہت کچھ سوچ کچھ کر کیا جاتا تھا اور ہمیشہ اس میں یہ خوف رہتا تھا کہ جس اس کے استعمال سے کوئی سوئے ادنیٰ ضرر نہ ہو جائے۔ لیکن آج کل کے بہت سے اسلاف نے ایذا بہت سے بزرگوں

میں تعمیر ہوا ہے اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ الفاظ و جملے
پہنچے ہوئے شیعوں کی مانند ہو کر تھے ہیں جو اپنے طور پر بہت
بڑی صاف و شفاف ہوا کرتے ہیں اور اس کی مہارت و پائیداری
قابل رشک ہو کرتی ہے، استعمال کرے والوں کے انھیں میں
یہ اختیار ہوتا ہے چاہیں تو وہ اس کی مہارت نفسی کو برقرار رکھیں
اور چاہیں تو اس میں کدورت کی کیفیت مہیا کر دیں اور کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ جو لقب جس کے لئے بولا جاتا ہے وہ خود اپنے لقب
نہ پائیداری کو برقرار رکھتا ہے اور اس نہ چمک و دمک کو کبھی
مید نہیں ہوسکتا ہے، اس کی مثال میں اس لفظ "مام" کو
تشبیہ کیا جاسکتا ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے لئے استعمال
کیا گیا یعنی "امام احمد رضا" کا لفظ "مام" اس بات میں کوئی شک و
تردد نہیں کہ جب "احمد رضا" کے نام کے ساتھ "مام" بولا گیا تو
اس وقت لوگوں سے نہ جائے کیا کیا کہیں بعد میں اسی لفظ
"مام" نے اعلیٰ حضرت کی تائید کی شخصیت سے جو وضو اور
تو نانیوں کا کتب کرے نکتہ چینی حضرت کے فکر و استدلال
پر خندہ لب ہونے اور اشاروں اشارے میں بتایا کہ میں
"رضا" کے نام کے ساتھ مسلک جو مردہ رہا جو بڑے سے پہلے
تھا بلکہ جزا سے کے بعد مجھ میں جاری خوبیاں و برکتیں ہیں اور
پہلے سے نہیں زیادہ مجھ میں خوبیاں پیدا ہو گئی ہیں، مگر بہت سی
اشوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دور حاضر میں یہ لقب و آداب
کا وقار و جلال کیا جارہا ہے جو چاہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے
علاوہ یہ "حا" کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح اب "مام" کا معیار
ہر چکا ہے، اس وقت سے بھی "امام" کہا جارہا ہے جس میں
مام بننے کی نہ صدمیت ہوتی ہے اور نہ اس میں امام جیسے اوصاف
پائے جاتے ہیں۔ اس لئے دور حاضر میں جس طرح الفاظ و جملے
کی نافرمانی کی جا رہی ہے اس کا مشاہدہ کرے دس روتا ہے اور
آنکھوں سے غصے کے آسوپہ لگتے ہیں۔

کیا اس دور کی سمجھ بھگت، دیکھ کر اسے الفاظ و جملہ کی ناقدری کا دور کہا جائے یا نہیں؟ یہ فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اے "ع" کہئے یا "ع" اس دور ناقدری کا عرصہ یہ ہے کہ

سے جس تعاقب کی بات ہے یہاں کے نئے سلاہ استعمال کیا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے "حضرت حق تعالیٰ حضرت جل مجدہ وغیرہ علم تصوف کی دیبا میں اللہ تعالیٰ سے لئے نہ صرف لفظ حضرت کا استعمال کیا گیا ہے بلکہ سب سے زیادہ گہری کے قرب کو بھی حضرت سے تعبیر کر دی گئی ہے یہ وہی قرب ہے جس کے بارے میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی کا ارشاد باوقار ہے، آپ فرماتے ہیں ۔

بڑھ سے گھر قریب ہو احمد و قریب ہمسروہ مجھ
شار جاؤں یہ کیا خدا قسم یہ کیا سناں تھا یہ کیا عز سے تھے

تبارک اللہ شان تیریں بھی کو زینا ہے بے نیاز
کہیں تو وہ خوش تر رہیں کہیں تھامے وصال کے تھے
خود سے کہو کہ سر چھکائے لگاں سے گزے گزے وہاں
پڑے ہیں یہاں خرد کے واسے کسے بتائے کہ ہر گئے

سرخ بین وہی کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا
کوئی راہی نہ کوئی ماضی نہ تنگ سبز نہ مرے تھے
اوجھ سے پیچ تھامے آنا دھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلاط و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

جڑھے بونیکس چمکھتے قرآنے حیا سے جھکتے ادب سے رکھتے
جو قرب انہیں کی روش پہ کھتے تو لاکھوں منزل کے نام سے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو کھنا حقیقہ فعل تھا دھر کا
تنزلوں میں ترقی افزائی تبدیلی کے سلسلے تھے

یہی مقام قرب ہے جس کی شاں بے یاری ال اشعار میں
چشم کی گئی ہے، یہی وہ قرب ہے جس کو عقل و خرد اور شعور و
ارک کے پیاؤں سے جانچا نہیں جاسکتا ہے بلکہ گماں اور وہم
کو بھی اس سے قریب سے گزرنے کی جارت نہیں، بس اسی
قرب بولفظ حضرت سے بیان کیا گیا ہے، یہ لگ بات ہے
کہ سید عامری محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرب اور ہوتا ہے اور
ایک وہ ایک بندہ موسیٰ کا مقام قرب اور ہوتا ہے، مگر یہاں
قرب کی جمعیت ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے

حوالہ ہات:

[۱] فاضل کے مکتب کا نام حیات النہد "ابو محمد" اور لقب "جمال الدین" ہے
چونکہ ان والو محترم امیر ابو الدین کے یہاں ولایت تھے اور وہاں کفر ہے
میں حاجب کہا جاتا ہے اس لئے آپ "اکمل حاجب" سے مشہور ہوئے۔ آپ
کتاب "کافی" میں علم کے یہاں مقبول رہیں ہے آپ ۵۷۰ ہجری میں پیدا
ہوئے اور ۱۹ اربال ۶۳۴ ہجری میں آپ سے وفات پائی۔

[۲] اشرح حای بھی مشہور معروف کتاب ہے جس میں مسائل غریبی اور
جان کے متعلق ہیں اس کے مصنف کا نام "عبد الرحمن" لقب "امیر ابو الدین" اور
لقب "عبد الرحمن" ہے اور کنیت ابو البرکات آپ ۶۲۳ ہجری میں ۸۱۰ ہجری
میں پیدا ہوئے اور ۱۸ اربال ۸۹۸ ہجری میں وصال فرما گئے۔ شرف حای ابن
حاجب کا کتاب "کافی" مشہور عرب ہے جو مدراس اسلامیت میں کافی پر
سے بعد پڑھائی جاتی ہے، نام سین رضوی

[۳] الناطقہ لعل عبد الرحمن عن محمد اقصیٰ، ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰

عقیدہ تجسیم اور شیخ البانی

مرا ہے اور لباس و پوشاک کے ساتھ ایک حویلی میں رکھی کریں
پر براجمان ہے۔ معاذ اللہ! اس فقیر اللہ

بن تجسیم کے زمانے تک عقیدہ تجسیم کی اثبات کے لئے یا
تو فرضی و بناوٹی مددیں اور رویتیں پیش کی جاتی تھیں یا مشاہدات
کی آیات و احادیث کا سہارا لیا جاتا تھا جب کہ تجسیم ظاہر ہوا تو
اس نے عقلی دلائل کا اس قدر کیا اور عقلیات کی روشنی میں عقیدہ تجسیم
کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی۔

حضرت امام غزالی مدینہ ربی کی تصنیف لطیف ساس
التقدیس کا بن تجسیم ہے، لکھا جس کا نام نقض ساس التقدیس
ہے اس میں عقیدہ تجسیم و دلوں کی باتوں اور نقلی دلیلوں کو عقلی دلائل
سے محسوس کرتے ہوئے لکھتا ہے

وان لموجود نظام بقسہ لایکون الاجسام و
مالا یکون جسمًا فیکون معدومًا ہے شک موجود
قائم بقسہ جسم ہی ہوتا ہے اور جو جسم نہ ہوگا وہ معدوم ہوگا۔

یعنی جو بھی موجود قائم بقسہ ہوگا وہ جسم ہوگا اور اگر جسم نہیں ہو
گا تو وہ معدوم ہو جائے گا لہذا باری تعالیٰ قائم بقسہ موجود ہے تو
لا محالہ جسم ہے ورنہ تو اس کا معدوم ہونا لازم آئے گا۔ میرا لکھتا ہے
قالا لفریقان الفقہاء علی ان الوحد والخیال یقین
قول المشیة الذین ذکرت انھم یصفونہ بالاجزاء
والایضاہ و تسمیہہ المجسمۃ فہو یقبل منہم ہدم
تو دونوں متفق ہیں ہی بات پر کہ وہم و خیال ان میں ثبات
کے قور کو قبول کرتے ہیں جن کو توئے ذکر کیا کہ وہ ذات
باری تعالیٰ کو اجزاء و ایضاہ سے متصف کرتے ہیں اور ہم
جن کو مجسمہ کہتے ہو تو ان ہی کا مدہب قبول یا جائے گا۔

یعنی جن لوگوں سے باری تعالیٰ کے جسم اور جز جسم کا

گزشتہ — بیوگرافی

ان عرشہ یقہ والعرش اکبر من السموت و
الارض السبع ولو کان العرش فی السموات
والارضین ما وسعہ و مکہ فوق السماء
السابعة (البرق عن یحییٰ المہدی ص ۴) ہے شک اس کا عرش
اس کو اٹھاتا ہے ورساتوں آسمان و زمین سے بڑے ہے وراگر
عرش آسمان و زمین میں ہوتا تو آسمان و زمین اسے وسیع نہ ہوتے
لیکن وہ سات آسمانوں کے اوپر ہے۔

یہ وزن کے مثل لکھ اور میں تجوں سے عقیدہ تجسیم کے
لئے بیادیں مودر ہم کیا اور اس باطل عقیدے کی تائید میں
حسب ذیل کتاب لکھی گئی۔

کتاب السنۃ عبداللہ بن احمد بن حنبل

کتاب السنۃ علی

کتاب السنۃ ابو شیخ

کتاب السنۃ ابو یوسف بن عاصم

کتاب التوحید ابن خربیتہ

کتاب انقض عثمان بن سعید داری

بطان التادیدات ابو یحییٰ التائسی

ان کتابوں میں بعض تو کسی میں کے ان کو پڑھنے کے بعد
بے غے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی تالیف ہے یا
کسی یہودی سے تیار کیا ہے کتاب کے باب اور فصلوں کو دیکھئے
باب اثبات اللہ، باب اثبات النفس اللہ، باب
اثبات الیہ بقہ باب اثبات القدح لہ باب اثبات
العین اللہ دیکھتے چلے جائے و قاری پوری کتاب مطالعہ کرے
کے بعد یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوی، شاندار، خوبصورت

ثبوت کی وہی مدد سب ناواقفوں سے مدد ملتا ہے

”ان اختلافات تفرقہ علی ان ابوہم لا یقوی موجوداً
الامستحیضاً او قاضی معتوی عقلاً کا تعلق ہے کہ وہم
کسی موجود کا تصور نہیں کرتا ہے مگر اسی موجود کا جو تحقیر ہو
مستحیر کے ساتھ قائم ہو۔“

بن تیمیہ کے تلامذہ، پیروکاروں میں بن القیم کے عقیدہ
تجسیم کی ثبات میں جماع و تحیث نامی کتاب لکھی اور حافظ ذہبی
نے کتاب العلوم لکھی اور جس قدر ممکن ہو سکا وہ اپنی کتاب ردائیں
جمع کیں اور اس طرح حکیم بن حماد قاسمی بویہی عثمان بن سعید
دری ابو بکر غلال اپنی خزینۃ، مقال میں سعید بن حماد بن سعید
وغیرہ سے جو کچھ منفرد طور پر جمع کیا تھا، سب کا مجموعہ العلوم
نام سے مرتب ہو گیا

یہ کتاب حافظ ذہبی نے نو عمری میں تصنیف کی تھی اور اس
وقت اپنی تیمیہ کے علم و کمال سے کافی متاثر تھے، بعد میں جب
بتوفیق لکھی کثیر مطالعہ ہوئے اور حقیقت منکشف ہو گئی تو بہت
سارے مسائل میں اپنے شیخ کا ر لکھا اور عقیدہ تجسیم سے متعلق
بہت ساری باتوں سے رجوع کیا، بشار عواد نے لکھا:

”ومع ان المذہبی قد خالف رخیہ وشیعہ فی
مسائل صلیہ وفرعیہ و ارسل الیہ لصیحتہ
الذہبیۃ الی یومہ ویلتقدار لہ وآراء اصحابہ
بہا (مقدمہ سیر اعلام النبلا ص ۳۸) اور جو اس
کے حافظ ذہبی سے پہلے وہ مست و شیخ کی مخالفت کی بعض
اصول و مروج مسائل میں وراثی پختہ سمیت فرجیہ بھی جس
میں ان پر ملامت کی تھی، وراں کے اور بعض اصحاب کے تر
پر تنقید کی تھی۔

عام بخاندی لڑتے ہیں

”ان لمذہبی ورقۃ فی اصحاب ابن تیمیہ سماہ
انقبان قللت وہی النصیحۃ الذہبیۃ (الاعلان لکھنویہ
۱۴۰۰) ابن تیمیہ اصحاب کے بارے میں حافظ ذہبی کے
چند اور فی تھے جس کا نام انہوں نے قباں رکھا تھا میں بہت

ہوں سمیت رہتے ہیں

یہ صحیح ہے کہ دوسری کتابوں میں رجوع کیا لیکن جو کتاب
مستقل طور پر تصنیف چکے تھے وہ تو محفوظ رہی اور بعد ازاں کے
نئے عمری کا سبب ثابت ہوئی، شیخ باں چونکہ عقیدہ تجسیم کے
ذمہ داری کے لئے اس نے اپنی کتاب بھی العلوم آپ کو بہت
چھی لگی اور اس کتاب کا مختصر چار کیا اور تحقیق کے نام پر جس قدر
کرتب و نکاری دکھائی تھی دکھان

سب سے پہلے اس نے بن القیم کے بارے میں شیخ ابانی
کا نظریہ کیا ہے اسے ملاحظہ کریں، وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں
”عنہ ان قولہ فی هذا المحدث فان الله قبل وجهه
وفي هذا المحدث الذي فيه فان الله عز وجل بين
يديكم في صلاتكم لا يدا في قوله تعالى عرشه
فوق عتوقاته كلها کہا تو اترت فیہ نصوص
الکتاب والسنة وآثار الصحابة والسف الصاخ
رضی اللہ عنہم

فانه تعالى مع ذلك وسع محيط العباد بالعال
كله وقد اخبر به عشريناً ثوبه العباد فانه مستقبل
وجه الله عز وجل بس هذا شان عتوقاته المحيط
ع حولہ فان كل خط يخرج من نمر کر او المحيط
فانه مستقبل وجهه المحيط ويوجهه واذ كان ع
المعقوقات مستقبل سادها المحيط بها بوجهه
من جميع الجهات والحو لب فكيف بشأن من هو
بكل شئ محيط وهو محيط والا يحاط به

(اصح الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۱۶۱)

دوسری جگہ رقم طرز ہیں:

”وبرهان ذلك ان فرضاً مسافراً سافر على
كرة لارض من جهة المشرق الى جهة المغرب و
امتد مسافر بنفسه مسافر على كرة او حيط
ابتدا بالسور وقطع كرة مديرة بنظر اسفل
مدہ و هو فی سفره هذا المديرة الارض تحتہ والسماء

فوقہ فالسبہ۔ ندی یشعدھا الخمس تحت الارض
هو فوق الارض لا تحت لان السماء فوق الارض
بکدامت فکیف کانت السماء کالت فوق الارض
من لی جهة فرضتها مقدمه مختصر العنود ص ۹

تیسری جگہ پانچم طراز میں

ان الايات القرآنية والاحاديث النبوية والاسانيد
السلفية مدققة كلها على ان الله تعالى فوق
عرشه بدأته سألنا من صدقه وهو معهم يومه

(مقدمه مختصر العنود ص ۱۰)

شیخ السبائی کے حقیقہ کے خلاف مدد و نظر میں یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ عرش عظیم پر پختہ دست کے ساتھ جلوہ گر ہے اور وہیں سے
اس کی دست پورے عالم کو گھیرے میں لے رہے ہیں

ثابت کرنے کے لئے کتاب العلویہ بہتر کوئی کتاب نہ
تھی جس میں رب تعالیٰ نے جہت مورد و تہیں پیش کی ہیں، اسی
سے ساتھ اور بھی امر کی حدیثیں کرکی ہیں، جن سے مولیٰ تعالیٰ
کے جسم و عطاء وغیرہ ثابت فرام ہوتا ہے اور پورے طور پر
حقیقہ تجسیم کی تائید ہوتی ہے اور الباب کا مقصد بھی یہی ہے اسی لئے
صغیر و منکر حدیثیں پر ترجیح کا اور موضوع روایتوں پر حسن کا حکم
لگا ہے میں خوب وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے اور حرم دینے
میں کذب بیوی اس پر مستزاد ہے۔

جس کا محاسب بیاں کی پیش کر رہے بعض حدیثوں کی
تحقیق ملاحظہ کریں، مطلق طرفانی کو بھی اس سے اس کی تحقیق د
طرف توجہ کی شیخ السبائی فرماتے ہیں

”والی ذالک الف الحافظ الذهبی کتابہ العنود علی
العظیم“ وقد استصیبت من اختصاره قریباً و
فوت به مقدمة ضیافیه وخرجه حدیثه وآثاره
ولو رفته من الاختیار الواہبہ یمز اللہ طبعه

(سندہ صحیحہ ۲ ص ۳۲)

حدیث، فتاویٰ بین النعمان مجمع العنود یقول رب
فرغ اللہ من خلقه استوی علی عرشه حضرت ترازو

بن امان کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے سرکار رسول اللہ
نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تحقیق سے فارغ ہوا تو چہ عرش
پر استون فرمادے روئے ثقافت رواۃ انہو بکر الخلال فی
کتاب السمة یہ اس کے روئے ثقافت ہیں ہو کر خلاص
لئے اپنی کتاب السنہ میں سے روایت کیا ہے۔

(مجمع العنود حدیث نمبر ۳۸ ص ۱۸)

یہ حدیث سر سرخرشی ہے اور اس سے تمام راویوں ثقہ ہیں
لیکن البائی نے روئے ثقافت کہا اور ہوشیاری یہ کہ یہ پوری
حدیث اہل نہیں کی گر پوری نقل روایت تو اس کا موضوع ہوتا
ظاہر ہو جاتا، اس لئے صرف اوپر سے جسے نقل کرے پر کتن
کیا، پوری حدیث یہ ہے

”حدثنا احمد بن الحسن الرقی حدثنا ابو ہریر بن
المندر المخزومی حدثنا محمد بن قیس بن سلیمان
حدثنی ابی عن سعید بن المحارث عن عیوب بن
حنون قال یحدثنا ان جالس فی المسجد اذا جاء فی
فتاویٰ بین النعمان یحدث وینب الیہ مداس فقال
معصم رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ بما فرغ من
خلقہ استوی علی عرشه واستلقى ووضع حدای
رجلیہ علی الاخری وقال نہا لا تصلح لیقر عبید
بن نسیم یے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، جب
حضرت قتادہ بن معن تشریف لائے اور حدیث بیان کر
رہے تھے اور لوگ ان کی طرف سبقت مائل ہو رہے تھے،
انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے
کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہو تو عرش قرار
پکڑا اور چت بیٹ گیا اور اپنا اہنا پاؤں پاؤں میں پاؤں پر رکھ
لیا اور دن بے کہا یا ربنا دیکھئے کہ کتنے ہیں۔

اس کی سند میں یہ محمد بن یحییٰ ہے اور دوسرا یحییٰ بن سلیمان
ہے، اما مگر بن معن کے کہا: قیس بن سعید بن یحییٰ بن یحییٰ

ولا یصح بہدیشہ الخرج والصدیق ابو جعفر رازی
فیج توی نہیں ہے درہ اس کی حدیث سے استدلال کیا

جاتا ہے، یہ ہمارا وہی احادیث ہو ورنہ محمد بن فضیل
جمہل و اہل بیان (سوالاں اور ذیلی لابی ردعہ راوی
۲۲/۲) فتح راوی حدیث ہے وہ اور اس کا بیٹا محمد بن فتح دوہوں
وہی تباہی ہیں، حافظ بن کثیر نے کہا:

هذا إسناد غريب جداً وفيه نظارة شديدة و
لعله نقل من الأسانيد بما اشتبه على بعض
الرواة فرغعه في رسول الله ﷺ (جامع المسانيد و
السنن جلد ۱ ص ۱۰۰) یہ مناد انتہائی غریب ہے اور اس میں
یہمت زیادہ لگات ہے اور شاید اسے اسناد میں سے یہ تو
بعض راویوں کو التباس ہو گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ
کی نسب کر دیا۔

اسامہ بن زید نے فرمایا: ان هذا حديث هو من منكرات
فصيح (امداد الاعتدال ۳۶۵۲) یہ قلم یہ حدیث فتح کے
منکر سے ہے۔

بن الجوزی نے کہا: هذا حديث موضوع باطل
كقولنا صل به عدد نعلمه (الانيس ۵۲-۵۳) یہ ٹھوٹ،
باطل و کفر ہے علماء کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں ہے
اسامہ بن زید

فهذا حديث منكر ونحو كتيبه الامن هذا الوجه
قال الشيخ حمد وبلغني عن أبي عبد الرحمن
السبائي انه قال: فصح بن سفيان ليس بالقوي.

وفيه عدة تحري و هي ان قتادة بن المعبان
مات في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه و
صلى عليه وعمر و عبيد بن جراح مات سنة خمس
وصاتة وله خمس وصحبهون سنة فتكون رواة عن
قتادة متقطعة (الانيس) یہ حدیث منکر ہے اور میں
نے صرف اسی سند کے لئے فتح احمد نے فرمایا کہ اسامہ
سہمی سے مجھے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ فتح بن سہمات
تو یہ نہیں ہے اور اس میں دوسری علت یہ ہے کہ قتادہ دور
حدیث قادری میں فوت میں ہوئے اور حضرت نے مار

جنارہ پڑھا اور عید بن مسن ۱۰۵ھ میں پچتر سال کی عمر
میں انتقال کے توان کی رویت قتادہ سے منقطع ہو گئی
الہائی نے دوسری جگہ اس حدیث کے ہارے میں کہا
"إسناد ضعيف والمتمن منكر كانه من وضع
نورود آفته سعيد بن بخارت (ظلال السنة ص ۱۰۸
ص ۱۰۸) اس کی اسناد ضعیف اور منکر ہے، وہ
یہودیوں کے موضوعات میں سے ہے، یہ امت سعید بن
حارث کی طرف تھی ہے۔"

قاریں کو: یہی کیسے ہی حدیث سے باب عقائد میں
مثلاً کیا جاتا ہے۔

حديث من عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله
ﷺ: تقو دعوة المظلوم فانهما تصعدان الله
كانه شراقة غريب وإسنادة جيد خروبه انما كره
حضرت بن عمر رضي الله عنه سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ
نے تم لوگ مظلوم کی ہوئی سے پچاس لئے کہ اس کی دعا اللہ
کی طرف جاتی ہے پس شرار و بلند ہوتا ہے۔"

اس کے حدیث کے نقل میں یاد دھونے والا ہے ملاحظہ
کر لیں، کہ اسامہ حاکم نے تخریج کی ہے تو آئے حاکم کو
دیکھتے ہیں۔

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: تقو
دعوات المظلوم فانها تصعدان السماء كأنه
شراقة غريب (مسند حاکم حدیث نمبر ۱۰۰) حضرت ابن عمر رضی
لہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا مظلوم
کی بددعا سے چوکوں کہ وہ آسمان کی طرف جاتی ہے جیسے
شرار و بلند ہوتا ہے۔"

اس روایت میں تصعدان السماء ہے لیکن الہائی نے
تخریق کے تصور ہی لکھ کر دیا تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ اللہ
تعالیٰ ایک جگہ بیٹھا ہوا ہے اور دعائیں اس کے پاس پہنچا رہی ہیں اور
حوالہ دیدیا حاکم کا کہ قاری یہ سمجھ لے کہ یہی حدیث بالکل صحیح ہے
اور اس کے بارے غلط فہمی درست ہیں۔ حادی □□

از: مولانا محبتی اشرف عظیم آبادی



خطبے کی اذان کہاں ہو؟



اسی طرح قادی مالگیری، معراجی اور حاشیہ طحطاوی علی مرقی، القدر باب الاذان میں ہے
یکوکان یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان
نکرو ہے۔
اور امام محمد بن ہمام فتح القدیر باب الاذان میں ارشاد
فرماتے ہیں

الاقامة فی المسجد ولا یدامنه واما الاذان فعلی
المسجد فالحکم تکن فی فناء المسجد و قالو لا
یؤذن فی المسجد یعنی ظہیر مسجد کے اندر کہی جائے اس
کے علاوہ اس کی اور کوئی صورت نہیں ہے، البتہ ان منارہ
پر دی جائے اور اگر منارہ نہ ہو تو گناہ مسجد میں اذان دینی
چاہئے اور فقہانے فرمایا ہے کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے

سنت یہی ہے کہ اذان مسجد سے باہر ہو، مسجد کے اندر
اذان دینا خلاف سنت ہے اور حکم حدیث و فقہ کے خلاف روح
پر ٹرے رہتا یہ مومن کا کام نہیں ہے بلکہ جو بات آقا صلی اللہ علیہ
و سلم، خلفائے راشدین صلی اللہ علیہم اور حکام فقہ کے خلاف
ہو وہی نئی بات ہے، یہاں وہی کو اس سے بچنا چاہئے، نہ کہ
سنت اور حدیث و فقہ کے حکم سے بچنا چاہئے، درترمذی شریف
باب الاذان بالسنۃ و جنتاب البدن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا
من احبنا سبنا فقد احبنا ومن احبنا کان معی
فی الجنة اللہم ازل فناء یعنی جس نے میری سنت کو زندہ
کیا وہ ہے فک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے
محبت ہو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا

ماہنامہ علمی سے جامع کبیر کتاب الاذان میں بقیہ ص ۱۹۱

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ قدس میں ہی
اذان خطبہ مسجد سے باہر اور اسے پہنچتی تھی، حبیہ کہ ابو داؤد
شریف باب وقت اذان میں یہ حدیث ہے۔

عن سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
کان یؤذن بین یدئ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم اذ جلس علی المنبر یوم الجمعة باب
المسجد و بی یکو و عمر بنی حضرت سائب بن یزید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو آکا طحطاوی اسلام
کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور اسی طرح
حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
زمانے میں ہوتی تھی

یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے مسجد کے اندر
اذان دلائی ہو، اگر اس کی اجازت ہوتی تو جواز کے لئے ضرور ایسا
کرتے، حالانکہ ایسا نہیں کیا، کچھ لوگ ہیں، یہی "سے مسجد سے
اندر ہونا سمجھتے ہیں جو ضبط ہے حدیث شریف میں ہیں یوں"
اور "علی باب المسجد" دونوں ہے، یعنی اذان خطبہ نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین صلی اللہ علیہم کے چہرہ اور مکے
مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی اور فقہ حنفی کی جملہ کتب
مستندہ میں مسجد کے اندر اذان کو منع و مکروہ لکھا گیا ہے، قادی
قاضی حال کتاب الصلاۃ باب الاذان میں ہے

یصلیٰ ن یؤذن علی مسجدہ و خارج المسجد لا
یؤذن فی المسجد یعنی اذان منارہ پر یا مسجد کے باہر دی
جائے مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔

ماہنامہ علمی و تحقیقی شریعت

آیاتِ جہاد

معنی و مفہوم، نشانِ نزول اور پس منظر

آیاتِ معترضہ کا صحیح معنی و مفہوم ہیں منظر اور شانِ نزول سے پہلے جہاد کا لغوی و شرعی مفہوم اور اس کی قسام کی وضاحت بے حد ضروری ہے۔

جہاد جہد سے مشتق ہے جو بہت سے معانی کے لیے موضوع ہے، مثلاً مشقت، تنہا سمجھنا، طاقت، انتہائی کوشش اور قاعدہ یہ ہے کہ مشتق میں مابعد شتقاق کا معنی و مفہوم ماخوذ ہوتا ہے، لہذا جہاد کے لغوی معنی میں بھی یہ سب معانی ماخوذ ہوں گے۔ در شرع میں دینِ حق کے فروغ اور اس کی سر بلندی کے لیے انتہائی جدوجہد کا نام "جہاد" ہے جس کی کئی صورتیں ہیں، جہادِ ہم زبان سے بھی کر سکتے ہیں اور مال سے بھی کر سکتے ہیں قلم سے بھی کر سکتے ہیں، بے علم سے بھی کر سکتے ہیں اور بوقتِ ضرورت اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی کر سکتے ہیں۔

شرع میں جہاد صرف کلمہ و قلم اور جنگ و جدل کا نام نہیں ہے، جس طرح جہاد کا معنی بتا کر وہیم رضوں جیسے لوگ عوام سے دہن کو پر گندہ کرے اور مذہبِ اسلام کے خلاف غیر ملکی دین کو بڑھکے کا کام کر کے لیں، اس پر ضرور ہے۔ وقتِ ضرورت مخصوص شرائط کے ساتھ غیر ذمی کفار سے جنگ کر کے کا نام بھی جہاد ہے، لیکن یہ کہنا کہ "جہاد" صرف اسی معنی میں مستعمل ہے، نفسِ الامر کے صریح خلاف ہے قرآن و احادیث میں بہت سے مقامات پر اس معنی کے علاوہ دیگر معانی پر جہاد کا طلاق ہو ہے مثلاً قرآن مجید کی آیت مبارکہ

وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ يُغْنِي عَنِ الْعَالَمِينَ (احکامات، آیت 6) اور جو لہذا کی راہ میں کوشش کرے تو پتے ہی پتے کو کوشش رتنا ہے بیشک اللہ بے پروا ہے سارے جہاں سے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں جہاد کا اطلاق متعدد معانی پر ہو ہے، مثلاً اطاعتِ الٰہی پر، صبر و تحمل جہاد، نفس و شیطاں کی مخالفت اور اعدائے دین کے ساتھ جنگ۔ (قرآن العزیز)

اسی طرح قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ
وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ (احکامات، آیت 89) اور جہاد سے ہماری راہ میں کوشش کرنے والوں کو ہم انہیں اپنے رستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ (نزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں مجاہدہ پر جہاد کا اطلاق ہوا ہے یعنی تمام ظاہرین و باطنی عمال و عبادات و اطوار میں رضا کے لیے ہونے والے نفس و شیطانی وسوسوں کے خلاف جدوجہد کرنے کا نام جہاد ہے بلکہ عاریت میں سے جہاد کبر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے صاحبِ تفسیر بن سعد اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"أطلق المجاهدة ليعلم جهاد الإغاضة الظاهرة والباطنة" (تفسیر ابن سعد، ج 7 ص 48)

اسی طرح قرآن مجید کی آیت مبارکہ
وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرہ، آیت 217) اور اللہ کی راہ میں بڑا بڑا مال و روحاں سے۔ (کنز الایمان)
اس آیت میں اگر ممکن ہو تو مال اور جان دونوں سے اور اگر ممکن نہ ہو تو دونوں میں سے جس سے ممکن ہو اس سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق اس آیت میں صرف قسم الٰہی (جہادِ مال) کا حکم ہے (تفسیر ابن سعد، ج 5 ص 67)

اسی طرح حدیث میں ظالم و جابر فرماں روا کے سامنے حق

بات کہے موانع نہ تھے سے تعبیر کیا گیا ہے، حضور ﷺ رشاد فرماتے ہیں

"افضل الجہاد کلمۃ عندا سلطان جانتو" عقب لایم

لکھنؤ، ۲۸/۸/۱۳۸۳ھ، ۲۷/۸/۱۳۸۳ھ، ۲۷/۸/۱۳۸۳ھ، ۲۷/۸/۱۳۸۳ھ

جہاد کا مفہوم تنازع ہے کہ دین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت گزاری پر بھی جہاد کا حلقہ کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

"جہاد جہاد فی سبیل اللہ فی سبیل اللہ فی الجہاد قاتل محی والدائن قال، نفعہ! قال قاتلہما فجاہد"

[مجاہد، ۱/۷۳۳، ص ۳۰۰۴، کتاب الجہاد، باب الجہاد فی سبیل اللہ، ص ۳۰۰۴]

ہاں ایک شخص ہار کاہ رسالت ﷺ میں آیا اور اس سے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی حارت مانگی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بس انھیں کی خدمت کر۔

یہاں پر ہم سے صرف چند سببیں اور حدیثیں پیش کی ہیں اور قرآن و کتب احادیث میں بہت سی آیات و احادیث ہیں جن میں جہاد کا اطلاق حرب و شرب کے علاوہ دیگر معانی پر ہو ہے، اس سے یہ بھی طرح صبر مان ہو گیا کہ "جہاد" کا لفظ صرف کفار و مشرکین و کھوڑ و لہواری اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں سے برد آتا ہوئے تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ چار حرتی لفظ اپنے آپ میں بڑی وسعت رکھتا ہے۔

حق و صحت کے بعد اب ہم آپ کی تو جان آیات جہاد کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں، جس کے بارے میں یہ ہمارا تا ہے کہ قرآن کی یہ آیات دین میں "آئینہ" پھیلائی ہیں اور دہشت گردی کو ہوا دے رہی ہیں، لیکن اس سے پہلے ہم یہاں آپ کو یہ بتاتے ہوئے چلیں کہ علان نبوت کے آغاز سے ۱۳ سال تک مکہ المکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اور آپ کے منجی بھر جاں شادوں کے ساتھ وہ ظالمانہ سلوک کیا گیا جس کے تصور سے ہی روج کا سبب حاتی ہے، عربیہ اور مفلوک

حال مسلمانوں کو مسلسل ظلم تشدد کا مشہد بنایا جا تا رہا۔

حضرت جلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن میں رسی اٹال کر مکہ کی گرم پہاڑیوں و سنگلاخ وادیوں میں گھسیٹا جاتا، وہ پیر کے وقت جب کہ سورج اٹکارے اگلے رہا ہوتا، انھیں رشتین پر لٹا کر سیسے پر پتھروں کی درنی سیسے رکھ دی جاتیں، مشکیں ہاتھ کر لائی اور غروں سے پٹیا جاتا، دھوپ میں یرنگ بٹھا جاتا، حضرت حسب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھدو دھپا رآگ پر لٹایا جاتا، ان کی چھاتی پر ایک شخص پیر رکھ کر کھدو دھپاتا کہ وہ کروٹ نہ بدلا سکے اور حتی و برنگ لٹایا جاتا کہ ہڑکتے ہوئے کو تلے مرد پڑ جاتے، حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے والدین حضرت یاسر اور حضرت سمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر درآئے، مشق تم کیا جاتا، حتی کہ حضرت سمیرہ کی ادا ام نہانے پر پہرہ مار کر انھیں شہید کر دیا گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ن کاچھ پٹاں میں پیٹ کر لٹا لٹکا دیتا اور نیچے دھواں دیتا کہ وہ گھٹ گھٹ کر ہے جاں ہو جائیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام قبول کرنے کی پاداش میں ان کی ماں نے گھر سے نکال دیا، صحابہ و صحابہ کرام جو دہائی سلام بھی ان کے ظلم و تشدد نہیں بچ سکے، یہاں تک جب حضرت عمر اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسلام قبول کر لیا تو قریش مکہ کے فیظ و غلبہ کی آگ اتنی تیر ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پورے ہی ہاشم کا مقاطعہ کر دیا، اس سے انھیں کہ وہ سلام قبول کر چکے تھے، بلکہ اس سے کہ وہ در پردہ آپ کی حمایت کر رہے تھے، حتی کہ مجبور ہو کر پورے تین سال تک آپ کو حتی ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہونا پڑا، جب قریش کا ظلم و ستم حد سے تجاوز کر گیا، تو آپ سے جاں نثاران اسلام کو بدانت قرمانی کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں، جب وہ حبشہ ہجرت کر گئے تو قریش کا ایک وفد خواشی کے دربار میں جمعہ اور مخالف لے رہے تھے، تا رگفت و شنید ر کے، ان مظلوموں کو وہاں سے بھی اٹھوایا جائے یہ اور بات کہ خواشی سے حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے متاثر ہو کر قریش کے

"اصبروا فانى له اومر بالقصال" تم صبر کرو کیوں کہ مجھے قتال کا حکم نہیں دیا گیا ہے جیسا کہ تفسیر فی معود میں ہے

"كان المشركون يؤذونهم وكانوا يأنون له ۞ هم معزوبون و مشجوعون و يتظنون اليه فيقولون ۞ لهم اصر و عاقبه اومر بالقصال حتى هاجرو فانزلت و هم اولى آية نزلت في انتقال بعد ما عني عده ليف و سبعين آية" (تفسیر اب. ح. ۵۰)

۱۰۸

اس سے ما بعد آیت سمر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مظلومیت کو بھی "شکار فرمادیا کہ یہ لوگ ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے، ان کا اگر کوئی جرم تھا تو صرف یہ جرم تھا کہ یہ لوگ اپنے رب کی برہیت کا احترام کرتے تھے دراصل جیسے جیسے یہ لوگ کہے جاتے:

"وهد الله كما رب الله ہے۔"

اور اس آیت میں محض بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو دنیاوی جنگ کی جارت دی اس کی وجہ بھی بیان کر دی کہ اگر اللہ آدمیوں کو ایک دوسرے سے دفع فرماتا تو روئے زمین پر کوئی بھی یہاں تک جا رہا نہ ہوتا جس میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت نام نہ جاتا ہے۔

□ □ □

ص ۶۹ کا بقیہ

میں آنحضرت اسلام کے ملاح باطل کا مٹے مٹے رہی ہے، جو اپنے آپ میں ایک انجمن اور میر قافلہ تھے، جس کی فکر ہندی کے آگے ہمال کی ہندی بھی پست نظر آتی ہے جو اسامہ حمزہ صا کے تفتہ، حمزہ اسلام کے خلاص اور معنی عظم ہند کے تقویٰ و پرہیز گاری کی جلیق پھرتی تصویر تھے، جن کا آستانہ آج بھی عشق ربی کی درس گاہ بنا ہوا ہے، جس کی حد سے آج بھی یاد آ رہی ہے۔

دع عشق ہی سے چو قبر میں ہے چرخ عد روشنی کے ہے

□ □ □

مخیر دس موز صرف یہ کہ و پس کر یا ہلک سلام بھی قبول رہا ۱۳ سال تک مسلسل ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور تنہائی میں اور صبر آزمائے حالات سے گزرے کے باوجود صحابہ کرام کو قریش سے ہر آرمہ ہوئے کے لیے تلوار نکھانے کی اجازت نہیں دی گئی، صحابہ کرام بے کسی کے عالم میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام سے فریاد کرتے اور ظالموں سے اپنے رقاہ کے لیے تلوار نکھانے کی اجازت طلب کرتے تو آپ فرماتے "صبر کرو مجھے بھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا"

حتیٰ کہ ایک دن وہ تیار حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں مدینہ ہجرت کر گئے، پھر یکے بعد دیگرے آپ کے صحابہ بے بھی ہمیشہ کے لیے اپنے وطن مکہ المکرمہ کو خیر بار کہہ دیا اور وہ بھی مدینہ چلے آئے، انکی دور چلے جانے کے باوجود بھی انھیں ابتدائی دنوں میں سون سے رہنا میسر نہیں آیا قریش مکہ سے مدینہ کے یہودیوں سے ماہزار کر کے مدینہ کی رشتہ بھی ال پر تنگ کر دی، مدینہ سورہ میں صحابہ کرام کے ابتدائی حالات یہ تھے کہ وہ ہر وقت جنگ جیسی حالت میں رہتے اور خود کو چوکنا رکھتے کہ نہ جانے کب کدھر سے حملہ ہو جائے اور راتوں کو وہ جنگ جنگ کر پھرے دینے و کڑی نگرانی رہتے حتیٰ کہ قدرت کو ان پر ترس آئی گیا اور سورہ حج کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں وہاں اسلام کو پہلی بار کفار مشرکین مکہ کے ساتھ اپنے دفاع میں جہاد کی اجازت دی گئی۔

"الَّذِينَ يَدْعُونَ يَفْقَهُونَ بِاللُّغَةِ فَلْيُحَرِّمُوا ۝ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى فَعْلِهِمْ لَقَدِيرٌ" (۳۶) ہوا لگی عطا ہوئی کہیں جن سے کافر لائے ہیں، اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بیشک اللہ بنا کی مدد کرے پر ضرور کا در ہے۔ (تفسیر اب. ح. ۵۰)

اس آیت سے پہلے دس میں نہیں بلکہ ستر سے زیادہ آیات ایسی نازل ہوئی ہیں جن میں صحابہ کرام کو ظالموں سے قتال کرنے سے روک دیا گیا تھا، صحابہ کرام غلوں سے بولہا نہ پٹے پٹائے جب بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فریاد کرتے تو سرکا بھی جو سہا جتے



ہم خود اس کے نگہبان ہیں



قرآن مقدس پر اعتراضات! بیمار فہمیت کی علامت

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ یہ شامل ہے نہ انسانی حیثیت کے یہی سلام مکمل طور پر معاندگی نہیں کر سکتا۔ متورن اور فاضل زندگی کا تصور ماؤنٹینیشن میں ہے یا مغرب کی۔ ندی تھلید میں، دین سلام کی مسیت کا قرآن سے پہلے ہی علان کر دیا جس کی رو سے، مسیت کے لیے یہ مجموعہ تو میں ہے دین مکمل ہوئے کا مطلب واضح ہے کہ اس میں حیات انسانی کے جمہا اصولوں کا احاطہ کر لیا گیا ہے، قرآن کے احکام پر غور کریں

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ لَنْ تَكُوْنُ دِيْنًا لِّمَنْ اَنْتَ عَدُوٌّ
يَغْبِيْنُ وَرَدِيْنُ لَنْ تَكُوْنُ اِلَّا سَلَامًا دِيْنًا اَجَلٌ
حَمْدٌ رَّعَىٰ حَمْدًا رَّعَىٰ كَامِلٌ كَرِيْمًا اَوْ تَمَّ اَوْ اَمَّا نَحْنُ
كَرِيْمًا اَوْ تَمَّ اَوْ اَمَّا نَحْنُ كَرِيْمًا اَوْ تَمَّ اَوْ اَمَّا نَحْنُ كَرِيْمًا

اس میں واضح اظہار ہے کہ نجات پسندیدہ دین سلام میں ہے، اور قرآنی احکام کی متابعت میں ہے، قرآن کامل ضابطہ ہے، اور کتاب عظیم۔

سلام کی فطرت سے اسلام مخالف قوتیں نکلی ہوئی ہیں جس کا اظہار گاہے بگاہے ہوتا ہے، چند سالوں سے تو میں میڈیا کوں کی اشاعت کر کے ناموس رسالت پر مسلسل حملہ ایسا کیا کہ مشن کا حصہ ہے ہی تعبیرات مثلاً سلام کو فہمیت شدت پسندی، ہیڈا پرستی، غیر نرم، آتشک، سلام سے نفرت کا منصوبہ ہند اظہار ہے، جس میں یہود و نصاریٰ سمیت مشرکین ہند بھی شامل ہیں، بھی حال ہی میں لکھنؤ کے ایک ویم نامی اسلام دشمن ایجنٹ نے قرآن مقدس کی ۲۰ آیات کے خلاف ہتھیار ڈالی ظاہر کی، ایسا جہاں سے بغض کا اظہار کیا، کتاب مقدس

اسلام دین فطرت ہے، سلام کی مقبولیت سے، بطن باطل مضطرب ہے، مسکتی مساحت کو بالآخر سلام کے دامن میں ہی قرار دینا ہے، انسانی فطرت میں تلاش و جستجو کا مادہ ہند ہی سے رہا ہے۔ درجیہ جیسے یہ رفتار سے ہم آہنگ ہوا اسلام کی چٹائی ٹھہرتی گئی، دل کی دیا میں حوش گوار انقلاب رونما ہوتا گیا، یورپ سے صنعتی انقلاب اور پھر اس سے مسلک سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں حیرت انگیز فتوحات سے جہاں مادیت کو بڑھا دیا، وہیں اس رتھال کو بھی تقویت ملی کہ اب اسلام ہدیہ ریت کے آگے ٹک رہے گا، ۱۱ صیونیت اپنے زعم میں بتلا چکی کہ سلام جدید تقاضوں کی کسوٹی پر ناقص ثابت ہوگا لیکن وقت اور حالات سے اس بات پر مہر ثبت کر دی کہ

اِنَّ الدِّيْنَ يُقِيْنُ عَلٰى اَللّٰهِ اِلٰهًا مُّسْلِمًا۔ بے شک اللہ کے یہاں سلام ہی دین ہے۔
۱۔ سورہ آل عمران

اور یہ دین دین فطرت ہے، جس کے ہر ہر اصول کی تائید و تصدیق رد و جان روافع کے ساتھ ساتھ عقلی روافع سے بھی ہوتی ہے، حقائق کا مطالعہ اسلام کے حسن کو نمایاں کرتا ہے، جدیدیت کی تعبیر سلام کی وہ میں حاصل ہوئی، اہریت سے سراپا ہمارا، لیکن اس کے ساتھ ہی سائنس کی انتہائی تحقیقات نے خدا سے قدر کے وجود پر ایمان لازم پختہ کیا، نظام کائنات میں ہوئے دین جستجو کا حاصل وجود ہی کا اقرار ضرر ہے۔

اس طرح قرآن کی صداقت و سچائی جا گر ہوئی چلی گئی، پھر صیونیت سے اسلام کے مقابل ماؤنٹینیشن کا پتہ چار کیا، جیسے ہم تہذیب و ثقافتی جدوجہد کرتے ہیں اس کے اصولوں میں

کی اہمیت پر توجہ نہ رکھ کر کے چپے رہنا دکھا رہا ہے۔ اس طرح کے لوگ ظاہراً اسلامی نام رکھتے ہیں لیکن یہ سب بیہودہ تصاریف کے محبت اور مشرکین کے فتنہ خو ہیں۔ جنہوں نے اپنے جہنمی ہونے پر ہر شے میں ماضی میں مریض یا متفلور بڑا کے یہ چرچ کی قراں مقدس کو جہلے کی ترغیب بھی اسلام کی مقبویت سے گھبراہٹ کی دلیل تھی۔

ہمیں معلوم ہے کہ مذکورہ فکر کے بڑے توجہ نہیں پائے گی لیکن مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب کا ایک دور ضرور شروع ہو چکا ہے، شاید اس عمل سے باطل یہ سمجھ جائے کہ قرآن مقدس کے خلاف، ایک منہی فکر آگے بڑھے گی اور دھیرے دھیرے اس سے متعلق "تحلیک" اور "تحریف" کے رجحانات کو تقویت ملے گی لیکن اس کا جواب بھی قرآن مقدس نے تقریباً ۱۴ صدی پہلے ہی دے دیا تھا۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَيِّتِينَ وَنُحْيِي الْمَيِّتِينَ وَنُحْيِي الْمَيِّتِينَ
سے تار ہے یہ قرآن اور یہ شک ہم خود اس کے گھبران
ہیں۔

دوسرے جیسے محبت کے سمیت سراسر پیوستہ اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ اور حقیقت کے متوسل میں شروع کیا کہ قرآن سے متعلق ہو کھلا ہے کیوں ہے؟ اور یہ سوچ قرآن سے قریب کرے گا اور یہ ہے گی، جس کا نتیجہ قبول حق کی صورت میں سامنے آئے گا، لیکن کارے سے یہ امید ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات سے دور ہونے جارہے ہیں، ان حالات میں ہمیں استقامت کے ساتھ قرآنی معاشرے کی سمت ہر جہت کرنی چاہیے۔

وہ معجز حے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکب قرآن ہو کر

یہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بنا ہوا ہے وہی یہ کتاب "قرآن مقدس" آج بھی پوری انسانیت کے لیے راہ و رہما ہے، ہمیں انسانوں کے باطنوں بنانے ہوئے ان صوبوں کی کیا ضرورت جو کل رواں سے دو چار ہوں گے مستقل کامیابی اور مسابقت کی صلاح تو قرآن کے احکام اور دامن مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستگی میں ہے گلوبل سٹیشن کی صلاح آج رائج ہوتی لیکن اسلام کی عام گیریت ختم المسلمین فی حقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہشت کے ساتھ ظہور میں آئی، جسے ہم حالی بدیت ہے بھی تعبیر رکھتے ہیں، قرآن سے مخالفت رکھنے والے اس سے بھی خوف زدہ ہیں کہ مسابقت کی عام گیر رہنمائی قرآن مقدس کر رہا ہے، جب تک قرآن رہے گا مسابقت اسلام کے دامن میں قرار پائے گی، مولانا عبدالحکیم میرٹھی رضوی کے الفاظ میں

(حضرات بیہ نے مرام علیہم اسلام باری باری التشریف کر پنا پنا کام دینی خلق کی بدیت) کرتے گئے حتی کہ ایک ایسا وقت بھی آگیا جب حیثیت سالی ایم عام گیر تارکب میں محصور ہو گئی عام گیر صلاح کے لیے ملک عام گیر پیغام کی ضرورت تھی اور جس حد سے وہ دیکھا حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب رسولوں کو دینی بھیجی تھی، حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام والحقہ والثناء کو بھی وحی بھیجی، وہی جنہوں سے تاریخ مسابقت میں بالکل پھل بار خدائی حکم کے مطابق یہ دعویٰ کیا: نَأْتِيهِمُ النَّاسُ إِنِّي رَسُولٌ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پہلے آئے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔) اور یہی اسلام کی عالم گیر رہنمائی پر ال ہے، عقلی تحریک سے خدا خدوں کو اس رعدہ حقیقت پر غور کرنا چاہیے۔

بہر کیف قرآن مقدس وہ کامل کتاب ہے جس کی بدیت درہنمائی میں مسابقت کی رعب برہم سورتی ہے اور عالم کفر اس کی مقبویت سے مہجوت و مردہ برہم ہے، قرآن مقدس کے جس سے دلوں میں گھر کر رہا ہے، اہل باطل مل کر بھی قرآنی فکر کا جواب نہیں دے سکتے اس کی عظمتوں کی تبدیل ہر روز دروہر ہوگی اور اس کی شاں پر نور بڑھتی ہی جائے گی۔

لصاحب زندگی ہر دور کے انسان کی خاطر
عطا ہوتے رہیں گے حشر تک اسرار قرآنی

[قر، عظمیٰ]

ذریعہ حقیقت پسند کے قلم ہے۔

قرآنی آیات کی تحریف کا شوشہ اور اغیار کی سازش

سانی للوب کو مسخر کر بیسے کی صلاحیت رکھنے والے مقلد کی کتاب کا جاواوی اثر ہے جس سے طاغوتی طاقتوں کو مہبوت کر رکھا ہے، اس کی سیلا سیت دائر آفرینی اور پیراؤ کو روکنے سے قاصر و عاجز ہو کر ہے اٹھکنڈے کا استعمال کرتے رہے ہیں۔

مورحق ضیع الہی کو بھیہ سکتا ہے کون
جس کا حاجی ہو قہد اس کو مانا سکتا ہے کون

مستشرقین کی اسی فقہ انگیزی کا دائرہ ہندوستان میں داخل ہوا اور مسطالی طاقتوں کو اپنا فکا بنایا اس کے بھی سد م دشمنی میں عقل و خرد سے نااہل ہو کر سلاطی مدت و حقائق کی تیز رفتاری کو روکنے کے لئے اسی ڈگر کا انتخاب کیا اور اس راستہ پر چل پڑے جس کے کچھ نظائر و امثال مندرجہ ذیل ہیں۔

سوی ریانند سرسوتی (1824-1883) سے اپنی کتاب سیتا رتھ پرکاش "میں قرآنی آیت اقل کر کے اس کا من مانی معلوم حد کیا اور سد م کو ایب جار میت پسند اور غیر عقل مدہب ثابت کرنے کی چاک جرات کی۔ رستیا رتھ پرکاش

موامی ریانند سرسوتی اور ان کی کتاب "سیتا رتھ پرکاش" کے بارے میں مولانا محمد فاروق خاں نے "ہندو دھرم کی جدید شخصیتیں" میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق سیتا رتھ پرکاش میں اسلام کا بے اعترافی ہے، وہ سوامی دینا خدا کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

ان میں مستشرقین کے مزاحمتیہ اسباب اثر یہاں اور انگریزوں کا ہمارے 2006

اکھل بھارت ہندو دھم سچا ہے "ڈیش میں دیکھے کیوں ہوتے ہیں" کے عنوان کے تحت یک نولڈر شائع کیا، جس میں قرآن کی 24 آیتوں یا ان کے کڑے کو نقل کر کے یہ دھن دینے کی سہی ہے عا کی کہ قرآن بل اسلام کو دوسرے مدہب کے لوگوں کے ساتھ نقل و فارت گری کرے کا حکم دیتا ہے اور کہا کہ

ہے قوں محمد قوں خدا افرمان نہ بدد جاے گا
یہ سنے گا رمانہ کہ مگر قرآن نہ بدد جاے گا

دشمنان اسلام سے ہر دور میں اسلام کو بدنام کرے کی سازش رہنے میں کوئی دقیقہ فردگزشت نہیں کیا ہے، تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اعیار سے کبھی اسلامی ثقافت و تمدن پر فتنہ چھٹی کی ہے تو کبھی سرور کائنات، مگر موجودت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو مشتق تم بنایا ہے، کبھی قرآن مقدس پر سوالیہ نشان قائم کیا ہے، ہر جہت سے اس مذہب مہذب پر شب خون مارے کی ناپاک کوشش ہوتی ہے، ہر سمت سے دوسرے کاریاں کی گئی ہیں، نقب زنی کا کوئی حربہ ایسا نہیں جسے بروئے کار نہ لایا گیا ہو اس کے، وہ خود طاغوتی طاقتیں، چنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں ورنہ یہ صحیح قیامت تک کامیاب ہو سکتی ہیں

اسلام کے ابتدائی دور میں ہی مناسب کارستانیوں کا آغاز ہو چکا تھا، مثلاً مشرکین مکہ سے روئے آیت کے بعد ہی اپنا شروع کر دیا تھا کہ یہ سب گڑھی ہوتی کہیا یاں ہیں، کسی نے کہا کہ یہ کسی شاعر کا شعر ہے، کسی نے کہا کہ نیت و جادو سے تعمیر کیا، اس زمانہ سے الزام تراشیوں کا شیر بر ستا رہا ہے، اعتراضات کے بوجھار ہوتے رہے ہیں، بل مغرب سے مرید اس پر آگ میں پڑول چھوکنے کا کام کیا، کبھی تعلیمات قرآنیہ پر تنقید و ملامت کے شتر جھوٹے کی ناحرم کوشش کی تو کبھی تدوین و تالیف پر مقرر ہوئے، ان تمام عوامل کے پیچھے سد م دشمنی، مدہبی عصبیت اور تنگ نظری کا رزماری ہے، اس کا سبب اسلام کا اعلیٰ اخلاقی معیار اور قرآن کا اظہار بدعت و خصاست، لفظی و معنوی خوبی و کمال، رسائی جمال و صوت کشش، بشری و لکھی ہم آہنگی، ادبی محاسن، فکری عروج، انسانی خدمت کو محیط و ستوری نظام و راجی سرعت ویزی سے

جب تک قرآن سے س آیتوں کو کہیں نکال دیا جائے اور دیش میں ہوئے وہ لوگوں کو کہیں رد کا جاسکتا

آرٹیکل ۲۹۸ کے تحت ہے جو اعتراضات صبح ۱۰:۰۰، ۱۱:۰۰، ۱۲:۰۰ اور ۱:۰۰ بجے جاری ہوتے ہیں اور دیش میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایک شخص پانڈل چوہاڑے مارچ ۱۹۸۴ میں گلگتہ دی کورٹ میں ایک مقدمہ دائر کرتے ہوئے عدالت سے استدعا کی کہ قرآن کی بعض آیات تنقید پر اسکا حق نہیں ملے قرآن اور اس کے ترجموں پر ملک بھر میں پابندی عائد کروں جائے اور جہاں کہیں قرآن کے نسخے پائے جاتے ہیں تو ان کو ضبط کر لیا جائے فاضل جج نے اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ قرآن اسلام کی بنیادی کتاب اور ایک مقدس صحیفہ ہے۔

فاضل جج نے سیشن سے مرید کہا کہ مجبورہ و قدم خور مسلم مذہب کو یہی ختم کر دے کے مترادف ہوگا کیونکہ اسلام قرآن کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا، فاضل جج نے مرید کہا کہ قرآن کے وجود کے باعث عمومی امن و آشتی میں کسی بھی وقت حل نہیں پڑا اور اس بات کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ مستقبل میں بھی یہی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس کے برخلاف درخواست پر کارروائی سے مختلف مذہب کے درمیان مذہبی عدم امن و آشتی، دشمنی کے جذبات، منافرت اور بدگیمیاں پیدا ہو سکتی ہیں، درخواست گروں کی کارروائی سے متاثرہ فوجداری کی دفعہ ۲۹۵A اور تعزیرات ہند دفعہ ۱53A کی خلاف ورزی ہوگی جس دفعات کے تحت سنگین جرائم کے مرتبے میں داخل ہے۔

تقریر ۱۴ مارچ ۲۰۲۱

دہلی: قومی اقلیتی کمیشن کے سابق چیئرمین اور انکیشن آف نڈیا کے سابق کن پریسیڈنٹ طاہر محمود نے کلام پاک سے متعلق پیریم کورٹ میں دائر درخواست پر عدالت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ فرقہ وارانہ فتنہ انگیزوں نے یہ دہرہ کی کوشش کی ہے کہ تعزیرات ہند کی دفعات ۱53A اور ۲۹۵A کے تحت سنگین جرائم کے مرتبے میں آتی ہے

تقریر ۱۵ مارچ ۲۰۲۱

سوی لکشی شکر چارپے سے ایک کتاب "اسلامک سنک" دیا گیا جس "قرآن کی جس کی مسلمان طاقتوں میں بڑی پیرائی ہوئی، اس کتاب کی مقبولیت ہو، دیکھتے ہوئے انگریزوں میں ترجمہ کر کے "اسلامک سنک" کے نام سے پیریم کے نام سے موسوم کر کے شائع کیا گیا، لیکن جب اس میں سے سنجیدگی کے ساتھ پڑے قرآن کا مطالعہ کیا تو کلام الہی کے، عجاز و وسعت و باری کے پیغام سے متاثر ہوئے بغیر وہ سنکے اور پہلی کتاب لکھے پر بہت افسوس اور گہرے صدمے کا اظہار کیا، اس کے بعد اس میں ہندی زبان میں "اسلام سنک یا قرآن" کے نام سے، ایک کتاب شائع کی جس کا اردو ترجمہ "اسلام و شہادت گروہی یا ایک مثال دین" کے نام سے کتاب چھپ کر گئی۔

۱۰ مارچ ۲۰۲۱، بنگلہ دیش میں ۱۰ مارچ ۲۰۲۱

جب بھی قرآن کا مطالعہ سنجیدگی و مستانت اور بصیرت کا چشمہ اتار کر کیا گیا ہے، کتاب از یہ وادہ کی اثر آفرینیوں سے اس کے قلب و فکر اور فکر و نظر کو متاثر کیا ہے، بڑے بڑے دانشوروں پر بھی بیوی، اہل فکر و فکر، صاحب تحقیق و تنقید، ارباب سائنس نے اس کے آگے، پتے، پتے گھسنے لپک دئے ہیں بلکہ کثیر تعداد نے دامن اسلام میں پناہ سے سہا ہے جس کے مقدر میں ایمان کا حال نہیں تھا، وہ مدح و ثنا و حقیقت بیان کر سہے پر مجبور ہوا، جس کی مثال کا کرم چند گانہ ہی، گیتی نہیں ملے، فاضل جج ہائی کورٹ گلگتہ اور سوی لکشی شکر چارپے کے روپ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

جو سنگین نظری بصیرت اور مدہ کی جدوجہد سے مغلوب اور اسلام دشمنی سے طامین رہے، وہ اس حرکت قبیح و مذموم کے مرتکب ہوئے ہیں، ہمیں سلامی صداقت و حقیقت کا خوف رکھنا ہے، ان کی سوچ یہ ہے کہ اگر اس پر کندہ ان گنی تو اس کی مقناطیس کشش ہمارے پورے معاشرے کو پپی پیٹ میں لے لے گا اور ہماری مذہبی دنیا کا ذخیرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا یہی وہ عناصر و عوامل ہیں جو ہمیں اس طرح کے افعال قبیحہ اور حرکات شنیعہ کے ارتکاب پر مجبور کرنا رہتا ہے، اس وقت جو پتہ ہمارا ہے، اسے کھلی آنکھوں سے صاف دیکھا جاسکتا

اس لئے اس طرح عمل کے در بعد روکنا چاہتا ہے مگر اس طرح بھی ناکامیوں سے دوچار رہی رہے گا

جس نیت جہاں پر کلام کرتا آیا ہے وہ کر رہا ہے وہ مہم اس میں دشمنی کا علم بردار ہے جس پر پوری دیال فاقا ہوں و عمل شاہد علم ہے اور تعجب تو اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ ہوتا ہے، جب معترض کے دھارمک ترغیبات کو رد مبالغہ دیا جاتا ہے کہ وہاں خود کشییر تعداد میں جنگ وجدس کا تذکرہ ملتا ہے معترض کو چاہئے کہ پہلے اپنے مذہبی امور کا حق پر کرے اور اس پر دینے لگوائے کی ہمت کو روکنے کا لالچ ہے مہم چاہا جاسکتا ہے کہ سے لفظ ہما سے چڑھ ہے مگر اس کے برعکس دیکھا جاتا ہے ہندومت کی مذہبی کتابوں کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں

سے اندر ہم کو پھر درونہ مطوت عطا کر آرمودہ کاری اور اس روز اخر در وقت سے ساتھ جو مال غنیمت حاصل کرتی ہے، تیرن مدد سے ہم جنگ میں اپنے دشمنوں کو مغلوب کریں، چاہے وہ اپنے ہوں یا پرانے ہم ہر دشمن پر فتح مند ہوں، اسے بہادر ہم تیری مدد سے دلوں قسم کے دشمنوں کو قتل کر کے خوش حال ہوں، بڑی دوست کے ساتھ " (دک 1308 ۱8)

"اے گئی! ہماری مہمت کرے دین ہم حقوں کو مغلوب کر، ہمارے دشمنوں کو بھگا دے، سے جیت دیوتاؤں کو، مانتے والے حریفوں کو قتل کر اور اپنے پیاری کو عظمت و شوکت نصیب کر۔" (۱۸: 37)

اے میوا طاقت ور سے زیادہ طاقت ور ہو کر ادھر آ اور ہے غضب سے ہمارے تمام دشمنوں کو جلاک کر دے، دشمنوں اور درجہوں اور دمیوں کو قتل کرے دے تو ہمارے پاس ہر قسم کی دوست اور خزانے۔" (۱۸: 32 4)

یہاں گوت گیتا کا عنوان ہی جنگ وجدال ہے یہ کتاب

ہندومت کے دراصل کرشنا کے پدیش پر مشتمل ہے جو اس سے پانچوں لو جنگ پر بھارے اور میدان جنگ میں لائے اور ان کی کر عیب دینے کے لئے ہا تھا

جن کی مدد ہی کتاب جنگی نہ کروں سے بھری پڑی ہے، جن

کی خیانت مستعد میں صرف جنگی جرائم کو کرنا کا نبار ہے وہ و قرآن مقدس کے مہم پر انگشت سنا ہوں کریں، حضرت ہے "اس کی بات رے دلوں کی زندگی ہما سے عبارت ہے در حقیقت کثرت تعدد کے زعم میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے جو خود ایک و جنت گردی ہے، دراصل اسلامی تہذیب کی پاکیزگی، مسابقت بوازی، آدمیت ساری، غریب پروردی، معاشرت کاری، صد رچی محبت مثالی، اخلاقی معیار کی بلندی، شیریں مقام، عملی صوفیائی تعلیمی عروج، تربیتی امتحان، جدید پیشاور ہائی اور حسب الطبعی و جاں شاری بلکہ سسٹم جہات سے اسلام کی، چھائیوں سے عذوبوں حال معاشرے کو متاثر کیا ہے جو مذہبی متعصبین کے لئے درو مہم ہے، اس لئے اہل یمال کے اذبان و افکار میں قرآن و اسلام سے متعلق شلوک و شہادت تاریکیاں لاوئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو اس سے متفر کرے کے، نے اعتراضات، سوالات، پورائز م تراشی و ہستان ہادی کا بار بار گرم کر رکھا ہے مگر ان لوگوں سے اتنا ہی کہوں گا کہ

اسلام کی عظمت میں قدرت سے لپک دی ہے
اتنا ہی یہ بھرے گا جتنا کہ دے دے

حم جتنا تراشو گے اتنا ہی سوا ہوگا
سلام وہ یاد ہے کالو تو ہر اہو گا

□□□

مس ۹۵ رکابتہ.....
اہل علم کی کثرت بھی دیدنی تھی، اللہ تعالیٰ اس جیسے لوگوں و مقبول فرمائے اور آمد حضور قائم ملت کو حضرت مولانا عمران حضرت قاری قتال و محمد اہل سالار پور کے لئے بالخصوص در حدائق تمام مسلمانوں کے لئے یا مہم مبارک فرمائے، آمین۔
اس کاغذ میں کو تو حیدر نورک سے براہ راست آیا میں شرف کیا گیا، تصویر کشی و دیدار گرتی پر مکمل پابندی رہی، بار بار عدائے اہل سنت متبع بھی فرمائے رہے، اس کی پوری تفصیل آپ تو حیدر نورک پوشیوب پر مد خط فرما سکتے ہیں۔

رپوٹ: قادی محمد عثمان رضا بوری

میر و حیدر و نامہ ہندوستان، لکھنؤ، پی

جس و مہم ۱۴۰۲ھ

۱۴۰۲ھ



قرآن پاک سراپا خیر ہی خیر



میں احکام، سب زندگی اور خدائی چھایوں کی تعلیم بھی ہے، عیرہ وغیرہ، قرآن مجید کے سب شاعر (معجزہ، کرشمہ) ہیں ایک مضمون یا ایک کتاب میں لکھنا ناممکن ہے کیونکہ یہ کلام الہی ہے لگ بھگ اچھا رکھ کر ذیلی سرٹی کے ذریعہ ایک ایک بات سے لوگوں کو آگاہ کرے کی کوشش کرتا ہوں، اللہ شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین

پورا قرآن اوصاف کا خزانہ ہے

قرآن کی بیشمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید مسالوں کو نہ صرف سیدھا راستہ دکھاتا ہے، اور بتاتا ہے بلکہ اس راستے پر چلائے اور مضرب مقصود تک پہنچانے کے لیے رہنمائی بھی کرتا ہے، چنانچہ بہت سی اچھوتے بندہ میں یہ بات ذہن نشین کر لی جاری ہے

وَنُفِيسَ وَفَ سَوِّفَ فَأَلْهَمْتَهَا نُجُورَهَا وَتَقْوَفَ قَدِ
أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا قسم ہے جس کی
اور اس کے درست کرے + سے کی پھر اس کے دل میں
ذرا دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو یقیناً فلاح
پاگاہ جس سے ہے نفس کو پاک کر لیا اور یقیناً نامر دہوں
جس سے اس کو خاک میں ڈال دیا " (سورہ انعام: 101-102)
آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر شخص کو
ایک وہ حق و باطل اور حق و باطل میں تیسرے سے فاضل و عطا فرمایا
ہے، وہ تجھی و درجی چیزوں میں پوری طرح امتیاز کر سکتا ہے،
اس کا یہ معلوم بتایا گیا ہے کہ انسان میں نیکی کرے اور برائی کرے
دونوں ہی صلاحیتیں موجود ہیں، سب کی مرضی کہ وہ نیکی کو پسند
کرتا ہے یا برائی کو اختیار کرتا ہے
قرآن پاک سکھو اور سکھاؤ

اللہ رب العزت کی تاروں کردہ کتاب قرآن مجید ساری
نیامیں سب سے بڑا، و بڑی جانے والی آسمانی کتاب ہے
وَبِذَا الْبُكْبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هَذَا لَمُتَشَقِّقُونَ۔ وہ بلند مرتبہ
کتاب (قرآن)، کوئی شک نہ ہو کہ اس میں ہدایت
ہے ذرا دہوں کو " (سورہ ابراہیم)

لَا رَيْبَ فِيهِ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ
میں قرآن مجید کا، صاف خاص بیان کیا گیا کہ یہ ایسی بلند شان و
عظمت و شرف والی کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ
کی محیا نش نہیں کیونکہ شک اس چیز میں ہوتا ہے جس کی حقایقیت
پر کوئی دلیل نہ ہو جبکہ قرآن پاک ہی حقایقیت کی ایسی واضح و
مضبوط دلیلیں رکھتا ہے جو ہر صاحب بصافت و عقلمند انسان کو
اس بات کا یقین کرے کہ یہ مجبور کر دیتی ہیں کہ یہ کتاب حق اور سچ
ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاروں ہوئی ہے، تو جیسے سب سے
بے کار سے سورج کا وجود مشکوک نہیں ہوتا جیسے ہی کسی سے
عقل مخالف کے شک اور کاد کرے سے یہ کتاب مشکوک
نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید کی پہلی آیت ہی سے رب تعالیٰ نے پڑھنے کی
تفہیم فرمائی ہے پڑھو پڑھو پڑھو پڑھو پڑھو پڑھو پڑھو
کیا۔ (سورہ الفاتحہ: 1)

"أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مِنَ الْكِتَابِ" سے محبوب پڑھو جو
کتاب صہارنی طرف وحی (نا۔) کی گئی ہے۔

رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جب قرآن مجید کی
ملوت کی تفہیم فرمائی تو اس سے، اندازہ لگائیں کہ قرآن مجید کی
ملوت امتیوں کو بھی کرنا چاہیے، کیونکہ ملوت قرآن مجید عبادت
بھی ہے، اس میں لوگوں کے لیے عطا و نصیحت بھی ہے اور اس

رب تعالیٰ سے قرآن پڑھنے کی تاکید ہے محبوب ﷺ کو فرمائی، متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ حضور نے نہیں کوئی سورہ یا آیت بڑے اہتمام سے سکھائی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سے فرمایا:

تَعْلِمُ كُمْ مَنِ اتَّعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَغُلِّمَهُ ثُمَّ مَنِ سَبَّ عَنْهُ
بِشْرُهُ كَمَنْ سَبَّ عَنْ قُرْآنِ بَيْتِهَا وَنَسَكَيْهَا۔ (سورہ صافات: ۸۸)

اسی ہے اسلام میں حفظ قرآن پاک کی بہت اہمیت ہے۔ چونکہ قرآن اور اس کے علوم دین کی تمام کتابوں اور علوم سے افضل اور اعلیٰ و ارفع ہیں اسی طرح قرآنی علوم کو جاننے وال بھی دین کے تمام افراد میں سب سے ممتاز اور کسی بھی علم کے جاننے والے سے افضل اور اعلیٰ ہے، سیکھنے کا حق ہے کہ قرآنی علوم میں غور و فکر کرے اور اس کے احکام و معنی اور اس کے حقائق کو پوری توجہ اور اپنی ذہنی بیداری کے ساتھ سمجھے اور اس پر عمل کرے

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ نَفْرَانَ أَمْ هُمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا كَيْ
يَكُونَ قُرْآنٌ مِّنْ عَمَلِهِمْ كَرْتَةً يَأْتِيهِمْ دُونَ قُرْآنٍ
(گئے ہونے) ہیں۔

تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یعنی جس کے دلوں میں نفاق کے قفل لگے ہیں وہ تو قرآن کریم میں غور و فکر کر سکتے ہیں اور یہی وہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں پر تاسے لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے حق کی بات ان میں پہنچا ہی نہیں پاتی، تندر قرآن پاک میں گہرے غور و غمل کو کہتے ہیں جو تعقبات اور جانبداری سے پاک اور عقل و دل کے حقیقی تقاضوں کے مطابق ہو، یقیناً وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور اس میں غور و فکر بھی کرتے ہیں اور اس کی تلاوت بار بار کرتے ہیں اس کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اس سے ملنے والے جو برکتیں، اپنی جھولیوں بھرتے ہیں۔

یا لئی تیرا زمان ہے کہ ک عام ہے
جو ضرور تھا وہ سب اس میں لگا

رب تعالیٰ سے خودی قرآن پاک کی عظمت و رفعت کو بتایا

كُلُّ بِغَضَبِ اللَّهِ وَبِزَحْنِهِ فَجَدَيْكَ قَبِيضٌ مِّنْهُ هُوَ
خَيْرٌ لِّمَا يَجْتَمِعُونَ ثُمَّ فَرَدَ اللَّهُ كَيْ فَضْلٍ أَوْ رَسَدٍ
رَحْمَتٍ بِرِي خَوْشٍ مِّثَالِي مَا يَكُونُ، يَأْتِيهِمْ دُونَ قُرْآنٍ
كَرْتَةً يَأْتِيهِمْ دُونَ قُرْآنٍ۔ (الفرقان: ۱۵) آیت: 58

کسی بیماری اور محبوب چیز کے پائے سے دوس کو جو نذر حاصل ہوتی ہے اس کا فرج (خوشی، شادمانی) کہتے ہیں اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہیے کہ اس سے کہیں نصیحتیں، سیوے کی شعا اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمادے اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے کیا طرہ ہے اس بارے میں مصرعوں کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ حضرت عہد لدین عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن و حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن نازل ہے۔ (تفسیر طبرانی: ج 2، 320)

تلاوت قرآن کرنے والے مومنوں کی صفات

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات یہ ہیں فرمائی ہے کہ وہ توجہ اور شراکت کو مٹا نظر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور تلاوت کا حق راہ رتے ہیں

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ
أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ (الفرقان: ۱۷) آیت: ۱۷ (لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کر رہے ہیں سو وہی لوگ فاسقان اٹھائے دے ہیں۔

قرآن وہ نام ہے جو خود خدا نے تعالیٰ نے پیغمبر سلام ﷺ پر نازل فرمائی اور قرآن مجید نام دین قرآن کا حفظ قرآن میں 68 جگہ استعمال ہو ہے، قرآن میں ساری کے لیے تخریج شریعت پر مشتمل کتاب ہے کلام الہی قرآن مجید اسی معنی میں کہا گیا ہے، یعنی بہت، بارہ پڑھی جاوے والی کتاب! گویا قرآن

مانا چاہتا ہے لیکن اس کتاب سے، اس دور سے مقدمہ دینی لوگ اٹھ میں گئے جس کے پیش نظر حد کی مرضی اور اس کی خوشنودی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ
كثيراً مما كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْلُو عَن
كَيْفِيَّةِ قَدْ جَاءَكُمْ كَمِ قَوْلِ الْكُفَرِ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي
بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ بِضِرَافَةِ نُفْسِهِ السَّلَامَ وَيُخْرِجُهُ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَتَهْدِي بِهِ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (القرآن سورہ المائدہ: 5، آیت 15، 18) اے کتاب

دو بیٹک تمہارے پاس ہمارے یہ رسو شریف لائے کہ تم پر ظاہر فرمائے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرمائے ہیں بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اے جو اللہ کی مرضی پہ چل سلاستی کے رہتے اور انہیں اندھیروں روشنی کی طرف سے جانتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ کفر الامان۔

تہدیبیہ اللہ، اللہ اس کے بعد ہدایت دیتا ہے، یہاں قرآن کی شانِ قایم ہے کہ اللہ رب العزت قرآن کے درجہ سے بدایت عطا فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے جو روح ہے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں لگا دیتا ہے تو اللہ سے کفر و شرک اور گناہوں کی تاریکیوں سے نکال کر یہاں در علم صاف کے نور میں داخل فرمادیتا ہے

قرآن کا بہت بڑا وصف یہ بھی ہے کہ وہ کسی سان کا کلام نہیں بلکہ وہ کلام الہی ہے، جس طرح سے حد کی دانت مقدس تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، ٹھیک اسی طرح قرآن بھی ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے، جس طرح حد کی ذاتِ پاب اور اس کی ہستی ایک پہ کشش اور پر سر ہستی ہے جس کی طرف قلوب کھینچتے ہیں اور جس کی خوبیوں کا احاطہ کرنا اسان کے بس ہے کبھی ماہر ہے، ٹھیک اسی طرح قرآن میں بھی حد ہدایت انسانی کے

کے نام میں ہی یہ پیش گوئی موجود ہے کہ یہ کتاب کثرت سے پڑھی جائے گی اور عملاً ایسا ہی ہوا ہے الحمد للہ اور بد شہ ساری دنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جائے واں کتاب قرآن مجید ہی ہے۔

چنانچہ اسے نیکو پڑیا بریکوٹا میں سے The most widely read book فر دیا گیا ہے اور لفظ قرآن کے اندر کثرت تلاوت کی عظیم پیشگوئی کا اعتراض اس سے مخالف بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ پروفیسر فلپ حتی اپنی کتاب تاریخ عرب میں لکھتے ہیں

گرچہ قرآن مجید تاریخ کا دھار بدل دینے والوں میں سب سے کم عمر ہے لیکن دنیا میں حتی کتابیں لکھی گئیں، ان سب میں سب سے زیادہ پڑھی جائے واں کتاب ہے۔

(۴۱) تاریخ العرب، ص ۱۷۳، ۱۷۴

ایک اور مشرقی چارلس پوٹر نے لکھا ہے
’دنیا کی کوئی کتاب حتی پڑھی نہیں جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ بائبل کی جلدیں زیادہ فروخت ہوتی ہوں مگر خیر اسام کے کروڑوں پیر و کار سنا کی بی بی آیات دن میں پانچ مرتبہ پڑھنا اس وقت شروع کر رہے ہیں جب وہ باتیں کرنا سیکھتے ہیں۔‘
’سوانح محبت اپریل ۱۹۷۰ ص ۳۷۱

News Week کی ایک رپورٹ کے مطابق بائبل کو دھسپ بنانے کی کوشش جارہی ہیں، بھیاؤ باللہ۔

قرآن سراسر امن و سلامتی ہے

قرآن کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک مقیاری خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید بالکل واضح، روشن، صاف، صاف، ہاتھ میں آتی ہوئی کتاب ہے، قرآن سراسر پاک ہے، اخیر تک روشنی ہے اور روشنی بھی وہ جو حد کی طرف سے اترتی ہے، اس کی بتائی ہوئی دکھائی ہوئی راہیں پوری کی پوری سلامتی واں ہیں، قرآن اندھیرے پڑے ہوئے لوگوں کو روشنی میں مانا چاہتا ہے اور نا لوگوں کو خونیں مے اور خطرناک راستوں پر چل رہے ہوئے ہیں انہیں سیدھی راہ پر

یہ بڑی حاد بیت اور شمش پانی جاتی ہے، قرآن وہ کلام ہے جس پر کبھی بھی انگلی نہ پڑے، ہمارے ہاں ہر قسم کی قرآن وہ کلام ہے جو جی دوق سے ہے کبھی ہے ہر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کتاب سے جتنا لگاؤ برھتا جائے گا، اتنی ہی زیادہ یہ کتاب پر کشش محسوس ہوگی، قرآن سر پا خیر کی خبر ہے، ہر بھی یوں کہیں "قرآن جو کلام الہی ہے اور خدا سے خیر اور بھلائی کی توقع کی جاسکتی ہے، قرآن خود اپنا تعارف یوں کرتا ہے

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ بِإِذْنِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِاللَّيْلِ الْكِتَابَ بِاللُّغَةِ فَعَبْدُ اللَّهِ مُوَصَّلًا إِلَى الْبَشَرِ ﴿۲﴾ کتاب کا نازل فرمان اس اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والہ، حکمت والا ہے، بیشک ہم نے ہر زبان کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتار دی تو اللہ کی عبادت کو راہی کے بندے کی کر۔
(قرآن سورہ البقرہ 99، آیت 2 سے 1)

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کتاب قرآن پاک کو نازل فرمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو عزت والہ، حکمت والا ہے، لہذا تم اے غور سے سو اور اس کے احکامات پر عمل کرو کہ یہ کتاب عزیز سے بھیجے والا عزیز سے لے کر آئے اور مرثیہ عزیز اور جس پر نازل ہوئی وہ بھی عزیز ہے

قرآن کتاب محفوظ ہے

قرآن پاک واحد و دو آسمان کتاب ہے جو اصلی حالت میں ہے، جس میں کسی قسم کی تحریف نہ ہو کی اور آئے والی صحیح قیامت تک محفوظ رہے گی، اس لیے کہ اس کی حفاظت کا دمر اللہ تعالیٰ کے غور و کرم ہے۔

ہوں سے سو عشق منایا نہیں جائے گا
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

نور خدا ہے کفر کی حرمت پہ خندہ راز
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
رشد و یاری تعالیٰ ہے

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذِيكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَظِيمُ ﴿۱۰۳﴾ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے (سورہ اس آیت 103)

پچھلی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری خود ان کتابوں کے حامل مسالوں پر ڈالی گئی تھی اس کے برعکس قرآن کے بارہ میں حفاظت کا لفظ آیا ہے یعنی حفاظت کرنے والا

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ لِقُرْآنٍ ذِكْرٍ وَفَاةٍ يُخَفِّضُونَ ﴿۱۰۴﴾ بیشک ہم نے اس کی قرآن نازل کیا ہے اور بیشک ہم نے اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
(قرآن سورہ 15 آیت 9)

قرآن مجید دنی الہی کی تحریر کتاب ہے اس کو رہتی دیا تک تمام مسالوں کی ویت کے لیے نازل کیا گیا ہے اس کے وجود سے دین کا نظام قائم ہے اس کو اٹھایا جائے گا کے ساتھ نظام کائنات کو بھی ختم کر دیا جائے گا، پورے دنیا کے مسالوں کو خطاب کر کے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اگر تم قرآن کو اللہ کا کلام کہیں مانتے تو اس جیسا کلام رکھو و صرف دستان نہیں جنات کو بھی مدعو۔
(قرآن سورہ البقرہ 28)

چودہ سو سال سے چیلنج challenge لگا کر ساری سماجیت کو بے جا رہے مگر آج تک کوئی اس جھجکی اور اس معیار کی کون ایک ہی آیت نہ بنا سکا اور نہ ہی قیامت تک بنا سکے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب و تعریف میں یہ فرمایا

أَتَكْفُرُ بِاللَّهِ الْبَاقِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدٍ الْكِتَابَ وَلَهُ يَحْجِزُ لَهُ يَتَوَجَّأُ قَرَامَ تَعْرِيفِ اس لِّلَّهِ كَيْفَ هِيَ هِيَ هِيَ
لے پنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی غیر حد نہیں رکھی۔
(قرآن سورہ البقرہ 18 آیت 1)

إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ وَمَا هُوَ إِلَّا هُدًى وَبِشَاكٍ قَرَامَ ضَرُورٍ
میسرہ کر دے وال کلام ہے اور وہ کون ایسی مذاق کی بات نہیں
(قرآن سورہ طہ 88، آیت 13 سے 14)

قرآن کے مفسرین کے کی دم طرح ہیں

کے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی ہے، کے کی دم بارہ سال ٹنگی میں رکھی تب بھی ٹیڈھی کی ٹیڈھی جس طرح کے کی دم سیدھی نہیں کی جاسکتی، اسی طرح نا بھار، نیچے شخص، غلط حرم شخص سے بھی کبھی ایسی بات کی امید نہیں رکھی جاسکتی، مثل سے مقابلے میں کبھی بہتر بنا جاتا ہے، پچھلا یعنی جلدی قسم ہوتا ہے، مشہور ہے کہ

نی مدد کی و س کی م اور اس کے بیک گراؤ نہ سپور سب کو مسئلہ عدالتی پڑی، حقیقت یہ ہے کہ مسلک کی ہیاد پر مسلمانوں میں جو بھی اختلافات ہوں، انکس قرآن کے معاملے میں سب متحد ہیں، ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جو سیلاب ہے، اس کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ مسلمان متحد ہو، مقابلہ کریں تو تمام دشمنوں کی جو انکل جائے گی، حشر کا واضح پیغام ہے۔

وَعَلَّيْكُمْ يَحْتَلِبُ اللّٰهُ جُوبِيعًا اور ہم سب مل رہے ہیں
ہی کو معبودی کے ساتھ تھہم لو اور آپس میں حقوق میں تقسیم
نہ ہو جاوے جیسے یہور ابھاری سے مرتے بنائے تھے۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۵۳)

اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور میری یہ چھوٹی
سی کوشش قبول فرمائے، آمین

ص ۹۹ کا قیام

جائیں روبرو قیامت کا بھلا بیوں خوف ہو
ہوگی آقا کی شعا عمت، ہم ہی کے ہو گئے

ہم سنا تے ہی رہیں گے، انجمن میلاد کی
یہ ہمارا ہے محبت، ہم ہی کے ہو گئے
ہے ہوں پر ذکر ان کا رز و شب سچ و صبا
پڑ گئی اب ایسی حادث، ہم ہی کے ہو گئے

نیچ ہے کوشش کی دوست ہمارے سامنے
اب کسی کی یہ ضرورت، ہم ہی کے ہو گئے
ہیں بے پناہ لگتی اب یوں ہی خوشبو نے لطیف
ہیں گیارہ پارغ جنت، ہم ہی کے ہو گئے

کون ہے ہمارے کو خیر یہ کس کی ہے، نئی بسا د
ہم میں ہے حدیث شریف، ہم ہی کے ہو گئے
مہاسب عظمت ہیں ہم اور خلد کے دفتر رہیں
ہے یہ فرس کی شہادت، ہم ہی کے ہو گئے

اس سے بڑھ کر ہم کو قہدی اور بھلا کیا چاہئے
مل گئی حاشیہ قرآن، ہم ہی کے ہو گئے

□□□

کٹا کر کھلی پی سے توں کو بد بھی ہو جاتی ہے، مطلب یہ ہو کہ
اوجھے، نائی کے گندے کیزے کی طرح ہنرے کو چھوٹی کی
صحبت راس نہیں آتی ہے اور وہ اس کے تقاضے پورے نہیں کر
سکتا، یہی حال حرم کے پہلے و س کی م کا ہے، آسمان کی طرف
تھوکتے دوائے کو چٹائی تھوکتے چہرے پر ملنا پڑتا ہے اور سورج
کی طرف دیکھتے والی اپنی آنکھوں کی روشنی بھی گنوا دیتا ہے

خداوند ناچیز سے تیار توڑ مضامین لکھے (۱) قرآن کے
حقوق اور ہماری سزا ریاں (۲) قرآن کریم تمام انسانوں کے
لیے امن و امان کی کتاب (۳) قرآن کریم مسلمان بدعت کا
مرچشمہ، قرآن پاک کے خلاف یہ پہلی بار کسی معون سے اپنی کینگی
کا اظہار نہیں کیا ہے، 1985 میں چاروں طرف نام کے ایک
صیغہ سے شکستہ ہائی کورٹ میں عرضی داخل کی تھی کہ (معوذ باللہ)
پورے قرآن پر ہی پابندی کا مطالبہ کیا تھا، اس واقعہ کے بعد پورے
ملک میں مسلمانوں میں یہ جان پیدا ہو گیا تھا، جیسا کہ آج و س
کی م کی عرضی پر ہو ہے، شکستہ ہائی کورٹ کے جسٹس برائے
سے سن کر عدالت میں یہ مقدمہ سماعت کے لیے تھا، راسی وہ
میں ایصلہ سنا دیا کہ کسی آسمانی کتاب پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا

تاریخ میں کئی بار ایسے موقع آئے ہیں، جب ظالم حاکموں
سے اسلام کا خاتمہ کرے کا بیڑا اٹھایا، اور سب سے پہلے کتاب
مقدس قرآن پاک کو مٹانے کی کوشش کی، اس کی جزاوں،
لاکھوں کا پیاں تو جل دی گئیں، اور یہ کہ کر دی گئیں یا ظالم کر دی
گئیں، پڑھنے پر پابندی لگا دی گئی، روس اس کی زندہ مثال ہے،
جہاں قرآن پاک رکھنا حرم قرار دے دیا گیا تھا، تو مسیوں میں اس
کی حفاظت کی گئی لوگ چھپ کر قرآن پڑھتے، تر و بیخ رات کے
خیر حصہ میں پڑھتے، وہ قافلہ تھا تو سرد ہا جب روس نکلا، کلاہ
ہوا تو حفاظت کرام مارے خوشی کے سڑکوں پر نکل کر قرآن پڑھنے لگے
وغیرہ، سیوں میں قرآن محفوظ رہا آج بھی کروڑوں سیوں میں قرآن
محفوظ ہے آنے والی صبح قیامت تک محفوظ رہے گا، ان شاء اللہ۔

سائرس کے کئی خیر کے پہلو نظر آئے ہیں سب سے بڑا خیر کا پیلو
تمام مسلک کے علمائے کرام نے، ایک ساتھ اس مہم کو کوشش

دنیا میں قوموں پر عذاب کب آتا ہے؟

موجود کیا انسانوں کا قتل عام کیا، مظلوموں، غریبوں اور کمزوروں کو ستایا۔ اپنی حیثیت اور اوقات کو بھروسہ کر خود کو غفلت سمجھے کی غلطی کی، قدرت نے نظام میں مجبور چھڑ کر رہے کی کوشش کی تو اس کا انجام بدتر، شرمناک اور عبرتناک ہوا ہے۔

مفت ناراں ہے وہ شخص اور وہ قوم جو خدا کی دی ہوئی مہلت کو غفلتوں و سرشاروں میں ضائع کر دے و رذایاں حق کی صدوں کو بہرے کاٹوں سے سناٹے اور کوشش میں صرف اس وقت آئے جب اللہ تعالیٰ کی کرمیت کا مضبوط خداس پر پڑ چکا ہو

جیسا رہے کہ سالوں کو دنیا میں شتر ہے مہا کی طرح چھوڑ نہیں دیا گیا ہے کہ وہ جو چاہے رہتا پھرے، بلکہ اس سے دہر کوئی طاقت ہے جو تک مدد حاصل تک اسے ذلیل دیتی ہے، تنبیہات پر تنبیہات سمجھتی ہے کہ اپنی شر رتوں سے ہار جاؤ اور جب وہ کسی طرح باز نہیں آتا تو اسے اپ تک پکڑ لیتی ہے اور ایک مرتد پکڑ میں آ جانے کے بعد چھٹکارے کی کوئی سبیل اسے نہیں ملتی اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے عالم اسلام صدق رہے اپنے سابقہ گناہوں سے تاب ہو کر بارگاہِ اہل اور بارگاہِ معصیٰ علیہ التحیۃ و الثناء میں رجوع ہو جائیں، ورنہ اپنی اوقات اور اپنی حیثیت بھروسہ ہائے دانوں کے لیے صرف پاپ ایک وارنگ اور تنبیہ ہے، خدا کو فراموش کرے دانوں سے ہے ایک پیغام ہے کہ ابھی بھی وقت ہے، سبھل جاؤ، ابھی تو خدا عذابِ قہر الہی بن حرف غلط کی طرح تمہارے نام و نشان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صغیر ہستی سے مٹا دے گا۔

مید کی حال چاہے کہ اس دہائے خود کو زمینی خدا سمجھے دانوں کو پہلے حقیقت سمجھا دی ہوگی کہ ہر پاور سے اوپر بھی ایک پاور ہے جسے ہر پاور پاور کہتے ہیں، کدو نا، دہ دائر ہے، جس نے

ہماری عبرت کے لیے اہم سائنس کی مثالیں موجود ہیں، جو خدا کی ہدایت سے منحرف ہو کر شیطانوں کی رہنمائی پر چلیں اور آخر کار اس قدر بگڑیں کہ زمین پر اس کا وجود ایک ناقابلِ برداشت حسرت بن گیا، تو کائنات عمل کا قانون سے ہمکنار کر رکھا ہے۔

یہ دنیا ہزاروں سال سے قائم ہے، کرہ ارض سے اس درمیاں بے شمار تغیرات اور تبدیلیوں کا سامنا کیا ہے، مختلف قوموں سے یہاں قائم کیا اور یہ شمار کا نام و نشان نکل مٹ گیا، دنیا کی دستیاب تاریخ میں کئی ایک نامور حکمرانوں اور بادشاہوں کی طاقت و دبدبہ اور پھر اس کے بدترین انجام کا تذکرہ ملتا ہے، اسی کرہ ارض پر کبھی مصر کی حکومت تھی جس نے طاقت اور غرور کے نشہ میں خود کو غرق کر لیا تھا لیکن اس کی خدائی محراب میں حشر ہو گیا اور دنیا آج تک اس نو اس کے بدترین انجام کے لیے جاتی ہے، اسی دنیا میں کبھی شہزاد کی بادشاہت تھی جس نے اپنے آپ کو خدا ہوئے کا دعویٰ کیا تھا اور پھر دنیا سے اس کا بھی بدترین حشر و عذاب، طاقت عقل اور دولت کے نشہ میں غرق ہوا، اہل اور اس کے ساتھیوں نے خود کو خدا اور کائنات کا خالق سمجھا لیا تھا، اقتدار اور دولت کا نشہ سوار ہونے کے بعد رجا یا اور عوام پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا تھا، لیکن اس انجام بھی دنیا کے لیے عبرت بن گیا اور اپنی رجا کے ساتھ دنیا سے تیل میں غرق ہو گیا۔ اس کی ناک آج بھی پوری دنیا حاضر کر ظلم قوم اور حکمرانوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔

قرآن مقدس میں بے شمار قوموں کا تذکرہ موجود ہے جس سے بغاوت کی، سرکشی کی، اللہ بزرگ و تعالیٰ کے فرستادہ انبیاء سے کراہ و کومائے سے، انکار کیا، ان کے ساتھ زیادتی کی تو اس کا انجام بدتر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ دوسری مخلوق کو آباد کیا، روزِ ازل سے اب تک سچ ہوا ہے کہ جب بھی لوگوں نے اپنے حدود سے

ہم اس وقت تک حاکمی دبا سے دو روئیں لہجہ آگے صرف
دوبارہ بات ہوگی۔ حاکمی سلط پر دوباروں کی تاریخ چھٹی صدی کے
طاغوتوں سے شروع ہوتی ہے جسے مسیحیوں نے طاعون کہا گیا اور جس
سے تیس براعظموں ایشیا، افریقہ اور یورپ میں پھیلے۔ سب سے پہلی
س میں چار سے دس کروڑ تک ہلاکتوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے
پھر دسویں صدی عیسوی میں یورپ میں آگ کی تاریخ کا سب سے
تہہ کن طاغوت پھیلے جسے سیاہ موت Black Death کہا جاتا
ہے اس کی ابتدا بھی چین سے ہوئی۔ اس دبا سے متاثر ہوئے دس
فروری گردن ریاض یا نائیکوں میں لگنی لگتی تھی بخار اور نقاوت کی
علامت کے ساتھ مریضوں کو سانس لینے میں دشواری ہوتی تھی اور
چند روز بعد اس کی موت واقع ہو جاتی تھی

کان موت کی وبا، اکتوبر 1347ء میں تاجروں کے ذریعہ
سسلی (اٹلی) پہنچی اور کم و بیش ایک ماہ کے عرصے میں
اسٹائن، فرانس، برطانیہ، پرتگال، جرمنی اور یورپ کے دوسرے
ممالک میں جنگ کی گک کی طرح پھیل گئی، اس وقت یورپ کی
بادی آٹھ کروڑ کے لگ بھگ تھی، اس میں سے 1351ء تک
(محض چار سال میں) پانچ کروڑ لوگ وبا کے ہاتھوں مارے گئے
گو یا مردوں کی تعداد درندہ و لوگوں سے زیادہ تھی (یعنی یورپ کی
تقریباً ساڑھے بیسواچان فتنہ ہو گئی) زمین میں گڑھے کھودے ماشوں کو
یہ دوسرے کے اوپر رکھا جاتا تھا اور جنائی تک فتنہ ہوا تھی۔
یورپ میں کان موت کی وبا اٹلی سے شروع ہوئی تھی۔

[illegible]

تقریباً پندرہ سال کے دوران میں یہاں تانہ دیا ہے یہ قیامت کا حال بن گیا ہے، اعلیٰ درجہ کے شہر کے شہر قہرستان ہو گئے ہیں، ٹیکنالوجی اور جدت کے ان فلک پیم کارناموں کے باوجود آج کو روٹاؤٹس کے مہیب سائے چاروں طرف چھائے ہوئے ہیں، لوگ رراں و ترساں ہیں، ان کی روٹیں اور رت کاٹھوں کاٹھ ہے، میڈیٹ، شہید، کلب، تعلیمی ادارے، بازار، ہسپتال اور عمارت کاٹھیں سب بند ہیں، کو روٹاؤٹس میر و عرب حاکم و مملوک، مرد و عورت اور پیر و جوان کو بغیر کسی عرق و حقار کے بہت تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، کو روٹاؤٹس میں کراچی، ریڈیو نوٹ پڑا ہے۔

کہتے ہیں کہ کورونا عجیب و غریب دھنسا ہے اس سے
 بڑے کاغذ کی راست ہے مگر میں گھس جاؤ چھپ جاؤ ایک
 جاؤ اور گوشائیں خفیہ رہو، کیوں کہ جس پر اس کا سایہ پڑ وہ بے
 مدد ہو گیا، جسم اور قسمت بے ساتھ رہا تو بچ گیا۔ ورنہ چت ہو گیا،
 چلن تو اس قیامت کا مہل تھا جہاں پانچ ہزار جا لوگ کے ساتھ
 جال بکھی ہو گئی ہے، لیکن موت کا یہ صراف اب اٹلی، پاکستان، بھارت،
 فرانس، جرمنی، اسپین، ترکی، سعودی عرب، اسرائیل، امریکہ اور
 برطانیہ سے ہوتا ہوا ہندوستان کے ساتھ تقریباً دو سو بیس ملین
 کو پچھلے قہر کا حسرت چکا ہے، اب تک تقریباً بیس لاکھ اموات
 ہو چکی ہیں اور پندرہ کروڑ کہیں لاکھ لوگ متاثر ہو چکے ہیں اور
 آئندہ کتنے متاثر ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

واضح رہے کہ تاریخ کا ہر طالب علم کس بات سے بخوبی واقف ہے کہ پچھلے پانچ ہزار کی عمر سے شدہ سال تاریخ میں درجنوں مصیبت آفات ارضی و سماوی کا ذکر ہے جنہوں نے پوری پوری بستیاں کیا ملک کے ملک تباہ کر دیے اور جن کا کے حصے سے ملکوں میں فقر و اجل ہوئے، ان آفات میں سابقہ اقوام مثلاً قوم نوح، قوم مود، قوم ہود، قوم عاد، قوم صام و اور کسی اسم کی سرشت اور عبرت ناک دنیا کے ساتھ ساتھ، نقش و نگار پہاڑوں کے دہشت ناک تخی سے کر رہے، جنگوں کی جگہ، سیلاب

نقطہ ورمونائی جیسے قیامت خیز طوفان تک شامل ہیں

حیات مجدد مآلف ثانی و تالیف کی زبانی

لوگوں کو ہدایت کر رہے ہیں، اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہو، اس تخت پر ایک شخص عظیم لکائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے تمام ظالموں، رندلیوں اور مٹھوں کی بکری کی طرح داغ کر رہے ہیں، اور کوئی شخص بلند آواز میں کہہ رہا ہے۔

وَقَدْ جَاءَ حَقِّي وَدَعِيَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا۔ اور فرما دیجئے حق ”نہ گیا اور باطل مٹ گیا ہے شک باطل مٹنے لگا ہے۔“

اس کے بعد آپ کی آنکھ کھل جاتی ہے اور صحیح کو حضرت شیخ شاہ کمال ہمتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا جواب بیان کرتے ہیں اور آپ سے تعبیر پوچھتے ہیں، آپ نے فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس سے اعداد و ہمت کی تاریکی دور ہوگی اور وقت سے ثابت کیا کہ یہ تعبیر صرف ہر حرف درست ثابت ہوئی اور صرف آپ کے تحت مگر نور نظر حضرت مخدوم شیخ احمد سرہندی مجدد حق علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عار و ہمت اور شرک و کفر کو ختم کیا۔

دادت سہارک

آپ کی وراثت ہمدانیت شہر سرہند کی پاک سرزمین پر شب جمعہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء عیسوی کو ہوئی آپ کا سلسلہ نسب ۳۱ رشتہ ویں پشت پر جا کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے اس کا ظہار آپ سے اپنے مکتوب شریف میں فرمایا ہے، آپ کا نام مبارک احمد رکھا گیا، آپ دسویں صدی کے واحد بزرگ ہیں کہ جن کے شارح، احادیث نبویہ میں بھی ملتے ہیں۔

حضرت مجدد حق علیہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں میں جہایت سرخ

تاریخ اسلام کا اگر مطالعہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دسویں صدی میں جب بھی کوئی نعمت پڑی یا اس کے آئینے کو پس سے بھی گدرا کرے یا کوشش کی، تو اللہ رب تعالیٰ نے اس کی حفاظت اور تحفیق و شاعت کے لئے ایسے مرد و قلندر کو پیدا فرماتا ہے کہ جو ایسا بلند ہمت اور با وقار ہو جو اپنی بلندی و بلندی شخصیت، اعلیٰ خاندان سیدت، با وقار علمی رشتہ اور پرستیبت حلالی و روحانی عظمت کا مالک ہو

بلکہ جو معاشرے میں اپنے دور کے افکار و نظریات اور عوام و خواص کے وقتی و مزاج سے پوری طرح واقف ہو اور جس کی نظر اپنے روزی و ضلالتوں اور فتنہ سامانیوں کے پیدا دین سرچشموں پر عین ہو، قدرت ایسے اولوالعزم افراد کی تربیت و اخلاق کی تکمیل اور وہی و فطری صلاحیتوں کی تعمیل و تہذیب کے خصوصی انتظامات پر دوسری عیب سے ظہور میں آتی ہے۔

دسویں صدی مہری کا آخری دورا پتہ

سلام کا دور تھا اور مختلف مکتوب سے سرائفہ یا وہ تھا حتیٰ کہ بادشاہ وقت بھی ان کی بصیرت چڑھ گیا ورنہ ان مکتوبوں کی سرپرستی کرے گا جس سے انہیں برہم دست تقویت حاصل ہوتی تھی کہ وہ فتنے اس عروج پر پہنچے کہ سلام کے نام بیواؤں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا، ایسے پر آشوب وقت میں اللہ تعالیٰ حضرت مجدد اللہ علیہ کی صورت میں مام، انقلاب پیدا فرماتا ہے کہ جس کے وجود مسحور سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی ہے اور تمام مکتوب کا قلع بچا ہوتا ہے۔

آپ کی آمد کی بظاہر

حضرت مخدوم علامہ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ، دست کو خواہد دیکھتے ہیں کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے، سورہ بقرہ اور پچھ

اگر عوام کا محمد صوفی کا نام نہ ہو تو

تشریف لے گئے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا آپ کے حلقہ درس میں فضلاء وقت شریف ہوتے تھے، یہ سلسلہ قاضی عرصہ تک چلا، آپ کے والد ماجد محمد رحمہ اللہ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بڑی محبت رکھتے تھے، وہ آپ کے رفق میں بے چلن ہو گئے، دربارہ جو ضعیف و کبریا سر ہند شریف سے ہٹ کر لے گئے، اور حضرت مجدد کو چنے ساتھ ہی سر ہند شریف لے گئے، سر ہند شریف جاتے ہوئے راستے میں جب تھا میر پختون تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد مصونہ ہو گیا۔

بیعت و خلافت

حضرت مجددؑ سے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم یعنی معرفت الہیہ کے لئے بھی سعی فرمائی اور متعدد شیوخ سے مختلف سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل فرمائی، سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل فرمائی، سلسلہ قادریہ میں حضرت شاد سکندر رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل فرمائی اور سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ ابگنا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔

کوچ بیت اللہ شریف

آپ کو کوچ بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ قدس رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق مدت سے دامن گیر تھا، لیکن والد ماجد میری کے باعث اس ارے کو ملتوی رکھا، لیکن جب 27 جمادی الآخر 1007ھ بمطابق 1598ء میں اسی سال کی عمر مبارک میں والد ماجد اصل یمن ہوئے تو اس کے دوسرے سال آپ نے قصد حج فرمایا اور سر ہند شریف سے رو روئے جب اہل پنجپہ تو مونا حسن کشمیری لے جو آپ سے دوستوں میں سے تھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت تعریف و توصیف فرمائی تو آپ کے دل میں ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا اور حضرت خواجہ جو بنگاں محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

وسید تھے، ایب مرتبہ چار ہو گئے اور چار دن اس قدر بڑھی کہ آپ سے ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیا اور لمبے بے ساس بے لگے، سب گھر والے آپ کی رعایت سے مایوس ہو کر منعم اور پریشان ہو گئے، لیکن مدد و تدبیر کو تو آپ سے ایک عظیم کام لینا تھا، ابھی تو اس سورج کو نصف النہار پر چمکنا تھا

اس بے حضرت خواجہ شاہ کمال کبھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے گھر تشریف لائے، گھر والوں نے آپ کی آمد کو رحمت خداوندی قلمبست جانا اور حضرت کو انھیں اسی حالت میں آپ کی گواہی ڈال دیا، حضرت شاہ صاحب نے اپنی رباں فیض ترجمان پیچے کے سر میں دے دی آپ کے لئے، اچھی طرح چوسنا شروع کر دیا، اس کے بعد حضرت شاہ کمال کبھی علیہ الرحمۃ سے فرمایا:

”مطمئن رہو، میں بچے کی عمر بڑی ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے بہت کام لینا چاہتا ہے، میں آج اس کو اپنا بیٹا بنا تا ہوں، یہ میری طرح ہی ہوگا۔“

یہاں میں آپ کو مکمل صحت یابی حاصل ہو گئی، حضرت شاہ مال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد ماجد و آپ سے متعلق بہت سی بشارتیں دیں۔

تعلیم کا آغاز

کثیر سوخ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت مجددؑ سے داخل عمری میں قرآن پاک حفظ کر لیا، لیکن آپ کے ایب مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک قلعہ گواہی میں نظر بندی کے زمانے میں حاصل ہوئی اس کے بعد اپنے والد ماجد شیخ لاسلام حضرت شیخ عبدالاحد کے مکتب سے آپ نے اس وقت کے مروجہ علوم و فنون کی تحصیل شروع کر دی اور مختلف علوم و فنون کتابیں پڑھیں، مزید تدریس کے لئے آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے وہاں آپ سے حضرت علامہ مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمۃ سے معقولات اور سندھی، قاضی بھلوں پر خوشی علیہ الرحمۃ وارضوالہ سے مختلف تفاسیر اور حدیث شریفہ کا درس ہوا۔

درس و تدریس

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مجددؑ آگرے

خواجہ صاحب کی طبیعت مبارک بڑی خیر نفعی، وہ خود کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں فرماتے تھے، لیکن یہاں معاملہ برعکس تھا، کیوں کہ طالب خود مطلوب اور مرید خود مراد تھا یعنی حضرت خواجہ صاحب نے استخارہ میں جس طوطی کو دیکھا تھا اور اس کی وجہ سے آپ سے ہندوستان کا سفر فرمایا تھا، اس وقت حضرت عہدہ صاحب کی صورت میں آپ کے سامنے موجود تھا، اسی لیے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔

”ہم نے پوری ساری دنیا کی ہر جگہ ہم تو کھیل کرتے رہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر و احسان ہے کہ ہمارے کھیل در وکان داروں میں گھٹا نہیں رہا، ہم کو شیخ احمد جیسا صاحب مستعد و شخص مل گیا۔“

یہی وجہ ہے کہ خود مرشد برحق سے بڑھ کر مرید و مراد صادق سے فرمایا کہ آپ کچھ عرصہ ہمارے پاس قیام فرما میں، حضرت مجھ، خوشی، صامند ہو گئے مجھ صاحب کی اخلاقی صفات، استعداد اور قوی طبیعت، مرشد کی خصوصی توجہ سے وہ روحانی اخلاقی مقامات جو برسوں کے مجاہدے سے حاصل ہوتے ہیں، دنوں میں حاصل ہو گئے، منازع میں آپ کی اس استعداد کو دیکھ کر میرے مرشد رشتہ صمیم کو یقین ہو گیا کہ یہی وہ طوطا خوشنوا ہے کہ جس کی خوشنوا سے ہندوستان کیا بلکہ پورے عالم اسلام کے چمنستان میں تارہ بہا رہے گی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام روحانی سستیوں اور بے ثباتیوں حضرت مجھ صاحب کو تقویٰ فرمادیں اور چنے چنے سے متعلق طالبین کو ہدایت کی کہ وہ اب میری بھائے مجھ صاحب کی طرف رجوع کریں اور آپ کو سہاگنی و رشاد و تربیت کی اجازت عطا فرمائی، دسویں صدی ہجری کے اختتام کا ہندوستان بڑی تیزی سے ایک ہمہ جہت دینی، جہاد پروری، رند و کی طرف بڑھ رہا تھا، اور اس شیطانی تحریک کی پشت پر اپنے دوری، مصبوط ترین سلطنت و زبونی طاقت کے ساتھ اپنے وقت کے متعدد اہل افریقہ، علمی اور اہل فکر بھی موجود تھے

ان حالات میں اگر کوئی دینی روحانی و علمی میدان میں

طاقتور شخصیت راستہ روئے کے لیے نکلیں نہ ہوتی تو اسلام کی حقیقت ختم ہو جاتی، ہندوستان کے اس وقت کے حالات طائفہ اندازہ آپ کے ایک مکتوب سے ہوتا ہے جو آپ نے ایک مرید جو کہ دربار کبریٰ سے وابستہ تھے حضرت سید فرید بخاری علیہ الرحمۃ کے نام لکھا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں

عہد کبروں میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ کفار صاحب تھے اور خلیفہ دارالسلام میں کفر کے احکامات جاری کرتے تھے اور مسلمان اپنے دین پر عمل کرے سے عاجز تھے، وہ اگر یہاں کرتے تو قتل دے دیئے جاتے، حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم گرچہ رب العالمین کے محبوب ہیں، مگر عہد کبروں میں آپ کی تصدیق کرے والے اہل و خوار تھے اور آپ کے منکر صاحب عزت و افتخار، مسلمان زنجی دلوں کے ساتھ سدامی تریوں جان پر تعزیت اور اس کی بربادی پر ماتم کر رہے تھے اور اسلام کے دشمن طغواں استہزائے ال کے انجمنوں پر تمکک چھڑا کر رہے تھے۔“

اس خط سے اکبر کی حکومت کے دور میں اسلام کی ربوں جان کا نقش بھر رہا ہے آج بھی اور اسی موضوع پر آپ کے متعدد مکتوبات شریف ہیں، یہ مکتوب جہاں کبر کے دور کی عکاسی کرتا ہے تو وہیں ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔

□□□

ص ۹۹ کا بقیہ

ہوئے مشک آتی ہے تربت سے الہ کی
جس رعدہ سلامت مام بخاری
چراغوں معظم محدث سے ملتا
ہیں علمی ریاست مام بخاری
حدیثیں لکھیں بعد تصدیق آقا
ہیں اثر سعادت مام بخاری
ہے تصنیف ایسی کہ سونک ہیں قرصیں
ہیں قدرتی رقصت اسامہ بخاری

□□□

لہذا، مورانا رحمت اللہ صہلی



حضرت علامہ محمد سلیمان سنی حامدی ماضی کا ایک گم شدہ ورق



”ہمارے آج بھی بچے ہیں کھلی آنکھوں سے دیکھے جاسکتے ہیں، حضرت مورانا محمد سلیمان سنی حامدی علیہ الرحمہ اسی سنی کے ایک بہ عزت خاندان میں پیدا ہوئے۔“

حضرت مورانا محمد سلیمان سنی حامدی کی تاریخ ولادت کے حوالے سے تلاش بسیار کے بعد بھی کوئی قابل اعتماد مآخذ ہمیں مل سکا، ان کا جو ذاتی قلمی اور سنی اثاثہ تھا اس کو تحفظ کھیں مل سکا، ان کے پاس کوئی ۱۹۱۰ء سے تھی اور انہوں نے خود کسی کو پتہ لایا جانشین نہیں بنایا جو ان کے باقیات کو تحفظ فراہم کر سکے۔ ان کے بعض بہت قریبی سمجھے جانے والے تلامذہ جو ان کی خلوت و جلوت کے واقف کار تھے ہم نے ان سے بھی رابطہ کیا پھر بھی اس حوالے سے کوئی کامیابی نہیں ملی، قیاساً کہہ جا سکتا ہے کہ ان کی ولادت ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۵ء کے درمیان ہوئی ہوگی، ان کی تاریخ وصال کا بھی یہی حال ہے، حالانکہ ان کے جنازے میں شرکت کرے والے افراد اب بھی موجود ہیں لیکن وہ بھی حتی تاریخ بتاے سے قاصر ہیں جس سال ان کا وصال ہوا تھا راقم راعظوم خیر یہ نظامیہ کمرام شہر ریر تعلیم تھا۔ اسی سال راقم سہ نصیبت سے شرفیاب ہوا اور یہ سن ۱۹۸۸ء تھا اس لیے پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا وصال سن ۱۹۸۸ء میں ہوا

حضرت مورانا محمد سلیمان سنی حامدی مدہجاً محوی، مسلطاً حسی، مشرباً قادری و رسماً شیخ صہلی تھے۔ حضور چہذا لاسلام شاہ حامد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ سے انہیں سبب ارادت حاصل تھی اس لیے وہ تانیات خور کو پابندی سے حامدی کہتے رہے، انہیں اس سبب ردت پھر تھا، شعر و سخن سے بھی چھٹا زدق تھا کسی تخلص فرماتے تھے، ان کے بعض تلامذہ سے معلوم ہوا کہ ان کی شاعری زبان و بیان کی اعلیٰ قدروں سے عبارت تھی،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ کی دت حق کی عدالت ہے، عدا پرستی اور رسوں دوستی ان کی کتاب حیات کے ترجمانی ایوان ہیں، جاب، دل، ہوش و خردیہ جیرنگ مسافری میں ٹپک لفظی حیثیت رکھتی ہیں، یہ ساری چیزیں جیب سے لے کر ہونٹ پر تکیں تو صرف سنان کا جسم بچا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جاب دہ اور ہوش و خرد سب تو مدہجے کی طرف کب کے رخصت ہو چکے تم ہمیں چلتے، ضامار تو سامان گیا، ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو عشق کی آخری سرحد پہ کھڑا ہو جسور اعلیٰ حضرت کا فرماں مد حفظ فرمائیں۔

رب ہے وہ دن جو تیرن یاد سے معذور رہا
سر ہے وہ مہر جو میرے قدموں پر قربان گیا

جاں و دل ہوش و خرد سب تو مدہجے پہنچے
تم نہیں چنچے رضا سار تو سامان گیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے ہاں عشق کی جو بے تابی ملتی ہے اس کی نظیر سے صدیاں حالی ہیں، اعلیٰ حضرت اس بے تابی کو جس سے اپنی حیات کا حصہ بنایا وہ مہر و مہا کی طرح درخشاں ہونا چلا گیا، حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا قادری فرماتے ہیں۔

جہاں میں عام پیغام شاہ احمد رضا کر دیں
پاٹ کر پیچھے، انہیں پھر سے جہد پد و قار دیں

شامی جہاد میں پھر براہیلی سنی ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے جنون عشق کے فریب ہوئی، اس عشق کی تقسیم کی راہیں کشادہ کی اور سے عام و تام کرنے کی حد و جہد کا ایک ختم ہوئے والا مسند شرواع کردہ، اس کے روشنی

س کا شعری ٹاڈ بھی محفوظ نہیں رہا، جو لوگ ان کی شہریات اور شعری صداہیتوں کے عارف تھے سب کے سب رخصت ہو گئے، ان کے قریبی اصحاب کا جو حلقہ تھا ان میں جھٹس کی راقم نے ریاست کی ہے، اس زمانے میں راقم کا شعور باخ رہا تھا، اگر شعور بالغ ہوتا تو ان کے شعر میں نمونے محفوظ رہتے۔ اس خوسے سے ان کے نظام مدہ سے مجرماء غفلت ہوئی ہے۔ بلکہ مدہ اپنے اس مدہ کے پہلی کتاب ہوئے ہیں، راقم نے بھی ان سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن وہ حصول علم کا ابتدائی دور ہے، یہ تھا اس عمر میں عموماً شعری احساسات سے اس کا نا آشنا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا محمد سیدمان سنی حامدی ایک باعزت خاندان کے چشم و چراغ تھے، اپنے حامدانی وقار و اعتبار کے تحفظ اور فروغ میں سب کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ حامدانی وقار کے تحفظ میں وہ کبھی سی مصیبت کے شکار نہیں ہونے، ان کے رخصت و جلال کو دیکھ کر دل کی دھڑکنیں تیر ہو جاتی تھیں، ظلم و نا انصافی کے شاعروں کو پھیلے ہوئے رہنا انھیں قطعی پسند نہ تھا، ظلم و نا انصافی کے شکار فرار کی انگیری انھیں محبوب تھی، انھیں سماج میں فیصل کی حیثیت حاصل تھی۔

ان کا حامدانی شجرہ حضور سیدنا صدیق کبرخی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، اس کے باوجود انھوں نے کبھی خود کو صدیقی نہیں لکھا، یہ ان کی کسر نفسی تھی، ان کا کہنا تھا کہ ہمیں خود کو صدیقی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے، اس لیے نہ ہمارے تمام اعمال صدیقیت کے شکار ہیں، ہم پہ دیا پوری طرح حاوی ہے، ہمارے جد و دین کے عارف اور دین سے غافل تھے، ہم سے ان سے ملتی ہوئی دینی دراشتوں کی قدر نہیں کی، ہمارے جد و دین کے تقدس کو آسمان کی بلندیاں جھٹک کر سلام کرتی تھیں اور ہمیں زمین پہ چلنے کا شعور نہیں ہے، ان کا مختصر شجرہ سب کچھ یوں ہے۔

حضرت مولانا محمد سیدمان سنی حامدی ابن شیخ محمد معظم مرحوم، ابن شیخ محمد مال بخش مرحوم، ابن شیخ تاج الدین مرحوم، ابن شیخ روح الباقی مرحوم۔

حضرت صدیق کبرخی اللہ تعالیٰ عنہ تک ان کا شجرہ سب

تحریر صورت میں موجود تھا، مولانا شمس الدین صاحب دین حویلی میں تھا، ان سے پوچھ کر، کے ایک فور وار فرد نے دیکھنے کی عرض سے لیا اور پھر انھوں نے واپس نہیں کیا۔ جب مولانا موصوف کے عطا ہے میں شدت آتی تو انھوں نے ضائع ہو جانے کا عذر پیش کر دیا۔

حضرت مولانا محمد سیدمان سنی حامدی نے تعلیم کہاں حاصل کی، ان کے ساتھ میں کون کون لوگ آئے ہیں تلاش بسیار کے بعد بھی تصدیقات نہیں مل سکیں، ہاں اتنی بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ان کی ولادت سے قبل مدرسہ نور الہدی کا قیام عمل میں چکا تھا اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ انھوں نے مدرسہ نور الہدی میں تعلیم حاصل کی ہوگی حضرت مولانا مفتی عبد الرحمن عظیمی رحمہ سے سب کے حامدانی مرام بہت مربوط تھے، حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن عظیمی کے خلف اصغر حضرت مولانا مفتی محمد عظیم عطاء الرحمن مولانا موصوف کے حقیقی بھوپہ تھے، پہلے رشتوں میں بڑی مناسبت تھی، لوگ اپنے خویش و اقربا کے خولے سے فکر مند رہا کرتے تھے، زمینیں فاصلے دہوں کی قربت پشانداز نہیں ہوتے تھے، اب رشتوں میں وہ مناسبت رہی اور نہ دودھوں کے درمیان وہ قرب رہا، فی زمانہ سب کچھ مساوی بن چکا ہے۔

مدرسہ نور الہدی بیہار کی مرکزی درس گاہ تھی، اس کا علمی، فکری اور رسائی بیضان ستوں میں بادیں گزرتی رہا تھا، حضرت مولانا محمد سیدمان سنی حامدی کی ولادت سے قریب قریب تیس سال قبل یعنی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں اس کا قیام عمل میں آچکا تھا، دارالعلوم مظفر سنگھ بریلی شریف کو اگرچہ ہند کی حیثیت حاصل تھی اور مدرسہ نور الہدی کو اگرچہ بیہار کا ہے تو غلط نہ ہوگا یہ باتیں ماضی کے پس منظر میں کہی جا رہی ہیں۔ اب اس درس گاہ کا حاسا تو مکتب سے بھی برا ہے۔ ماضی کے پس منظر میں مدرسہ نور الہدی کے خوسے سے حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق قادری رضوی لکھتے ہیں۔

مدرسہ نور الہدی پوکھریر، اہل سنت و جماعت کی ایک

ہر جوت سے تکلیف دی ہے، ان کی حد پر پردہ کی مثال اس عہد میں ملنا بہت مشکل ہے، مولانا موصوف کی دو شاہیں تھیں، پہلی منکوحہ کے وصال کے بعد انہوں نے دوسری شادی کی، پہلی منکوحہ سے ایک لڑکی ہے جو پھر میرا کے جناب حیات، علی مرحوم کے صاحبزادے سے نکاحی گئی وہ صاحب اولاد تھیں۔

حضرت مولانا محمد سیدان سی حامدی کے عہد کو دور یک عہد کا نام دیا جا سکتا ہے، اس لیے ان کے خیالات، احساسات اور تصورات بھی درجین تھے، جس ماحول اور ماحول میں انہوں نے آنکھیں کھولی تھی وہ مٹانی معاشرہ تھا، لوگ ایک دوسری میں بندھے ہوئے تھے، اس لیے ایک دوسرے کے دکھ درد میں برابر کے شریک تھے، انہوں نے معاشرہ کے تقاضے اور مطالبات کو کبھی نظر نہ رہیں کیا روایت فکری انہیں کسی بھی عاب میں پسند نہ تھی، چھوٹے اپنے بڑوں کے حضور بالادب تھے اور بڑے چھوٹوں سے غافل نہ تھے، مولانا موصوف کی ذات میں ذروں کو آفتاب بنانے کا ہر تھا، انہیں انسان سازی میں بھی بڑی جہارت تھی، مٹی کیسے سونا بنتی ہے اس راز سے وہ انجلی طرح واقف تھے، جہاں وہ فارسی زبان و ادب کے ماہر استاد تھے وہیں وہ شعر و سخن کا بھی اعلیٰ مذاق رکھتے تھے، ان کے پاس اولاد وراثت نہ تھی، اس لیے ان کے ہا قیامت کو حفوظ بدل سنا، حالانکہ وہ چاہتے تو اپنے بھائیوں کی اولاد کو جانشین بنا سکتے تھے مگر اس پہلو پر شاید انہوں نے کبھی غور نہیں کیا، راقم کو ان کی درس گاہ میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے لیکن استاد اور شاگرد کے درمیان جو قربت ہوتی ہے راقم کو وہ قربت کبھی نہ مل سکی، اس کی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں اس حوالے سے کچھ بات نہیں جاسکتا، راقم کے دو بھائیوں کا نام بھی ان کے تلامذہ کی فہرست میں آتا ہے ان دونوں کو بھی کبھی ان کی قربت نہ مل سکی ہم سمندر کے قریب رہ کر بھی پیاسہ رہ گئے، ان کے علمی فیضان کے پینے ہر وقت چھلکتے رہتے تھے اور ان کے قریب رہنے والوں کا ہر وقت ہجوم رہا کرتا تھا۔ ان کے علمی سیکڑے سے پینے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، ویلے میں چند قابل ذکر حضرات کے اسما سے گراہی ملاحظہ کریں۔

قد بر دینی درس گاہ ہے۔ اس ذاتیں عارف باللہ حضرت شاہ عبدالرحمن رحمی علیہ الرحمہ نے ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں کی تھی، اس وقت برصغیر ہندو پاک میں محدودے چند مدارس تھے جن کی دینی ملی اور علمی خدمات مسلم و معتزف تھیں، خود پھر میرا اور اس کے قرب و جوار میں دور دور تک کسی دینی ادارے کا وجود نہیں تھا، اس دور ہذا فلسفی میں مدرسہ نورالہدٰی کا قیام شاہ بہار کے بے نعمت لکھی سے کم نہ تھا، اس ادارے کی دینی ملی اور اعتقادی خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو اب زرے لکھے جائے کے قابل ہے۔ ملک و ملت کے لیے اس کی قربانیوں کا دائرہ سو سال سے رہ رہ پھیل رہا ہے، اس کی قربانیوں کا جائزہ اس کی آغوش کے تربیت یافتہ طلبہ کی فہرست سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے ہم نے اس کی علمی اور تربیتی خدمات کو پانچ ادوار میں منقسم کیا ہے جو کچھ اس طرح ہے

دور اول آفتاب بہار حضرت علامہ مفتی شاہ ولی الرحمن صاحب اور ان کے رفقاء کے درس
دور ثانی مناظر اعلیٰ مست حضرت علامہ مفتی شاہ حکیم عطاء الرحمن صاحب اور ان کے رفقاء کے درس
دور ثالث محدث عظیم بہار حضرت علامہ مفتی شاہ حسان علی صاحب اور ان کے رفقاء کے درس
دور رابع حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مطیع الرحمن پوری، حضرت مولانا محمد سیدان سی حامدی، حضرت علامہ مفتی شاہ قاضی فصل کریم، حضرت علامہ مفتی عزیز الرحمن فیض پوری اور ان کے رفقاء کے درس
دور خامس حضرت مولانا شمیم مانی، حضرت مولانا شہید التاجاری، حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا حان، حضرت مولانا قاری اعظم نسیم پانچھوں اور ان کے رفقاء کے درس

۱۔ اہل و عیال و خدمات (۲۸)

حضرت مولانا محمد سیدان سی حامدی اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے، وہ چار بھائی تھے محمد تقی، مرحوم، محمد حسان، مرحوم، محمد عمران، مرحوم، انہوں نے سبھی معاشے میں اپنے بھائیوں کو کبھی بھی نظر ہمارا نہیں کیا۔ حامد دہلیہ کی تقسیم میں ان کا عدل

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب پنڈوں بزرگ
(۲) حضرت مولانا مفتی طبع الرحمن رضوی مظفر پور (۳) حضرت
مولانا کنزحسین رضا خاں پیپلی (۴) ڈاکٹر مشاہد حسین
رضوی جامعہ ملیہ دہلی (۵) حضرت مولانا کنزحسین پوری فیض
پور (۶) حضرت مولانا ناصر حسین رضوی پرنسپل مدرسہ نجی العلوم
ری درہنگ (۷) حضرت مولانا حافظ حسن الرحمن صاحب پرنسپل
مدرسہ نور الہدیٰ پٹنہ (۸) حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب
مینیٹیو پٹنہ (۹) حضرت مولانا موصوال احمد صاحب پٹنہ
(۱۰) حضرت مولانا معراج احمد صاحب پٹنہ (۱۱) حضرت
مولانا محمد حسین مفتی مصباحی پٹنہ (۱۲) حضرت مولانا محمد نور
علی مصباحی مرحوم پٹنہ (۱۳) حضرت مولانا علی حسن موہنی
(۱۴) حضرت مولانا نور الرحمن شوق مظفر پوری (۱۵) حضرت
مولانا کی احمد مرحوم سابق پرنسپل مدرسہ نور الہدیٰ پٹنہ (۱۶)
حضرت مولانا مفتی محمد اسرار رضا قادری ہاتھ واسلی۔

حضرت مولانا محمد عیدان کی حامد کی ذات بہت سادگی
خوبیوں اور کمالات کی جامع تھی۔ فارسی زبان و ادب پر ان کی گہری
نظر تھی بلکہ یہ کہہ غلط نہ ہوگا کہ شاہان بہار میں فارسی زبان و ادب
میں ان کا کوئی شیل نہ تھا۔ جب حالات کے جسم پٹی قہ پڑھتی
تھے تو زبان و ادب پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے تھے۔ بہت
سارے قدیم و جدید فارسی ادب کے کتب و کتابوں کی جگہ سے الفاظ
سے پیتے تھے۔ مولانا کی رات پر اس تبدیلی کا بھی کوئی اثر نہیں
دیکھ گیا۔ انھیں نئے الفاظ کے معنی و معنی کو سمجھنے کے لیے کبھی
لغات کا سہارا نہیں لینا پڑا، ان کی تعلیم و تہذیب کا انداز دیکھ کر ایسا
محسوس ہوتا کہ فارسی زبان و ادب کے خمیر سے ان کا وجود تیار ہوا
تھا، ان کے بعض دہن تل معانی و لغات سے جدید الفاظ کا چمکنا ان
کے تصور سے راجح ہوتے تو وہ نئے الفاظ کی فہرست کچھ کر
لفظوں کا جدید معنی سمجھ بٹانے دیتے انھیں اس باب میں کبھی
کسی لغت سے مدد نہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ گیا۔ یہی وجہ ہے
کہ فارسی زبان و ادب کا ذوق رکھنے والے دور دراز کا سفر کے
ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی نشانی بکھا کر واپس جاتے

ان کی ذات حرم و ہوس سے بے نیاز تھی۔ انہوں نے کبھی کسی سے
بدن خدمت کا بھی مطالبہ نہیں کیا، وہ تاحیات سداغ و اکار کی
روش کو اپنی حیات کا عنصر بنائے رکھا۔ ریاضی کا کوئی جھوٹا کبھی
ان کے قریب سے نہیں گزرا۔ اگر ان کا دل مائل ویاہت تو ان
کا شمار سنی کے میر ترین لوگوں میں ہوتا وہ دیہات اور ناہیاں
دلوں جوت سے رہیں و رہے والے تھے۔ ان کے راز و ناں دلوں کا شمار
پہلے علاقے کے زمین داروں میں ہوتا تھا، وہ گاؤں میں دوسروں
کی زمین میں بہت کم چلتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے
آئی معادے سے کبھی کسی کے سامنے دست سوال در نہیں کیا،
وہ اپنے تلامذہ کو اپنی سب سے قیمتی دولت تصور کرتے تھے۔

علمی ذوق رکھنے والوں کا ہر وقت ان کے حضور ہجوم رہتا
تھا۔ وہ لفظوں کوئی فی تعبیر دینے کے ماہر تھے۔ ان کی زبان دلی
پہلوان کے تلامذہ خیران رہتے، چونکہ ان کو پڑھنے پڑھانے
سے فرصت نہیں ملتی تھی، بعض طلبہ مدرسہ کی بھٹی کے بعد ان کے
گھر پہنچتے جو طلبہ شب میں ان کے پاس قیام کرتے ان کے
خود روش پر بھی ان کی نگاہ رہتی تھی۔ ان میں سے طلبہ بھی ہوتے تھے
کی وہ پوری طرح کفالت فرماتے، تعلیم و تعلیم کے ساتھ کاشت
کاران کا ذوق بھی انھیں ورشت میں ملتا تھا، جو طلبہ امور کاشت
کاری میں ان کے معاون ہوتے وہ علمی استعداد میں دوسرے
طلبہ سے ممتاز ہوتے، طلبہ کے لیے ان کے ذہنی کام میں معاون
ہوئے بھی سونے کیسیا تھا یہ راز سب سے منکشف نہیں ہوتا جو اس راز
سے واقف ہو جاتا وہ ہر طرح سے ان کا ہوجاتا سب کا سورج طلوع
ہوئے سے قبل ہی ان کے، پھر یہ طلبہ کا ہجوم لگ جاتا، کام کے
دوران بھی ان کا تعلیمی سلسلہ جاری رہتا ان کے حضور ہر طالب علم
کو تعلیم و تربیت کے تعلق سے ہر طرح کے سوال تان کھلی جانت
تھی جو طالب علم زیادہ سوال کرتا وہ ان کی نگاہ میں زیادہ محبوب
ہوتا۔ ان کا تعلق ایک باعزت عائدات سے تھا، وہ اپنے کے قابل
تھے، یہ کو وہ مقصوب سمجھتے تھے، یہ طلبہ کی بھی ان کے پاس
کثرت تھی جو انھیں سمجھاتے رہتے۔ حضرت اپنی ذاتی ضرورت
کے حوالے سے ہم سے سوال کریں مگر ان کی حسرت کبھی پوری

نہیں ہونی وہ اعلیٰ عرف کے حامل سناں تھے انہوں نے اپنی غیرت کا کبھی کسی سے سودا نہیں کیا۔

مدرسہ نور ہدیٰ شامی بہار کی مرکزی درس گاہ تھی، شامی بہار میں فروغِ علم کے حوالے سے اس کے کردار کو کسی بھی جہت سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، شامی بہار میں آج جیسا بھی علم و عمل کا چراغ روشن ہے اس میں اسی کا تیل جل رہا ہے، اس نے صرف فروغِ علمی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فکر و عقائد کی مینوں کو بھی اس نے دیر پا شادابی عطا کی ہے۔ علاقے میں بدعتیوں کی کسی کوشش کو اس نے کبھی کامیاب ہونے نہیں دیا، اس کا علمی فکری اور اعتقادی فیضان، ساحلِ عام و خاص تھا کہ علم و عمل کا روق رکھنے والے طلبہ اور دروہاءِ سلسلہ رکھنے والے دروہاء بھی بے گناہ بھی کر واپس جاتے، اس زمانے میں مسندِ درس و تدریس پر جو ساتھ و روق اثر دیتے تھے وہ سب کے سب اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل تھے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتہائی خلص تھے، راقم اس عہدِ دروہاء کا شاہد بھی ہے اور ناظر بھی، ہر وقت وہاں علم کے پتے پھیلنے رہتے، درختوں کے نیچے چننی بھی کر پڑھنے پڑھانے کی درتیں پنے بزرگوں سے سنا کرتا تھا، مگر مدرسہ نور ہدیٰ میں میں سے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خواہں علم، تشنگانِ علم اور طالبانِ علم، رہن پر صندِ نصف میٹھے رہتے تھے، طلبہ کے حصوں علم کا شوق اور ساتھ دے پڑھانے کا انداز، دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا جیسے شامی پہاڑ پہنچ کر رہے ہیں، قال اللہ وقال الرسول ﷺ: سے صحتیں ہر وقت نور بارشیں، پڑھنے پڑھانے کے مناظر سننے پر ہواؤں ہوتے کہ چلتا ہو مساراں، مناظر سے لطفِ مدور ہوئے کے لیے قصوری درِ غمیر جاتا، اب درختوں کی وہ شاخیں کاٹ دی گئیں، بوسیدہ تپتیوں سے پھینکی ہوئی لور کی کرتیں رہیں اور ہو گئیں اور ساتھ ساتھ دوق و جون قصہ پارینہ بن گیا، آج ال مناظر کی جستجو میں ہوائیں سرخوچ رہی ہیں، انہیں ماتم کتاں ہیں در در و مندان ملت، ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں، حامیاں مدرسہ و مسلک کسی مسیحا کی تلاش میں ہیں۔

حضرت مولانا محمد میمن کی حامدی مدرسہ نور ہدیٰ کے

ایک وفا شعار، جفا کش اور پر جوش مدرس تھے، انہوں نے نور ہدیٰ کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا، بارش، طوفان اور آندھی کا در بھی ان کی کامیاب مصروفی کی راہ میں حائل نہیں ہوتا، جب وہ گھر سے مدرسہ کے لیے نکلتے تو ان کے ساتھ طلبہ کا ہجوم ہوتا، مدرسہ نور ہدیٰ کے ہیڈ فارم سے ان کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا سرو کئی دہائیوں پر پھیلنا ہے، ان کی خدمات کو تحریر کا پیر کس دینے کے لیے طویل جدوجہد کی ضرورت ہے، لیکن یہ کارِ اشوار ہے چونکہ مدرسہ نور ہدیٰ ایک بھی قائل محفوظ نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد مطیع الرحمن لاری سابق صدر مدرس و مفتی مدرسہ نور ہدیٰ کی رست ہر جہت سے قابلِ احترام سمجھی جاتی ہے، علوم و فنون کی مختلف شاخوں پر آپ کی گہری نظر تھی، فکر و قیاد کی جانب میں شامی بہار میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، آپ اپنے جہاد کے سچے جانشین تھے، شامی بہار میں آپ کی مرکزی حیثیت سے نگار بہت مشکل ہے، دینی مسائل و معمولات میں پورے شامی بہار آپ سے رجوع ہوتا، آپ تاحیات نقد و قیاد کی مسند سے فوادِ اہستہ رکھا، آپ انتہائی باخ نظر فقیہ تھے مگر انتہائی انصاف کے ساتھ کہا پڑتا ہے کہ آپ کے قیاد کی بھی کوئی قائل محفوظ نہیں ہے، آپ کے اختلاف سے جب مل حو سے سوالات ہوتے ہیں تو ان کے چہرے پر مایوسی پھیل جاتی ہے۔ تاریخ کے اوراق کو صانع کر نے میں آپ کے حلال اور نظام مدبر بر کے شریک ہیں۔ حضرت مولانا محمد میمن کی حامدی در حضرت مولانا مفتی محمد مطیع الرحمن لاری آپس میں حامیوں رہا، پھو پھو را د بھائی تھے، حامدی صاحب عمر میں جڑے تھے اس لیے کہ انہیں ہمیشہ بھیابی سے خطاب کرتے دیکھا ہے۔ مدرسہ نور ہدیٰ جسم تھا تو یہ دونوں اس کی روح تھے، دونوں یکساں دوسرے کا سدا درجہ احترام بھی کرتے تھے اور دونوں بویک دوسرے پر اعتماد بھی تھا، حامدی صاحب کی مدرسہ نور ہدیٰ میں حیثیت ایک سنیئر مدرس کی تھی مگر وہ مدرسہ کا ایک حامی کر رہے تھے، ان کے ایک اشارے پر مدرسہ کا قیاد بد جاتا تھا، طلبہ ان سے بہت زیادہ مایوس رہا کرتے تھے، ہر طالب علم کو وہ اپنی آواز سمجھتے تھے، ان کے پاس

پیشہ وازارہ علم و تربیت کا ہوں تصور تھا شروع سے سوچا جلیقہ
ان کا مقصد حیثیت تھا ان کے خزانہ سے مستفیع ہوئے اے
کسی بھی جانب علم سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے، جو طلبہ اہل کے
قرب کی لذتوں سے زیادہ آشنا تھے وہ اپنے دلوں میں ہر وقت ان
چہرے سے جذبہ فراق والے رکھتے تھے، انہوں نے بہت سارے
دروں کو تریا کی جہنم عطا کی ہے، ان کی تعلیمی خدمات کو غفلتوں
کا بیج بن نہیں مل سکا وہ اپنی اہمیت پر فخر پائی تھے
میں سے کہہ سکتے تھے ان کے جیسی گاؤں میں اور بھی درجوں
شخصیات تھیں جنہیں ہم سے دیر میں دیکھ کر دیکھ کر
کے کام کو تو چھوڑ دے نام سے بھی واقف نہیں ہے۔ سنی دہ ہے
کہ تاریکیوں کا ناگ انہیں گھنے کے پے کھڑا ہے، اور انہیں اس
کی فکر بھی نہیں ہے۔ ہر طرف گہر سکوت ہے۔ لوگ مسرت کی
حلاش میں سرگرداں ہیں ان کے سامنے دور دور تک کوئی وہ رو
منزل نہیں ہے۔ روایتیں دہ تو۔ کی ہیں، جدوجہد کی تصویر
ہو رہی ہے۔ کوئی کسی کام سے پڑے واپس نہیں ہے۔ اگر حضرت
مولانا محمد حسین کی حامدی اور ان کے مدعا ہوتے تو توئی ہوں گرد میں
آپ کی حاشیہ اور دربار میں حلقوں سے نکال لی جاتیں، رہتی ملی
اور مستقلی صلابت کا احترام کسی قدر دلوں سے رعیت ہو چکا ہے،
جو لوگ روایتوں کو پیسے سے نکال رہے ہیں انہیں تنہائی کا ناگ
شب و در اس رہا ہے۔ گاؤں میں بد عقیدگی نہیں ہے لیکن بد
عقیدہ بے حد شے تیزی کے ساتھ استوار کئے جا رہے ہیں ایک
حامدی شخص سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا بچہ مہم ہے اور آپ
پنی بیٹی بد عقیدہ کو دے رہے ہیں کیا آپ کے بیٹے کی حیثیت
اس سے متاثر نہیں ہوگی؟ تو انہوں نے رجسٹر جو مہم دیا کہ بیٹی
تیار ہے اور اس معاملے میں ہم خواہ مخواہ ہیں۔ جیسے حالات اس
پے پیدا ہوئے کہ جو لوگ تیار رہے پھر اس راہ میں گئے انہیں
ہم سے خوش کر دیا ہے اور انہیں روں سے ہم لار کشیدہ رہتے
تھے وہ صحت راج میں ہیں۔

حضرت مولانا محمد حسین کی حامدی پر اثر شخصیت کے
ما لکے تھے ان کے جیسے کی جو ناگر تھی وہ صلابت کی اگر سے

تعلق نہ تھی انہوں نے تاحیات صلابت کی بے سود چاروں کو
پتے پتے سے لگائے رکھا، فکر پر دستاویز کا نہیں، اوق نہیں تھا
مگر ان کی سادگی کا ہر پہلو باق تصدیق دہی اور صلح کی مشیت
سے ہوں سے کبھی اپنا تعارف نہیں کر پائیں انہوں نے مہینوں
کی جو بیعتیں رکھی وہ آج بھی مصروف کار ہے۔ یہاں کسی کے نام و
سب کے راز کی ضرورت نہیں ہے، بعض لوگوں کو ہماری باتوں
سے اختلاف ہو سکتا ہے، چونکہ عمومی سوچ کے دائرے لگ
ہوتے ہیں درخواست کے لگے ہوتے ہیں انہوں نے تاحیات
سان ساری کا فریضہ انجام دیا، بیرونی شاخیں کس طرح سیدی
کی جاتی ہیں اس میں انہیں برقی عبادت حاصل تھی، خاک شیشی
انہیں بہت محبوب تھی تخت شیشی کو انہوں نے کبھی پسند نہ کی
لگاؤ سے نہیں دیکھا، مدد سوراہہ دی میں اب کے لیے ملک بوسیدہ
پنتی پھیل گئی ہوئی تھی اس پھیلتے میں انہیں سکون ملتا تھا، اس
پنتی کی عظمت کو تخت شیشی کی رشتہ بھری لگاؤ سے دیکھتی
تھی چونکہ تخت شیشی کا سانہ ری سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا،
حضرت صید و بی بی کی طرح کی کوئی ہوئی چٹائی کی پیداوار
تھی، آج تعلیم کا اہم محلات میں تبدیل ہو چکی ہیں لیکن کل کی
جھوپڑی سے آج کے محلات کا سو۔ کہیں کہا جا سکتا کل جب
تعلیم کا اہم جھوپڑی پر مشتمل تھیں تو اس سے وقت کے راز کی و
عر و نکل رہتے تھے لیکن آج جو لوگ محلات سے نکل رہے ہیں
ان کی کثرت و زمین چلنے کا شعور نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد
سلیمان کی حامدی کی جدوجہد کو ایسی پس منظر میں دیکھ ہو گا۔ ان
کی امت بخیر عبادت نہیں تھی ان کے پاس ہری زبان و ادب
کا وسیع قدیم و جدید ادب تھا جس سے ان کے وسیع میں انہوں نے
پر جوش و حیا نہ کر دیا۔ سب اعلیٰ حالات کے پیش نظر فارسی زبان
و ادب محدود رہا تھا چلا گیا۔ سب رہتی دس گاؤں میں بھی اس کی
اہمیت ختم ہوتی جلی چارہ ہے۔ اگر یہاں ہوتا تو مورد کے خزان
کرم سے خوش چینی کرنے والے ملک و صوبے کی بڑی بڑی
دس گاؤں میں اعلیٰ مہم سب پتہ نہ ہوتے

حضرت مولانا محمد سلیمان کی حامدی کے عہد میں سنی میں

مدرسہ بھی تھے اور مکاتب بھی تھے، چوں کہ علم دین کے رواج سے آرتہ کرے کا جذبہ دلوں سے چھلکا تھا۔ مدرسہ، سم رواج کی خوشبو گھروں سے پھوٹی تھی والدین بچوں کو لکھیاں پکڑا کر خود لے کر مکتب تک آتے تھے۔ مولانا حامدی صاحب کے ہاں بھی مکتب چلتا تھا لیکن ان کے مکتب کو مکتب کا نام نہیں دیا جا سکتا چونکہ وہ بڑے مدرسے کے سیمڑ مدرسہ تھے۔ ان کا مدرسہ ایک مثنیٰ مدرسہ تھا، پہلے مدرسے کو مدرسہ کہا جاتا تھا۔ اب مدرسہ لکھے کو لوگ میوہ سمجھتے ہیں، جب انہوں میں حضور و وسعت آتی تو لوگ مدرسے کو راجعہ لکھے لگے، مزید انہوں میں وسعت آتی تو راجعہ کی جگہ جامعہ سے کیا، اب جہاں بھی کون ادارہ قائم ہوتا ہے تو اس کا نام آجاری میں جامعہ ہوتا ہے مثنیٰ میں پھولی پھولی کھوپڑوں میں جو مکاتب چلتے ہیں وہ جامعہ کے ہی نام سے چلتے ہیں، جامعہ ملک العلماء، جامعہ اشرف العلماء، جامعہ حافی علی جامعہ خدام ماہی جامعہ خدام سمان، باری مولوی رازوی پتلی دیا ماحم کناں ہے، انہوں میں تکی سلیمیت آجائے گی اہل علم، خروے اس کا تصور نہیں کیا تھا، پانچ پڑتیں خریدی جا رہی تیں، خداوں میں سر ہورہا ہے اور سورج شاعروں کو گرفتار کیا ہوا ہے، مرید کا جوت کسی وقت بھی پورن دیا کوکوں میں رکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن مولوی رحمت روہڑواں ہے۔ ایک جامعہ کے ماحمت کی یوہور سنیاں ہوتی ہیں اور یہاں نام نہاد مکتب کو جامعہ کا نام دیا جا رہا ہے۔ لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ مدرسہ نور اہدیٰ کل بھی مدرسہ تھا اور آج بھی مدرسہ لکھا جا رہا ہے مولانا حامدی صاحب کا مکتب مدرسہ نور اہدیٰ کا دلی برائی تھا، ان کے مکتب میں بچے مشق تموجہ کے ہے کرتے تھے۔ ان کا مکتب رات میں بھی چلتا تھا، وہ علم دین کے حوالے سے بڑے مخلص تھے، اب ان کے جیسے علوم کتابوں میں صمت گیا ہے۔ بچی وجہ ہے کہ علمی دارے بڑھ رہے ہیں اور علم گھٹ رہا ہے، حالات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ راج

وہ اندھیرا بنی اٹھا تھا کہ قدم اڑا رہے تھے

حضرت مولانا محمد سعید ان کی حامدی سیر علوم رسالت مآب ﷺ تھے۔ انہوں نے شروع علم کے حوالے سے جو جتن کئے اس کی ہر ترسانے میں سر ہونا ہوتی رہے گی۔ دو علوم میں مولوی بدو کے نام سے متعارف تھے۔ اس بدو کی وجہ تسمیہ کیا ہے یہ بتانا درمغفل ہے، چونکہ ان کے عہد کی تصویر بھی دھندلی ہو چکی ہے، اس حدید عہد میں ان کی کئی ظاہر حال ہیں شدت سے حساس ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ رب کائنات انہیں کروٹ کروٹ اپنی رحمت کا قرب عطا فرمائے آمین۔

حضرت مولانا محمد سعید ان کی حامدی تاحیات تعلیمی جدوجہد کرتے رہے۔ راقم نے حالت شعور میں ان کے کچھ عرصات حیات دیکھے ہیں انہیں ہم سے جب بھی دیکھا مدرسہ تعلیم و تربیت ہی دیکھا، ان کے پاس غالباً شوق ظاہر وقت نکھم رہتا ہر سستی میں فساد فکر و نظر کے طوفان، ٹھٹھے، پتے ہیں، ملی رہنا آہوں کا ۹۹ فیصد حصہ فساد فکر و نظر میں، ابھرا ہوا ہے۔ آہو سے شیوہ جس نظر رخصت ہو چکی ہے، گر یہ خوبی کسی میں ہے تو وہ گوشہ تنہائی میں ہے۔ رہنما لکی کا شوق دل سے نکل چکا ہے، مولانا موصوف نے دیوی معادلات سے خود کو بہت جدا کر لیا تھا، خود میں بھی ہے، ایسے ہر آدمی کے ہونے اور ارشاد شافی سے پتا سے مختلف ہوتے ہیں، راقم کو رشید کی قربت صاحب داری کی تلاش سے بچا نہیں سکتی، صاحب داری کے خوف سے میرے کو بہرہ اندہ کہنا بھی جرم ہے، ان کے فرائض منصبی کیا تھے؟ کیا وہ اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں عظمت کے شکار ہوئے؟ ان کی حیات کا ایک سرسری جائزہ آپ کی سوجھ کا قید بدرا دے گا، جن کا مشعل حال، فنا ہوتا ہے چیتے، مدھرے ہر وقت ان سے حرماں رہتے ہیں اور وقت آنے پر وہ اندھیریوں کے جسم سے روح لکا لیتے ہیں۔ مولانا حامدی صاحب سے اپنے من سے سینوں کو بھی موار کیا ہے اور معینوں کو بھی۔ مگر انہوں سے ہے کہ جو زندگی بھر جالا با رہا آج ان کی قبر پر کوئی دیا جلنے والا بھی نہیں ہے بلکہ زمانے کے ظالم ہاتھوں نے ان کی قبر کے نشانات بھی مٹا دیے ہیں ان کے خزانہ علم کے فیض بقیہ میں ۲۴ مارچ

نہ مولانا محمد ارشد سبحانی

علامہ فیض احمد اویسی! حیات و خدمات

سے میرے اور مولانا محمد اویسی کے تعلق کا اردو ترجمہ فیض الرحمن (جو کہ 30 جلدوں پر مشتمل ہے) میں علامہ فیض کے ساتھ ساتھ آپ کے عارفانہ اور صوفیانہ تفسیر بھی فرمائی ہے، جس سے اہل طریقت و اہل معرفت اور اہل تصوف حضرات بھی مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں۔ تصوف کی مشہور و معروف کتاب مشنوں شریف کی شرح بنام مدد نے نووی شرح مشکوٰۃ معنوں ضخیم 25 جلدوں میں لکھی ہے، مجدد الاسلام امام غزالی علیہ رحمۃ کی معروف شہرہ آفاق تصنیف لطیف احیاء العلوم کا مجموعہ جلدوں میں انطاکیہ المہموم کے نام سے ترجمہ فرمایا ہے، حضرت سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ آخری تصنیف شریف مہاج العباد میں کا رد میں ترجمہ فرمایا ہے۔

اہل کے علاوہ تہذیب و تمدن کے لاس کا اردو ترجمہ روحانیات فی حکایات الصالحین (اردو ترجمہ ہدایت لکھنؤ، نائق و سائیکس، صاحب انجی و شرح نگار) و شرح صراط العارفين و مناقب سلسلہ سہروردیہ شیخ تصوف و قرآن پاک کا تصور نبوت و ولایت، کشف القلوب، کتاب طریقت و عین الشیخ و عین الہدایہ ترجمہ دین و روح، نوید و سائیکس، سلوک العارفين شعاع، عظیم، سرچ و سائیکس، سبیل الوصوف، روح الخرق بشرق، الخرق، توش آخرت، ہدراہد پتہ، ترجمہ تجلیہ، مختصر بین العارفين، ہیبت المرضیہ و وظائف و تعویذات و معرفت لہی کے چند سیاق، فصیلت مسند قادریہ، مسند اویسیہ بہ سبب قادریہ و سلاسل ربیعہ اور امام احمد رضا، مسند چشتیہ فریدیہ، مسند نقشبندیہ کے چند سیاق، مسند اویسیہ، مسند عالیہ نقشبندیہ، روحان العارفين، ذخیرہ علمیات، حقوق پیر و مرشد، فقرہ خواجگان، حقیقت محمدیہ، روحانیات، رسالہ تصوف، تزکیہ نفس، تصوف کیا ہے؟ تصور مرشد، ادراکی تحقیق، یاد دکان، اصل و اصل اور نقلیہ پیر

مفسر، عظیم پاکستان، سلطان، مشائخ فیض ملت حضرت علامہ، حاج الشاہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری محدث بہادری قدس سرہ العزیز (برگاہی حلقہ اویسیہ صوفیہ قادریہ بہادریہ شریف پنجاب) اور حاصرہ کے پاک و ہند کے جید و مقرر اور فاضلانہ رہائین اور اویسیہ کا مبین، صہم اللہ امین کی صفت اہل میں شمار ہوتے ہیں حضور مفسر، عظیم پاکستان، امام علی سہت مجدد، عظیم شاہ، امام احمد رضا خاں قادری، بریلوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے بڑے مفسر، عظیم ہیں، جنہوں نے مختلف علوم و فنون، مختلف موضوعات پر اور مختلف زبانوں میں پانچ ہزار کے لگ بھگ کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں

مفسر قرآن، میر ملت حضرت علامہ، حاج الشاہ خوجہ پیر ابوالصالح محمد اللہ بخش پیر مانی لائمی چشتی مجددی رضوی قادری چرخ ہوتوی قدس سرہ العزیز (ہاں، عجم سپاہ مصطفیٰ) فرماتے ہیں کہ یہ ان کا حضور مفسر، عظیم پاکستان اور اللہ مرقدہ کی امت کریمت ہے کہ اب تک چار ہزار سے زائد (پانچ ہزار کے لگ بھگ) کتب لکھ چکے ہیں، حضور مفسر، عظیم پاکستان، رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نقطہ عام شریعت کی نہیں بلکہ عارف حقیقت و آشنائے طریقت و تصوف بھی تھے، جب وہ عارفانہ و صوفیانہ گفتگو فرماتے تھے تو سامعین کے دل و دماغ پر یک ویدائی کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آپ سے طریقت و تصوف کی دیا میں بھی گفتگو کا رہنے نما یا ماحولیات میں ہیں۔

آج سے چھتے ہیں آپ کو گلستان تھابیب اویسی میں اور آپ کو سیر کرتے ہیں کہ صوفیہ، صفا حضور مفسر، عظیم پاکستان، رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے طریقت اور تصوف کے میدان میں کون کون

میں فرق، شرح چھ کاف، دو کی کے کو ب، دل کی چائیں
 چاریاں، مسئلہ اور سیر کے اور دو وظائف، میان نساں عن عبید
 الاخوان و کتابا، کتب اللہ الی برکات رقی عدال، مرشد مرید،
 افضل بود و فی مسئلہ الواحد الوجود، بوسہ پیمان معوض علی
 قلوب اولیاء الرحمن، و ذہب شیخ، اسباق لطائف اشرفیہ، و انکسیر
 فی برکات اذکار الاولیاء، الخلاف و علی الاقدم الاسلام، الہام،
 اعلیٰ بیت کے علی کارنامے، اذکار و شفا، و انوار مصطفیٰ، بطور
 کرامات اولیاء، الفقہ اعلیٰ باب الامراء الاصطلاحات و اسمیات،
 استی غراب، اولیائی تحت قنوی، اعتبار الدجانی حکم السراج بالمرحہ
 انباء المرید، مع شرح آئینہ حال حق، طریقہ نقشبندیہ، الاسان
 اشرف الاخوان انبیاء و اولیاء کا استی رہ ہدایت ہے، بیرون
 فقیروں کی اور کی صلاح، الکشف فی شرح حدیث، تصوف
 اور اسلام، تصوف کی شرعی حیثیت، تصوف عین شریعت، تصوف
 بدعت ہے یا سنت؟ (دو حصوں پر مشتمل ہے) مسئلہ تشہید یہ در
 اثامت سلام، شجرہ قادریہ کی شرح و شجرہ اویسیہ قادریہ وغیرہ۔

یہاں مختصر تصوف، طریقت کے خورے سے حضور مہر عظم
 پاکستان قدس سرہ معزز کی تصنیف خدمات کا ذکر کیا ہے، مرید
 معلومات کے لئے آپ کی تصانیف و تالیفات کی لہرست پر مشتمل
 کتاب نظم کے موتی کا مطالعہ فرمائیں اور اتر قم (فقیر یو
 امیر کات محمد ارشد سبحانی عفی عنہ) کی تصنیف فی صحت حضور مہر
 اعظم پاکستان (جو کہ ابھی غیر مطبوعہ ہے) میں بھی تصانیف
 حضور مفسر اعظم پاکستان کا ایک جہاں آباد ہے۔

جامع الخلفاء شخصیت

فیض ملت و فیض جسم قبلہ محدث بہا و پوری نور اللہ تعالیٰ
 مرقدہ اعلیٰ حضرت عظیم اہرکت حضرت مجدد عظم برحق، امام اعلیٰ
 ملت حضرت الشاہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب معلوم
 ہوتے ہیں، حضور مہر، عظم پاکستان، رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے جہاں
 علوم ظاہری کے چشمے اور دریا بہ برائیں، اسلام کو فیض یاب فرمایا
 ہے، وہاں آپ سے رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے روحانیت کو اجاگر
 فرمانے کے لئے طریقت و تصوف اور معرفت کے بیضاں کا وہ

عظیم سند چاقی فرمایا کہ جس سے ہر اور، انھوں تشنگانی علم
 طریقت و تصوف اور طالبان معرفت سے آپ معرفت سے ہی
 جیسا بھڑکی اور لب کہ ہے آب و گیہ اور ویران و خیر کھیتوں کو
 چشمہ فیض کے آپ معرفت سے سیراب کر کے اب اوروں کی قلبی
 ویران کھیتوں کا چشمہ فیض سے غلش جوڑ کر اس آپ معرفت سے
 سرسبز و شاداب فرمائے لقرآن ہے، جسے حاضر کے جلیل القدر
 عظیم المرتبت جید مقرر و را کا بر کثیر الشیخۃ ۱۱ مشائخ عظام و علمائے
 کرام و در عظیم روحانی خاندانوں اور درگاہوں کے متبع شریعت و
 ملت سے آپ سے کتبایہ یوں و برکات کیا۔

عام سلام کی عظیم روحانی ہستی شہزادہ علوت پوری حضرت
 علامہ الحاج الفیض السید ابوالخسین محمد انور شاہ گیلانی المررقی القادری
 المعروف حضور قبلہ پیر بعدہ امی و مست برکاتہم القدسیہ اجن کے
 دنیا کے مختلف ممالک میں لاکھوں مریدین و محبین و عقیدت
 مندوں کا ایک وسیع ترین عظیم الشان مسجد پھیلا ہوا ہے اور مختلف
 ممالک کے قالی تھو و اش مشائخ عظام و علمائے کرام، انصوح
 معنی، عظم عرف حضرت علامہ مفتی عبدالکریم محمد المدرس نقشبندی
 قادری محدث بعدہ امی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ (جہوں سے چائیں
 ماہر سند قادریہ پر بیٹھ کر درس حدیث شریف و باورقادی نوکی
 کے عظیم فرائض سرانجام دیتے رہے اور عراق کے صدر مملکت
 صدر صد حسین جوئے اتار کر گئے پاس آپ کی خدمت قدس
 میں حاضری دیا کرتے تھے اور میں قنبد حاتم طای حضرت اشبح
 محمد با عیسیٰ طائی القادری البخاری (عرق) حضرت محمد عبدالستار
 قادری مدظلہ العالی (بریلز) حضرت شیخ ذکریہ ظفر اللہ قادری
 (شکاگو) حضرت صاحبزادہ مفتی اشرف علی قادری قبلہ (برطانیہ)
 فضیلہ شیخ حضرت علامہ شیخ عمر سلیم الحسینی القادری البخاری قنبد
 مدظلہ العالی خطیب عظم جامعہ مسجد حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
 رضی اللہ عنہ (بعد و شریف عراق) شیخ مشائخ حضرت سید صبا
 احمد براہیم الکاملی الخسینی القادری مدظلہ العالی (خطیب عظم
 جامعہ مسجد حضرت سیدنا امام ابو یوسف الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 و حمادہ نشین حضرت سیدنا امام موتی عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم

شریفین (عرق) شیخ الشیخ حضرت شیخ طہر القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرلمت حضرت خواجہ ابوالصالح محمد اللہ بخش میرٹھی لاہوری چراغ ہوتوی قدس سرہ العزیز اور قائم جٹم سے بھی، کتساب فیض کیا اور حاجت و عبادت کا شرف حاصل کیا ہے ایک خاص اور ہم یادگار ملاقات کے دوران حضور مفسر عظیم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا نگہ بردہ حیرت مانتے ہوئے رقم آٹم لویہ بتا رقیب و حیرت سے سمندر میں ڈال دیا کہ مجھے بھی مدیہ طیبہ میں حاضری کے دوران حضور مفسر عظیم پاکستان قید ہو سکتا ہے وہ پوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ سے، کتساب فیض نصیب ہوا۔

ملقات کرام

حضور مفسر عظیم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے 1370 ہجری تا وصال با کمال 1431 س ہجری، تقریباً کسٹھ برس تک تدریسی زندگی میں تلاوت قرآن پاک، ذکر و فکر اور وظائف، تقریری، تحریری و دیگر مصروفیات کے باوجود بھی ہزاروں جگہ، ماحول علم و فضلاء، حفاظ و تلمذ، معلمین، مدرسین، محققین، محققین وین شرح متین، ممتاز تقریریں، مفسرین اور محدثین کرام پیدا کی، جو دنیا بھر کے مختلف کونوں میں بدعتیہ کی اور جہالت کے، مذہبیوں کو مٹاتے ہوئے علمی و روحانی ضیاء شیاں کر رہے ہیں۔

حضور مفسر عظیم پاکستان قدس سرہ العزیز سے اس دوران جہاں مختلف علوم و فنون پر تدریسی و علمی کام کیا اور تصوف و طریقت سے جو سے بھی تعلیمی و تاسیسی خدمات سر انجام دی ہیں، وہاں ساتھ ساتھ مریدین و مجتہدین اور متعلقین و متفقدین علم سے نرم و خیرہ کی ظاہری تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی تربیت کے سلسلہ میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور پھر ان کی ظاہری و باطنی اہلیت، صلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے باقاعدہ طریقہ عالیہ قادریہ رضویہ اویسیہ میں حاجت و عبادت سے بھی سر قرار و سر بلند فرمایا اور غلط فہمی کرم کو شاعت و بین حق و مسلک اعلیٰ حضرت اور تصوف و طریقت کی عدمت اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ اویسیہ کے فروغ کے لئے اکابر اسلاف کے مشن پر کام کرنا فرمایا

مفسر عظیم پاکستان علیہ الرحمہ سے 15 رمضان المبارک

1431 ہجری بمطابق 26 اگست 2010 عیسوی (11 ہجرات 2067 ہجری) بعد محرم فجر تقریباً سوا چھ بجے بروز جمعرات شریف کو کام و صلا و خوش فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۰۰۰

عس ۶۳ رکاب قیہ

سلام کے بیڑے کو سہا دینا
ٹوٹی ہوں آس سے لگائی ہے

برسے وہ آزادہ روی سے بھالے

ہر ماہ میں یہ رہے ٹک بند کی تارے

سلام کے بیڑے کو سہا دینا
اسے ڈھنوں کے پار لگانے واسے

سن احقر افراد زمن کی فریاد

سن بندہ پابند عشق کی فریاد

یارب تجھے دستہ حد وندی کا
رہ جائے نہ بے اثر حسن کی فریاد

استاد زمن علامہ حسن بریلوی علیہ رحمہ کی دوقامت کا یہ مختصر جائزہ مجھ جیسے قبی دامن نے ایک طائرانہ نظر سے لگے کے بعد تحریر کیا ہے ضرورت ہے اس کے نادر و نایاب کلام عشق و محبت سے اصل جو اسیرات کو منظر عام پر لانے کی جس پر بھی تک خاطر خواہ کام نہیں ہو پڑا ہے۔ میں سے سنا ہے اور پڑھا بھی ہے کہ استاد زمن نے اپنے برادر معظم یعنی مجدد اعظم کی بہت سے دمداریاں اپنے سر سے کر بجد وین و ملت کو، نئی کام کے لئے مصروف رکھا تھا یہ ایسا احساں عظیم ہے، پوری جماعت، اہستہ پر جس کا قرض ادا کرنا ہم سب کی دمداری ہے، اور نہ شہادت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کا علمی ذخیرہ اس شان و شوکت کے ساتھ ہمارے سامنے رہتا۔

بررحمت تیرن مرقدہ پر نگہ باری کرے

حشر میں شاں کربگی نار براری کرے

۰۰۰

ایں زاہد معین احمد خان قادری بریلوی

ذوقِ نعت! ایک تجزیاتی مطالعہ

پیدا ہوئی تھی

اس ہنس منظر میں شہرِ بریلی کے دو عظیم نعت گو شعرا کی
ہیں ایک تیسری اور منظرِ آوار کے طور پر شامل ہوتی ہیں،
کہ جس میں عشقِ رسول کی ایک ایسی دنیا اور ایسی کچھ ایسی فی سستیں
شامل ہوتی ہیں جو اس سے پہلے اردو بقیہ شاعری کا مقدر نہ بن سکی
تھیں اس معنوں میں ہم یہاں استادِ زمیں علامہ حسن علیہ رحمۃ کے
مجموعہ نعت ”ذوقِ نعت“ کا ایک مختصر تجزیاتی مطالعہ پیش کرے
کی کوشش میں گئے جو کہ صرف ہندوستان بلکہ پورے
صغیر میں ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی یکساں مقبول ہے۔
علامہ حسن علیہ الرحمہ کا مزاج بچپن ہی سے شاعری کی طرف
تھا ان کے مٹی میدان کا یہ ایک بڑا ثبوت ہے کہ انتہائی مدہنی
گھر سے کے مدہنی مراد ہوئے کے ہاں جو درویش صبح املاک مراد و آغ
دہوی کے پاس راہِ پھر گئے اور اپنے ر سچہ کے قیام کے دوران
پہے چھوچا جناب لعل حسن خاں صاحب کے گھر مقیم ہوئے، دارغ
دہوی کے قیام، ر پھر کے زمانے میں مشہور نعت گو صوفی شاعر
تیمیر بانی بھی دارغ کے ہمراہ تھے دارغ نے اس شاعرِ عظیم پر
بہت مہربان تھے اور پیارے شاگرد کہہ کر مخاطب ہو کر آتے
تھے علامہ حسن نے مرثیہ دارغ میں خود لکھا ہے۔

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا

کس سے اس پیار کا چرا کہنے

دارغ دہوی دران کے متعلق نے صبحِ املاک کی
حاصل صنف سمجھا ان کی شاعری میں خیر ماوس العاطف اور مشکل
لغات نہیں ملتی ہیں ان کی شاعری میں کشادگی تیز بیانی خوش
گوئی ملتی ہے ان کے الفاظ تراکیب لغات و درود مرثیہ محاورات
جانِ فصاحت لک۔

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن وسیع ساری کائنات پر
اس طرح پھیلے ہوئے ہے کہ اسلی تیکر اس دستوں کا قیاس عقلِ سانی
کے بس میں نہیں اس کا حق اور گنا یا اس کا حاطہ کرتا در باب عقل
چشم سے ماور ہے دنیا کی تمام زبانوں میں نہیں بلکہ تمام زبانوں
میں بھی نعت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذخیرے
موجود ہیں، ساری دنیا میں مسلمان اور شیخ رسالت کے پروانے
موجود ہیں، نعت مسلمانوں کے لیے سرمایہ آخرت ہے اور تاریخ
گواہ ہے کہ غیر مسلم بھی اس محفل میں شرکت کو اپنے لئے بہت
طور پر باعث سعادت سمجھتے ہیں، کربا رض پر جہاں بھی دی روح
موجود ہے وہاں ہندو پاک رسول علیہ الصلوٰۃ و التسلیم بھی موجود
ہے، ہندوستانی یا ہندی رہا لوں کی بات یہی لگ ہے، دنیا کی
تمام رہا میں اور بوسیاں بھی حسب کی کی گواہ ہیں

ستادِ زمیں علامہ حسن رضا خاں قادری حسن بریلوی علیہ الرحمہ
کے دور میں بقیہ شاعری کا معیار کم و بیش وہی تھا جو انیسویں صدی
کے نصفِ آخر میں نظر آتا ہے، اس دور میں بقیہ شاعری واضح طور
پر دو قسموں میں تقسیم تھی، نعت گو شعراء کا ایک حلقہ شبنم، نظم
طہا طہانی کے زیر اثر تھا تو دوسرا طبقہ شعر نے نعت گو میر بینائی
اور راج دہوی کے زیر اثر تھا۔

دس لاکھ شعراء کے یہاں مسائلِ حاضرہ بھی نعت کے
دامن میں جگہ پاتے تھے جبکہ سزاوردہ شعراء کے یہاں نعت میں
تغزل کافی اور سانی رنگ زیادہ نظر آتا ہے اور نعت کا روایتی
اسلوب بھی خاصہ تھا ہاں ہے گویا گردشِ ایام نیچے کی طرف بٹ
ری تھی مناسب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ۱۹۵۷ء کے زخمِ ب تھے
تازہ نہیں رہے تھے لیکن لاوں اند کہ شعر سے اس کسک کو
اپنی نعت گوئی میں قاصر رکھا جو درواں اہل نعت مسلمہ سے دلوں میں

استاذ من علامہ حسن علیہ الرحمہ سے اپنے اختیار کلام میں درج
سے اصداغ چھیں، بلکہ ان کے برابر معظمت میں مجدد اعظم سے
کبھی کبھی ان کے کلام کو نظر اصلاح دیکھا اور وہ ان کے لغتوں
کے مدح تھے، سر کا اعلیٰ صحت نے اپنی لغتوں میں صرف
دو لغت گویاں درود یعنی لغت اللہ حال کافی مراد، بادی و حسن رضا
حان حسن بریلوی کی تشریف دی ہے انہوں نے فرمایا کہ صحت
بی لکھنا تلوار پر چلتا ہے مگر مدح میں غلو کیا تو مگر ہو اور مگر کی
کی تو بھی مگر ہو

استاذ من علامہ حسن بریلوی ایک بڑے عالم دین تھے
ہی ایک تنہائی متقی پر ہیر گار اسان تھے انہوں نے شاعری کو
ہمید رقی نہیں بنایا تھا اور یہی درخت شہرت وہ تنہائی خود
ورقہ دیبا لیس سے سال ماں تھے، سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ
ایک سچے عاشق رسول تھے ان کے سپہ میں ایک گداز قلب تھا
ان کے صاحبزادے مولانا حسین رضا خان سے منقول ہے کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے انکی آنکھیں نم ہو
جاتی تھیں مریضہ کی تنگی کے بعد اور اپنی وفات سے چند
ماہ قبل جس دور میں انہوں نے دو لغت مرتب کی تھی حالت
غیری رہی جس کا اظہار کلام میں بار بار ہو ہے اور یہ حالت عشق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تھی جس میں فنایت پیدا ہو گئی تھی یہ
وہ قلبی بیعت تھی جس کے اظہار اپنے شاعرانہ سب سے موزوں
تھی یہی وجہ ہے کہ ان کی لغتوں میں بردست برجستگی و آمد ہے
کہیں بھی آورد کار در دور تک نام امثال نہیں ان کے اشعار کو
پڑھنے کے بعد حساس ہوتا ہے شاعر نے شعر نہیں لکھا بلکہ
شعر نے خود شاعر سے لکھوایا ہے اور پھر ان کی لغتوں میں ان کے
جدیدت عزال کی زبان اور عزس کی نازک خیالی کے سیارے اس
قدراثر انگیز ہو گئے کہ وہ دو لغت شاعری میں پتا جواب نہیں
رہتے، اس ریش لغت گوئی سے وہ حقد میں شعر اسے بھی ممتاز
ہو گئے کہ وہ اپنی حقیقت شاعری میں اپنے جدیدت اپنے تحریرات اور
اپنے مشاہدات کو اس سادگی، خلوص و بلاغت اور بردست باطن
سے نظم رستے ہیں کہ وہ مایہ ناز محققانہ و ناقدین کی نظر میں محض

لغت کے ہی نہیں بلکہ روح لغت سے شاعر بن گئے
استاذ من علامہ حسن رضا بریلوی کی لغتیں پڑھنے کے بعد
ایک سوال دہن میں آتا ہے کہ لغت رسوں مقبول میں عرب کی
مخصوص زبان یا طریقہ اظہار استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بہت
سے صاحب اس نے یا باب قلم سے کہتے اور سمجھتے ہیں کہ عرب کی
زبان میں لغت لکھا ہے وہی ہے مگر تعب بھی شاعری کا جز ہے
کے بعد سرمایہ ادب ہے، لہذا ادب نوادہ ہی تنقید کی روشنی میں دیکھنا
دیکھنا ہوگا، عرب کی بیاد کی خصوصیات اور تقاصوں کو پورا کرتے
ہوئے لغت لکھی جائے یا الفاظ دیگر شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو مد نظر رکھنے ہوئے شاعری کی جائے جس میں عرب کی
خوبیاں و خصوصیات شامل ہو، تصنع و بناوٹ کا نام و نشان نہ ہو،
قلبی کیفیت کا رجحان اظہار ہو تو یہی شاعری پر نقد و تنقید ناگہمی
نہیں تو درپہر کیا ہے؟

اور شاعری میں محبوب کی آمد کو مسیحا کی آمد سے تعبیر کیا
گیا ہے، مگر ردوش عرب کا یہ نظریہ غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے
ردوش عرب کی ابتدا سے سیکر موجودہ زمانے تک مختلف شعر
محبوب کی ہدائی میں اپنے آپ کو بنا رہا اور اپنے محبوب کی آمد کو مسیحا
کی آمد سے تعبیر کر کے بڑے بڑے مضمون، اپنے ایک ایک شعر
میں سمودے ہیں اور اس طرح ادبی حلقوں و مذاہن میں دائر و تحمین
وہوں کی ہے مگر اس مضمون کو استاد ازمن علامہ حسن بریلوی
کے یہاں بھی دیکھتے ہیں۔

کون ہوتا ہے کہ آپ آئیں مسیحا بن کر
کیا مریضوں کی عیادت بھی بدن ہوتی ہے
یہ وہ ایک انوکھا انداز بیان ہے جو علامہ حسن بریلوی کو استاد
زمین کا لقب دینے والوں کے دہن میں یہ احساس کراتا ہے کہ روح
حق تو یہ ہے کہ حق، ادا نہ ہو

استاد من علیہ الرحمہ انجمن امد و ملت رضی اللہ عنہ کے حقیقی
بھائی تھے اور ان کے حاس پرورد بھی تھے کہ جنہوں نے کبھی بھی
اردو ادب کی صنف عرب پر تو چڑھ کر رو کے اس عظیم عرب گو
شعر میں غائب کا اردو ادب پر غلبہ مشہور ہے یعنی مرزا سعد اللہ خان فاضل

حسن ہے جن کی عبادت کی اہم عام میں
انہیں کے تم بھی ہو کر رہو ہم بھی ہیں

کی زمین میں اپنے حقیقی محبوب کے تعلق سے شعر عرض کیا تو غالب کا
تخیل بھی اس تخیل کے آگے بڑھنا نظر آئے لگا غالب نے کہا تھا۔

درد منت کش درد نہ ہو

میں نہ چھو ہوا نہ ہوا

یعنی غالب کو ان کے محبوب کا یا ہو غم کسی درد سے ٹھیک
رہو تو اس پر غالب خوش ہیں کہ میرا درد کا حسان مندر ہو
لیکن ملاحظہ رہیں مجددین و ملت کا شعر اور تخیل۔

جان ہے عشق مصطفیٰ درد نزل کرے خدا

جس کو ہو درد کا مژ تار دہا اٹھائے کیوں

یعنی ایسے طرف دوا کہ اس کا احسان مندر ہوتا ہے تو
دوسری جانب ناز و دیک نہ اٹھاتا، غالب کا منت کش درد اور
ادھر ناز و دیک سے کہتے ہیں حقیقی عشق و محبت کا فرق و بیان
و بیان کی قادر لکھا۔

علامہ حسن بریلوی کے مجموعہ "وقیعت" میں حمد، لغت،
مسنوس، سلام، منقبت، قصیدہ، مشکوٰۃ، شہادت نامہ، رباعی اور
قطعات سب کچھ موجود ہیں، ان کا ضخیم و یوں ہر صنف سخن کی طبع
آرمائی اور سنت کی عظمتوں سے مصور نظر آتا ہے، ان کے بعض قابل
قدر جدید ہستی تجزیوں اور قریبی پیکروں سے دیئے نعت کو رماں و
ادب کے ایک دور واریں سے روشناس کرنا ہے، چودھویں صدی
ہجری کے آثار میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا
فاضل بریلوی کے بعد حسن بریلوی کی وہ واحد شاعر ہیں جنہوں سے
میں اعتبار سے لغت شعروادب میں وسیع مکانات ہیں، کئے در معنی
خیر معنوں آفرینی اور فکری بلند یوں و نامانیوں سے بھٹی کر کے اپنی
سو رکھتا رہنا یا اور مستقبل کے لئے آنے والی نسلیں کے صاحب
فکر جس نے مشعل راہ کا کام کیا اور کر رہی ہے اور ان شاء اللہ
اعتراف و تاقیامت کرتی رہے گی۔

گلاب حلف کے اسید وار ہم بھی ہیں

لئے ہوئے یہ دل بے قر دم بھی ہیں

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا
نیرے فقیروں میں سے شیر یار ہم بھی ہیں

دب میں ہو یا دھیر کی گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں جھب انجمن آرائی ہو
آستانے پہ چیرے سر ہو جل آتی ہو
دور سے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

مگر قسمت سے میں اس کی گلی میں خاک ہو جاتا
غم کو عین کاماں بکھیر پاک ہو جاتا
اور چھوٹی بحر میں یہ شعاع خط کر لیں
دو کیا مرتبہ ہوا تیر
تو خدا کا خدا ہو تیر
سے جس بھیک ہے جسم کی
غنی غنی بکھلے ہوا تیر

یہاں چھ خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو تیرا حاسب دیدار بنایا
طلعت سے رہا ہے لو پر اور بنایا
نکبت سے گلی کو چوں کو گلزار بنایا
کوئین بنائے گئے سرکار کی خاطر
سین کی خاطر قصیدیں سرکار بنایا
الذکر رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
حامی کا قصیدیں حامی و غلوں بنایا
عام کے ملاطین بھکا ہی ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا
لہ کریم میرے بھی دہشہ دل پر
محر کو ترے حسن لے گلزار بنایا
ان کے سب رنگیں کیا چھ درجہ کی جس لے
پھر میں حسن نعل پہ وار بنایا

اور راکھ نظر نہیں ملتی کہ اس اہل ازہر بھی نے مٹا کر
 حیا، معنی انگریزی ڈھیریں بیوی کی تلاش کرنے والے اور ادب
 سے ناقدین جو عظیم ہومن خاں مومن ڈھیر کی شاعری پر اپنا تہ من
 دمن قربان کرے کو تیار نظر آتے ہیں مگر تعجب ہے کہ یہاں ان کے ان
 دن نظروں پر کون سی عینک لگ جاتی ہے کہ کچھ نظر آسکے۔ آتا۔ یہ
 سماں مگر ترے تلخوں کا نظارہ کرتا

روڑک چاند تھنڈی میں اتار کرتا

طوبہ روڑی پہ چکرے تھے کچھ نادان
 میں تو آپے میں نہ تھا اور جو عہدہ کرتا
 چھپ گیا چاند آئی ترے دیدار کی تاب
 در گھر سے رہتا بھی تو مسجد کرتا

شوق و آب ہم گرم کٹ کٹ رہتے
 عشق گم کر دہ تو ان عقل سے ابھرتا
 آنکھ اٹھتی تو میں بھیجھا کے پلک سی لیتا
 دہ بکاتا تو میں گھبرا کے سچھا کرتا

صحبت دہ جگر سے کبھی جی بھڑاتا
 الفت دست و گریب کا خدشا کرتا
 کبھی خود اپنے خمیر پہ نیک حیراں رہتا
 کبھی خود اپنے کھجے کو یہ سمجھا رہتا

اے حسن قصو مدید نہیں روتا ہے بک
 اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

اس سے آئینہ میں جو تصویر جاناں سے چلا

مکمل جست و آرائش کا سماں لے چلا

گل نہ ہو جانے چراغ ریت گلشن کہیں
 اپنے سر میں میں ہو سے دشت جاناں سے چلا

دہ بیکس سے بیاں ہواں کے نام پاک کا

شیر کے سمہ سے ملامت جاں مسماں لے چلا

دنگیر خستہ حالاں دنگیری کیجئے
 پاؤں شکر و عشر ہے سر پر باز عیساں لے چلا

شائع روز قیمت کا ہوں ادنیٰ ادنیٰ

پھر حسن کی غم گر میں ہار عیساں سے چلا

درت ہال شعاریں روز مرہ کے الفاظ و محاورات کا مستعار
 جس معنی آفرینی دوسرے نیش کے ساتھ کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ
 ہے مثلاً لفظ دہ بیک یا دہ بیا یا پھر شیر کے سمہ سے ملامت جاں
 وغیرہ، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ الفاظ کا یہ محل استعمال کہ زبان پر
 جنسیت کا اظہار نہیں ہو سکتا، یہ ستاؤ میں کی مثال ہے حالانکہ
 الفاظ ادنیٰ اعتبار سے انجمنی یا عام گھریلوں چال کے ہیں مگر ستاؤ
 میں کے کلام میں یہ الفاظ اور دے معنی کے بیکر جگہ کار ہے ہیں۔

استاد حسن علیہ الرحمہ اپنے برادر معظم امام رضا بریلوی علیہ
 الرحمہ کی طرح عربی فارسی ہندی و اردو وغیرہ زبانوں کے ماہر تو
 تھے ہی بلکہ شمالی ہندوستان کی مختلف بولیوں و لہجوں پر بھی ماہر انہ
 قدرت رکھتے تھے وہی دور برج بھاشا سے بھی ان کی واقفیت
 مصلحتی تھی، انہوں نے ہی کیا بلکہ مجددین و ملت سے بھی اپنے
 ماہر مسانیت ہوئے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ
 یہ دونوں راہراں عالی مرتبت ایک ماہر مسانیت کی طرح زبانوں
 کے ماہر تھے، ہریانوی جسے ہم عرف عام میں کھڑی بول کہتے
 ہیں اس پر بھی دستگاہ رکھتے تھے، تمام مقامی بولیوں (Dialect)
 کا اردو کے ساتھ ساتھ ماہرانہ قدرت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

استاد حسن علیہ الرحمہ حسن بریلوی سے اپنی ہفتوں میں جس طرح
 عربی فارسی ہندی، اردو، برہمی اور ہریانوی اور اس کے ساتھ
 ساتھ رہا کھنڈن لفظوں کے ساتھ زبان و بیان کا ہم آہنگ کیا
 ہے اور ان سب کے اتصال سے ایک نئے بچے کو جو جنم دیا ہے
 دو یقیناً ان کا ہی ماں ہے اور اس پر ہی کیا خوب تسلیم دیتا ہے۔

نہ ۱ نام مصیبت میں جب لیا ہوگا

ہمار گڑ ہو کام ہی گیا ہوگا

خدا کا عطف ہو ہوگا دنگیر سرور
 جو گرتے گرتے تر نام لے لیا ہوگا

حد کے واسطے جدان سے عرض حال کر دو

کسے شیر ہے کہ ہم بھر میں ہائے کیا ہوگا

وہ باب دل نہ کہیں بس کو پاندیشہ
تسلیم میں سرحد میں درخشاں آنکھیں
تھوڑے فکر و ترس میں گھر گیا ہوگا
کس پھول کے مشاقی ہیں مرغانِ حرم آج
عزیز ہے کو ماں جس طرح تلاش کرے
تعظیم کو شے ہیں ملک تم بھی بھڑے ہو
عد گواہ ہیں حالِ آپ کا ہوگا
پیر ہوئے سلطانِ عرب شاہِ نجم آج
مددنی بھر نہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
کل مارِ جہم سے حسن امن و اماں ہو
رہاں بھر نہیں قدموں پہ ہوتا ہوگا
ہل مالکِ فریوں پہ صدقے ہوں جو ہم آج
میں ان کے درکا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
رویف، ال سہلہ کے یہ تھا ۔
حسنِ فقیر کا بہت میں بستر ہوگا
درِ منتہیٰ حضورِ عوث پاک کے یہ اشعار بھینسے ۔
پڑے مجھ پر نہ کچھ افتاد یا عوث
معد پر ہو ترنِ امداد یا عوث
نہ بھوویں بھوویں کر بھی یاد تیری
عہ یاد آئے کسی کی یا یا عوث
مریدی راجھب فرماتے آہ
بدال میں ہے یہ ناشاد یا عوث
رہوں آزاد قیدِ عشق کب تک ؟
کروں قید سے آزاد یا عوث
کرو گے کب تک اچھا مجھ بڑے کو
مرے حق میں ہے کیا رشاد یا عوث
حسنِ منگنا ہے دیدہ بھیبت دتا
رہے یہ رنج پاٹ آیا یا عوث
عیدِ میلادِ منیٰ پر غزلِ کمال کے اشعار بھی دیدنی ہیں مثلاً ۔
کیا مژدہ جان بخش سنائے گا قلم آج
کاغذ پہ جو سونار سے رکھتا ہے قدم آج
کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ و چمن میں
آتا ہے نظر نقشہ گلزارِ ہم آج
ندرانہ میں سرا ہے کو حاضر ہے زمانہ
اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج
بادل سے جو رحمت کے سرشام گھرے ہیں
بر سے گا گھر صبح کو بارانِ کرم آج

رنگ چمن پسند نہ پھولوں کی پسند
محررے طیبہ ہے وہ بلبل کو تو پسند
پنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
امر کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند
قل ہرے پتی ہاتھیں سب سے تیرے ہی
اللہ کو ہے حق تری گشتِ پسند
طیبہ میں سر جھکا تے ہیں خاکِ سیاہ پر
کوشش کے دے سے بڑے آہ پسند
ہے خواہش وصال وہ یار اے حسن
آئے ۔ لیوں اثر کو مرن آہ پسند

سیرِ گلش کوں دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ
سوئے بہت کو نا جائے درجہ دار چھوڑ کر
سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
مرے جیتے ہیں جوان کے ور پہ جاتے ہیں
حسن کی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں طیبہ چھوڑ کر

تیرہ اس کو بطورِ مددِ عرب درکار ہے
چو دھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں
کس کی سے دور رہ کر کیا میں ہم کیا جیتیں
آہ ایسی سوت ایسی رنجِ گچی نہیں
سایہ دیو جانال میں ہو بسترِ خاک پر
تیرے تاجِ تختِ خسرو کی گچی نہیں

درہ طیبہ و طلعت کے مقابل اے قر
نکھتی بڑھتی چاروں کی چاندنی چھی نہیں

روسیہ ہوں مگر جاکر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پانکھ کی پتیرگی چھی نہیں

اب کے دور پر موت آجائے توئی جاؤں حسن
ن کے دور سے دور رہ کر زندگی چھی نہیں

سج جو عیب کسی پر نہیں کھلے دیتے
کب وہ چائیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ رداوار صدا ہو
جو بھیک لئے رو گد رکھ رہا ہو

تتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کھیں منگتا کا بھدا ہو
جب رہیں کو بھیک آئے سر کوئے گدایاں
سب پہ یہ غاشی مرے منگتا کا بھلا ہو

وے ڈ لئے اپنے سب جاں بخش کا صدق
سے چارہ دب درہ حسن کی بھی دوا ہو

ہم سے نصیر کی حادث کرن
پ پنے پہ قیمت کرن

اس سے فردوس کی صورت پوچھو
جس نے طیبہ کی زیارت کرنی
اے حسن کام کا کچھ کام کیا
یاہوں ہی ختم پہ رحمت کرن

وہ جگ داتا ہو تمہارا بازے کا سواں ہے
رہا کرتا اس منگتا نے بھی گدڑی بچھا ہے

کال کب کسی کو بزم قیاس عام سے تم نے
لکائی ہے تو آے اسے نہ مسرت لکان ہے

دی وائی دوی آقا دوی وارث دوی مولی
میں لکھے صدقے جاؤں اور میرا کون وائی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو گز سے حاب واپوں پر
گذا کر میرن حالت سے میری گزری جان ہے

کرے چارہ ماری زیارت کسی کی
بھرے دھم دس کے مدحت کسی کی

نہ رہتی جو پردے میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کا زیارت کسی کی
رہے دس کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دس میں ہر دم ، محبت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگام رحمت
زبان حسن پر ہو مدحت کسی کی

ترن و ششوں سے دل بچھے یوں نہ دے
تو اکٹس سے دور بھاگے نہیں چھو چار آئے

جو چمن بنائے ہیں کوہ جو چناں کرے چمن کو
مرے دس میں لگی کبھی وہ بہار آئے
ترے صدقے جاتے شاہی تراد بل منگتا
ترے در پہ بھید سے سگی شہر یا رآنے

حسن ان کا نام ہے تو پکار دیکھ ہم میں
کہ یہ نہیں جو غافل ہیں نظار آئے
اخیر میں چند باعیاں ملاحظہ کرنا جو انتہائی فلسفہ
حیالات کی میز پر بھتی ہیں ۔ ۔

کب تک یہ مصیبتیں ٹھکانے اسلام
کب تک رہے صفحہ جاں گدائے اسلام
پھر اصرار تو اس کو تو تیار کروے
اے حامی اسلام خدائے اسلام

ہے شام قریب چھٹی جاتی ہے صو
مزل ہے بید تھک گیا ہے رہو

ماہنامہ الرضا بریلی شریف! تعارف و اشاریہ

اشاریہ

بہ ہم یہاں ماہنامہ الرضا کے مشمورات کا اشاریہ لکھیں،
۱۹۵۷ء جلد ۱ میں اور صفحات پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین گرامہ جانا
اور رضا تک رسائی حاصل نہ کر سکیں تو کم از کم مشمورات سے رسالہ کی
اہمیت و حیثیت کا اندازہ لگائیں، ملاحظہ فرمائیں۔

جلد (۱) نمبر ۱ محرم ۱۳۳۵ھ: سرورق و بہرست
مضامین کے بعد۔

مستزاد امام اہل سنت کا تازہ لکھا ہو کر یہ کلام دینی رہا ہے
جس سے حجہ کو بہتر کر دیا گیا۔ ص ۲۔

یو ایس سیدنا آدم و فریضی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عنوان
سے مدیر رسالہ علامہ حسن رضا خاں کا تحریر کردہ مضمون، ص ۲ تا ۵۔

مدیر رسالہ کا لکھا مضمون بعنوان قیامت صغریٰ جو حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ و راجا ثاران اہل
بیت علیہم السلام قریبوں اور شہداء کو جس کے قیامت آمیز واقعات
پر مشتمل ہے۔ ص ۵ تا ۱۲۔

مولانا عظیم عبدالرحیم مدنی جیل پوری کی تصنیف کردہ نظم
بحوالہ کریم جس کا مطلع یہ ہے۔

یہ اہمیت لرب و بلا اور مرے رسول کے پھوس
پڑے ملک خاک پہ پکھڑے ہوئے بتوں کے پھوس

[ص ۲۲]

تغزیہ لکھنے کے حوالے سے دینی ضویہ شریعہ سے
منقول امام اہل سنت کا دینی مبارکہ۔ ص ۲۳ تا ۲۴۔

اتحاد و اتفاق کی بحیثیت و افادیت کے حوالے سے ضیہ
اہل حضرت ملک احمد علامہ قطر الدین بہار علیہ الرحمہ کا لکھا
مختصر مگر جامع مضمون۔ ص ۲۴۔

رسالہ کے آخر میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے مبارک
ملفوظات جن میں حضور مفتی اعظم ہند علامہ محمد معطی رضا خاں سے
مرتب فرمایا، اس کا پہلا حصہ صحیح صفحات پر مشتمل مطبع علی ست
کا مطبوعہ شائع کیا گیا ہے، مزید اس کی قطعی و کٹے شماروں میں
شامل ہیں، شمارے کے آخری صفحہ پر الرضا کی اہل قلم کے عنوان
سے مدیر رسالہ سے رسالہ کا پیادہ مقصد اور اس کی ترویج وغیرہ
کو بیان کیا ہے۔

جلد (۱) نمبر ۲ صفر و منظر ۱۳۳۸ھ میں ۲ ماہنامہ الرضا کی تاریخ
طباعت اور مبارک باد کی پر مشتمل مولانا محمد عبداللہ سرمدی کا لکھا
ہو، تاریخی مظلوم عربی کلام بعنوان تاریخی و جہلہ زنی و ضیہ
۱۳۳۸ھ درج ہے، صفحہ ۳ پر اس عربی مظلوم کا رد ترجمہ بھی
موجود ہے جس کو مدیر رسالہ سے تحریر فرمایا ہے۔

بہرست مضامین کے بعد امام اہل سنت کی لکھی ہوئی عزیمت
تحت پاک زمین و زماں ظہار سے ہے مکیں و ممال ظہار سے
یہ۔ ص ۲۔

حضرت اور بیس علیہ السلام کی سوخ کا بھائی خاکہ اور ان
کے ہم واقعات سے ملتے جلتے آخر الزماں کے چند
واقعات پر مشتمل مدیر رسالہ کا لکھا ہوا مضمون بعنوان نبی اللہ جناب
دریس دروس اللہ جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ص ۸ تا ۱۳۔

پھاس کی نصیحت کے عنوان میں ۸ رے۔ رنگ مولانا
عرفان علی جیل پوری کا عمدہ و نصیحت آمیز مضمون درج ہے جس
کے آخر میں آپ نے چند شعرا بھی تحریر فرمائے ہیں جن کا یہاں
نقل کرنا دیکھی سے حاشیہ ہوگا۔

کوئی شدت جوع سے مرہا ہے
کوئی رات بھر تپ کر کاٹا ہے

الدرین بہاری سے مستفاد کیا تو جو سب میں آپ سے اس ہے اصل و پیہود پیش گوئی کی ملس و مدلل و معصل تردید فرمائی اور پروفیسر کی اس پیش گوئی کے دائرہ مدار داخل کا تانا بانا بھیج کر رکھ دیا، یہ مضمون مئی ۲۳ء سے ۲۸ء تک چھ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۹ مئی ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۱۹ء کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے بے حد معتقد و مددگار بہترین عالم دین، محسن و سربراہ، اردو فارسی، عربی اور انگریزی زبان میں خوب مہارت رکھنے والے اپنی دوسری تعلیم یافتہ حضرت مولانا شمس اللہ صاحب کا وصال ہو کر ۲۸ مئی ۱۳۳۸ھ پر ان کا وصال نامہ درج ہے۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت کے پہلے حصے کی دوسری قسط آٹھ صفحات، شمارے کے آخری صفحہ پر ارمہ کی دوسری حصہ کے عنوان سے مدبر رسالہ کی تحریر جس کا گزشتہ شمارے میں ذکر کر رہا۔ جلد (۱) نمبر ۳۰ مئی ۱۳۳۸ھ

ابتدائی صفحہ پر ارمہ کے خریداروں کے لیے غرضی ہدایتیں اور مضمون نگار حضرات سے گزارشات، اشتہارات کی جرت کے خورے سے تفصیل، پہلے صفحہ پر فہرست مضامین اور مولانا محمد عرفان علی ہسل پوری کا تعقیب کلام جس کا مطلع یہ ہے۔
پیدا ہوئے ٹیکہ فخر رسل سید انوری، رکر مصطفیٰ نور خدا ہے، جن کا لقب لیا وہ مدلقا، کر، کر مصطفیٰ
مئی ۲۳ء سے ۲۸ء تک امام اہل سنت کا رقم فرمودہ منظوم درود نامہ ہے۔

کچھ کے بدلہ، ندی جی تم پہ کروڑوں درود
طیب کے شمس غفری تم پہ کروڑوں درود
نبی اللہ حضرت نوح و حبیب اللہ حضرت محمد علیہما السلام کے خواتین سے مدبر رسالہ کا مضمون مئی ۵ تا ۸ء حضور مکی اعظم ہند کے مضمون، تصحیح فقہین، رحمہم اللہ کی دوسری اور آخری قسط مئی ۹ء سے ۱۲ء۔

پروفیسر البرٹ کی پیش گوئی کے رد کا بکچا ہو حصہ مئی ۲۲ء
۱۳ مئی آخری ارمہاں علیہ السلام کی وراثت طیبہ اور محفل میدد کے خورے سے عید میلاد کے عنوان سے مدبر رسالہ کا مضمون مئی

کوئی سخت امراض میں مبتلا ہے
نہیں پاس کوڑی پڑے بے در ہے

میں بھیرے وہ جن کا گھر ہے۔ اور ہے
کچھ ان کی بھی حالت کی جھ کو خبر ہے
مسماں آپس میں بھائی مگر ہیں
تو کیوں سیکڑوں خور میں در ہر ہیں

مگر ان کی حالت سے یوں بے خبر ہیں
حد کی قسم ان سے بہتر خبر ہیں
خدا کے لیے اپنی حالت سنبھالو
غریبوں کو رنج و سخن سے نکالو

خدا کو ہے عرفان مگر منہ دکھانا
سچی دنیا کے دربار میں اس کے جانا
غیور کا نار منظر ہے ٹھکانا
لہی بچانا لہی بچانا

ہے کتنوں دشمن سچی اس کا پیارا
سنا ہے نہیں تو مے ارشاد مولانا
رسالہ کی دوسری حصہ کے سبب رسالہ بغیر تاریخ چھپ
ہاتھ جس پر کچھ قارئین سے شکایت کی، مدبر رسالہ کے اس
کے جواب میں معدرت پیش کرتے ہوئے رسالہ سے متعلق
درخواست گزری کا، کر کیا اور لکھا کہ تجدید نہیں چھاپے کے ہے
محسن و سربراہ کی اجازت رکھ رہی ہے جوئی حال حاصل ہے
ہوئی ہے، جارت ملنے پر اس کا التزام کیا جائے گا۔ (م۔ ۱۰)
نبی کریم ﷺ کے آخروں ہی ہوئے کے خواہے سے حضور
مفتی اعظم ہند کی مدلل و معصل تحریر بعنوان تصحیح فقہین رحمہم اللہ
و قسطوں میں شائع ہو، پہلی قسط اسی شمارے میں مئی ۱۱ء سے ۲۳ء
تک شائع ہوئی، دوسری گلے شمارے میں۔

سہاروں کے جناح سے کتاب لیا سو رخ کا ہونا اور اس
کے نتیجہ میں طوفان و بھیاں مفت مارش و میرہ کا ہونا، اس خواہے
سے امریکہ کے محکم پروفیسر البرٹ کی ہونا ک پیش گوئی و انگریزی
خبر رسالہ میں شائع ہوئی، اس سے متعلق ملک الصداکار ظفر

حضرت موح علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے مدبر رسالہ کے پچھلے مضمون کی دوسری اور آخری قسط، ص ۳۴ سے ص ۸ تک۔ اعلیٰ حضرت کی اپنی بارگاہ سے وابستہ علما و علما سے متعلق مدارج پر مشتمل وصاحتی و دو جہی تحریر اور ساتھ ہی مدبر رسالہ کا عدالت و رچند مشہور علما نے اعلیٰ حضرت کی ترقیب حروف بعد مختصر ہر سمت ص ۹ تا ۱۲

یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت کے علمائے عظام کے حوالے سے ستاد ذمہ حسن رضا حاکم بریلوی کا عمدہ مضمون بعنوان عز و ص ۲ تا ۶۔ مدحہ سلام کی حقانیت پر استاد ذمہ عمدہ حسن رضا حاکم بریلوی کی تصنیف کردہ کتاب "رہنہ حسن" جو مطبع ملی مسند و جماعت بریلی سے شائع ہوئی ہے قسط وار رسالہ میں شائع کیا گیا ہے، پہلی قسط میں آٹھ صفحات شامل ہیں۔ موقوفات اعلیٰ حضرت حصہ ۱ کی چوتھی قسط آٹھ صفحات تھانوی الدولی، ابجدانی صفحہ نمبر ست مضامین اور ستاد ذمہ کی لکھی ہوئی حقیر عزا جس کا مطلع یہ ہے۔

عام بعد صورت ہے مگر جاں ہے تو تو ہے

سب ذرے ہیں مگر مہر در حشاں ہے تو تو ہے

ص ۲ و ۳ پر امام اعلیٰ مسند کا کلام۔

نظر آگ جان سے دو چار ہے دجمن چمن بھی شاد ہے

عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار نہیں رہے

حضرت ابو علیہ السلام اور محمد ﷺ کی بیعت و ملاقات کے حوالے سے نبیانا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت محمد علیہ السلام و السلام کے عنوان سے مدبر رسالہ کا مضمون ص ۳ تا ۶۔ ستاد ذمہ کے پچھلے مضمون سے جو ست مضمون بعنوان عز و ص ۲ تا ۶۔ ص ۶ تا ۷۔ امام اعلیٰ مسند کا گانے کی قریب سے متعلق فتاویٰ رضویہ شریف سے منقول مدلل و متصل فتویٰ ص ۱۲ تا ۱۳۔

ستاد ذمہ کے رسالہ دیکھ کر حسن کی دوسری قسط آٹھ صفحات، حصہ ۱ موقوفات اعلیٰ حضرت پانچویں قسط آٹھ صفحات، اور حصہ ۲ کے دفتر کی جامع مطبوعہ کتابوں کی ہر سمت، آخری دو صفحات

جاری □ □

کا رسالہ ص ۲۱۔ اسی حوالے سے "مختل میلاد کا قرآن عظیم سے ثبوت" کے عنوان پر دارالافتاء بریلی شریف کے مفتی محمد شفیع خان صاحب کا مضمون۔ ص ۲۲ تا ۲۴۔

پروفیسر امیرٹ کی پیش گوئی ۱۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کے حوالے سے تھی جس کی عملی ترویج امام اعلیٰ مسند سے حرمانی تھی اور ثابت کیا تھا کہ یہ سب اوہام و محسوسات عاقلہ ہیں، پروفیسر کی بتائی ہوئی تاریخ میں یہ کچھ نہیں ہوگا، احمدیہ امام اعلیٰ مسند کی تحقیق کی حد وقت ظاہر ہوئی اور پروفیسر مقررہ تاریخ میں کوئی حاشہ پیش نہیں آیا، مدبر رسالہ سے یہ خبر حق کا یوں بالا کی سرٹی سے تحریر فرمایا۔ ص ۲۴۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت کے پہلے حصہ کی تیسری قسط۔ آٹھ صفحات پر مشتمل۔ رسالہ میں درائیں اظہار کی نشاندہی اور کتابت کی خرابی کا معقولہ حذر۔ شمارہ کے آخری صفحہ پر اربعہ کی حقیت کے عنوان سے مدبر رسالہ کی تحریر۔

جدد ۱ ستمبر ۱۹۹۹ء درج لآخر تھانوی الدولی ۱۳۳۸ھ

پیشانی صفحہ پر اربعہ کے خریداروں کے لیے ضروری ہدایتیں اور مضمون نگار حضرت سے گزارشات۔ علاوہ انہیں رسالہ میں اشتہارات کی اجازت کے حوالے سے تفصیل، پہلے صفحہ پر ہر سمت مضامین اور حدیث اعلیٰ حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری کی لکھی ہوئی تحت پاک جس کا مطلع یہ ہے۔

تمہارا کرم ہے عنایت تمہاری

رو عالم میں بالا ہے مت تمہاری

سرکار عظیم میں امام اعلیٰ مسند کی لکھی ہوئی منقبت

شریف ص ۲ و ۳ جس کا مطلع یہ ہے۔

تر درہ مد کامل ہے یا غوث

تر قطرہ ہم نازل ہے یا غوث

مولانا حکیم عبدالرحیم مدق جبل پوری کا عقیدہ کلام جس کا

مطلع یہ ہے۔

سراں کے دلچسپ ہم آواز جھکائے ریتے ہیں

ترے نصیب کی بگڑ بنائے دیتے ہیں

ص ۳

حضور تاج الشریعہ کی حیات طیبہ پر ایک اچھوتی تحریر

علم کا شیدائی

اور ملت اسلامیہ کی آرزوؤں کا خیال آتا ہے تو راتوں کی بیداری ہوتی ہے، سوچا ہوں کہ میرے دادا جان اور باپ کی روشنی کی ہوتی علمی وضع کمزور نہ پڑ جائے، اس لیے اس علمی چراغ میں تمہیں اپنی محنت و مشقت کا ہوا اٹانا ہے تاکہ اس کی کوئیز سے تیز تر ہو اور زمانہ اس کی روشنی میں صلاح و علاج کا راستہ ملے کر سکے۔

چند جہلوں میں باپ مے پرانہ شہقت و سوز و کرب فی تڑپ، غم، ہمت، جدی امانت اور سنبھلنے میں اٹھ رہا سارے درود کرب بیان دیا، کہتے ہوئے ہاتھیں جم ہو گئیں مگر یہ آنسو صرف دروید جدی کا اظہار یہ نہیں تھے بلکہ آنسوؤں کی چمک اس عزم و یقین کا پتہ دیتی تھی کہ عن قرب اب کا شہزادہ علم و فضل کے اس مقام پر فائز ہو گا جس کی تمناؤں میں بڑے بڑے قرماں رہ و رفلا سفر نامہ کام رہے

سعادت آمار بننے سے آگے بڑھ کر مددگرمی کو ہاتھوں کو بوسہ دیا، آنکھوں سے لگا یا اور رب کے ساتھ عرض کیا: ابا جان! میں نے رب کا جتنا فکر و کرب تو کم ہے، جس سے درشت ہوئی کی پروردگاروں میں جانے کا ایک اور حسین موقع عطا کیا، اپنے مقدر پر تائید ہوں کہ جداد کی علمی وراثت کے لیے آپ ن زمانہ شناس لگا ہوں، نئے میرا انتخاب کیا۔ آپ مطمئن رہیں میں طلب علم کی راہ میں ہر دور کو دو اور ہر تکلیف کو راحت حاصل کروں گا، لہذا علم سے اس سفر میں ایسی ہی پریشانیوں آئیں مگر آپ کا بیٹا عزم و حوصلے کی چٹال بن کر ثابت قدم رہے گا اور اپنے جداد کی علمی وراثت کے لیے اپنے تمام رنج و غم شریعت شیریں کی طرح پی کر آپ کی تمناؤں کی تکمیل کرے گا

جدی پورے خاندان کی دعاؤں کا تحفہ لے کر یہ جوان

انیس سال کا بالکا جمید خوب رو جوان مروجہ علوم و فنون کی دستار سر پر سہا سے اہل غار کی آنکھوں کا آثار ہوتا تھا، مگر آنکھوں میں علم کی تہوں تک جا بے جا حد ہر وہ کرنگزانیوں لے رہا تھا، ایک طرف زمانہ اس جوان کے علمی تھکاوٹ و تعلیمی شباب کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ کر رہا تھا مگر اس جوان کی طبیعت "ہن من مزید" کی طرف مائل تھی، والد گرامی سے اپنے بیٹے کی یہ کیفیت پوشیدہ تھی، کچھ مخصوص حداب سے مشورہ کر کے بعد والد گرامی نے ایک بڑے فیصلہ کر دیا

سوشیز سے جی باحضور اجواں نے نہایت سعادت مندی سے والد گرامی کو جو سب دیا وہ بہ کمال یہ مندی سر جھٹا کر ہمتی گوش ہو گیا۔

میرے غمت ٹھکرا! آپ صرف میری ہی نہیں بلکہ اس عظیم حوالہ سے اور پوری جماعت کی امید ہو رہا، تنگ کی لگائے اس شہزادہ کا منتظر ہے جو اپنے جداد کی علمی وراثت کا سچا جانشین ہو اور عام اسلام کی علمی و دینی خدمات کا حق ادا کرے کی معتقد رہتا ہو۔

میرے چاند سے حسین بیٹے! منصب کمال بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتا، ہر عروج کے پس منظر میں صائب عروج کی شہتک محنتیں اور قربانیوں کی نصیب و ستان پوشیدہ ہوتی ہے تب کہیں جا کر عزت و مال کا منصب عظمیٰ حاصل ہوتا ہے۔

جان پدر! جمہاری آنکھوں میں مجھے وہ چمک نظر آتی ہے جس کے لیے تمہارے جد و مشہور رہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم عام اسلام کی سب سے قدیم اور گاہ میں جا کر کتاب علم کرو اور علم و فن کے نئے جہاز کی تلاش رو حالانکہ میری تمہارے جدائی کے خیال سے یہ بیٹھا جاتا ہے مگر جداد کی سعادت

عام اسلام کی سب سے قدیم درس گاہ "جامعہ ابراہیم" سے لیے روئے ہو گیا دن، ہفتوں، ہفتے مہینوں اور مہینے سالوں کا سفر طے کرتے رہے، بھی دوسری کا سفر طے ہو تھا کہ چنانک خبر ملی کہ عزیز ارحام والدہ رفاہ سے دار بقا کو کوچ کر گئے۔

آہ! دیار پر ویش میں نازوں کا پالنا، دانا شہزادہ پیدا تھا واپس جا کر شفیق والد کی شفقتوں کو مہینے اور سال کی محنتوں کی چھاؤں میں بیٹھے کی حسنا پور سے ماری تھی مگر آج اس حیر و حشت اثر سے دل کی دنیا وجود بال کرا ادا ہو چا تھا کہ جامعہ، رہبر علمی رفعتوں کا تاج سج کر مدد گرامی کی آنکھوں کو ٹھنڈ کر دیں گا مگر قسمت سے اتنا موقع ہی نہیں دیا اور جس مہربان باپ سے اپنی صحت واپنائیت کی چھاؤں میں رخصت کیا تھا آج وی شرمسار در رخصت ہو گیا

دل کا درد آنکھوں سے آسوں کر لپکتے نکلا، پور، جو درد کی شدت سے زرم تھا، زردہ والد کی شفقتیں یاد آئیں تو آنکھوں سے رستا سوں اور تیز ہوا جاتا، رنج، غم کی ہر ایک پور سے وجود کو مصداق میں سے چلی تھیں چنانک والد گرامی کے الفاظ فالوں میں گونجے "میرے چاند سے حسین بیٹے! منصب کس بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتا، ہر عروج کے پس منظر میں صاحب عروج کی تنہا کھینچیں اور قریبوں کی حسرت، ستان پوشیدہ ہوتی ہے۔ تب کہیں جا کر عزت و کمال کا منصب عظمیٰ حاصل ہوتا ہے۔"

لفاظ کا گونجنا تھا کہ والد کی آنکھوں کے چمکنے آسوا اور مسووں میں پہاں عزم و یقین کی وہ چمک بھی یاد آگئی جس قریب کا، والد سے، کر کیا تھا، آج اسی قریبالی کا وقت تھا، اس یاد کا آنا تھا کہ سارا در اول میں ہی رد ہوا، پہنچے ہوئے آسوں کو ضبط کیا اور کلمہ اٹھا کر ورد دل کو لفظوں کا سہا س پہنچا دیا۔

کس کے غم میں بسے جو پاتا ہے دل اور کچھ زیادہ مند آتا ہے دل

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
کلڑے کلڑے سب ہو جاتا ہے دل

کون جائے در محبوب و محب

کیوں لیا جاتا، دیا جاتا ہے دل

جاں بحق تسلیم ہو جانا ترا

یاد کر کے میر بھر جاتا ہے دل

ان شعرا کے ساتھ ہی درد سے بے چین دل و سستوں کا

دردس جوان نے بہایت صبر و اطمینان کے ساتھ والد گرامی کے

ربیع درجات کے لیے قرآن خوان اور فاتحہ کا اتمام رکے ایصال

ثواب کیا، دل تو چاہتا تھا کہ اسی وقت گھر واپس لوٹ جائیں مگر

وہ دل کی صحت و صفاقت کی سیدیں، مات سدا کا خیال اور

ملت اسلامیہ کی خدمت کے جذبے سے دل کو اس قدر توتا رہا

تھا کہ درد و دنیا گیا، سینے میں اٹھتی ہوئی درد کی لہریں دھن دھن

کر رہ گئیں اور یہ جوان پھر سے حصوں علم میں مصروف ہو گئے

یوں تو بنگ بھی بہایت جاں نشانی سے علمی سر میں طے

کی جاری تھیں مگر والد کے وصال سے دل کی دنیا پر یہ اثر اٹھا

کہ شب و روز و مد کے الفاظ فالوں میں گونجتے تھے اب تو ایک

ایک نوجوان علمی رفعتوں کے حصوں میں گر رہا تھا اس جوان کی شبانہ

روز محنتیں صدائے گیس اور ٹھیک ایک سب کے بعد وہ وقت بھی آیا

کہ جب اس جوان سے پورے مصر میں سب سے زیادہ مسرت

کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے جامعہ زہر میں تاریخ رقم کی۔

آپ جاننے ہیں علم و فضل کی بہاروں کی خاطر والد کی وصالت

کا غم تھا مے وال یہ خوب رو جوان کون تھا؟ یہ جوان کوئی اور نہیں

وہ ربیع علوم اعلیٰ حضرت، چاشین معنی اعظم ہند، تاج الشریعہ شاہ معنی

محمد اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ تھے۔

جو پنی علمی حاکم گسلی اور قریبانیوں کی بدست عام اسلام کے

الحق پر امام احمد رضا کی قیمتی تعلیمات کا نقاب بن کر چمکے، جن سے

تصحب فی الدین کی وجہ سے کتنوں کے عقائد و نظریات درست

ہوئے، جس کی تقویٰ شعرا، زندگی سے مگر ہوں کوراہ بیت عطا

کی جو اپنے ربیم کے سے گد بن کر جنے جس کے آگے دل کی

ہر چیز پر وہ ناں کی طرہ بیخ تھی، جسوں سے ہر دل کے خلاف عزم

و استقامت کے چراغ روشن کئے، جس کی روشنی میں ۲۱ سہرے

ڈاکٹر عظیم مسعود اور ۹ سوالیہ قدرتی *

حضرت ذوالقرنین کے مبارک اسفار

لفظ "عرب" کا تشریح ہے، قرن کا معنی سینک اور رما سے کے بھی آتا ہے، اب اس کا معنی ہو گا دو سینک یا دو رما سے وال
یہ بات بھی مختلف ہے جسے قدر قرن کا معنی رما سے لکھے سالوں پر محیط ہے، اس سلسلے میں کم از کم اس سال کا قول ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک سو تیس سال مگر قرن کا معنی سینک کے لیا جائے تو آپ کے لقب میں لفظ "عرب" متعارف ہے نارہ کا معنی روکنارے والے اس لقب کی جدہ تسمیہ سے متعلق تفسیر مدارب کی تیسری جلد میں کئی ایک اقوال مذکور ہیں، ال میں سے ایک قول یہ ہے کہ چونکہ آپ نے روئے زمین کے دو کناروں کا دورہ کیا اس لئے آپ کو دو القرنین کہا جائے گا۔ دوسرا قول قرن کا معنی رما سے کے تناسب میں یہ ہے کہ آپ کا عہد مرتبہ اس قدر طویل رہا کہ دو قرن یعنی دور ما سے ختم ہو گئے تیسرے قول یہ ہے کہ آپ کے دو در رگب سو حصے جن کی پیداوار آپ دو القرنین سے زیادہ کئے جا سکتے چوتھا قول یہ ہے کہ آپ حوتاج شایر رب سر فرمایا کرتے تھے، اس میں دو سینک برس ہوئے تھے تا کہ دشمنوں پر آپ کا رعب وادب قائم ہو سکے اس لئے آپ دو القرنین کے لقب سے ملقب ہوئے پانچواں قول یہ ہے کہ آپ کے سرمہ رک کی دلوں صحت پیدا کئی دو بھرا ہویدا تھے، اس لئے آپ دو القرنین یعنی دو بھرا لئے اے مشہور ہو گئے، چھٹا قول یہ ہے کہ یہاں قرن بمعنی طرف سے ہے یعنی دو طرف و اسے چونکہ آپ کا تعلق شریف العیسیٰ حامدان سے تھا اس لئے دو القرنین بمعنی عجیب الطریق سے آپ کا ازخیر ہوتا رہا۔

واضح رہے کہ آپ کی عظمت شاہ پوری کی پر ہی کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو پوری روئے زمین کی شہنشاہیت سے سرفراز فرمایا تھا
صدا کی شریعت کے تیسری جلد میں مندرج ہے کہ اس خاکدان

اس سے پہلے ہم حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک اسرار کی قدر کے تفصیل بطور تمہید قرآن مقدس کی روشنی میں بیان کریں گے یہ جائے فی و سشش کرتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنین کا اصل نام کیا ہے؟ اس لقب کے معنی کیا ہیں؟ آپ اس لقب سے لقب کیوں ہوئے اور آپ ہی لقب یا ولی؟

آپ کے نام سے متعلق صحابیؓ کا تفسیر جلد میں کی عظیم اور معتبر و مستند شرح ہے اس کی تیسری جلد کے ایک سو بیس صفحے کے تحت درج ہے کہ حضرت ذوالقرنین کا نام نامی اسم ربی "سکندر" ہے اور آپ کا شجرہ نسب حضرت سام بن نوح علیہ السلام سے ہوتا ہوا، حضرت "نوح علیہ السلام تک جا ملتا ہے اس شجرہ نسب سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ حضرت سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد امجاد سے ہیں، مدورہ کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ حضرت ذوالقرنین حضرت نضر علیہ السلام کی خالہ کے صاحب

نہ سے ہیں۔

حد و قدر قدم کا آپ پر یہاں ہے پیاس مریم ہو نہ صرف
 یہ کہ آپ ابو الاحیاء خلیل اللہ حضرت رابعیہ علیہ السلام کے دست
 حق پرست پر حلقہ بگوش سلام ہوے بلکہ معنوں اللہ کے خلیل کی
 صحبت، چائش سے بہرہ ور ہوئے گا بھی آپ کو عزا و شرف حاصل
 رہے بعض حضرت سے آپ کو نبیاء رابعیہ علیہم السلام کی سوری
 صف میں شامل کیا ہے لیکن قول، صبح ہے کہ آپ نبی نہیں ہیں،
 ہاں کہ بات پر کوئی شک و رے نہیں ہے کہ آپ رب قدر
 کے انتہائی برگزیدہ و صالح بندے اور ولایت کے بلند ترین درجے
 پر فائز ہیں۔

جہاں تک آپ کے لقب دو قرینہ کا تعلق ہے، اس تناظر میں کئی ایک اقوال ملتے ہیں، "ا" کا معنی ہے "والد اور قرین"

مکتی پر چار شہنشاہ سیٹے گدھے ہیں کہ جن کی حکومت و سلطنت کا دائرہ چاروں روئے زمین پر پھیلے ہو تھا، ان چار شہنشاہوں میں دو مومن حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد القریش ہیں اور دو کافروں میں بخت نصر اور عمرو کے نام آتے ہیں۔ رب کائنات کے میضانِ کرم سے ایک اور ذات گری مصیبتِ شہود پر علوہ گری ہوگی، جسے چاروں دنیا کی بادشاہت عطا کی جائے گی وہ ذاتِ باریکات حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوگی۔

قرآن مقدس میں سورۃ البقرہ سے اندر رب قدر سے حضرت داؤد القریش کے تین سفارکار کر فرمایا ہے، ان میں تین سفار میں سے پہلے سفر کے سلسلے میں جو بات قرآن میں جہاں ال سے آپ کے پہلے سفر سے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں وہیں ان کی ضمیر سے چشمہ آبِ حیات کا بھی پتہ چلتا ہے، سورہ کہف کی ایک سو بیاسی آیت شریفہ میں خالق کائنات نے حضرت داؤد القریش کے لئے ارشاد فرمایا، وہ ایک سبب کے پیچھے چلا، (ترجمہ کنز لایمال) یاد رہے کہ سبب دراصل حصول مقصد کا رعبہ ہوتا ہے اور رعبہ میں بھی تقسیم ہے یعنی خواہ اس درعبہ کا تعلق علم سے ہو یا قدرت و اختیار سے

مذکورہ آیت مقدسہ میں لفظ "سبباً" اس بات کی طرف واضح طور پر مشیر ہے کہ حضرت داؤد القریش نے کسی خاص مقصد کی تحصیل کے لئے رختِ سفر باندھا، یہ سفر کس مقصد کے لئے تھا یہ سفر کس طرف تھا، آپ اس سفر میں تباہ تھے یا کوئی اوراں کے ہم رکاب تھا اور اس سفر کا انجام کیا ہوا، یہ ساری باتیں مختلف معتبر و مستند کتب تفاسیر میں تفصیلاً مرقوم ہیں، بڑے اختصار کے ساتھ ہم اس کی تلخیص پیش کرے گی سعادت حاصل کرنے والے ہیں مگر اس سے پہلے سفر سے متعلق آیات مقدسہ کا سلیس زبان میں ترجمہ ملاحظہ کریں۔

وہ ایک سامان کے پیچھے چلا، یہاں تک کہ جب سورج اُڑے کی جگہ بکھڑا سے یہ سیاہ بچڑا کے چشمے میں ڈوبتا پایا اور وہاں اب تک قوم ملی، ہم سے فرمایا: داؤد القریش آیا تو نوادہ ہیں، اب دے یا ان کے ساتھ بھڑائی اختیار کرے،

عرص کی کہ وہ جس نے ظلم کیا اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے پھر پہے رب کی طرف پھیر جائے گا وہ سے ربی مار دے گا اور جو ایمان لایا اور نیک کام یا تو اس کا جہنم بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے آسمان کا کام نہیں گے۔ (۱۱۱:۱۱۱)

جب کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ حضرت داؤد القریش سامانِ نوح علیہ السلام کی وادعہاد سے ہیں، آپ کو قدیم کتابوں کے مطالعہ سے یہ بخوبی معلوم تھا کہ سامانِ نوح علیہ السلام کی ولادہ میں ایک ایسا خوش نصیب شخص ہوگا، جسے آپ حیاتِ نوح کرے گا، یہی موقع ملے گا اور آپ حیاتِ پیچھے کی بیاد پر سے موت نہیں آنے کی یعنی قیامت تک سے زندہ رہے گا شرف حاصل ہوگا اسی مقصد کے حصول سے قوتِ میدانِ حیات لائے حضرت داؤد القریش مغرب کی طرف پایہ رکاب ہوئے اس بات پر حمدِ مفسرین کرم متعلق ہیں کہ اس سفر میں حضرت محضر علیہ السلام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

ہندے کی خواہش پئی جگہ لیکن جب تک مددِ بندہ قدوس کی مشیت نہ ہو تو پھر خواہش دھری کی دھری رہ جاتی ہے اور مقصد خود تکمیل رہ جاتا ہے، کچھ ایسا ہی حضرت داؤد القریش کے ساتھ بھی ہوا، آپ سے آپ حیاتِ پیچھے کی عرص سے اتنا طویل اور دشوار گزار سفر کیا مگر اس کی تمنا پوری نہ ہوئی، چاہ کر بھی آپ چشمہ آبِ حیات تک پہنچ سکے اور نہ آپ حیاتِ نوح کرنے کا عذر حاصل کر سکے۔ البتہ آپ کے بھر پور حضرت محضر علیہ السلام (جو آپ کے حالہ راہ تھے) کا مقدر جاگ اٹھا اور انہوں نے آپ حیاتِ پیچھے اور وہ آج بھی بغضِ رب زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے

حضرت داؤد القریش کے اس پہلے سفر کی مختصر روداد یہ ہے کہ آپ مغرب کی سمت تمام آبادیوں والے علاقوں سے گزرتے ہوئے غروبِ آفتاب کے وقت سے غلطے میں پہنچے جہاں آپ سے آفتابِ عالم تاب کو ایک سیاہ میں غروب ہوتا ہوا ملاحظہ فرمایا، قرآن مقدس سے اس سیاہ چشمہ کو "عنون حشفہ" یعنی ایک سیاہ بچڑا کا چشمہ کہا ہے، دراصل اسے کھجے کے لئے ہمیں بھری

مساروں کے مشاہدات و تجربات کا جائزہ لینا ہوگا، مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک سمندر کا مسافر عرب اقطاب کے وقت اقطاب کو سمندر کے آبِ سیاہ میں ڈوبتا ہو رہتا ہے، ایسے ہی حضرت دو القریں کو بھی یہ محسوس ہو کہ سورج ایک سیاہ چشمہ میں روپوش ہو رہا ہے۔

حضرت دو القریں سے وہاں پہنچ کر یہی قوم دیکھی جو ماوروں کی کھال بطور سب پکنی ہوئی تھی، ان کے خورد و نوش کا یہ عالم تھا کہ اس قوم کے لوگ صرف اور صرف اربابی مر و جاوڑوں کو کھایا کرتے تھے و صبح رہے کہ تاریخ میں اس قوم کا نام ناسک مدکور ہے، تفسیر کی کتابیں بتاتی ہیں کہ قوم ناسک کے لوگ انتہائی قوی ہیکل اور جری و شگھو تھے اور ان کے لشکر کی تعداد دس قدر تھی کہ اس کا شمار انہیں نہیں متعدد مدکور تھا۔

حضرت دو القریں کے حکم پر جب ان کی فوجوں نے قوم ناسک کے لوگوں پر دھاوا بوزخا تو وہ بے حد طاقتور اور ماہرین جنگ و جدال ہونے کے باوجود معویہ و بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے، بالآخر ان میں جو شرف ایمان ہے بہرہ ور ہونے ان سے کسی قسم کی پاؤں نہیں کی گئی اور جو اپنے کفر و شرک میں ڈٹے رہے نہ تو قتل کر دیا گیا

حضرت دو القریں کے دوسرے سفر کے تذکرے سے پہلے چند اہم باتوں کا علم ہے حد ضروری ہے، دراصل قرآن مقدس میں حضرت دو القریں کے ذکر کا جس منظر یہ ہے کہ یہودیوں کی قہر پر کفار مکہ سے رسول کائنات ﷺ سے حضرت دو القریں کے بارے میں سنا گیا تھا یہ جاننے کے لئے کہ قرآن مجید واقعی کلام الہی ہے یا نہیں، ان کے سوال کا صحیح نظریہ تھا کہ جب رسول اکرم ﷺ اس سوال کا جواب نہ دے پائیں گے تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ آپ اللہ کے چھ رسول نہیں ہیں و آپ کا دعویٰ یہ کلام الہی ہے خود بخود ہی رد و کذب ہو جائے گا اعلیٰ و بالقد

یاد رہے کہ قرآن مقدس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوالوں کے جوابات کے ساتھ ساتھ کفار مکہ کے تین سوالوں سے جوابات بھی موجود ہیں، پہلا سوال روح سے متعلق رہو ہر سوال

اصحاب کہف کے مسئلے میں درخشاں سوال حضرت دو القریں کے بارے میں

قرآن مقدس میں رب کائنات نے نہ صرف یہ کہ حضرت دو القریں کا جو پاؤں کر فرمایا بلکہ آپ کی وہ عظیم نشان و توحات بھی بیان فرمائیں جن کے نشانات اب بھی قائم ہیں اور یہ تا قیام قیامت قرآن اور صاحب قرآن کی حقانیت کا مطلب پڑھتے ہیں گے سیاحان عام نے نشانہ کائنات کا اپنے چشمہ سے مشاہدہ کیا اور تاریخ میں کئی ایسے سیاحوں کا ذکر آج بھی ثبت و ثبوت ہے جو قرآن مقدس کی حقانیت کے سامنے سرنگوں ہو کر حلقہ گروش اسام ہو گئے، کفار مکہ اور یہودیوں سے سوچا تھا کہ محمد عربی ﷺ معاذ اللہ اس سوال کے جواب سے عاجز و قاصر رہیں گے مگر رب قدر سے قرآن مقدس میں اس کا یہ فصیح و شیعہ اور شہدائی جواب مرحمت فرمایا کہ جسے پڑھنے کے بعد پہنچے تو پہلے ہی عیروں کو بھی قرآن مقدس کے کلام الہی ہونے پر سر تسلیم خم کرنا پڑے اور تائید سنی کو بھی اس سے محال لگا نہ ہو سکے۔

قرآن مجید سے سورہ آیات بینات بہ مشتمل حضرت دو القریں سے متعلق سوال کا ایسا جواب عطا فرمایا جس میں آپ کی حیات طیبہ کی بہت ساری خصوصیات و روایات کی طرح عیاں ہو گئیں، یہ لفظ مگر گریہ کہا جائے تو قطعی غلط رہے گا کہ اس کے اندر آپ کے عہد طفولیت سے لے کر شعلی تک کے تمام حالات صاف و شفاف آئیے کی طرح آشکارا ہو گئے۔ ان آیات مقدسہ کی اگر بلاستیعاب اور بالقرائن و تلاوت کی جائے اور انہیں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو حضرت دو القریں کی عہدیب و حقانیت، پاکیزگی و شریعت، اخلاقی قدردی، خشیت، الہی، دعا پروری، رحم دلی، باطن شناسی اور حیران کن رد و توحات جلوتیہ نظر آئیں گی۔

جاری □□

قارئین کرام! توجہ فرمائیں

قارئین کرام! اگر آپ کو رسالہ نہیں مل پاتا ہے تو ہمارے مہربانی فون گر کے اطلاع دیں تاکہ آپ کو رسالہ مل سکے۔

ڈر مفتی شہاد احمد صاحبؒ

حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب کی رحلت

جماعت اہل سنت کے لئے ناقابل تلافی نقصان

خوش حال زندگی بسر کرتے مگر وہ کتابی شیخ تھے ان کے متاد و مربی حضور مجاہد ملت نے جہاں بیٹھا دیا، وہیں پوری زندگی گزار دی اور آخری سال تک چار مہینے سے وابستہ رہے۔

وہ عظیم محقق تھے جس موضوع پر کلام لکھتے تحقیقات کا دریا بہا دیتے۔ وہ قادر الکلام مصنف تھے جس عنوان پہ لکھتے اس کے تمام گوشوں کو روش کر دیتے۔ انھوں نے رد عربی انگلش تینوں زبانوں میں اپنی قلمی یادگار لکھ چھوڑی تھیں، مجاہد ملت کا حرف حقانیت، مرد و جود، لقاوی حبیبیہ اور لکب الگب زبانوں میں کئی درجن مضامین و مقالات اور مفید رسائل انکے تحریکی، جودت طبع قوت استدلال اور فنی بصیرت پر روش دیتے ہیں۔ فطری طور پہ اس کے مزاج میں شدت تھی مگر جب سعادت ملی سے رہی کی اور حضور مجاہد ملت کے ہاتھ پر مسلمانا ہوئے اور انھیں کی تعلیم و تربیت سے بے مثال حاکم و فاضل بنے تو وہ شدت، یعنی تصلب میں یوں گئی اور ایسے مصلک عالم بنے کہ زمانہ ان کے تصلب کی مدد کی استطاعت علی الشریعہ کی مثال دینے لگا ایسے مسلک و مذہب سے وہ برابر منحرف دیکھتے، اس سے دور ہو جاتے، بڑے بڑے علماء ممنون کی ردی اور راویان کے سبب رابطہ منقطع کر دیا، اعلیٰ حضرت، مفتی عظیم تاج الشریعہ سے حد درجہ عقیدت رکھتے، بریلی شریعہ سے خون کی حد تک پیار تھا، بریلی کے خلاف لکھے ہوئے ہر فتویٰ اپنے والوں سے شدید نفرت رکھتے اور ان کے ساتھ طسوں میں شریک نہیں ہوتے۔

احتلائی مسائل میں مفتی اعظم، تاج الشریعہ کو اسل کے فیصل بورڈ کے ان کے بڑے ایک حرف آخر ہوتا، وہ خود شریعی کو اسل کے فیصل بورڈ کے ایک اہم کن بھی تھے اور شریعی کو اسل کے سید تارین کئی سال شریک بھی ہوئے۔ بحثوں میں حصہ لیا مگر پھر علامت کے سبب شرکت

لیوں تو اس عالم رنگ و بو میں جو کچھ ہے سب فانی ہے، کسی کے لئے نہ قر ہے نہ دوام ہے، ہمارا دور صرف حد سے وسعہ لاشریک کے لئے ہے جس نے سب کو پیدا کر دیا مگر اسی ناپائیدار دنیا میں کچھ ایسی ہستیاں بھی جم جیتی ہیں جن کے وجود کی برکتوں سے ایک عالم سیراب ہوتا ہے، ان کی دست پہنچ آپ میں نہیں ہوتی تھیں، ان کا حوصلہ بلند، فکر عاں و رحیاں پاکیزہ ہوتا ہے، ان کا وجود مردہ دلوں کے لئے حیات تو کا مزدور اور ان کی موت عام کی موت ہوتی ہے۔

انھیں اولاد، تعزیم، حامی حوصلہ، بلند فکر انسانوں میں سے ایک "ماہر ہفت سالانہ، حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب حبیبی الہ آبادی" تھے، ان کا شمار جماعت اہل سنت کے اکابر میں ہوتا تھا، وہ گوشہ جہاں میں بیٹھ کر معقولات و منقولات کے ماحل مسائل حل فرماتے تھے، وہ شاعر، خطیب تھے مگر شیخ سے دور رہتے، وہ صدر المدرسین تھے مگر مدرستین پر مسلط نہیں رہتے بلکہ اپنی درس گاہ پر وقتاً میں بیٹھ کر محظوظات و مقنونات کی منتہی ستائیں پڑھاتے، ان کا انداز تدریس رالاجھا، وہ انہما و التفسیر کا لکھ رکھتے حبیبیہ سے پیچھے مسائل کو آسانی کے ساتھ طلبہ کے ذہن میں اتار دیتے، پورا درس نظامی ان کو مستحضر تھا، اس لئے ہر فن کی کتاب یکساں مہارت کے ساتھ پڑھاتے۔

وہ اردو، عربی، فارسی، ہندی، انگریزی، سنسکرت، بھوجپوری وغیرہ سات زبانوں پر عبور رکھتے تھے مگر زبان و بیان کو شہرت و نامور اور حصول رزقا دینے نہیں بنایا بلکہ ان زبانوں میں کتابیں لکھ کر دین و سمیت کی اشاعت کی گھر چاہتے تو رہاں دہلی کی پیاد پر فنی ملکوں میں یا یورپ، امریکہ، جرمنی، کناڈا، سنسکریٹ وغیرہ کسی ترقی یافتہ ملک میں سیٹھل ہو جاتے وہاں بچوں کے ساتھ

سے محدثت کرتے رہے، چلتی فریں پر نماز سے جوار و عدم جوار سے متعلق جب مسئلہ گرم ہوا تو انھوں نے بریلی کے قصبے کی تائید و حمایت میں خود جامعہ حبیبیہ الدہلوی میں ایک سمینار رکھا جس میں شہسور حضور تاج الشریعہ اور حضور محدث کبیر درجنوں علماء مشائخ و مفتیان کرام نے شرکت کی، اور طویل بحثوں کے بعد بالآخر بریلی شریف کے سمینار کے قصبے کی مختلف طور پر تائید و حمایت کی گئی۔

علامہ عاشق الرحمن صاحب علم و فضل کا کوہ ہما ہوئے کے موجودہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے رہے، صاف گوئی حق بیانی، کفایت شعاری، قناعت پسندی، فقر و درویشی و گوشہ نشینی کا طرز و امتیاز تھا۔ وہ زندگی کی چمک دمک، نام و نمود، شہرت پسندی، جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے مگر انوس صدانوس علم و عرفان کا وہ سورج جو صاف سدی تک چندستان کو اپنی طمیں تاباںوں سے منور کرتا رہا، وہ بدلتی فادہ چند بیتار جس سے گرا در و حمل سے مست رسوں کی شعا میں پھونٹی تھیں، 13 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 26 اپریل سن 2021ء بروز روضہ بوقت ساڑھے ۱ بجے صبح ہمیشہ ہمیش کے لئے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

فدرب، عزت علامہ موصوف کو لڑوٹ لڑوٹ جنت عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل، آمین بجا، صبی الکرم۔

مس ۸۵ کا بقیہ.....

میں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے ۱/ یک یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر یا بہتر فرقوں میں کسی کو حجت کا پیمانہ نہیں دیا، اس طور پر اس کے قول سے یہ مآم آیا کہ سائل منّت نائی میں درود سے بھی نائی کہیں تک اور یہ کہتا ہے کہ جتنے مرتے ہیں نئی اور غیر نئی الٰہ میں سب میں تعبیری اور تشریحی اختلاف ہے اور ہائی سب یک ہیں اور اس کے علاوہ بہت سارے اس سے کفریات ہیں دید و شنید وغیرہ میں اور دوسری کتابوں میں اور ستریت پر سب تو اس کے اقوال اور اس کے بیٹن اور اس کے کلمات وغیرہ سب دستیاب ہیں وہاں سے آپ جا کر ان کی معلومات کر سکتے ہیں بھدا اس کی جمدہ بھی حد کفر تک پہنچنے میں کوئی شک نہیں

عرض ۲۲ جنارے کو غسل دینے وقت بڑ کے استا سے

استعمال کر سکتے ہیں اور کیا خوشبودار الاصاب استعمال کر سکتے ہیں؟ اور کلام اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ بڑ کے دستا سے پہے ہوں اور آپ اسلامی کارخانے کا صابن استعمال کر سکتے ہیں اور خوشبودار کے ساتھ ہے۔ اس میں کوئی ایسٹس یا کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہیں ہے اور اسلامی کارخانے کا ہونا ہو ہے تو اس کو استعمال کرے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عرض ۲۳ میں شریعت کے مطابق طلاق کا طریقہ جانا چاہتا ہوں؟ ارشاد طلاق کا طریقہ تو یہ ہے کہ

”الطَّلَاقُ مَوْتَانِ فَمِنْ مَوْتَانِ مَا يَمْحُورُ فَيُؤْتَى رَجْعًا“

پدخصان قرآن کریم میں صاف فرمایا کہ طلاق جو شرعی طلاق ہے جو اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے قلوب میں طلاق ہے وہ یہ ہے کہ یہ نہ ہو و طلاق صریح لفظ سے، یہ پھر یہ میں جس میں اس سے صحبت رہی ہو اسے جس کی حالت میں یا اصل کی حالت میں طلاق دے اور ایک طلاق دے یا دو طلاق دے اور عدت گزرے دے۔

فامساک، ہم محرو ف۔ اب طلاق دینے کے بعد عدت کے تدارک چاہتا ہے تو عورت کو بھدائی کے ساتھ روکے یعنی رجعت کرے رہاں سے کہہ دے کہ میں نے اس سے رجعت کی اس کو اپنے لکڑ میں لیا یہ فصل سے کسی ٹیکشن کے ذریعے وہ اس کو اپنے لکڑ میں واپس لے لے اور مستحب یہ ہے کہ وہ پھر گارنریوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی اپنی رجعت کی یا اپنے نکاح میں واپس لیا اور اگر نہیں واپس کرنا چاہتا ہے اور رجعت نہیں کرنا چاہتا ہے تو عدت گزرے دے اور جب عدت گزر جائے گی تو عورت آزاد ہوگی جس سے نکاح جائز ہے اس سے نکاح کر سکتے ہیں تین طلاق ایک مجلس میں یا یا ایہ لفظ میں دینا کہ میں نے تین طلاق دی یہ ہوں کہہ کہ میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی یہ ناجائز گناہ ہے، اگرچہ وہ کا تو طلاق پڑ جائے گی اور عورت سے حرم ہو جائے گی کہ یہ عدت اس کے لئے کبھی حلال نہ ہوگی۔

جاری ۵۵ □

محمد رسول اللہ ﷺ

احمد علی شاہ رحمانی

نزد مولانا اب احمدی برکاتی *

شاگرد صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی عطف اللہ قادری متھراوی

بچہ کچھ یادیں، کچھ باتیں

۲ فروری ۲۰۲۲ء کی وہ مبارک شام آج نکلا ہوں کے سامنے گھوم رہی ہے، جب لای حسرتوں کے بعد حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے کسی شاگرد سے ملاقات کا شرف اور سعادت حاصل کر رہا تھا، بچوں کے حضور صدر الشریعہ کی بے پناہ عقیدت دس میں موجزن ہے، ایک نو قلم و قلم جو نے کا شرف دوسرے نایاب رہتے ہوئے کی غیر درمندانہ

اسی والہ عقیدت کی وجہ سے مجھے ہمیشہ حضور صدر الشریعہ اور ان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہے، نہ ہے نصیب کی شوال 1439ھ سے مرکز قادیان مارہرہ مطہرہ میں خطاب، مشائخ مارہرہ کے نور میں رہ کر خدمت دین کی سعادت ملی۔

مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے طلبہ کے سامنے حضرت صدر الشریعہ کا ذکر چھیڑا تو ایک طالب علم گویا ہوا کہ حضور صدر الشریعہ کے ایک شاگرد مارہرہ شریف میں موجود ہیں تفصیل جانی چاہی، جیسے ہی ان کا نام سنا بچل گیا۔ (مجھے کسی نے بتایا تھا کہ حضرت کا بہت پہلے انتقال ہو چکا ہے، اس لیے حیرت کے ساتھ بے انتہا خوشی بھی ہوں)

میں نے جامعہ کے اساتذہ مفتی عمر خان شاہی امجدی اور مولانا سبحان رضا قادری صاحبان سے تذکرہ کیا، شاہی صاحب کی ایک ملاقات پہلے بھی ہو چکی تھی آج پھر ملاقات کا شوق تینوں کے دلی میں بچل اٹھا اور صدر الشریعہ ہم لوگ آپ کے روایت کردہ جو حیدری چوک کے پاس ہے پہنچے، آپ کے صاحبزادے سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت متھرا میں تشریف رکھتے ہیں، حیرتیں بے ہوئے مدرسدہا پس آگئے

پھر وی ۱۲ فروری ۲۰۲۲ء کو بعد عصر ہم تین نفر بحر میں زیارت و ملاقات و حصول دعا آپ کے دولت کد سے پہنچے، مگر

حضرت علامہ مفتی عطف اللہ صاحب متھراوی علیہ ارحمہ علیہ امت کے ایک مقتدر عالم دین و دیندار سلف تھے، آپ کی رحمت اہل امت کے لئے ایک عظیم خزانہ ہے، اس وقت دین میں آنے پر ایک فرد کو ایک نہ ایک دن اس ورفانی کو خیر آیا کہنا ہی ہے، لیکن کسی سی کا عاتاق کورنجیدہ اور غم زدہ کر جاتا ہے، اس میں بھی ایک عالم جانا سی حادثے سے کم نہیں، حدیث پاک میں آیا ہے: موت العالم موت العالم یعنی ایک عالم کی موت، ایک عالم کی موت ہے۔

آپ سے ملاقات اور خصوصی بات پر مشتمل مولانا شاداب امجدی برکاتی کی یہ تحریر قدرے حدف واصلے کے ساتھ قارئین ماہنامہ کی دیا کے لئے درج کی جاتی ہے **فشتونہ داروقی**

آپ کی ولادت ۱۳۴۴ھ میں ہوئی آپ کا آبائی وطن جلاؤں صلی علی گڑھ ہے مگر سکونت مارہرہ مطہرہ اور متھرا میں رہتی تھی، آپ کے اساتذہ رام میں حضور صدر الشریعہ، حضور مفتی عظیم ہند، حضور حافظ ملت، حضور محدث عظیم پاکستان، مولانا سرور احمد شہزادہ صدر الشریعہ علامہ عبد العزیز اعظمی انہرہ علیہم ارحمہ جیسے اکابرین کے اساتذہ گرامی شامل ہیں۔

جبکہ رفقاء درس میں حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، حضرت قاری بیگی مبارکپور، حضرت مولانا مظہر ربانی، حضرت مولانا منظر انصاری، حضرت مولانا عبد رشید پھیرون جیسے مشاہیر کے نام آتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کو حضور جیدہ السلام، شہزادہ اعلیٰ حضرت علیہ مدد مدرسہ خان، بریلوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور جازت و خلاصہ سرکار مفتی عظیم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل تھی۔

۱) تعلیمات حیات و سعادت حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے ماخوذ ہیں

کے باہری چہرے پر لہجے ہوئے نظر آ گئے شامی صاحب نے بتایا کہ حضرت بی بی، میرن حیرت کی انتہا تھی کہ حضرت کی عمر شریف ۹۷ سال ہو چکی مگر بغیر کسی شخص یا عرصہ کے سہارے چل رہے تھے ہاں کمر کا ہلکا سا خم آپ کی برگی و دراری عمر کا پتا دے رہا تھا آگے بڑھ کر سلام و دست بوسی کا شرف حاصل کیا و دست بستہ کھڑے ہو گئے۔

شامی صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم لوگ یہیں یا معد احسن امیرکات میں خدمت اٹھانے سے رہے ہیں یہ کربست خوش ہوئے، اس کے بعد حضرت کے درفشان نب سے تقریباً بیس منٹ تک سوتا یا چھڑتی رہیں اور ہم بیس یا پھرتے رہے۔ دوران گفتگو آپ نے فرمایا کہ۔ اس وقت حج الاہدام کے عہد و سہ میں معنی عظیم ہند کے خلفائیں و رمدا شریعہ عظیم الرحمن کے تلامذہ میں میرن عمر کا کوئی عام نہیں، میں نے حضور معنی عظیم سے باقاعدہ دن کے گھر پر تعلیم حاصل کی ہے، شاید ہی گھر کا بھی کوئی فرد یہ دعویٰ کر سکے کہ معنی عظیم سے مجھے پڑھایا ہے لیکن مجھے یہ شرف حاصل ہے، میں جس وقت جوں تھا اور میری میاں اس وقت پانچ سال کے تھے، اس کے علاوہ بھی بہت کئی باتیں رشا فرمائیں مگر کند و بن میں مانی نہ رہیں، چوں کہ یہ تمام گفتگو وہیں کھڑے کھڑے ہو رہی تھی اور ہمیں حضرت کی برگی کا بھی پورا خیال تھا، اس لیے اب ہم نے جارت چائی۔

میں نے دست بوسی کی تو دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے ہیں؟ شامی صاحب نے بتایا کہ گھوڑی کے رہنے والے ہیں یہ اس کہ حضرت کے چہرے پر ایک خوشی کی ہر دوڑ گئی و بہت زیادہ خوش ہوئے اور ورتک میر ہا چھ پکڑ گھوڑی کی چکی یا دیں دکر فرمائے لگے کہ حضرت کا محلہ کریم الدین ہر ہے نا؟ عرض کیا جی حضور فرمایا ودا چھوڑ دے مور کرے کے بعد فرمایا، حضرت کا گھر قادری منزل کے نام سے ہے نا؟ میں نے حیرت و متعجبان میں اُدب کر عرض کیا کہ جی اور سوچنے لگا کہ واہ میرے رب کا احسان کہ لوگ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے والے کو تنہا لے کر تعمیر کرے لگتے ہیں کہ دماغ کا نہیں کر رہا مگر

قید مفتی صاحب کے وہن میں ۹۷ سال کی عمر میں بھی ۷۵-۸۰ سال پرانی باتیں محفوظ تھیں، یقیناً یہ علم و دین اور خدمت دینا متین کی برکت ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور آپ بے سیدی صدر الشریعہ سے کہاں کتساب قیض یا ۲۲ درمیان مظہر العلوم ہڈی بارغ و بنارس میں، ایک سال تک حضرت کی خدمت میں رہ کر حضور علم کا شرف حاصل کیا پھر جب حضرت صدر الشریعہ کی تکفیر کا آپریشن ہوا اور کچھ عرصہ بعد بینائی بالکل ختم ہو گئی تو حضور حافظ ملت کو بلا کر ہم جملہ طلبہ کو ان کے سپرد فرمادیا۔

دست بوسی کے بعد ہم واپس ہوئے اس کے بعد راک ذوق میں ایک سال سے گھر پر ہی رہ کر تعلیم و تعلم کا سلسلہ چل رہا ہے، بیچ میں کب رو ہا دہا ہرہ شریف جاے کا موقع ملا مگر حضرت ہا ہرہ شریعہ میں نہیں تھے، اس لیے ملاقات نہ ہو سکی اور وہی پہلی و آخری ملاقات تھیں، ابھی دور پہلے اپنے حساب کے درمیان حضرت کا تذکرہ کر رہا تھا اور یہ ارادہ بھی تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے رابطہ کیا جائے اور حضور صدر الشریعہ علیہ رحمہ کے متعلق کچھ اہم باتیں تمیں وہ بھی معلوم کرن جا میں مگر

سے بنا آ رہا کہ حالت شدہ

جائے والے سے ملاقات نہ ہوئے پانی

در کی اور میں ہی رہی بات نہ ہوئے پانی

(تفصیل دیکھو)

تج ۲ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۳ء یہ خبر وحشت اثر پر بہت افسوس ہو، قلب کو غم و اندوہ لاحق ہو، حضرت مفتی صاحب قید ۹۸ سال کی عمر شریف گزار رہے در فاق سے کوچ کر گئے۔

آپ کی خدمت سے ایک عظیم الشان جموۃ اسلاف و رہا برکت شخصیت ہم سے رخصت ہو گئی، اللہ معنی صاحب کی ہے حساب مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، ہوا حقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

□ □ □

رفیق درس کی ساتھ چھوڑ گئے

شہزادہ خلیفہ اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضرت علامہ سید حسنین رضا صاحب قلم صاحب مجاہدہ ستائندہ سید کبریٰ شریف صلیح باکجا بھی وصال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون و لہ ما اصاب و ما اعطی و کل شیء عندہ لا جہ منسب۔

موت سے تو کسی کو بھی رستگاری نہیں، سب کا وقت مقرر ہے اس وقت مقرر ہے، ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگا، خوش نصیب ہیں وہ صاحب اہل سنت جنہیں رمضان المبارک میں موت نصیب ہوئی کہ اللہ جل مجدہ و الکرم کے کرم خاص سے یہی میوہ اُنق ہے کہ انہیں رمضان المبارک کی برکتوں سے ہرگز محروم نہ فرمائے گا، حضرت علامہ سید حسنین رضا صاحب قلم کے وصال پر مطالبہ فقیر شمسیت آپ کے اہل خانہ، محبین و متوسلین اور تمام مریدین کو تعزیت پیش رتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اللہ جل مجدہ و الکرم سید صاحب کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔

سید صاحب قلم کے حاندان کا خاتونہ مقدسہ بریلی شریف سے ۷ قدیم رشتہ الفت و محبت قائم ہے، آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے خصوصی یمن یافتہ تھے، آپ کے والد گرامی کی سید نصیبت پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے

"یہا الفاضل الکامل مودعی المخصائل محمود الشیائل الوفیع الشان مولانا سید عبد الوحسن البقادی البیوتی"

تحریر فرمایا، حارب و غلامت سے بھی نواز، آپ تے رار العظیم منظر سلام بریلی شریف میں درس حدیث دیا اور فتویٰ نویسی فرمائے۔

حضرت علامہ سید حسنین رضا صاحب قلم سے پہلی ملاقات تقریباً پچیس سال قبل دارالعلوم شمسیت الرضا خاتونہ شمسیتہ پہلی بعیت شریف میں ہوئی جہاں آپ علم و فضل سے آراستہ ہو رہے تھے، فقیر بھی حصول علم کے لئے حاضر ہوا تھا یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اساتذہ کرام اور خود صاحب مجاہدہ حضرت ہارکت صاحب اعظمیہ شہزادہ شیر پیشہ بہت حضور مشاہدست علیہ الرحمہ سید صاحب قلم کی دست پوی فرما رہے ہیں، معلوم کرنے پر پتہ چل گیا کہ آپ خاتونہ مقدسہ کبریٰ شریف کے صاحب مجاہدہ کے در نظر عت جگر ہیں، یہ سرکار ہد قر رصی اللہ علیہ وسلم کی لسل پاک سے تعلق رکھنے والے ہیں، کئی سالوں تک سید صاحب قلم کی معیت میں دارالعلوم شمسیت الرضا پہلی بعیت شریف میں سلسلہ تعلیم جاری کیا، سید صاحب قلم کو نیک سیرت، خوش خلاق، اوقات درس کا سخت پابند، تقویٰ و پرہیزگاری کا نوگر درمیشہ کم سخن پایا گویا آپ اس شعر کے سچے مصداق تھے۔

بالئے سرش ز ہوش مندی

می تمام ستارہ بندگی

سید صاحب قلم جس طرح خاتونہ شمسیتہ پہلی بعیت شریف میں محبوب نظر تھے یہی خاتونہ و دروہ صوبہ میں بھی محبوب اور مقبول تھے، چنانچہ رہا۔ طالب علمی میں ایک مرتبہ آپ کا پیر یک حادہ کا شکار ہو گیا سخت چوٹ آئی، علاج سے لئے، بریلی شریف میں واقع مشہر ہاسپتال کا انتخاب ہوا، حضور مشاہدست علیہ الرحمہ چند حساب کو ساتھ لے کر آپ کو ایڈمٹ کرایا جہاں آپ کے پیر کی سرخری ہوں و کثرتوں سے تقریباً ایک مہینہ ہاسپتال میں قیوم کرے کہ کہا فقیر بھی ساتھ تھا جب سرکار حضور معنی عظم ہند علیہ الرحمہ کو اطلاع ہوئی آپ سے ہامیر ساری دعاؤں سے نوازا اور

فرمایا سید صاحب قید کے ساتھ جتنے دواؤں میں سب سے کھائے
کا نظام میں کروں گا آپ سے سات ڈبوں کا ایک ناشتہ دانا
منگایا اور مجھے حکم فرمایا کہ گھر کے اندر سے کھانا تم دیا کرو گے،
چونکہ مجھ پر اس وقت تک فی دس روپے ہوں تھی، اس وجہ سے اس
کام کے لئے مجھے منتخب کیا گیا تھا، جب میں ناشتہ رال لے کر
حصہ مفتی عظیم ہند علیہ الرحمہ کے دوست کدہ پر حاضر ہوتا تو پیر
سار فرماتے کہ سید صاحب کا کھانا میں خود کال کروں گی تاکہ
مجھے بھی ایک سید زادے کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے،
جبکہ گھر میں اور بھی ایسے افراد تھے جو یہ کام بخوبی انجام دے سکتے
تھے مگر یہ ان ماں کے سامنے کسی کی نہیں چلتی اور یہ سید صاحب
تک سید صاحب قید بریلی شریف میں رہے چلتا رہا۔

سید صاحب قید کو نو عمری ہی سے میں نے دیکھا کہ گفتگو
ورادو و طائف میں مشغول رہتے تھے وہ یہ سید آخری عمر تک
برقرار رہا چنانچہ ابھی چند سال پہلے جب ردو میں سے لائے آپ
کے وطن مالویہ کے قریب آپ کے مریضوں میں حاضر ہو، مسجد
میں آپ پر نظر پڑی ایک گوشے میں آپ نماز فرما رہے تھے،
میں عشاء نماز پڑھ کر قیام گاہ پر چلا آیا اور سید صاحب کی آمد کا
نظارہ کر کے لگا جب کافی عرصہ گزر گیا معلومات کی نو پتہ چلا۔
اب بھی مسجد ہی میں ہیں اور درادو و طائف میں مشغول ہیں، کچھ
عرصہ اوگدہ شریف لائے اور کم سخن ہوئے کے باوجود
کافی ذہن تک محو گفتگو رہے مریضوں سے تعارف کراتے ہوئے
کہا کہ سونا ہمارے ہم سبق ساتھی ہیں، آپ کے بچپن کے ذریعہ
پہچان ہو کہ آپ کو متعدد دھڑلج سے، چاروت و خدمت حاصل
تھی جن میں پھولاری شریف بھی شامل ہے مگر جب سے
پھولاری و نول سے دینی معاملات خراب ہوئے، آپ سے ان
سے قطع تعلق فرمایا اور صرف سید عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی
میں بیعت کرتے رہے۔

اللہ جل مجدہ الکریم سید صاحب قید کے دینی خدمات کو قبول
فرمائے و آپ کے بچپن و متوسلین اہل غاب و رجمہ اہل سنت کو
آپ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیر فرمائے و اہل سنت

کو جلد ار جلد آپ کا نعم سہول عطا فرمائے، قابل قدر فرزند گری
و قادر حضرت مودا تاحقی سید شاہد رضا صاحب مصباحی مدظلہ العالی
کو سلام و سبیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید و خدمت کرے
فی توفیق ربیع رحمت فرمائے و مدد گری کا عی جانشین بنائے،
آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کرم التعلیم۔

شریک عم
عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی، خادم دارالعلوم خدومہ
و کلیہ البساتین گلشن فاطمہ رودی شریف ضلع، روہنگی اتر پردیش
۲۳ رمضان مبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۶ مئی ۲۰۲۰ء

□ □ □

مس ۸۰ دکان علیہ

پر بھی اور مولیٰ صاحب قید علیہ الرحمہ و دعوت تفسیر آپ سے
پیاروں کی وجہ سے دعوت قبول فرمائی مگر جب یہ سنا کہ فقیر کی
تقریر ہوگی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی اور شریف بھی، اس
علامت کے باوجود پوری تقریر سنی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔
حضرت مولیٰ صاحب قید علیہ الرحمہ سے ایک صاحبزادے
دارالعلوم خدومہ رودی شریف ضلع پارہنگی سے فارغ ہوئے اور
دوسرا صاحبزادے کلین البساتین گلشن فاطمہ رودی شریف سے حاضر
ہوئیں، اللہ جل مجدہ الکریم ان سب کو مولیٰ صاحب قید علیہ الرحمہ
کے بتائے ہوئے طریقے پر ہمیشہ مصوبی کے ساتھ قائم رہے کی
توفیق عطا فرمائے۔

حضرت بابرکت مولیٰ لعل محمد صاحب قید قادری برکاتی علیہ
الرحمہ کی حالت پر فقیر حشمتی آپ کے اہل خانہ اور جمد مریضوں
متوسلین کو تقریر پیش کرتا ہے اور غم کی س گھڑی میں ان کا
شریک و کرم ہے لہذا تعالیٰ مولیٰ صاحب قید علیہ الرحمہ کو غریبی
رحمت فرمائے اور اہل خانہ و جمہیں کو صبر جمیل اور جرجوزیل عطا
فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کرم التعلیم۔

عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی، خادم دارالعلوم خدومہ رودی شریف
۲۳ رمضان مبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۶ مئی ۲۰۲۰ء

□ □ □

لڑنے والی محمد محمود عالم غرقت شہابی

موت العالم موت العالم

نخنے سے متکاب، مہتاب، عدمی بدیس میں روپوش ہو گئے، گلشن
عرفان کی تلیاں، ایک ایف کر کے حد آٹیاں ہو گئیں، مدبری کی
جماعت دیا پوشیمی کالو رے دے گئی اور عز پر دے رہی ہے۔
قلم آخر کر گئی قصص خزاں بھی دیکھئے
میری دیا راست گئی دیر سا مگر رہے
مذکورہ قلوب پر دس ماتم کناسا تھادی کہ اس خبر نے مزید
دس کو ہلا کر رکھ دیا کہ پھر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ
مولانا سید حسین میاں علیہ الرحمۃ والرضوان عطاؤہ شیش حلقہ احباب
کیرن شریف، لکناہا، بھی غرقت رے کروا صل حق ہو گئے
والہو و نالیہہ راجعون۔

تیری رقت خون کے آسور لے بے مجھے

ورد کا عام نہ پوچھو کس قدر خوں شور رہے

حضور وال کی شخصیت تل بہا، تل ہا کتا بھا گلپور، مونگیر گز
درجہ رکھنے کے لئے محتاج تھا رب تمہیں، ہر غم کا مار اس خانقاہ
عرش مشائش میں، داتا گھر ہوتا اور مسکراتا دہن جاتا جوہر دے
در بار عالیہ میں حاضر نہ دینا کشتوں حاجت مرادوں سے پر ہو جاتا،
سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہاں کوئی دکھا، اور جھل کپٹ کا
دجو نہیں پایا جاتا شریعت کے حدود کی کامل پاسداری ہوتی ہے،
صوم و صلا، قہر پابند یاس، طاعت و عبادت کی گہر نشانیاں، علم و
عمل کی بھر پور یاس، مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید یاس، فکر و فکر کی
ضواریاں فصیح و بلیغ کی تابناکیاں اور رشد و ہدایت کی جولاہیاں
ہر چیز تم پائی جاتی ہیں۔

اس لئے یہاں کیا شریعت و طریقت کی آپ پاشیوں سے
یک رو سے کاشت قلب و جگر میرا ہو کر مرغزارِ روضہ دار
بناؤ اپنے ایمان و اسلام کی صحت و سلامتی پائی۔

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

مولانا سہارک حسین محسن صاحب رضوی اور حافظ محمد شہار
محسن صاحب رضوی بانکوی کی تحریر جو خوب گرمی و کار مولانا صغیر
احمد صاحب رضوی کنور پوری کی معرفت پہنچی جب اس دس سورد
جگر کوش شہر پر ہلکا پڑی تو سکتہ طاری ہو گیا، آنکھیں سارک ہو
گئیں، ایسا محسوس ہوئے لگا۔ قیامت کی آمد قریب تر ہے،
سمان تر جا ک ہوئے کو ہے، سیاہی ظلمت کی تقسیم دیریاں
منقود ہیں زمین سے اداسیوں کے، اھوئیں ٹھہرے ہیں، فضا نے
دہر پر معمولیت کی دانتن چلی ہے، کافی گھٹاؤں کا ہر سمت رنج ہو
چلا ہے جس بدن کو جھل دینے والا باد صوم جھلے کو پرتا رہا ہے،
واقعی قیامت سے قبل ہی قیامت کا منظر قلم کساں ہے۔

آتش گل سے چس ساں جلا کر رکھ دیا

دیکھو و فرست یہ کیسا ظلم کا ہار ہے

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشان یہی ہے کہ
علم اجمالی جائے گا، محققین بے جس کی وضاحت فرماتے ہوئے
کہا کہ قرب قیامت میں علمائے ائمہ نے جائیں گے، وجہات
عام ہو جائے گی نئے نئے فتوے کا کثرت سے ظہور ہوئے لگے گا،
جھوٹے بڑوں پر شکست نہ کیاں کرے گئیں گے، رونا کا ہار
گرم ہو جائے گا شراب نوشی کی محفیں جھے لگیں گی، مسجدوں میں
ویرانیوں کا ڈیر ہو جائے گا، اس وقت ان تمام چیزوں کا نظارہ
صاف کیا جاسکتا ہے۔

پنی آنکھوں سے ہلاکت خیز منظر دیکھئے

ہر طرف انسان کے لاشوں کا سمندر دیکھئے

ان دو دہائیوں کے اندر عدد بڑے بڑے علوم و فنون کے تاجور
کی سواری دار آخرت کو کوچ کر گئے، وارثانِ نبی و قلم اندوہ
سدا کہ گئے فکر و فتنے کے شیم، دوسروں کیال کو تہا کر یا، شعرا

ڈر، مولانا عبدالمصطفیٰ شمسٹی مدظلہ العالی

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

کہتے ہیں کہ اللہ کے مقرب بندوں کو نیکے موت کی پہلے ہی خبر دے دی جاتی ہے، حضرت صوفی صاحب قید علیہ الرحمہ لکھنؤ ہسپتال میں زیر علاج تھے دوران علاج فرمایا کہ مجھے تاجدارِ ودھ حضور شاہ مینا شاہ کی بارگاہ میں سے چلو۔ مرقم مقدس پر حاضری ادا کی، عرض مدعا کیا اور جب رخصت ہوئے لگے تو حضور شاہ مینا شاہ علیہ الرحمہ سے مخاطب ہو کر یوں عرض کیا کہ حضور آخری سلام قبول فرما میں اب ظاہر حاضری نصیب نہ ہوگی۔

خود میں عشقی رخ شہ کا ع سے کے چلے
اندھیری رات سی تھی چرائے کے چلے
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راو بند
وہ کیا بہک سکے جو یہ سرخ سے کے چلے
جناب ہے گی محبان چار یار کی قبر
جو ہے پیہر میں یہ چار ہار سے ہے چلے

حضرت صوفی صاحب قید علیہ الرحمہ سے فقیر شمسٹی کے زیر تعلقات تھے، جب بھی ملاقات ہوتی شفقشیں فرماتیں اور فقیر سے جب بھی یاد کیا تو حضرت صوفی صاحب قید علیہ الرحمہ سے اپنی عنایتوں سے محروم نہ کیا بلکہ تشریف دے ہی وجہ تھی کی بچھلے چالیس بیالیس سال سے دارالعلوم تھانہ مدینہ مدنی شریف کی سالانہ پیغام حق کانفرنس میں آپ کی شرکت عام طور پر ہوتی رہی، کبھی بھی تدریس تو نہ فرماتے تھے نہ تک قیوں نہ فرمایا، بارہا لکھا کہ آپ اپنے مریدوں کو حکم فرماتے کہ جلسہ کرو اور مولانا عبدالمصطفیٰ کو یاد کرو دہلیہ سو درویش نیک سست کو سناؤ تاکہ تمہارے ایمان و عقیدے پر کوئی بد مذہب ڈاکہ نہ ڈال سکے،

آپ کے خرید خاص حضرت صوفی سلطان عام صاحب قادری مدنی شریف نے ایک محفل پاک گھر بقیہ ص ۸۷ پر

پیر طریقت رہبر راہ شریعت نور اسد ف خیدہ مصور مفتی عظیم ہند حضرت مولانا صوفی محل محمد صاحب قبلہ قادری برکاتی س فانی دیا کو روٹا لگتا چھوڑ کر دارحیو کی طرف رحلت فرما گئے،
لذللہ وانا الیہ رجعون وللہ صاعظی وما خلخل کل شی
عدده لاجل صمی وما علیہ الا الصدور والرضاء
بالقضاء والقد۔

موت کسی بھی مومن کی ہو تکلیف کا باعث ہوتی ہے مگر چند دنوں سے بعد ریا اس تکلیف سے باہر آجاتی ہے، ہاں کچھ لوگ یہ بھی ہوتے ہیں جن کے چنے جانے کا غم مدتوں باقی رہتا ہے انہیں میں حضرت بابر ت صوفی محل محمد صاحب قبلہ قادری برکاتی کی مبارک دامت بھی آپ کی رات سے یک جہاں دستر ہے جس کے قلوب کو آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معور فرما باور جنہیں مسلک مجدد مسلک اعلیٰ حضرت کا فادائی اور اس مسلک پر مبنی والہ سپاہی بناؤ، پوری زندگی سدا و سبیت کی بے پناہ خدمت فرمائی، آپ کی دامت واقعی نمونہ سدا و سبیت تھی، اسی لئے آپ صوفی صاحب کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے اللہ جل مجدہ واکرم سے آپ میں بے شمار خوبیوں رکھی تھیں سچ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے لئے

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

آج پیروں کی کی نہیں مگر یہی بات ہے، حضرت صوفی صاحب قید علیہ الرحمہ کامل دور دور تک نظر نہیں آتا شریعت و پاسداری، مسلک اعلیٰ حضرت سے ہنگ و فافاری، بر رکان و بین سے حقیقی وابستگی خصوصاً خانقاہ مقدمہ بریلی شریف سے محبت و عقیدت میں پٹی مثال آپ تھے، اس لئے آپ کی رحلت پر جو دن صدمہ ہوا ہے، اسے مدتوں تک نہیں بھٹا یا جا سکتا۔

وَلَا شَهِيدَ فَإِنْ تَفَعَّلُوا فَاِنَّهُ فُسُوْقٌ مِّنْكُمْ وَ تَقُو
الْبَلَاءَ وَيُعْلِيْكُمْ اِنَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: اگر تم نے کیا تو تم لوگ فاسق ہو گے اور تم کو بلا سے بڑھائے گا اور اللہ ہر شے پر علیم ہے۔

عرض۔ ۶۔ سوئے کے زیورات کی کاکا کا حساب آج جو زیورات کے خریدنے کا مارکیٹ ریس ہے، اس سے لگایا جائے گا یا عام سوئے کی قیمت سے؟

ارشاد۔ جو آج کا بھاد ہے اس کے حساب سے لگے گا

عرض۔ ۷۔ صدقہ نظر کی مقدار ایک صاع کا اور ۳۵۱ روپے بھر اور نصف صاع کا ۵۵ روپے انھی صرہ لی رمانہ اس کی مالیت کتنی ہوگی؟

ارشاد۔ اس کی مالیت اس وقت کچھ یاد نہیں ہے غالباً جو شہرہ ہمارے یہاں سے لگتا ہے، اس میں دو کلو چھٹا تیس گرام اس کا وزن بتایا گیا ہے۔ تنی مقدہ رہو یا اس کی جو مالیت ہو جو قیمت ہو وہ صدقہ ۲۔

عرض۔ ۸۔ کچھ لوگ جست اتعجب شریف میں زیارت کی غرض سے جاسے سے منع کرتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وہاں کئی قبور پر اب راستہ بنا دیا گیا ہے، اس نے وہاں نہ جانا چاہئے تنہائی فرمائیں؟

ارشاد۔۔ جہاں پر سیارہ ستارہ لگا لگیا ہو تو فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ قبرستان میں جو سیارہ ستارہ لگا لگیا ہے اس میں گزرنہ حرام ہے اس لئے کہ قبرستان مظہرہ قبر ہے اور خصوصاً یہاں قبرستان اور بسا اوقات قبر یہاں امتداد دینا سے قبروں کے آثار مندوس ہو جاتے ہیں، منٹ جاتے ہیں اس میں مظنون بظن غالب یہ ہے کہ دم ساقبر ہوگی تو سب اس میں جو سڑ لگا لگے وہ ستارہ لگا لگا جائز نہیں ہے ورس میں مظنون بظن غالب یہ ہے کہ قبر پر پیر پڑے گا تو گر قبرستان میں جائے کی صورت یہ ہو کہ قبروں کو پھلانگ کر جاتا ہو یا قبر پر پیر پڑتا ہو تو قطعاً ناجائز و حرام ہے یہی جو پرانا قبرستان تھا، اس میں سیارہ ستارہ لگا لگیا اس میں بھی یہ مظنون بظن غالب ہے اس لئے فقہاء سے منع فرمایا جہاں پر وہ مظنون ہے گمان ہے وہ اتعجب شریف کا قبرستان ہو یا کوئی جگہ جو وہاں دینی

حکم ہے ان کا منع کرنا بھی ہے اندر جائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آدمی خاص اس سے کہ جہاں پر قہریم نہیں ہیں اور یہ اسے نہیں لگا لگیا وہاں پر کھڑا ہو کر وہ فاحشہ و سدام و حیرہ عرض کر سکتا ہے پڑھ سکتا ہے۔

عرض۔ ۹۔ حرم کعبہ شریف میں نماز پڑھتے وقت نظر جانے مسجد پر ہونے چاہئے یا کعبہ شریف پر؟

ارشاد۔ نماز پڑھنے کا ادب یہی ہے کہ عاشقین کی طرح نماز پڑھے اور عاشقین کی نماز یہی ہے کہ جائے مسجد پر نظر نہ رہے، پڑھے کعبہ مسجد الیہ ہے وہ جنت مسجد ہے اور عہدہ حقیقتاً اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہے اور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت ہے اور نماز کا یہ ادب ہے وہ یہ دہ مطلق ہے اس میں کسی جگہ کی اور خصوصی عمل کی کوئی قید نہیں ہے کعبہ میں بھی نماز کا یہی ادب ہے جو عاشقین کی نماز جس طرح سے پڑھی جاتی ہے وہاں بھی وہ اسی طریقے سے پڑھے گا۔

عرض۔ ۱۰۔ ایک پیر صاحب کہتے ہیں۔ قیمست کے دن ایک گروہ و ایسا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ صرف اچھے اعمال (یعنی لوگوں سے بھلائی کرے) پر ان کی بنیاد پر جنت میں داخل فرما دے گا چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ہو کیا یہ درست ہے؟

ارشاد۔ یہ نادرست ہے۔ عمل کی بنیاد اور اس کا صحیح و بدو ایمان ہے اور ایمان کی جان حضور سرور عام صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور وہ جو کچھ لے کر آئے اور اس محبت میں بھی ہم کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہماری مرضی پر نہیں چھوڑ بلکہ محبت کا معنی یہ ہے کہ آدمی کی خواہش نفس اور اس کا دل اور اس کی مرضی سب حضور سرور عام صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے تابع ہو جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كَذِبًا حَتَّى يَكُونَ هُوَ أَوْلَىٰ بِعَالِمِهِ أَوْ جَعَلَهُ۔
تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی ہو اور اس کی خواہش میرے لئے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے۔
(شرح السنن، ص ۲۱۲)

تو پیر صاحب کا یہ کہنا محض بکے بنیاد ہے اور لوگوں کو بکے

ایمان بننے کی دعوت ہے۔

عرض ۱۱۔ کیا پیر کی جارت کے بغیر مرد کو کوئی وظیفہ نہیں پڑھنا چاہئے؟

ارشاد :- وظیفہ میں یہ ہے کہ اس کی اجازت جو اس کا عامل ہے یا جو معصومیت عامہ کا عامل ہے اور وہ جامع شرع ہے حامل باعمل اور پرہیز کے ساتھ، تباہ شرع کے ساتھ کوئی عمل کرتا ہے اس سے اس کی اجازت لینا یہ معصومات مشائخ میں مہموس ہے اور اس کا نہیں ہوتا ہے جب کوئی عامل عام باعمل اور برگ اور سچا عامل اس عمل کی اجازت دیتا ہے تو اس میں برکت و فیض ہوتا ہے اور اس کی اصل قرآن کریم کا یہ قول ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

فَتَلْتَمَوْاْ اَنْ تَكُوْنُوْاْ مِنْ رَّجُلٍ يَخْشَىٰ اَللّٰهَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

۱۔ سورہ فرقہ آیت ۳

حضرت آدم علیہ السلام اور علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے خطا و اجتہاد کی ہوئی کوئی گناہ نہیں ہو تھا اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمت باللہ نے چاہا کہ وہ جنت میں نہ رہیں اور اپنے قدم صیحت ازوم سے دنیا کو برکت دیں اور دنیا کو وہ معصوم فرمائیں کہ ان کے تشریف لائے سے اتنی اولیا اور حضور سرور عام ہو جائیں خاص کر تشریف لائے گئے اور زمین ان کے قدموں سے آباد ہوگی، اس حکمت کا یہ تقاضا ہو کہ آدم علیہ السلام و علیہ السلام اللہ تعالیٰ میں بھیجے گئے، اب اس منزل سے اور اس جگہ سے آپ علیہ السلام دور کروئے گئے آپ علیہ السلام حکمیں رب اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہار گاہ میں ثابت جو توبہ کا ایک درجہ اعلیٰ ہے جو انھیں انھیں کا درجہ ہے اس درجے پر ان سے کوئی گناہ نہیں ہو تھا اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی چاہے کے لئے وہ ثابت کرتے رہے اور توبہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو پچھلے تسمیہ دیے جو انھیں سے کہے تو ان کی توبہ قبول ہوئی اور ان کو مزید قرب حاصل ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی کی حکایت کی ہے کہ

فَتَلْتَمَوْاْ اَنْ تَكُوْنُوْاْ مِنْ رَّجُلٍ يَخْشَىٰ اَللّٰهَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

۱۔ سورہ فرقہ آیت ۳

تو آدم (علیہ السلام) سے پہلے رب (عزوجل) سے کھاتے سکھائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور فرماتے ہیں یہاں سے کوئی بھی عمل ہے اس میں جو اس کا عامل ہے اس کی اجازت ہے اگر اس کو کیا جائے تو اس میں قبولیت کی امید بھی ہوتی ہے اور برکت ہوتی ہے

عرض ۱۲۔ کیا عورت کی آواز میں سنا پڑھتے شریف میں سکتے ہیں؟

ارشاد :- عورت کی آواز بھی عورت ہے

صوت المصروفات عورت کا، نہ ہر اذان، اب شرط الصلاۃ ۱۰: ۲۸۵

فقہائے کرام کی مرام کتابوں میں راجع وغیرہ میں ورتلیہ دھیرہ میں یہ چیز موجود ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے، لہذا عورت کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ پڑھ کر عورت کو سنائے اس لئے اس کی نہ رکا سنا جائز نہیں ہے۔

عرض ۱۳۔ کیا ہم زکات کے پیسے سے قرآن شریف خرید کر مسجد میں درمدرے میں دے سکتے ہیں؟

ارشاد :- زکات کے پیسے سے قرآن عظیم کے نسخوں کو مسجد یا مدرے کو دینا بغیر حیدہ شرعی کے جائز نہیں ہے اور اگر اس طور پر وہ قرآن کے نسخے زکات کے پیسے سے رکھوں تو زکات ادا نہیں ہوگی اور جس سے یہ زکات کی رقم اگر کسی کو دی ہے، وہ اس کا وکیل ہے تو وکیل کے اس تصرف سے اس موکل کی زکات ادا نہیں ہوئی اور وکیل پر تاواں لازم ہے کہ جتنی رقم وہ مکمل کو دیا ہے اس سے اس سے کہ اس رقم سے لداں تک کام کیا جائے گا مثلاً قرآن عظیم کے نسخے خرید کر مسجد یا مدرے میں رکھوئے جائیں گے، اس سے کہا کہ مجھے منظور ہے تو اس طور پر زکات ادا ہو جائے گی اور فقیر کو اس کا ثواب ملے گا اور جس سے اس کو اس عمل کی تلقین کی اس کو بھی اس کا ثواب کا اور فقیر کے عمل کا ثواب ملے گا۔

عرض ۱۴۔

سایہ حمد مشائخ یا حد ہم پر رہے
رحم فرما آل رحمن مصطفیٰ کے واسطے

بچا آسار جس سے کیا مراد ہے؟

ارشاد: آسار جس پر حضور مفتی عظیم ہند علیہ رحمہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ کے چھوٹے صاحبزادے حضور مفتی عظیم ہند علیہ رحمہ کا لقب ہے جو صاحب خاتم الکا بر حضرت ابو حسین شاہ احمد نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ال کوڑیا تھا اور جب آپ چھ مہینے کے تھے تو آپ تشریف لائے اور ان کو بیعت کیا اور ان کو خلافت دی آلہ جس سے حضرت مفتی عظیم ہند علیہ رحمہ مر دیں۔

عرض: ۵۔ معترض اور مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ٹی وی ویڈیو دکھا دیے اور ان خرافات کے حامی افراد اور تنظیموں کے بھت خدو ہیں مگر خود حضرت ہی کے حلقہ اور مریدین بغیر کسی شرعی حد پر یا حکومتی ریاض کے لی دی پر آتے ہیں یا ویڈیو دکھا دیے ہوئے ہیں حضرت ان پر بھی سرزنش فرما میں؟

ارشاد: ۱۰۔ خلا اور مریدین اگر یہ کام کرتے ہیں تو ان کو یہ بدعت ہے کہ وہ لی دی پر آئے سے پرہیز کریں اور دینے والے کے پرگروہوں سے پرہیز کریں اور اپنی تصویر کشی سے اجتناب کریں جاندار کی تصویر کشی حرام اشد حرام ہے وہ کوئی رے میر خلیفہ ہو یا میر امرید ہو یا میرے خاندان کا کوئی فرد ہو میں اس سے راضی نہیں ہوں۔

عرض: ۱۶۔ مگر ہم نے عرضوں کی قبروں پر پھول پڑھاتے ہیں یا قبر پر پانی ڈالتے ہیں تو کیا اس سے مراد یہ سقاۃ کا پھینکا ہے؟ اس عمل کی اصل کیا ہے؟

ارشاد: ۱۷۔ اس امر کی اصل وہ ہے کہ بخاری شریف میں اور دوسری حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں سے آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا گزر ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے سادو سادو قبروں کے پاس سے یہ فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص تھا جو چٹائی بچاتا تھا لوگوں کی شکایت سے کہ جاتا تھا اور لوگوں کی برائی کرتا تھا بے جا چٹل خور کی کرتا تھا اور ایک وہ تھا جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا بخاری میں

لا یستقر من البول: ۱۰: بخاری: or

یہ روایت ہے حسب پیشاب کرتا تھا تو پردے کا اجتماع

نہیں کرتا تھا اور اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ اس کا ستر چلے اور لوگ اس کو دیکھیں یعنی کشف عورت کا مرتکب ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ

کلن لا یتخذ کامن البول: بخاری: ۸۰۰۰
یہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فرمایا کہ یہ دو لباس مردے اپنی قبر میں ال کو عذاب دیا جا رہا ہے

وہا بعدہ من فی کبیر سن الترمذی: ۱۲۰

اور کسی بی بات میں نہ کا عذاب نہیں ہے یعنی یہی بات نہیں ہے کہ جس سے بچنا ان کے اوپر مشور تھا بات تو وہ کبیر و کبیر و گناہ تھا لیکن اس سے بچ سکتے تھے آسانی سے لیکن اس سے بچ نہیں تو ال پر عذاب ہو رہا ہے پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نبی ن اور اس کو دھاکا دیا اور وہ ٹھکی ایک قبر پر لگا دوں دوسری نبی دوسری قبر پر لگادی اور فرمایا کہ امید ہے اس بات نہ کہ جب تک یہ نہیں سر نہیں گی خشک نہ ہوں گی اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرما دے گا اور نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا یہ ہاں کہ امید ہے یہ ہمارے حمبارے کہنے کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا کہنا یہ حد عربوں کا کہنا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعنکم تو وہاں حرجی تحقیق کے لئے ہے، یہاں نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا کہنا بھی تحقیق کے لئے ہے یعنی مطلب یہ کہ میری نہیں بلکہ انہیں ہے کہ میں سے رعد نبی اب ال پر سے عذاب اٹھ گیا تو پیاس کی اصل ہے

عرض: ۱۸۔ بالینڈ میں اس اگست 2010 میں عشا کا وقت رات بارہ بجے ہوتا ہے عشا سے بالینڈ کے عوام الناس کی حالت مد نظر رکھتے ہوئے صاحبین کے قوب کو اختیار کیا کیا تراویح اور دوسری نمازوں کی طرف ہمارے لئے نئی علوم علوم و اجب سے صاحبین کے قوب کو اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: نہیں یہ بہت حسرت جرات ہے اور ہم مفتی ہیں ہم یوسفی یا شیبانی نہیں ہیں اور ہمارے نزدیک حرم عظیم علیہ الرحمہ کے

میں ایسا خفیف یہ بھی ہے، درقضا میں زوں کی تو کوئی صورت ہے نہیں یہ خفیف ہاں اگر بہت زیادہ نہ زوں میں تو مست مؤکدہ نہ چھوڑے بواقل وغیرہ چھوڑ سکتا ہے۔

عرض ۲۰۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حلق کسی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاند کی سائنسٹک نیگیشن کو معتد کیا اور اسی طرح معنی شریف الحق امجدی صاحب کے بارے میں بھی بتایا کہ انہوں نے ایسی صورت میں جب مطلق برالو ہو ورنہ چاند کی سائنسٹک پورٹ ہو نہ آج ہی چاند ہے تو وہ قابل اعتماد ہے۔ رہمائی فرمائیں؟

ارشاد جنہوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حلق ایسا کہا ہے قیادی رصوبہ کا ایک رسالہ نہیں متعدد رسالے اس کے خلاف ہیں اور ہمارے علما یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مختلف مطالع معتبر نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ حساب تو علامہ امام علی، اندلسی علیہ الرحمۃ سے قطعی بتایا یہ ان کا مندرقوس ہے جس میں وہ معمر ہیں شافعی حلی کوئی بھی فقہ فقہائے متقدمین میں ان کا اس مسئلے میں ہم خیال اور موافق نہیں ہے یہ خود ان کا اپنا ایک خیال ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خیال کو مقرر نہیں رکھا بلکہ یہی فرمایا کہ

صومہ الوثیۃ والظہر والویتیۃ فان یثقی علیک

فی کموا عدۃ شعبان ثلاثین۔^۱ مگر ۳۰، ۳۱، ۳۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر مطیع راولو ہو چاند کھائی نہ دے تو شعبان کی حدت، یہ شعبان کی تقیید اتفاقی ہے ہر مہینے کا یہ حکم ہے تو مہینے کی حدت پوری کرو تیس دن کی گنتی پوری کرو

عرض ۲۱۔ جدہ کے سیشن میں حضرت سے سوال ہوا تھا کہ بد مذہبی حد کفر کو کچھ سے بارے میں کچھ تفصیل فرمائیے کیا ظاہر لغاری کی بد مذہبی حد کفر کو کچھ چکی ہے؟

ارشاد۔ ظاہر لغاری کے مختلف بیانات اور اس کی کتاب فرقہ پرستی کا خلاصہ کیونکر ممکن ہے یا فرقہ پرستی کا احساس میں بہت سارے مقالات اور کلمات اور عبارتیں مکرر موجود ہیں جس میں ۲۳ مرتبہ

نزدیک ولت نہیں ہوتا ہے، ایسے وقت میں ہی بڑھنا جس وقت میں شک ہو کہ وقت ابھی داخل نہیں ہوا اس کی اجازت نہیں ہے۔

عرض ۸۔ ایک مقرر صاحب نے کہا کہ جس کے پاس حلال کھانا ہو اور وہ مرد ہو اور حرام کھانا و سلیب ہو تو اس پر فرض ہے کہ اس حد تک کھائے کہ جان بچ جائے اگر کھانا تو حرام موت مرے گا حضرت کیا فرمائے ہیں؟

ارشاد۔ یہ تو صحیح بات ہے مگر کوئی حد ایسی میسر نہیں ہے جس سے اس کی جان بچ سکے، اور کوئی شے حرام موجود ہے تو جب تک یہی ضرورت ہو کہ جان جائے کا بندیش ہو تو اس قدر جس سے سہو متق ہو جائے ایک قدر یا دو قدر کہ جس کے ذریعے سے اس کی جان بچ سکتی ہے وہ اس پر کھانا فرض ہے ورنہ اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کھائے بلکہ اگر کہیں کھائے گا اور جان دے گا تو اس صورت میں یہ خود کشی کا مرتکب ہوگا اس پر فرض ہے کہ بقدر سہو متق اپنی جان بچائے کے لئے جس قدر سے جان بچ سکتی ہے وہ کھائے۔

”الظہر وہا تبیح لم یحظور است۔ شریعت کا قاعدہ ہے کہ ضرورت میں حرم چیزوں کو مباح رہتی ہیں۔“

الاشاء والظہر والویتیۃ فان یثقی علیک

ہا ابیح للظہر وریقہ بقدر وہا اور جو ضرورت کے لئے مباح ہے وہ اس مقدار پر رہے گا جتنی مقدار اس کی ضرورت کی ہے۔
والاشاء والظہر۔ ۳۰

اس سے آگے بڑھنا خواہش سے کھانا اور حد سے زیادہ گزرنے کا جائز نہیں ہے

عرض ۱۹۔ ایک شخص کی بہت سی قضا نمازیں مانی ہیں، اب وہ صرف فرض نماز پڑھتا ہے اور سنتوں کی جگہ قضا کے عمری پڑھتا ہے کیا یہ کرنا ٹھیک ہے؟

ارشاد۔ ٹھیک ہے اس کو یہ حکم ہے کہ تہمین، یک لگاتے ایسا جس میں عمارتیں م نہ رہ جائیں، اگر بڑھ جائیں تو حرج نہیں ہے لیکن جن زمین ایسی رہیں کہ وہ تعمیر سے باہر ہوں اور وہ قضا کر لے سے رہ جائیں جس قدر ممکن ان میں زوں کو حد قضا کرے اور ان

لڑ، سونا کھپ، پوری مصفاہی *

جانشین تاج الشریعہ کا دورہ مشرقی اتر پردیش

معاصرے میں پھیل ہوئی غیر شرعی رسومات کی خلیج کی پر ہو
خصوصاً شاہی اور میر کے موقع پر پڑی غیر شرعی عمارات پر قوم
و ملت کو بیدار کیا۔

دوسرے خطاب میں، راجہ قاضی ریو بندیت، حضرت علامہ
عبدالمصطفیٰ صاحب قید روڈ دہلی نے فرمایا جیہ کہ مدد روڈ وال
گنگوے، وضع ہو کر س جسے کے عقائد و اہتمام میں حضرت
ہی کی کوشش و کاوش کار فرما تھی، باوجود بنا زمرہ داریوں کے
حضرت سے اپنی مابقی طرز بیان پر عمل کرتے ہوئے عقائد و حق
سے سب سے خطاب فرمایا اور تیزی سے پھیلنے والے فتنہ نفس و خروج
کی خلیج کو ختم و تشریح بھی فرمائی اور غلام، اہل سنت کو ان فتنوں سے
دور و محو لایا اہل سنت و جماعت عمل پر اسے کی اختیار بھی کی۔

یہ وہ موقع تھا کہ جب پورے مجمع شہزادہ حضور تاج الشریعہ کی
ریاست سے شاد کام ہوئے کے لئے پنجاب و مغرب تھا، ہاں آخر
نظارہ شہید کے بعد پورے مجمع شہزادہ تاج الشریعہ کی ریاست سے
میں باب ہوا، ساتھ ہی دوا و صورت کا وقت شیخ التفسیر حضرت
علامہ عاشق حسین کشمیری صاحب قید اور تاج علم و ادب ادیب
شہیر حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم نقشبوتی صاحب قید کی بھی
تشریف آوری ہوئی

علامہ عاشق حسین کشمیری صاحب قید سے بہت سی علمی و
فکر سے سب سے معراج مصطفیٰ کے حوئے سے خطاب فرمایا اور
تصدید و معراجیہ کے چند شعرا کی علمی اندر بیان میں میں تفسیری بخش
تشریح بھی فرمائی، حضرت مفتی عبد الرحیم نقشبوتی صاحب قید
نے بھی مختصر مگر جامع علمی و تحقیقی سے بھرپور خطاب کیا، پورا گرام
میں ملک و ملت کے نامور شیوخ و اہل علم مصطفیٰ بھی شریک ہوئے،
اس جسے کے قرض خصوصاً محترم قاری ضیاء برہان صاحب سے

چند ماہ ۱۰ اسما ۱۴۲۲ھ

جشن معراج النبی ﷺ و اصداغ معاشرہ کائنات

۱۰ اسما ۱۴۲۲ھ کو فیض آباد کے مشہور و معروف قصبہ
چندرا منو میں شہزادہ تاج الشریعہ، مہبط انوار تاج الشریعہ رگل گور
رضویت، صورت قادیان حضرت علامہ مفتی محمد مسعود رضا خان قادری
برکاتی رضوی بورن مدظلہ العالی کی آمد پر باشندگان چندرا منو سے
جشن معراج النبی ﷺ و اصداغ معاشرہ کائنات منعقد کیا جس
میں قریب و چوراس اور چندر حکومت کے عوام و خواص نے شرکت کر کے
حضور و حضور سے اپنی ہی عقیدت و ثابت قدمی کیا، ساتھ ہزاروں
کی تعداد میں عوام، اہل سنت نے شہزادہ تاج الشریعہ کے دست
حق پر دست و اصل مسئلہ حالیہ قادیان، رکابہ رضویہ ہوئے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جنوب کی اہلیاں چندرا منو کو حضور قادیان
لمت کے مشرقی دورے کا علم ہو، فوراً انھوں نے سید رضا صاحب
سینت حضرت علامہ معراج و انشاء عبدالمصطفیٰ صاحب قید روڈ دہلی
سے رابطہ کیا اور حکیم احمد پر اصرار کیا کہ حضور قادیان کا مشرقی
دورہ اور اب بھی چندرا منو محترم رہے؟ وقت بھی بہت کم تھا لیکن
حضرت سے ال سے جد بات اور عقیدت و قدر کرتے ہوئے
پورے کوشش کی اور بعد تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی حاصل ہوئی
۱۰ اسما ۱۴۲۲ھ کی شب چندر مسو کی گلیاں معطر ہوئیں، وہاں
کے علمائے کرام و مشائخ طریقت اور شہر اپنے اسلام سے چندرا
منو مہک اٹھا۔

خصوصی خطاب غیثہ حضور تاج الشریعہ مسیح العلماء و جامع
مفتو و مفتو حضرت علامہ معراج مفتی محمد مسیح اندری صاحب قید
رضوی مدظلہ العالی نے فرمایا، آپ کا خطاب عقائد و حق کی
توضیح و تشریح، ایمان و ایمان کی بحیثیت و افادیت کے ساتھ ہی

ہارگاہ رسالت تاج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نعمت خدائی کا شرف حاصل کیا اور ساتھ ہی جناب اہل انارضا صاحب نے بھی اپنے مفرد انداز میں لہنت و منقبت کے شعر رنگائے۔

پردہ گرام میں قرب و جوار کے مشاہیر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، اخیر میں پیر طریقت رہبر راہ شریعت، قاسم بیضاں تاج الشریعہ حضور قائد ملت کے دست حق پرست پر ہزاروں عشاقان و علی حصر سے بیعت کی، اور آپ کی پر معزز تقریر و رد واپار چلبے کا اختتام ہوا، اس پروگرام کے چند منتظمین، جملہ معاہ میں سے جلسہ خلوص عیت سے پروگرام کا انتظام و انصرام کیا اور بقا عت رضائے مصطفیٰ شریف چند سو ہزار آمد رسوں کیٹی سے جلسے کو کامیاب بنائے کے بھرپور کوشش کی، اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی محنت و کاوش کو قبول فرمائے، آمین پر رب العالمین

جہاد پر بازو اور احمدیہ صلح بلرام پور

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت کس قدر وسیع و عریض تھا، اس سے ہر کوئی باخبر ہے، اسی وجہ سے آپ بہت سے عقیدت کیٹوں تک کوشش بسیار کے بعد بھی بسا اوقات ہمیں پہنچ پاتے تھے، انھیں رات منہ حلقوں میں صلح بلرام پور، قصبہ اترولہ کے قریب واقع جہاد پر بازو بھی ہے جو قائم اعراف کا بھی جائے مسرت ہے حتی المقدور کوششوں کے بعد بھی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ علیہ تشریف نہ رکھ سکے، پھر جہاد پر یکن و معتقدین قاسم بیضاں تاج الشریعہ حضور قائد ملت دم ظللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کا شدت سے انتظار کر رہے تھے، ہر کوئی ایک جھلک ریارت کا مشاق تھا، یہی بے خودی کے عالم میں وہاں کے دم و راز سے ایک تاریخ منتخب کی ورس دیا حضور قائد ملت کی تشریف آوری بھی جوم و یقین کے در سہ پر تھی لیکن وہ تاریخ بھی آگئی پوری تیاریاں ہو گئیں یں آرمی اے بی، قانون کے خلاف جاری مظاہروں اور احتجاجوں کے پیش نظر پرمایشن نے ٹھنڈے آگے آگے پردہ لگا دیا، تو اس طرح اس موقع پر بھی اہلیان جہاد پر بازو و اطراف و اکناف تشددی رہے، شربت ریارت سے سیرابی نہ ہوئی۔

الحمد للہ جب حضور قائد ملت سے صلح بلرام پور گونڈہ فیصل آباد پھر نئی سلطان پور اور بنارس فارخ گیا تو سخت سفر سے پہلے ہی، استاذ الاساتذہ، خلیفہ حضور تاج الشریعہ مسیح اعلم حضرت علامہ مفتی محمد مسیح الدین صاحب قید سے آپ سے جہاد پر بازو کے لیے بھی کچھ وقت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ کچھ دیر قیام کے دوران اس علاقے کے لوگ حیدر قادر پر رضویہ میں داخلے سے مشرف ہو جائیں گے۔

لہذا ایک طرف سے حضور مسیح اعلم اور دوسری جانب سے جناب اکبر رافقی علی رضوی کی سعی و حکم اور آپ حضرت بنی عقیدت و محبت کو دیکھتے ہوئے حضور قائد ملت نے کرم فرمایا، اور جہاد پر بازو سے بے بھی وقت عنایت فرمادیا۔

چونکہ پھر جہاد پر، اترولہ میں ۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ کو حضور قائد ملت کی تشریف آوری ہوئی تھی اسی مناسبت سے ہی بن بعد مغرب حضور قائد ملت، شہزادہ تاج الشریعہ، جانشین تاج الشریعہ کی آمد کا وقت مقرر ہوا، نہ ہوتا تھا کہ پور علاقہ قادری رضوی فساد میں تبدیل ہو گئی و مقررہ تاریخ کو ظہر عصر کے درمیان پورے بازار میں عقیدت مندوں کا سیلاب نظر آ رہا تھا جہاں نظر نہ تھا وہیں بیضاں تاج الشریعہ حاصل کر رہے وے قادری رضوی حضرت تاج غصہ نظر آ رہا تھا۔

بالآخر بعد نماز مغرب استقبالہ جشن کا آغا رکاری مشاہد کی تلاوت پر ہوا، لہنت و منقبت کے اشعار قرب و جوار کے مشاہیر شعرے کرام سے پیش کی خصوصاً حافظہ قادری مہدی مصطفیٰ اترولی قادری نفیس نظامی، خطیب اہل سنت حضرت علامہ غلام مصطفیٰ الدین رضوی استاد دارالعلوم علی حسن اترولہ سے سامعین کرام سے خطاب کیا، ساتھ ہی حضرت مولانا ندیم اصغر برکاتی سے بھی خطاب کیا۔

اخیر میں خصوصی خطاب مظہر اسلام مسرور آن حضرت علامہ مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب قید سے قرآن مجید کے چند آیتوں کی مدلل و میرہاں تفسیر بیان فرماتے ہوئے عوام میں پھیلی ہوئی چند غلط فہمیوں کی اصلاح بھی فرمائی اور ہزاروں کی تعداد میں عوام و خواص اہل سنت نے شہزادہ تاج الشریعہ کے دست حق

بدست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور حضور قاندلس کے نام سے
کلمات مبارکہ اور دعا پڑھیں اور مجمع پیش استقبال کا اختتام ہوا
حضرت مولانا تقیہ احمد مشاہدی، مولانا عبد القیوم امجدی،
مولانا شہباز مجیدی ان کے علاوہ قرب وجوار کے بیشتر علماء کرام
نے شرکت کی، اور پھر قوم و ملت جناب سلیم احمد رضوی، الحاج
عبد مجید، مفکر ملت جناب ڈاکٹر لائق علی صاحب اور ان کے
علاوہ قرب وجوار کے دیگر حضرات سے ہر طرح سے حصہ لیا
لہ تعالیٰ سبھی کو دین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

۱۱ مارچ ۲۰۲۰ء بھر تھا پورا تروکہ صبح ہرام پور جشن معراج النبی کا انٹرنس

بعد از عشاء بلا تاخیر جمعیت پرگرام کا آغاز قاری محمد اسحاق
صاحب تروکہ کی قرات قرآن سے ہو بعد قاری مشاہد صاحب
مہدی بازار سے حسین سب و بچہ میں نصرت و سون مقبول پیش کی
اس کا انٹرنس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام اہل سنت نے شرکت
کی اور انھوں نے دو خصوصی خطاب سماعت کی جس میں مسیح العباد
مفتی محمد مسیح الدین صاحب قبل جامعہ غوثیہ تروکہ ہرام پور سے دور
حاضر میں تیری سے پھیلنے والے فتنہ فساد و خروج کا قلع کچ کر کے
دوے فرمایا کہ ہم اہل سنت و جماعت کے علمبردار ہیں۔ تو ہم
سب پر کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت و شان میں تبرا
ر کے ان کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہی اہل بیت
طہ کی شان میں غلو کرتے ہیں بلکہ ہم محمد اعظم مہینا علی حضرت
رضی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے رہتے پر گامزن ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑ پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناز ہے حقارت سوں اللہ کی

سیف رضا مجاہد بیت حضرت علامہ عبد العزیز اعظمی مدظلہ
صاحب سے فتنہ و بدعت و دہشت کا انھیں کی کتابوں کے
دریور کر کے اہل سنت و جماعت کے عقائد و عقائد کو قرآن و
حدیث کی روشنی میں واضح فرمایا، تقریباً ست ایک سہ ہزار و
جاہلین حضور تاج الشریعہ قاندلس کے طریقہ حضرت علامہ الحاج

الشاہ مفتی محمد سعید رضا خان قادری، رکاتی رضوان دست برکاتیم العالیہ
کی حلوہ گرن ہوئی، سجدہ حضرت علامہ مفتی محمد عاشق حسین کشمیری
صاحب قند اور حضرت مفتی عبد الرحیم شتر فاروقی صاحب قند سے
بھی شرکت فرمائی۔

اللہ کرے ایسا حسین محمد کا مقدر ہے کی ایک طرف شہزادہ
تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی وجود اور ایک طرف مقتدر
علاء کرام کا وجود مسطور اور سامنے ہزاروں تعداد میں عوام اہل
سنت کا جم غفیر جو علامہ عظام و مشائخ طریقت کی ریاست سے
شاد کام ہو رہے تھے مفتی عاشق حسین صاحب قند نے بھی قرآن
احدیث کی روشنی میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے
سے مفتی خیر پور اور دراصل وراثین سے برہم گفتگو فرمائی۔

صبح العباد تاج الشریعہ مہدیہ بازار تروکہ صبح ہرام پور کی
جانب سے حضور قاندلس کو مرشد عظیم اپارڈ بھی پیش کیا گیا،
حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کی تالیف کردہ کتاب
موفقات سیدنا عمر نامی کتاب کا حضور قاندلس کے بدست
سم جرح ہو، حضرت مولانا مفتی محمد کبیر البوری قادری مصباحی
سے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرقعات اور حافلہ
محاسن میں بیان کردہ مسائل شرعیہ کا مجموعہ "تاج الشریعہ کی علمی
محاسن" تالیف کی اور اس کتاب کو تقریباً چھ سو عدد میں علامہ و مشائخ
سے درمیان پھر قوم حضرت سے تقسیم کیا اور اس جلسے کی سب اہم
کڑی یہ ہے کہ حضور قاندلس کے بدست ہزاروں لوگوں سے
مسند حیدر قادریہ برکات یہ رضیہ میں بیعت و دست سے مشرف
ہوئے آخر میں حضور قاندلس سے قوم سے چنداں مصروفیات بیان
فرمائے اور اس جلسے کا اختتام حضور قاندلس کی دعا پر ہوا

اس پروگرام میں نظامت کے قرائن مولانا معین اختر نے
اہتمام دیا، حضرت علامہ سید شہزاد احمد صاحب، حضرت علامہ صادق
علی رضوی، حضرت علامہ جمال احمد علامہ غلام حیدر بابائی، مولانا
ادام رضا رحمت خوان حبیب کسری قادری ضیاء رانی، جناب کبیر
جعفر آبادی جناب شاہ رضا اور ان کے علاوہ بیشتر علماء کرام و
شعرا کرام نے شرکت فرمائی

یہ کرام میں حضرت قاری محبوب علی رضوی، مولانا مسیحی اعلیٰ محافظہ شاہ، اللہ مولانا مستقیم نے مکمل جانفشانی و عرق ریزی سے خدمات ادا کی، ساتھ ہی غیر قوم جناب سیدنا کریم علی حسن برہان، ڈاکٹر اسرار علی اور بھرتھاپہ اندول کے اطراف کا کثافت کے دین و صحبت کا اندازہ کئے والے حضرات نے جسے کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کی، اللہ تعالیٰ بھی کو درپیش کی سعادت سے ہمہ دور فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

۱۲ مارچ ۲۰۲۲ء، شہر کوٹہ میں

جلی مٹی، عظیم انٹرنس

پانچ لاکھ کھڑے دوا اطراف کی مددوں سے یہ خواہش تھی کہ شہر جمعہ بریلی شریف کے چشمہ چرخ شہزادہ اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مولانا مفتی محمد مسعود رضا خان قادری برکاتی رضوی برام علیا اعلیٰ کی حلقے میں تشریف آوری ہو اور یہ علاقہ خصوصاً برکت کے بدست بریلی شریف سے اپنا رخ مضبوط تر کر لے۔ جہلہ تعالیٰ ۱۲ مارچ ۲۰۲۲ء کو یہ دلی آمد پھری ہوئی اور اس حسین موقع پر اہل مجلس دایہ ایک وسیع و خریش میدان میں ایک روزہ عظیم الشان جشن حضور مٹی، عظیم و عبادت گزار کیا گیا۔

اس اجلاس میں ملک و ملت کے عظیم الشان شخصیات، جلوہ دار ویکس، جنس میں مہمان خصوصی کے طور پر حضور علامہ مسیحی حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد مسعود رضا خان قادری برکاتی رضوی دام اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری ہوئی، اس وقت قاری شہر گوٹہ پیر طرقتہ عبد بہرہ شریعہ حضرت علامہ پیر محمد افعال احمد صاحب قلم رحمۃ اللہ تعالیٰ طلبہ بھی جلوہ افروز ہوئے اور انھوں نے اپنے خطاب کے دوران قادیان رضویہ سے سادہ کرام کی محبت و عظمت کا ذکر کرتے ہوئے شہزادہ حضور تاج الشریعہ کی مجلسی خدمت پر روشنی ڈالی اور خصوصی خطاب حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین رضوی صدر شعبہ افتاء و علوم تعلیمی حمد الشاہی نے کیا۔

حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن پیر ونگی نے بھی اپنے دلکش اور اثر میں جان کر مایا بہت رسول مقبول جناب احمد القادری، قادری اور شاہ مٹی، جناب عبدالرحمن صاحبان نے نقش کی بہان کے علاوہ

سکالوں حلقے کرام و مشائخ طریقت بھی جلوہ افروز تھے، عوام اہل سنت کا خاصا ٹھکانہ سادہ کرام جمع کثیر شہرت تھا کہ غلامان اعلیٰ حضرت کے جنم و چرخ کو دیکھنے کے لیے مددوں سے ہزاروں آنکھیں وکاب تھیں، اس عظیم اجلاس کو شہرہ جوش و خروش، عظیم علامہ پیر شہزاد احمد صاحب قلم، مٹاوی اور میر مفتی اعظم مٹاوی اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر لائق علی صاحب نے لٹی پے عراقہ صحت و لگن اور کام سنگ دور سے کامیابی سے انجام دیا، اس کے بعد رات قرعہ ۱۰ مرتبہ کا حضرت سلطان پور کے لئے رواد ہو گئے۔

۱۲ مارچ ۲۰۲۲ء، پانچ لاکھ پیر، سلطان پور

حضور علامہ کا انٹرنس اور تقسیم ہوا دوا

احمد و نائل کے شایع سلطان پور کے پانچ لاکھ پیر کی مرتبت پر انجام دیا، اللہ کے وسیع عریض مہن میں ۱۲ مارچ ۲۰۲۲ء بروز جمعہ روز نماز عشاء حضور علامہ کا انٹرنس و جلسہ و شہزادہ کا اختتام کیا گیا جس کے مہمان خصوصی حضور علامہ حضرت شہزادہ حضور تاج الشریعہ مفتی اللہ تعالیٰ اور حضرت علامہ مفتی مسعود رضا خان صاحب قلم، مال اللہ تعالیٰ بریلی شریف تھے جن کی نریاست کے لئے ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کا خاصا ٹھکانہ سادہ کرام مسعود شریعہ تھا، جب حضرت کی آمد آمد ہوئی تو لکھ لکھ فرمائے گلچند و رسالت سے دالہ شاد استقبال کیا گیا۔

کامیابی سنت نے اپنے فخری خطاب میں عوام اہل سنت و جماعت کو یہ پیغام دیا کہ "آج جو بے پناہ یا محبتیں ہمارے اوپر آپڑی ہیں، سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے، لہذا ہمیں اپنے اعمال کو نکھلنے سے عین کرنے کی ضرورت ہے، اور عشق رسولی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینوں میں جا کر لیں، گناہوں سے فروری ہے، فرج ہائے باخدا سے دور و دور اختیار کرنا بھی ضروری ہے، ہمارے لئے سب اہم یہ ہے کہ مسلک اہل حضرت چادر و جان سے کام لیا جائے اور تعلیمات اعلیٰ حضرت پر مٹی سے عمل کیا جائے، تعلیمات اہل حضرت کیا ہے، ہادی ہے جو اللہ اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے اور محمد ثناء اور مفسرین اور اکابرین نے جس کی توفیق و تشریح فرمائی ہے۔"

آپ سے عمومی طور پر سامعین اور خصوصی طور پر ریت و نتیجہ وادقار علیہ عزم کیا کہ پھر وحید حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ورضواں کا تعلق کلام سنا دیا جانے حضرت سے منظور فرماتے ہوئے پی شریں اور میں کلام تاج الشریعہ پڑھنا شروع کیا تو تمام مجمع یا ایک تہہ بار بار ہو کر پڑھنے لگا اور عجیب سی ایک روحانیت کی فضا قائم ہو گئی اور کچھ لمحوں کے لئے مجھ سا سالہانہ جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، آپ کے ساتھ آپ کے دربار حضرت علامہ مولانا مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قلم مدظلہ العالی اور ارباب شہیر حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم شتر فاروقی صاحب پڈ بیڑ ماہنامہ سی ڈی اے بریلی شریف بھی شریک کالفرس تھے اور انہوں نے اپنے اچھوتے سب و بھج میں سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "آج جو نظام حکمرانیا ہمارے اوپر مسلط کئے گئے ہیں، یہ ہمارے ہی بد اعمالیوں کے نتیجے میں کیونکہ اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ جب انسان اللہ کی نافرمانی اور گناہوں میں غوطہ کھائے تو اللہ عزوجل ان کے اس بد عملانہ نتیجے میں ظالم حکمران کو ان کے اوپر مسلط کرویتا ہے، درودہ ظالم حکمران ہر ظلم و ستم رعایہ پہ کرتے لگتے ہیں، اس لئے سب گروہ ان ظالم حکمران سے نفرت کے خوباں ہیں تو اپنے عمل کو اللہ و رسول کے فرامین کے مطابق سدھارنے کی حق ال مکان کو سشش کرے۔"

کالفرس کی سرپرستی مناظر ملی سنت سیف رضا حضرت علامہ محمد مصطفیٰ صدیقی شمشٹی صاحب قلم درود شریعہ کے حضرت سے، اپنے بیان میں "حمام مسلمانوں سے اخیل کی کہ آپ حقائق ملی سنت و جماعت پر قائم رہیں اور حمام باطل فرقوں سے بچنا آپ کو دور رکھیں تاکہ آپ کا دل ایمان سلامت رہے۔"

کالفرس کی صدارت ناشر مسلک اہل حضرت قاضی صاحب قلم حلیہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ امین عام سیوا کی صاحب قلم سے فرمائی، آپ سے اپنے صدر رقی خلیفہ میں بیان کیا کہ "اساں کی زندگی کا مقصد ہے کہ اپنے حقائق و پائہاں کو کھچا سے دور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے، اسی میں اس کی کامیابی اور کامرانی

ہے، آج کے اس پر امن ماحول میں اپنے دین و ایمان کی حفاظت سب سے اہم ہے مہر یہ کہ کاسر میں سلطان پور میں قرق شمع سویت جس تیزی کے ساتھ پنا پناؤں پسار رہی تھی اسی برقی رقا کی کے ساتھ خلیفہ تاج الشریعہ حضرت مولانا محو جان رسولی صاحب سے ان کا قلم قلم کیا اور یہاں کے مسلمانوں کو اس عظیم فتنہ سے بچایا اور تاج الشریعہ کو اس سر میں پڑا کر لوگوں کو مسلمہ عالیہ رضویہ قادریہ میں مسلک بریا اور ان کے دونوں مسلک اہل حضرت کا چرخہ روشن کیا یہ اللہ رب العزت کا کرم ہی ہے کہ تین کام ان سے آیا اور مرد زین متین کی خدمت ال سے جیتا رہے" کالفرس کی قیادت خلیفہ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمود خاں رضوی صاحب سے کی در نظامت کے فرائض حضرت مولانا محمد تقار اویسی مدرسہ اعجاز القادریہ پانچوں پیر سے فرمائی

کالفرس میں خطیب اہل سنت و جماعت مولانا رضا جناب حیدر پرتاپ گڑھی، حضرت مولانا مفتی محمد سیماں جامعہ عربیہ سلطان پور، حضرت مولانا محمد عام، مدین قادری انہری صاحب مدورہ حضرت امام حسین پڑوہ شہی نگر اور جماعت ملی سنت کے مقتدر علامہ شریک رہے اور قریب و جوار کے علماء ائمہ بھی موجود تھے، پھر گروہ کے آخری پیر میں علامہ القادریہ سے فارغ ہوئے دے حفاظ کرام کے سروں پر حضور قائد اہل سنت شہزادہ حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری پوری صاحب قلم کے ہاتھوں سے علامہ باندھا گیا اور سید حفظ سے علامہ گئی کالفرس کا اہتمام سلام رضا پڑوہ اور دعا قائد اہل سنت شہزادہ حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری پوری بریلوی صاحب قلم سے فرمائی

رپورٹ عبدالقادر وکی
پرسنل مدرسا، جامعہ القادریہ پانچوں پیران سلطان پور

۱۳ مئی ۲۰۲۲ء جامعہ الاسلامیہ قصبہ روٹائی، بھونہر
جشن، بجائے "تباہی حیات"

۱۴ مئی ۲۰۲۲ء جامعہ قصبہ روٹائی سے ہر شخص و قلم ہے رجو
وادی علم و ہر کے ساتھ ہی اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم علمی

یہ مرشد انجمن پیر کامل کے ہاتھوں میری خدمات کو سراہا پیار ہوا ہے، بالآخر مسیح اعلیٰ کی پیغم، صراہ اور دینی ضرورت کے پیش نظر حضور قائد ملت سے روزنامی کے لیے بھی اپنا قیمتی وقت عنایت فرمایا۔ یوں کہ ۱۳ مارچ کی رات دس بجے بھی دو بڑے جلسے منعقد تھے، بعد نماز مغرب حضور قائد ملت کا قافلہ روزنامی کی جامع مسجد میں داخل ہوا، وہاں سٹیلوں کی تعداد میں علماء و مشائخ حلوہ افزہ تھے، ساتھ ہی عوام الناس کا جم غفیر بھی داخل سلسلے کے لیے حاضر خدمت تھا، سنت و عقیدت مداح رسول جناب احمد انصاری نے پیش کی اور خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد مسیح الدین صاحب قلم نے مختصر و جامع خطاب کے ساتھ ہی قصبہ روزنامی والوں کی جانب سے حضور قائد ملت کا تہہ ذب سے شکر پیادا کر کے ہوئے مہار سہ ماہی پیش کی

انہی میں شہزادہ و جانشین حضور تاج الشریعہ حضور قائد ملت مفتی محمد عسجد رضا خان قادری رکابی رضوی بوری دام ظلہ العالی نے لوگوں کو مرید فرمایا، ساتھ ہی سابق الدکر کتاب "تائش حیات" فارم اجر بھی لیا، آپ ہی کے درو و اسلام اور دعا پر کس جشن کا ختام ہوا، حضرت علامہ بخش اللہ صاحب، استاذ الہیات حضرت علامہ یوسف خان صاحب قیدہ قاری جلال مدین علامہ سلمان ازہری راقم الحروف کے علاوہ بہت سے علماء و مشائخ حلوہ افزہ تھے

پھر آپ سے جامعہ کا مختصر دورہ کیا وہاں مہمان خانہ میں چائے نوش کر کے ساتھ ہی حضور حامی اعلیٰ کی اعزاز پر حاضری دے کر قاضی خوالی بھی فرمائی، بعدہ حاج مدین خان صاحب کے گھر تشریف لے گئے وہ وہیں کچھ دیر قیام و طعام فرمایا، حاج مدین حال نے مسیح العلماء علامہ مفتی مسیح الدین صاحب قیدہ کو حضور قائد ملت کے آمد کی خوشی پر سہ کی دینی ملی، تدریسی خدمات کے اعتراف میں عمرے کا فل جینج بطور تحفہ پیش کیا۔

۱۳ مارچ ۲۰۲۲ء دارالعلوم خدیوہ روڈ ولی شریف جلسہ دستار بندی بنام عظیم حق کانفرنس

ملک ویردن ملک میں عوامی شہرت یافتہ دارالعلوم خدیوہ ۲۰ سالہ پیغام حق کانفرنس ہر سال کی طرح مسال بھی بتاریخ ۱۳ مارچ ۲۰۲۲ء کو بمقام پرنسپل سہری منڈی محلہ شیخہ روڈ ولی

درس گاہ بھی، مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک نقیب و پاساں بھی، یقیناً اس عظیم علمی درس گاہ میں ہذا کا مقصد مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و شاعت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کا شروع و استحکام تھا، بصد تعالیٰ اب تک یہ اپنے مقصد اصلی کی طرف دروس دواں ہے اور جیسا کہ سابق میں اس نے قوم و ملت کو علمی ہتھیار سے نچس جواں سپہ سالار و سچے نیک، و ان شاء اللہ مستقبل میں بھی یہ کام جاری رہے گا

اس جلسہ کے اساتذہ کرام، طلبائے کرم، ساتھ ہی دارسہ کے جملہ اراکین و ممبران مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار اور حوالہ اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں، اس کی ایک تارہ تربیہ مثال یہ ہے کہ مارچ مہینے کی بستر کی تاریخ میں جوں کی بہوں سے اراکین کو شہزادہ تاج الشریعہ حضور قائد ملت کے مشرقی اثر پر پیش کے دورہ کا علم ہوا، اسی وقت سے بھی حضرت خصوصاً حضرت علامہ قاری جلال احمد صاحب، حضرت علامہ سلمان ازہری صاحب اور محب اعلیٰ حاج جناب مدین خان صاحب کس عقیدت و احترام میں خواہاں ہوئے کہ شہزادہ تاج الشریعہ کی آمد ہمارے اورے میں کچھ دیر کے لیے ہو جائے تو ہماری بھی علمی قبول پارگاہ اعلیٰ حضرت ہو جائے

ادراہدہ کے قاضی رفیق فارغ التحصیل خلیفہ حضور تاج الشریعہ مسیح اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد مسیح الدین صاحب قیدہ اراکین نے انھیں بویہ مدد دی، سوپ ریکی کی حضور قائد ملت کو ادب سے نیک کسی بھی صورت میں لایا جائے تاکہ اساتذہ، طلباء و علوم میں جو ارادت کے خوش مند ہیں وہ دامن کرم سے وابستہ بھی ہو جائے اور سچی حضرت، شہزادہ کا پر تپاک استقبال بھی کر میں اور خصوصاً حضور امام العلی، مناظر ملی سنت، استاذ الاساتذہ جامع معقورات و معقورات، حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر جمع کردہ تمام علمی محی مضامین پر مشتمل پانچ سو سے زائد صفحات کا حسین مجموعہ بنام تائش حیات کا حضور قائد ملت کے ہدایت دم، اجر و بھی ہو جائے۔

بلاشبہ اس وقت حضور امام اعلیٰ کی روح بہت خوشی کی رہنمائی ہر حال۱۱۹ کے لئے کی گئی علانی تاج کام آگئی کہ وہیں سے

شریف میں منعقد ہوا، جس میں ملک ولایت کے اکابر و اہل علم کھائے کرام و شعرائے اسلام کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے دانشوران قوم نے بھی شرکت کیا، الحمد للہ جیسے ہر اہل حق و سستیوں کا سنگم تھا ایک طرف شہزادہ حضور طاہر ملت پر طریقت حضرت علامہ سید سہیل میاں صاحب قید مدظلہ العالی سجادہ نشین حلقہ طیبہ، وادیہ بلگرام شریف جلوہ فرور تھے تو دوسری طرف شہزادہ حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد عسید رضا خاں قادری برکاتی رضوی، سب سجادہ بریلی شریف، قاضی القضاۃ فی ہند کی آمد مسود بھی ہوئی تھی۔

۱۱۔۱۱۔۱۱ قاعدت حضرت علامہ مولانا مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قید مدظلہ العالی اور ازبک شہید حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم نشتر غارونی صاحب دیدہ و شہساز سبکی و سبکی شریف بھی شریک کانفرنس تھے، جیسے نقابست کی دوسروں کی ماہر فکر و فہم، سائنس قوم ولایت حضرت مولانا حسن طہر صاحب قادری جھارکھنڈ سے کی وقعت و سون مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سید کئی علی صاحب بریلی شریف نے لگنگان۔

خصوصی خطاب، علیہ حضور تاج الشریعہ مسیح احمد حضرت علامہ مولانا الحاج شہزادہ مفتی محمد مسیح الدین صاحب قید رضوی شہرستی سے فرمایا، انھوں نے توقف قرآن کے حوالے سے بہت سی مدلل و میراث خطاب فرمایا، ساتھ ہی راضی و سیم رضوی لکھی کے قرآن مجید کی آیتوں سے خلاف پھیلے ہوئے پروپیگنڈہ کو تار عنکبوت ثابت کیا اور حکومت وقت سے اس کی اس گھناؤنی حرکت پر قہر لگانے کی غیل بھی کی، عام باقاعدہ خطیب ہا کمال حضرت علامہ مفتی شہزادہ صاحب قید سبک سنا، جامعہ الرضا بریلی شریف سے قوم سے خطاب کے دوران انھیں یکتائی اور اتحاد کی دعوت پیش کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو اپنا آئینہ بنانے کا پیغام بھی دیا۔

ناشر ملک اہل حضرت، حضرت علامہ مفتی شمس القدر صاحب قید قاضی صلح جیس آباد سے بھی قوم سے خطاب فرمایا، عام دن و قاعدت علامہ محمد حامد رضا بریلی صاحب قید نے بھی پیغام

حق کانفرنس سے چار پیغام پڑھایا، انھیں میں و ما حضور قائد ملت، شیخ تفسیر، حضرت علامہ مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب قید، شہزادہ بریلی شریف کے معراج کے متعلق بیان کر دیا، اشعار کی توضیح و تشریح فرمائی اور ساتھ ہی عقیدہ معراج سے فلسفے کی بہت سی رائے پیش بحثوں کو آسان سب و سب میں لوگوں کے دل و دماغ پہ نقش کیا۔

عید حضور تاج الشریعہ، سیف رصاص، گناہ سیت، مناظر مل سنت حضرت علامہ عبدالصغیٰ صاحب قید، اہل علوم و علم کے اعلان و بیان پر پور مجمع مسند عالیہ قادریہ رضویہ سے ملک ہوئے سے بے چارہ ہو گیا، حضرت ہی کے ساتھ ہر صورت کا مد ملت نے سبھی میکشوں کو جام رضویت سے سرشار فرمایا اور آپ کی کی دعا و تاسیہ کلمات پر جلسے کا اختتام ہوا، جلسے میں حضرت علامہ محمد اسلم رضوی، حضرت مولانا شہادت علی نعمی، حضرت مولانا حامد رضا، حضرت مولانا تنویر رضا، حضرت مولانا راحت علی مصباحی، حضرت قاری محمد اسلم مشاہدی کے علاوہ سینکڑوں علمائے دینی الاحترام نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی، اس پروگرام میں حضور قائد ملت نے چند دعا کو جاریت و دعائت بھی عطا فرمائی۔

۱۳ مارچ ۲۰۲۲ء کنیلا پر سپورہ گوڑہ

جشن معراج النبی کانفرنس

شب معراج می صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین موقع پر ۱۳ مارچ مطابق ۲۹ رجب المرجب کو شہزادہ و جانشین حضور تاج الشریعہ، حضور قائد ملت، پیر طریقت رہبر راہ شریعت، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد عسید رضا خاں قادری، برکاتی رضوی دام ظلہ العالی سجادہ نشین حلقہ طیبہ حضور تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی ہند کی شریف آوردن سر میں کنیلا پر سپورہ، صلح گوڑہ میں ہوئی

ساتھ ہی شہزادہ غوث عظیم، پیر طریقت حضرت مولانا مفتی سید محمد اصناف صاحب بھی شریک سعادت تھے، ان کے علاوہ قرب و جو راورد دیگر اندام کے علمائے اہل و مشائخ طریقت سے بھی شرکت فرما دی، خصوصاً خطاب و اما حضور قائد ملت، شیخ تفسیر حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قید سے فرمایا، آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں معراج صلی اللہ علیہ وسلم کا

قدحہ عمل و اشع طور پر تفصیل سے بیان فرمایا۔

مردوں بہار شہر ممبئی سے تشریف لائے حضرت علامہ مفتی بشیر احمد چشتی کے خصوصی خطاب فرمایا۔ انھوں نے اپنے خطاب کے دوران فقہ ربوبیت و دہایت کی تبلیغ کی کے ساتھ ہی چشتی ہوئی صلیح کلیت کا بھی دلائل و برہین کی روشنی میں روایت فرمایا آخر میں ملی مسرت و جماعت کے فروغ و استحکام میں حافظہ و صوبہ کے خدمات بیان کیا اور مرشد اعظم، حضور تاج الشریعہ عظمیت و جلال اور آپ کی علمی و تحقیقی خدمات کو بھی شائع فرمایا۔

حضرت مولانا شعبان صاحب قندے بھی مختصر و جامع خطاب کیا رعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا احمد التاج فیض یاری اور مولانا نعلان رضا رووون شریف نے پیش کی، آخر میں حضور قانہ ملت و ام ولد النور علی کے دست حق پرست پر تقریر یاد و ہزار لوگوں نے بیعت و اذیت کا شرف حاصل کیا، آپ ہی کے نا صحاہ ملت مبا کہ اور مستحب راہ چلے گا اختتام ہو۔

بھید تعالیٰ اس بورلی جیسے میں کئی ہزار عوام ملی مسرت کے ساتھ ہی ملتے کر ام کا جم عظیم بھی موجود تھا، خصوصاً حضرت مولانا عارف، مولانا شکیل احمد مصباحی، مولانا محمد منہاج، مولانا حکمت رضا، مولانا محمد اشرف، مولانا عبد القادر الی کے علاوہ دیگر علمائے سنام بھی حاضر تھے، پروگرام کا نظم و ضبط کا فریضہ یصال رضا فاؤنڈیشن، یصال بوری فاؤنڈیشن، یصال قادری فاؤنڈیشن کے مجدد رکان و ممبران سے بہ حسن و خوبی کیا۔

حضور قانہ ملت مدظلہ العالی کے مشرقی اتر پردیش ضلع گونڈہ و اطراف کے جلسوں کی مدد کی عیش حضور تاج الشریعہ محترم کرم جناب، کس لائق علی صاحب سے پوری دیانت و دل سے انجام دیا، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

۱۵ مارچ ۲۰۲۱ء درضا نگر گونڈہ

پیغام تاج الشریعہ لکھنؤ

درضا نگر (پاٹے پورہ) ضلع گونڈہ شہر میں شہزادہ و جانشین حضور تاج الشریعہ قائد ملی مسرت پیر طریقت و مہر راہ شریعت حضرت علامہ مفتی محمد محمد رضا جان قادیانی بر لاتی رسول کی آمد پر

باشندہ کمال رضا نگر سے آپ کا پرورد سقیال کیا اور اطراف و جوانب کے ہر رول عاشقان تاج الشریعہ مرشد عظم کے کثرت جگر کی ایک جھلک پائے کی حاضرین نگر کے ایک بڑے میدان میں اسٹڈے ہوئے سباز کی طرح ۱۵ مارچ ۲۰۲۱ء مطابق در شعبان، معظم کو جمع ہو کر اپنی خلدی کا ثبوت پیش کیا

در اصل مذکورہ تاریخ بوقت بعد نماز عشاء پیر تاج شریف، سکھاہر پور کے بے مقرر قحی لیکن رضا نگر کے مولوی اعلیٰ محمد صاحب حافظ موسوم صاحب اور یہاں کے محمد عقیدت مد شہزادہ کی ریارت اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخلے کے لیے بے حد ویتاب تھے، ان حضرات کی اسی سرستی کے پیش نظر، خدیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مد شہزادہ احمد صاحب قندہ اور اسیر حضور تاج الشریعہ جناب ڈاکٹر رانی علی حان صاحب کی مشترکہ کوششوں اور قیام احمدی کی وجہ سے حضور قانہ ملت نے کچھ وقت رضا نگر کے لیے بھی عنایت فرمایا، اسی مناسبت سے رضا نگر والوں نے ایک مختصر و جامع جلسے کا اہتمام و تنظیم بھی کیا، جس میں ملک و ملت کے کارکنان نے ر م اور شعر نے کرام نے بھی شرکت کی۔

خصوصی خطاب خدیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد مسیح الدین صاحب قندہ رضوی چشتی صدر شعبہ قادیانہ و شیعہ عرب کا ان اتوارہ شرام نے کیا، آپ سے وہاں موجود سیکڑوں علمائے کرام اور ہزاروں عوام اہل مسرت سے خطاب کرتے ہوئے انھیں شریف پیری رانہ و برداشت کی روشنی میں سمجھایا اور حرام طرح کے فعلی اور فرضی و لغوی پیرد کی تبلیغ کرتے ہوئے ان کے پرہیزگار و اور ان کے مکر و فریب سے لوگوں کو آگاہ کیا اور انھیں یہ بھی یاد دہرایا کہ جو شریعت سے جدا ہو پیر کی چار شرطوں میں سے کسی ایک سے بھی جاری ہو وہ ناکت پیر ہوئی نہیں سکتا۔

مذکورہ ہال پیچامات کے ساتھ ہی سامعین کو خاک و ادھر رسول کی نقایت اور ان کا استقلال و استحکام بھی واضح اور آسان لب و بھیش سمجھایا، خصوصاً تاج الشریعہ رحمت اللہ علیہ کی تقویٰ و پرہیزگاری اور آپ کا استقلال و استحکام بیان کرتے ہوئے بیاب کیا کہ یہاں میں راہ تر برائیاں فوٹو سرائی اور وڈ پور کے دریاں پھیل رہی ہیں، حضور

تاج الشریعہ بدر نظریہ کی نگاہ دلالت دیکھ رہی تھیں۔ مستقبل قریب میں یہ ملت کے لیے ایک ناسور بن جائے گا۔ اکی وجہ سے مضبوطی سے اپنے موقف پر ثابت قدم رہے اور اپنے تمام معتقدین و متوسلین کو بھی نوٹو اور ویڈیو گرافی سے ہمیشہ دور رہے گا حکم دیا۔

خلیفہ حضور تاج الشریعہ ناشر مسلک اہل حضرت حضرت علامہ سید شہزاد احمد صاحب قبلہ مشاہدی نے بھی فکر انگیز کیا، ساتھ ہی ناشر فکر اہل حضرت حضرت علامہ صادق علی رضوی صاحب قبلہ سے بھی ایماں افزہ کفر سوز خطاب کیا، قاری ارشاد احمد حشمتی نے محنت و منقبت کے اشعار گنگنائے، اخیر میں حضور قائد ملت کا نوران قافلہ جلوہ فرور ہو، جس میں آپ کے: تیس جاب معسر قرآن، جامع معقوب و منقوب حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ اور بائیس جاب حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم مشتہر فاروقی صاحب قید و ران سے علاوہ چھ دیگر عشاق حضور قائد ملت بھی تھے

آپ کی آمد مسعود ہوتے ہی خلیفہ حضور تاج الشریعہ، مسیح احمد مفتی محمد مسیح الدین صاحب قبلہ کو اس کی دینی، علمی، فنی تدریسی و تعمیر کی خدمات کو سراہتے ہوئے حضور قائد ملت کے بدست تاج الشریعہ ایوارڈ بھی دیا گیا، اس موقع پر حضرت علامہ الحاج اشاد سید محمد افضال احمد علیہ الرحمہ حضرت علامہ صوفی عبد الوحید صاحب قبلہ اور اقم اسطورہ کے علاوہ سیکڑوں علمائے کرام بھی موجود تھے۔ اخیر میں شیخ التفسیر علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ کا مختصر و جامع خطاب ہوا بعدہ شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضور قائد ملت سے میز اداں افراد کو خرید فرمایا اور ناصحانہ کلمات شریعہ اور دعا پڑھنے کا اختتام ہوا

۱۵ مارچ ۲۰۲۲ء گمادھر پور، بہرائچ

پیغام تاج الشریعہ کانفرنس

۱۵ مارچ ۲۰۲۲ء، بیسویں بمطابق یکم شعبان ۱۴۴۳ھ
چترن برد و شہنشاہی وہ مبارک و مسعود تاریخ تھی، جب دعائے حضور تاج الشریعہ عاشق حضور قائد ملت حضرت مولانا محمد عمران رضا قادری کی جسد مسلسل رنگ لائی اور سالار پور و گمادھر پور صبح بہرائچ میں قریب و غور کی خواہش کے تحت کا ستارہ بونچ ثریا کی پلندی پر جگمگانے

لگا، ایک عظیم الشان جلسہ بنام پیغام تاج الشریعہ کانفرنس منعقد ہوا جس میں خلق خدا کا عظیم سید بونگو کی "کھنوں کو خیرہ کر رہا تھا، تقریباً پچاس ہزار پر مشتمل عوام الناس کا حرم خیرہ حضور قائد ملت کی آمد کا چمکیں بچھائے منتظر اور آپ کے حمال جہاں آر کی یہ کاہنہ فی حقہ رشوق وید رو نور عشق میں محو و بخود مسب پر خمار چھایا ہوا تھا گویا سب رہا سا حال سے کہہ رہے ہوں۔

کچھ اسکی بے جود ہے ترے نظار میں

تصویر بن چکا ہوں ترے نظار میں

آہٹ پہ کان اور پہ نظار میں اشتیاق
"کھنوں کے شک سوکھ گئے ترے انتظار میں
عطا کی عمر کے بعد حضرت قاری رحمان رضا کی سحر انگیز آواز اور مقررہ سب و سچے میں تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا قاری صاحب سے پٹی تلاوت سے ایک سال ہندو رہا محسن اودن کی گونج میں ساری محفل دم بخود، ہر طرف سکوت و حضور کا منظر ساری ساعین گوش راواز تھیں، حمد و نعت و نفیس کی حدت چاشنی حاصل ہوئے کے بعد فاضل جامع ازہر مصر خلیفہ حضور تاج الشریعہ معتمد سید رضا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عالم رضا انہری شیخ الادب مدرسہ اشرفیہ قادریہ معین العلوم ٹرپور کے نام کا خطاب ہوا آپ سے بڑی مدلل گفتگو فرمائی اور غیر مقلدین اور رد و فاضل کو آڑے ہاتھوں لیا اور قوم بوان کے شروعا کے گاہ فرمایا خصوصاً صحابہ رموز کا تب و تہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصیبت کو روایت و روایت کی روشنی میں اجاگر فرمایا نیز اخصیبت اصل خلق بعد الایما پر جامع خطاب فرمایا

اس کے بعد پیر برج خطابت علامہ مفتی محمد کبیر اختر مصباحی صاحب قندہ بہرائچ کا برادولہ انگیز خطاب ہوا، آپ نے فرمایا کہ مرکز اہل سنت و تہذیب شریف نے ہمیشہ ہر ہفتے والے گفتگو کا جواب دیا ہے، باطل کے جس طریقے سے بھی سر بھارا جس قدر بھی طاقت کے ساتھ آیا، ربلی شریف کے جیابوں نے بغیر کسی کی پردہائے غرور کو کر مٹوا، جواب دیا نیز آپ نے مسلک اہل حضرت کے بغیر تلے قرآن عظیم کے خطاب پھر کورٹ میں رست

داخل کرے و لے عبیدت و سکر رسولی اور حق مٹا نہیں قرآن پاک کو لٹکار اور فرمایا نہ اگر تمہیں قرآن مجید کے الہامی کتب ہوئے میں شک و شبہ ہو تو قرآن مجید کے نتیجے کو قبول کرو اور قرآن پاک کے مثل کوئی آیت یا سورت نہانا و آپ سے فرمایا کہ مسلک اہل حضرت کے سہاوی ہمیشہ بل باطل کا راہ کرتے اور عمر ربی سنت کی آواز حق بلند کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے

اسی دوران مہر شریف پر مناظرہ علی سنت سیف رضا حضرت علامہ عبد المصطفیٰ شمشکی رودون شمس اعظم حضرت علامہ مفتی شمس الدین احمد رضوی پیر اچھے شریف، لڑ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد صدیق شمس قادری بائی لڑ کراہی سدی و رافضی پیر اچھے شریف و حضرت علامہ مفتی ذکری قادری ستاد مدرسہ اشرفیہ قادریہ معین العلوم لڑ پور و مجاہدیت منصور العلہ، خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ خواجہ منصور صاحب الہدی بائی مدینہ عربی یونیورسٹی حاضریہ شریف ناپارہ اور ترمشاں مسلک اہل حضرت علامہ مفتی نعیم احمد رضوی صاحبی، ہندوستان بیورو کے صحابی حضرت قادری محمد عثمان رضا بوری پیر و چیف ہندوستان لکھنؤ حضرت حافظ محمد فرید صاحب مال و راعیہ کشن ارہری پیر گوہر کی آمد ہوئی

اس کے بعد علامہ اعلیٰ مفتی شمس الدین محمد رضوی شیخ حدیث مدرسہ مسعود العلوم پھولی تکیہ پیر اچھے شریف کا مختصر مگر جامع خطاب ہو آپ سے ارشاد فرمایا کہ سکر رسولی کی اس حرکت پر ہمیں تعجب نہیں وہ تو سلام کا اردن شمس اور آتش کا ہادی مخالف ہے ہمیں تعجب تو اس اشروں پر ہے، ساتھ ہی ساتھ آپ سے حضور قاعدت کی تشریف آوری پہ لوگوں کو سہار رکھا دینا شرمناں و در حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات پہ چنے مشاہدات بیان فرمائے، آپ سے فرمایا کہ بھلا گل پیر میں حضور تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر چائیں ہزار سات اور ہزار ہزار حقائق سے بیعت کیا، اس کے بعد شاہکا زخم شاعر دارغان محترم شاہ عالم مسعودی نے اپنے مخصوص تعارض میں کلام تاج الشریعہ و منقبت حضور تاج الشریعہ پیش فرمائی

جدہ خطیب خصوصی سیف رضا مناظرہ علی سنت عطا نے

تاج الشریعہ معتمد حضور قاعدت حضرت علامہ عبد المصطفیٰ شمشکی صاحب رودونکی اطال اللہ عمرہ و افاض اللہ فیضہ کا خصوصی بیان ہو، حضرت نے مختلف جہتوں سے مسلک اہل حضرت کی ترمشاں فرمائی اور اپنی مشہور رسالہ نثار مطبعت سے موجود ہیں و محفوظ فرمایا رال کے بیان و عقیدے کو جہل غشا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے اہل باطل کا خوب رسد و ابطال فرمایا، خصوصاً وہابی، دوح ہندو، قادیانی، راشدی اور صلح لیبوں پر صاف عقیدہ بن کر دیکھنے رستے رہے۔

اس کے بعد وہ مقدس گھڑی تھی جس سے اس کی موعظہ کلیوں کو گل و گلاب گریا آمد حضور قاعدت کی عطر پیر خوشنویس سے مقام جاں معطر ہوئے لگی عقیدتوں سے بجوم میں جا شیب حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ علی و ہند حضور قاعدت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مسعود رضا خان قادری صاحب قید اپنے والد حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قید مفتی عبد الرحیم شتر فاروقی پٹنہ ماہنامہ کی دیا برائی شریف اور اپنے دیگر مصاحبوں کے ہمراہ جمع ٹھہرے یہ مہر شریف پر مست ضرور ہوئے۔

تب کی جلوہ گرگی میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب قید سے نماز کی اہمیت و فضیلت پر بڑی پر معر فکریہ فرمائی مجمع سے اور علما سے بھی اپنے ذہن و دماغ سے گلداران میں علم و ادب کے گل و بوٹے سجائے اس کے بعد حضور قاعدت اوم اللہ فیضہ علی انعام اللہ سے کچھ نصیحت آمیز فقرے ارشاد فرمائے جس کو حاضرین نے توشہ آخرت سمجھ کر اپنے قلوب و زبان میں محفوظ کر لیا پھر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تقریباً بیس ہزار خواہشیں حضرت سے آپ کے دست مبارک پر مسدہ رضویہ میں بیعت کی اس کے بعد صدقہ و سلام اور حضور قاعدت کی دعا و دعا پر کاظم کا اتمام ہوا، آپ سے دو ماموں کو یہی قداست بھی عطا فرمائی اور اپنے بیٹے کی رکتوں سے مستفیض فرمایا، جس کے اختتام پر عظیم قوم حضرت قادی القیال حضور قاعدت کو مسجد سالار پور کے حجرے میں سے گئے، جہاں پہلی جلسہ مولانا محمد عثمان رضا قادری کی درخواست پہ حضور نے ایک خوش بخت جیلر کے کانکاج پڑھا کر

شرعیہ میں فرمایا، روایات بہت زیادہ تھا، اعلیٰ سے بقیہ میں ۳۸

ضمیمہ کی آواز

رہنمائی پر عمل درآمد

بالی ٹریک ایک اصلاح معاشرہ

اللہ کریم ہے جب سال کو خلیق فرمایا ہے تو خیر و شر کی تمیز اس میں رکھ دی ہے۔ انسان تنہا شعور ہے کہ بچپن میں ہی اپنے حق کی پہچان کر لیتا ہے اور ناقص کاموں سے بچتا ہے۔ اللہ کریم ہے سال کو ایک طاقت دی ہے۔ جسے ضمیر کی آواز کہتے ہیں۔ لوگ ساری زندگی سے دیتے ہیں مختلف نیلے بہاے سے ضمیر کو مطمئن کر کے اسے مدد دیتے ہیں پھر نقصان پہنچتا ہے کہ حق کا مستند پے کبھی وضع نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے "انسان اپنے حال پر پوری نظر رکھتا ہے، اس کے پاس جتنے بھی بہاے ہیں سے آئے، تب بھی سے خیر ہے کہ میں نہ کر رہا ہوں۔" انسان کو خیر ہوتی ہے مددہ کیا بہرہ دے، کیا سن رہا ہے، اور کیا کر رہا ہے، اس کا ضمیر اس کے ہر عمل پر نگاہ رکھتا ہے۔ "مسند امام احمد بن حنبل" میں حدیث ہے کہ ایک ہار ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "میں کیا ہوتی ہے اور شر کیا ہے؟" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جس پر اس ختم جانے وہ نیکی ہے اور جو نیکی میں ٹھٹھکے وہ بدی ہے"

اللہ رب العزت نے یہ نصیحت ہر انسان میں پیدا کی ہے کہ جب وہ موٹی نیکی کا کام کرتا ہے تو اس کے قلب کو سکون ملتا ہے، اس کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنے ضمیر کی آواز کو سننا کے کوئی شر کا کام کرتا ہے تو پھر اس کا قلب اور روح سے جھجی اور اپنے اطمینانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

انسان ضمیر کی آواز پر چلے تو وہ حق پر رہے گا، ان کا ضمیر ہمیں صحیح راہ بتاتا ہے، ہم پریشانیوں میں مبتلا ہی اسی لئے ہوتے ہیں کہ اپنے ضمیر کی ہمیں سنتے، دو کیفیتوں پر صبر کرتے ہیں ہمارے ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور ہم اپنے ضمیر کو دبا کر خود کو ہی دھوکا دیتے ہیں نقصان پہنچتا ہے کہ زندگی گزر جاتی ہے اور ہمیں

صحیح راہ میں نہیں ہوتا، بقول باری تعالیٰ: "پس من میں ڈوب کر پا جا غمر رخ زندگی تو گر میر نہیں بقا۔" اپنا تو بن

ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر جھانکیں اور اس بات پر غور و خوض کریں کہ ہمارا ضمیر کیا کہتا ہے، ہمیں اپنے علم پر عمل کر کے کی ضرورت ہے، جب ہم ضمیر کی آواز پر چلیں گے تو ہمیں سکون قلب و روح بھی حاصل ہوگا اور ہمیں دیکھ کے راتے پر چلنے میں بھی آسان ہوگی، ہم ناخانی اور غم شرعی کاموں سے بھی بچ پائیں گے، اللہ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں حق سمجھنے و عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمیشہ بدعت خیر الالہام میں گزرے
ہم ہے یہ عمر درود و سلام میں گزرے

□□□

سورج یا چاند گرہن اور حاملہ عورت

از: مولانا محمد عمران معراج نافع القادری
اسامہ و خطیب جامع مسجد حضرت یحییٰ بن یوسف گوجر والہ
آسمان دنیا پر سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی عظیم شایوں میں سے ہیں، ان کی روشنی میں ہمارے لئے سب سے بڑا منافع اور ان کو لگنے والے گرہن میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں پوشیدہ ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

"بے شک سورج اور چاند کو لگنے والا گرہن تو کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، لیکن یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی شانندوں میں سے ہیں پس جب تم انہیں (گرہن میں) دیکھو تو مار پڑھو۔" (بخاری و مسلم)

یہ حدیث پاک واضح طور پر سورج اور چاند گرہن کے بارے میں معاشرے میں پھیلے ہوئے توہمات کا رد کرتی ہے، بالخصوص اس موقع پر ہمارے ہاں حاملہ عورتوں پر بے جا پندریاں لگادی جاتی ہیں کہ تم بچہ چاند گرہن کے دوران چلنے پھرتے رہنا ہے، اگر لیٹنا ہے تو بالکل سیدھی لیٹی رہنا ہے، پھر ان کا شام استعمال نہیں کرنا،

لہذا یہ جو بجا جواب بھی علیؑ ادا کر رہے ہیں۔

□□□

تکبر کی تباہ کاریاں

ار محمد نعیم رضوی

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت و مجدد دین و ملت، پیر وانشیح
رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ لکھے ہیں

محررات باطنیہ (یعنی باطنی سموات) مثلاً تکبر و ریاء و غیب
و حسد و غیرہ اور ان کے معاہدات (یعنی حدیج) کہ ان کا علم
(یعنی جاننا) بھی ہر مسلمان پر اہم و افکھ ہے

(دارالحدیث، ج ۳، ص ۶۷۴)

تکبر کسے کہتے ہیں؟ خود کو افضل، اور دوسروں کو حقیر جاننے کا
نام تکبر ہے، چنانچہ رسول گرامیؐ باوقار صلی اللہ علیہ وسلم سے
رشاد فرمایا:

"الکبر بطر الحق و غبط الناس۔ یعنی تکبر حق کی
مخالفت اور لوگوں کو حقیر جانے کا نام ہے" (کنز مسررہ
الامان، باب کبر و تکبر، ج ۱، صفحہ ۶۱)

حاضر رب مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدثنا نیری الانسان لنفسه ا کبر من عباده یعنی
تکبر یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے افضل سمجھے۔

(الفرمان، ص ۶۶)

رسول گرامیؐ باوقار صلی اللہ علیہ وسلم نے رشاد فرمایا:

"قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے نزدیک اور
پسندیدہ شخص وہ ہوگا جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ
اچھا ہوگا اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابل
نعمت اور میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے، جو دنیا سے
بچنے والے، لوگوں کا مذاق اڑانے والے اور مستحق تہمت ہیں
صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم! ہے ہو وہ نبواں بچنے والوں اور لوگوں کا مذاق

بہتجی سے کہڑا وغیرہ نہیں کاٹنا، مگر میں جھاڑو پوچھا نہیں لگانا، قسم
پہاڑش نہیں کر لی کہیں سفر پہ نہیں جانا اور شوہر سے قربت نہیں
کر لی اگر نہ ہوے دے بچے کو قصہ نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب خیالات مسلمانوں کے اندر کی قدر ہند و معاشرے
کے قدیم رہن سہن اور رسوم و رواج سے متاثر ہونے اور جہات
سے پیدا شدہ ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے یہ
بالکل اسی طرح ہے جیسے لوگ کافی بی کے راستہ کاٹ بیٹھے سے
سفر کرنا ترک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک اتفاقی واقعہ ہوتا ہے،
موساؑ یہ ہے کہ اگر کسی حامد سے بچے کے جسم پہ کسی جگہ پیدائشی کا
لاشان ہوا یا کٹ لگا ہوا ہو تو اس بات کی کیا ریل ہے کہ یہ حامد
گرہن کی وجہ سے ہے؟

ہوت سے بچوں کے پیدائشی ہونٹ کھلے ہوتے ہیں اور جدید
میڈیکل تحقیق بتاتی ہے کہ یہ ماں کے رحم میں کسی اندرونی خرابی کی
وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ چاند گرہن کی وجہ سے، جو لوگ مائیں تحریر
سے حقیق نہیں ہیں، ان سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

1 چاند گرہن کے خوائے سے حامد کے لئے اوپر رکھی گئی
احتیاطی قرآن و سنت میں بیجا ہوتی ہیں یا لوگوں کی خود ساختہ
عمل ہیں؟

2 کیا طلب و حکمت اور ہوس و یلو پشیمک یا دنیا کے کسی بھی
طریقہ حدیج میں چاند گرہن کے دوران حامد خاتون کو نحو کی خوا
ساختہ احتیاطی تدابیر اختیار کرے کا مشورہ ملتا ہے یا یہ جاہل عالمین
کے ڈھکوسلے ہیں؟

3 گر چاند گرہن سے کسی خاتون کے حمل کو نقصان پہنچ سکتا
ہے تو یہ ہر حامد خاتون کو کیوں نہیں ہوتا؟

4 جن خواتین کو چاند گرہن کا علم نہیں ہوتا اور وہ کوئی ایسا عمل
'معتنی' نہیں ہے اس دور مانوگ منع کرتے ہیں تو ان سب
کو اس کا نقصان کیوں نہیں ہوتا؟

5 یہ مسئلہ صرف پاک و ہند کی حامد خواتین کو ہے یا دنیا
بھر میں حامد خواتین اس سے متاثر ہوتی ہیں؟

یہ سب مہربانی ان سوالات کے جوابات علمی و تحقیقی ہوں تا

ص ۹۹ کا بقیہ

شاہ ولی کی گدائی جسے مل گئی
پھر اسے اور کیا کز و فر چاہیے
"سل تربیعہ" کہا میرے سرکار نے
ماں گ جو چاہیے ا جس قدر چاہیے
بوسے حضرت ربیعہ کہ فردوس میں
تپ کے حرب کا مجھ کو در چاہیے
مصطفیٰ نے کہا : چاہے دے دے دیا
در بھی مانگے ا مجھ اگر چاہیے

سر جھکا کر وہ بوسے کہ اس کے سو
کچھ نہیں بے خیر ابشر چاہیے
اس سے ثابت ہو اختیار کی
ہاں لگاؤ محبت مگر چاہیے

مصطفیٰ کو وسیلہ بنایا کرد
گر دعاؤں میں تم کو اثر چاہیے
خدا کیسے ملے گی انھیں چھوڑ کر
حب سرکار ، سے بغیر ا چاہیے

جوئی کی محبت پہ قربان ہو
ایسا در اور یہاں جگر چاہیے
مست و بخود رہوں عشق سرکار میں
جذب صدیقی ، سوزِ عمر چاہیے

جودہ گر ٹپ جوں شاو کون و مکاں
ہاں اسی خاک میں مستر چاہیے
لعل لعلتا رہوں ، لعلت پڑھتا رہوں
بس فریدی بھی عمر بھر چاہیے

□□□

تاخیر کے لئے معذرت
قارئین کرام! کورونا کے سبب مئی، جون اور جولائی کا شمار
تاخیر سے ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

اڑے والوں کو تو ہم نے جان یا مگر صفیق کون ہیں؟ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد ہر
تکبر کرنے والا شخص ہے۔ "جامع الترمذی، الباب الہر واصلہ
حدیث ۲۵۳۹، ج ۲، ص ۲۱

حضرت سیدنا عہد لدہ میں مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ رسول گرامی بادشاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"جس کے دس میں رات کے داتے پر تکبر ہوگا وہ جنت
میں نہیں جائے گا" صحیح مسلم، کتاب الامان، باب حرم الکبریا
حدیث ۶۱۳۸، ص ۶۱

حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
"جنت میں داخل ناہوے سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے
ساتھ کوئی جنت میں داخل ناہوگا بلکہ تکبر اور ہر بری خصلت
سے عذاب بھگتے کے ذریعے یا اللہ پاک کے عفو و کرم سے
پاک و صاف ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔

مرقاۃ المفاتیح کتاب الاہل، باب الفضل و الکبر، ص ۸۶، ۸۷، ۸۸
تکبر ایسا مہلک مرض ہے کہ پنے ساتھ دیگر کئی برائیوں کو
لاتا ہے اور کئی چھائیوں سے محروم کر دیتا ہے چنانچہ توحید الاسلام
علامہ محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"تکبر شخص جو کچھ چاہے پسند کرتا ہے اپنے مسلمان بھائی
کے سے پسند نہیں کرتا، ایسا شخص عاجزی پر بھی قادر نہیں ہوتا
جو تقویٰ و رہنمائی گامی کی جڑ ہے، کیونکہ بھی نہیں چھوڑ سکتا،
اپنی عزت بچانے کے لیے جھوٹ بھی بولتا ہے، اس جھوٹی
عزت بچانے کے لیے جھٹ نہیں چھوڑ سکتا، دوسروں کی
نقصیت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے، لوگوں کی نصیحت میں
جتنا ہو جاتا ہے لغرض تکبر آدمی پنا بھرم رکھنے کے لیے ہر
برائی کرنے پر محمود و ہر چھا کام کرنے سے عاجز ہو جاتا
ہے۔"
حیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۲۴

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ عرو اور اور تکبر سے دور رہنور رہیں،
سامنے والا مرتبہ میں چاہے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو سے عزت
ہیں، کسی کی تاخیر و حقیر ہرگز نہ کریں اللہ سے آمین □□□

رب کے محبوب کی اک نظر چاہیے

اے مولانا سمان رضا فریدی صدیقی، مستطعمان
 زندگی کے صدف کو ٹہر چاہیے
 رب کے محبوب کی اک نظر چاہیے
 چہرہ دھیمی کی ملے روشنی
 غمست جاں کو سورہ مر چاہیے
 میں بھی شمس و لہر سے ملاؤں نظر
 خاک پاؤں شہ بحر + بر چاہیے
 دید کے پھول، شارب نظر پر کھیں
 باغ دس کو ہاشمی ٹہر چاہیے
 سچے جدائی کی شب کا دمیر بہت
 وصل کا چمکاتا قر چاہیے
 عمر بھر سنتوں پر کروں میں عمل
 سورہ مصطفیٰ پہ سفر چاہیے

بقیہ ص ۹۸ پر

زبان شکر سے بولو ہمارے پاس ہیں مرشد

اے مولانا سمان رضا فریدی صدیقی، مستطعمان
 اس سال عرس حضور تاج الشریعہ میں شرکت نہ کر پانے
 والے اتمام عقیدہ مندوں کی دل جوئی کرنے والے اخطار
 لگاؤ عشق سے دیکھو ہمارے پاس ہیں مرشد
 سالانہ کے ہجر میں تڑپو! ہمارے پاس ہیں مرشد
 وہ چاہت یا؟ جہاں دس کی جدائی نکلی ہیں آنے
 محبت ہے تو پھر کھو ہمارے پاس ہیں مرشد
 یہ پہچانہم تو وہ ہر کرم تشریف ہے اُسے
 زبان شکر سے بولو ہمارے پاس ہیں مرشد

جہاں بھی ہیں، وہ ہیں سے ہمیں میں عرس میں مصل
 ترانے گاؤں جھومو! ہمارے پاس ہیں مرشد
 علامہ! ان کا کبھی باطل سے سودا کر نہیں سکتا
 عدو سے جا کے یہ ہمدان ہمارے پاس ہیں مرشد

بقیہ ص ۹۸ پر

بقیہ ص ۹۸ پر

ہو گئی پر نور قسمت، ہم نبی کے ہو گئے

اے علامہ سید دلاور حسین قادری، بیویا ک امریکہ
 رب اکرم کی عنایت ہم نبی کے ہو گئے
 ہو گئی پر نور قسمت ہم نبی کے ہو گئے
 کہ نہیں سکتی کوئی طاقت جدا ان سے نہیں
 پرشانت اسکی ہے نسبت ہم نبی سے ہو گئے
 ہم کو نہ رہ نہیں ہم کس قدر ہیں سر بلند
 ہم پناہاں سار دنیا خلقت ہم نبی کے ہو گئے
 ہوتا رہتا ہے فرشتوں میں ہمارا، کر خیر
 ہے مسلم شاہ و عظمت، ہم نبی کے ہو گئے
 گردش و درال بھی غافل ہم سے سبہ بے لگی
 ان کی ہے یوں چشم رحمت، ہم نبی کے ہو گئے
 موت آنے گی تلاس کے گئے سے ہم سے
 تاکہ ان کی ہو زیارت، ہم نبی کے ہو گئے

بقیہ ص ۹۸ پر

ہیں بحرِ ذہانت امام بخاری

اے علامہ سید دلاور حسین قادری، بیویا ک امریکہ
 حدیثوں کی عظمت امام بخاری
 ہیں نگار مدحت امام بخاری
 رہیں یاد چھ ناکہ ان کو حدیثیں
 ہیں بحرِ ذہانت امام بخاری
 اصح لکشب بعد قرآن ہے کاوش
 ہیں ناز فضیلت امام بخاری
 متین ان کے علمی ثمر کا شاہد
 ہیں شرح حلاوت امام بخاری
 بی قوت اجتہاد ان سے مثل
 ہیں چرخ یاقوت امام بخاری

ہزاروں کی تعداد میں چھوڑے شاکر
 ہیں دین کی شامت امام بخاری

بقیہ ص ۹۸ پر

بقیہ ص ۹۸ پر

اسرائیلی جارحیت پر اقوام متحدہ کی خاموشی اسٹوننگ

مولانا ملک الظفر سہسروی

اسرائیلی جارحیت کے خلاف علمائے بہار کا سخت رد عمل
پندرہ اگست (پریس ریلیز) سر بیورو سے فلسطین میں ظلم و ستم کی تمام حدود پار کر دی ہیں۔ فلسطینیوں پر مسلسل گولیوں، رن ہو رہی جان بیوا جسے پور ہے ہیں، عورتیں بچے جوان شہید پور ہے ہیں، لٹا ہوا شرمسار ہے، لیکن عام اسلام خاموش ہے تحفظ حقوق، سائیت کے نام پر عالمی سطح کی تنظیمیں مہربان ہیں سب کی زبان پتالے لگے ہوئے ہیں۔

ال حیالات کا اظہار، عامہ اسٹریٹ کے سر پرست حضرت مولانا محمد ملک الظفر سہسروی نے اپنے تین لاکھ خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ نصف صدی سے فلسطین کے مظلوم مسلمان یہودیوں سے لٹائے پٹائے ہیں اور دنیا بھر کے انصاف پسندوں کے سامنے فریادیں ہوتے ہوئے ہیں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب دنیا اسرائیلی غولوں سے ہونی نہیں بھیلی جاتی ہو، بھی گزشتہ جمعہ کے دن جس طرح اسرائیلی فوجیوں نے مسجد اقصیٰ میں عبادت گزار افراد کو قتل کیا، خواتین بچے بھی قتل کیے ہیں انہیں اسرائیلی فوجیوں سے بچنے جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جس میں سیکڑوں افراد بچوں خواتین و بچوں ہلاک ہوئے اس سے اسرائیلی شرمسار ہے، کہاں ہیں عالمی قوانین؟ کہاں ہیں تحفظ حقوق، انسانی کا پرچم ہرے کی نظائیں؟ کہاں ہیں عام اسلام کے نام پر ظلم و ستم؟ کہاں ہیں انسانی حقوق کی نگہداشت کے دیو دار جسوں کے اباے میں وحشت و بربریت کا یہ شکار ناچ نظر نہیں آ رہا ہے۔

فلسطینی مسلمانوں سے خلاف ظلم و ستم کی داستان خوب نکال کر لے کر آج کا جو ناخوشگوار ریزنڈا تمام دنیا جا رہا ہے، اس میں وہ لوگ بھی برابر کے شریک ہیں جنہوں نے اس شیطانی ریاست کو قانونی درجہ دینے میں مثبت کردہ سازی کا کام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کبھی کبھی تحفظ حقوق انسانی کی عالمی سطح پر قائم تنظیموں کی جانب سے اسرائیل کی جانب سے فلسطینی مظلوم

عوام پر ہونے والے ظلم و ستم کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے جن سے وہ چشم کش حقائق سامنے آتے ہیں جن کے تصور سے ہی رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن انہیں اس وقت تک اس رپورٹوں کی اشاعت کے بعد بھی پوری دنیا میں قیام امن کا خواب دیکھنے اور دکھانے کی تحفیں اور عاری، رادری مہربان نظر آتی ہیں۔

انہوں نے ہیومن رائٹس وچ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یورپ میں قائم تحفظ حقوق انسانی کی تنظیم نے اپنی 313 صفحات پر مشتمل رپورٹ جاری کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اسرائیل اپنی سرحدوں کے اندر در پے در تسلط علاقوں میں فلسطینیوں کے خلاف جیسے سلوک برت رہا ہے وہ یقیناً بین الاقوامی جرائم کے درجے میں آتا ہے، اگر اسرائیل میں عرب سسل کے اقلیتی شہریوں اور غریب پٹی میز مغربی کنارے کے باشندوں کی مجموعی آبادی کو دیکھا جائے تو یہ تعداد اسرائیل کی آبادی سے تناسب میں نصف ہے لیکن اسرائیلی ریاست اپنی پالیسیوں کے تحت نہ صرف اپنے عرب اقلیتی شہریوں بلکہ غریب پٹی اور مغربی کنارے کے فلسطینیوں کو مظلوم طور پر ان بنیادی حقوق سے محروم کر رہی ہے جو یہودی شہریوں کو حاصل ہیں۔"

رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ "اسرائیل میں الاقوامی جرائم کے درجے میں آئے والی جن پالیسیوں پر عمل پیر ہے ان کی نوعیت اسرائیت کے خلاف سنگین جرائم کی ہے۔" ساری حقوق کی تنظیم نے رپورٹ جاری کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"اس رپورٹ کا مقصد اسرائیل و سسٹی متیہ کی جنوبی افریقی ریاست کا مزارعہ ہیں بلکہ وہ یہ تعین کرنا چاہتی ہے کہ "ج" مخصوص نوعیت کی اسرائیلی پالیسیوں اور اقدامات کو موجودہ بین الاقوامی قانون کے تحت نسلی متیہ کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے۔"

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نے فرمایا کہ مسئلہ فلسطین

خاصی بیہال مفتی محمدان رخصوی اکابرین کے علم و عمل کے امین

مولانا محمد اکی مصطفیٰ مرزا

مظفر پور (پرنس اریٹیز) مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم، مدرسہ
چونک، سردار جی، (سنگھ سر) مکتی پور کے پرنس حضرت مفتی
جل مصطفیٰ رضوی مرکزی مظفر پوری سے کہا کہ یہ انسان کہ خبر سن
کر دس امانت موقوف ہو گئے کہ ہندو بیچال کے معتبر و محترم، ممتاز
عالم و کتنا بلند پایہ فقیہ اور مامر علوم و فنون حضرت علامہ مفتی محمد عثمان
صاحب قند علیہ الرحمہ کا وصال پر طمان ہو گیا، واللہ و اللہ! یہ راجیوں۔
حضرت موصوف بہایت خرم و خلق مفکر و مصلح و مصلح و مصلح و مصلح
متبع سنت عالم تھے مدرسہ انوار العلوم کی کے رمارہ تدریس میں
کثر ان سے استفادہ کا موقع ملتا بہایت شغف و محبت سے پیش
آتے اور کسی بھی فن کی کتاب کو محسوس میں حل فرما دیتے اور مفتی
جذبات تو جیسے نوک رباں پر ہوں ایک زمانے تک مظفر پور پہا
کے عظیم رہے مدرسہ نور معلوم ماری پور مظفر پور میں تدریس
خدمات اچھا دیتے رہے اور قابل قدر عمل کی نیم پید کی پھر مدرسہ
نور العلوم ماہیتا مری میں پورڈ کے مدرسہ میں آگئے اور پائی ملٹی
صلاحیتوں کے اجاے بکھیر تھے رہے اور کافی دوسرے طلبہ دارالعلوم
قادر یہ عوشیہ مری چک سیتا مری پہ رہیں وقت کے فرائض انجام
دیے، آہ اس قدر اوصاف و کمالات کے حامل لوگ نچتے جا رہے
ہیں اور دنیا الی علی علی نقوی اور صاحب فکر و نظر شخصیتوں سے خالی
ہوتی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی قبر اور پر اپنی رحمتوں
کے پھوں برسانے اور حیات بلند رہے اور چنے آغوشی رہیں جسکے
عنایت فرمائے آمین عجاہ والی الی الی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انجیر میں خلیفہ حضور ساج الشریعہ قمر اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد قمر الہاں رضوی مصباحی مظفر پوری صدر اندوسین مدرسہ ربیعہ قلوبہ امام گنج مظفر پور نے کہا کہ آپ ہی رحمت پوری تہمت کے نئے عظیم خسارہ ہے، آپ کی پوری زندگی درس و تدریس میں گزری، دن نظامیہ کے مرد و نصاب پر بڑا درک حاصل تھا، فہام و تفسیر بھی بہت عمدہ تھی غبی سے غبی طالب علم کے، اہل میں

چہ عام سلام ہے کبھی مختصاً نہ کر دے کہیں یہاں کہ مرہبانی ظلم و
جاہلیت سے خدا فیروز پند ہو رہے ہیں مسلمانوں کے حقوق کی
جنگ لڑی جاتی تو نقشہ یوں نہیں بگڑتا، افسوس! عام، سلام کی ہے
غیر لی ہے کہ اس نے معاہدہ مست ٹیکہ سنجیدہ قدم نہیں اٹھائے بلکہ
مسوولی سازشوں کی ور پردہ حمایت کی جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ
آج قید خانوں اور فلسطینی عوام کی آزدی اسلام دشمن طاقتوں کے
محصور ہیں نام کر لی گئی ہے۔

حسرت مقلیٰ تیس جام سبائی نے کہا کہ اگر عالم، سلام شیرازہ
بند ہو کر القدس کی بازیابی پہلے سچیدہ حکمت عملی اختیار کرے تو بعید
نہیں کہ ہمارے قبلہ اُس ظالم و جاہل طاقتور کے قبضے سے
بہرہ ور ہو جائے۔ متحدہ عرب امارت کے اسرائیل کے ساتھ
تعلقات میں توسیع سے ثابت رویہ کہ اسلام کے یہاں تہا و غشیکیدار
ہیت ائمہ کی بازیابی کی جنگ میں فلسطین کے مظلوم عوام کے
ساتھ نہیں ہیں، جامعہ کے سکریٹری الحاج سید ولی الدین رشتوی نے
کہا کہ چند عرب ممالک بے صہولتی ریاست سے اپنے سفارتی و
تجارتی تعلقات قائم کر کے تحریک آزادی القدس کو شدید نقصان
پہنچا رہے اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دیا ہے

مجلس علماء اہل سنت بہار قوام متحدہ، علامہ سہام اور تحفظ حقوقی اساسی کے نام پر عائی سطح کی تنظیموں سے دوسرے اور باب سے پرہیز مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بیت المقدس کی عظمت و حرمت بحال رکھنے سے بے موثر حکمت عملی اختیار کرے اور خصوصی جہاد طلب کرے بیت المقدس کی عظمت و حرمت پامال نہ کرے میر ظہیری مظلوم مسلمانوں کے خلاف منظم جارحیت پر اسرائیل کو عائی قانون کے تحت سزا دے، حکومت جنت سے بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف عائی برادری پر رہا نہ دے اور حقوق مسلمان کی س پامان نہ ہے، روحل کا اظہار کرے، چندستان کے مسلمان اور حرام انصاف پسند افراد اس منظم جارحیت کے خلاف ایسے جنت عم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔

رپورٹ: ڈاکٹر کینیا علیا نے طلبہ سمیت بہار
ایم۔ اے۔ کے حضور مفضل پورہ، پٹنہ، بہار

معانی و معانی کو اتارے گا ہر بھی خوب نصیحت و اخلاق کے مالک
نئے نئے چہرے چھوٹوں سے بھی بہت پیار سے ملتے اور محبتوں سے
سو رتے، طبیعت میں سادگی، سیدگی اور متانت بھی درمیان میں
ہوتے تو ایک ہی استعداد یا صلاحیت اور رقیق قلب اس
نظر آتے، جسے گاہ میں بلند فکر خطیب کیلئے آورد و افغانا میں ہوتے
تو باغ نظر ترقیہ معلوم ہوتے رہتا اور خانوادہ رضا سے عشق کی حد
تک لگا دیتا تھا۔ شہرہ اعلیٰ حضرت شیعہ غوث عظیم سیدی سرکار مفتی
عظیم کے مرید صادق تھے۔

کسی بھی موڑ پر مسلک و مذاک آپ بے کبھی سودا نہیں کیا
ہمیشہ بریلی شریف کے وفادار رہیں کر رہے ہندو پچال میں آپ
کے تلامذہ کا حال پھینکا ہو ہے جن میں علامہ، شعر، ادیب و نقیب

و افتخار حرم بھی ہیں آپ کی جلالت علمی کے سامنے بڑے بڑوں
کا قد ہوتا نظر آتا اسوں میں صد افسوس علم و فضل اور فکر و نگہی کی یک
ناقد و روزگار شخصیت ہم سے رخصت ہو گئی اس میں کوئی شک نہیں
کہ جیسے والے کمال رکھتے تھے، اللہ کریم جل شانہ آپ کی خدمات
دینیہ کو سراہتا ہویت سے جو رہے، درجات بلند فرمائے، تربیت پر
رحمت و مغفرت کی بارش برسائے اور پسند گان کو صبر جمیل عطا
رہے، آمین ہم آمین۔

ابر رحمت ن کے مرقد پر گہری کی گرسہ

حشر تک شاں کر لگی نا بردار کی گرسہ

رہ پورٹ، ارنکس مدرسہ سنیہ غوثیہ، مامونہ مخمور پور

□□□

صفحہ نمبر ۴ کا بقیہ

صفحہ	مضمون	مضمون	صفحہ
۶۸	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی	علم کا شہ فی	۶۸
۷۳	مفتی شمس الدین احمد مصباحی	نصرت علیہ الرحمہ، ارحمن صاحب جنس کی رحمت	۷۳
۷۵	مولانا شادوب، بکیدی برکالی	نصرت مفتی لطف اللہ صاحب اکچھ، یار میں کچھ، تیں	۷۵
۷۷	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی	مفتی درس بھی ساتھ چھوڑ گئے	۷۷
۷۹	مفتی مقصود عام فرحت خدائی	موت، عام، موت، العام	۷۹
۸۰	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی	ایسا کہوں سے ناں کہ تجھ سا کہوں جسے	۸۰
۸۱	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	مواظبات تاج الشریعہ	۸۱
۸۶	مولانا کہف الوری مصباحی	جانشین تاج الشریعہ کا دورہ مشرقی اتر پردیش	۸۶
۹۶	پیر محمد اجمل، ریاض قادری، عمران معری	عمیر کی توڑ، سورج یا چاند گرہیں اور حامد غور	۹۶
۹۷	محمد فہیم رضوی	تعلیم کی شاہ کاریاں	۹۷
۹۹	علامہ سید والا دروس قدی	بگونی پر نور قسمت ہم نبی کے ہو گئے، ہیں بحر ہانت امام بخاری	۹۹
۹۹	مولانا محمد سلمان رضا میری	رب کے محبوب کی ایک نظر چاہئے ہاں شکر سے بولنا ہمارے	۹۹
۱۰۰	رکھیں عدا سے اہل سنت بہار پشہ	اسرو خلی حار حیت پر تو ام متحدہ کی خاموشی افسوس ناک	۱۰۰



یہ قلم سید عکرمہ ش

سید میر ن سید

ان سے تعلقہ دارالعلوم

حیدر آباد جہان آباد

سید میر ن سید

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

دارالعلوم حَقَّانِیہ

اس شہارے میں

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	تاکلم
۱۰۰	محمد عسکری رحیم شہر نا، وئی	قیمت عسکری تاج انشیری کی اہم تعلیمات	ادارہ
۱۰۱	عامر کبیر حسین مجدد	پنج محکمہ صحت کو پیچ میں	اسلام
۱۰۲	مورانا مظہر حسین صوفی	اسلام میں امن و سلامتی کا تصور	اسلام
۱۰۳	ڈاکٹر محسن احمد ہشتی	اہل سنت کا لقب اور اہل کی روشنی میں	اسلام
۱۰۴	مورانا عبدالحمید مصطفیٰ نعیمی	تعدد و توازن اور محکمہ رقی مدد سب	تعدد و توازن
۱۰۵	معنی محمد شہناز حسین رسول بدوئی	خط نصرت معنی و محبوب اور اس کے شیعہ و سنی	تعدد و توازن
۱۰۶	مورانا ویر ماموت ادوی	عقیدہ خمسہ اور شیخ سبانی	تعدد و توازن
۱۰۷	مورانا نور رحمت علی ادوی	بسیز سمت بالعت ایکہ جزیبہ	تعدد و توازن
۱۰۸	مورانا مشعل حسین گوہر مصباحی	عصر حاضر میں مسلمان کیسے رہیں	احوال قوم و ملت
۱۰۹	مورانا محمد و شہر عظمیٰ	غیر مسلموں کے حقوق کی شادی اور مساب و عید	احوال قوم و ملت
۱۱۰	معنی محمد عقیق خاں نعیمی	ماہنامہ رسالہ علی شریف القاری و شریف	رہبر و روایات
۱۱۱	علی محمد سعید اوران، سولہ ستدی	نصرت و نصرت میں کے سب کچھ	اسلاف و اخلاف
۱۱۲	حافظ محمد شہر ممت ادوی صوفی	انجیل کے بارے میں مسلمانوں کی سرپرستی کا بحث	اسلاف و اخلاف
۱۱۳	عبدالمصطفیٰ رحمانی	قلیہ بن شریف میں عشق و عرفان کی موت	ادارہ
۱۱۴	حضور تاج انشیری قدس سرہ	مطلوبہ تاج انشیری	مطلوبہ
۱۱۵	مورانا مسلم رضا اشفاق	بلی مدد ریل کا نظام تعلیم بہت تعریف	سائنس و معائن
۱۱۶	معنی شہناز احمد مصباحی	تہ اشبار کن جہ سے نصرت ہو گئے	وفا
۱۱۷	مورانا محمد محبوب گوہر مدد مصباحی	نوں مسئلہ شہر ممت میں ہے	منظور و ملت
۱۱۸	علی محمد سعید اوران، سولہ ستدی	عسکری عسکری کا سب سے مشکل حساب	منظور و ملت
۱۱۹	انجیل رسالہ اعلامیہ مشائخ	یوم و ملاقات پر بارگاہ امام احمد رضا میں خراج عقیدت	خبر و خبر
۱۲۰	مورانا عبدالحمید مصطفیٰ نعیمی	شہر ممت میں حبیب علی صوفی کا حق پر مدد	خبر و خبر

تیسرے عرس تاج الشریعہ کی اہم جھلکیاں

نہ ساج اشیرجہ بلقیس سوسائٹی کی جانب سے فرماں میں آئے یا ۲۰۱۲ء عربوں کے آپریشن کا

ہے مامعین کورو شاس کیا وجہ لعنت خون رسوں صدق رسولی
 رقیق رسد و عرطان رہبر کی مظفر صا صا حیاں بے لعنت و منقیت
 نقشب نے نظامت کے فراموش مولانا شمس رسد ۱۱ مولانا گلزار احمد
 صا ساں بے انجم و دئیے چند نیا مورعہ و احطرا ۱۱ شعر بے آس ناکش
 بھی نظام اور شعاع نقشب لئی

حاضرین میں سے علی جناب انجینیئر برہان علی خاں رضوی حضور
سنگری بڑی جامعہ رحمت رضا نے مصطفےٰ علی جناب حاج مہسوب علی
حاج رضوی، عالی جناب قمر عباس صاحب رسول صاحبہ راحسان
حمید رضا خاں قادری اور صاحبہ اودہ ہمام احمد رضا خاں قادری، جماعت
رضائے مصطفےٰ کے نائب صدر عالی جناب سعید حسن حسبالہ
جماعت رضا نے مصطفےٰ کے جسٹس سنگری بڑی علی جناب قمر خان
حسن خاں، جامعہ الرحما کے جملہ اساتذہ کرام جماعت رضائے
مصطفےٰ چیئرمین سر سید شریف کے جملہ کارکنان اور مرکزی دارالافتاء
کے مفتیان کرام کے ساتھ ساتھ عوام و خواص کی بڑی تعداد شامل
تھی۔ حاضرین "سے بھی کمی نہ ہو جو تھے

یہاں سے شہنشاہِ ہند نے لاہور سے دہلی تک تقریباً ۱۸۰۰ کھ
مراۓ دیئے۔ مختلف گوشوں میں عربی تاج انشریہ پر دو گرم
کوئی لائے۔ حضرت کیا اور صاحبِ عرب کے یوں درکات سے
مال مان جوئے

واضح ہو کہ ۲۹ برس کے حساب تقریبات عرس کا اعلان کیا گیا تھا جبکہ چاند ۳۰ رکا ہوا نکلیں سے ۲۹ رکارویت چاند کی شہادت شرعی بھی نہیں مل پائی اس لئے ۱۸ جون ۲۰۰۳ء کو ہی ۶ بقیہ ۱۴۴۲ھ روز جمعہ بھی نفل شریف کا اہتمام کیا گیا۔

عزیز تاج الشریعہ کے سہارا کے معبود موقع پر اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ و یاقبیر سیدنا برہنہ شریف کی جاس

اس سال تیسرے عرس تاج الشریعہ میں دیو لوں کا مجوم
 گرچہ جسمانی طور پر یہاں موجود تھا مہسین روحانی اعتبار سے
 سب کے قلب و ضمیر میں آگاہی کی نگینوں کا طواف کر رہے تھے
 یا کے مختلف حصوں میں بسے ہوئے عاشقان تاج الشریعہ مار
 و بان سے سبب روح تاج الشریعہ کی حاضری سے محروم رہتے
 جس کا انھیں از حد قلق رہا، پھر بھی شد و شدہ مقامی اور سیاحی
 اس کی تہیہ جمع ہو گئی کہ سہاگراں کی نگلیاں عرس رضوی
 کا منظر پیش کرنے لگیں آستانہ تاج الشریعہ اپنی وسعت سے کئی
 گنا زیادہ دیوالوں کو چنے دامن میں سینے ہوئے تھا

حسبہ رویت عزیمت تاج الشریعہ کے پاس سے دن بھر
 ریفقہ و ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جون ۲۰۰۲ء بروز بدھ بعد نماز فجر
 خانقاہ تاج الشریعہ میں قرآن خوانی دروازہ کارکن محفل معقد
 ہوئی، بعد صبح ۷ بج کر ۱۰ منٹ پر حضور مفسر اعظم ہند قدس
 سرہ العزیز کا قافل شریف جو ۱۰ صبح ہو کر غریب کی مختصر تقریرات
 جامعہ الرضا میں بھی ہوئیں

عمر بن الخطابؓ، اشتریک ہوئے اور آخری دن اپنی بیعت ۵۷ھ بقعدہ
۱۳۴ھ مطابق ۱۹ جولائی ۶۵۰ء جمعات کو بعد نماز فجر قرآن
مواہی اور حسب مقتضی محفل منعقد ہوئی بعد ۱۱ چار بجے
سے آخری تک یہ عرس کا آغاز ہو

تقریباً کاٹھارہ دھارکی و سیمہ حسب صوبی ستاد جامعہ الرضا کی تلاوت قرآن پاک اور مولانا اختر رضا کی لغت و معنیات کے عدوائے ہو، حضرت مفتی عاشق حسین کشمیری کی تلخ تعلیمات جامعہ الرضا، مولانا شکیل احمد مولانا شہزاد احمد صاحب سائنس و جامعہ و رضا کا لکھی خطاب ہو، دیگر علمائے کرام میں مولانا سید رضا مولانا نذر ہر رضا صاحبان نے حضور تاج القریب کی خدمات و خدمات

۱۰۴ اور غریب اور ضرورت مند لوگوں کے ساتھ بند بھری،
یہ سیکس اور سچے ان کی مہلک بیماریوں کے معصیت پر پیش
آئے۔ طاعون یا گلیہ، موسمی سے چھریں اور ضرورت مند ملت
کے فریاد سنتی عدل بنایا فرمان حسن حال قادری، یوں سے ہا
کہ اس کے علاوہ طریب طبیعت سے جو ۳۰۰ بچوں کو پیش
NEET کی معصیت کو ہنگامہ بہت بھی مہیا رہی جائے گی۔

فرمان میاں کے اس قدم کو ہر چہاں جانب قدرتی نکاہوں
سے دیکھا جا رہا ہے، سوشل میڈیا پر بھی اس قابل فہمیں اقدام کی
تقریظ و توصیف کی جا رہی ہے، اس قابل تقلید کار خیر میں حصہ
لیے دے حضرت بھی قابل مبارکباد ہیں۔

بچہ لوگوں نے کہا کہ گرامی طرح یہ کا خیر ہر چھوٹی رن
حافظہ ہوں سے بھی ہوئے لگے تو اس سے عربیوں نے مدد تو ہوگی
یہ سادہ دہی یا میں ایک ثابت ہیں، مہی ہوئے کا معاشرہ کو
لوگوں کی دہائیں میں گئی، صاحب عرس کی روٹ بھی خوش ہوگی اور
معدوس صاحب عرس کے فیصل و رفات سے ماں ماں بھی ہوں
کے یاد رکھیں کہ صاحب عرس کی نظر کو ہم بھی تو سمجھ میں کہ خرچ
کی گئی رقم کا کتنی گنا آپ کو اس سبب میں سے گا در آخرت میں جو
ثواب ملے گا وہ اس کا ۷۰ بونی شہری نہیں

اہل حضرت حضور تاج الشریعہ ۷۰ سانی سے مذکورہ اعلان
کے مطابق ۱۰ رجوں کی ۲۰۰ ایک سیر کے ۳۰ پھری کے
۲۰ موتیا بند کے ۳۸ اور ہارٹ کے ایک ضرورت مند میں کا
معصیت پر پیش کرنا جو پکا ہے، جبکہ اس سے فہم بھی موسمی سے
۳۰۰ سانی بند سے غریب مریضوں کا آپریشن کرنا تھا

۱۰۰ سے پچھلے سال موسمی سے ۱۰۵ ملین ورنار رپوں
نویسٹ UNET رن کو چنگ کی سہولت بھی فراہم کی تھی
جس میں ۵ رپوں کا سلیکشن بھی ہو۔

۲۰۲۲-۲۰۲۳ کے تعلیمی سیشن میں بھی ضرورت مند اور
جو بہار طلبہ کو مفت کو چنگ کی سہولت فراہم کرنے کا منصوبہ ہے،
مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے مدد سے موسمی کے حقدار کہیں
و معاش میں کو حقدار خیر حظ فرما سنے اور خدمت خلق سے کس پر

حصول شدہ ہے ۲ یوں ہی سادہ منہ رکھے نہیں۔
۱۰ صبح ہو کہ یہ موسمی بھی حاشیہ تاج شریعہ ضرورت مند ملت
حضرت عدل مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری خورنی بریلوی مدظلہ
العدا کی مبارک سر پرستی و ضرورت میں ہی ہے حمد قرآن
خام ۱۰۰ کی ہے۔

۱۱۱

من کا بقیہ

(سکرٹریز جبر و دلدادہ ملک مشن تقلید سے قلم ڈرکار سے
مبارک تہ روٹ سوغات نکال جا رہے ہیں
علامہ عظمیٰ سے مشاہدات سے کی گہرا سے عہد اتفاق
در مسقط میں مدین کے جس موتی شہر کر رہے ہیں، جس سے
۱۰ مسیت میں سورجید ہوا ہے، آپ مشاہدات میں ۱۰ بچوں کو
تسب میں تلاش کیجئے، ان شاء اللہ در مار کا ۱۰ ہوا جو میں
کے بچوں کی فہم ہری ہو جائے گی۔

مدن کی تاجی جاکا انفرس کے ضمن میں علامہ عظمیٰ لکھے ہیں،
کا انفرس پور سے شایب پر گئی کہ تاج الشریعہ میں داخل
ہوئے ۱۰ سے خطے مطاب میں ۱۰ سے بند کر دیے گئے، کیروں
کی روشنی تو بند ہو گئی مگر در ۱۰ رہن کے چہرہ پاک کی روشنی سے
پورا ہال جگمگا اٹھا، لوگ دیوان داران کی زیارت کے لیے اٹھ اٹھ
کر شرف یا بہار است ہو رہے تھے اور انہی سے ہفتی بار حلقہ
و رتوں کا یہ منظر نکلا۔

پوری کتاب مشاہدات کی آئینہ دار ہے، حضور تاج الشریعہ
کی تصدیق، ترجمہ، علمی رسوخ، محقریب تقلید کی ایک تھنک
دکھارن ہے، اور بی بصیرت اور تہ پر بھی روشنی ڈال دے عدل
عظمیٰ سے مدحیراں میں ۱۰ ہر چہ کر رہا ہے، آپ بھی مشاہدات
کے ان اور تی کو ان کو ان کیجئے در ایک یہ لفظ پڑھا ہے،
ال شہ اللہ در روش اور مار معطر ہوگا محل تمام، اور ہوگی کہاں
تا رہ ہوگا، و حقدار ہے کہ ہر کی مشاہدات مالیکاؤں سے اس عظیم خزانے
کو شایخ یا جسے ہر راہ میں علم سے توجہ سے پڑھا اور عدل
عظمیٰ سے مشاہدات سے انسب میں کیا، آپ بھی اسے پڑھ کر
پے، ہر کے نقوش سے مزین تک کا سفر طے کریں۔

۱۱۱

اپنے مقصد حیات کو پہچانیں

سید احمد نبی ہے ماحول کی باگاہ میں جس تہمیں خود صورت
جست عطا کردی جائے، خود رب کائنات نے بھی ہمارا مقصد
حیات، ہمارے بیباک سرمایہ ہے
وَقَدْ خَلَقْنَاكَ نُجُوعًا وَالْإِنْسَانَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ اور میں
سے جن اور آدمی ہی نے، سے تہمیں ہی ہنگی کو

مطلب یہ کہ میں سے جنوں اور انسانوں کو صرف وہی مطلب
کرتے اور اس مطلب میں شہک ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا
بلکہ انہیں اس لیے بنایا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں اور انہیں
میری معرفت حاصل ہو۔ (صالح، اللہ رب العالمین، ص ۵۶، ۵۷، ۵۸)

جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا اصل مقصد اس آیت سے
معلوم ہوا کہ ماحولوں اور جنوں کو پکار پید نہیں کیا گیا بلکہ ان کی
پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں
کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی رشا فرماتا ہے

نَحْبِ بَشَرًا لِّمَّا خَلَقْتَهُ خَلَقْتَهُ عَبَدًا، وَإِذَا كُنْهَ الْآلَا
لُزَجَعُونَ۔ تو یہ تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم سے تمہیں پکارا ہوا ہے
ہماری طرف، سے نہیں جو کہے؟ (مہینہ ۱۵)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،
کہ کہیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے انسان! تو میری عبادت
سے ہے فارغ ہوا میں خیر اس عبادت سے بھر دوں گا اور خیر
محتاجی کا (۱۰) وہ بندہ کروں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں
تیرے دوستوں، خیر مصروفیت سے بھر دوں گا اور تیرے محتاجی
کا (۱۰) وہ بندہ نہیں کروں گا۔ (سنن ۵، ص ۱۰۰، حدیث ۳۵۰۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھنے اور اس مقصد
کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تائید عطا فرمائے آمین۔

یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ ہم دنیا میں آئے ہیں اور
یہ مقصد اس ہمیں یہاں سے خروج دیتا ہے، پھر بھی ہم سے
نہیں یہ نہیں سوچا کہ ہم کیا دنیا میں کیا آئے ہیں ہمیں یہاں
کیا کرنا ہے؟ کیسے کرنا ہے؟ ہمارا وہ مقصد کیا ہے؟ ہمارے
کام کا کیا اہم ہوگا؟ یا ہم کامیاب ہوں گے یا پھر یوں ہی یہاں
سے چلے جائیں گے اور اپنی قیمتی زندگی جس کی اللہ رب تعالیٰ
سے ہر حال میں حفاظت کرے گا حکم دے گا اس کو سب سے
کے خائب و خاسر ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم نے اکثریت کو دیکھا ہے کہ جب وہ بچپن کی
دہلیز کو پار کرے تو حوش ہوش سمجھائے ہیں تو بچے آپ کو سوار سے
تھا بے اور خوب صورت، خاصہ میں مشغول، سوچتے ہیں وہ صرف
کھینچے خود کے ورکش کر رہے ہیں اور جب ان کے اندر جوانی کی
جھلک نظر آتی ہے تو ان کے ذہن میں بھی زندگی میں کچھ کرنے کا
جدید اور شوق پیدا ہوتا ہے اور ان کی اس کامیابی میں جاتا ہے
سب کا مقصد یہ بت متفرق ہوتا ہے کوئی عام بنا ہے جس میں تو
کوئی حافہ و قورن، کوئی سر، دھیر، پ، دھیر و غیرہ اس طرح
سب اپنے اپنے مقصد سے کہ پنی، بدن سر کر رہے ہیں لیکن
کبھی ہم سے عقلی مقصد حیات کی طرف نہیں دیکھا، سلام ہمیں
اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی عادت دیتا ہے اس سلامی صاف ہے
کے ساتھ ہم سلامی زندگی میں سب کچھ کر رہے ہیں ہی کو سب
مقصد اور دنیا کو ہی جست کچھ نہیں سمجھتا بلکہ یہ ہے فرمایا
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
ضَلَىٰ لِسَةِ عَالَمٍ وَوَالِدٍ وَوَسْلَةٍ الْفُلَانِ يَجُودُ مَدُونٍ
وَجَفَلَةَ لُكَايِرٍ۔ مسند صلیہ

جی تو ہمیں قیدیوں کی طرح رہنا ہے، کہ قید سے بچنے

ڈیر مولانا محمد مظہر حسین صوفی

اسلام میں اسن و سلامتی کا تصور

کائنات سے اشیا و سنان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بنایا مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ سنان حد کی مخلوق کو اپنے من ماعے ظامانہ طریقوں سے بار بار بچاؤ اطفال بناتا ہے۔ حدوں جاوڑوں کے گوشہ سے السان طر مہیا ہوتا ہے مگر ان جاوڑوں کو بھی رع کے آس کے آس میں نہ نہیں کہ کہ بیت ہو در سدی طریقہ رع کی ترقی پائے تحقیق سے مطلق حادوں کے لیے نہ رکھ کر کھیل دہ ہے، اس مسئلے میں صحیح مسلم سے حضرت شدہ ابن اوس کی روایت کا تھوڑا حصہ نقل کیا جاتا ہے، موسیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشا فرماتے

و ما ذبحتمہ ف حسب الذبح و بیعہ حد کم شفرہ و بیوح ذبیحتہ اور بسب تم ذبح و تو مجھے طریقے سے رع ازاد تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ پل پھری تیرے اور رع کو لے والے جاوڑ کو حدت پہنچائے۔

قابل غور ہے کہ سلام سے یہ حکام دقو میں اس وقت لاگو تھے بسب سناؤں پہ پنچہ استبداد لے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا ظلم و استبداد کا مہلک ہول رکھا تھا، روم و ایرانی کی استبداد ان طریقوں سے درمیان سانی عظمت اقتد چنا چور ہو رہی تھی۔ اس کا ایک معنوں حصہ یہ بھی تھا کہ سناؤں کو درحدوں سے لڑا جاتا تھا جاوڑوں کی جاوڑوں سے بارہ کی حالی در صحت سرت سانی خوب شمر نے مارتے ہوئے لکھتا تو تشریح میں جو ان کی تائید تھیں، اشر صسرت بل پڑا، شریعت سنا میں حیوانوں کا باہم شراہن کا شمار بنانا اس سکہ چہرے ہر جھٹنا انہیں مسلمانوں سے عتاسلوع ہے۔

رسول کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسے گدھے کو دیکھا جس کے چہرے پر وہ گھیا تھا تو فرمایا جس شخص نے

اسن و سلامتی کا تصور سلام میں ایک بیوی اور گہرا تصور ہے۔ یہ تصور اسلام کے مزاج سے گہری وابستگی رکھتا ہے کائنات رمدی اور سنان کے با سے میں سلام سے کلی نظر ہے ساتھ اس کا شہدہ تعلق ہے سلام کا پورا نظام حیات اس کے قوانین و ضوابط اس کے حکام و دوی اور سلام سب اس تصور کے ساتھ مستند ہیں یہ تصور پورے سلام میں اس طرح جاگزیں ہے کہ گہری نظر سے اس کا مفاد اس سے وہ جب تک اس کی عمق و رتک پھیلی ہوئی جزوں کی جو کرید کرید یہ تصور اس و گرت میں نہیں سکتا اس تک پہنچنے کے لیے یہ معرکہ صبر و شہد و وسعت فکری ضرورت ہے

پھر سلام ہی پر بس نہیں کرنا کہ مر کی نظری ضروریات کا عترت سے اور انہیں اس کی روحانی آرزوؤں سے مطابقی سے بندہ اس سے آگے بھی وجہ بصیرت یف اور علمی قدم نکھاتا ہے وہ یہ کہ مر کی خطا و گناہ کے حرمت کو بھی تسلیم کرتا ہے، انہاں تک بھوک چوب کا تعلق اس کے موعدے کی مانگ معنی دے دی گئی ہے، حدیث میں ہے "دفع عن اعنی غصاء و انسینا" میری امت سے بھوک چوب کو معاف کیا گیا ہے۔

حد کی سنے ریاں مخلوق حیوانات چرند پرند کے ساتھ سنگ رلی اور ظلم کا برتاؤ خصلت سانی کا موجب ہوتا ہے، انہیں بلا وجہ سنا مارنا سنا اور لطف اندوزی کے لئے نہیں بلکہ اس کا فیصل لکھینا اسلام میں سخت ممنوع ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک عورت محض ایک بیوی و وجہ سے جنم میں د گئی کسان سے اسے باندھ رکھا، اسے خدے کو دینے لگا کیا کہ وہ زمین پر پڑ گئے وہ چہرہ لکھا تھی۔ ختم مخلوقات میں سنان کو قیناً معزز بنایا گیا ہے و سائق

ہنگام یا جسے گہرے کی جست

اسی طرح چوبیسویں کی پینسٹین میں ہو گوں بے آگ نگاری
تھی رسول و صحت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو لوگوں کو اس سے
باور ہے کہ حکم دیا چنانچہ سلامی نظام حیات جو حضور محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرمایا اس میں نہ صرف اثر انسانیت کے
پورے پورے حقوق کی نگہداشت ہے بلکہ حیوانات و نباتات
کے ساتھ ظلم و ستم کو بھی نافذ نہ رکھا گیا ہے وہ سلامی ہے جس
سے جانوروں تک کے حقوق کے لئے قوانین مقرر کئے ہیں اور
تعلیم رب بے کسی بھی جانور پر اس کی وقایہ سے زیادہ بوجھ ہر
گزیرہ جانے سیدنا عمر فاروق عظیم کا حسن تھا۔ میرے
حدود خلافت میں کوئی حادثہ ملیں پہلے عرض فاعلانہ۔ پاکستان
تو مجھے خوف ہے کہ رب عانی کے تصور مجھ سے اس کے بارے
میں سوال کیا جائے گا جس قابوس کی لکھ جانوروں اور چوپایوں کی
تکلیف پہ توجہ گہری سے پڑی ہے کیا ہوئی ان عقلمندانہ جانوروں
رسکتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے کسی گوشہ کو اپنی نیکی سے
ورثہ رحمت سے محروم نہ کھلتی ہے

072

اور شام۔ رحمت سے کچھ ملتی ہے

عن ابی جعفر

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اہل ست کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل باطل کے چہرے سیاہ ہوں گے (الدر الثمینی، ج: 83)

ڈراما، فلم، سٹیج، ٹیلی ویژن

تعدد زوجہ اور بھارتی مذاہب

Quora.com

بہارِ ہند

حاضر میں جس لوگ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سب سے پہلی بار، عورتیں تھیں، یہ بھارتیوں اور امریکیوں کی ترقی، برہمنائی کی وجہ سے تھیں، یوں کے طور پر مشہور ہو گئی۔ یہ درجہ سے مطابق برہمن کی پانچ بیویاں تھیں، مذکورہ تین بیویوں کے علاوہ میریہ اور شرودھ نام کی دو بیویاں اور تھیں، ان بیویوں سے برہمن کی نو بیویاں تھیں۔ اس پر پانچ بیویاں ہونے سے یہ دھرم کے جھگڑوں (Vivah) کی ایک ہی بیوی لکھی تھی مگر، شو ورجیوں پر سب کو بیوی کی طرح رکھتے تھے، اب بھی سے ان سے سو سے زائد بیویاں ہوتے تھے۔

دشو کے، دتار شری کرشنا تو تعدد زوجہ کے معاملے میں ہی مثال نہیں سمجھتے، مہا بھارت کے مطابق ان کی سوہرہ بیوی ساتھیوں تھیں جن میں سب سے پہلی بیوی کی تھی، داتی سوہرہ رب سوسات تھیں۔ یہ بھو سرنائی تھیں۔ پنے قلعے میں قید کر رکھی تھیں، اس کا راز دھما کہ مزید پھر کیاں کھان کی جانیں اور جب ان کی تعدد انیس ہزار ہوا ہے تو ان سے شادی کی جاسے، مگر یہ لڑکیاں قید میں نہایت پریشان تھیں، ان کی آہ و بکا سن کر رشتا بھو ساسر کو مارا، جب یہ لڑکیاں اپنے گھر آئیں تو ان کے بلی جانے سے لڑکیوں سے ہر طرف شک و پور نہیں اچھانے سے لگا کر دیا، کرشنا کو پانچا تو انہوں نے ان ۱۵ شیر خوار بچوں کی۔ ان ۱۵ بچوں نے ۱۵۲۵ء ۱۵۲۶ء

سمیت کارنامی مضمون لگا کر آج تک کے نیوز ایپ پر

20 اگست 2019 کو شائع کیا، مثنوی میں لکھتے ہیں

"پراکاش سے مطابق رشتا ایک لکھ سترہ راتی بیٹے

۱۵ سوہرہ رب سوسات تھیں، یہاں تھیں، یہاں تھیں

۱۵ سوہرہ رب سوسات تھیں، یہاں تھیں، یہاں تھیں

اسے پہلے ہیگز سے کاٹیں، اپنی کی تعمیرات سے باعق اس ملک کی کثرت میں بقیہ کو سے کہ عام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لگی ہے جو ان کی اپنی تہذیب اور ثقافت کا اہم حصہ ہیں، انہیں اہم مسائل میں تعدد زوجہ بھی شامل ہے، تعدد زوجہ کا مطلب ہوتا ہے ایک سے زائد شادی کرنا، جسے ہندی میں बहुविवाह اور انگریزی میں polygamy کہتے ہیں۔ ہمارے ملک کے چار شاعر و شاعروں نے مسلمانوں سے عورت ماننے کے لیے ملام کے تعدد زوجہ قانون پر پناہ اختیار کیا، اپنی اس حارسہ کو مہر کو مہر بنانے کے لیے "ہم وہ ہمارے بچوں" اور "ہم چار" سے پاس "جیسے تو ہیں" میر و مدافق بنانے والے سرے بھی گڑھے اپنی اس مہر میں لوگوں نے ٹی وی اخبار، میڈیا اور مثنوی کا سہارا یا سہارا کی کثرت سے دوسری میں یہ بات بھلا دی کہ یہ سے زیادہ شادی ناسازی عیب اور آگئی کا کام ہے۔

پنے اس تحریریں سلسلے میں ہم بھارتی مذہب و تاریخ کے حوالے سے یہ ثابت کریں گے، تعدد زوجہ بھارت میں موجود مذاہب و ثقافت کا بنیادی حصہ ہے، مثنوی دھرم سے مطابق برہمن (Brahmin) سے اس کائنات کو پیدا کیا ہے، ورنہ ویاس کے مطابق برہمن کا وہ بھگوان ہیں جن کے چار مسٹک اور چاروں مثنوی میں، یکے کے بعد دوسرے کے مطابق بدھ خود سے پیدا ہیں، ہندو پرانوں کے مطابق برہمن کی تین بیویاں تھیں۔

1. ساتری، 2. گایتری، 3. سوس وائی۔

سوس وائی پران اور مثنوی پران کے مطابق سوس وائی، ہما کی بیوی تھی، جس سے برہمن شادی کر رہی تھی، سوس وائی یہ دونوں جنگل میں میاں بیوی بن کر رہے ہیں، جس سے انہیں سوس وائی

لفظ ”حضرت“ معنی و مفہوم اور اس کا نشیب و فراز

گل کے لئے سب سے زیادہ

سے قرب کے اقسام کو بیان کرتے ہوئے حضرت شریف
مردانہ صحر کرتے ہیں

أخضر تات الخمس للإلهية حضرة الغيب المطلق
وعالمها عالم الأعيان الثابتة في حضرة تعبية
وفي مقابته حضرة شهادة المظقة وعالمها
عالم نيتك وحضرة الغيب المضاف وهي
تتقسم إلى ما يكون أقرب منه الغيب المطلق
وعالمها عالم الأرواح الجبروتية وحضرة
سكوتية أعلى عالم العقول والنفوس المجردة
إلى ما يكون أقرب من الشهادة المطلقة وعالمها
عالم المثال ويسمى بعالم المنكوت والخامسة
حضرة الجامعة للأربعة المذكورة وعالمها عالم
الإنسان الجامع جميع صورها ومنها فعالم
نيتك مظهر عالم المنكوت وهو عالم المثال
النمطي وهو مظهر عالم الجبروت أي عالم
مجردات وهو مظهر عالم الأعيان الثابتة وهو
مظهر الاسماء الإلهية وحضرة الوحيه وهي
مظهر الوحدة الإحدية

یعنی حضرت الہیہ پر جانے والے، جو غیب مطلق کا قرب اس
کا عام، اس معنی کا عام ہوتا ہے جو علم الہی میں
خاست ہو کر تھے میں، وہ مشاہد مطلق کا قرب ہے
اس کا عام عام ملک ہے، موم غیب مصاف کا قرب
جو غیب مطلق سے قریب تر ہوتا ہے، اس کا عام۔ موموں
جسہ سے اس کا عام ہوتا ہے، وہ عام، جو علم الہی و

لہوں مجھ کو جو شہادت مطلقہ سے قریب تر ہوتا ہے۔ اس
 کا عام نام مثل ہے اور بے نام ملکوت سے تعبیر کیا جاتا
 ہے۔ ہر کتا ہے۔ عجم و قریب جو حضرت کے چاروں
 مقامات کا جامع ہو۔ اس کا عام نام اس کا عام ہے۔ وہ
 جامع ہے تمام علوم اور صاحب ہے ان تمام چیزوں کا جو علوم
 میں پائی جاتی ہیں، اس کا نام ملک "مظہر ملکوت" ہوتا ہے اور
 نام ملکوت "مظہر علم مثل مطلق" ہے اور وہ نام جبروت
 کا مظہر ہوتا ہے اور وہ مظہر عام و عین ثابت ہوتا ہے اور وہ
 "مظہر مہم الہیہ اور مظہر حضرت احدیت" ہوتا ہے
 اس پورے عربی عبارت اور اس کا ترجمہ پیش کرے گا مقصد
 مظہر تعویذ سے مراد اور کوہاں کرنا نہیں بلکہ یہ جتنا ہے کہ یہ
 لفظ حضرت اس قدر عظیم ہے کہ اس کا استعمال حق تعالیٰ اور
 دست و حدود و اشریک کے لئے بھی کیا گیا ہے اور اس سے پہلے
 ہم بتا چکے ہیں کہ نظروں کا مزہ نہ نارسا ہو کرتا ہے۔ اس میں
 استعداد اور حد و ششیں ہر کی پائی جاتی ہیں اس سے یہ تھے اسناظ
 آتے ہیں اس کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ یہی سب ہے
 یہ فقط جب تک کسی شخصیت سے رنگ ٹھنک جاتا ہے اس کی
 حیثیت مادی کا ہر کی ماحد ہوتی ہے اور جب کسی شخصیت کے
 لئے مستجاب ہوتا ہے اس کے رنگ کا نور کی طور پر قبول ہوتا
 ہے اور اس کی حیثیت قلبی ہوتی ہے۔ پھر صفت کی ہوتی
 ہے اور یہ لقب۔ یہ صفت اس کے صاحب لقب اور صاحب صفت
 یعنی موصوف سے اس کا رشتہ اس طرح مستحکم ہو جاتا ہے کہ ہر
 موصوف ہوں صفت مراد جاتی ہے اور لقب ہوں لقب
 مراد جاتا ہے اور میں اس سے رخصت ہو کرتا ہے۔ موصوف
 ہوں صفت اور صاحب لقب ہوں لقب مراد جاتا ہے جو

گوشت رماں و بیواں و مرغی و سب سے تشبہ ہو گئے ہیں وہاں
باتوں کو بھونچا مٹانے میں نہیں دیتا ہے کی ضرورت نہیں یہی
بھی بیعت ہی میں پائی جاتی ہیں جن میں موصوف یا صاحب
لقب کی جگہ صرف صفت و رقبہ ہی ہوتا جاتا ہے اور اس سے
مراہ موصوف یا صاحب لقب ہو جاتا ہے۔ چوں کہ یہاں اللہ تعالیٰ
کی ذات سے یہ بات ہے اس لیے لفظ حضرت کا استعمال کیا گیا
ہے۔ اس لفظ حضرت کو یہاں اس قدر بغض ہے مثال و مثال
سے یہ بات کی گئی ہے کہ اس کو توں بیعت سے ہے؟ اگر کوئی پوچھے
کہ حضرت حق میں حضرت کا کیا مفہوم ہے؟ اور اس کا کیا
معنی ہے؟ تو میں کیا کہوں بھی یہاں تک کہ سنا ہے اس بارے
میں صرف اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ اس مدورہ مثال میں لفظ
حضرت عروج و بلند کے ان معنی پا کر ہے جس کی بلند
کوتاہی سے اس کے بارے میں پاس کون پاتا ہے۔ معنی لی نظام
کا یہ ایسا حال ہے جو بے یار و بوسے کے ساتھ ساتھ ہے مثال
در چاک و سرہ بھی ہے اگر یہاں یہ کہا جائے کہ لفظ حضرت
کا معنی "پاک و بے پائے" ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں
پھر اسی لفظ حضرت کا استعمال فرشتوں میں سے، ملاء
فرشتوں مثلاً حضرت جبریل حضرت میکائیل حضرت عزرائیل اور
حضرت اسرافیل کے لئے بھی کیا گیا جب کوئی ان مخصوص
فرشتوں کا نام دیتا ہے یا ان کے نام کی تحریر کیا جاتا ہے
تو اس طرح جیسے ہو رہے ہیں حضرت خضر میں حضرت میکائیل
و غیرہ بتایا جائے۔ ان مثالوں میں جو لفظ حضرت ہے اس کا
کیا مفہوم لگتا ہے؟ تو ظاہری بات ہے کہ اس کے مفہوم کا تعین ان
مخصوص فرشتوں کی معررات و شخصیات کے نظر میں ہی کیا
جائے گا۔ یہی وہ بات قدیمہ ہے لگ بھگ کہیں اور یہ بھی کہا
جاسکتا ہے اس کے مفہوم سے تعین میں اس بات کا ہونا کھانا
ہے کہ لفظ معصوم و بوری ہو کرتے ہیں لہذا اس کے مفہوم
و تعبیر میں اس کا غلبہ بھی پڑ جائے گا۔ اس کے مفہوم میں نورانیت
اور عصمت بھی شامل ہوگی۔ بات جب اس سے آگے بڑھتی ہے تو
اسی لفظ حضرت کا استعمال حضرت امیہ نے کرام اور خود سرکار

و دعاء سنی لفظ علیہ السلام کے لئے بھی کیا گیا ہے اور یہ بھی حارہ
ہے لفظ حضرت اس قدر خوش نصیب ہے اور قسمت کا کیسا
دھم ہے کہ اس سے صفت یا لقب ہو گیا ہے اس قدر میں
نصاب درو میا کیا ہے۔ خود اس کی سب اور سر پر کہاں سے
کہا جاسکتا تھا گیا ہے اور اس طرح ہند کمرہ سے اس کے
سے خورشید و ماں بھی سرنگوں ہے میں پوچھا چاہتا ہوں جب
زمین کا وہ حصہ جو جسم پاک سے طاف ہو ہے اور اسے نکالے گا
سے روید عرش عظیم سے بھی فصل و درجہ جب مٹی ہو کر
سے اس قدر نصیبت حاصل ہو سکتی ہے اور حضرت تو یہ لفظ
ہے اور اس میں اس قدر صداقتیں ہیں جو مٹی میں نہیں پائی جاتی
تو پھر اس سے فصل تریا ہوئے ہیں کسی کو یا شک و تردید
ہو سکتا ہے؟ یہ ہے اس حضرت کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ بہت سی چیز ہو کر گئی ہے،
جسم میں رون کا پڑا جانا بھی ایک صفت کے تحت ہو جاتا ہے
اور یہ بھی سبب ہے جو معیار حیات اور صفت ہے اسی طرح
صفت عروج و تقد کا باعث بھی ہو رہی ہے۔ یہی ہے صفت
ہوتی ہے تو کسی والا کہہتا ہے اور اس سے صفت ہوتی ہے تو کھ
و نہ جوتا ہے اور جب صفت سے صفت ہو جاتی ہے تو صفت
والا کہہتا ہے۔ چہرہ کی تو بہر حال چہرہ کی ہو کرنا ہے چاہے وہ
کسی کا بھی چہرہ ہی ہو مگر ایسے نہیں ہے بلکہ صاف یہ ہے کہ اس کا
چہرہ ہی ہوتا ہے اسی کے ناظر میں اس کی اہمیت و اہمیت کا
نہ رہا لگتا جاتا ہے جو بات فکر سے چہرہ ہی سے نہیں ہو رہی
ہے اور اس کے چہرہ کی جیسے میں نہیں اس کا یہ دھار مطلب یہ
ہے کہ حضرت کے مفہوم سے تعین میں یہ لفظ جائے گا کہ اس
کا استعمال اس کے لئے ہو ہے اور اس حیثیت کا مالک ہے؟
جسکی اس کی حقیقت ہوگی اسی کے ناظر میں لفظ حضرت کے
معنی و مفہوم کا تعین کیا جائے گا ہر جگہ اس کے ایک ہی مفہوم ہوا
یہ اصل کے خلاف ہے اور اصاف و بات کے بھی خلاف
ہے، اگر وہ اشخاص کے ہاتھ سے لفظ حضرت کے
معنی و مفہوم میں تعبیر و تفسیر کا لفظ یہ نہ مانا جائے تو یہ لفظ جامد ہو

جائیں گے سب سے پہلے موت ہو جائے گی۔ نہ اس میں تفریق
کیفیت پائی جائے گی اور اس میں کسی قسم کا رشتہ ہو پائے گا۔
اس کا اثر کسی کے دل پر ہوگا اور کسی سے دوسرے پر رشتہ چھوٹ
جائے گا اور اس سے لگتے لگتے چھوٹیں گی۔ ان سے
لفظوں میں فاصلے ہو گئے اور تیر و سناں میں کروہ جامد و متحرک
متمم کر کے، جب کہ لفظ میں یہ سب کیفیت پائی جاتی ہیں بھی
اور چھوٹ ہو رہی ہے اور بھی اس میں کاتے ہوئے ہیں۔ وہ قتل
بھی کر دیتا ہے اور خون بھی بہے نہیں دیتا۔ وہ میرا ختم دیتا ہے
جس کی ہر پٹی نہیں ہوتی۔ کیا یہی خوب لفظ باحضرہ علی علی
الہ عنہ نے آپ تحریر کرتے ہیں۔

جو حدیث سلسلہ میں انتہاء

ما جرح انسان لا ینقام

جس کی ہر پٹی نہیں ہوتی مگر جو ختم لفظوں

سے ملتا ہے وہ بھی چھوٹیں ہوتی

یہ حقیقت نہیں کہ جو لفظ حضرت کا استعمال کرتا ہے
اس کی مشیت صرف واضح ظاہر کی ہوتی ہے مگر جس کے لئے
وہ جاتا ہے اس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے لفظ حضرت کو کوئی
کیا جائے؟ اور کہ ہے؟ اور اس کا اصل مقام کیا ہے؟ میرے
دست وہ شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے اس آئینہ میں شخصیت نظر
آتی ہے۔ اس کے حدود و احاطہ دیکھتے ہیں۔ اس کے کردار
اور اثرات بھی نظر آتے ہیں۔ اس کی نظریں صلاحیتیں اور کمزوریاں
خوب دیکھیں۔ اس کی ہر پٹی میں لفظوں کے بدلتے مخرج ہوتے ہیں۔
جس سے اس سے جان بڑھ کر اور جو قتل اور جان بڑھ کر دیکھیں
یہی اس کا اعلیٰ حضرت کیا فرماتے ہیں۔

وہ کل میں سب سے ناک ہے

ہر دوں جھڑتے میں پھوٹتا ہے

مکالمہ کشش میں دیکھیں

دیکھ کشش مکالمہ میں ہے

جلی ہے سور جگر سے جاں نیک

سے طائب جلوہ مبارک

دیکھا دو وہ سب کہ آپ شیواں

کا لفظ جن کے خطاب میں ہے

ان اشعار میں لفظوں کو کل فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ان میں سب حدیث کا لفظ ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہو

کہ لفظوں میں بھی جان ہوتی ہے، اس میں بھی خوشہ پائی جاتی

ہے اور یہی لفظ ہو سکتے ہیں جو آپ حدیث کا لفظ و مراد

دیا کرتے ہیں یہی لفظ مراد اور متحرک ہو سکتے ہیں لہذا

حاجت ہو حضرت بھی ایک ایسا لفظ ہے جو مراد اور متحرک ہے

اور اس میں آئینہ شخصیت بننے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ کہ

اس میں صرف صلاحیت ہی ہے بلکہ اس کا جب استعمال کیا جاتا

ہے تو دو عملی طور پر آئینہ ثابت ہوتا ہے اور جس کے لئے مستعمل

کیا جاتا ہے۔ گروہی طور پر اس کی شخصیت بھاری بھر پور ہے تو

اس ایک صلاحیت کا پر تو اس آئینہ میں مسموم ہوتا ہے۔ اور اگر

اس کی شخصیت کھوکھلی ہوتی ہے تو یہ آئینہ بھی اندھائی رہتا ہے اور

اس میں کسی قسم کی پیش رفت نہیں ہوتی ہے۔ یہی لفظ حضرت

مراد اور خدا کے بندوں کے لئے استعمال کیا گیا حضرت

عزت عظمیٰ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا

فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اویس، حضرت بڑے سرکار،

حضرت چچو نے سرکار، حضرت حبیب الدین بخشی، حضرت شیخ

شہاب الدین ہمدانی، حضرت شاہ رکن الدین حضرت جیسے میاں،

حضرت شاہ فضل، سون، حضرت شاہ عبد القادر حضرت امام احمد

رضا حضرت مفتی عظیم ہند وغیرہ

جیسے ایک لفظ حضرت ہے اور اس کا استعمال سب برسوں

اور اشعار میں سے کیا گیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی معیوہ یا

جائے تو یہ حقیقت سے خلاف ہوگا اور مستحسن کا کمال جاتا ہے کہ

اور یہ تحریر کے بھی خلاف ہے کہ یہ ایک ہوتا ہے مگر اس کا جب

پاس پڑتا ہے تو ایک لگ بھگ ہوتا ہے اور یہ ضرورت ہوتی ہے

گی لفظ بھی ایک چیز ہے اور اس کا استعمال اس سے جیسا ہے

اور اس کا عملی طور پر مستعمل ہونا پاس کے لٹ ہو جانے کی مثل

ہے، اس لئے لفظ حضرت کے معانی اور معانی لگ بھگ ہے

ہے، اس لئے لفظ حضرت کے معانی اور معانی لگ بھگ ہے

ہے، اس لئے لفظ حضرت کے معانی اور معانی لگ بھگ ہے

ہے، اس لئے لفظ حضرت کے معانی اور معانی لگ بھگ ہے

جائیں گے، یہاں کوں ما معلوم ہوگا فار میں خود اس کا تعین رہیں
اور موشے نے اسی لفظ حضرت کا استعمال کیا ہے، اس کے
نئے کر دیا جائے جس کے پاس یہاں جو ورہ و ماس ہو تو
یہی صورت میں اس لفظ حضرت کا مفہوم ہوگی تعین کیا جاوے
اس میں کفر کا معنی بھی شامل ہوگا اور یہ بھی شامل ہوگا کہ میں سے
ظہر پر جہم کو ترجیح دی کہ لفظ حضرت ایک آئینہ ہے اور
شخصیت میں جو حضرت غالب ہوتا ہے اس کا عکس اس میں ضرور پھپھتا
ہے، لفظ حضرت کی وحیثیت ہوتی ہے یکا حیثیت وطلالی
یعنی مستقام سے پہلے وحیثیت اور دوسری حیثیت نقیضہ کی
یعنی استعمال کے بعد وحیثیت و نیثیت طلالتی میں تو لفظ
حضرت صرف اور صرف ایک طرہ منظم ہے، اس کے معنی معلوم
میں عمومی اور شمولیت پاتی جاتی ہے کسی کے ساتھ بھی اس کا
استعمال کرے سے پہلے استعمال کی بنیادیں تلاش رہا ہے کہ
”خروجیہ میں کیا ہیں؟“

لفظ حضرت کے استعمال کی بنیادیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس لفظ حضرت کے مقبول
کی کیا بنیادیں ہو سکتی ہیں؟ یا یوں ہی ہر کسی کے لئے اس
کے استعمال کا رت ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہر کسی کے لئے
اس کا استعمال کیا جائے، اس لئے میں کلی طور پر جاہل
محرمت بروی جاہل تو لفظوں کا تصور اور اس کے صاف شعاع
مراج کے ساتھ حد قیمن کر دیا جائے گا اور اس کا احترام دونوں
سے ہو، چلا جائے گا اور وہاں فکر کی سطح پر اس کا جو وقار اور
اہمیت پاتی جاتی ہے وہ سب کے سب تاثر کے پتوں کی مانند
تکھڑا ہے مگر اور وہ لفظ حضرت اس قدر مفلس و کنگال ہو
جائے گا کہ اس کی طرف کوئی نگاہ بھی اٹھ کر نہیں دیکھے گا۔ یا
تپ لگی چاہئے میں نہیں ہر شخص اس لئے سرور ہے کہ
اس کا دلی رہنمائی معیار متعین کر دیا جائے

اس نے آج دیکھے ہیں کہ اس کا کیا نام ہے ہو سکتا ہے
اور کس میں معیار کو مسترد کیا جاسکتا ہے، اب تک لفظ حضرت
کے تعلق سے جو بحث کی گئی ہے اس سے چند قسم کے معیارات

سامنے آئے ہیں

(الف) لفظ حضرت کے استعمال کرنے کا معیار ان کمالات
اور صفات کو لے کر دیا جائے جو ان اور بدی ہیں، جیسے حضرت
حق تعالیٰ وجل مجدہ۔

(ب) اس کا معیار لوری مخلوق کو بتایا جائے جیسے حضرت
جبریل اور حضرت میکائیل وغیرہ۔

(ج) یوں عام ہوگی اس کا معیار ہے جیسے حضرات
جوانے کرام

(د) نبوت خاصہ اور رسالت خاصہ بھی اس کا معیار ہے جیسا
کہ کہا جاتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔

(ه) صحابہ ہوتے تھے ہرے اور شیخ تابعی ہوئے کو بھی معیار
بنادیا ہے

(و) عوٹ و خرو و قطب و صاحب جہدہ فار ہوتے و سہ
و سہ اس کو بھی لفظ حضرت کے استعمال کی بنیاد قرار دی
گئی ہے۔

(ز) اسی طرح عوامی کرم، صوفیہ عظام اور مصلیٰ روزگار
کو بھی حضرات کہا گیا ہے، آج بھی کہا جا رہا ہے

ان حق معیارات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نظریہ قائم کیا
جا سکتا ہے کہ لفظ حضرت کا وہی معنی ہے جس سے پاس ایمان
ہو اور جو مومن کامل ہو اور جس کے پاس ایمان نہیں ہے، اور وہ
مومن ہے تو اسے حضرت نہ کہا جائے اور نہ صاحب لفر
کا احترام لازم آئے گا اور بات اہل تشیع کفر تک پہنچ سکتی ہے، اگر
کوئی یہ شخص ہے جس نے بیعت سے ناجی امور انجام دیے
ہوں، معاشرتی معاملات میں بھی دھڑکی نہ کھتے ہوں یہ امور پہلے
مقام اور پتی حیثیت میں خود ہی ضرور ہیں مگر ایمان نہ دینے کے
سبب یہ تمام امور کا عدم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب
نے ان اسی امور و خدمات کو انجام دیے ہیں جو ایک انسان کو یا
ایک شیخ کو پہنچ سکتے تھے، نہ کہ انہی کے امور میں سے کیا، لیکن
کیا ہے مگر یہاں تو نہیں لائے اس لئے ان سے یہ ساری خدمات

عدم کی سزا میں ہیں اور ان کے لئے اس کے لئے خدمات میں معیار جیسے کی صلاحیت ہی نہیں اور نہ اس پر ہر شخص حضرتؐ کو کہا جاتا ہے۔ اس خدمات میں سے کسی خدمت کا نہیں مفید ہو، لگاتار ہے جو شاید و نادر کے رسم میں آتا ہے مگر اس کو معیار تسلیم کیا جائے ایسا ممکن نہیں ہے کیوں۔ شرعی اعتبار سے یہ وجہ خاص ہے جو صرف بطریق یا بطریق سے لئے مخصوص ہے کسی اور فائر اور منظر اسلام کے لئے نہیں۔ اس پر کیا کہہ جاسکتا ہے کہ حضرتؐ کا معنی نہ کیا گیا اس کا معنی جو مترشح ہوتا ہے وہ یہاں اور لوگ ہو۔ جی ہے

حضرتؐ کہنے کی بات تو صرف ایمان اور مومن ہونا ہی ہے کہ سب تک جس قدر بھی استعمال ہوئے ہیں اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کفر اور غیر مومن نہ کبھی کہا جاتا ہے نہ ہی اس پر کسی کو حضرتؐ کہا گیا ہے۔ باقی رہے دوسرے معاملات مثلاً کسی کا مدد نہ مصلحت کی گھڑی میں کام نہ آئے سہاروں کو سہارا دینا وغیرہ تو یہ سب سے سب یہاں سے ثابت ہیں اہل سنت کا نظریہ

اہل سنت سے حضرتؐ کے تمام عقائد و مسائل رکھتے ہوئے ایک شاہد بیان کیا ہے جو مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے، اسی بات پر قریب قریب تمام اہل سنت سے حضرتؐ کا معنی قرب نزدیکی اور درگاہ و حجرے کیا ہے ہر صاحب منہج سے یہی فرمایا ہے

لتطيق الحضرة عند هـ الرسول على كل كبير يحضر عندنا نفاـس كقومهم كحضرة بعدية تأمر بكذا (انصرح ص ۳۸) یعنی باگاہ عالیہ میں حاضر ماش و لوگوں کے ہر ایک حضرتؐ ہر اس بڑے کے لئے ہوا ہے، جس سے پاس لوگ آتے ہوں جیسا مدوہ کہتے ہیں حضرتؐ عالیہ حضرتؐ کا ہے کہ آپؐ "ایسا کریں۔"

صاحب منہج کا یہ تحریرہ رہا لفظ حضرتؐ سے ایک تعقیق سے اس بات کا ایک اصل اور شاہد ہے کہ اس لفظ کا استعمال ہر کسی کے لئے نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کے لئے استعمال کیا

جاسکتا ہے جو بڑا ہو، اس کا مطلب یہ ہو کہ کسی ہم عمر اور اپنے سے کسی چھوٹے کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ہر بڑے کے لئے اس کا استعمال مناسب نہیں بلکہ اس بڑے کے لئے کیا جائے جس کے پاس لوگ آتے ہیں اور اس کے پاس آئے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ بدعت پائیں اور مغضوب رشہ کی رہنمائی حاصل کریں، اس تمام پابندیوں سے لفظ حضرتؐ سے مستعمل بہت ہی محدود ہے۔ یہ ہے۔ اب ہوں یہ چید ہوتا ہے کہ صاحب منہج نے یہاں صرف "کبیر" کا استعمال کیا ہے جو مطلق ہے اور اس کے تعلق سے حکم ہے اہل مطلق بھری علی طلاقہ جتنی مطلق ہے طلاق پر جاری ہوتا ہے مگر مطلق کی حیثیت سے مدعا کا غلط کیا ہے تو یہ اس کا استعمال ہر کس و نا اس کے لئے ہو سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی حیثیت سے بڑا ہو، مگر جب صاحب منہج سے یہ فرمایا ہے کہ اس بڑے کے پاس مدد کرنے کے لئے آتے ہوں تو اس کے پیش نظر مطلق ہے، طلاق پر جاری نہیں بلکہ اس سے اس کا فائدہ حاصل ہوا ہے اور مرد و عاقل دی ہو کرتا ہے جس کا ہونا برقرار ہے اور عاقل و سب سے مصداق ہے جو یہاں ہوتا ہے اس کا۔ ہونا باقی رہتا ہے، مثال کے طور پر کسی مدد کو حضرتؐ کہا جاتا ہے تو انہیں اس سے حضرتؐ نہیں کہا جاتا ہے۔ وہ کسی مدد کا صدر مدرس ہے یا شیخ الحدیث ہے گراں سے حضرتؐ کہے جاتے ہیں یہی وجہ ہوتی تو پھر کسی اور مدرس کو حضرتؐ نہیں کہا جاتا مگر تحریر ہے کہ طلبہ مدرسہ کے ہر ایک مدرس اور ستارہ کو حضرتؐ کہا جاتے ہیں۔ اس سے صاف ہو گیا کہ حضرتؐ کہے جاتے ہیں صاحب یا عجدہ نہیں بلکہ اس کا مطلق کمال اور شایا و وجہ ہے طلبہ صرف اپنے اس کے استاد کو نہیں بلکہ دوسرے مدرسوں کے اساتذہ کو بھی حضرتؐ کہا کرتے ہیں اور وجہ دی کہ اس کے پاس علم ہے، فن اور اس کی خوبیاں پانی جاں ہیں، اس لئے نہیں حضرتؐ کہا کرتے ہیں۔ اس بات میں کیا شک کہ علم پانی رہتا ہے یہ ملک میں راست ہے۔ جو نہ بھی لانا ہوتا ہے اور اس سے وہی چھین سکتا ہے اور۔ سوٹ سکتا ہے، اس لئے

بیر" ہے وہ فرما دیا ہے جس کے پاس ایسی امت ہو جو
وال ہو اور جو میرے کہ یہ علی، امت موت سے بھی رائل نہیں
ہوتی ہے، کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رضیف قسیم الحجاب رفیف
لبن عمر و سجهال مال

ونسال یفقی عن قریب
ونعمہ ہاکی لا یور
ہم اللہ تعالیٰ کی رحیم سے راضی ہیں کہ اس کے ہمیں علم
دیا اور جانوں کو صاب

میں تو بہت جلد فوج ہونا ہے اور علم ہائی ہوتا ہے جو بھی
توان نہیں ہو

مشاہدہ ہے امت مدہ ہی امت کو سے کہیں جاتا ہے،
اب اور بادشاہ کی یا امت اور ہی بادشاہت کو سے کہیں
جاتا ہے بلکہ سب کچھ کسی ریشہ پہ چھو رہا ہے خود تا ہے مگر
علما کے بارے میں یہاں کہنا کہ حاکم ہے وہ وہی امت علم،
صلت سے کہ جاتا ہے اس لئے مال میں و اشت چہری ہوتی
ہے اور اس سے و ریشہ میں امت کو آپس میں با سے یہاں کرتے
ہیں۔ جائے دے کا علم نہ جانتا ہے اور نہ دنیا کی کون طاق سے
بٹ سکتی ہے کہ پیدا یہ نہی ہوا جاسکتا ہے۔ ہارج معاشرہ
میں وہی بڑ ہوتا ہے جو عام میں اور فاضل میں ہوا رہا ہے۔
وہ مفلس ہوتا ہے اور اس کا کام خود غای رہتا ہے۔ اس لئے عام
دیں جب تک دنیا میں رہتا ہے لوگ انہیں "حضرت" کہا کرتے
ہیں اور سب اور با سے چلا جاتا ہے پھر بھی لوگ انہیں حضرت
ہتے ہیں یوں کہ حضرت کہے کہ جو پیدا ہے وہ دنیا رہتی ہے
ورہ یہ، دنیا عظمت "شرعی بصیرت" ہے اور "دینی عظمت"
بصیرت کے علاوہ کسی یوں با بعض عظمت ہو یا قر "دی" ہے
تو یہ لفظ حضرت کے اصوب و قوعد اور اس کی برکتوں کے
خلاف ہوگا۔ کیوں کہ یہ عظمت تو آتی جاتی ہے آج میرے پاس
ہے ہاں کسی اور کے پاس اور پھر کسی قبر سے کے پاس کٹر
دیکھا جاتا ہے جب تک اس کے پاس منصب ہوتا ہے تو وہ

حضرت" ہے اور جب منصب چلا جاتا ہے یا پھینک لیا جاتا ہے
تو سے حضرت کہنے کی بات تو لگ ہے کوئی سلام کرے کہ
تیرے نہیں آج عزت اور کل اس کی دولت فقط حضرت سے کسی
حادثہ کا متحمل نہیں

حضرت وہ ہو "تا ہے جس کے پاس لوگ آتے ہوں اور
حاضری دیتے ہوں، یہاں آئے کا مقصد قاعدہ دینی ہے نہ کوئی اور
معارفہ و مشائخ کے پاس ہی لوگ افادہ دینی کے لئے آتے
ہیں اور آتے دے اپنے اس مفاد میں مخلص ہوں کرتے ہیں، کسی
نہی کسی حکم میں سے یا کسی نیت کے پاس آئے کا مقصد کچھ
وری ہوتا ہے، دنیاوی عرصہ و قیامت اور پتے دلی مفاد کیا ہے
یہ تو اعلیٰ دہلی چھ، ہے سے کس مہ سے حضرت کہنے کی عباد
بنائی جاست یہ تو میری کچھ سے باہر ہے اس میں پیدا پر کہیں
سر کہے جناب کہے اس سے کون رہا ہے مگر حضرت مت کہے
کہ اس میں بڑا نقد ہو کرتا ہے

لفظ "حضرت" اور عرف و ساج

ہمارے ساج و معاشرہ میں حضرت کہنے کی دیت ملتی
ہے مگر کسی مادہ کے لئے کسی امام کے لئے، اور کسی معنی و قاضی کے
لئے، کوئی بھی کسی نیت یا کسی میلہ اور منبر کو "حضرت" کہتے ہیں
سے سنا ہے اور کسی سے کہا ہے سر، جناب در حضور کہے کی
رویت تو ضرور ملتی ہے بہد جو رویت ملتی ہے اسی کا استعمال کیا
جا ہے اور حضرت علیہ السلام پر یہ لفظ ہے استعمال سے جہاں تک
ہو سکے احقر کہی جاسے، کسی بادشاہ وقت یا بوب اور ایدہ لوگی
حضرت" ہے کی رویت ملتی ہے۔ اس کی وجہ ان افراد کے
میں رتبہ امر تبار یا رہا ہونا ہے یا انہیں حضرت ہے کی رویت
صرف ایک حقہ تک محدود ہے در میں محدود حلقہ سے باہر سے
لوگ جو کہیں حضرت نہا کرتے ہیں کسی، ہاں کہتے ہیں یا پھر
کسی انجائے خوف کے سبب اس نے اس کی حیثیت کسی معنی
علیہ کی نہیں اور جو لوگ کسی کو مذاق میں یا طریہ ہد میں حضرت
کہا کرتے ہیں تو یہ صرف ایک حادثہ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ
اس کی اور کون حیثیت نہیں ہے

حاجی

رائز مونس کا کوشش عام قادیانی

تحقیق

حقیدہ تجسیم اور شیخ البانی

مترجم: سید یونس

ہذا الحدیث یرویہ تعیم بن حماد بن معاویہ
ضروری قال ابن عدی کان یضع الحدیث وقال
یحییٰ بن معین لیس نعیم ہشی فی الحدیث وفی
اسنادہ مروی عن عثمان بن عمارۃ بن عمار یہ
حدیث تعیم بن حماد روایت کرتا ہے کہ حدیث نے فرمایا کہ
نعیم حدیث گزارتا تھا میں نے کہا حدیث میں تعیم کوئی
چیز نہیں اور اس کی اسناد میں مردان ابن عثمان ہے۔

قال ابو عیوب الرحمن انسائی ومن ہی وان حتی
یصدق علی اللہ عزوجل وقال منہی بن یحییٰ سأل
حمد عن هذا الحدیث فعرض بوجہہ وقال هذا
حدیث منکر مجهول یعنی مروی عن عثمان قال و
لا یعرف یضاً عمارۃ امام ترمذی نے فرمایا اور کہوں
مروان وہ اللہ تعالیٰ پہنچ تو پورے اور کئی بن لگی نے کہا میں
امام احمد سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے
چہرہ پھیرا اور فرمایا یہ حدیث منکر و مجہول ہے یعنی مروان
بن عثمان در کہا کہ روایت بھی معروف نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں،

فان روایت ثمالی عن عمارۃ بن عمرو بن حمزہ
عن امر الطغیہ امر قادیانی الروایۃ وهو صحت منکر
اس لئے کہ اس کی روایت وہ الزعمارہ رام ظلیل تو وہ متفق
منکر ہے۔ (الحدیث البانی ص ۱۲۲)

حدیث معاویہ بن حکم السدسی قال کانت
غیم عن احمد وحوالیۃ فیہ جاریۃ فی فاطمہ
فاطمہ یوم فذا الدنوب قد خضب عنہا بشاق وانا رجس
من لہی آخر فاسفہ فصبک کتباً فلیت العی

معنوم ہو اگر تصدیق فی نسب میں حد تصور و اندہ
حق چیز ہے ورنہ ثابت ہے۔ ہاں صحیح آسان کی طرف چڑھنا
ہے جس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں ایک جگہ اللہ تعالیٰ موجود ہے
اور وہاں وہاں پہنچ رہی ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں
ایک جگہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہاں وہاں پہنچ رہی ہیں بلکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی دعا کی قبولیت میں کوئی حجاب و
رکاوٹ نہیں۔

فی حجة المظلوم فانه لیس بینہ و بین اللہ
حجاب مظلوم کی پردہ سے چھو اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے
درمیان کوئی حجاب نہیں۔

حدیث امر الطغیہ امر قادیانی ابن کعب قال
سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ریت ربی فی المقام فی
حسن صورۃ شاباً موقرہ جلالتہ فی مصرة عیہ
لعلان من خضب علی وجہہ لراش من خضب (السنة
لابن ابی عامر مع الطلال ج ۱ ص ۱۲۵) ام ظلیل کی حدیث میں
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے
رب کو دیکھا ہوا قار حوائج کی حسیں صورت میں جس کے
دلوں پاؤں پر وہ چھوڑے، روئے کے جوئے کے
درش کے پر تھے۔

البانی نے یہ حدیث صحیح سمجھ کر یہ انتہائی منکر و موضح
روایت سمجھ کر کہیں بن بوعلم سے سے مکمل نہیں کر سکا بلکہ
پڑھ کر سہ درباری قلم سے کے چھوڑ دیا تاکہ وہ الخائب
ہو جائے کہ اس حدیث پر نقد لگے ہوئے حافظ بن عیوب
فرماتے ہیں۔

اور حجاج کی حدیث سے مختصر استخراج کی ہے۔ سوائے کہ جاریہ کے پیر خیال ہے کہ اس طویل حدیث سے قصہ جاریہ کو ترک کر دیا اس کے لفظ میں راویوں کے اختلاف کی وجہ سے اور میں سے سن گیری کے کتاب الظہار میں مخالفت کا کر کیا ہے جس سے معاویہ بن صم کی مخالفت کی لفظ حدیث میں۔

معلوم ہو کہ ابائی کا محل استدلال جو کلمہ ہے وہ ماہرینی کے راہ ایک ثابت نہیں، امام تقی الدین سبکی نے بن جعفر کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

اما انقول لقوله **لَا يَجَارِيَةُ** اَيْنَ اَللّٰه قَالَتْ فِي السَّاءِ سَكَنَ يَ كُنَا كَ حُصُورٍ مَّقْلُوبَةٍ سَ دَانِي سَ يَنَ اَللّٰه فَرَمَا تَوْسَ يَنَ اَللّٰه سَ كَا

وقد تكلم الناس عليه قديما و حديث و الكلام عليه معروف ولا يقبله ضمن هذا الرجل لانه شاء على بدعة لا يقبل غورها (الرد عن شبه ابن القيم) حال ان لفظ سَ كَا سے میں سے پڑے گی تا قدین سے کام کیا ہے اور اس پر تنقید مشہور ہے اور اس قبی کا میں اس کو کلمہ نہیں رہا اس نے کہ یہ دعوت کے لئے پڑ چکا ہے اور اس کے سوا تو قبول نہیں تا

حضرت منظر بن عمر سفلی سے فرمایا:

وفي اللفظ مخالفة كثيرة (المعجم الجہ ۱۰۰۰۰) اس لفظ میں کثیر اختلاف ہے۔

حدیث انس بن ریبہ بدعت حمیش کانت تظهر علی ارواح النبی ﷺ قوب روجکن ہا بیکن و روجی لہ من فوق سبع سموات وفي لفظ کانت تقول ان الله الكحفي في السماء وفي لفظ انہ قالت بنتی ﷺ و جسیک برحم من فوقه عرشه حضرت انس بن ریبہ سے بدعت ریبہ بدعت حمیش رضی اللہ عنہ دیگر روایہ پھر رتی نہیں کئی یعنی کہ تم لوگوں کا نکال کر تھا۔ اس میں غار سے کی ہے اور میرا کاح اللہ نے

فل کورت قالت ہا فعظم ذالت علی فکنت یارسون انه ﷺ فلا عتقہ قال فعتہ دعوتہ فقال لہا یمن القہ قالت فی السماء قال من لا قالت است رسول اللہ ﷺ قال عتقہ فدہا مومنتہ ہا حدیث صحیح خبرہ مسند و یون و ذو نساء (مختصر المصنوع) ہاں کو اس حدیث سے: انکا، تھی جو شخص بھی آپ کے پاس جاتا اور اس کے عقیدہ کی جا لکاری مقصود ہوتی تو اس سے پوچھتے یمن اللہ؟ ان کے خیال میں یہ سنت تھی کیوں کہ حضور ﷺ سے ہادی سے یمن اللہ؟ فرمایا تھا نبیہ یہ اسر بدعت ہے یہ حدیث اورہ میں ہے نہیں یہ ثابت نہیں ہے شاہ حاتی اور سبکی لفظ یمن اللہ شیخ ہاں کا کس استشہار ہے

پہلے یہ چیز میں نہیں رہی چاہے کہ صحیح مسلم کے راوی سے آئے ایک وہ جوہر سے سامنے ہے اس میں معاویہ بن صم کی روایت میں لفظ اَیْنَ اللہ ہے لیکن حضرت امام بیہقی کے سامنے جو نسخہ تھا اس میں معاویہ بن صم کی روایت میں لفظ یمن اللہ نہیں تھا، جب امام بیہقی نے معاویہ کی روایت لی تھی تو اسے سند صحیح یا در اس پر صحت کا حکم لگایا لیکن اس کو یہ بھی پتہ تھا کہ معاویہ بن روایت میں بعض روایہ یمن اللہ لفظ بھی صحیح کرتے ہیں لیکن امام مسلم نے اس لفظ کو نہیں لیا تو اس کی وجہ امام بیہقی کو یہ سمجھ میں آئی کہ اس لفظ میں راوی کو شاید اختلاف تھا اور اس اختلاف سے لفظ یمن اللہ کو مشکوک بنا دیا، اس لئے امام مسلم نے اسے ترک کر دیا۔

ماہرینی فرماتے تھے

وهذا صحيح قد اخرجہ مسلم مقطوع من حدیث الاورعی و صحاح نصوف عن کثیر بن یزید کثیر دون قصة ہجریة و اضہ عما ترکہ من احدث لا اختلاف الرواة فی لفظہ وقد ذکرنا فی کتاب الظہار من السان مخالفة من مخالف معدویة بن الحکمر فی لفظ حدیثہ (الامداد الصفات حدیث ۳۰ جلد ۱ ص ۲۱۰) یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام مسلم نے اور بھی

سات آسمان اوپر کی ہے اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں
 کئی تھیں کہ تقدس کی میرا کاج آسمان میں کیا ہے اور
 ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اسوں سے رسول اللہ ﷺ
 سے عرض کیا آپ سے میرا کاج اللہ تعالیٰ سے عرش کے
 پر کیا ہے۔

ہذا حدیث صحیح اخرجہ البیہقی یہ حدیث صحیح
 ہے اس کو امام بخاری نے تخریج کیا ہے

اللہ کے کہا وہاں المفظہ بقالہ فہو فی توحید
 البخاری من حدیث لیکن تیسرے لفظ تو وہ بخاری کی کتاب
 التوحید میں ہے اس کی حدیث ہے۔

فی التوحید بالمفظہ الاولین وخصم العوالب
 حدیث ۱۰۷۱ کتاب التوحید میں اس کے دونوں الفاظ ہیں۔

حافظ دینی سے عرض کی کہ جو یہ پاس لے پہلے ہی میں
 دیکھتے ہیں۔

س عن رضی اللہ عنہ قال قال کانت ریدہ
 تفخر علی الروح النبی ﷺ بقلب ورجلہ ہذا
 وروحانی اللہ تعالیٰ من فوق سبع سموات صحیح
 بخاری حدیث نمبر ۱۰۷۱ حضرت اس سے مروی ہے اسوں
 سے کیا حضرت، یہ دیگر روایت ہے کہ کئی تھیں
 تم لوگوں کا کاج تمہارے گھر اس سے کی اور میرا کاج
 اللہ تعالیٰ سے سات آسمان سے اوپر کیا۔

۱۰۷۱ مروی ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال کانت تفخر علی اللہ
 النبی ﷺ وکانت تظہر ان اللہ سکنت فی السماء
 اصحیح البیہقی حدیث نمبر ۱۰۷۱ حضرت اس رضی اللہ عنہ
 بیان کرتے ہیں کہ حضرت ریبہ دیگر روایت پر غور کرتی تھیں
 اور کہیں کہ تقدس کی میرا کاج آسمان میں کیا ہے

اللہ کے کہا کہ تیسرے لفظ بخاری کی کتاب التوحید میں ہے
 یہ سب صحیح ہے، ہر حال میں طرح کے الفاظ نقل کئے گئے
 ہیں میں سے ساتوں آسمان کے اوپر دوسرے میں سے عرش کے

اور تیسرے میں ہے آسمان میں کاج ہونا تو ٹھیک ہے میں
 میں فوقہ عرشہ بخاری میں نہیں ہے سے دھوکا کے طور پر
 نقل کیا گیا ہے

حدیث انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انہ قال
 قد دخل علی ربی وهو علی عرشہ لہارث عن انس
 عن النبی ﷺ قال فاستدین علی ربی فی دارہ فمؤذن
 فی عن انس رضی اللہ عنہ وفیہ فقلت یا رب جنتہ
 فیستفتح فی فی ربی لہارث وتعالیٰ وهو علی کرسیہ
 او سریر قد خولہ ساجدا (المصنوع المردی) حضرت اس
 سے کہ اللہ عزوجل کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا
 بروزی امت میں اپنے رب سے پاس داخل کیا جائے اور وہ
 اپنے عرش پر ہوگا حضرت اس سے مروی ہے رسول اللہ
 ﷺ سے فرمایا چہ سب کے پاس میں کے گھر میں
 ہے کی حالت مانگوگا تو مجھے جانتا جائے گی۔
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں یہ ہے کہ میں جنت
 کے دروازے سے آؤں گا تو میرے لئے بھوسے کے گھر میں
 گئے پھر میں اپنے رب کے پاس آؤں گا اور وہ رک پڑا تخت
 پر ہوگا تو میں اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا

لیہقی

بکلی روایت کی سند نہ تھی صحیفہ ہے حافظ دینی سے
 جس سند کے اس کی تخریج میں ہے ۱۰۷۱ ہے

العبود عبد الخالق بن عیون، نبأ أبو محمد بن
 قدامة ابن محمد بن عبد الباقي وأبناؤا أحمد بن
 محسن نبأ أبو القاسم محرق حدث أبو بكر بن
 محمد بن عبد الله بن سليمان، عن محمد بن أبي بكر
 بن ثناء بن أبي نوقد عن رباح الحميري عن انس
 رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ (العبود بن عبد)

اس سند میں ایک روایت کہ ابن الرقاد ہے اس کے
 درجے میں حافظ ابن جریر مانتے ہیں

خالد بن حاتم الرازي (ابن ثناء بن أبو الرقاد)

میں آمیزش کی ہے۔ اور خدا کا یہ ذہن نہیں رہتا تھا تو سے یہاں کر لے تو انہیں اس میں واہم ہو جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ بھارتی سے ال سے کچھ بھی نہیں یہ واہم سے معمول میں نہیں یہ مگر دیکھ، ایت جو ثابت سے مروی ہے۔

کتابخانه مرکزی و اسناد خطی و نگارخانه

لو جگہ و پس کرد تا کہ انھیں نصیحت ہو اس میں شلیخ بھی اور قوم کی صلاح بھی اور قوم کو تباہی سے بچانا بھی ہے آج شادیوں میں ہا سچے گا سہ تمہیں وغیرہ سبب کی میں مقابلہ ہوتے ہیں اور مسلمان تیار ہو رہے ہیں۔ (درآوازِ پنجہ ۹۱)

اللہ سارک و تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اور ہر شرع بحال لے اور منہیات شرع سے بچنے کی توفیق رقیق عطا فرمائے آمین بھلائی

لرسین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۰۰۰

من ہمارا بقیہ

بعد کو وہ طریقے پر یہ دیکھتا ہے کہ اگر تو مسلمانوں کی
ہزاروں پریشانیاں اس شاء اللہ پل میں دور ہو جائیں گی ہر شہر
اور ہر سرائی میں یہ آسانی ایک دکانی خرید و فروشی اور ملائی تنظیم قائم ہو
جائے گی جس کی وجہ سے کوئی غلام خرید و ایک دکانی سے
پہلے سو بار سوچے گی، اب کس کو بیوروٹ کرتا ہے، اس کا
فیصلہ وہ میر کرے گا، کس کی حمایت کرنی ہے اس کا فیصلہ وہ
میر کرے گا اس کو ووٹ دینا ہے، اس کا فیصلہ میر کرے گا وہ
میر سیلابی فیصلہ بھی کرے گا اور سماجی فیصلہ بھی، دینی فیصلہ بھی
کے گا اور ایسی فیصلہ بھی پہلے وہ فی حدیث و کتابت نہیں
مانتے تھے اس انقلاب کے بعد وہ فی حدیث و کتابت ان شاء اللہ
ہاتھ میں لے لے، ہم سے پہلے کہہ دیا ہے کہ یہ کام ذاتی ایک خدمت
آسان ہے کہ چنگی میں کرنا ہے گا اور نہ ہی ناگاہک محفل سے کہ
محنت و بلا لاشانی سے بعد بھی نہیں یہ جاسکتا رب قدرہ تمام ثناء
سلام کی حفاظت فرمائے اور حمد و ثناء و ابد سے تمام اہل ایمان
کو محفوظ رکھے، آمین بحمد اللہ العالیٰ و الحمد للہ و الحمد للہ و الحمد للہ

سمیۃ حادیث موطوعۃ فی الصفات ابن ابی خالد
عمری نے حمانہ سے اس حدیث ہادیث تعالیٰ میں موطوع
حدیثیں روایت کی ہیں (المدهل ان الصحیح جلد اول ۱۶۷)
ابن سعد سے کہا کہ ان ثقة کثیر الحدیث ورمع
حدث بالحدیث المتکوثر کثیر الحدیث میں اور کبھی کبھی
مکرر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

امام مکی نے کہا: ثقہ رجل صاخب حسن الحدیث
 امام ابراہیم بن عبد الرحمن بن حماد نے فرمایا:

کان حماد بن سنانہ لا یعرف ہمدہ لا خلیفہ
 الی فی الصفات حتی یرج عودہ فی عبادہ ان لہما
 ہو یروہا فمعت عباد بن صہیب یقول ان حماد
 لا یحفظ وکانوا یقولون انہا شمت فی کتبہ وقد
 قبل ان ابن ابی العوام کان ریبہ فکان یبأس فی
 کتبہ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۰۰) حماد بن سلمہ صفات
 لہ فی ان حدیثوں میں نہیں جاسکتے تھے ایک مرتبہ عبا
 کے پاس گئے پھر پٹ / آئے تو یہ حدیث بیان کرے
 گئے میں نے عباد بن صہیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ
 رہے تھے کہ تمہارا یاد نہیں رکھتے ہے اور وہ گتے بے تھے ۔
 اس کی کہانوں میں اس کا ذکر بھی نہیں اور یہ کہ اس
 اپنی عوامی ال کا بیعت یافتہ تھا اس سے اس کتابوں میں
 دوسرے چیزوں کی آمیزش نہیں۔

ماہ سپورٹس فرم سے ہیں

فان محمد بن سیدہ تکلم فیہ حفظہ ووقع فی
احادیثہ منا کثیر ذکر و ان ربیبہ حسہا فی کتابہ و
کان حماد لا یحفظ لحدیث بہا فوہم فیہ ومن ثم
مہ یخرج بہ البیہد فی شیعہ ولا یخرج بہ مسلم فی
الاصوب الا من رو یشہ عن ثابت البخاری وبقاؤہ
سیدہ طہا وھن منہ حماد بن سیدہ کی یادداشت کے بارے
میں ظاہر کیا گیا ہے اور اس کی حدیثوں میں منکر آگئی ہیں،
لوگوں کے یہاں کہہ کہ ال کا مرتبہ یافتہ سے ال کی کتابوں

رہا، مولانا نور محمد حالِ مطہر کی

جہیز سنت یا لعنت؟ ایک تجزیہ

کھانا پیاجانک سونا، گمان بیتا ہے تو عا اور بھی نہ سے ہیں
دوسوں کے مائیں تفریق صرفہ علم سے ہے، حضور قدس صلی اللہ
تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الْعَدَّةُ نَوَافِلٌ وَمُتَعَبَةٌ وَمُسْتَعْبَدَةٌ وَأَوْعَبُ وَلَا تَكُنْ
خَاسِمَةً فَتَهْنِئَتْ رَوْحُكَ الْبَهِيمُ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ وَ
نُظُورِائِي فِي الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَلَا صِدْقِي فِي حَبِيبَةِ
الْأَوْدِيَةِ وَأَوْعَرِجَةِ الطَّحَاوِي فِي شَرْحِ مُشْكِ الْإِفْكَارِ
یعنی توضیح کر اس حال میں کے تو خود عالم ہو یا طامب علم ہو یا
عام کی بات مننے والا ہو یا عام سے محبت کرے والا ہو مگر
پانچوں باتوں کے ہلاک ہو جائے گا

اللہ اکبر سرکارِ بد قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو عام دین بنے
یہ ہیں تو مستعم یہ ہیں تو عام دین کی مجلس میں حاضر ہوئے اور اگر
یہ بھی نہیں تو محض اس سے محبت رکھنے کا علم یا اور ان کو کہے ان
کی گستاخی کرے سے منع فرمایا کہ ہلاک ہو جائے گا، سب اور
بڑا کامیاب ہونا ہے یا ہلاک؟ مگر کامیاب ہونا ہے تو شروع
کے چار میں سے کوئی اختیار کرے، چلے اس کی کوشش کر دو عام
دین ہو جمہور سے بچے عام میں ہوں پھر دیکھو جیسے معاشرہ میں
بد بیاں کی ہیں اور مگر پانچوں میں سے تو خود سوچ کر یہ فرماں عاق
شان کس کا ہے ان کا ہے جن کی ہر ایک ایک بات بگ بگ لگے وہ
ایک کہتے ہیں جو ان کی طرف دینی عاقی سے بگ لگتے، سارے مسئلہ
تو یہی ہے کہ ہمارا معاشرہ عدا کی بات کہیں سننے چاہتا ہے وہ
کھاتے ہیں میں کھانا کھائیں چاہتے ہیں کامیابی چھوڑنا کت
حقیر کرتے ہیں لا ماشاء اللہ۔

مجھے میٹ وقوع یاد آیا چند سال قبل ایک صاحب نے مجھ
سے بیان کیا تھا کہ گاؤں و کر کر رہا تھا میں کھانا کھاتا ہوں جس

یہ بات درست ہے کہ ہمارے معاشرہ میں فقر و فساد کے
جہاں اور بہت سارے اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب جہیز
فائدہ ہوتا ہے، مگر مطالبہ جہیز پور کر، یا فیصلہ دینے پھر راج و فساد کا
دور دورہ شروع ہوجائے گا اس کی وجہ سے نہ چائیں مٹی خلافتیں
ہوتی ہیں، عورت عرو کی زندگی تباہ و برباد ہوجاتی ہے، لہذا بہت
ساری غریباں بچہ ہوجاتی ہیں جو ناقابلِ بدل ہیں اور یہ سب بچی
فقر و فساد یا طلاق یا مطالبہ جہیز یہ سب اس پر ہیں کہ علم میں اور
اس پر عمل کرنے سے بہت دوری ہے نہ علم و عمل ہے اور نہ انھوں
کی صحبت کہ جس سے زندگی کا خیال ہو اور عمل کی طرف رغبت ہو
مثلاً وہ بچی ہے کہ اچھی صحبت کا اثر بہت چھارہتا ہے اور بری
صحبت کا اثر بہت برے

صحبت صاحب عازر صاحب کسند

صحبت طبع رطب عازر طبع سند

کہتے ہیں کہ جب کوئی قوم یا معاشرہ زوال پذیر ہوتا ہے
تو جو اسباب زوال ہوتے ہیں ان سے اس قوم کو بے پناہ محبت
ہوجاتی ہے یہی حال تو مسلم کا ہے۔ ان سے جو اسباب زوال
ہیں ان کو وہ کسی طرح پر چھوڑ دیتا رہتے ہیں جب کہ یہ
بات اور روشن کی طرح عیاں ہے کہ تو مسلم کے راویں سب
سے مٹی و جہ علم لینا سے بے رغبتی اور کتب دینیہ و علماء دینیہ سے
دوری بلکہ معاذ اللہ ان کی تذلیل و تحقیر یہ ہے سیکر رب تبارک و
تعالیٰ فرماتا ہے جاسنے وہ سے اور انھوں نے ہمیں بھی عام اور
جائیں رہے نہیں اور یہ ہم بھی جیسے ملت ہے کیونکہ ہم اور وہ سب جو چیز
اس کے دائرہ میں آجائے آشکار ہوجاتی ہے جس سے جز جاسنے،
اس کی صورت نکارے اس میں نقش ہوجاتی ہے اور جہالت مجلس
ظلم و فساد کی ہے، مساب و رنجبوں میں اختیار علم سے ہے کہ

صاحب زوی کو چیز عطا فرمادے، اس کو محدود نہ جیسے امام احمد
حاکم، ابن حبان نے روایت کیا، احمد صحاح میں سے امام ابن
ماجد اور نسائی نے ہلکے عام لسانی چیز کے متعلق پٹی سن میں
مستقل باب لائے اور اور یہ حدیث روایت کی۔

جہز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاضیہ
فی خلیل و قرۃ و و مہدۃ حشوہا اذخیر یعنی حضور
ﷺ نے مہر و نامہ کو چیز میں ایک چادر اور ایک مشکیرہ
اور ایک تکیہ یا چھاجس میں خوشبودار گھاس بھری ہوئی تھی۔

۱۔ باب لکھنؤ کا سبب بیان، تاریخ ۵۴۰ھ، ص ۵۴۰، ص ۵۴۰

لہذا افس چیز سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی صاحب
راہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تو جو کچھ بھی ماں باپ اپنی بیٹی
کو بغیر طلب و مطالبہ از خود چیز میں دیتے ہیں اس میں شرعاً کوئی
بدی نہیں بلکہ سنت سے ثابت و بدعت تو وہ چیز ہے جو
مانگ کر دی یا جاتا ہے اس کے بغیر ان سے رشہ کئے
کوئی نہیں ہو جائے اس کو لغت ہے میں ہوئی حرم نہیں یہ تو
واقعی لغت ہے نہ جو میں لگی لگی کی شادی اس کے نہ ہوئے یا
کم ہونے کے سبب ٹوٹ گئیں لائوں، لا قوۃ الا باللہ العلیٰ عظیم،
حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ہے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں

جہیز کی مقدار طے کرنا ہلکے مقدار نہ بھی معین ہو کہیں شادی
کرتے وقت جہیز کا مطالبہ کرنا یا شادی کے وقت مطالبہ
کرنا یا شادی ہونے کے بعد جہیز کا مطالبہ سب حرام ہے اور
یہ لغت نہ لگتا ہے (یعنی اس کے مترادف ہے) جو مال یا
حرام یا حرام نہ ہو یا اس ہے۔ یہ وہ جس نے اسے مانگے
ہوئے جہیز کو اس کو استعمال میں لانا بھی حرام ہے، شامی
کتاب الہیہ میں ہے، جمعیت بحال علی نفسہ عوط
عن النکاح و فی النکاح العوض لا یکون علی البہرۃ
۔ یعنی عورت جو مال پہنے نکاح کے عوض دے مائل ہے
نکاح عوض عورت پر نہیں در فرماتے ہیں عورت ۱ سے یا
اس کے ماں باپ بھائی دیں سب ایک حکم میں ہے، کتب

سے ہمارے معاشرہ کی تصور سامنے آجائے گی خیر ہوا یوں کہ
ایک سٹھ صاحب نے قوم کی ریت توڑنے ہوئے ایک عام
دیں سے متاثر ہو کر پٹی بچنے کا نکاح ان سے کروا جب رخصتی کا
وقت ہوا تو ان کے یہاں ایک رسم تھی کہ لڑکی کا بھائی لڑکی کو گود
میں لے کر گاڑی تک لے جاتا ہے، لیکن لڑکی کا سکا بھائی نہیں
تھا، تو کوئی رشتہ کا بھائی اس رسم کو انجام دیتا، ان عام صاحب
نے چنا تر یہ بھانے ہوئے اس پر ٹوکا کہ یہ جائز نہیں ہے،
پس پھر کیا تھا وہی سٹھ صاحب جو ان عام صاحب سے یہاں
تک متاثر تھے کہ پٹی بچنے کو ان کی بروجیت میں دے دیا تھا، وہ
اور ان کے رشتے دار ان عالم صاحب کے سر ہو گئے کہ طلاق دو
ور خلاق دو بری مائے۔

وجہ یہ تھی کہ ابھی اتنا ٹوک رہا ہے بعد میں پتہ نہیں کیا کرے
گا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ عظیم، تو یہ ہمارا معاشرہ
ہے، اگر علم دین حاصل کیا ہوتا جس کا حضور ﷺ حکم حدیث شریف
ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے تو یہ حالات نہیں ہوتے ان
دوں کچھ لوگ جہیز کی مانگ سے تنگ آ کر اس کے خلاف آواز
بلنے لگے ہوتے ہیں، لیکن کچھ اس طرح کہ اس سے معصوم ہوتا ہے
کہ جہیز بخش لغت ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں اور ایک طبقہ جہیز
کو سنت بھی نہ سمجھتا ہے، دونوں میں جھگ کون؟ اور سنت کی تعریف
(Definition) ملاحظہ ہو کے سنت کہتے کسے ہیں؟ چنانچہ
سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر اس قول و فعل، تقریر و
کہنے ہیں جو قرآن کے علاوہ آپ ﷺ سے صادر ہوا۔

محدث ۱۔ سورہ ہر
تقریر کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا، کوئی بات کی اور حضور ﷺ
سے اس سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کام یا بات سے منع نہیں
کیا اس کا شمار کیا بلکہ اس پر حاشی اختیار فرمائی، اور سے
حاکم و حاکمیت رکھا، سے تقریر کہتے ہیں۔ سورہ ہر ۱۲۸
تو سب جانتے ہیں کہ کیا جہیز حضور ﷺ کے قول و فعل یا
تقریر سے ثابت ہے؟ ہاں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پٹی

لقد یٰ صریح کہ کتاب میں غلط عورت سے منہ نہیں
لوٹ مل ہے

مقالات شریعتیہ ص ۲۹۸

جب جہیز کا مطالبہ کیا جائے اور جو یہ وہ مثل رشوت تو اس کا دینا
جی چاہے کہ جس کیونکہ یہ سنا ہے عادت جو کہ حکم قرآن ناجائز ش
ہو۔ وَلَا تَعْدُوْا عَلٰی اَیْمَانِکُمْ وَالْعُدُوْا بِہِ جی اور گناہ در
ریاض الدی پر امام احمد رحمہ اللہ

اور سے جو تعلق اس سے ثابت ہو گیا کہ تو ہر جہیز حسرت
اور یہی حسرت آج کل جو کہ ہو گیا ہے کہ پہلے میں اس کی بات
ہوئی ہے اس پر رشہ کا ہونا نہ ہونا منحصر ہوتا ہے یہ ضرور حسرت
ہے جس جو مال و پاپ پنی مرضی سے حیثیت کے مطابق لڑی کو
جہیز دیتے ہیں اور لڑکے، بوں کی طرف سے کوئی رد و ریادگی و
طلب و مطالبہ نہ ہو تو وہ مست ہے اور جہیز عورت ہی کی ملک ہے
عرفا و شریعا بھی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی
علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں

ریہ وغیرہ جہیز کہ خریدنے ہی دست کو یہ حامل ملک و خیر
ہے شوہر کو کسی طرح کا استحقاق سالکان اس میں نہیں اس
کا تصرف ہے اذان از وجہ ہو سکے (۵۱ دی رضی ص ۵۲۱)
اور فرماتے ہیں

فلک نہیں کہ بہ عاصمہ و عرب و عجم کا عرف غالب و ظاہر
و قاش و مشہور، مطلقاً کہی ہے کہ جہیز جو وہاں ہو جاتا ہے
و وہاں کی ملک سمجھا جاتا ہے بلکہ جہیز کہتے ہی سے جس جو اس
وقت بطور ملک و وہاں کے ساتھ سمجھا جاتا ہے

قادیانی ص ۵۱۵

یہ مردوں کے لئے ہے جو مقام ہے جو جہیز و جہیز
کھینچے ہیں، سے خوب لڑتے ہیں۔ کہتے ہیں جب کہ اس
کی مالین عورت ہے پھر اس کی چارٹ کے تصرف نہیں کر سکتے
احمد قادیانی، اپنی انتہا کو پہنچا پھر میں ان حضرات سے گزارش ہے
جو اپنی لڑکیوں کو جہیز دیتے ہیں، اس کو چاہئے اس میں و حمد
کا مومن میں مینا دروش ختہا کریں پنی حیثیت کے مطابق جو
مناسب ہو وہیں صرف نہ کریں اللہ باریک و تعالیٰ سے

مومنین کی حسرت در سہ پاک میں یہ بیان فرمائی
و تَبٰیثَہٗمْ کَا اَنْفَعُوْا لَہُمْ یَسْرِ فُوْ وَ تَعْدُوْا وَ کَانَ
تَبٰیثَہٗمْ کَا اَنْفَعُوْا لَہُمْ یَسْرِ فُوْ یعنی اور وہ جب خرچ کرتے ہیں رحہ
سے نہیں اور نہ ہی کریں اور ان دونوں کے بیچ حلال
ہدایت

المرزبان ص ۶۷

یعنی مومنین میں نہ دروش پر رہتے ہیں اور ملک حدیث میں
پیشانی میں مینا دروش کو بخت کا پچھو ہوا حصہ بتایا گیا چنانچہ
مشافہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
فرمایا حضور ﷺ سے

”الہدیٰ بصدع والاقتصاد جوء من خمس و
عشرین جوء من السبوق یعنی ایک ست در مینا
دروش کو پچھو ہوا حصہ ہے، یعنی انبیاء کے کام کی حصصوں
میں سے ایک حصہ ہے۔“ (حدیث شریف ص ۱۰۰)

اور اگر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے جہیز میں
شاہی کے کھانوں وغیرہ میں کہ اس سے دیا تھا ملک پیمانہ کی
کو تیار دوں گا یا اس سے، نئے طرح کے کھانے خواہے تھے میں
دے گا، سو ان کا جو کہ آج کل دیکھے دیکھا ہے اور اس کے سبب
مسداں قرص و رہو، رہا و دور ہے ہیں تو یہوں کی سی دعوت
شاہی یہاں میں جانا حکم مومن مینا دروش منع ہے مشافہ پشتریف میں
حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے مروی

البتہ بیان لا یجوز ولا یلک طعامہا قائل
احمد یعنی البتہ عارضین بالخصیافۃ فقر و ریہ
دستہ ص ۷۰، انیس میراث یعنی رسول اللہ ﷺ سے
فرمایا دو صدیوں کی دعوت نہ قبول کی جائے نہ ان کا کھانا
کھایا جائے امام احمد سے فرمایا کہ صدیوں سے مرد دعوت
میں ٹھکر دیا ہے نئے مقید رہے، سے ہیں

اس حدیث کے تحت علیہ الامت مفتی احمد رضا رحمہ اللہ
درج کیے ہیں

یعنی جو لوگ مقابلہ دعوتیں کریں تو اس کے کھانوں میں
نہ جائز در کہ دیکھا تھا رہے یہاں بھی ان کی تا بقیمہ ص ۲۲

زور مولا محمد مثل حسین گوارہ مصباحی

عصر حاضر میں مسلمان کیا کریں؟

اندہر بیابان گرچہ بہت شوق نہیں ہے

نہ دیکھ کر ترسے ترسے بے شکا مرنے بات

ایک خبر کے مطابق آج ایسا کے اندر کم و بیش ایک سوای

کرور مسلمان ہیں، اس لحاظ سے دنیا کا چوتھا شخص مسلمان

ہے۔ قریباً ۵۵ رہا اختیار اسلامی ممالک ہیں، سب سے زیادہ

قدرتی کارخانے اسلامی ریاستوں کے ہیں۔ سب سے زیادہ

پہلے مہر ۱۱۰۰ مسلمانوں کی ریاستوں کے ہیں، سب سے

تجلی ۱۱۰۰ مسلمانوں کی ریاستوں کی ہیں، جو اسلامی ریاستیں ہیں سب

سے زیادہ حقیقی علم بن اسلام کے پاس ہے۔ ان سب کے باوجود

مسلمانوں کے حالات ناگفتہ بہ ہیں، مسلمان جگہ جگہ بے چارہ در

پریشان ہے، غیر اسلامی ممالک کی کیا شخص مسلمانوں کی ریاستوں

کے اندر بھی اہل ایمان پر سکون نہیں ہیں، ان کی جان محفوظ نہیں

ہے، ان کا مال محفوظ نہیں ہے، ان کے اہل و عیال محفوظ نہیں ہیں،

ان کا وقت محفوظ نہیں ہے، ان کا نقد محفوظ نہیں ہے، ان کا جاہ و

مصائب محفوظ نہیں ہے، ان کے آپس میں اتحاد نہیں ہے، اتحاد

ہے، تو اس میں قوت نہیں ہے، قوت ہے، تو وہ سب کے لیے

بے چاروں سے لڑنے کے لیے ہے، چوں سے معذرت سے

کے لیے ہے، ان کے معاشی حالات کمزور ہیں، ان کے اقتصاد

معدت کمزور ہیں، ان کی معیشت عملی طور پر ہے، ان کا نظام کمزور

ہے، ان کا طرز بندہ مست کمزور ہے، ان کا طریقہ کار و صلاح کار

کمزور ہے، تحریروں؟ ان کے اسباب عمل کیا ہیں؟ ان کی ساری

کے وجود کا ہیں؟ ان کی رہائی کی، ستائش یا ہیں؟ ان کا اچھا

عز و رکھوں ہے؟ ان کے پاس طاقت کیوں نہیں ہے؟ ان کا نظام

کمزور کیوں ہے؟ ان کے معاشی حالات کمزور کیوں ہیں؟

مغرب میں یورپ اور امریکہ کی معیشت دیکھیں، رہا میں

ان کی معیشت کا اٹکاٹا رہے، دیباہ کی طاقت سے کاسپ رہی

ہے، یہ ان کے نظام و معیشت عملی طور پر رہا ہے، مشرق

میں چین و چین اور سری لنکا کی معیشت کو دیکھیں، ان کی طاقت

و قوت کو دیکھیں، ان کے مصبوط نظام اور بندہ مست کو دیکھیں، ان

کے طریقہ کار دیکھیں کہ اس سے دنیا ۱۱۰۰ پناہ لیتے اور گرویدہ بنا

یا ہے، شباب میں رہاں اور سب میں بیوی، طریقہ کی طاقت و

قوت کا کے نظام و راں کی خوش معیشت کو دیکھیں، سب

تعمیر و ترقی ہے، آسمان پر یہ تاباں بن کر چلے گا، ہے ہیں، عظیم طاقت

و قوت کے یہاں استقامت، مصبوط چٹاں، اور ان کی ۱۱۰۰ رہاں سے

ہیں، بچوں سے دس بچوں تک دیکھئے؟ دم ہے کسی میں جو ہیں،

جاہاں اور سرینہ کی دیکھوں میں دیکھیں، ان رہاں سے مگر

نئی تعمیر و ترقی میں ہوئے کے باوجود اس لڑائی کے ساتھ قدرتی

وسائل و رائج ہونے کے باوجود مسلمان کسی رہاں کا شکار

ہے نہ وہ کسی کی علامت، درپاس ندگی اور کمزوری کا نشان بنا ہو

ہے وہ آخر کیوں؟

اس کے لیے ۱۱۰۰ ہیں، پر مسلمانوں کی کمزوری و رہاں ندگی

کی سب سے لڑائی و جدوجہد ہے، انھوں نے نظام میں کو چھوڑ دیا

ہے، انھوں نے اپنے مقصد سے نظر پھیر دیا ہے، انھوں سے چہ

مصائب ہیں سے دس موزیا ہے، انھوں سے مدام سے بتا ہے

ہوئے طریقہ کار کو پناہ آئیں نہیں بنایا ہے، انھوں نے مدام

کی رہاں کو مصبوطی سے نہیں پکڑا ہے، بلکہ یوں کہہ دیجئے کہ انھوں

نے و رائج سے گویا چہرہ پھیر دیا ہے، ان جو یہاں وال نظام حق سے

مہر پھیرے گا، اس کے پاس کی طاقت و قوت ہوگی، جو یہاں

وال حق سے مسرور نہ گا، اس کے معاشی حالات کیسے بہتر و

و رائج ہوں گے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے اندر رشا فرماتا ہے

وَمَنْ تَعَرَّضَ غَيْرَ قِيَمٍ فَهُوَ مُعَيِّدٌ حَسَنًا.
 ۱۱۶۱ اور کسی سے میرا کرے سر پھیر تو پیش
 اس کے لیے شک رہی ہے۔

عظیم الشان طاقت و قوت عظیم احیاء و تدقیق مصلوہ ہند
 بہت درہمہ معیشت کے لیے نظام حق و کفر حق اور حق و کفر حق
 کر، ہوگا درست کی ۱۱۶۱ سے ۱۱۶۱ چار ہوا پڑے گا۔ اور
 تو چھ اکائی علیٰ علیہ مسلمانوں کے پیش مسئلہ ۱۱۶۱ سے حق
 پر پھر روشنی دے گا، مگر حق کا کافی طویل ہوجائے گی، اس لیے
 صرف ملکی سطح پر یعنی اپنے وطن کے درجہ اسلام کے پیش
 مسائل اور ان کا حل قدر بدرجہ پر لکھا رہا ہوں اللہ شاء اللہ
 سمجھ بھی دیتی مسائل اور اس کے حل پر پھر رقم ۱۱۶۱ کا

تجارت علیہ اسلام اسے ملک کے خدو، چہ شہر و اپنی اسٹی
 کے درخانہ پر پیش کیا کہ کسی کی جان پر جان
 ہو جسے ہوتے ہیں کسی کی دکان توڑ پھوڑ کی جان ہے کسی
 کسی کا نام کوٹ یا جاتا ہے کسی کی دولت اور پارسی پر
 حملے ہوتے ہیں کسی کی ۱۱۶۱ جہیل کی سداخوں سے بچھے۔ ۱۱۶۱
 ۱۱۶۱ ہے، بھی کسی کو محض شہر کی ہمارے وقت ۱۱۶۱ جانا ہے،
 بھی کسی مسجد و شہید ۱۱۶۱ جاتا ہے بھی کسی کو دھوا دیا جاتا
 ہے بھی کسی کو جلا دیا جس سے صعب سے مرطاب مر رہا جاتا
 ہے، لکھا ہوں اور مدد اس مسامحہ کے سہارے کے بدست کی
 جاتی ہے۔ اور آگے چھے اس اسلام پر حملے ہوتے ہیں فرس
 معدس پر حملے یہ جاتے ہیں قرآن پاسبان کے اور ان جلا ۱۱۶۱ یہ
 جاتے ہیں حادہ حد کا معائنہ ۱۱۶۱ جاتا ہے گنبد خضریٰ کی ہے
 حرمت کی جاتی ہے سلام کے قہقروں کی مثالیں، درجہ کلمات
 سے جاتے ہیں حلق کا نام واللہ رب العزت کی دست پاک
 کی طرف حلق چیزوں کی نسبت کیا جاتی ہے ان کی شان قدرت
 میں تو ان میں جیسے بولے جاتے ہیں اور آگے چھے، ظالموں پر
 کاروائی نہیں کی جاتی، بلکہ مظلوم ایمان والے کو ہی سزا دی جاتی
 ہے قتل کے خلاف ۱۱۶۱ کی نہیں ہوتی بلکہ مقتول ایمان
 والے کے اہل و عیال پر ہی قتل کا انوکھا کیا جاتا ہے

مگر کوئی مسلمان گرفتار ہو، تو سالوں سال قید و بند کی رہی
 گزرتا ہے، سالوں سال اس کے مقدمے کی سماعت نہیں ہوتی
 کوئی ایمان والا پھانگ کا شکار ہو تو ہوں سال اس کے قاتل
 کی گرفتاری نہیں ہوتی مگر کسی کسی کی گرفتاری ہوں گی تو اس
 کے سزا کی کوئی خبر نہیں اس سے تعذیب کی کون طالع نہیں
 اس طرح کے ملک و ملک، ہر سال و قعات میں ہر روز
 قاتل ہیں کتنے، قعات قلعہ ۱۱۶۱، کتنے قاتل قہر ۱۱۶۱
 کتنے مجرموں کے نام پیش کروں؟ کتنے قتلوں کے مامیوں ۱۱۶۱
 کتنے ظلموں ۱۱۶۱ ہے اب کراں؟ کتنے گستاخوں و رید تمہروں کا
 پاپ کچھ ہر سے ۱۱۶۱، کتنے رہبر گلے والوں کو دکھا دیں؟ اسی
 طرح سے مظلوم کا نام پیش ۱۱۶۱، کتنے مقتول کا نام پیش کروں؟
 کتنے ۱۱۶۱ ہے قصور کا نام پیش ۱۱۶۱، جو جیل کے خدو میں
 کتنے یہے لوگوں کا نام پیش کروں جو جیل کے خدو میں
 گراں کا کوئی جرم نہیں تھا کتنے ۱۱۶۱ مسلمانوں کے نام پیش ۱۱۶۱
 جو شہید کر دی گئے ۱۱۶۱، کسی میں عداوت کا پتا بھروسہ ہر میں ہاں
 دی گئے ۱۱۶۱ ہے لوگوں نے، نام پیش کروں جو جرم مصلحت میں
 مگر ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے ۱۱۶۱، یہے لوگوں کا نام پیش کروں
 جو قاتل مصلحت میں، مگر ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے؟ یہ شاعر
 منظور احمدی رہا میں یہ ہیں نہ۔

دیکھو گے تو ہر روز پہل جا میں گی رشتیں
 ڈھونڈ گئے، اس شہر میں قاتل نہ ملے گا

تو یہ خط ہمیں ہوگا تو اس طرح کے سینکڑوں، قعات ہیں
 اور مل اسلام کے ہر طرف کی سینکڑوں مقبض ۱۱۶۱ رہائشیں
 مصیبتیں ۱۱۶۱، شہر پر ریشیاں اور سہ چہیاں میں گھر ۱۱۶۱
 پک رہا کی کے لہے لہا جا میں ۱۱۶۱، در ۱۱۶۱ سے سر میں
 سالوں سے مر ۱۱۶۱، لکھا ہوں ہر سب پر رحم فرمے، آئے ہیں
 میں پیش مسئلہ سے ہر ۱۱۶۱ ہوئے کے یہے ایک حل پیش
 کرتا ہوں بحور مد خط فرمائیں۔

آج میں اسلام کی تباہی ۱۱۶۱، ہر کی سب بڑی وجہ یہ ہے
 کہ دو صدی تعلیمات سے ۱۱۶۱ ہو چلے ہیں امام شاہ لکھ ۱۱۶۱

دور دور ہونے جارہے ہیں وہ عمر بڑھتا رہتا ہے قریب ہو چکے ہیں اور اس بدن قریب ہونے کے سبب سے بڑے بڑے عزت نہیں ہے۔ یہی میٹروں سے محبت نہیں رہے ہیں۔ آخرت و حدیث سے احکام و فرائض سے دور بھاگ رہے ہیں۔ اسلام کو انڈیل کرنا نہیں رہا ہے۔ اسلام کو ہر ہاں نہیں بنا رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پھرے چھوٹے چھوٹے ہوئے، چائے، چائے، چائے، چائے سے بھرے ہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیم و افادہ نہیں رہے ہیں۔ اڑھی کانٹے کو میسب یا ر نہیں سمجھ رہے ہیں۔ گھسے گھسے پڑے پڑے لاجسب یا ر نہیں سمجھ رہے ہیں۔ مگر یہ ہو کھڑے ہوئے۔ پینے و عیسب یا ر نہیں سمجھتے ہیں۔ ہمیں درپے درپے دیکھنا چاہیے کہ اسلام سے دور رہ کر آپ کا میسب نہیں ہو سکتے۔ اسلام سے دور رہ کر حق و ظلم کا مقدر نہیں رہ سکتی۔ اسلام سے دور ہو کر ہمیں عزت و سرخرو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلام سے دور رہ کر ہمارا وقار باقی نہیں رہ سکتا۔ اسلام سے دور ہو کر ہمارے مسلمانوں کا حق نہیں لگ سکتا۔

کہ ہم آپ کو ملتی چاہتے ہیں، انقلاب چاہتے ہیں، چاہتے ہیں۔ لوگوں کو چاہتے ہیں، عزت و وقار چاہتے ہیں، سرخروئی چاہتے ہیں۔ افسوس باندی چاہتے ہیں، شان و شوکت چاہتے ہیں۔ ہر طرف کے ان و بانی و درخش مسلمانوں کو چاہتے ہیں۔ تو اس کے سبب ہم آپ کو اسلام کے قریب تر ہونا پڑے گا۔ ہمیں اور آپ کو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا ہوگا۔ ہمیں درپے درپے کو ہر مومن پر سلام کو پناہ دینا پڑے گا۔ ہمارا ہونا ہوگا۔ ہمیں اور آپ کو مکمل طور سے اسلام میں داخل ہونا پڑے گا۔ اللہ اور اس کے رسول و اہل و عیالہ الصلاۃ و السلام سے پناہ تعلق مضبوط کرنا ہوگا۔ اللہ اور اس کے حبیب کو راضی کرنا ہوگا۔ عز و جل و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ انقلاب اختراع سے نہیں آئے گا۔ یہ انقلاب ریلی سے نہیں آئے گا۔ مظاہرہ سے نہیں آئے گا۔ شکریہ سے نہیں آئے گا۔ میل در دور سے نہیں آئے گا۔ میسرور سے نہیں آئے گا۔ قاعدہ محدود سے نہیں آئے گا۔ ہیکڑ پٹی دکھا سے نہیں آئے گا۔ قاعدہ کی کی تنگی لکھا سے نہیں آئے گا۔ فیس لکھا سے نہیں آئے گا۔ ستر دور دور پرتی دی اور کاٹ بنائے سے انقلاب

نہیں آئے گا۔ یونوب پر چھیل بنائے سے انقلاب نہیں آئے گا۔ ریل مار کھینے سے انقلاب نہیں آئے گا۔ جنگی کھینے سے انقلاب نہیں آئے گا۔ انقلاب آئے گا تو فرائض کی انہوں میں سے گا۔ حدیث کی روشنی میں آئے گا۔ رنگان میں سے نقش قدم پر چلے سے آئے گا۔ انقلاب مار پر پڑے سے آئے گا۔ قرآن پاک کی تلاوت کرے سے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرے سے آئے گا۔

حقائق ہر مسئلے کا حل نہیں ہے۔ حقائق سے متنی تبدیلیاں آپ سے دیکھی ہیں۔ مظاہرہ ہر مسئلے کا حل نہیں ہے۔ مظاہرہ سے لے کر انقلاب آپ سے دیکھے ہیں۔ ریلی ہر مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ریلی سے لے کر ہلاک آپ سے دیکھے ہیں۔ سرور ریلی، اختیارات در مظاہرہ ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔ اسے پاس کی ہے ہوتا۔ اختیارات ہر مسئلے کا حل ہو۔ تو حدیث کی ریلی و مصافحہ مل گیا ہو۔ پہلو حال کے قاتلوں کو سزا مل چکی ہوئی، قصہ بہ جرموں کو سزا مل چکی ہوئی، عیسب اپنی ماں سے پاس و پاس آپکا ہوتا۔ کمر نہیں ہاں اور حضور کو میسرور نہیں مل نہیں رہا۔ تا تو ریلی ہر مسئلے کا حل نہیں ہے۔ قبل و اوقات سے لے کر بعد و اوقات تک کے ہر مسئلے کا حل لکھے گا تو اسلام سے نکلے گا۔ فرائض و حدیث سے لکھے گا اور صحیح معنوں میں انقلاب اور تبدیلی اس وقت آئے گی جب ہم آپ مکمل طور سے اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک ہم آپ تبدیلیوں کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ ہمیں لکھے ہلاک کے لیے کوششیں نہیں کی گئی، اس کے معنی یہاں پر عمل نہیں کی گئے، تو کال لھوں اس پیچھے اس وقت تک انقلاب نہیں آئے گا۔

لہذا تعالیٰ قرآن مجید سے خدا رشتا کرتا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
خُوفُهُ مِنْ رَبِّهِ رُحْمَتُهُ
عَمَّتْ كُلَّ شَيْءٍ لَدُنَّكَ جَبَلٌ مِثْلَ دُونِ
لَدُنَّكَ كُوفٌ مِثْلَ دُونِ كُوفٍ
مِثْلَ دُونِ كُوفٍ مِثْلَ دُونِ كُوفٍ
مِثْلَ دُونِ كُوفٍ مِثْلَ دُونِ كُوفٍ

پاک پیسے کی لئے ہیں، ہمارے پاس اراک اور اہلپاک ہیں؟ سو ۱۱ سو ۱۲ دو ہزار بہت، مگر تو پانچ سو ہزار آپ کے پاس طاقت و قوت کی کمی ہے؟ پھر قیامت تک بنا سہ تنظیم، ان کی ترقیب، ان کے اخراجات کا انتظام، پھر ان کے عروجی مراحل، ان سب میں سیکڑوں سال سے بھی زیادہ لگ جائیں گے تو تحریک کام کرے گا کون؟

ہمارے دن میں ایک صورت ہے، یہ صورت ایک سخت ممکن نہیں۔ پہلی میں اس پر عمل درآمد ہو جائے، کوئی مشکل درپیش نہ آئے۔ کوئی سخت نہ آئی پڑے، ۱۱، بائیس محال بھی نہیں ہے نہ سخت و مشقت سے باوجود اسے عملی جامہ پہنایا جائے، وہ صورت یہ ہے کہ پہلے ملک سے خارج کر دیا ہو جو ہے ملک تک اسے خائفہ اور ایک ایسا ہی ضرور ہو رہا ہے جس کا اس کے صوبہ کے خد و غب و بد پر اثر سون، سون، مقررہ و راعی قائم ہے اس کی بات کٹر لوگ مانتے ہیں تو اس کی حلقہ یا کسی پیر کا نام یہ بغیر یہ عرض کرتے ہیں کہ کون بھی پیر کوئی حلقہ اس کا قدم نہ رہے، پھر ہر بڑی حلقہ سے موجودہ حاکم سے تامل کیا جائے کہ قصور نہ کرے جدید چیلنجر کا کیسے سامنا کیا جائے، مسلمانوں کی بے چیمیاں کیسے دور کی جائیں، پریشانیوں کا حل کیسے نکالنا جائے، پھر ایک حامل مجلس قائم کی جائے، اس میں پیران عظام، علمائے عظام اور بھی دیگر بڑی شخصیتوں کو مدعو کیا جائے اسی مجلس میں اپنا ایک امیر اور اپنا ایک قلم منتخب کر لیا جائے، ایک مجلس شوریٰ ہو جس میں پیران عظام کے مشورے سے کسی مسئلہ کا حل نکالا جائے، پھر حلقہ رہنے سے حل کر دہ مسئلہ منتخب کر دہ امیر و قائد میان کرے اور اسے عام و خواص میں شائع کرے۔

یاد رکھیے کہ جو کام ایک پیر کر سکتا ہے، وہ کام ایک ہزار مرید لے بھی نہیں کر سکتے، ایک حلقہ سے جو کام ہو سکتا ہے وہ کام ایک ہزار گھر سے بھی نہیں ہو سکتا، جس طرح ایک کام جو ایک مدرس اور ایک حام سے ہو سکتا ہے، وہ کام ایک ہزار طلبہ اور ایک ہزار مفتد یوں سے بھی نہیں ہو سکتا جب **بقیہ نمبر ۲۳۳**

ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ مسائل سے مرد و آرم ہو سہ سہ سہ چار امیر منتخب کریں، ہم چار امیر منتخب کریں، امیر کا قوس شاہی زمان ہو، تمام مل اسلام سے سر و چشم تسلیم کریں اور ملی سطح پر ایک مصوبہ تحریک چلائیں، ایک مستقل تنظیم قائم کریں، تمام مل اسلام میں طور سے اس کی حمایت کریں، اس کی تائید کریں، اس کا سپورٹ کریں، اس کے لئے ہر قسم کا تعاون پیش دیا ہر صوبہ ہر شہر و ہر سٹی میں اس کے سینکڑوں ایسے مسلمان تیار کیے جائیں، جو ہر وقت جو بے کارروئی سے یہ کمر بستہ رہیں، ہر موڑ پر ظلم کے خلاف آہنی گواہ بن کر کھڑے رہیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں تحریک چلانے کا نوسہ؟ کیوں تنظیم قائم کرے گا نوسہ؟ آپ چلانے کا نہیں چاہتے گا، آپ قائم کیسے گا؟ نہیں نیچے گا؟ آپ کے گھر، منہ چلانے کے؟ نہیں چلانے کے، آپ کے گھر وے قائم کریں گے؟ نہیں کریں گے، اگر آپ سے یا آپ کے گھر، ان کے کوئی تحریک شروع نہ یا کوئی تنظیم قائم نہ ہو سب سے پہلے آپ کی اور آپ کے گھر، ان کی تائیدیں پڑ چکیں گے، سب سے پہلے ہم نہیں گئے کہ انہوں نے علمائے کرام کا احصاء شروع کر دیا ہے، کہہ دیا ہمارے گھر وے کو تحریک چلاتے ہیں یا کوئی تنظیم قائم کرتے ہیں تو سب سے پہلے آپ ہمارے نانگ چھینیں گے اور سب سے پہلے آپ نہیں گئے کہ انہوں نے کھڑے کھڑے کا احصاء شروع کر دیا ہے، ہم آپ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ملی حق رکھتے ہیں، جو مخالف فکر رکھتے ہیں، جو خود کام کرتے ہیں اور دوسرے کو اس سے پتہ میں، جو نہ تو خود ملی حق میں ہیں کی تیج کے لیے پنا قدم اٹھے بڑھاتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے قدم و آگے نہ دیتے ہیں، یہ لوگ کوئی لہر نہ تھیں جس میں کسی توفیق دے؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہم آپ کی سالی کی کمی ہے؟ ہم آپ کی معرفت کی کمی ہے؟ پتے بھٹے تک اپنے گاؤں تک، ہر کسی پتہ شہر در بہت زیادہ تو پتے صوبے تک ہمارے

(مولانا محمد باشر عظیمی صاحب)

غیر مسلموں سے مسلم لڑکیوں کی شادی اسباب و علاج

۱۔ جہاد نہ جاتا ہے، سارے فی ان چیسوں پر گھسوں گھسوں
ایکٹ ہوتی ہے، میں اگر غیر مسلم لڑے مسلمانوں سے شادی
اھیں دروازے کھولیں دیکھو، ہے، ہے لیکن تو فی ایٹ نہیں ہوتی
ہے، کون برید نہیں چلتا، ہے، ہے وہاں جہاد کہا ہے؟
ناخمس آف مدینہ سرور سے رپورٹ کے مطابق گشت
تین سالہ شادی چار سالہ ہر سے زائد مسلمانوں کے غیر مسلموں
سے شادی، چار سالہ ہے عید، رہا اس میں دروازہ تیزی کے
رہے عید بھی ہو رہا ہے، اس سے بھی، بنائے دوسو سال
سیر، کہ حیدر آباد کی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ چھٹی شکل و صورت کی ماں
دوست مہدی پانی 24 ماہ بیٹی یک سو پتی، ت کے 40 سالہ
ہمد، سے معاشقہ کے بعد شادی رشتی سے اور بی بی شادی
واری شکل دینے کی بات کی، ہوس تقریب میں کی لڑکی کا نام
سہ مسلم، پہنے پچاس سے زائد رشتہ، اس کے ساتھ
گرم جوشی سے حرکت کرتا ہے۔

۲۔ نسیم کی خبریں جاتے ہیں حیرت کی ریب میں رہی
ہیں، اس امر کا عیاں ہے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں نے صرف
چاروں و حلقہ جگہ پناہ نہیں لی، بلکہ ہر جگہ ہے، ان و قعات
سے مسلمان خصوصاً نوجوانوں اور خاص طور پر زید و جوان گہرے
فعلی، اضطراب کے شکار نظر آ رہے ہیں، بہت سے قوی غیرت
رکھے دے کام و سہ سہارے میں پہنے رخ، مدعو و عرصہ کا نظیر
بھی گئے رہتے ہیں، کوئی سے آہستہ میں ہی ساری کام دیتا
ہے کوئی لڑکی کو مورد زبردستی نہیں کرتا ہے، اگرچہ لوگ شادی بیاہ
سے شخص معاشرہ میں پائی جائے، ان غیر ضروری رسم و رواج و
پار کی کا حاصل سب سے تے ہیں، مدورہ باتیں ہی جگہ مسلمان
میں سوال ہے، یہ ہے کہ اس سے فایده بحث لڑکیوں تک کیسے

گزشتہ چند سالوں سے آئے ہیں جہاد میں یہ خبریں
پڑھنے اور سننے میں مسلسل آ رہی ہیں، وہاں لڑکیاں ہے، ہا
شہاد کے ساتھ گھر سے لڑکیوں کی جگہ معاملہ یہ تو س لڑکیوں کے
لاہ گیا ہے کہ مسلمان لڑکیاں پہنے غیر مسلم مائیں یا دوست کے ساتھ
نکل جاتی ہیں، ملک کے مختلف علاقوں سے یہ روئے لڑکیاں
مسلمان لڑکیوں کے مسلمان لڑکیوں سے شادی
رہی ہیں، چاروں و عید، "صبر و حیا" کے چاروں و عید
پہے سماج اور معاشرے پر بدی کا داغ لگاتی ہیں، اس طرح
کے کا داغ و قعات پہنے بھی ہیں، لڑکیوں کے سہ سہ
روئے سے آئے ہیں لڑکیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو ہے
حیاتی کے سے پہلے لڑکیوں کے رہنے دیکھ لڑکی ہیں۔

۳۔ بھی چند دن پہلے ایک صاحب میرے اس حقیقت کا انکشاف
کہا کہ میرے رہائشی شہر سے قریب ایک صنعتی شہر میں 200
سہ لڑکیوں کے مسلمان لڑکیوں سے غیر مسلموں سے شادی کر رہے ہیں
سب سے موش ہے لیکن سے کسی طرح کی کوئی آہ نہیں آتی
کوئی ٹرینڈ چھوڑنے کوئی ڈیٹا ہوں، میں تعجب ہے کہ کچھ دنوں
قبل ہٹا کے جیوانی، نہ بد، غفلت کا ایک کاروباری شہر بھی
مروج بحث میں لگ، شہر میں ایک ہندو کی کو مسلمانوں سے
نی ہوئے طور، پہلے دکھایا گیا ہے، جہاں ایک مسلمان عورتوں
ہندو، ہندی گود بھری، کی تقریب میں ہندو، نہ رہیں، تے
ہوئے دکھایا گیا ہے، اشتہار کے منظر عام پہ آتے ہی شہر
پنڈوں سے سے ہندو، ہندی پہ تھوڑے اور جہاں فرود پتے
ہوئے روبروست بنگا، شروع کیا، جس کے نتیجے میں بھی
شہر میں بھی پہلے پر مقرر ہونا ہے۔

۴۔ اس کا مقام یہ ہے کہ جسے مجھ کوئی کاروباری اشتہار

لکاح کسی کا لہرو سے اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رعب و رعت مسلمان نہ ہو جائے۔ لہذا کسی شادی کا ذکر کھنڈا اس پر راہی ہونا اس پر موافقت کا ظہار کرنا علانہ کے ایک متعہ طور پر لہرو اور ایک سے پھر جائے یہ یہ معاملہ بڑی خطرناک ہے اور بڑی جوشی غیر مسلم سے شادی کرنا چاہتی ہے یہ رعبی ہے اور اس کے وہ مدینا "پہ طحا کر داس" پر موافقت ظاہر رہے ہیں، انہیں یہ دھیون رکھنا چاہیے کہ ان کی لڑی اور وہ خود دین اسلام سے نکل کر امی کفر میں اصر ہو رہے ہیں اور بالآخر جنتیوں کے گروہ سے گروہ شہر "جہیموں کے گروہ میں اعل ہو رہے ہیں۔ ایسے شخص اگر ہمارے بھی پڑھتا ہے۔ وہ بھی رکھتا ہے نیکی چونکہ اللہ تعالیٰ کے حرام و حلال کو حلال سمجھ رہا ہے، لہذا کافر ہے اور اس کے کفر پر تمام حل علم کا اتقانی ہے وہ یہ قدر کاردار ہے۔

یہ س نے کہ وہ ایسی راہ پر چلے جس سے انہوں سے اللہ تعالیٰ کو ناراض رہا اور اللہ تعالیٰ کی ہر سدی کے کام کو ناپسند کیا۔ لہذا تعالیٰ سے بھی اس کے تمام اعمال اکارت رہے۔

میر حسن لوگوں سے غریب اس کے لئے دوسری کی "گ ہے جس میں دونوں فقہ کے گروہ عرجانیں اور دوسری کا حدب کی اس سے ہلکا یا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سر دیتے ہیں اور کافر لوگ اس جہنم میں چھین ماریں گے کہ ہمارے پروردگار ہم کو نکال لے، اب ہم اچھے کام کریں گے، برحق ان کا سب سے جو کیا کرتے ہیں، جن جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ہم نے تم کو، تم نے تمہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ مجھ سے تھوڑا بہتر ہے یا میں؟ رے وال بھی چاہتی تھوڑا بہتر مجھ سے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

دعا: 36-37

علاج اور تہدک

تہ کی میری سے مدد بھی ہوں اس بہرہ کو دیکھ کے کہ یہ میری نقص سے یہ سبہ نہ مدد دیا میں صحتی علی تہ میری عمل درآمد ضرور ہے

ہو چکا؟ اس میں سے ایسا با عینہ قدم کیوں اٹھایا؟ اور جسے ظاہر رعب و رعت کو معاشرہ سے جو سب کی یثیت کیوں رو؟ دست یا ناراستہ سے لوگ اس بوہت سے چشم پوشی کرتے ہیں نظر کر رہے ہیں؟ اگر کوئی اس طرف توجہ دیتا بھی ہے تو سبہ ان کا میں اس کا کر کیوں کرنا چاہتا ہے؟

ان واقعات کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ قوم کے غیور اور دانشور حضرات اصل سبب کو تلاش کریں، آراء اس اس کے عیا سے حقیقی مجرم کون ہے اس کی نشاندہی کریں اور انہوں سے ہے، عینہ قدم ٹھہرے پر کہ شرعی حکام عرب ہوتے ہیں سے واضح رہے تاکہ مرع کا صحیح مدین کیا جائے بصورت مگر لکھت من عن ہدیة و یعی من عن ہدیة، تاکہ جو داک ہو دیکھ ہو، جو مدور ہے وہ بھی میل پر اپنی حق و پکیان زندہ رہے۔

اس برائی کا اصل سبب

میر حسن ناقص معلومات کے مطابق اس بری کا اصل سبب دیکھ کی کی اور مسلم گھروں میں دینی ماحول کا فقدان ہے، آج ہمارے بچے یہ نہیں جانتے کہ اس کے مسلمان ہوئے کا معنی کیا ہے؟ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ ہم میں کافر میں کیا مادی اور حقیقی فرق ہے؟ یہ امر اچھی طرح دیکھ لیں رہنا چاہیے۔ کہ کوئی مسلم بڑی کسی غیر مسلم سے شادی کرتی ہے، خواہ وہ دین کی جا رہا ہے کیوں نہ ہو، یہ معاملہ خطرناک ہے حضرت کتر بے چونکہ شرعی طور پر ایسے لکاح باطل اور مرد یہ رہا نہیں کفر اور دین سے رعبہ ہے، ارشاد: بن تعالیٰ ہے

اور مشرک مردوں کے لکاح میں اپنی عورتوں کو

جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں

قرآن 22

میرا شاہد فرمایا

یہ عورت عورتیں اس کے یعنی کافروں کے لئے حلال نہیں اور وہ کافر اس کے یعنی مسلمان عورتوں کے لئے حلال نہیں۔

میر 50

ان روایات میں سے پتہ چلتا ہے کہ کسی مسلمان عورت کا

(۱) سنی نظام کے مطابق بیچوس کو پروے کا پند بنایا جائے، ان میں حیاداری، عفت و محنت کی حفاظت کا جذبہ اور عقیدہ توحید و رسالت کی عظمت پیدا کی جائے اور نہ ہر گھروں میں آج کل کے گھٹنے کی سہمی جیسی مستند اور ان دنوں کو متاثر کر رہے ہیں کتاب کو پڑھا جائے۔

۲) محفوظ نظام تعلیم سے اپنی بیچوس کو بچایا جائے، غیر محفوظ تعلیمی نظام کے قیام پر بھرپور توجہ دی جائے اور محفوظ ماحول میں معیاری تعلیم کا انتظام کیا جائے

(۳) جوڑیاں اسکولوں اور کالجوں میں پڑھ رہی ہیں، ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی ساری کی بھرپور کوشش کی جائے، ان کی حادثات، اطوار، اخلاق پر پوری نظر رکھی جائے، مرد و سوانہ میں معادلات سے والاطر بچر انہیں مطمئن کے لیے دیا جائے

(۴) نیشنل کلاس کے نام پر انہیں لڑکوں سے خستہ طو کا موقع نہ دیا جائے کسی بچہ یا سائنسی طاسب علم کے گھر پر کسی تعلیمی ضرورت کے نام سے بھی جائے کی یا رت نہ دی جائے کانٹا لاسے سے جائے فائدہ نظام کیا جائے۔

(۵) ہندو مذہبوں کو اس بابت خرید رہی جائے، ورگ و بیاض رہی ہو تو اس پر بھگن کھی جائے کیونکہ یہ دونوں چیریک سے جوں کے دوڑ سے کھوئے ہیں اور عفت و محنت کی تباہی سے ہاسے تک پہنچا ہے، ان ہیں۔

(۶) موٹاں، مچھلی، یا رسہ، انہیں کام خور انجام رہے، ترسیوں کو اس کے لیے مخصوص خیر مسکوں، دوکان پر جائے کی اجازت نہ دی جائے، اسی طرح کالج کے اندر یا اس سے قریب غیر مسکوں کے کھیتیں سے بچنے کی ہریت کی جائے۔

(۷) غیر مسلمانوں کی دہاتی سے بھی رکھا جائے، سائنسدان یہ دہاتی بھی کسی فتنہ کا دروازہ بن سکتی ہے۔

(۸) بیچوس کے مسائل اور ان کو پیش آنے والی پریشانیوں پر خصوصی توجہ دی جائے، یاد رکھیں اگر گھر میں توجہ کی کمی باہر کا رشتہ دہاتی ہے۔

(۹) گریجیوں کی تعلیمی ضرورت سے دسریٹ متعلق کر رہی

ہیں تو ان کی بھرپور نگرانی کی جائے اس لیے کہ بھٹکے، بھٹکے کے، گٹر دروازے، انگریز کے دروازے کھلتے ہیں

۱۱۱۱

سنی نظام کا بقیہ

یہ سنی ال ظالموں کی جان کی دھمک میں گئے، آپ کی جاباب جابت سے غرائے کی، بیچوس و ماہجوں کی گزروں میں حد سے قہر و جبار سے صنف، انہیں جو کیزوں کو پیدا کر دے گا کہ چشم روئی میں وہ صنف کے سبب کر دلاک ہو جائیں گے اور پوری زمین ان کی تباہ کاریوں، دوسرا انگریزوں سے نجات پائے گی۔

یہ جوج و ماہجوں کی بدستوں سے بعد حضرت جیسی علیہ السلام مسلمانوں کو تھوڑے، رکوہ طور سے، میں یہ تشریف لائیں گے وہ وقت یہاں سہانا وقت ہوگا اور زمانہ یہاں سہارا ہوگا کہ پورن دہ میں صرف اور صرف ایک ہی دیک ہوگا اور وہ میں دیک سلام ہوگا، یعنی دیا سے کسی گوشے پر بھی کافر نظر نہیں آئے گا، ہر طرف سلام ہی سلام ہوگا۔

۱) صبح سے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت جیسی علیہ السلام اس وارڈانی سے چالیس سال کا عرصہ گزاریں گے اس عرصے میں آپ کاج بھی فرما میں گے اور صاف دوسرا بھی ہوں گے حضور کریم سنی لہذا تعالیٰ علیہ وسلم سے رخصت ہو میں آپ کی قبر پاک کے لئے جگہ محفوظ رکھی گئی ہے، بعد وصال اس میں آپ کی تدفین عمل میں آئے گی، حضرت جیسی علیہ السلام کے وصال پر ملاں کے بعد مدت کے بعد جب وقوع قیامت آچالیس سال کا عرصہ دھائے گا تو سنی موطر و سرد ہو جائے گی کہ اس سے اثر میں بننے والے سارے مسلمانوں کی رو میں پرواز کر جائیں گی، نتیجتاً روسے میں پر یک بھی مسلمان باقی نہ رہے گا، چاروں طرف کافر ہی کافر نظر آئیں گے اور قیامت انہیں کافروں پر آئے گی، جیسا کہ اللہ اور مشکوۃ کے اندر اس کی صرحت موجود ہے

۱۱۱۱

شہنشاہ شہید، جو کوئی شان سے ہو
حسین، بزم علی پر شہادت، زکریا سے

چشمی قسط

ذہنی و لفظی حاشیہ لکھو

ماہنامہ الرضا بریلی شریف! تعارف و اشاریہ

نگار خانہ ایک پتہ سلامت

جلد ۱۰ نمبر ۶ - ستمبر تا اکتوبر ۱۳۳۸ھ

ابتدائی صفحہ پر ارباب کے خریداروں کے سبب ضروریات پر پیش
ور مضمون کا حصہ ہوتے گزشتہ حدودہ میں سالہ میں
شہادت کی حجت کے حوالے سے تفصیل، پہلے صفحہ پر مہربان
مصابہ میں، مولوی سید محمد عزیز حسین خلیل حق تعالیٰ مدرسہ عالیہ
شہرہ کی تفصیل ہوں مقبوضہ در شان انھیں پاسبان علی سید محمد
ماہنامہ الرضا و اسلام صفحہ ۲ و ۳ پر عام اعلیٰ ست کی باگاہ
عوامیت میں لکھی ہوئی مقبوضہ۔

حضرت صاحب علیہ السلام دربارے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے رخصتہ مشتمل مدرسہ مدرسہ کا مضمون، بیٹا حضرت
صاحب شہید حضرت محمد علیہ السلام و اسلام صفحہ ۵۳ تا ۵۴
زمین کے پچھلے مضمون سے پیوستہ مضمون پتہ خانہ عروہ ہوت
س ۵ تا ۶۔

شاہد عام محمد صاحب مدرسہ مدرسہ عالیہ حلقہ
شہرہ ام، کا لکھا ہو کل مباحث پائے نامہ میں ۷۰ روئے دربارہ
کی خریداری سے متعلق ضروری عدل میں ۸۔ ست زمین کے
رسالہ ۱۰ میں جس کی آخری قسط، سورہ صحت، موقوفات اعلیٰ
حضرت پہلے حصہ کی چھٹی قسط، آٹھ صفحات، ارباب کے حق کی حاکم
مطبوعہ کتابوں کی تحریر سے تحریر و صفحات۔

جلد ۱۰ نمبر ۶ - رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

ابتدائی صفحہ پر ماہنامہ الرضا کے خریداروں سے بے ضروری
پر پیش و مضمون کا حصہ ہوتے گزشتہ حدودہ میں سالہ
میں شہادت کی حجت کے حوالے سے تفصیل، پہلے صفحہ پر
مہربان مصابہ میں در حضرت مولانا سید شاہ عبدالواحد شاہی ملگرمی

قدس سرہ کا لکھا ہوا متفرق فارسی کلام ایک شعر کا حلقہ ہوتا ہے

۱۔ مجتہد چو اوں بصلح آمدہ

۲۔ باطن نشین تار خویش را خیزم

۳۔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقرر معراج کے حوالے سے
معراج جس کے عنوان سے مدرسہ رسالہ کا مضمون
ص ۲ تا ۴ چاہتے دہکرتے کرے کے حوالے سے یہی ہم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ مبارک کے خلاف، ناشکی ہوت
و موقوفات کی روید میں مولانا عرفان علی صاحب بیسٹ پوری
کا معرکہ آثار معلوم۔ بعنوان شوق اقرار کا بیان دربارہ میں کے
بدایاں ص ۸ تا ۹

غیر مقلدین کے عقائد و نظریات کے بیان اور ان کے
پچھلے کے عدم جو کے حوالے سے عام اعلیٰ ست کی تصدیق
لطیف غنی ال کید میں الصداقہ و عدل التقید (۵-۱۳۰۵ھ)
ملقب بصلح تاہن کا کشف کا بار، مدد جہاں (۵-۱۳۰۵ھ)
مطبوعہ مطبعہ مسی اس رسالہ میں قسط ۱ شامل ہے، پہلی قسط کی
شمارے میں تین صفحات پر مشتمل ہے

حرکت زمین سے متعلق ناشکی نظریات کے خلاف، عام
مل ست کی مشہور، ماہ کتاب فوہمین در حرکت زمین
(۱۳۲۸ھ) جو علامہ حسین صاحب کے جہاد سے مطبعہ مسی
ریل سے طبع ہوئی، اس کتاب کو بھی قسط ۱ اس رسالہ میں شائع
کیا گیا پہلی قسط ہی شمارے میں آٹھ صفحات پر مشتمل درج ہے
ملفوظات اعلیٰ حضرت سے پہلے حصہ ساتویں قسط آٹھ صفحات۔
جلد ۱۰ نمبر ۸ - شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

پہلے صفحہ پر تحریرست مضامین در اس سے بعد مولوی سید محمد
عزیز حسین خلیل حق تعالیٰ مدرسہ عالیہ شہرہ م کی لکھی ہوئی

معتد ہا جس کا مطلع یہ ہے۔

س کو سہ معلوم پار و عز و شان مصطفیٰ

دو چہال کے کلر گوئیں خادمان مصطفیٰ

ماہگاہ عویشیت میں امام اہل سنت کی رقم فرمودہ منقبت،

ص ۳۰۲ غیب داں رسوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عیب

سے متعلق امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ۱۰ باب کی

ہریانہ تراشی و خطہ بیانی کے جواب میں ”محمدی مثال“ اور اس کی

تین جہشیں والد شان کے عنوان سے مولانا حافظ محمد عبد العظیم محلہ

جامی ممبئی کا لکھ مدخل مضمون۔ ص ۵۳۳

نفاذی رضویہ شریف سے منقول رمضان شریف کے ضروری

مسئل بعنوان مسائل ضروریہ ص ۶۹ نقشبہ وقت درود و نماز

برائے بریلی شریف دو گیارہ ہند مطابیل مضامین البرک

۱۳۳۸ھ۔ ص ۸، ۷۔ سالہ تصفی الاکیدہ کی دوسری قسط۔ آٹھ

صفحات۔ سالہ فوز مبین در حرکت زمین کی دوسری قسط۔ آٹھ

صفحات طغولقات اعلیٰ حضرت کے پہلے حصہ کی آٹھویں قسط،

”شہد صحت۔ الرسالہ کے آخر کی خاص مطبوعہ کتابوں کی فہرست،

تحریقہ صفحات۔

جلد ۹ نمبر ۹۔ رمضان و مبارک ۱۳۳۸ھ

جدائی صفحہ پر الرضا کے خریداروں کے لیے ضروری

ہدایتیں اور مضمون نگار حضرت سے مگر رشادت، عداوت اور اس رسالہ

میں اشتہارات کی جرت کے حوالے سے تفصیل۔ پیسے صفحہ پر

غیر مست مضامین صاحبہ کی مولانا شفیع احمد خان رضوی کتب خانہ پوری

مفتی دارالافتاء بریلی شریف، کی وفات مسرت آیات پر امام اہل

سنت کا لکھ ہو تاریخ وفات پر مشتمل تحریری کلام چوب کہ یہ کلام

ناپاب ہے ہم افتادہ عام کی عرض سے یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔

ما حفظ کریں۔

اہل المستری شفیع احمد

کی مسکتی و مبارک

خف معسقی ۱۰۰ عطا مدرس

ہے ہار شہادتوں کا صبح

جمعہ رمضان شہید احمد

مجھ کو کوئی مسکتی مستری

مرگ صد ہائے سخت تر ہے

میر ہے زرخ و لہر مسکتی ہو

تاریخ لکھی دست سے نورا

اہل انتوں شفیع احمد

چپ کا شفیع احمد

مکتوب والد شفیع احمد

م چاہے غہ شفیع احمد

طوبی لکھ یا شفیع احمد

تجربہ ما ستہ شفیع احمد

تیسرا مسرتا شفیع احمد

شفیع مسیر شفیع احمد

یارب مسیر شفیع احمد

۱۳۳۸ھ

حضرت صالح علیہ السلام اور ہمارے نیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے اخیرہ مشتمل مدیر رسالہ کا مضمون بعنوان ”مبینا حضرت

صالح و شعیبہ حضرت محمد علیہما الصلاۃ والسلام“ جس کی پہلی قسط

جمادی الاخریٰ کے شمارے میں شائع ہوئی اور اس شمارے میں

دوسری قسط ہے ص ۵۳۳ ہدہ کا اللہ تعالیٰ کے حکام کی عطا

تاری سے غافل ہو اور پھر بھی رب رب تعالیٰ کا اپنے ہر

پہ مہربان ہو بلاشبہ لکھ پاک بڑا نسل والا ہے، کی جو سے سے

مورنا عرفان علی بیس پوری کا مضمون بعنوان ”مکتورے و

صیحت عمدہ مضمون ہے، ص ۵۶۰ اس مضمون کے آخر میں

آپ نے صیحت امیر معظم کلام بھی تحریر کیا ہے جو پڑھنے والے

سے تعلق رکھتا ہے، ما حفظ کریں۔

شب و روز مسد ششم پرورد ہے

بھی یار حق بھی رب تو ہے و ہے

مگر تاش سے تھ کو فرصت ملی ہے

تو چوسر میں شطرنج میں مسرتی ہے

مسار اور رات کو قضا ہو رہے ہیں

سیہ سہ ماہان روز نمبر ۱۰۱ ہے ہیں

اگر کوئی سیکی کی صاحب بن جائے

پھر جو کہ اس کو سو سنا جائے

حزب سے شب و روز کھائے روئے

سگر شرموں رہاں پہ سنہ آئے

سیہ کسراں عنت حسد تجھ کو کھے

یہ روز قیامت میں جھوٹیں گے افعال کندے

مسلم ہے یہ بات سب کو علم ہے

یہ ہے خواب حلت تو حافظ حسد ہے

جو عرس پا کر سہ روز سہ ہے

ر بھی مگر خوف روز نمبر ہے

حسد اس کے سچے تو مسر، نعل کر

پچھ سب جمع سماں روز نمبر ۱۰۱

حفلت کے سبب پتے یا درخت کا گر جانا یا جانور کا کاغذ کیا

جانا اور پھر بعد میں اس کا بیج میں مشعوب ہو جانا ثابت ہے یا نہیں

یہ اللہ پاک کے لیے ضمیر جمع استقوال ہو یا ضمیر مفرد کا؟ اس سوال

کے جواب میں امام اہل سنت کا فتویٰ مبارکہ جو فتاویٰ ضویہ سے

نقل کیا گیا ہے، تقویات کے عقوال سے اس پر ۸۰ پر درج ہے،

ص ۸۰ پر معنی شیعہ حال بیسٹل پورہ کی افان سے متعلق مدد

رسالہ کی جانب سے تحریر کی تحریر درج ہے۔ رسالہ روز نمبر ۱۰۱ کی

تیسری قسط، آٹھ صفحات، رسالہ بھی ال کید کی قیسری قسط،

آٹھ صفحات، خطوط اہل حضرت کے پہلے حصہ کی نویں قسط،

آٹھ صفحات۔

جلد (۱) نمبر ۱۰۱ رسالہ المکرم ۱۳۳۸ھ

پہلے صفحہ پر بہرست مضامین اور سید شہیر حسن عارف بریلوی

کی لکھی ہوئی نعت پاک جس کا مطلع درج ذیل ہے۔

جو مصطفیٰ کے ہاتھ میں وہ کہہ گیا کے ہاتھ

جو کہہ گیا کے ہاتھ میں وہ مصطفیٰ کے ہاتھ

حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

امرتہ ۱۰۱ جس کے خوں سے مدد رسا کے گزشتہ مضمون قیسری

قسط جس ۱۰۱ کچھ لوگوں کی جانب سے مولانا محمد اسرار ہندی

کو شیخ الہد کا لقب دیا گیا ہے اور مذکورہ قسط بتا ہے جامعہ پر

تاج العلماء محمد میاں مارہروی نے بریلوی مضمون یا مولانا

محمد اسرار صاحب پر بریلوی مسلمانوں کے مدعی پیشو ہیں کے

عنوان سے تحریر فرمایا جو بارالہ تقیہ امرت سر کے خوں سے

باریلوی میں شائع کیا گیا ص ۸۱۵

مدد دہا کی طرف سے ساری شاعری و شوقیوں کا ۱۰۱

ص ۸۰ رسالہ روز نمبر ۱۰۱ کی چوتھی قسط، آٹھ صفحات، رسالہ بھی

ال کید کی چوتھی قسط، آٹھ صفحات، خطوط اہل حضرت کے پہلے

حصہ کی دسویں قسط، آٹھ صفحات، الرسا کے دفتر کی خاص مطبوعہ

کتابوں کی فہرست، تحریر دو صفحات

جلد (۱) نمبر ۱۰۱ رسالہ المکرم ۱۳۳۸ھ

بتدائی صفحہ پہ "الرضا" کے خریداروں کے لیے ضروری

ہدایتیں، مضمون نگار حضرت سے گزشتہ رسالہ "الرضا" رسالہ

میں اشتہارات کی حجت کے خوں سے تفصیل، پہلے صفحہ پر

فہرست مضامین ساتھ ہی امام اہل سنت کا فتویٰ فارسی کلام جس کا

مطلع درج ذیل ہے۔

ر نکست ماہ تاہاں آہمیریدہ

ر بوے تو گلستاں آہمیریدہ

۱۰۱، رسالہ المکرم لا مولانا پیر محمد عبدالحی علیہ رحمۃ کی رحلت

ہوئی جس پر مولانا محمد عبدالسلام بہاؤ صاحب نے تاریخی لطعات

کی فرمائش کی۔ ۱۰۱، الرسا، وقط موصوں ہو مگر عام اہل

حلت کی طبیعت، سب بھی نصف شب میں جب قدر سے ناکہ ہو

تو آپ سے رسالہ عربی لغوی تاریخی ہیں اشعری و حرمہ فرمائیں

جو صحیح رہا۔ روئے گئے

یہ شعار چوں کہ نامیاب ہیں اس لیے یہاں ان کا نقل کرنا

سبہ محل و فائدہ ہوگا۔ ہم یہاں طلب تاریخ و لغات کا قسط جو

شمارے سے دسویں صفحہ پر اور امام کے تاریخی شعر و جوتیسرے

صفحہ پر درج ہیں نقل کر رہے ہیں

تخلی کا رہا۔ بطلب تاریخ وفات حضور شیخ سرور رحمت
پردہ میں احباب انھیں محض دہائی کا حصار دہائی ظلم و ستم کے
سے مسکین

مسلم علیہ السلام رحمہ اللہ، م۔ کا۔

پیشتر میں عادی جاد میں سے عارضہ ان تھی نہ جناب
حضرت حاجی مسند حاجی انجمن الشریعین حافظ مولانا مولوی پیر
محمد عبدالغنی صاحب ہمارے بقا رحلت فرما ہوئے، ۱۳ ارشواں کو
سب خانہ سہایت ادب انصاف کے ساتھ آپ سے میں عرض
کرتا ہوں کہ آپ یہ تاریخ مناسب مہینہ کے یہ تصدیق فرما
کر سے عنایت و ہم باقی میرے نام روانہ فرمادیں کہ وہی قطعہ
تاریخ آپ کے مقبرہ و شریف پر پہنچا یہ جوئے کا تبرکات میں
امید رہے ہوں کہ حضور نور ضرور میری عرض کو قبول فرما کر مجھ
کا جرح غلطی کو معذور فرمائیں گے بر کر یہاں کا دانشور ریاست
بہت سے فقیر احباب آپ کی تاریخی لکھ بھیجی ہیں مگر میں
چاہتا ہوں کہ اگر آج کتاب قطعہ تاریخ تحریر فرما کر روانہ فرمادیں
تو وہی آپ کے مرقہ پر تحریر کا چہاں کیا جائے مہذب احکام الحاکمین
آپ کا یہ عاصف ام سبکاراں سے سرب پودہ مگر مگر رکھے اور
میرزا مراد علی برلاس سہن تم میں

مرتب سر رکھو مگر ہنگامہ ہادی سرور
فقیر حقیر خاک پا ہے آج کتاب رحمت عہد اسلام ہادی
۱۰ ردیم مبارک دیکھو ۱۳۳۸ھ یوم چہار شنبہ

تاریخ وفات ارعاس علی مسند

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَأْتِيهِ الْغُلَامُ مِنْ قَبْلِهِ

مُتَنَبِّئِينَ وَأَنَّ الْفُلَّانِ فِي أَيْمَانِهِ

مَوْتِ قَدْ يَكُونُ مِنْ قَبْلِ آتِهِ وَهُوَ يَكُونُ

جَوْنِي فِي دَرْوَجٍ رَءِیِّهِ وَهُوَ يَكُونُ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْإِنْسَانَ فِي جَبَالِهِمْ

مَعَ مَلَائِكَةٍ مِنْ قَبْلِ يَوْمِهِمْ

مِنْ مَوْتِهِمْ أَهْلِيلٌ مِنْ قَبْلِ يَوْمِهِمْ

حالات کہہ رہے ہیں اس کی مثالیں دیکھ رہے ہیں

نَقَطُ مَنْ أَمْسَوْا بِهِمْ وَقَبِيْلَهُمْ
وَلَا تَحْسِبُ الْإِنْسَانَ شَيْئًا
اں کے مالوں اور چھوٹوں میں کی
اور حق و باطل کی گرفت

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ لَمْ يَكُنْ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

عَلَيْكَ يَا قَوْمِي عِلْمُكَ عِلْمُكَ

نہ وہ فاطمہ، شہناز و سیدتی

واقعہ کربلا

اسلام کی بقا اور اس کی سر بلندی کا باعث

کی روشنی میں دیکھتے ہیں
ولادگی اور ادبی

حدیث پا میں ہے

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ فِي صُغُرِهِ
لَهُ ثَلَاثَةٌ جَعَلَ كُلَّ يَوْمٍ فِي صُغُرِهِ يَوْمَ يَوْمِ
فَرَمَا يَوْمَ يَوْمِ شَكَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هَرَمٍ كِي
سے پیدا کی ۱۱۱ ہے شک اللہ عز و جل نے تعالیٰ سے میری اولاد
۱ حضرت اعلیٰ بن طالب کی پشت سے پیدا فرمائی۔

سورۃ نازعہ ۹۵۴ طہ ۴۸

عاف ریحان کی سیرۃ المعصومین (۱۱۱) میں ہے،

جس کا ترجمہ اس طرح ہے

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت حضور ﷺ کی ولادت
و فرزند کو کھلاتے ہیں ہر ماں کی اولاد اپنے عصبہ (فرزند عصبہ)
کی طرف منسوب ہوتی ہے، جبکہ فاطمہ کی اولاد کا عصبہ اور وہی
میں ہوتا ہے

یہ حدیث میں ہے کہ ہر ماں کی ولادت اپنے ولادت سے
آپ کی ولادت سے ہوتی ہے ہر ماں کی ولادت سے ہوتی ہے ہر ماں کی ولادت سے ہوتی ہے
کا وہ ولادت سے ہوتی ہے۔

آپ کی ولادت

ابن علی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی رحمت علی الخلق کے
چھوٹے کو سے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے بیٹے میں آپ کی ولادت سے۔
۵ شعبان ۴ ہجری بمطابق ۸ جون ۶۲۶ء کو مدینہ طیبہ میں
ہوئی۔ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری بمطابق ۱۰ کتبہ ۶۸۰ء کو مدینہ
عراق میں شہید ہوئے (

محرم سلائی تقویم (Calendar) کا پہلا مہینہ ہے۔
اس سے سن ہجری کا نقطہ آغاز ہے، سلائی سال کا وہ مقدس اور
مہینہ کہ مہینہ ہے جسے رب نے اس سے حرمت و عظمت و اہمیت کا
شہرہ کر دیا ہے

”ان عِدَّةَ اَشْهُورٍ عَنِ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ سَنَةٍ
مَّيْسُورٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ“

و القرآن ۱۰۲۷ عتہ ۳۵

اللہ نے اس مہینہ میں جب سے اس سے آسمانوں اور زمین کو
تاریخ الہی میں سے چار حرم دے دیے ہیں یہ پیدہ ہوا ہے تو ان
مہینوں میں پہلا مہینہ ہے، لہذا یہ مہینہ چار سلائی مہینوں میں
سے ایک ہے جنہیں خداوند قدوس نے ”اشہر حرم“ قرار دیا ہے،
اس کا مہینہ قرار دے کر اس کے تقدس و احترام پر مہر تصدیق
ثبت فرمائی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بچپن

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے لے کر
شہادت عظمیٰ تک آپ کے قصائل میں بہت سی حدیثیں موجود
ہیں پھر جو ان شہرہ وں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہما کے قصائل میں حدیثیں ہیں یہ کہ فیہ میں موجود
ہیں وہ ننگ ہیں، جب سے دنیا قائم ہے اس وقت سے لے کر آج
کی تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو بہت سے واقعات سامنے آتے
ہیں لیکن جس طرح کردار کی سوزن میں حضرت امام حسین رضی
اللہ عنہ کی شہادت ہے چار شاخوں سے سچھ ہوں، اس طرح کی
مثال پوری تاریخ میں نہیں ملتی، آپ کی ولادت سے لے کر شہادت
تک کے واقعات کو یہ حد و ساق عقل تک رو جائے آپ
کے بچپن سے لے کر شہادت تک بہت سی باتیں ہیں کہ وہاں حدیث

حضور ﷺ نے آپ کے کانا میں اذان دی ومنہ میں
بجایا وہاں ڈال اور آپ کے لیے دعا فرمائی پھر ساتویں دن آپ
کا نام حسین رکھا حضرت مصطل سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے
حسن اور حسین کے ناموں کو حجاب میں رکھا یہاں تک حضور ﷺ
سے اپنے بیٹوں کا نام حسن اور حسین رکھا، میت، ابو عبد اللہ والقب
میداروں اور بھانجہ الرسول ہے۔

حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ
بارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبیر و شیر ہا اور میں نے
اپنے بیٹوں کا نام انیس کے نام پر حسن، حسین رکھا۔

مواضع مروی ۱۰۹۵

ایک حدیث میں ہے

فَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ سَيِّدَايَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ
میں یعنی ناموں میں سے دو نام ہیں، عرب کے دو نام ہیں
میں یہ دووں نام ہیں تھے۔ (مواضع مروی ۱۰۹۵)

آپ کا عقیدہ ساتویں دن کیا حضرت امین حیا س رضی اللہ
عہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خور
ماہ حس اور م حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقے میں ایک
ایک لہندہ رکھا

حضرت امام حسن و حسین کی پرورش

آکاسے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں آپ نے
ورش مولیٰ و ظہری بت ہے وہ ہستی جس کو اللہ سے کیا کور
رست پر لائے کے یہ رموز بت بھیجا آپ کی نگہداشت میں
جو بچہ ہے گا بڑھے گا اس کی تربیت سے کیا کہے رکھ کر
سے یہ خوب کیا ہے۔

اور چشم رحمۃ اللہ علیہ

اس مام اذ میں، احسریں

ہا سائے تاجہ رہی تھی

مستفی مشکل کث مشیر حسہ

ما ان فتاحہ سال عیش

ما ان مسرور بہ کا عیش

رحمت ماحول شہید لریذ امام عالی مقام حضرت حسین
صی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے اور آپ ﷺ سے معرکہ
عظیمہ میں واپس میں فرق رہے وہ جنگ جلا سے اس کے
سینے حضرت ماحولیں رضی اللہ عنہ کی خواہر بیت فرمائی تھی
آپ کے بارہ سے میں صحت فرماتے تھے کہ میرے اس بیٹے
کو میری امت کے ادب اش حاکم شہید کریں گے اور بھی فرماتے
ہے ام سلمہ جب یہ مٹی خون میں بہا جانے تو یقین کر بیٹا کہ میر
خشت مگر شہید کیا گیا (مواضع مروی ۱۰۹۵)

قد شہر سلام ﷺ دونوں بچوں کی پرورش میں لگے، بہت
آپ ہی کے گہرہ میں آپ دونوں پر وال چڑھ رہے تھے، وہ ایک
طرف ہی آخر الزماں ﷺ جس کی زندگی کا مقصد ہی، خدای، ساقی
کی بھگت تھی جیسا کہ حدیث میں ہے حضرت انس بن مالک رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ تمام اساتوں
میں سب سے زیادہ خوبصورت، خدای کے مالک تھے۔

سفر، حدیث ۱۰۵۵۰

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حکم خدیو القلو
کو احتیاج کر کہ تفسیر کے سلسلے میں روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں
ی کریم ﷺ کو علم، پانچواں کہ وہ لوگوں کے یہ خدای میں غلو کو
حق کر میں۔ (سفر، حدیث ۱۰۵۵۰)

آپ کے خدای، زمانہ سے سایہ میں اور دوسری طرف امیر
المومنین علی بن ابوطالب جو اپنے عمل سے حد کی مرضی پر جان کر تھے
تیسری طرف ناظرہ الزہر جو خدای کے طبقہ میں تھے حضرت سلام کی
دعوت کو کلی طور پر پڑھنے سے یہی قدرت کی طرف سے پیدا
ہوئی تھیں اس پاکہ اور وادی ماحول میں آپ حسین رضی اللہ عنہ
کی پرورش ہوئی اہلی حضرت علیہ رحمہ فرماتے ہیں۔

کیا راستہ صف اس چستان کرم کی

رہر میں گلی میں حسین و حسن بچوں

نواہوں سے رسول اللہ ﷺ کی محبت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چہ اوں را ہوں
سے ساتھ بیت حب فرماتے سینہ مبارک پر بٹھاتے فادھوں

محرم حکم گوشتِ حضرت علی و بیٹوں سیدنا حضرت حسینؑ بن علی رضی اللہ عنہما و بہتر عیسٰی قدسیہ شہداء کے گردانی شہادتِ عظمیٰ پاکستان رنج و دام و ظلم و ستم لئے ہوئے ہے جسے بھی راسخ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ جرات و شجاعتِ تسلیم درمیا اور باطل کے سامنے سید بہر ہوئے کا وہ پیغام ہے جس کی ہمت کبھی کم نہ ہوگی۔

ساختہ کردہ باطل کا تاریخ ساز معرکہ

حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہ و شہداء کے بارے میں جانوں کا اندازہ پیش کر کے اسلام کی بقا اور دین کی سرچندگی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا یہ مثال اور ۱۰ حضورِ وجودِ انجیری حنۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثناہ است حسین ما وثاء است حسین
دین است حسین دین چناہ است حسین

سورۃ اذن و اذیت اور اذیت و اذیت

حقاً یہاں نہ اندہ است حسین
ایک وقت ایسا آیا کہ یہ حبیب شخص ہوا جسے سب عام حسین سے پی حکومت کی تائید ملنے بیعت مانگ رہا تھا آپ کی تربیت رسوں پر مبنی تھی حضرت امام حسینؑ کے ایسے مشکل حالات میں وقت کی نزکت اور سلام کو درپیش سرخ کا جائزہ دیا اور فیصلہ کیا کہ امت و زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ آپ کے فرمایا میں سے بد بھارتی امت سے خراج کیا ہے اور دشمن کے لئے اور نہ ہی ظلم کے لئے بلکہ میرے تو ایک ہی مقصد ہے وہ یہ کہ مر رہا معروف وہی حق و سکر کروں اور امت محمدی کی صلاح کروں حضرت محمدؐ کی مسرت و مسرت کو لکھ کر وہ آپ نے میدانِ عمل میں کتاب اللہ پر عمل کرتے ہوئے عدل و انصاف و حق کی قدر و قیمت بتائی اور کہ بد کے مختلف مراحل میں خدا کے حضور بے انتہا خشوع و خضوع کا مظاہرہ فرما کر بتایا کہ کیسے ذاتِ خدا کے لئے اپنے وجود کو وقف کیا جاتا ہے اور شہادت کا جام نوش کیا جاتا ہے

شہیدوں کی نصیحت قرآن مجید میں ہے اور انہیں مبارک میں و راہیں انہیں نصیحتوں میں یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت

شہیدوں کی مذمت عطا فرماتا ہے جو اور کسی تعجب میں نہیں ہے۔ یہاں ہے شہادتوں سے انسان لذت حاصل کرتا ہے۔ کسی نعمت کو کھانا ہے کسی کو پیتا ہے کسی کو جھٹکا ہے کسی کو گھٹا ہے عرض کہ یہ شہادتوں سے انسان بڑھتا ہے لیکن شہید ہر شہادت سے جو لذت لے لے اس کے سامنے دنیا کی لذتیں ہیج میں آپؐ کا ارشاد گری ہے کہ جنت میں اصل ہوئے کے بعد کوئی جنت و دریاں کی نعمتوں کو چھوڑ کر تپا سہ کرے گا کہ جو چیزیں دنیا میں حاصل تھیں پھر مل جائیں مگر شہید نہ کرے گا دنیا میں کوئی اور عمر تہ قتل کیا جائے۔

بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۳۰

یوم عاشورہ و شہادتِ امام حسینؑ اور شہادتِ وصالِ ارباب

ماہِ محرم عرام کا پہلا عشرہ بہت برکت والا ہے۔ ۱۰ محرم، عمر و خمس نو سوادی تاریخ میں یوم عاشورہ کہتے ہیں تاریخ اسلام میں اس کو ایک اہم مقام حاصل ہے، یوم عاشورہ کو یوم رستہ بھی کہا جاتا ہے اس کا یہ نام اس لئے دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ۱۰ احیاء و تمغیم و سلام کو دس عظمیوں سے نوازا تھا۔

یوم عاشورہ کا درجہ بہت نصیبت رکھتا ہے یوم عاشورہ کا روزہ اسلام سے قبل ملکہ در یہود کو گناہ بھی رکھا کرتے تھے۔ حضرت عروہ بنی لہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا قریشی رماہ جاہلیت میں اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر جب حضورؐ پہنچے مدینہ منورہ تشریف لائے تو رمضان سے روزے فرض ہوئے تب یوم عاشورہ کا روزہ چھوڑا، مگر جس کا جی چاہے وہ یوم عاشورہ کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے وہ نہ رکھے۔

ابن ابی شیبہ، کتاب البیہاد، باب ما جاء من ما جاء من عروہ بنی لہ عنہا
سبطان الدوبیہ، حضرت خواجہ نظام الدین فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام و سلمین قطب القلوب حضرت دہاثریہ اندلسی معبود گنج فکر رب اللہ حبیب کے عاشورہ کے روزے کی نصیبت کے بارے میں فرمایا کہ عاشورہ کے روزے میں جنگل کی جڑیاں بھی

مدنی تعلیمات اور مدنی درسگاہوں کے خواہے سے صدر ان فاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری محسن مدرسہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ کا تحریر کر، فکر انگیز، بصیرت آمیز معنوں پر نام "مدارس اسلامیہ" جس ۹۶۴ھ - سال "نور مبین" کی پانچویں قسط آنکھ صحت۔

سال "نور الہدیٰ" کی پانچویں قسط آنکھ صحت، مخطوطات اعلیٰ حضرت کے پہلے حصہ کی گئی ریویو قسط آنکھ صحت۔ دو صفحات غائب ہیں، الرضا کے دفتر کی خاص مٹیور کتابوں کی چہرہ، آخر دو صفحات۔

جاری ہے

سین ۵۳ کا نتیجہ
پچھلے مہینے میں اردو دوسرے، جو میں ان نثریوں کی حرمت نہیں ہے اور گہرائی کل سرگئی ہیں بالکل بوسیدہ ہو گئی ہے تو وہاں بھی پچھلے مہینے میں کر سکتے ہیں اور گہرائی بدیاں وغیرہ نظر آتے ہیں تو ہمارے۔

جاری ہے

سین ۵۴ کا نتیجہ
جس پر میں نے، تحصیل کیا تھا اور دو شائع بھی ہو حضرت مولانا کمال احمد علی نقاشی صاحب سے اسی وقت سے تعلقات مربوط ہیں، مولوی تعالیٰ صاحبیت سزا صحت رکھے اور مورانا موصوف کی ہندوئی تصنیف حقیقی کاوشات کو شراب بہ بیت عطا فرمائے تھیں۔

میں اس تصنیف لطیف کی طراحت و اشاعت پر ہمیشہ قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

تاریخین کرام توجہ فرمائیں
۱۰۱ھ و ۱۰۲ھ ہجری کے ساتھ ساتھ سال ۱۰۱ھ کے کئی کتاب کی لایہ خانی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو سال ۱۰۱ھ کی تاریخ پانچ ایسے ممبران سے آشنا ہے کہ ان دنوں کے مصطلح فرمائیں ہاں کہ وہ ان کتاب میں کتابت کے سال مخطوطات جانتے

کہیں دھندلے، ہندوئی کے ایسا ثوب کے لئے صدار اور جائز کھائے پر قحط ہو سکتی ہے، صدق و خیرت کا ثوب و مقام کریں، کھائے پیئے کی چیز ان کا بھیر میں پھینکا اس طرح کے رہیں پر گئے اور قدموں تلے روند جائے یہ قحط کی بے رحمی درمیانہ اپنی ہے اور یہ ناجائز و حرام ہے تعزیر و بی میں باجا کا کا کا اہتمام رہا یہ کسی کرد نہیں ہے و کہ ماہ میں کی مہینوں کا کر کے صاحبین کے ذکر کے وقت رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے، حادثہ برکت ہے لیکن اس بات کا ضروری حال رکھیں کہ فرضی قصے کہانیاں، جھوٹی کرامات، وحایات کا سد نہ ہوں۔

اس سلسلے میں خطاب کے لئے دوسرے اصحاب کا انتخاب کریں، بچے عاشقان امام حسین وہ ہیں جو بیچ وقت نماز و روزہ رنج اور رات بھر دیگر غلام صحت رکھتے ہوں، شراب، رنا، سو، جھوٹ، بھیت سے دور رہتے ہوں، نفرت کرتے ہوں، ان کاموں کا ارتکاب کرے، ہے ہر گز ہر گز عاشقان امام حسین نہیں ہو سکتے، صرف اللہ کے ربیعہ محبت کا اظہار رہے سے محبت کا حق وہ نہیں ہوتا، رب عزت ارشاد فرماتا ہے اللہ نے وعدہ کیا ہے جو ان میں ایمان دے، انکے کام دلے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا

ایمان و عینہ فاعول عمل سے بغیر صحیح نہیں حضرت امام حسین سے عمل ہو، نہیں اور عبرت حاصل کریں، دعا ہے کہ ہم سب کو اللہ رب العزت و عبرت و بصیرت حاصل کرے، تو بقیہ رقیق بخشنے و اللہ کے ثواب بدوں کے نقش قدم پر چلنے کی قوت عطا فرمائے، قیامت کے دن میں، صدیقین شہید اور صدیقین کے دامن کرم میں ہم سب کا مشر فرمائے، اور جیسی کہار کو پائے کی توفیق عطا فرمائے تھیں۔

]]]]

سین ۵۵ کا نتیجہ
ہاں سے ٹاں سے طور پر میں کی تاریخ لکھی عبد العلی بہشت میں ہیں

۱۳۳۸ھ

حضرت ذوالقرنین کے مبارک اسفار

مکمل شدہ سیریل

یہ مہمیں پیش نگاہ ہے قرآن مقدس سے جو ہے حضرت ذوالقرنین کے۔ مہم کے لقب کا اس نے اظہار فرمایا کہ کئی بار کافروں جس عظیم راج مملکتوں سے متعلق تھا اس کی وضوح طور پر نہیں ہو جائے۔ یوں کہ آپ سے نام کے متعلق تاریخ میں ایسے مختلف مہم توں سے ہیں۔ اس سے یہ جاننا چاہیے وہ وہاں ہے کس کا لقب ذوالقرنین تھا مثلاً بل قاسمیں علیہ۔ تو ملی یونان اور مصر کی ماریں تو عرب عسروں کے رہے۔ برخلاف اس کے لقب ذوالقرنین صرف یہود و نصاریں کی مذہبی کتب کی میں ہیں۔ یہ قدیم تاریخی کتابوں میں ملتی جلتی ہے۔ ملاحظہ ہو جو رہا، عزا، و ریک نقطہ ذوالقرنین سے یہود و نصاریں کو بڑی سمیت اور اس پر متنازع ہے کہ حضرت ذوالقرنین سے پہلے مختلف حضرت سے آپ سے سب سے پیش گوئیوں کی مہمیں، مہمیں کوئی مہم سے رہے۔ انہوں میں میں مہمیں کی شخصیتوں کے ساتھ آپ سے جاتے ہیں جس میں نورس میں جیہ کہ مہم کے مہم میں شہا کہ گیا، مثلاً جناب سعید و حضرت ذوالقرنین کے لقب سے شہا کہ گیا، جناب پر میاہ سے ساھ سال قبل پیش گوئی کی تھی کہ بخت مصر کے ظلم و ستم کے بعد حقیقت یہ کہ ایسا شاہ ظہور پیدا ہوگا جس کا نام ذوالقرنین ہوگا اور وہ یہاں سے آئے کے بعد اس کی کو بخت مصر کی تہذیب سے آرا کر لائے گا اور دیا کو حد و انصاف سے بھر دے گا اور بیت المقدس کی باڑیوں کا سہر بھی اس کے سر ہوگا۔ اسی طرح جناب دیال سے متعلق بھی کتب تاریخ و سیر میں مذکور ہے کہ انہوں نے فتح بائبل کے موقع پر حضرت ذوالقرنین سے جناب سعید اور پر میاہ کی پیش گوئیوں میں آپ سے بڑی مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔ واضح ہے کہ جناب دیال

کو بھی وہ بت میں صاف جیہ میں شامل کیا ہے۔ سورہ کہف میں حضرت ذوالقرنین کے تین معجزات درج ہیں تو میں وہ کہتا ہے، ہرگز اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کا فقط اس میں قوموں سے واسطہ۔ بلکہ سب قوموں سے آپ پر ہر امر جو ہوئے جیہ کہ ہم پہلے پہلے تھے ہیں کہ ان میں معجزات درج ہیں ان کا خصوصی طور پر اس سے کیا ہے سال کے نشانات اور حضرت کا کائنات بھی وجود ہے جو حدت قرآن کا عمل ہے۔ اب آئیے حضرت ذوالقرنین کے دوسرے سفر کی مختصر روداد قرآن مقدس کی روشنی میں ملاحظہ کریں، حضرت ذوالقرنین نے اپنے پہلے سفر کی تاریخ کے بعد دوسرے سفر مشرق کی جانب کیا جب آپ مطلع شمس یعنی سورج کے طلوع ہوئے وہی جگہ پہنچے جس سے وہ آفتاب سے درمیان وہی پیر حاصل تھی۔ وہی پہاڑ ورنہ وہی درخت اور یہاں اسی عجیب و غریب خط تھا جہاں کوئی چاہ بھی توں کسی قسم کی عیبت نہا نہیں سکتا تھا۔ درگزر ہر رات تعمیر کیا بھی جات تو اس کا قائم رہنا ممکن نہیں تھا۔ وہاں آپ سے ایک ایسی قوم دیکھی جو مسند کہلاتی تھی اور اس قوم کا حال یہ تھا کہ جو راہی سورج طلوع ہوتا وہ لوگ زمین کے غاروں میں پہلے آپ سے مقید بیٹھے درجب سورج اٹھتا تو وہ غاروں سے باہر نکل کر حصوں رزق کی جستجو میں مصروف کار ہو جاتے آپ سے اس قوم پر لشکر کشی کی اور قوم، سب کی طرف ان میں سے ہر ایک سے مشرف ہوا اس کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اور جو کھر پر مضر پہاڑ سے تہ تیغ کر دیا۔

حضرت ذوالقرنین کی لشکریوں نے جب شمال کی طرف پہاڑوں کے درمیان علاقے میں پہنچے تو انہوں نے سرتھ پہنچے اس علاقے کے لوگوں سے حضرت ذوالقرنین سے اور

ہوے بادشاہ کو ان کے روبرو مستحضر رہا اور انتہائی حوصلہ مند و طاقتور لشکر پیر رکھ کر دیکھا تو سب نے بیک ریان ان کی نگاہ میں قوم یا جوج و ما جوج کے ظلم و ستم، شر و عداوت کو کرتے ہوئے پائی ہے یہی وظیفہ سب کی روئے سناٹی اور آپ کی مدد کے طالب ہوئے۔

سماوی شریف کی تیسری جلد میں یہ مرقوم ہے کہ یا جوج و ما جوج کا کیا نام بنی لوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک انتہائی ظالم و جاہل اور فساد کی آگ سے متعلق تھا وہ امدوں اور دشمنوں سے بھی، پارہ خونخوار و قتل و مارت گردن کا محبوب ترین پیشہ مشغول تھا۔ وہ تھے تو انسان مگر ان کا رکن نہیں اور طرز زندگی یہ ہو جا رہا تھا کہ اس کی طرح تھا یہ سارے کے سارے عاروں میں ڈھکتا تھا ان کا طریقہ کار اور معمول یہ تھا کہ جب مسافر پہنچتا تو یہ آگ و دگر دو پہلے عاروں سے خروں رتے اور سب کچھ بھاتے یہاں تک کہ مادی چیزیں مثلاً سب، گھوڑے، گھنٹے، تلے، کو بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ خوب شکم سیر اور مستندے ہو کر جب اپنے عاروں میں واپس جاتے تو تمام خشک چیزوں کو بھی دکرے جاتے

واضح رہے کہ امت بنی لوح علیہ السلام کی اولاد سے پانچ قومیں معرض وجود میں آئیں پہلی قوم ترک، دوسری قوم روم، تیسری قوم حبشہ، چوتھی قوم یا جوج و ما جوج، طوفان نوح کے بعد تمام دنیا میں حضرت نوح علیہ السلام سے تین بیٹوں یعنی سام بن نوح، حام بن نوح و شام بن نوح کی اولاد آئی ہے یہ امت بھی وہاں نشیں رہے۔ پہری سام بن نوح چالیس ہزار قومیں کوئی ہیں، یا جوج و ما جوج سے متعلق تاریخ میں مندرج ہے کہ ان کی تعداد تائیس ہزار قوموں کی تعداد سے بھی زیادہ ہے۔ یا جوج و ما جوج کی کثرت تعدادوں کو وہ نہیں کتب تاریخ میں قلمبند کی گئی ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کی پیشہ سب سے کہ سب تک دنیا میں موت واقع نہیں ہوتی، جب موت کی حالت نہیں ہوتی تو پھر ان کی تعداد میں بھی کمی و قح نہیں ہوتی، دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آپس میں جنگ و قتال بھی نہیں کرتے۔

یہاں تک کہ ان کی تعداد گھٹ جائے، تیسری وجہ کے تناظر میں یہ بتایا گیا کہ ان کی موت نہ ہوتی ہے مگر اس وقت سب سام میں سے وہی ایک جز راہوں کا پاس ہو جاتا ہے تیسری وجہ بھی اگر تسلیم کریں جائے تو بھی ان کی تعداد کی کثرت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ امت بھی یا جوج و ما جوج کی تعداد کی رہا ان کا قد تو اس سلسلے میں مورخوں نے لکھا ہے کہ یا جوج کا قد ما جوج سے دو گنا زیادہ ہے اور ما جوج قد سب سے نصف یعنی وہ گھٹا ہے تو پھر یا جوج کا قد سب کا دو گنا ایک سو تیس باشت یعنی تیس گنا ہو رہا ہے۔ یہ سب مرقعات مقدس میں دو مقامات سے ہیں جہاں یا جوج و ما جوج کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو سورہ کہف میں دو دوسرے سورہ انبیاء میں سورہ کہف سے اندر یا جوج و ما جوج کے شروٹوں و سید سکندری اور قیامت تک کے لئے ان کے قید و بند کا تذکرہ ہے اور سورہ انبیاء کی چھپاؤ کے نصیر آیت ”یہاں تک جب کھوسہ جائس گئے یا جوج و ما جوج اور وہ ہر بلندی سے چلتے ہوں گے (از جہاں کے اندر ان کے سید سکندری سے باہر نکلنے کا یہاں سے۔

جب کہ پہلے گزرا کہ جب حضرت ذوالقرنین چنا آخری سفر کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں کے باشندوں سے آپ سے مستحضر و جستجو کے طور پر یا جوج و ما جوج کی طبیعت و حال کی قوم سے ہمیں بھارت دے دیے اس سلسلے میں ایک مرقعہ مقدور آپ کا مادی تعلقوں میں گئے حضرت ذوالقرنین سے جواباً بیان فرمایا کہ ہمیں تمہارے کسی قسم کے مادی تعلقوں کی ضرورت نہیں لہذا تم لوگ تعالیٰ نے ہمیں جو عتیں عطا کی ہیں وہ دنیا کے مال و سہا ب سے بدرجہا بہتر ہیں ہاں اگر تم تعالیٰ سے ناچا بیٹے ہو تو مادی نہیں بلکہ حسی طور پر ہماری امداد و مدد دینی پورا ہوا ہے میں اپنی جسمانی قوت کا مظاہرہ کرو جب جب تمہاری ضرورت پڑے بھائی دوڑ کر بھائی بناؤ اور اپنے گرنے والے قدم مشوروں سے بھٹکیں مقصد کی سمجھیں بھوار کرو اور ہر رے حکم کی تعمیل میں آگے رہو

یہاں ایک اہم مرقعہ بھی ہے وہ یہ کہ وہاں کی قوم سے حضرت ذوالقرنین سے ان کے اور یا جوج و ما جوج کے دو مادی

دیا گیا کہ درمیان میں کوئی بھی فاضل جگہ نہیں رہی گی دیواروں
مزید مضبوط بنانے کے لئے اس میں پگھلا ہوا تاجہ پلا دی گیا
نتیجہ یہ برائوں سے قوی تر اور صحابی پاہلے مستحکم بن گیا
وضوح رہے کہ اس دیوار بندی کو سٹ مٹاؤں پچاس گز دور
مساوی تین سو ہے۔

گرچہ یا جوج و ما جوج کا قلعہ بہت عمارت ہے اور ان کی زور
آوردی بھی مسلم ہے مگر اس کے باوجود دیواروں کو توڑنے سے پہلے
تک قلعہ ہونے سے پہلے تھکے ہوئے کامیاب ہو سکے ورنہ اس پر
چڑھنے پر کیوں کہ یہ دیوار بلند ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد
سپاٹ اور چٹکی بھی ہے

کتب تعمیر بتاتے ہیں کہ یا جوج و ما جوج میں مینوں میں
تباہ تھے، ان بائیں قبیلوں سے ایک قبیلہ آگے آگے پر حضرت
دو لقرنین کے لشکر جو رکے کروڑ اور شوکت و عظمت و یکے کر
میں بہت طاقتور ہوں کہ وہاں سے بھاگ لکھے اور آج تک
اس دیوار میں کہیں قبیلوں کے لوگ مقید نہیں یہ بھی یاد رہے کہ
جس وقت یا جوج و ما جوج کے، میں مینوں کے افراد و سکندری
میں مقید تھے گئے تھے اس وقت کی تعداد اسی ہر کی تھی سب
خدا جانے ان کی تعداد کتنی ہو چکی ہوگی۔

حدیث پاک میں بھی "یا جوج و ما جوج" کا تذکرہ متعدد
مقامات پر ملتا ہے، بالخصوص صحیح مسلم میں جہاں قیامت کی شانیاں
بیان کی گئی ہیں اور ان صورت کے ساتھ حال کا ذکر موجود
ہے، جیسا کہ بھی ہے، بلکہ تالیف نے شہادہ کہ اس وقت تک
قیامت آئے گی جب تک حمیرا لاشیوں کو نہ دیکھو پھر ان
لشایوں کا ذکر کیا اور فرمایا ہواں "وہاں وہ بے الارض پچھلے
سورج کا ٹکٹا جیسی بن مریم کا ناز ہونا یا جوج و ما جوج میں
مقامات پر میں کا حصہ سب مشرق میں، دوسرے مغرب میں
اور تیسرے جن پر عرب میں اور ان کا حوالہ دہاگ ہے جو عین
سے لکھی گئی اور لوگوں کو گھبراہٹ کی یعنی ملک شام کی طرف سے
جائے گی، نیز حدیث پاک میں یا جوج و ما جوج سے متعلق مسند
ہے کہ یہ دور نہ باروں، دن سچ سے شام تک ایک سو توڑے گی

سند یعنی دیوار بنانے کی فریاد بھی لیکن آپ نے "میں دیوار
نہیں جگہ رہے جی رہے کی پست کی

چونکہ یا جوج و ما جوج نہایت پر خطر اور وحشی قوم کا نام تھا
ورانے کے لئے سد (دیوار) کو توڑنا آسان ہو سکتا تھا اس لئے
حضرت، والقرنین رضی اللہ عنہ سے بھائے سد کے دم "فرمایا
یعنی میں تمہارا اور ان کے درمیان میں مضبوط سے مضبوط تر
قوی سے قوی تر بناؤں گا۔ تاکہ کوششیں میں مگر وہ اس تر
کو قیامت تک نہیں توڑ پائیں گے۔

حضرت، والقرنین رضی اللہ عنہ کی زبان میں نر جہاں
سے لکھ ہو جسہ کہ میں یہاں رہے جی مضبوط بناؤں گا کہ تا
قیامت یا جوج و ما جوج کا کوشش کے بعد بھی توڑ نہ سکیں گے
حرف پہ حرف صحیح ثابت ہو جائے مگر صدیاں گزر گئیں مگر یا جوج
و ما جوج دیوار نہ توڑا تو بہت دور بات ہے اس کی ایک
بہت چھ بھی، اور ہر شخص تک نہ لکھ، خدا کا کرنا کہ اس کی
کوششیں صحت تیز ہوتی جاتی ہیں حتیٰ میں دیوار مضبوط سے مضبوط
تر ہوتی جاتی ہے، سچا ہوا مولانا رحمہ اللہ سے

کتبہ "کتبہ القلم بود

گرچہ از حلقہ قوم عبداللہ بود

مدارک استرمل اور صاوی شریعت میں مذکور ہے
کہ حضرت، والقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیوار کی تعمیر سے
پہلے بیادھواؤں کا نام شروع کیا اور یہ بیادھواؤں کے
درمیان کھدوائی گئی بیادھواؤں، بھی وہ گہری اس وقت تک
کھدوائی جاتی رہی جب تک کہ پانی نکل آیا، پھر آپ سے حکم پر
گرو، ورج میں جسے مشکلات تھے وہاں سے پھر درگزیوں کا
چھوٹا صابیر ہوا گیا، سچ سے بیادھواؤں کا آغاز کیا گیا
پھلنے ہوئے تھے اس کے کارے سے پھر جائے گئے لکڑیوں
کو جلا کر ان کی تیز آج سے ہو ہے کو سرخ اور بنایا گیا پھر وہ
دریچے ہوئے کے تختوں کو چٹا گیا ورنہ کے درمیانی حصوں کو
لکڑیوں اور کھنوں سے پر کر کے اس میں گھبراہٹ
بلندی تک دیوار کو ادھی کر دیا گیا، وہاں پچاسوں کو سے حد

وہی چشمہ در تالاب محمود رہے گا اور نہ کوئی جانور پینی وہ جنم
جا اوروں کو کھانا ملائیں گے اور چشموں اور تالابوں کا سارا پانی
جائیں گے

یہ تہہ کار یاں ایک دوڑن تک نہیں بلکہ متواتر چالیس دن
تک جاری و ساری رہیں گی اس وقت کسی کے اندر اتنی ہمت و
جرات نہیں ہوگی کہ وہ اس فساد کی گروہ کا مقابلہ کر سکے اور انہیں
بے رحم و رے تک پہنچ سکے صورت حال یہ ہوگی کہ خواہ انسان ہو
یا حیوان تمام حالتوں میں اس وقت تک سب کے سب یا جوج و ما جوج
میں نظر آئیں گے شکار ہوتے چلے جائیں گے۔ قیامت کی
ایک سی شانی ہوگی جو قیامت صغریٰ کا دوسرا درجہ لگا دینا
پیش کرے گی۔ لڑائیوں میں یہاں تک ارج ہے کہ ریا وں در
تالابوں میں یا غصیلوں و مسندوں کا بھی سارا پانی جائیں گے یہاں
تک کہ مسندوں میں مشکیں چھاپا جائیں گی صرف یہی نہیں بلکہ
وہ لوگ جو جال میں ماسے و اسد نکار ہوں گے انہیں بھی وہ
چٹ جائیں گے۔

اس سے پہلے کہ ہم یا جوج و ما جوج کی حد تک گامزن
ہوں ہم مانتے ہیں کہ بعض موزوں و مصنفین نے
چنگیز اور ہلاکو خان کے لشکر کو یا جوج و ما جوج لکھا ہے یہ بات
بالکل غلط و قرآن مقدس سے فرمودات کے منافی ہے۔ انہوں
نے قرآن مقدس سے ہم اسد مسند کی یاد کر لیا ہے اور یا جوج
و ما جوج کا اس میں مفید ہونا بھی جیسا کہ آپ سے ملنے والی صفحات
میں ملاحظہ فرمایا ہے

تائید یہ یا جوج و ما جوج کا لکھنا قریب قیامت کی علامات
میں سے ہے اور یہ علامت اس وقت ظاہر ہوگی جب حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور آپ کے ہاتھوں دجال کا
قتل عمل میں آئے گا۔

اختصار جب یا جوج و ما جوج بتائی جا رہے ہوں گے اور
جب ان کا ظہور و تم حد سے متجاوز ہو جائے گا اور وہ بے خوف و خطر
پنی تہہ کاریوں میں مصروف و مشغول ہوں گے ایسے وقت میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر مریں و بارگاہ سے باقیہ

کو کششوں میں خوب رو کر ماحولی کرتے ہیں اور جب تھک
جاتے ہیں تو اب میں سے کوئی کہتا ہے کہ آج اتنا ہی چلو آرم
کرتے ہیں پھر کل ہم اسے توڑیں گے جب دوسرے روز صبح وہ
پورا توڑنے کی غرض جمع ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر ان کی حیرتوں کی
انتہا نہیں رہتی کہ دیوار گدشنہ کل کی بہ سیت اور مضبوط ہو گئی ہے۔
وہ متحیر و ہراساں ہوتے ہیں کہ یہاں تک بے حد تاسف رہتے ہیں
اور مزید اپنی طاقتوں کا سامنا کرتے ہیں مگر محض کارہر تہہ کل
سائے سے یہی حیرت و انک منظر نظر آتا ہے

یا جوج و ما جوج کی کششیں حدیوں سے بدستور جاری
ہے مگر انہیں قیامیاتی میں وقف ہونے کی جب وقوع قیامت کا وقت
قریب آجائے گا۔ تب ان میں حقیقت یہ نماز میں بہ قرب
وقوع قیامت کے وقت یا جوج و ما جوج میں سے ایک فرد آئے گا
اب چلو نا شاء اللہ قل اس دیوار کو توڑ دیں گے

اللہ کہتے ہیں اس لکھنے مقدس کی اس برکتیں ظہور پذیر
ہوں گی کہ وہ سد سکندری جو ہزاروں سال سے ٹوٹ نہ سکا تھا چشم
روں میں ٹوٹ جائے گا پھر ایک بارگی یا جوج و ما جوج سیلاب
کی مانند ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ ٹھانہیں مارے
ہوئے و شہر و دیہاتیں باہر لٹل چریں گے

یہاں شریعت میں مسدود ہے کہ یا جوج و ما جوج کا خروج
اس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجاں کو قتل کرے
کے بعد سارے مسلمانوں کے ساتھ کوہ طور پر مھوڑ ہوں گے
یا جوج و ما جوج باہر نکلنے کی کس قدر تباہی و بربادی پھائیں گے
کہ اسے دیکھ کر ہر طرف سے روس و فرس و ہندوستان سے
مھوڑا آئیں ہوگا۔ ہر طرف وہ بڑی تیزی سے ساتھ پھلتے جا میں
گئے مگر تین شہروں میں وہ چاہ کر بھی داخل نہیں ہو پائیں گے وہ
تین مقدس شہر ہیں مکہ المکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس
جنہں حضرت نے چوتھی جگہ کی بھی روایت کی ہے یعنی کسی جگہ
جہاں کوئی شخص عداوت میں مشغول ہو یا مسجد میں پوشیدہ بیٹھا ہو
ان کی جرات و جسارت ان پر عیب ہوگی کہ وہ آسمان کی طرف ان
کا پھینکا ہوئے پتے غوں سے سب پتہ رہیں پر آکر سے گا ان سے

زاد عالم مصطفیٰ صوفی

کلام تاج الشریعہ میں عشق و عرفان کی موجیں

عطا ہو ہے نودی مجھ کو خونوں میں ہوا کروں

مجھے یوں ہی الفت میں مرے سونے لگا کروں

پن کے جومت ہو سب باغ عشق مصطفیٰ

کس کی مدائی ہو گئی اور حسد کا ہو سب

حضرت اختر بیوں کا محتاط ہاں اسوں کے تربیت یافتہ

ہیں جہاں حرم و محتاط و توقیت حاصل ہے جہاں ادب و احرام

کا شعور یا جاتا ہے اور محبت مارگاہ بیوی کے آب و احترام

نکھنے جاتے ہیں اس لیے کلام عطر طرار ہے حاسے محفوظ رہتا

سے اور شعر شعر کا بیادنی مصدر قرآن مقدس شہر تاج ہے اس بہت

سے سب ہم عہد رواں کے محتاط و متانت شاعر حضرت اختر بیوں

کے کلام کا گہرا نیتے ہیں تو لفظ لفظ اور حرف حرف سے عشق و

عرفان و خوش بو پھونکی اور پھینکی محسوس ہوتی ہے اور روح جھوم

تھوم جاتی ہے اور سطر اسرار پاتے ہیں الفاظ صاف و صاف

نظر آتے ہیں ہر ہر خط و یوں جیسے نگاہ میں نگاہ اور کس رنگ پر

مدیر قلب ہے در طبیعت کی یا میں چل بھٹا ہے در اسے شعر

مکی خلی کو در عطا کرتے ہیں ۔

ہاں سولی حب ناں مستہ رعبس سولی

جاں جاں حبس مسیحہ آپ لہ

مراد و رشید: نغمہ میں چمک پتی نہیں پھونگی

علا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا

غلبہ آدہ نشوون عر ستر سب ہیں

وہ لکھو جھوم سکے آتی گنہ مدہ سے

محبت میں ادب و آداب کا غلط ناز ہاں ہے اس لیے

کہ محبوب خدا کا ادب و احترام ہیماں کی سوئی ہے یہ اگر مجروح

ہو تو اس کا عام رورور ہو جائے گا عقیدے کی فصل جل جانے

یا معنی شعار و رخ کو تیار پتے ہیں اس کو مہیا پتے ہیں

فکر اس میں ادا شہید کر دیتے ہیں۔ پھر تھکی تھکی طبیعت تا

ہوا تھکتی ہے۔ پھر اس میں تھکتی ہیں۔ شعور کی ایا کا عجیب

عام ہے ہر ہر مانی اور نکلتے آتے ہیں شعر عشق و عرفانی رکھا ہے

تو پھر سب شاعری کا عزم و جد یہ ہو میں کا عقل ظاہر سے کہیں

باطن سے ہو محبوب مج کی سے کہیں محبوب رب کا کمالات سے ہو

جہاں محبتوں کے نگاہیں سب نگاہیں ہوں تو جو شعر ان کے صوفیوں سے

منصف شہود پر آئے گا۔ حقیقت کا عکاس اور عرض کا باطن ہوگا

تغیہ صدق و جمال ہوگا۔ صاف کس میں بعد کی قدر و سزا

آشکار اور حق شعار و رکھی ہے اس میں محبت و عشق کا احترام ضروری

ہے یوں عرفان حاصل ہوتا ہے محبت کا قصہ رقیق حدی

عام سے ہمال و مدال ماں ہے اور اس میں ہر شہر تمام شریعت

کی پاس: سب اور رعایت و رکاز ہوتی ہے، یہاں رہا ہے کی میا دیک

نہیں چاہیں جگہ صدق و صفا کا عصر چاہے: الفت و غفیرت کی

حقیقت کے لیے صرف شعر کی مس کی رفتار میں پاس شرع کا

تزام بھی ہر خط و عمل نظر رہے

حق و شعور و رعایت کے ساتھ شریعت و عمل پاس رہی

علا: معنی محمد شتر صاں اختر بیوں کے کلام میں رہتی ہیں اور

خلو و سماں دکھائی دیتی ہے: آپ کا اصل میدان بود و مست شرع

و حدیث اور دعوت، نتیجہ ہے میں قلب نہ رکھیں اور موروٹی

دوست عشق، عرفان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترویج، شاعت

کی خاطر باں اختر محبوب کی یاد میں جب آہوتی ہے تو ایسے

شعور بھی ادب کے: اس میں ہنس و جھجک کر جاتے ہیں اور تپش

اور ہر جگہ جاتے ہیں کہ الفت و محبت لفظ کی قی سے رس نش

پاس لیتی ہے ۔

گی و غریب خودی ماند پڑ جائے گی۔ نعمتی، رب مہرب میں بھی مصرب عظمیٰ اختر رخصا بریلوں کے پائے ثبات میں معزش نہیں آتی جگہ وہ شریعت کے ادب و ادب کی پاس رنی کو مقدم رکھتے ہیں، اسی ہے آپ کے شعرا سے جہاں سخن کو تابہرگی ملتی ہے وہیں در کے سب دماغ اعلیٰ جاتے ہیں اور محبت و عشق کے وہ جل جلتے ہیں۔ تو ایسے اشعار بھی قلیل کا مجموعہ بنتے ہیں۔

بشتر وہاں بہستی در کا مدعب بہستی

آہوایا بہ رانی کوٹھ میر سسلی سب تا

اب کا ہر راع چمکتا ہے قمر کی صورت
لکھی روشتی ہے درخش کے حیات کی رات
یاد رکھیں کہ راع راع کا سنگھار ہے وہ اسی ہے
جب بھی عشق کی نگاہ صیر ہے ایک در یکی ہے جس
سے دور دور ہے سہ اسماء الیہ کی رسوائی ہے دوست، فانی ہے،
بہی وجہ ہے کہ غم و رازاں سے مسندوں کو خوش رہا ہے، غم
عشق کی بیخود فخر و غرور میں سما جائے تو دنیا کا کون غم مسرب و
پاس میں نہ ڈال سکے گا شعور کے نشین کو طاعت کس قدر کر سکے گا،
عقیدے کی یہ میں حراں نہ سکے گا۔

جب کبھی ہم سے غم جا ناں کو بھلا دیا ہو گا

غم بہستی سے ہمیں خون رلا دیا ہو گا

جب محبت و عقیدت کی بہاریں شبنمیں میں غور کر آئیں تو
عجب کی ہر ہر و محبوب کی محبت کی غمازی سے لگتی ہے آج
بساط عام میں تقویٰ و طہارت، نہایت و استقامت، اقلیت و اکثری،
سودا حسد و عمل اور مستحق کی ادائیگی میں عداوت اختر رخصاں انوہرہ
کی ذات ایک مثال بن چکی ہے اور کردار کی چمک، افکار کی
دب و خفا میں چمک کے کلام کو موثر بنا دیا ہے۔ جو پڑھتے سے
ا رات ہو جا رہے، عشق ہوئی رہ پکاروں ملک اٹھتی ہے اور
تمہارے دست نشان کشاں کو چہ محبوب میں مسرت حیات تھا
سے ہمہ دم ہوا پاتی ہے۔ ا موت کی گھڑی میں محبوب کے جلوں
کی قہر ہوئی ہے کہ کسی ریاں اور تمہارے جیسے کس کی معراج

قر دینا عا کیسے۔

دعوت سب سحر زندگی آگئی

آخر وقت ہے سب مدیہ سپہیں

مگل ہو جب اختر حسد کا چرخ بہستی

اس کی آنکھوں میں تیر جلوہ سببانی ہو

ڈنڈا رنگ کے شائقانِ رسوں سے یکی جسارہ کر کی کہ

جس کے تصور سے ہی روح کا سب کا سب اٹھتی ہے، حدیث کاروں کے

بنا کر ال سے مسوب کیا ہوا مناسع عشق کو پناہ چاہا مسندوں کے

حائے قر رنی تو ہیں۔ سکے ایمان کو یہ قرار کرنا چاہا، ایمانی درجہ

حرارت کو، پناہ تو ضروری ہو کہ عہد کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا

جائے اس طرح سے کہ رحمت عامہ علیہ السلام کے عشق و عرفان کا درس

دیا جائے، دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کو خاک میں ملایا جائے

و ایسے تو رب تعالیٰ سے جب خود اپنے محبوب کے کو جلد فرما دیا

تو پھر ہر پھر ذکر محبوب کیوں نہ کیا جائے، سب جب کہ مخالفت کی

آندھیوں چلائی جا رہی ہیں تو ضروری ہو کہ لعل کے لغات الہیہ

جائیں، اس کے تذکار کی خوش ہو سے ہر وہ دور کو مہکا دینے۔

کلام اختر حد باب ہوسہا رو جتے ہیں، اشعار سے رو بہ بیف آشنا

ہو جاتی ہے۔ و محبت دکھوں کا مدد دینا عا تا ہے۔

در الفت میں آئے مر سب

دیں نہ پائے کبھی مستحضر سلام

باقی قلم برداشت لکھے گئے اس مختصر سے مضمون میں علامہ

معنی محمد اختر رخصا ربرہی کے معنیہ شعرا میں ہوں عشق و عرفان کی

موضوع کی ایک سرسری جھلک رکھ دی در اس موضوع پر حق

خبر رکھنی ادب شناس کی کہہ سکتا ہے۔ آپ کے معنیہ ریاں

سیدہ بخشش مطبوعہ سمیٹی و بریلی، علی میں شری الترمذی

اجتہاد سے سچے شعور و محبت رسوں علیہ السلام کو پرواں چڑھایا گیا ہے

عبد راء کی مادمسوم میں اسی عشق و محبت کے عرفان کی ضرورت

ہے جو قلب کو تیز پا رہے و رواں کو گہرا رہے۔ ا۔ کشت

یماں کو سرسبز و شاداب کر دے۔

اقتصاد کیسے ترقی کرے

[illegible]

ملفوظات تاج الشريعة

صوفیائے کرام اور عارف عظام کے ارشادات و فرمودات کے معنی و مفہوم کے بارے میں بالکل ناواقف ہوں۔ اور وہ بھی جو صوفیائے کرام نے ان ارشادات و فرمودات کو سمجھ لیا ہے یا انھیں منقول کر کے روایت کر دی ہے تاکہ آئے و ملے انھیں ان کے لغو و باریک کی روشنی میں اصل کر سکیں۔ مثلاً ان کے ارشادات و فرمودات اگرچہ صحیح و درست ہیں مگر ہمارے حلقہ و مروجہ بحث سے ہیں۔ کیا ایک ایک جملہ ان کی گہرائی میں اترنا چاہا جائے۔ ان کا ایک ہی جملہ کسی کی قوم کی تشریح و دلالت کی علامت و کلمہ ہو کسی شاعر نے ان کی اسی مشقت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

المؤلف:

تصویر تاج الشریعہ کے ساتھ تاج تسلط شہری قوس کے درمیان شروع کیا جو مسلسل ۱۸۵۲ء تک جاری رہا جسکی وجہ سے
 اس وقت تک جو تسلط جاری رہا اسکی زیادتی سے انکے آپ نے کہوشیں دیں۔ ہزاروں لوگوں کے بھاری بار بار فریاد سے عرض
 جاری آئے والی سلطان کے لئے ایک عظیم جرنیل شیخ مسعود طاع تاج الشریعہ شریف کی واپس آئے۔ ۱۸۵۲ء تک کے
 حالات و جملہ امور پر مشتمل یہ اپنی مصنف تاج الشریعہ کی زبان کی ترجمان ہے۔ لکھوے کے گیارہ جلدوں کے علاوہ ہر جلد کا ایک
 کی شکل میں اپنی اپنی محفوظ جلدوں میں ان شاء اللہ الرحمن وہ بھی کتابی صورت میں ہر تین کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں کہے۔ تمام احوال
 پر اب علم و ادب سے انکے اس کتاب سے کہ مسعود طاع تاج الشریعہ شیخ مسعود طاع شریف کی قلمی تقریر ہے اور اسے تامل و تہجد
 کی قلمی تصویر کرتے ہوئے وہ اسے کو مطلع فرمائیں تاکہ اسکی اصلاح کی جا سکے۔ اور اس کی اچھا ٹیپو جی کراچی میں مسیحی
 پبلشر کی طرف سے ہے۔

المؤمنون الذين آمنوا وهم مسلمون

گروہیہ - ۱۱۱

عرصہ ۲۵ ک کسی مذہب کی وی پیش کو کا۔ مقررہ کیا
جاسکتا ہے؟

رشاد مدنی کی دن چھٹیل امیر سے بڑا پاک تو سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ سنی دن چھٹیل مدنی ہے اور کون سا غیر مدنی ہے؟ جو تصویر کش و تصویر کی نمائش کی جاتی ہے اس سے کوئی چھٹیل مدنی نہیں رہتا اور کوئی پروگرام مدنی نہیں رہتا۔ دین جو شاہد نامہ ہے اور کافرانہ طرز و طریقہ صداقت و حیرت کا مسئلہ پہلے یہاں نہ چکا ہے نہ اس کا مصروف فقیر مسمر ہے نہ دن چھٹیل یا مدرسہ یا مسجد یا قلمستان اس کا مصروف نہیں ہیں۔

عرض ۲۲: مرکز کی کوئٹہ میں وہ ہوتو کہاں بیسوں پر رکاتا
و جب ہوگا؟

مشاور اس پاکوۃ ہے جب کہ وہ قرض مدہ ہو یعنی ۲
مدیون سے قرض لے سکتا ہے وہ موجود ہے اور اس پر قہار دست
ورگواہ اس نے کر لئے ہیں، ورنہ مدیون سے قرض لینا آسان ہے
ورنہ اس سے لے سکتا ہے اگر قرض زندہ ہے اس طور پر تو اس
میں ہے کہ جب تک اس کے پاس ۲ زکاۃ اس پر سال ہے
سال و جب ہوگی اور اس کی ۱۱ ٹکلی جب و جب ہوگی جب کہ وہ
پور قرض باقدر خمس نصیب، نصیب کا، پنجواں حصہ جب مل

عرض ۳۵ کیا جو تین پہ گھر پر عید کی نماز پڑھ سکتی ہیں؟

کے حلق میں دس ہوگی تو درود چلا گیا بشرطیکہ اس کو درود دے رہا ہو یا نہ ہو

ارشاد: اس کی حاجت نہیں ہے۔

عرض ۳۶ آج کل عتکاف کے دوران مسجد میں لی وں بھی رکھا جاتا ہے جس میں مدہنی پر ہر گرام چلائے جاتے ہیں جس میں بے حیاں بدنگاری یا سوتلی نہیں ہوتی تو عتکاف میں اس کی حاجت ہے اور یا عتکاف پر اس سے لی وں فرمائی گئی؟

ارشاد: عتکاف میں اس کی حاجت ہے اور کسی طور پر اس کی حاجت ہے اور یہ مدہنی پر ہر گرام سے لی نہیں ہیں کہ نماز پڑھنا ہے اور لی وں کا استقبال اور خصوصاً مسجد میں یہ زیادہ حرام و اشہ حرام ہے

ارشاد: عتکاف میں اس کی حاجت ہے اور کسی طور پر اس کی حاجت ہے اور یہ مدہنی پر ہر گرام سے لی نہیں ہیں کہ نماز پڑھنا ہے اور لی وں کا استقبال اور خصوصاً مسجد میں یہ زیادہ حرام و اشہ حرام ہے

عرض ۳۷ میں پیٹ (کلرنگ) کا کام بنا ہوں ہمارے علاقے میں بد مذہبوں کی مسجد ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میں وہاں یا پیٹ کروں اور وہ مجھے اس کی جرت دیں گے کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟

ارشاد: پیٹنے کے طور پر پیشکش کا پیشہ ہے یہ جائز پیشہ ہے لیکن اگر بد مذہبوں کی جرت سے اور ان کا مزدور بننے سے احتراز کر سکتا ہے تو احتراز کرے اس لئے کہ بد مذہبوں سے مخالفت بھی جائز نہیں ہے۔

عرض ۳۸ آج کل فلیڈور بدبو مسواک ملتا ہے مثلاً میں مسٹ وغیرہ اور درے کی حالت میں اس مسواک کا استعمال کرتے ہیں؟

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

ارشاد: اس میں یہ ہے کہ درختا میں فرمایا مکرہ دو و شعیہ۔ یعنی کسی چیز کا درود سے کی حالت میں چھنا خوردہ سے

[illegible]

درشاہ مگر امام سے یہ کہا کہ ایصالِ ثواب کے لئے سورہ فاتحہ پڑھئے دو تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھئے تو اس صورت میں اگر اس سے قرأتِ آوار سے شروع کر دے تو اس صورت میں فرض ہے کہ اس کی قرأت کو سبک دے اس کی قرأت کے دو مال کا مؤثر بیشک اور اس کی قرأت کے بعد پڑھنا قرأت اس سے خارج ہوئے سے بعد آہستہ آہستہ پڑھ سکتے ہیں

عرض ۳۴ گرہاں پہ قبضہ منٹے بغیر کچا دیا تو آمدنی صدوں ہوگی یا حرم؟

امرشاد: بیچ کی صحت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس چیز کو بیچ رہے وہ اس کے قے میں ہوا اور قیہ مقبوس کی بیچ سے حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔ در آمدنی کے حلال و حرام ہونے میں کتب فقہ میں اس کی تفصیل ہے جو درست مجھے مستحسن نہیں ہے بہذا شریعت وغیرہ سے اس کا مطالعہ کر کے معلوم کیا جائے اور اگر متبع اس کے قے میں نہیں تھا اس صورت میں جس میں یہی سمجھا ہے کہ وہ جس اس کو ناجائز ہے جب تک کہ وہ اس پر قبضہ نہ کرے۔

عرض ۳۵: کیا میں ہی منگیتے کے ساتھ کام کر سکتا ہوں؟
(انگریز زبان میں)

۱۰ ارشاد : کام کی کیا نوعیت ہے ؟

عرض ۴۶ کیا میاں بیوی شادی کے بعد دو سال کے لئے علیحدہ علیحدہ رہ سکتے ہیں؟ (اگر جی ہاں)

مرشاد: میزبان اور بیرون کا علیحدہ علیحدہ رجحان اور دو دو مہنگی سال دو سال سے نئے گریڈ کسی مجبوری کے ہے تو ہوا چھ نہیں ہے اور بعض حالات میں یہ صحت مضر ہے وراگر اس میں کوئی حاجت

شرعیہ یا صورت ہے تو اس کے حوالے سے علم حاصل جائے گا۔ اگر وہ مجبور ہے رہے پر مثلاً اس کا کاؤنر یا اس کا روزگار دہلی پر ہے اور وہ بیوی کو بچے ساتھ نہیں لے سکتا تو اس صورت میں جارت ہے۔

عرض... ۴۷ نمبر اور جمع میں مثنیٰ رکعات ہیں " اگر کہہ دے گا
وہ شمار نہیں رکعات۔

عمر ۴۸ برس اور ڈاکٹر خواجہ سے بچنے کے لئے
کوئی طبیہ عمل عنایت فرما میں؟

رشاد: آہستہ لکڑی پر چھیں ہر نما کے بعد اور سوتے وقت
 اور چاروں قل ہر ما کے بعد اور سوتے وقت پر چھیں ماشاء اللہ
 بدعوہ اہل ہیکس ہو گی۔

عمر ۱۹ میں فارس پہنچ کر ایک رانا چاہتا ہوں کہ طریت کچھ یوں ہے۔ میں ہر رانا خریدوں گا پھر جب اس کی قیمت ۲۵ روپے کی تو اسے بیچ دوں گا جس سے مجھے صلیح ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی رقم گر جائے تو نقصان کا بھی اندیشہ ہے کیا یہ طریقہ تجارت جائز ہے؟

ارشاد مگر یہ طریقہ یہاں ہے جیسا کہ آج کل شیعہ وغیرہ خریدنے میں کہ شیعہ خریدنا ہے آجی اور در اس کی قیمت گر جاتی ہے اور کبھی صخر ہو جاتی ہے تو یہ تو حفاظت دماں و یہاں طرح سے جو سے کی صورت ہے جو ناجائز ہے و مگر اس میں عام طور پر یہاں نہیں ہوتا اور عام حالات میں اس کو قلعہ کی خریدے اور اس کا مال ڈال ویلیو نہیں ہوگا اور وقت ضرورت جب موقع آنے کا مناسب تو اس کی قیمت پر بیچ سکتا ہے تو اس صورت میں یہ ترجیح ہے۔

عرض ۵۰: ایک قبرستان ہے عیسائیوں کا جس میں سادھ
ماہوں سے کوئی بھی دفن نہیں کیا گیا۔ اس کے، ہر میں مسلمانوں
کا قبرستان ہے جو مل ہو چکا ہے۔ یہ مسلمان یہ عیسائیوں کا قبرستان
خرید رہے ہیں اور مسلمانوں کو کہتے ہیں؟

درشاہ: ساتھ ساتھ مسیحہ جان سپرد اور اس میں کوئی ہنس نہیں
 کہی جاتا تو اس کو خیر یہ کہتے ہیں جان ملکپور میں بقیہ میں

ذہن ہون نامحمد اسلم رضا قادری اشعانی

دینی مدارس کا نظام تعلیم! ایک تعارف

علم مد کا ر در قطب دین ہے جو کچھ دین و آسمان میں
ہے علم و وحدت سے وہ ملے سیتے۔ (الغیر دروہ شرح ص ۱۰۰)
دینی مدارس و مقامات کا مصاب تعلیم اور نظام تربیت موجودہ
دور کی ضروریات سے بالکل جان بھی نہیں ہے اس حالت حاضرہ
کے حساب سے کچھ جدید علوم و فنون پوشاں ناقزین رقیب
ہے و حیدر۔ مولف کتاب سے اس کا اظہار بھی کہ ہے
وال فکر وحدیث اور علوم قرآن کی تربیل و تعلیم بھی غور و مہم
پسے درہ میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کا ر
نظام درہم برہم ہو سکتا ہے۔

لہذا جو مضمرات دینی جماعت کے منہ مقصود سے
و فہ میں وہ بھی کئی قسمیں حدت کہ مخالف نہیں جانتے ہیں
انگریزی کی تعلیم یک درہم تک نہ لے سکتے ہیں کہ سنے مصر
کچھ جاتی تھی لیکن اب الحمد للہ حرام مد میں رورشا سے
پڑھتی جاتی ہے اور اس کا خاطر مودہ فائدہ بھی حاصل ہو رہا ہے
اس حوالے سے خود امام اہل سنت، اہل حضرت امام احمد رضا ریلوں
علیہ رحمہ سے قوی رصوہ میں تحریر بھی فرمادیا ہے میرے مدوح
سے اس حوالہ سے اچھے تاثر پیش کیا ہے

مولانا محترم جہاں یک قائل و ماہر عربی ستاد ہیں و ہیں
جامعہ علمیہ محمد دشاکی سے نامور درائن و فائن فاضل جلیل ہیں
فقیر کے موصوف سے کچھ کئی مانوب سے رد بطا و تعلقات ہیں
میں سے انھیں یک مخلص و فکر محبت پاد ہے حسب حیدر اہل
حضرت، مبلغ احمد حضرت علامہ عبدالحق میرٹھی علیہ رحمہ
کی حدت و حدت پر "پیام حرم" کا "مبلغ اسلام سر" سے متاوید
کا انتخاب یا جاری تھا تو اس موقع پر رقم کے نام بھی نہ دعوت

درہم بچوں "مبلغ اسلام" سے معاصرین "یا کھانہ پیرہن" ۱۳۸۱ھ

محقق عالم اہل سنت، مگر کی قدر حضرت علامہ مولانا کمال
امجد علی نظامی صاحب سنا جامعہ علمیہ محمد شاہی (پونہ) کی
گردن قدر مختصر مگر جامع تصنیف لطیف ہے جو قدیم و جدید نظام
تعلیم و تربیت پر محیط ہوئے کے ساتھ دینی و دنیوی علوم کی تعلیم
پیش و تدریس کی طرف رجعت پیدا کرے وہی ایک مفید ترین
کتاب ہے جس کا مطالعہ افادہ سے جان نہیں

تحصیل و تکمیل صورت دینی کی حساب قرآن وحدیث میں جاننا
توجہ مبذول دینی گئی ہے اور اس کی ضرورت و ہیست کو با
بیان رکے وہاں اقلوب کو شوق دیا گیا تاکہ قوم مسلمہ میں علوم
میں مصروف و مہمگیر رہے اور قوم پر درہم

حق است مسلمہ میں مدرس و جماعت سے بنا و قیام کا جو
تصور و مرنہ پایا جاتا ہے وہ اس یوں درگاہ تعلیم و تربیت کا حقد
و ثمرہ ہے جسے اصحاب مد کہا جاتا ہے جس سے مد مسیت
و عظیم جلیل محدث و مفکر اور مد رخطا ہوئے کی مدرسہ ہونی
میں حضرت باہر رہہ بود عفارون صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مشکوٰۃ
رسالت سے نہیں مابہ ہو رہے تھے جن کی علییت و رسالت کے
رور و آج سارے مل جلے ہیں۔

مولانا مصوف سے پڑھ اس کتاب میں اس طرف بھی
شارہ فرمادیا ہے

اہل حضرت سیدنا امام احمد رضا ریلوں علیہ رحمہ کے والد
ماجد مدہم تکلیف حضرت علامہ علی علی خاں علیہ رحمہ
لکھتے ہیں سے عزیز علم اشرف صفات و انھیں مازت
ہے کسی صفت سے اس کو وہ روشنی اور صفات و انھیں مازت
فرشتہ حاصل نہیں ہوتی جو علم کی بدست آتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام رضا علیہ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

۹۰ ملحق شد و التماس کردی

آہ! شہباز دکن ہم سے رخصت ہو گئے

محمی بھی حضورؐ پر پہلے شوش میڈیا کے رچرچر افسوس
 ناک خیر موصوں ہوں کہ حیدر دارک کی سر میں پر برٹیا کی
 تمہا سن کر ہے ہے سلام ہے عظیم دینی مسئلہ ہے ہے
 یا کہہ "غزال مفتی عظیم ہند کے علیہ حضرت علامہ مفتی حمید علی
 رضوی رحمہ فرما گئے، نالہ و نالہ الیہر چھوں۔

موصوف وطرہ کچھ دوس سے بچا چل رہے تھے وطن کا
مسجد جاری تھا، ماہرہ اس طرح و معاجد سے دریدہ بچے میں
لگے تھے مگر سب کا بلا و اسکی اور آپ سب کو رہنا چھوڑ کر سفر
آخرت کی طرف کوچ کئے انتقال کی خبر سے پوری جماعت
اہل ملت میں سوگ و ہر دور لگی کیوں کہ حیدر آباد میں یہ
سب مسجد کی سے آپ کے مسلک اعلیٰ مصراتہ انشاء اللہ عت کا
کام یہ ہے کہ آپ کی کا حصہ ہے اصل کلیت کے ماحول میں
مسئلی تصدب کا چراغ روشن کرنا سب سے اس کی بات نہیں،
معی حبیب علی صوفی پر مسویت کی چھاپ تھی، وہ مفتی عظمہ ہند
سے شیدائی تھے اور تاج الشریعہ کے دیو کے بھی، قمر خندانی
مسرت میں شرعی کوسل آف اندیا رہنا شریف سے ٹھٹھ سے
مطابق عمل کے اور چنے مریدین کو بھی سی کے مطابق عمل کی
ترغیب و پتہ انھوں سے حیدر آباد میں مسلمانوں کو صبح کلیت
سے بچا ہے کہ یہ ایک عظیمہ رہ اور مہم و بیع و عریں مسجد
بھی ہادی تھی جس میں دور دور سے لوگ جمعہ کے آئے آتے تھے
در مفتی حبیب علی کی تقریروں سے چنے دیکھ ایمان و مضبوط
رہے ان سے مدد کے فارغ ہیں اور شاگردوں کے و بعد
بھی حیدر آباد میں تصدب کا چھ ماحول بنا اور پتی رہ تو کمر
کے لئے مقصد بھی تھا۔

[illegible][illegible]

دلوں میں شوقِ شہادت میں آپ سے ہے!

نورِ مودنا محبوب گوہرِ امت پر نورِ مظهرِ پور

کاش وہاں عریضتِ حسین آپ سے ہے

دور میں شوقِ شہادت حسین آپ سے ہے

ہے انقلاب کی شہ سرتی آپ سے روشن

عیالِ بقا کی عمارت میں آپ سے ہے

نہاںشِ رگوس میں ہے موجِ سرفروشی کی

ہو میں مانی حرارتِ حسین آپ سے ہے

جہاں ہے گا بھر جاسے حسرتِ ہوگا

جسے مگی مگی محبت حسین آپ سے ہے

تحفظاتِ شریعت میں حالِ مشہد کی

جہاں میں زندہ دروہت حسین آپ سے ہے

نہ مدنی میں سوں ہے شاعرِ مرگِ نجات

جسے مگی محبتِ شہادت حسین آپ سے ہے

نہ است و نہ در میں آپ کی اس سے کز دور

کہ یضوبِ شجاعت حسین آپ سے ہے

ہر یک قلمِ عدستہ زمیں سوں ہو

فصلِ عشقِ مدامت حسین آپ سے ہے

یہ تم مگی سوں و شہرِ بانِ حسین گوہر

منابعِ صبر و صفت حسین آپ سے ہے

دعویِٰ عدل اس کا ہے مثلِ حساب

نورِ عدل ز سیدانِ زوہد و تقویٰ بنو یا رب مرید

ہند میں کیا سید آیا ہے عہدِ حساب

ریستہ ہوتی جاری ہے یہ خواہ حساب

ہر طعنہ آہ و بکا کا ہے سماں

درو سے کہ کہاں کس میں ہے تاب

وہیں مسجد کی آہوں کا اثرا

نور میں ہے بتلا بھارتِ حساب

ہست حساب تا ہے ہو شہر کا

طراں کی ہے مگی ہے پر شہاب

آہ بھرتی جاتی ہے مظلومیت

جانے کہ تک در ہے گھر کا باب

ویند کر بے سسل کس سوں کا ہجوم

شرم سے چھوڑت ہے آسبِ آب

جو قضا پر سے بکسنا پید کستار

نہ گیا چشمِ روزن میں دوسرا سب

کیسے ہو پا ئیں گے سب از برد و س

وینکوں کا ہے سوالِ جب کتساب

بے عجب پائے گا ظلمِ قسمر سے

ظلم ہوتا سب، ہے بے حساب

حس کو عروہ نہیں ہے حلق کا

کیسے وہ ویجے گا آپ سے رہے آب

دن مائے یاد مائے بچ ہے سید

یہ سے رہتا ہے علم کا شہاب

وئی ہے محبوبِ رستہ سب زار

پتا ہے حارفِ مطلب کی شہرِ آب

جس کی نحو ہے مسجدوں کا انہدام

دعویِٰ عدل اس کا ہے مثلِ حساب

حسابت ہے مگر چھپیں وجہِ رداں

پہلے کرنا ہوگا پستِ حساب

ظلم سے ہو جائیں تائبِ حشر اں

ورنہ لے ڈالے گا کوڑا کا عہدِ آب

قومِ مسلم بھی کرے خود سے حوال

سپا ہے بر باد یوں کا مگر جواب

اس سے کیا امید رہیں عدل کی

چلتا رہتا ہے جو اپنا حساب

یہ ہی صورت ہے صدی اس کی

نہ ہوگا ہند میں سب انقلاب

اور آخری مذاقات ہوئی

خلافت تاج الشریعہ کی نسبت سے بڑا احترام کیا۔ سچے بطل میں ہی کرسی لگائی اور بڑی محنتوں سے نوکر کیا پتا تھا کہ یکے مذاقات آخری مذاقات ہیں جاسنے گی، موٹی حاشا انہیں بلند مرتبہ پر فائز فرمائے۔ ان کے پیسہ نگاہوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ملی سب کو اس کے، مٹاں عطا فرمائے، تین بھاء ایسی سید مرعین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سوگو رہا مصطفیٰ بھی

مدد اٹھا سو عظمیٰ رہا، پیش مستقبل دہی

عمر تاج الشریعہ سے موقع پر فری امید مال بھسپ کا انعقاد

مرسدہ سنی حقیقت تاج الشریعہ پر طریقت شیخ قدس سرہ محمد یوسف شہر القادری مدظلہ و سرہ نظام، انتظامیہ جامع مسجد زراعت اسلام، راہ صوم حقیقہ رضویہ، ناظر آباد کرچی

جامعہ سلام کے معروف علمی و روحانی پیشوا تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الہ دہری علیہ الرحمہ کے میسر سے عزت کے موقع پر پش و خراج عقیدت پیش کرے کے لئے روزوار پش و خراج کا انعقاد کیا گیا، پہلی سہشت ہفتہ 3 جولائی 2021ء بعد نماز عشاء مکمل نعت و بیان کا اہتمام ہو، مکمل کا آغاز مولانا حافظ محمد عمران شاہ اختر قادری صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہو، حافظ محمد عمران شاہ اختر قادری، علامہ حافظ محمد بلاس اختر قادری، مولانا محمد فضل احمد رضا اختر قادری، محمد تائش اختر قادری اور جامع سلام کے معروف شائقوں جناب الحاج محمد میر کی صاحب نے ہر گاہ رسالت میں نعت شریف پیش کر کے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت علامہ محمد صالح بن محمد صاحب، مین نشتر حضرت علامہ سید مال علی جعفری کے خطابات ہوئے، علامہ کرام نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سیرت اور تعلیمات کی روشنی میں غوم انناس اور ویرا صرٹھا سڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلنے دے فتنوں سے اپنے ایمان کی حفاظت صلح کلیت سے بچنے اور بد مذہبوں سے دور رہنے ان سے تعلق رکھنے و صاحبیت سے بچنے

ساکھیں، مکمل میں خلیفہ دہا الشریعہ علامہ حافظ شاہ اختر قادری صاحب مفتی حشر شمس صاحب مولانا محمد مسیح اختر قادری جناب سعید رحمت اختر قادری سے خصوصی طور پر شریعت فرمان، دریں اثنا وادارہ صوم حقیقہ رضویہ شعبہ حفظ کے ظہار، ستار ہندو، اور سادگی عطا کی گئیں، بعد ازاں اس وقت، صلح و سلام، نقل شریعت پر مکمل کا اختتام ہوا، اور حاضرین کو نگر شریعت پیش کیا گیا

دہر سہشت اوار 4 جولائی 2021ء کو صبح 10:30 تا 2:30 بجے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے یصال ثواب کے لئے قرآن بیکل بھسپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں خیر بادار، کثرت سے مریضوں کا معائنہ کیا و رہا معاوضہ، دیات و رہا کرچا گئیں، بھسپ میں دینٹ چیک، پہلے پش و خراج، شوگر ٹیسٹ، بڈیوں کا ٹیسٹ بھی فری کر کے، تقریباً 300 افراد سے ان سہولیات سے مستفاد کیا، اللہ ربیم ہم سب کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیوضات و برکات سے ماز مال فرمائے وراثت کی تعلیمات پر عمل کرنے اور سے مزید عام کرنے کی توفیق دینے عطا فرمائے، جن میں بھاء، مینی دلائل صلی اللہ علیہ وسلم پورٹ رین تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

□□□

عمر تاج الشریعہ اہم پیش کش اور تاج الشریعہ

مفکر سلام علامہ قرآن مال حاشا عظمیٰ کے مٹ دت کا قلمی کھدسہ اختر مت دہری مسعد مسیح حسین دیا علدہ ہے ہر اک قادری کے لیے اس وہ علد میں چلے گئے، وہی مٹ سوگو رہو گئے، علم کی بڑھ سونی ہوگی، تقویٰ کی بزم میں اراکی چھا گئی، وہ کون ہیں جو دیوں پر چھائے ہوئے ہیں، جس کا تذکرہ ایمان کوتاگی عطا کرنا ہے، وہ مہم جانی حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کے وصال کے زخم، بھی بھی تازہ ہیں، تین سال کی مدت گزری، ان کے وصال کو مین ب تک ہر اک دہ میں چرچا بھیں کا ہے اس باب میں اہم تاج مفکر سلام علامہ قرآن مال حاشا عظمیٰ بقیہ میں ۶۴۲



ماہنامہ سنی دنیا

تصویب سے مخصوص ہے

مجلس اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ دارالافتاء

کامیاب شاہی محلہ دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

دارالافتاء دارالافتاء

اس شمارے میں

صفحہ	مضمون	مضمون	کالم
۱۰۰	محمد عبدالرحیم شترجاری	محسوب سے محسوبوں سے محبت	ادارہ
۱۰۱	مولانا عبدالمصطفیٰ عجمی	نی کیسا کہہ سکتی سناؤ	اسلام
۱۰۵	حسب فظ احمد شہبشتادہ صدیقی	اناؤ کی پرورش مجھ سے کی اسکتی کی پرورش پسند	اسلام
۱۱۵	ایک معروضہ بل علمائے فقہ سے	حسب سے کی مختلف شکلیں واران کے قسم	اسلام
۱۲۰	شکیل محمد سبحان	سعودی سپا بدل حقیقت	نقد و نظر
۱۲۵	مفتی محمد شمس الدین حسین بسوی بدوی	لفظ عورت معنی مہجہم اور اس کے شیب و سر	نقد و نظر
۱۳۰	مولانا نواز مامون مری	عقیدہ وحسب اور شیخ سب	نقد و نظر
۱۳۵	علامہ مصطفیٰ رضوی	حسن الہد حضرت علامہ سید ابوالکریم علیہ السلام	اسلاف و اخلاف
۱۴۰	مولانا محسنی اشرف قادری	منسختی عظیم پسند اور ان سے علمی کسمالت	اسلاف و اخلاف
۱۴۵	ڈاکٹر محمد حسن دت دروی	سوات و محکمات بریلی تشریع آویں	اسلاف و اخلاف
۱۵۰	علامہ مصطفیٰ رضوی	انکار و صحت ان میں اور مصلحت کے بعد عجز	رضہ و دیات
۱۵۵	مولانا محمد آصف رحیم	اصناف یہ صحت کی خصوصیات و احکامات	رضہ و دیات
۱۶۰	انجلیس محمد یاسر مامون	مولیت پر ایک جرح کی ضرورت و ہیبت	رضہ و دیات
۱۶۵	مفتی د. الفیہ رحمان عجمی	ماہنامہ و صحت بریلی شریعہ تعریف و تشریح	رضہ و دیات
۱۷۰	حضور تاج اشرفیہ قدس سرہ	ملفوظات تاج اشرفیہ	ملفوظات
۱۷۵	مولانا محمد درویش علی مسروری	اعلیٰ حضرت کا ایک علمی طبقہ	مختصر و کثرت
۱۸۰	حضور تاج اشرفیہ قدس سرہ	امام احمد صحت اور آئین مسائل	مختصر و کثرت
۱۸۵	علامہ سید ابوالحسن مامون	وہ جو حق جیسے بادہ مگر بشر کا جھ	منہل و مہات
۱۹۰	علامہ حسین رضا خاں قادری ریوی	آخر سوے بھ سوے بھ سوے بھ	منہل و مہات
۱۹۵	مولانا محمد حسن آفریدی	بدرشکل قلم و پے خط کی جیسے شمشیر مگر بشر کا جھ	منہل و مہات

اسلام احمد رضا

آفاق میں پھیلے گی کب تک یہ جہک تیری گھر گھر ہے پھرتی ہے پیغم صبا شیرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مام عشق و محبت اعلیٰ حضرت کے عشق رسالت کا ایک روشن باب محبوب کے محبوبوں سے محبت

عشق کی طرح لگا آپ کو رات بھر سے میں
میں بہتا ہوں کہ لفظ حب سے عید ہے کس نے کس
سے شہر رہنا چاہیے۔
خليفة اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت علامہ ظفر اندیس
بہار علیہ رحمہ پٹی تصنیف لطیف حبیب اعلیٰ حضرت میں
یوں رقم طراز ہیں

علمانے کو مہر ہے چن مستند تصانیف میں تحریر فرما ہے
ہر صورت قدس جلالتہ کی محبت و تعظیم سے ہے کہ وہ چیز
جس کو تصور قدس جلالتہ سے سبب و حمایت ہے، اس کی
تعظیم و توثیق اس میں ساری رات کو مہر و حرور ہوتے
و وجہ سے سب سے مستحق تعظیم و توقیر ہیں اور اس پر پور عمل
’سے وال میں سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو پا س
ہے کہ کسی سید صاحب کو وہ ان کی ذات مثیب دیا نہت سے
نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے ہیں کہ سرکار
دوام جلالتہ کا جز ہیں پھر اس عقائد و نظریات کے بعد جو
ان کی تعظیم و توقیر کی جائے سب و دست و بجا ہے، اعلیٰ
حضرت اپنے قصور و میں پورا عمل کرتے ہیں۔“

تیری سہلی پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھر نہ ہو کا

بیات علی حضرت قدس سرہ

دب آپ نورانی ملاحظہ فرما ہے کہ اپنے وقت کا بے دریغ
الدرجہ و عظیم اہمیت و مہم ہے عشقوں سے سمیت رکھے
وہوں کی کس طرح ناراضیاں کرتا ہو نظر آ رہا ہے ملاحظہ
فرمائیے ملازم شد اللہ تعالیٰ کی راہی۔

مام میں سمیت کی ساری کے نے پاکیزہ رو سے پر لگا

عشق کو اپنے معشوق و محبوب کی رضا و خوشنودی حاصل
رہے کے نے تیس جا سے حق کر سے نے میں اس
محبوب کی مدد سہرائی، دوم محبوب کے محبوبوں کی تعظیم و توصیف،
سوم گستاخان محبوب سے حقیقی نصرت و عداوت اور ان کی مذمت۔
’ال طریقوں کو پانے بغیر معشوق کی نظر التفات کا حیاں
مختص خیال عام ہے، عاشق و مہر کس سے کو اپنے دل میں بھانا
پڑتا ہے جیسے معشوق سے کسی طرح کی ادنیٰ کی بھی سمیت حاصل
ہو یا بالفاظ دیگر عاشق کو ہر اس نیکوں و برے آدمیوں اور قہروں
پے سرور نکھوں پہ جگہ ملتا ہے ہے جسوں کے بھی معشوق
کے ہم اطہر فاس پیا ہو، یہ بھی معشوق کے سبب نا سے بہا ہو
محبوب کی ناراضیاں و نفرت یہ بھی کر لیتے ہیں میں محبوب کے
محبوبوں کی ناراضی و شام سے اس کی بات کہال؟ حقیقت
محبت کا حق کس وقت تک رکھیں ہوتا جب تک محب ہر اس را
کو اپنی حیات کا جز نہتا ہے، جب تک محب ہر اس ہستی کو محبوب
نہا ہے جو محبوب کا محبوب ہو جب تک محب ہر اس شے و قابل
احترام نہ کر دے جسے محبوب بخیر نہ لکھتا ہو

مام عشق و محبت اعلیٰ حضرت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عشق و محبت میں کس قدر شامیت ہے کہ آپ سے وہ
کی سمیت رکھے وہوں سے بھی حمایت و درجہ محبت کرتے تھے وہ
چاہے آپ مصطفیٰ ہوں یا اصحاب مصطفیٰ تا جہیں جاتا جہیں ہوں
وہ جہیں مصطفیٰ، آپ سے تہرکات ہوں یا مسموہات چنانچہ اعلیٰ
حضرت مام عشق و محبت کو صحیح کرام سے اس قدر محبت تھی کہ
اس کی شان میں نہ بھی کر ہو فقط آپ کو ناقابل برداشت تھا
حضرت علامہ طحاوی جیسے عظیم الشان فقیہ، ایک مقام پر یہ جمعہ
لکھا ہے کہ بعض صحابہ کو م کو وہ ہو سے اعلیٰ حضرت کو یہ جمعہ

وہ ہر تھک جاسکے پناہ دینے والے پالنے والے
 وہ سب سے اعلیٰ عالم ہے ہر درجہ سے اسے جسد میں
 نہ جھجھاتا ہوں اور شرم کو پہنچنے کی ضرورت ہے اس چوں
 میں ہوت جاتا ہوں بھی اس کی بات حرم بھی نہیں ہو پانی بھی ۔
 لوگوں سے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر عام مسلم
 کے ایک مفکر دہما دیں دستاروں کے قدسوں پر رکھی ہوں بھی اور
 دور سے اسے اسوہ کی ساتھ چھوٹ کر اٹھا رہا تھا
 معزز شہر اسے امیری شائق معاف رہا ، بھی میں یہ
 نظارہ سر ہو گیا ہے ہمارے غضب ہو گیا جن کے کشت پافا
 تان میرے سر کا سب سے بڑا خطرہ ہے ان کے کاندھے
 پر شب سے سوئی کی قیامت کے سارے سرکارے نہیں
 پوچھنا کہ اتھوڑا کیا میرے فرزندوں کا دوش ڈالیں اسی
 سنے ہمارے تیرنوں کا بوجھ تھا نہیں تو میں یہ جو سہ
 دوں گا اس وقت بھر سے میدان محشر میں میرے ناموس عشق
 کی سی زین روئی ہوگی آہ اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق
 ہو جا رہا ہے

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق انگیر اپنے
 روٹے ہوئے عشق کو مٹاتا ہے بالکل اسی انداز میں وقت کا
 ایک عظیم امر بیت عام اس کی مست و ساجت رہتا باور لوگ بھی
 انکھوں سے عشق کی نازیداریوں کا یہ رقت انگیز منظر دیکھتے رہے ۔
 یہاں تک کہ کئی بار بانی سے معاف رہنے کا قرار
 دینے کے بعد اسے اہل سنت سے پھر پٹی ایک تشری تھی
 شوق فانی کیا چونکہ وہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت و
 ناموس کی قربانی عار ہے اس لئے شہر کی اس تصویر کا کفارہ
 جب ہی ۱۹۱۱ء کا رہا تب پالکی میں بیٹھو اور شل سے کاندھے پر
 ٹھہرا اس کے ساتھ چھوٹے کے تلخ طبع سے لوگوں کے دل ملی
 گئے ، پورے صبر میں چھیں بلند ہوئیں ، مزوں انکار کے
 باوجود آخر سید اودہ کو عشق جوں جوں غد پوروں کی پڑی ۔

۱۹۱۱ء منظر کشاقت انگیز دریاں مدار تھا جب اہل سنت
 کا جلیل القدر عام ہزاروں کی قطار سے ملک کر اپنے سفر و سسل

وہ گئی تھی سیکر دوں مقابلہ و پورے تقار میں غم سے تھے
 دھو سے فارغ ہو پھر سے رہت کر جائے ، غم سے ہاندھا
 و جامہ دقا کے ساتھ ہر شریف ، سے چہرہ دلو سے
 فصل و قوی کی اس پھوٹ ، دیکھی ، شب بید ر آنکھوں سے
 درشتوں کا تقدس ، اس راجہ و طلعت جمال کی اس شہی سے
 مجمع بہ یک رقت انگیزے خوب کا عام طاس تھا ، گویا پرواوں
 سے انگوٹ میں بہت شمع دروڑاں مسکر رہی تھی درعد بیان
 شوق کی محسوس میں یک گل ، عین کھد ہو کھاروں مشکل سے
 سواری تک جائے کا موقع ملا پاوی مسدود ہونے کے
 بعد کہا روئے پالکی اٹھائی آگے پیچھے وٹیں بائیں یار
 مندوں کی تہہ بھیر چل رہی تھی کہا رپائی کے رھوڑوں کی
 دور چلے تھے کہا ، اہل سنت سے تو وہ پالکی اس دور
 حکم کے مطابق پالکی روئے دی گئی ، دھر و چلنے والا جمع بھی
 وہی رک گیا اضطراب کی حالت میں باہر شریف نامے
 بہاروں کو اپنے قریب ہدیہ اور بھرتی ہوں تو رہیں
 دریافت کیا : آپ لوگوں میں کوئی تل رسوں لاگئیں ؟ اپنے
 جد بھی کا واسطہ نہج ، بے میرے بیان کا وہی لطیف تن
 جاننا کی خوشبو محسوس رہا ہے ۔

اس سوال سے اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرہ سے
 کارنگ لقی ہو گیا پشیمان پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ، بھرتیں
 بے خواب و شفت جانی ، گردش یار کے انکھوں تک پاس زندگی
 کے آجراں کے رنگ رنگ سے آشکار تھے کان و دیکھ حاسوش
 رہے کے بعد نظر میں جو کائنات و بارہاں سے جا

مزوں سے کام نہ جاتا ہے ، اتنا پاک نہیں چھوچھا جاتا
 تو آپ کے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ سے رہی زندگی کا یہ
 سرسبز رفاش سرور یا کچھ بیٹے کہ میں اسی جس کا ایک مرجھایا
 ہو چوں ہوں ، جس کی خوشبو سے آپ کی مقام جاس معطر ہے ،
 رنگوں کا خون نہیں ہر سکتا ، اس لئے اہل رسوں ہونے سے نکار
 نہیں ہے ، نہیں پانی جاموں پر بار دگی کو دیکھ رہے تھے ہوسہ
 شہر آتی ہے پھر میرے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہو ہوں

حبیب دوستاں اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز و شوخی حبیب کے لئے ایک نگرنا مہر دور کے قدموں پر نثار کر ڈالتا تھا شوکت عشق کا یہ حسن و اثر و نظارہ دیکھ کر پتھروں سے دل بھی کھل گئے، کدو توں کا بیاڑ چھٹ گیا غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی مان میں پناہ دے گا، دلوں کے ساتھ جس کے دل کی عیدیت و حلاصہ کا یہ عام ہے خود دلوں کے لئے بھی شادی کے ساتھ اس کی و رقی کا، دلوں کا ساکت ہے

تیرن سہل پاک میں ہے بچہ عجب سور کا

تو ہے میں نور تیر مسبب گھر ست سور کا

یہ ہے اہل صفت کا یہ عشق رسالت جس کی پاسداریوں کی عرف ایک ملکی کی جھلک آپ کے معشوقہ اوسے نے ساتھ آپ کے صفی تر طاس سے سہارے قصوں کے پردے پر دیکھ دیں میں چند تھیلیاں اور ملاحظہ فرمائیے اور عشق رسالت کے اس بحر کا قاسم سے عید با عشق دلوں کی دہشت خیرات سمجھئے

جناب سید یوسف علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ملک نعمانؒ اور سید قناعت علی صاحب کے بیعت ہونے کے بعد ایک دفعہ عید کے موقع پر بعد نماز عید دست بوسی کے لئے حوہ سے نکلا کہ جب سید قناعت علی دست بوسی ہوئے تو حضور پرور اہل حضرت رحمی اللہ تعالیٰ عدنے ان کے ہاتھ چوم لئے یہ خائف ہوئے "برو دیگر مقرباں سے تہ رہ کیا تو معلوم ہو کہ حضور کا یہ معنوں ہے کہ موقع عید میں دور نا مصالحوں سے پہلے جو سید مصالحوں کرتے ہیں اہل حضرت کی دست بوسی فرمادیا کرتے ہیں اظہاراً آپہ موجود سادات کرام میں صاحب سے پہلے دست بوسی ہونے ہوں گے"

اہل حضرت کے یہاں مجلس میں مبارک میں بوقت تقسیم شیرینی سادات کرام کو بیست و دیگر حضرت کے دو گھر حصہ ملا دیتا تھا

ایک مال بارہویں شریف کے موقع پر حاضرین کے ڈاہم میں سید عمو جوں صاحب علیہ رحمۃ کو ہم کو گوں کی

طرح شیرینی می موصوف حاشی کے ساتھ اپنا حصہ ر اہل حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "میں حضور کے یہاں سے مجھے عام حصہ دے اہل حضرت سے فرمایا یہ صاحب تشریف رکھئے اور قائم شیرینی کو طلب کیا اور صحت فقہارنا اشک فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "بھی ایک سنی میں جس قدر حصے آئیں فوراً انہر کر لاؤ چنانچہ فوراً تقسیم حصہ ہوئی سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرے مقصد یہ تھا دل قلب کو تکلیف نہ دے ہوں جیسے برہشت نہ سکنا، آپ نے فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ و قیوں کوئی کی چیز سے گئی ورنہ مجھے صحت تکلیف ہوگی اور پھر قائم شیرینی سے رش فرمایا: "ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو کس کو کومناں تک پہنچائے" حیات اہل حضرت دربار میں ایک مرتبہ اہل حضرت بعد نماز جمعہ پچھٹک میں تشریف فرما تھے، آپ کے اگر دیشہ شیوں کا جنوم نکال دیتا، باہر سے مولوی کو محمد کے قناعت علی و قناعت علی پکا لے گئے کہ حضرت کے گوش گز رہوئی غور نہیں طلب کیا اور رش فرمایا: "سید صاحب کو کس طرح پکارتے ہو کبھی آپ نے مجھے بھی نام دیا ہے یا نہیں؟"

مولوی نور اللہ صاحب سے مدد مت سے ٹکریں جھٹکا میں آپ سے فرمایا تشریف لے جائیے اور آئندہ سے اس کا عطا رکھئے و مزید اسی وقت یہ بھی فرمایا کہ شریف مکہ کے رہانے میں حنیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جائے، تھا یہاں تک کہ اس کے کارکن مستورات تک کی جہ تلاشی تے تھے ایک نام صاحب مع مستورات وہاں پہنچے ان کی مستورات کے ساتھ بھی ویں رہا، کیا گیا و عام صاحب یہ بہت بہت شائق گردن اور انہوں سے رت بھر شریف صاحب کو سراہا "جا اور بدعا میں دیکھنا ہوتے ہی آنکھ لگ گئی خوب میں حضور "میں پہنچنے کی ربارت سے مشرف ہوئے (حضور) رشاد فرماتے ہیں مولوی صاحب یا میری اور ہی آپ کی بدعا مرے کورہ گئی تھی؟ پھر اہل حضرت سے

فرمایا کہ سید کو قاضی مگر حد لگائے تو یہ خیال نہ کرے۔ میں
مزدے رہا ہوں بلکہ یہ خیال کرے کہ شہزادے کے بچہ
میں کیچڑ بھر گئی تھی اسے صاف کرنا ہوا۔

حیات اہل حضرت قدس سرہ ۲۰

جس زمانے میں اہل حضرت کے دوست کدو کی مٹریں
جانب تیا کتب خانہ تعمیر ہو رہا تھا اس لئے مستورات آپ
سے برادرانہ طور پر صاحب صاحب کے مکان منتقل
ہو گئیں تھیں اور حضور کا مکان مروانہ ہو گیا کہ ہر وقت رات
مردوروں کا جنوم لگا جاتا تھا یوں ہی کی مٹیوں تک وہ مکان
مر نہ ہی رہا جن صاحب کو حضور کی خدمت میں باریابی کا
شرف حاصل کرنا ہوتا ہے کھٹک پہنچ جایا رہے تھے جب
کتب خانہ تعمیر عمل ہو گئی تو حسب دستور مسورت اس مکان
میں رہیں گئیں اتفاق کہ ایک سید صاحب جو کچھ دنوں
پہلے آپ کے سے بارہ تشریف لائے اور چونکہ مکان کو مروانہ
پایا تھا اس لئے اس خیال سے کہ مکان مروانہ ہے، یہ
تکلف اندر تشریف لے گئے، جب نصف آٹن میں گئے تو
مستورات انہیں دیکھ کر گھبر کر پڑے میں ہو گئیں جو ادھر
ادھر اپنے حصاروں میں مصروف تھیں ان کے ادھر ادھر
بھاگنے کی آہٹ سے سید صاحب کو علم ہو گیا کہ یہ مکان لڑنا نہ
ہو گیا ہے مجھ سے عت غلطی ہوں جو اندر چلا اور دس
کے مارے سر جھٹکانے اور دس ہوئے لگے سالی حضرت وہیں
کی جانب سائنان سے فوراً تشریف لائے اور جناب سید
صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں آپ تصنیف و تالیف
میں مشغول رہا کرتے تھے درمیانہ تھا کہ بہت دیر تک
باتیں کرتے رہے تاکہ سید صاحب کی پریشانی و محنت
دور ہو سکے پہلے تو سید صاحب غفلت کے مارے خاموش
رہے پھر معذرت کی درپاں بھی کا اظہار کہ مجھے مکان
کے لڑنا نہ ہونے کا علم نہ تھا، اہل حضرت سراپا الفت نے فرمایا
کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں، آپ آقا اور آقا
تراوے ہیں، معذرت کی کیا حاجت ہے، میں خود کھتا ہوں،

حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں، عرض بہت در تک سید
صاحب کو وہیں بٹھا کر سنا سے بات چیت کی، پاں منگو کر
کہیں کھلایا، جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرے پر آثار
لذت نہ تھیں ہیں اور سید صاحب نے جارت چاہی تو سید
ساحہ تشریف لائے اور باہر پھاٹک تک پہنچے اس و
رحمت یا
حیات اہل حضرت قدس سرہ ۲۰

سجود لکھنا واقعی حسب رسوم ہو تو ایسا بہت سید صاحب
مہارت عرب، مفلوکہ، محال تھے، ان عمرت سے اندگی
سر ہوئی تھی اس لئے سوں بیا کرتے تھے، مگر سوال و نشان
عجیب تھی

”جہاں سوال کرتے دو سید کوئی آواز لگایا کرتے تھے،
اتفاق سے ایک روز پھاٹک میں یوں رہا سید صاحب
تشریف دئے اور سید سے زمان خانے کے دروازے پر
پہنچ کر صدا لگائی ”لو آؤ سید کو اہل حضرت کے پاس اسی روز
دنی اخراجات ملنی یعنی کتاب کا حد وغیرہ داد و پیش کے لئے
دوسرو پئے آئے تھے، بس میں ٹوٹ بھی تھے، انھی چوٹی
بھی تھے کہ جس چیز کی ضرورت پڑے صرف فرمائیں، اہل
حضرت سے ہمیں کس کے س نہ کو جس میں یہ سب
رہیٹھ سے، سید صاحب کی ترستے ہی ان کے سامنے

حاضر روئے اور ان کے درمیان ہوئے کھڑے رہے
جناب سید صاحب دیر تک ال سب دپیسے) نو دیکھتے رہے،
اس کے بعد ایک چوٹی لے لی، اہل حضرت نے فرمایا حضور
یہ سب حاضر ہیں، سید صاحب نے فرمایا مجھے، تنائی کافی ہے،
عرض سید صاحب چوں سے سیر می آئے اہل حضرت
بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے، پھاٹک پر ان کو رحمت کر
کے حاکم سے فرمایا، دیکھو سید صاحب کو آئندہ آوارا رہنے سد
لگانے کی ضرورت نہ پڑے، میں وقت سید صاحب پر نظر
پڑے فوراً ایک چوٹی حاضر کہ سید صاحب کو محنت
یا کر۔
حیات اہل حضرت قدس سرہ ۲۰

حضرت علٰیہ وسلمیں رضا حال قادری رہا ہی فرماتے ہیں

اعلیٰ حضرت کا خاندان سادات کرام کی عزت و عظمت کے لئے خدمت کے مشہور ہے۔ اعلیٰ حضرت قہر کے دور حضرت مولانا صالحی خاں صاحب روزِ جمہور پر مدد سادات کرام کو محمدی خیریت معلوم رہے اور سلام عرض کرے جایا کرتے تھے ان سے اس معصوم میں کسی مجبور کی سے فرق پڑتا تھا یہ خاندان نجیب بھی رہا رہم کا عجب خاندان تھا ان کے حلال میرے کہو پیتے تھے کہ ان کی گویں میں خون سرکارِ رسالت ہے اور سارے خاندان معصوم و جمیل خوب صورت و خوب سیرت تھا مولانا صالحی صاحب کے بعد مولانا علی گلی بھی ہی خاندان سے وابستہ رہے، ہر اعلیٰ میں ہر تقریب میں وہ اپنے پیالہ سادات کرام کو صبر و شریک کرتے تھے اور ان کا عزاداری حصہ سب سے اونگھ جاتا تھا اعلیٰ حضرت اگر کھلی، خوش ہوئے تو تھا، حق پاں پھوڑ پتے تھے جس سے انہیں سخت تکلیف ہوتی تھی، کبھی یہ مجاہد ہوئی جاتا تھا پہلے تو خاندان اولے اور احباب اس حصہ کو فرما کرے کی کوشش کرتے، اگر وہ اس مجاہدے کو نہ ختم اس کے تو سید صاحبان سے عرض کیا جاتا تھا، اعلیٰ حضرت کو سید صاحب کے حکم کی تعمیل کرنی پڑتی تھی۔

اعلیٰ حضرت قہر کے ایک کھانا چھوڑا اور صرف ناشہ پر تنعمت کی کوئی اصرار منظور نہ فرمایا سارے خاندان اور ان کے حساب کی کوششیں رائیگاں گئی، سید مغیوب صاحب کی خدمت میں کو محمد حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ اب وہ پیسے ہونے کو آگئے کہ اعلیٰ حضرت لے کھانا چھوڑا ہے، ہم سب کوشش کر کے تھک گئے ہیں، آپ کی مجبور کر سکتے ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ کا فی زندگی میں نہیں یہ ہمت ہوگئی کہ وہ کھانا چھوڑ بیٹھے ہیں، ابھی کھانا تیار کرنا ہوں اور لے کر آتا ہوں، سب وعدہ سید معصوم صاحب یہ خدمت غار میں کھانا ہے خود تشریف لے رہے، اعلیٰ حضرت قہر ان کے مکالم میں تھے، سید صاحب کی اطلاع پانے کی باہر آگئے، سید صاحب سے قدم ہوس ہوئے سب بات چیت

شروع ہوئی سید صاحب نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ میں تو روز کھانا ہوں، سید صاحب نے فرمایا مجھے معلوم ہے سید صاحب کھاتے ہیں، آپ سے عرض کیا کہ حضور میرے معمولات میں سب تک کوئی فرق نہیں پڑا ہے میں پنا سب کام بدستور کر رہا ہوں مجھے اس سے ریا اور ضرورت کچھ معلوم ہوئی، سید صاحب برہم ہو گئے اور کھڑے ہو کر مامے لگے چھ تو میں کھانا لئے جاتا ہوں، کل میدان قیامت میں سرکار و جہاں کا دامن پکڑ کر عرض کر گا، ایک سیدانی سے بڑے شوق سے کھانا پکڑا، سید صاحب نے فرمایا مگر احمد رحمانے کسی طرح نہ کھایا، کہ اعلیٰ حضرت کا پانے در عرض کیا میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں ابھی کھائے بیٹا ہوں، سید صاحب قہر سے فرمایا کہ سید تو یہ کھانا جب ہی تم کھا سکتے ہو جب یہ وعدہ کرو رہا اب تم کھانا چھوڑو گے چنانچہ اعلیٰ حضرت سے کمر بھر کھانا چھوڑے کا وعدہ کیا تو سید صاحب قہر سے اپنے سامنے کھڑا یا اور خوش و خوش تشریف لے گئے

اعلیٰ حضرت نے سادات کرام کا جادہ حکم آخری ہوتا تھا، سادات کرام کے حکم سے بعد اعلیٰ حضرت غصے تعمیل حکم کے کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا تھا، ہم سے ان کے وعدہ مہدکار اور انہیں دیکھ کر یہ دیکھا کہ اللہ دروب کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت کے پیالہ سادات کرام کی حاضر ماند ہو سکتا تھا یہ ناقابلِ شکایت ہے کہ سرکار آخری وصیت کی تاریخ فی کھ، متفقین کتاب اللہ و عترتی میں تم میں وہ بھاری مائیں چھورتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد پر پور پورا عمل کر کے اس دور میں اعلیٰ حضرت قہر کی رہے دھوا

حضرت مولانا سید محمد سعید صاحب سفری آپ کے حکم و فصل اور تقویٰ و طہارت سے متاثر ہو کر حسب راجع غرب سلسلہ کلام میں تھکے کے وقت یا سیدی فرمایا کرتے تھے، بظاہر یہ کون

ہیں بات نہیں کہ اسے شرمندگی انجاست محسوس ہو، مگر سہم عشق و محبت غلیٰ حضرت سے جہد بہ عشق سے مل بات کو گوہر کیا فرماتے ہیں۔

شیخ مددناٹا حضرت مولانا سید معین صاحب مغربی سے لطافت و تواضع کی تعجب اس فقیر سے خطاب یا سیدی فرماتے ہیں شرمندہ ہوتا ایک بار میں سے غرض کی حضرت سید تو آپ ہیں، فرمایا: واللہ سید تم کو میں سے غرض کی میں ہر سیدوں کا غلام ہوں فرمایا جس بھی سید ہو وہ کی بانی بنائی فرماتے ہیں "مولیٰ القلوب رحمہم" قوم کا آرزو شدہ غلام نہیں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ رامت ر م کی پکی مدد کی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا، و عذاب قبر، و عذاب حساب سے کامل آرزو غلام رہا ہے ہمیں

منقولہ حدیث ج ۲ ص ۲۹۰

تعظیم سادات سے اعلیٰ حضرت کی حیات کی حج و شام اور شب و روز معطر ہیں، کس کس سے صفحہ قرعاس کو زینت بخشی جائے آپ کے عشق کا جلوہ مکی عظیم ہمدی حیات با رکت میں نظر آیا جسے سیکڑوں سے بچشم خود مدح خط کیا، عشق رسوں ہو تو تعظیم ان رسوں، خود پید ہو جاتی ہے، رات دن جزو بدن ہیں اعلیٰ حضرت سے تو آج، مہار کی بھی حدت درجہ تعظیمی و ہمدردی فی ادب الانکار، شفاء اللوہ فی صوفیہ تعظیم و مہار و ہمدردی اور دیگر مستحق رسائے تعظیم آٹا مقدس کے باب میں تصنیف فرمائی

بائیں مصنف کا اکرام

چونکہ علامہ مولانا شریف اور صاحب رسوں ہیں اور علامہ کی تعظیم مثل عظیم رسوں ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ جس سے خدا سے مصافحہ یا گویا اس سے مجھ سے مصافحہ کیا، اللہ اعلیٰ سے ہم بھی محبوب مقبول ہا، گاور میں ہیں اعلیٰ حضرت سے خدا سے ہم بھی عاریت درجہ تعظیم و توقیر کی درپوش ہا، کہ تعظیم خدا سے ہم بھی تعظیم رسوں کا ایک فر ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل سن میاں صاحب فرمایاں

ہے مولانا احمد رضا صاحب معینوں شہداء علی الکفار رحمہم بینہم جس قدر کہ، مرتدین پر سخت تھے، دیکھ رہا ہے اس سمت کے سنے، مولانا احمد رضا صاحب نے جس سے حدیثات ہوئی دیکھ کر باغ و باغ ہو جاتے ورنہ میں عزت و وقور کرتے کہ وہ خود اپنے کو اس کا اٹھ نہ خیال کرتے خصوصاً مولانا عبد القادر صاحب اور مولانا احمد رضا صاحب میں جو خلاص و محبت و اتحاد و اہل کے تعلقات تھے، اچھے کی سے غفلت رکھنے مختصر یہ رہا مولانا احمد رضا صاحب کو مولانا عبد القادر صاحب نے عزیزت میں بھائی سے کسی طرح کمر نہ بگھٹتے تھے، اپنی خوب بار وصال فرماتے اور مولانا احمد رضا صاحب بھی دل کو پناہ برگ بھائی جاتے رہا ہے عرصہ ۱۰۰۰ م میں مدلول و لغت کوئی قیود و کراشت نہیں فرماتے حتیٰ کے ال سے سامنے مقدمہ پیتے پاس نہ جاتے۔

میت اعلیٰ حضرت م ۱۹۶

میت اعلیٰ حضرت محدث سورت حضرت مولانا صاحب کے یہاں جہل بھیت شریف سے گئے، دور اس قیام ایک روز کسی صاحب کے یہاں دعوت تھی اور حضرت کو بوجہ اقامت پانگی سے تشریف لے جانا ہو، حضرت کے متوسل و معتقدین خواہ محدث محدث سورتی بھی پانگی کے پیچھے پیچھے پیادہ پیادہ پاہوئے چونکہ ہاروں پر رفتار تیرنگی آپ سے کی فرمائی یہاں تک کہ ہاں شروع دیا اور یہاں تک کہ ہاں تک شریفیں در غفلت میں شروع عام پر قیام حضرت حیرت و اعتقاد میں پانگی اور حضرت محدث مدوح کو، پھر ہے سے پانگی کا کچھ دوس سے خادمہ

پانگی کی غرض سے پانگی روک دی چونکہ محدث صاحب تیز روں سے دور رہے تھے، لہذا پانگی کا سامنا ہو گیا، فوراً اعلیٰ حضرت کی نظر محدث سورتی پر پڑی، جس پر پانگی کے ہر وہ ٹک، ہاروں کو حکم فرمایا پانگی بھی رکھو اور فرمایا مولانا یا غضب کر ہے میں انہوں سے فرمایا، حضرت تشریف تو رکھیں، اعلیٰ حضرت سے فرمادیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، محدث صاحب سے فرمایا آپ بہت مکرور

ہیں اور میں بھی کافی دور ہے، اہل حضرت سے فرما کر چھا ۴
آپ سب سے وہ پس شریف سے جانے، تب میں پاکی میں
بیٹھوں گا اور میں بھی بند چلا گا بالآخر حضرت محدث سوتی
کو وہ پس ہونا پڑا، تب پاکی آگے بڑھی۔

چونکہ محدث صاحب بھی ہاں مدعو تھے اہل حضرت کے
مکتبہ جے کے بعد رہیں صاحب سے دوبارہ پاکی محدث
سورتی کے سے بھیجی دیات اہل حضرت ص ۹۰

ملک احمد حضرت علامہ مظہر الدین بہار علیہ الرحمۃ الہیاری
فرماتے ہیں

جس زمانے میں میں تصدیق و امال الہیہ حضرت کو
سایا کرتا تھا جب میں اس شعر پر پہنچا۔

ذی صبر و اتصاف الہی

در فوافض المصید

جب وہ تشریف فرما ہوتے ہیں تو وہ شہر سے جاتا ہے اور
جب کوچ کرتے ہیں تو شہر سے جاتا ہے۔

میں سے عرض کیا کہ یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم ہوتا
ہے، اہل حضرت سے فرمایا کہیں بلکہ یہ قاعدہ ہے حضرت
میراج النور صاحب روح ہوا نا عبد اللہ اور صاحب علیہ الرحمۃ
سید شان تھی کہ جب یہاں فروش ہوئے مجب روق ورجل
بیکل ہو جاتی اور حسب تشریف جاتے تو اواسی اور اب بیت
چھا جاتا، حال میں کے صاحب موجود ہوتے۔

دیات اہل حضرت ص ۹۰
امام علی ست اہل حضرت علامہ کے کہ میں تعلیم، توفیق میں
کوئی تہذیب و کرامت نہیں ہوئے دیتے آپ وصال سے کرام
سے بھی والہانہ عقیدت و محبت تھی۔

کرام حاج

اہل حضرت کو حاج و کام سے بھی والہانہ عقیدت و محبت تھی
حسب کوئی صاحب بیت اللہ کے حضور خدمت میں حاضر
ہوتے تو نہایت عجز و غبار سے اس سے رہتے اور احترام عقیدت
سے ان کی خاطر مدد فرماتے، لوگوں کا بیان سے کہ آپ

حاج مرام کے قدم چوم کر گئے تھے، جناب سید صاحب علی رضوی
صاحب کا بیان ہے کہ جب کوئی صاحب حضور کی خدمت میں حج
بیت اللہ کر کے حاضر ہوتے تو آپ کا ہند سوال بھی ہوتا کہ سرکار
میں حاضری دی؟ اگر جواب ثبات میں ہوتا تو ٹوٹا ان کے قدم
چوم دیتے اور اگر جواب نفی میں ہوتا تو مطلقاً صاحب نہ فرماتے۔

دیات اہل حضرت ص ۹۰
ایک بار غاؤ قعد ہے کہ ایک حاجی صاحب اہل حضرت کی
خدمت میں حاضر ہوئے چہچسب معمول شریف بھی مستعد
ہو کہ سرکار میں حاضری ہوں تو اسوں سے آپ رپید ہو کر عرض کیا
جی حضور مگر صرف دوں فی مرام، اہل حضرت سے نوران کی قدم
پاکی فرمائی اور ارشاد فرمایا وہاں وہ چند کام سیکھ بھی بہت ہیں
آپ سے تو محمد اللہ و دوسرا قیام فرمایا

دیات اہل حضرت ص ۹۰
جناب سید یوسف علی رضوی صاحب کا بیان ہے
صدر اشرف مولانا مولوی حاجی مفتی حکیم بہا علی محمد امجد علی
صاحب رضوی مدظلہ یازد حرمین شریفین سے آمد پر
حضور پر، اہل حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس پھنس رہے
بنیٹش پر تشریف سے گئے تھے، حضور سے ساتھ معتمدین کا
ایک بہت بڑا انجمن برن شاں و شوکت سے نعت خوان کرتا
ہوا آستانہ عالیہ و پش آیا یہاں مدراج و محسب مولوی جمیل
الرحمن حال صاحب سے بھی حسب تشریف شروع تھیں کی تھی
کہ حضور سے فرمائش کی۔

بھٹی سہائی صحیح میں خضد کہ فکر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
جس کوں رنج میں ہے خودی اے کیف وستی کی کیفیت
خارن ہو گئی

دیات اہل حضرت ص ۹۰
یہی اہل حضرت کی حاج ام کے ساتھ الفت و محبت، آپ
حاج ام کے قدموں کو دھو ٹوٹا میں چوم لیا کرتے تھے کہ اس
قدموں سے کوچہ جاناں کا کچھ چھائی ہے میرے لئے تو یہ بھی
بانت عزت و عظمت ہے۔

زور مہونہ اعلام مصلحتی

نئی کی کہانی سناؤ

رانی، بھوت پریت اور غریبی کہانیاں سناے کا رائج رپور ہے۔ مگر اسلام سے جس حد سے تلخی ہماری چھٹی رہنماں کی ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ گوئی کو فکر و تدبیر اور عبرت و نصیحت کا رپور یہ قرار دیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِي قَصَصُهُمْ بِعَذْرَةٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
ہفت ۱۰۰ بے شک ان کے قصوں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں

قِي قِصَصِ نَقِصِ نَقَبُهُمْ يَسْكُونُونَ عِزًّا
۱۰۰ اتو تم نصیحت (دے) دینا کہانی (سنناؤ) کہ نہیں وہ دھیمان کریں

یعنی بچوں کی ذہنی صداقت کے مدنظر ایسے قصے کہانیاں سنائی جائیں جس میں واقعات کے ساتھ عقائد کی وضاحت کی گئی نظر پائی تبلیغ اور معاشرتی چھائیوں کا پسو بھی شامل ہو تو اس سے بچوں کی ذہنی تفریح بھی ہوگی اور جان کہانیاں اخلاقی و درپردہ کی طور پر بھی پختہ ہوتے جائیں گے۔

کہانی سناے کا فائدہ

بچے جب دس برس آتے ہیں تو ان کا دل و دماغ ہر نقش و صورت سے متعلق و کورسے کاغذ کی طرح ہوتا ہے وہ اپنے پاس پاس کا ہر حوالہ دیکھتے ہیں اور قریب کی تو ان کو سنتے ہیں کچھ اور سن کر ہی وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ماہرین سے مطابق ہے کہ کسی بھی چیز کو تین طرح سے سمجھتے ہیں

(۱) کچھ (۲) سن کر (۳) حرکت کر کے احضرت

ماہرین و ائمہ رحمہ فرماتے ہیں

"بچہ والدین کے پاس امانت ہے اس کا پاک اور ایک

ایں جوہر ناپاب ہے جو ہر نقش و صورت سے حالی سے لپکے

رست کو سو سے پہلے ہمارے بچے میری خاطر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت کو ہمیں بھولنے" ہوا ہی کہانی سناؤ صدیوں سے ہمارے معاشرہ میں بچوں کو جہاں سناے کی رسم چلی آ رہی ہے، شاید ہی کوئی گھرا یا ہو جہاں بچوں کو کہانی نہ سنا دی جاتی ہو، یہ بچے محروم ہوں گے کہانی سناے کی شرافت نہ کر کے ہوں۔ بچوں کو جب تک کہانی سنانا جائے بچوں کو فائدہ پہنچتی ہے۔

ایک باغی، ایک رجز، ایک رانی کے پیسید
میں بچوں کو کہانی کہانی کے پیسید

کہانیاں بچوں کو تہذیب و ثقافت کا اہم حصہ ہیں، ان کا ہر تہذیب میں قصہ گوئی کی روایت موجود رہی ہے، عام طور پر کہانیاں سناے کی رسم رانی یا پادشاهی سے جسے میں آتی ہے ایک نوالہ کے پاس فرصت کی نہیں ہوتی دوسرے بچوں کے ساتھ سے ان کی ہمراہی بھی جلد ہو جاتی ہے، کبھی کبھی یہ ڈرامہ کی حالت پھولتی اور ماس باپ بھی بھلا کر آتے ہیں

عوام کہانیاں بچوں کو سنانے کے لیے سناتی جاتی ہیں لیکن بہتیاں سناے کا بیرون مقصد بچوں کی تربیت اور ان کی انکی نشوونما ہونا چاہیے تاکہ بچے ہمیں کھیل میں ان چیزوں کو سیکھ جائیں جو ان کی شخصیت کا انکی حصہ بن جائیں تاکہ جب وہ شعور سمجھ میں تو یہ چیزیں ان کی طبیعت میں رچ بس چکی ہوں مشہور مفکر اور مفکر ہونا تھا۔

"اسب و رکاب" صرف اربوں کی تفریح کے لیے نہیں بلکہ سیاست کا سبق لکھانے اور قاعدے کاوں بناے میں بھی بہتر ہے۔" آتی ہیں۔

نہ موقوف ہمارے معاشرے میں بچوں کو پر یوں، رجز

رنگ حافظ محمد باشم قادری صدیقی

اولاد کی پرورش بھاری! کتے کی پرورش پیاری



بہت بڑی محنت ہے اس لیے سب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی دعا مانگی جائے تو نیک اور صالح کی دعا مانگی جائے، حضرت ر علیہ السلام سے دعا مانگی جس کا قرآن مجید میں اور عادیث طیبہ پر مفسرین و مفسرین کتب میں موجود ہے۔
حضرت ر کریم علیہ السلام کی دعا اوراد کے لیے

حضرت ر کریم علیہ السلام نے یہ ایشیاء مانگوں جن میں کی وجہ سے وہ بھی ہے اور ان جن میں وہ بڑھے ہو چکے تھے اور ظاہری طور پر وہ وہ سے سے مکاتبت بھی تھے ہو چکے تھے، میں جب حضرت ر کریم علیہ السلام سے حضرت بنی مریم سے پاس بے موقعی بہت اعلیٰ قسم کے پھل پکھے، تو آپ کے پاس میں یہ خیال آیا۔ جب میرا آپ بے موقع پھل عطا فرماتا ہے تو اس کے لیے اور دوسرا کیا مشکل ہے، اور دیکھتا دیکھتا بخش سے دعا کا روپ اختیار ہو، اللہ تعالیٰ سے حضور مانگنے کی ہمت پیدا کر دی اور پھر بے ہمتی کے لمحہ سے ہوں پر یہ دعا آگئی

هَذَا لَكَ خَيْرٌ رَّكَوْنَا رَبَّنَا قَالِي رَبَّنَا هَبْ لِي مِنْ مَدَنِكَ
خَيْرِيَّةَ ظَلِيَّةٍ لَكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اَمِنْ رَكِيَا لِي
سَبَّ سَبَّ مَا لِي عَزَمِي لِي سَبَّ سَبَّ سَبَّ سَبَّ سَبَّ سَبَّ
ہارگاہ سے چہرہ اور عطا فرما، سب شک تو ہی دعا سے
والا ہے۔

حضرت ر کریم علیہ السلام سے جب اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی تو انہیں بیت المقدس کی محراب میں دروازے بند کرنے پر آمراہ لاری حاکم کی دعا کے آداب میں بھی ہے جس جہد محنت، الہی کاروں ہو، وہاں دعا مانگی جا رہے ہیں جس مقام پر حضرت مریم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ دعا کے بعد انہیں حضرت ر کریم علیہ السلام سے دعا مانگی، اسی وجہ سے دعا کے بعد

بھارت رت تو جو ان کی طاقت سے بھرا ہو ملک ہے۔
بھارت جیسے عظیم ملک میں تو جو لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، خود حکمرانی سے بھرا ہو بھارت جو لوگوں کی تعداد پر لڑتا ہے یہ کیوں ممکن ہو چلین کی طرح شرح پیدا نہیں صرف ایک بچہ کے فائدہ کے تحت کیا یہ ممکن ہو؟ آج کل ملک کے سیاست دان بھی اس جانب بھی سوچیں، وہاں پر ہر قسم مسرہ و درود اور مودی جی تو جو لوگوں کا کچھ کچھ گانے گاتے ہیں، تو جو لوگوں کی طاقت سے تو تائی، دی رہنمائی قوت حاصل ہے، وال بھارت بے سہ سے قافلوں لاکھ لاکھ ان مشنوں کو چاہتا ہے، چلنے کی مشن وہاں سے ماسے ہے، خیر قدرت کا نظام اور ان کی نظام میں رہیں، ان کا فرق ہے جو قدرتی نظام میں ہی مرضی صوبے کا قدرت اسے معاف نہیں کی

نیک اور اہمیت لگی ہے پڑا ہوا نیک

ارشاد: یا بنی اعلیٰ ہے

قَدْ اِن تَعْدُوْا عِمَّةَ اللّٰهِ لَا تَخْصُوْهُ لَئِنْ لَّانَّ تَغْفُوْرٌ
وَجِيْهَةٌ۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو گنو نہیں کر سکتے۔
سے شک اللہ بخیر و لا مہرباں ہے۔ ۱۶ مئی ۱۹۸۵ء

چا شہر اولیٰ اللہ رب العزت کی جوتہ کی نعمت ہے، اوراد سے بے انہیا سے ہم سے اللہ سے دعا میں مانگی حضرت ر کریم علیہ السلام سے رب تعالیٰ سے دعا کا

رَبَّنَا هَبْ لِي مِنْ مَدَنِكَ خَيْرِيَّةَ ظَلِيَّةٍ لَكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اَمِنْ رَكِيَا لِي
نیک دعا عطا فرما، قَبْلَ تَقَرُّرِ نَافِثَةٍ بِخَلَا بِرِ حَبِيْبٍ۔ تو ہم سے سے خوش خبری سنائی ایک عقلمند کے۔

روح حیات: آیت ۱۰

اس آیت کریمہ سے معلوم ہو کہ نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی

ایک معروف ملی علم کے ظہر سے

جنات کی مختلف شکلیں اور ان کے اقسام

جن شیخ نجدی کی شکل میں

حضرت سیدنا میں جس دھی اللہ تعالیٰ چھا ہے، فرمایا کہ گفتار قریش اور اندوہ (کھین گھڑ) میں روپ کریمہ شیخ نجدی کی نسبت مشورہ سے کئے گئے جمع ہوئے تو بیسیس جنس یک پڑھنے کی صورت میں تیار ہے لگا کہ شیخ نجدیوں، مجھے تمہارے سے جس جناب کی اصلاح ہوں بوشن آیا مجھ سے تم کچھ۔ چھپانا، میں تمہارے رفیق ہوں، اس معاملہ میں بہتر سے سے تمہاری مدد کروں گا اسوں سے اس کوٹ مل کرین دریدہ مہم شیطانی کے متعلق اسے رو شروع ہوئی ابوالکثری کے کہہ کہ میری دانسنے یہ ہے کہ عمر و مہم شیطانی کا پکڑا ایک مقال میں قید کردادار مصبوط بند شوس سے دندہ در در رہا رہا، صرف جب سورج چھوڑا جس سے بھی کھسکی کھد پال، اس سے اور وہی وہا کہہ ہو رہا میں

اس پر شیطان جنس جو شیخ نجدی بنا ہوا کھا ہوت، خوش ہو اور کہا بہت ناقص اسنے ہے، یہ خبر مشہور ہوئی اور اس کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور اس کو تمہارے دھ سے چھوڑیں گے، تو اس سے کہا شیخ نجدی ٹھیک بتاتا ہے پھر بڑے میں عمر و کھد ہو اس سے بہ میری سے یہ ہے۔ اس کو (یعنی محمد بن عبد اللہ کو) اس پر سو کہہ کہ پہ شہر سے نکال پھر وہاں کچھ بھی کریں اس سے نہیں کچھ ضرور کریں، ابلیس سے اس نے ہوگی ناپسند یا اس کہ جس شخص سے چھارے ہوئی را دیتے اس تمہارے، الشہدوں کو حیراں بنا دیا اس کو اس طرف پہنچے ہو تم سے اس کی شیریں غلامی وسیف ہاں اس کی نہیں، ابلیس ہے، اگر تم سے یہ کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کرے، ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔

انہی جمع نے کہا شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر اس

جنات اللہ تبارک و تعالیٰ۔ جب عجیب و غریب جنات اللہ سے اصل کی عبارت سے انبیاء کی و نظر کی شاں بخش ہے عذر معذور، کوئی رمر اللہ تعالیٰ علیہ السلام لکھتے ہیں جنات جسم سو بد ہیں جس میں سے بعض یہ سب مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ دو منگی رہتے ہیں، بسا اوقات اپنی اصلی شکل کے علاوہ کسی اور شکل میں نظر آتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ اپنی غلطی صورت میں بھی نظر آجاتے ہیں لیکن ان کو اصلی شکل میں دیکھنا انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیائے کرام کو ہر گز حاصل ہے۔

روایات ۱۰۰ ص ۳۰

تفسیر عرادی میں ہے: حادث سے معلوم ہوا ہے کہ ان کی شکلوں میں بہت اختلاف ہے یعنی ان کی ایک معین شکل نہیں ہے بعض سے پر ہوتے ہیں، وہ تیز ہو میں اُسے کہتے ہیں بعض ساپ اور کتے کی شکل میں کر پھرتے ہیں، بعض آبیوں کی صورت میں ہوتے ہیں اور ان کے گھر پار ہوتے ہیں کہ کوچ اور قیام بھی کرتے ہیں لیکن ان کے گھر در گھر سے کی جگہ کثرت و زنجور پہاڑ ہوتے ہیں

تفسیر عرادی ص ۳۰

جنات اپنی شکلیں کس طرح تبدیل کرتے ہیں؟

حضرت علامہ بدر الدین محمد بن احمد بنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

تو کسی بوجہ سے مایا کہ شیاطین کو اپنی حقیقت یا شکل تبدیل سے پر کوئی قدرت نہیں ہے، ہاں یہ اس وقت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہی قدرت یا احوال سے کہ نہیں وہ پڑھیں یہ کریں تو ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل ہو سکیں۔

درماتہ ۱۰ ص ۱۳۳

میں نصرت حصص طاعتی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہی میں تھا کہ (۱) ہم نے ۱۰ بجھا جب شیخ جو سعید سرور رحمہ اللہ اور سعید احمدی (۲) یعنی جس کے سرور احمدی سے ہوا سعید تھے گاؤں و قلوں سے روہے، حضرت حصص رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے مجھ سے فرمایا ہے ۲۔ باب ۱ یا تم اس پڑھے کو دیکھو وہ ہے جو لوگوں کو توجہ دے رہا ہے، یہ عمر بن حسن ہے یہ زمانے کے بعد حضرت حصص رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اس نے فریب گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا جب حضرت حصص رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی طرف مٹھو سے دیکھنا شروع کیا تو اس سے اس وقت جو تے اٹھا سہ اور بھاگنا شروع کر دیا لوگ بھی اس کے پیچھے بھاگے، حضرت حصص رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے لگے ۳۔ وگوا یہ عمر بن حسن سے

۱۸۰۰ قادیانہ جہان فی، اختلافہ جہان ۸۰

جن دنٹ کی شکل میں

حضرت سیدنا عبد اللہ بن معقل غریبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ سے روئے ہوئے ہوئے کو فرماتے ہوئے سنا، تم ۱۰ اتوں کے پیچھے کی جگہ کے قریب باز دست پڑھو کیونکہ اس وقت میں سے بھی پیدائے گئے ہیں کیا تم ساری آنکھوں سے ان کی پھون ہوئی سانس کو نہیں دیکھتے سب وہ بد گئے ہیں، ان خبریوں سے باز رہنے کے قریب مار پڑھو پوندہ دور دست کے زیادہ قریب ہیں۔

۱۸۰۰ قادیانہ جہان فی، اختلافہ جہان ۸۰

جن گئے کی شکل میں

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ (بعض) گئے بھی جنات ہوتے ہیں ۱۰ یہی کزور قسم کے جنات ہیں، بہرہ جس کے کھائے کے وقت تاتا جاوے تو وہ سے بھی کچھ کھدوے یا اسے جگا سے

۱۸۰۰ قادیانہ جہان فی، اختلافہ جہان ۸۰

جنات اصلی شکل میں نظر کیوں نہیں آتے؟

جنات بھی ہمارے ساتھ اس زمین میں رہتے ہیں لیکن وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے، اللہ تعالیٰ ارشاد

بہل ہوا اور اس سے پیرے کی قریش کے ہر ہر ہا دال سے بک حب عالی نسب جو سکتے کیا جائے اور ان کو تیر تلواریں دی جائیں، وہ سب یہ گئی ان پر حمد اور کوا قس ۱۰ میں تو ہی پاشم قریش سے تمام توکل سے نہ دیکھیں گے، عایت یہ ہے کہ جس کا معاوضہ، بیکار، سے ۲۰۰۰ روپے دیا جائے گا، بیعتیں نہیں سے ۱۰ جوہر کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب طاقتور ہو گئی، حضرت جبریل علیہ السلام سے سیدنا مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ۱۰ قدر گزراش کیا اور عرض کیا کہ حضور ﷺ اپنی خوب گاہ میں شب کو رہیں اللہ تعالیٰ سے اس سے ۱۰ ہے، مدیہ طیبہ کا عزم کرنا میں حضور ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شب میں اپنی خوب گاہ میں رہنے کا حکم دیا، فرمایا کہ ہر رات چار و شریف اور چھوٹیں کوں ناگو رات پیش آئے گی، حضور ﷺ نے دوست سے ۱۰ ہے قدس سے باہر تشریف لائے اور یہاں مشت حاکم است مبارک میں ہی اور آیت (وَأَن تَجْعَلُوا فِي عِبَادِكُمْ نُجُودًا) پڑھ محاصرہ کر کے ۱۰ کوں و مدد دینی سب کی آنکھوں اور سرور و ساری پستی سب سے ہے ہو گئے ۱۰ حضور ﷺ نے کوں دیکھ گئے اور حضور مع سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہار فور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے کوں گوں کو عاتیں پہنچا سنے کے لئے تہذیب میں چھوڑا۔

مشترکین سے بھر سیدنا مہدی علیہ السلام کی واپس سرے کا پہرہ ۱۰ پیرے سے صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان سے حضور ﷺ کو وریاست کیا گیا کہ جاساں، انہوں سے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں کہہ تاش کے لئے لکھے، جب مار پڑھتے تو طوفان کے جالے دیکھ کر کہے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے مانی نہ رہتے حضور ﷺ اس عار میں تین روز ٹھہرے پھر مدیہ طیبہ روانہ ہوئے

۱۸۰۰ قادیانہ جہان فی، اختلافہ جہان ۸۰

جن مفتی کی شکل میں

حضرت مفتی بن ثابت رحمت اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے ہیں کہ

فرماتا ہے

إِنَّهُ يَرُكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَنْتَوْنَهُمْ رَاقًا
تَجْعَلُنَا الْمُشْرِكِينَ أَوَّلِيَّكُمْ يَلْبَسُونَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ۱۶
اس آیت سے شک وہ اور اس کا سہہ نہیں وہاں سے دیکھتے
ہیں تم نہیں نہیں دیکھتے ہے شک ہم سے شیطانوں کو
فاروسہ یا ہے جو یہاں نہیں آتے (۱۶/۱۶)

صدرالافتا مولانا سید محمد رفیع الدین مراد آبادی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر خزان العرفان
میں لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے جوں کو ایسا دراک و ہے کہ وہ انسانوں کو
دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا دراک نہیں ملتا کہ وہ جوں کو
دیکھ سکیں

حضرت سید عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی
ہے جب اللہ تعالیٰ سے سورہ (یعنی جبر کی آیت) سے سزا میں
جسے (۱) سے ابو جہات کو چید فرمایا اور اس سے پوچھا کہ میں
اس احبار کی کیا خوشی ہے اس سے کہا میری حسنا یہ ہے کہ
ہم سب آدمی نہیں اور ہمیں کوئی نہ دیکھے اور ہم میں میں چھپ
حاشیہ ۱: ہمارا ہمیز عمر بھی مرے یہاں تک کہ اس کی جوں
و ہیں آج سے۔ یعنی وہاں ہمیں عمر بھی جوں ہو کر مرے۔ تو
اللہ تعالیٰ سے اس کی یہ حسنا پوری فرمادی اسی نے جہات ہم سب
نہ دیکھتے ہیں میں ہم لوگ نہیں دیکھ پاتے اور جب وہ
مرے ہیں تو میں میں غائب ہو جاتے ہیں اور ان کا پورا بھی
جوں ہو جاتا ہے۔

اکامہ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۶/۱۶)

علامہ بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۶/۱۶) لکھتے
ہیں حضرت رافع بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے
مام ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عاویہ
شخص یہ کہاں سے اس سے جن کو تھا ہے تو میں اس کی گوی
باطل قرار دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا

إِنَّهُ يَرُكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَنْتَوْنَهُمْ رَاقًا

يَجْعَلُ الشَّيْطَانُ قَوْمًا يُبَيِّنُ لَكُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ۱۶

۱۶/۱۶ اگر یہ کہ وہ کی ہو (۱۶/۱۶)

بازر ہے۔ ہمارے اساتذہ جنات کو اصل حاکمیت میں نہیں دیکھ
پاتا بلکہ شکر یہ کہ کسی اور شکل میں ہوں تو اس کا ن و دیکھنا شیر
روایت سے ثابت ہے۔

جنات کی مختلف شکلیں

علامہ بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۶/۱۶) کی
کتاب اکامہ المرجان فی تحقیق الجنان میں لکھتے ہیں
بلاشبہ جنات انسانوں اور جانوروں کی شکل اختیار کر لیتے
ہیں چنانچہ وہ سانپوں، بچھوؤں، انٹوں، بیٹوں، گھوڑوں،
بیلوں، خجروں، گدھوں اور پرندوں کی شکلوں میں بدلتے
رہتے ہیں (۱۶/۱۶)

جنات کی قسمیں

حضرت سیدنا ابو نعیم شمسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی
ہے کہ شیشا و مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا
جنات کی تین قسمیں ہیں اول قسم کے پر ہیں اور وہ
میں رہتے ہیں دوم قسم کے پر نہیں اور ان کی شکلوں اور سوز جو
مغرور و قیام سے ہیں۔ (۱۶/۱۶)

شارح بخاری علامہ بدرالدین محمد بن احمد شبلی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۶/۱۶) سے فرمایا کہ، عارضہ صراحت اور شارح بخاری
و فکر کے جنات کی چند قسمیں فرماتے ہیں

(۱) جنات سے عمریت بھی کہتے ہیں۔ یہ حسب سے خطر، ک
اور حبیب جس سے جو کسی سے مانوس نہیں ہوتا، جنگلات میں رہتا
ہے، مختلف شکلیں بدلتا رہتا ہے اور رات کے وقت دکھائی دیتا ہے
اور کچھ سحر کر کے وہ مسافر کو غماز دکھائی دیتا ہے جو اسے اپنے
صداقت میں سمجھتا ہے، یہ مسافر کو دیکھتے سے بھگتا ہے
(۲) بعض جنات بھی جنگلوں میں رہتا ہے، حسب کسی انسان کو ملت
ہے تو اس کے سامنے ناچنا شروع کر دیتا ہے اور اس سے چو ہے
یہی کاہل کہلاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۷

مستقبل (۱۶/۱۶)

سعودی سپاند کی حقیقت

رکھ دیا یہی وجہ ہے کہ دورِ رہتے ہو امریکہ فریقہ برطانیہ
ہندستان پاکستان اور انگلستان میں ہیں لیکن ہات سعودی عرب
کے چاند کے علاقہ کی رہتے ہیں، اپنی نظروں سے یہ موجود
آسمان نہیں نظر نہیں آتا۔

نہ کی یادوں میں چھپے اور گھر سے چاند دکھلائی کرے کی
واقعہ اکبر کی مٹی ہے، اسی سے وہ موبائل پر سعودی چاند کے
علاقہ کا تماشا شوق سے دیکھتے اور دکھاتے پھر لے ہیں اور اس
سے درپے درپے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرے کی کوشش کی جاتی

ہے، میں سے جان بوجھ کر یہاں جسے کالفاظ مستعمل ہیں ہے، اس
پسے کہ مجھے معلوم ہے سعودی چاند کی حقیقت کتنی ہے؟

اللہ کا فضل ہے کہ نہ جانے اہلِ ملت کے دامنِ کرم سے
وابستہ ہوئے کے سبب مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ موبائل،
میں بک دور انس پہ پر چاند بیک سے شرقی شہادت میں
یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسند مبارک کی کسی جگہ
ہوئی خلافِ دور کی ہے؟

جو مولوی محقق صاحبانِ شواہد سبزیہ کی خبر اور میں بک انس
اسپ سے چاند پہ یقین کے مختلف شہر ہیں، صغیر میں رمضان
اور عید کا علاقہ تھے ہوئے خوب واہی ہوئے ہیں، حقیقت
تو یہ ہے کہ اس معاملے میں، خواہست میں کا شکا ہیں، اگر اس
مسئلہ میں نہیں کہہ دوں جاہل کوئی کہے تب بھی غلط نہیں ہوگا، اس
لیے کہ سبب اس دور موبائل کی خبر و شہادت کا درجہ دیا جائے؟
کب سے تسلیم کرے سے الکا رہا چاہے؟ اس کا کوئی بھی
اصول اور ضابطہ اس سے پاس نہیں جیسی ہو چکی ہے، اسی سے
مطابق وہ کبھی لی وی موبائل کی خبر کو شہادت میں بیٹے ہیں اور
کبھی سے حد سے سے نکار کر دیتے ہیں۔

سعودی چاند؟ ایک غریب اور بھوکے ہے اس ویدو
کلب سے بھوکے سب سے بڑے مٹی کا پوسٹ مارک
۱۰، کیا عمر کے ہے چاہے اسے اور مسلمانوں کے یک
یہ دور سے نصا ہو گئے؟ کیا دیا کے درود مسلمانوں کی
سعادت سے محروم ہو گئے؟ قرآن و سنت پر عمل رے کا حق
ڈھنڈھو، اہلِ سنت خائف خدا کی جانب سے پشیمان ہے، اس
سے نہیں رہا یہ خدا فرات و سنت کی پیامت کی خلاف ورزی
کرتے ہیں۔

جس کا ایک کھلا شہادت، ریت ہلا ہے، اس اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حد میں بڑا مشہور و معروف میں جس میں مسلمانوں
کو یہ حد میں ہے کہ چاند دیکھ کر درود رکھو، چاند دیکھ کر
عید مناؤ، اسی طرح حد میں پک میں اس بات کی بھی تاکید
موجود ہے کہ اگر 29 تاریخ کو چاند نظر آئے تو مہینے کے 30
دن مکمل کیے جائیں۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ قرآن و حد میں کہیں بھی یہ بات
نہیں کہی۔ پوری دنیا میں، یہ آج دنیا میں، یہ اس پاس کے
خلف اور ریاستوں میں، بک میں سے درود شروع یا خانا
چاہیے اور بیک میں دن عید منائی جانی چاہیے اس کے وجود
سعودی عرب سے 14 سال لگ میں ایک ساتھ عید منائے کی عرض
سے مسند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ایک یا نظام بنایا
اور بیک یا کیلنڈر بنایا کر کے جوئے مسلمانوں کے میں رویت
جہاں کے مسئلہ پر فتنہ اور علقش پیدا سے رکھ دیا ہے

سعودیوں کی وفاداری کا ثبوت پیش سے کہ یہ سعودی
امداد سے پٹنے سے مسند میں کے تھامے بھی ہیں کے مختلف خطوں
میں بے مسلک کے سے دلوں کا امن اور صانعِ خرب کر کے

ہم کے ساتھ رحمت اللہ علیہ بھی لگا رہے ہیں، وہ صاف صاف ہے دیگر علما، موجودگی میں یہ کشاف کر رہے ہیں کہ سعودی عرب کے چاند کو سے عید پر جو اختلاف تھا، اب کچھ مسائل ہیں جس سعودی چاند کو فائو یا جاتا تھا، وہاں سعودی چاند کو تسلیم کرے سے انکار کر دیا گیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مولوی صاحب اس عید پر طلب میں بڑے انگوٹے کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ سعودی عرب میں 24 ستمبر 1985 سے جس شہری سینڈر سے مطابق باغ، عیدین کا عذر ہو رہا ہے، وہ خود کی میلاندر سنت اور شریعت کے بالکل خلاف ہے۔

اس کا کہا ہے کہ اس سعودی کینڈر پر 14 سال تک سے تفاق کیا اور اس کے لیے جو کمپنی بنائی گئی تھی، اس میں صرف ایک عالم تھا، دینی سب چارہ سال تک کے دور شامل تھے جو عالم تھا، ویسے میں کاسر، تھا چبے وہ عبداللہ بن با کے نام سے جاتی ہے، معلوم ہو کہ چاند کیلئے بغیر چاند کا اعلان سے دوسرے سعودی عرب کے مدعی سینڈر، وہاں لڑتے کے سب سے بڑے مفتی کے حمزہ ہے، اس پر پٹنہ سال 4 ہے کہ تک سب کو آخر کے اس بدعت کو اس رس و کس تاریخ و عید کیا گیا یہ سب کچھ معلوم ہوئے کے باوجود نئی حدیث 1 جو ہدی، مورووی اور غیر مفند علما سے اس ن مدد اور حکمت نہیں کی بلکہ برسوں سے اس کی تائید اور حریت میں اس سرگرمی اور اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اس کے باوجود اس اور سنت پر عمل کر کے کان کا جھوٹا دکان مھوڑا اور رفر رہے، پوری سیٹیں چاند کو سے ہمیشہ جو حکمت پید ہوئے ہیں اس کی جز و رہا ابھی سعودی میلاندر ہے، اسی طلب میں ایک اہل سنت حق تعالیٰ کی پچھل سے: چ یہ مولوی صاحب یہاں اور، ساحیر رکن مات بھی کہہ رہے ہیں کہ سعودی عرب کے سینڈر کے مطابق وہاں 29 تاریخ لوچند 1 ایسا ہے، بے گن کا دعویٰ ہے وہ 29 تاریخ کہیں ہوتی بلکہ 28، تاریخ ہوتی ہے، ماحتم تھے ہاں یہ اسوں سے یہ امت ہواں کی سب سے کہ سعودی کینڈر کے مطابق ہوگے 29 تاریخ و چاند، طے کا انگوٹے لگے ہیں، کا یہ انگوٹے سے صحیح ہو سکتا ہے

کئی اذعان سے پوچھئے کہ مولوی صاحب جب فی وی، یڈی و روشناس میری پر ایمان لایا ہے تو پھر 24 گھنٹے کی، خیر کے بعد کیوں ایمان نہ آئے ہو؟ سعودیوں کے ساتھ ہی کیوں نہیں رمضان کی ابتدا اور تھا کرنا سیکھ جاتے؟ تب معلوم ہوگا کہ اس آسان سے اور چھوٹے سے سوال پر بڑے بڑے لفتات رکھے دے یہ مولوی صاحب کی یہ حالت جتنی ہے؟ سعودی عرب کو چھوڑ دینے، تو بہت دور ہے، ہمارے ملک ہندوستان میں میرہ سے لوگ ہمیشہ ایک ان قبل عیدوں کی تاریخ میں مضاف شروع کرتے ہیں اور عید مناتے ہیں۔

کیا غیر مفند، بوجہ اور وہی علمتہ میں نہ کیر لاکے لوگوں کی اہل اور سامع سے میں نہیں کو ہی دقت اور پریشان سے؟ تب ہم بات یہاں یہ بھی ہے کہ جرم سے سے بعد بھی اس معاملے میں مجرم لوگنا و کار نہیں کھجنا تا قرآن و سنت سے حکامات کی اہلی ہونی خلاف ورزی سے دوسرے مولویوں کو جب قرآن و سنت پر عمل کرے کاسرینفٹ ریجے گئے، تو پھر یہ ماسیاں چاہیے نہ قیامت ہم سے کسی قدر قریب پہنچ چکی ہے

تب آئے سعودی چاند کی خبر دیتے ہیں اس سعودی چاند کو سے میں سنت کے خلاف 14 سال کے برعکس میں ہمیشہ اختلاف و کشاف پید کرتے تھے، اب اس سعودی چاند کی حقیقت یہ کہ سامعے خود، اس کے پے لوگوں سے فاش کر کے رکھ دی ہے کہ وہی لڑتے سے دستہ سعودیوں کا چاند یک دھو کہ ہے اور یک فریب ہے یہ مات میں نہیں کہتا اس ویڈیو طلب کو دیکھیے، جس میں یکہ مولوی صاحب یہ سب کچھ اور اس سے بہت دور کچھ کہہ رہے ہیں، ان مولوی صاحب کا نام غیر الدین قاسمی تھا، بعد بھارت سے، رہے وہ ہیں فی حال مچھتر، خط یہ میں مقیم ہیں تعلیم و راہ علوم ریو بند سے امور میات ہے، اور رویت جو کئی و ساتھ فرید کے جیسر میں بھی ہیں

یہی مولوی غیر الدین چہ معقید و راہ دور خود کی مفتی عبد اللہ، ہا کا پریش بھی اس فی وی شو میں رہے ہیں، کہیں ایک خطرناک بدعت کا سوجدگی قر رہے رہے ہیں اور ان کے

مخ کا وہ بی نہیں آیا پھر مخ کی رنگی کہاں سے ہو گئی ہے؟
عمر کی رنگی کی عرص سے کہ شریف اور مدیر شریف ۲۰ سے
۱۰ سے کروڑوں مسلمان رمضان کے ایک روز سے سے عمر ہو گئے
تیں؟ ۲۰ سوری پال سے بناسنہ گئے بڑے بڑے مدرس کے
تمام معود ہوا مفت کیا معویوں کے بدعتی کینڈر سے اٹھنے و
ال غدا شات کا جواب اسے دریا سے مسلمانوں کے اظہار
اور بے چینی کو ختم کر ملتے ہیں؟

□□□

من ۲۳ مہر کا بقیہ

مستمال کیا ہے ہوں نے اس خط ۲ مہر کا آئینہ دینا یا ہے
کی رو سے اس خط کا تقویٰ پامان ہو رہا ہے اس پر غور رکھنا اور
مجھے کوشش کریں، میں نے اس خط کے تعلق سے اپنا عقیدہ
پیش کر دیا ہے اور اس کا اس تعلق سے کیا نظریہ ہے وہ جانے اور
اس کا کام جسے میں اس سے کوئی لینا یا نہیں

□□□

من ۲۳ مہر کا بقیہ

اللہ سے جن ظلمات سے شہداء پروردہ ہے ہاں اللہ کی
اسماء ان ظلمات کی رویت میں امام مسلم متقدم میں اس حدیث
۱۰ امام بخاری کے متعدد مقامات پر امام داؤد اور خود امام مسلم
نے دوسری حدیث روایت کی مگر ان ظلمات کو رک کر دیا تو یہاں ۱
صور میں ہو سکتی ہیں اور یہ کال ندی کی سوا سے مہر اظہار میں تو
یہ یہ ہیں کیساں کے ظلمات مہر آتش اور رد کے ظلمات کی
شرح دینی گئے اور کوئی مخالفت نہیں ہوگی اور یہ کہ وہ مہر ۱۰ نے
جہاں جو ابائی وہی چاہتے ہیں یعنی ایت با ن اعلیٰ تو اس
صورت میں یہ عبارت شاد و مسکرتہ پاسے گی کہوں کہ یہ وہاں
کیساں سے مہر عیش و سرور کی مخالفت کی ہے یہی وجہ ہے
کہ امام بخاری ۱ امام داؤد ۱۰ سے ہیں کیساں سے ظلمات کو
ترک کیا اور ان کا اس کلمات کو کہ نا میں پر شدہ ۱۰ ہے اور
کلمات شاد سے جب عفا کند میں مدد رس دست نہیں۔

□□□

اس لیے کہ حقیقت میں ۲۸ تا ۲۹ ہوتی ہے اور ۲۸ تاریخ ۲
چاند نظر آتا نہیں کی نہیں ہے

یہ مہر صلیب افسوس کے ساتھ کہہ رہے ہیں عوام کو
یقین کی نہیں ہوتا کہ تہذیب ملک آتی ہاں خط کر سکتا ہے اور یہ
کے مہر بروڑوں مسلمانوں سے یہ دور سے تھا اور حج کو
رہا۔ رکتا ہے میں چاہتی ہے کہ معوی عرب میں یہاں ہو رہا
ہے اس بات کی تصدیق کے لیے ایک بری کی انہو سب سب
کا مگی افسوس سے حوالہ دیا ہے اسی طرح ایک ہی خطرناک
بات مگی ان مہر صلیب سے بیان کی ہے کہ معوی مفتی عہد
انتہا بن رہے تو رویت جہاں مفتی چاند، یکے ۱۰ چاند کی شہادت
یہ دینے والے مسئلہ کو بالکل نظر انداز کر رہا ہے اور رویت
جہاں کی ہے اور قر کے حق چاند و تسبیہ کرے وہ بدعت
بد کی جس سے چاند کی شہادت کا کوئی تعلق نہیں چاہا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سب افسوس سے کہا ۱۴
مہر لک کا کسی ایک سینڈر پر چاند کی شہادت کے حقیق ہونا ممکن
ہی نہیں تھا، اس سے شہادت قر کے مجاہدے مک یا متقدم و استقامت
کرتے ہوئے دجور کو بد معوی سینڈر دینا یا گیا یہ
شریعت کے ساتھ ۱۰ دینا مہر سے مسلمانوں کے ساتھ کیا خط
معتق ہے سے محسوس کیا جا سکتا ہے نہیں ہوں میں شہادت ہے
کہ جب گزرتے ہیں برسوں سے ہر سال مکہ معظمہ در مدینہ سورہ
میں مہر مسلمانوں کے ایک روز سے قصا ہوتے ہے
جب ان کے بیان کی روٹی میں نہیں برسوں سے ہر سال دینا سے
لاکھوں مسلمانوں کو حج کی سعادت سے محروم کیا جا تا رہا۔

اس وقت یہ تمام لوگ کیوں حشر کی بنے ہوئے تھے؟ اور
آج بھی اس معاملے کو شدت کے ساتھ جن نہیں اٹھا یا جا
ہے؟ ان کے دعوہ و خط اور تنظیموں کی طرف سے اس کی تبلیغ
پانے پر مخالفت کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ یہ کوئی چھوٹی موٹی بات
نہیں اور یہ کامعہ نہیں بر ہی سنگین مسئلہ ہے دجور کی
دینا کے مسلمانوں سے جز ہو سکتا ہے بروڑوں مسلمان اس صورت
حال میں حج کی سعادت سے محروم ہو سکتے ہیں اس لیے کہ جب

لئے: سونے کا کوشہ، عام کاروری

پاکستان کی سنی پوسٹ

عقیدہ تجسیم اور شیخ السبانی

گروہ سے پیوستہ

حافظ ابی کے فرمایا

حداد بن سیدہ قال لا یحتاج بہ فیہ
یخالف الشذات علیہ الامامہ سیدہ ۲۶۱۱ ۲۶۱۲
سے۔ حداد نے جن روایتوں میں تھا۔ کی مخالفت کی ہے
ن سے استدلال کیا جائے

حداد بن سیدہ کی برگی و مخالفت میں کون کون نہیں ہیں حداد
میں کلام ہے جس کی کتاب میں ن سے پہلے وہاں سے تحریر ہے کہ
وہی بھی اور علماء دین سے ملاقات کے پہلے وہاں سے تحریر ہے کہ
پہلے سے تھے پھر ملاقات کے بعد انہوں نے اس حدیث سے
بیان کرنا شروع کر دیا حداد وہی حدیث اس کی روایت ہو
تو اس سے پہلے ہی ہے اس سے خلاف یہاں تک اس لئے یہ
وہی عقائد سیدان باطل کی نہیں سنیں البانی سے عقیدہ ہے کہ
مطابق تھی اس لئے اسے کچھ نہ عقیدہ نہیں کی اور اسے بڑھ گئے۔

حدیث سعد بن ابی وقاص ان النبی ﷺ قال سعد
بن معاذ لقد حکمت فیہم بحکمہ بولت من فوقی
سمیع مصادیہ حدیث صحیح أخرجه الترمذی
قال ابیانی واستادہ حسن۔ (مختار العیون) حضرت
سعد بن وقاص کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
سعد بن معاذ سے فرمایا فرمایا میں نے تجھے نہ تو کوئی
حاکم بنایا ہے اس بادشاہ کے حکم سے جو سات آسمانوں کے
اوپر ہے

یہ حدیث صحیح ہے امام سبانی سے تخریج کی ہے اس
حدیث سے سعد بن ابی وقاص سے دو روایتیں ہیں ایک محمد
بن سعد سے اور دوسری حداد سے امام شعبہ کی روایت

میں فوقی صحیح روایت کے لحاظ نہیں ہیں سے محمد بن سعد
سے روایت کی اور اس میں امام شعبہ کی مخالفت کی ہے امام
سبانی سے امام شعبہ کی روایت پیش کر کے فرمایا۔

قال حکمت فیہم بحکمہ المذت قال ابو عبد
الرحمن علفہ محمد بن صالح۔ (سنن الفضل حدیث
میں امام سبانی نے کہا محمد بن سعد نے اس کی مخالفت
کی ہے

ابن ابی حاتم نے کہا

سألت ابی عن حدیث رواہ خالد بن عبد الرحمن
عن محمد بن صالح الشہار المذنی عن سعد بن
برہم عن عامر بن سعد عن ابیہ قال ی سعد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حکم
فی ہنی قریظہ فل کر الحدیث قال ابی رواہ شعبہ
عن سعد بن برہم عن ابیہ عن ابیہ عن سعد بن
حدیث عن ابی عن النبی ﷺ وہو شہد وذا
خطاً محمد بن صالح شیعہ لایعین حدیثہ (العلل
لابن ابی حاتم جلد ۱ ص ۱۷۱) میں نے اپنے والد سے کہ
روایت کیا ہے میں روایت کیا جیسے خالد نے محمد بن
سعد بن برہم عن عامر بن سعد عن ابیہ عن سعد بن
حدیث سعد بن برہم عن اللہ کے پاس آئے اس میں اس دن
کو سنو قریظہ کا حکم بتا گیا پھر پوری حدیث ذکر کرنا کہ اللہ
مگر میں نے فرمایا اس روایت کو امام شعبہ نے اس حدیث میں
ابن تیمیہ ابو امامہ ابو سعید بن ابی ہریرہ سے روایت کی ہے وہ
وہ روایت غلط ہے محمد بن سعد نے شیخ ابی لکھنا ان کی
روایت کی مجھے پسند نہیں۔

امام دارقطنی سے فرمایا:

رواہ محمد بن صالح الشمار الہندی عن سعد بن
براحیم عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ
و وہم فیہ یضاً والصواب ما رواہ شعبۃ عن
سعد بن ابی ابراہیم عن ابی جراحۃ بن حلیف عن ابی

سعد بن خدیج (عن دارقطنی ج ۱ ص ۱۰۰)

صحیح ہے جس کو امام شعبہ نے اسعد زاجر امام ترمذی
سعد خدیجی روایت کی ہے۔

شعبہ "ابو اسعد" سے کہا:

واما الریاضہ فقد روہا ابن سعد فی تطبیقات و
ورعہ مدنی فی معجمہ وصحہ کالشارح مع
ہ تفرد بہ محمد بن صالح شہار ومثله لا یقبل
تقدیرہ (عن الطبۃ ج ۱ ص ۲۸۹) میں مآلی تو اس کو ابن
سعد سے طبقات میں روایت کی ہے اور سے وہی سے
العباسیہ رکرنیہ شارح فی طرح اس کا صحیح کیا ہے یا جو
اس کے کہ اس میں محمد بن صالح سفر ہے اور سے لوگوں کا
تفرقوں ہیں کیا مانتا

یعنی ہاں وہ بھی سے محل سداں کھات حدیث کی نہیں
میں بلکہ وہی کے بڑھ کے پورے کھات میں جو منکر و شا کے
دے میں ہونے باعث باب حقائق کے لائن یا نکل ہی نہیں ہیں۔

حدیث عمر بن حصین عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال کان اللہ علی نعش وکان قبر
کل شئی وکتب فی اللوح کل شئی یکون ہذا
حدیث صحیح قد خرجه البخاری فی مواضع
المختصر (المختصر ص ۱۸) عمران بن حصین کی حدیث میں ہے کہ
رسول اللہ ﷺ سے فرمایا اللہ تعالیٰ عرش پر تھا اور ہر چیز
سے پہلے تھا اور لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا ہو چکا
ہو سے وہی نہیں۔

مذکورہ حدیث میں محل سداں کان اللہ علی العرش ہے،
نہیں اور انہی دو اس سے حدیث کے صحیح ہونے کو تسلیم کیا ہے اور

وہی سے یہ روایت بخاری میں کی جگہ ہے اور اس سے

اس کا تا یہ کی ہے اور بخاری سے پورے حدیث مکرر ہے ہوں
عن عمر بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال اللہ
علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعقدت
ناقضی بالیاب فکانا من منی لم یمر فقال اقبلو
البشری یا نہی تمیمہ قالو قد بشر لنا قد عطا
رتین ثمر فخر عنہ تلبس من اهل السیمین فقال
قبلوا انبشری یا اهل یمن اذ لم یقبلہم بدو تمیمہ
قالو قد قبلنا رسول اللہ قالوا اچنداك سائت
عن ہذا الامر قال کان منہ وہم یکون شتی غیرہ
وکلن عرشہ علی الماء (صحیح البخاری حدیث نمبر ۱۲۸۱)
عمر بن حصین کے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی
ہارگاہ میں حاضر ہو تو پچھلے روز سے سے ساتھ ہاتھ ۱۶
پھر ہاتھ سے کچھ وگت آئے تو حضور سے فرمایا بشارت
میں کرو اسے ہو تم اہل یمن سے ہا آپ سے ہمیں بشارت
دی ہو ہمیں وہ میرے رہے پھر یمن کے کچھ وگت سے تو
آپ سے فرمایا خوش خبری قبول رہا میں ۱۶ لو جسے ہاتھ
سے قبول نہیں کیا ہوں سے کیا تم سے قبول کیا یا رسول
اللہ ہاتھ وگت اس بڑی بات کو پوچھنے کے لئے حاضر ہو سے
میں تو حضور ﷺ سے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے سو کوئی چیز
تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

اس میں جگہ بھی یہی کھات ہیں

کان منہ وہم یکون شتی قبیلہ صحیح بخاری حدیث
نمبر ۱۲۸۱ اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز تھی۔

بخاری میں کھات کان اللہ علی العرش نہیں آیا لیکن
سدا و شاگردوں سے اس کا دینے کے لئے بخاری شریف کی
صحیح حدیث میں ہے مطلب کی چیز داخل کر دیا مستقر اللہ

حدیث عن عمارہ بن عمیر الدھنی عن ابی موسیٰ
الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال الکرمی موضع
القد من وہ طیف کا طیف الم من یبانی کہا و

میں اس کا موقف صحیح، اختلافہ العادۃ + حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا: ری دوں قدموں پر چلے گا، وہ کہے: یہ ہے اور اس کے لئے چرچہ اڑا دیا ہے جسے کھادو کے لئے ہوں ہے۔

اس کی سند میں قطار ہے پھر کیسے البانی سے دھوکا دیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ یہ صحیح ہے، یا صحت روایت کے لئے اتصال میں شرط نہیں ہے؟ محقق کتاب السنۃ لابن احمد نے اس کی تحقیق میں کہا:

فی اسنادہ التقطاع لان عمارة عن بعد یروى اباً صوحی، (کتاب السنۃ ۲۰۱) اس کی سناؤ میں قطار اس لئے عمارہ نے یومئذ کو نہیں پایا۔

تحدیث عن عمارة الدهلی عن سعید بن جبور عن ابن عباس، وسیع کوسمیه السموات و الارض قال: یکوسی موضع بقدرین ولا یقدر قدر عرشه (معجم بیروہری ۱۲/۳) حضرت ابن عباس کے فرمایا: میں نے کہا کہ گوی دوں قدموں کے رکھنے کی جگہ ہے ۶۶۱ م کے عرش کے برابر نہیں ہے۔

اس یومئذ وہی سے سعید بن جبور سے روایت کی جبکہ سعید سے اس کی سناؤ ثابت نہیں، مگر احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "لقد یسبح الدهلی من سعید بن جبور (جامع المصنف ۱۰/۵۱) وہی سے سعید بن جبور سے سناؤ نہیں کی عمارہ کی یہ روایت بھی منقطع ہونے کے باعث ضعیف ٹھہری۔

تحدیث عن عمارة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: یکوسی موضع بقدرین والعرش الا یقدر حد قدره البانی نے کہا صحیح موقف (مختصر البدایہ ۱۱۲) حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ گوی دوں قدموں کے رکھنے کی جگہ ہے اور عرش تو کوئی اس کی مقدار کے برابر نہیں۔

عمارہ ابی ایب روایت یہ بھی ہے: عن عمارة الدهلی عن مسدد البظون قال: لکوسی موضع بقدرین، (تفسیر طبری ۱۰/۲) مسلم بظون نے کہا: کہ گوی دوں قدموں کے رکھنے کی جگہ ہے۔

یعنی عمارہ کی جو بھی روایتیں یہاں عائشہ کی گئی ہیں ان میں وہ بھی صحیح ہیں، مگر عرب کا وہی ان پر صحت کا حکم لگا دیا گیا خود جو کہتے، لکری موضع القدرین کو عمارہ ابو موسیٰ اشعری سے کبھی سعید بن جبور سے کبھی ابن عباس سے اور کبھی مسلم بظون سے روایت کرتے ہیں، سعید بن جبور اور ابو موسیٰ اشعری وہی وہی سندیں ضعیف ہیں اور حضرت ابن عباس وہی وہی روایت خود یعنی ابن عباس کے موقف کے خلاف ہے جس کے سبب مرحوم و محدث ہیں، اس سلسلے میں حضرت ابن عباس کا موقف کیا ہے، امام ابن جریر فرماتے ہیں:

حدثنا یوکیوب وسلم بن جندة قال: حدثنا بن جریس عن مصطفیٰ عن جعفر بن ابی الفهمر عن عن سعید بن جبور عن ابن عباس (صحیح کوسمیه) قال: عدله (تفسیر طبری ۱۰/۲) حضرت ابن عباس سے فرمایا: اس کوسمیه (ابن کوسمیه) سے مراد اس کاظم ہے۔

واضح ہوا کہ عمارہ الدہلی کی روایت کی سند میں الخطراب بھی ہے قطار بھی ہے درابن عباس کے موقف کے خلاف بھی ہے پھر بھی البانی نے اسے صحیح کہا تو یہ روایت کا یہ صدمہ

تحدیث ابی سعید، بخاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: الا تأمونی وان آمنتم فی السجدة یا نبی خیر السماء صاعاً ومساءراً متفق علیہ مختصر البدایہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: کیا تم لوگ مجھ پر حکم نہیں کرتے مگر اللہ میں اس کا تین ہوں تو تمہارے میں ہے میرے پاس صبح و شام اس کی خبر تھی ہے۔

مگر بخاری نے حسب دلیل سند سے ان کلمات کی تخریج کی ہے۔

حدیث فقہیہ حدیثاً عبدالوہد عن عمارۃ بن
مقعد عن ابن شہریۃ حدیثاً عبدالرحمن بن ابی
سعود قال سمعت ابی سعید الخدری (صحیح البخاری
حدیث نمبر ۲۲۵۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۰۳ یہاں یہ چیز
محفوظ ہے کہ عمارۃ نے من فی سماء کے الفاظ روایت کئے
جبکہ ان سے اٹھنے والوں نے ان کے خلاف روایت کی۔
امام بخاری ۱۰ بت کرتے ہیں

حدیث قبضۃ حدیثاً سفیان عن ابیہ عن ابیہ
عن ابی نعیم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ ﷺ من یطیع اللہ فی عصیتہ
قیامہ من علی اهل الارض ولا تاصون فی صحیح
البخاری حدیث نمبر ۱۲۳۲ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۲۲۲۲)
(صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۳) (سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۷۳۳) حضرت ابوسعد
خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا کون اللہ کی اطاعت کرے گا جب میں ہی اس کی
نافرمانی کروں تو اس نے مجھ کو اہل زمین پر تین بار
مار مار کر لوگ مجھ پر بھروسہ نہیں کرے

امام بخاری و امام مسلم نے ایک ایک مقام پر عمارۃ کے
کلمات لئے اور فقہیہ مقامات پر ان کے کلمات کو ترک کر دیا اور
سعید بن سروق کے الفاظ نے جس میں ان ائمہ میں من فی السماء نہیں
ہے اسی طرح امام نسائی، امام ابوداؤد و امام احمد بن حنبل نے یہ
کلمات ترک کر دیے و جبکہ یہ یہ طرہ شاذ ہیں اس لئے
رعنا سے سعید بن سروق کی مخالفت کی روایت ہے کہ جب
تو اہل بیت کی مخالفت کرے تو اس کی روایت شاذ ہوتی ہے اور
روایت شاذ جب باب حکام میں مقبول نہیں تو باب عقائد میں
قابل قبول نہیں ہو سکتی ہے

حدیث بی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ ﷺ مدی نفسی بہذا ما من رجع بدعوہ موائۃ
لی فراشہ فتأبی علیہ الا کان الذی فی السماء

ساعت علیہا حتی یوحی علیہ روحہا ہر جہ
مسلم (مختصر العاد حدیث نمبر ۵۲) حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم
ہے اس کی جس کی قدرت میں مہربان جان سے تیس گناں کوں مرے
جس سے اپنی بیویوں کو سسرہ بنایا تو اس سے نکال کر دیا مگر
وہ جو تباہ ہے اس عسکر ک ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ
پتہ شوہر نوراضی رہے

امام مسلم کے نزدیک اس حدیث کی سند یہ ہے

حدیث ابن ابی عمر حدیثاً مروان عن یزید بن
کوسان عن ابی حازم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ ﷺ (مسلم حدیث نمبر ۱۲۲۱)
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ روایت کہ یہاں سے عس
ہی حازم بیان کیا اور اس روایت امام انیس نے بھی من ابی
حازم بیان کیا ہے جسے امام مسلم نے اپنی کتاب میں تحریر کر
لیا ہے۔

عن الاعمش عن ابی حازم عن ابی ہریرۃ رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ادعنا الرجول
امر الہ لی قر شہ قسم تأتہ فبات غضبان علیہ
لعدہ الملائکۃ حتی تصبح (صحیح مسلم حدیث
نمبر ۱۲۲۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری بیویوں کو پتہ بستر
جلائے پھر اس نے انکار کر دیا تو وہ روت گزرتی ہے اس
حال میں کہ اس کا غضب ہوتا ہے اور ملائکہ اس پر سخت
کڑے ہیں یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔

یہی روایت امام بخاری نے بھی لی ہے۔

مختصر حدیث نمبر ۱۲۲۲ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۱۳۳)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہی روایت امام بخاری نے من قتادہ
عن زرہ عن ابی ہریرۃ بھی تحریر کی ہے (صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۱۳۳)
اس روایت کو امام ابوداؤد نے بھی لی ہے۔ (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۱۰۰)

جولائی ۲۰۲۲ء

حدیث نمبر ۲۱۳

ستمبر ۲۰۲۲ء

حسان الہند علامہ سید غلام علی آزاد بگرامی! ایک تعارف

5 موجوداتی لوحہ ۲۰۱۱ میں آپ کا عربی منایا جاتا ہے

مندیہ کی تاریخ میں ہے تحقیقی قرون و اعادہ، ریحی، الی کارہ نے علیہ سہ شہار سے ساس و متحدہ خد میر سید غلام علی آزاد بگرامی علیہ رحمۃ کا اہم متا ریشیہ کا حامل ہے۔

(1) حسان الہند علامہ سید غلام علی آزاد بگرامی علیہ رحمۃ ہوئی صدی بھری کے عظیم مورخ ہیں۔

(2) انھیں ہی میں آپ کو سب میں جوہر حبیب عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے پھر سکین قلب کے یہ زیارت حرم میں ظہیریں سے یہ تہا پروہ و رطل پڑے۔

(3) شہر محبت مدینہ مقدسہ میں حضرت شیخ محمد حیات سہمی مدنی سے علم حدیث کا درس لیا۔

(4) اربعہ شہادۃ یا اور کی مدہ طرمہ میں قیام کہ معادہ مقدسہ و اسلامی آثار کی زیارت سے شرف یافتہ ہوئے۔

(5) علامہ آزاد بگرامی ایک عظیم شاعر بھی تھے، آپ کی شاعری بوند وستان عربی و عرب کا شہکار کہ گیا ہے۔

(6) آپ کے عربی اشعار کی تعداد تحقیق کے سترہ ہزار (17000) کے قریب شمار کی ہے جو عربی ادب کی نئی لطافتوں اور صوفیانہ نوعی سے پہنچے۔

(7) علامہ آزاد بگرامی کی شاعری کا موضوع دعوت حق صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہی آپ کے ساس الہند جیسے ہدف و در عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے

(8) علامہ آزاد بگرامی سے عربی شاعری میں مانعہ حبیب الوفی کا خطاب کیا ہے۔

(9) آپ سے سب سے پہلے پانچ نظم و نثر میں عظمت و ہند کے لیے ننگے ہیں اور عظمت ہند کے تئیں مدنی سلسلہ کار کی

ہے (10) آپ کی تصانیف سے نام اس طرح ہیں

1۔ حسان الہند فی آثار و ہندوستان

2۔ شامہ العنبر ماوردی الہند من بید البشر صلی اللہ علیہ وسلم (شہادت العنبر کی اشاعت کنسر سید عظیم اشرف ہے، راجعہ حائس ہے۔)

3۔ بریلی شریف سے تا شمال ملک کی اشاعت عمل میں آئی

4۔ سالیگام سے روضۃ الاسماء کی اشاعت آل غنیہ کی جمعیت العلماء کے زیر اہتمام ہوئی۔

جب کہ کئی کتابیں بیروت، قاہرہ وغیرہ سے شائع ہوئیں، کی خطوطات علی گڑھ و لکھنؤ لاہور یوں میں منظر آئیں۔

(11) آپ کے عربی شعری ایوان سے متعلق ڈاکٹر سید عظیم اشرف حاکمی (پروفیسر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد) سے نشان ادبی کی ہے کہ آپ کے صرف چار ایوان مطبوع ہیں۔

(12) علامہ شہداء اہل عرب کے فروغ مولانا کنٹر غلام زرقانی (مفتی مرید) نے آپ کی عربی نگارشات پر مقالہ تحقیقی قلم بند رستہ شریف کی ڈگری حاصل کی

(13) علامہ آزاد بگرامی سے بحیثیت شاعر اور رب ورمیاج و مورخ پانچ ہزار سے زائد کلامی پھول ہیں۔

(14) بحیثیت محدث آپ سے بخاری شریف کی کتاب الزکاة نکاح کی شرح تحریر کی۔

(15) آپ سے عربی و فارسی میں بہرہ اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے متعلق متعدد کتابیں تحریر فرمائیں جن سے آپ کی مؤرخانہ و محققانہ شان و عظمت اجاگر ہوئی ہے، نیز سلاطین ہند کے تذکرے بھی قلم بند فرمائے شوکت اسلام سے کئی ۱۱۱ خطہ تحریر میں آئے، سلاطین سے آپ کی قدردانی اور عظیموں کے

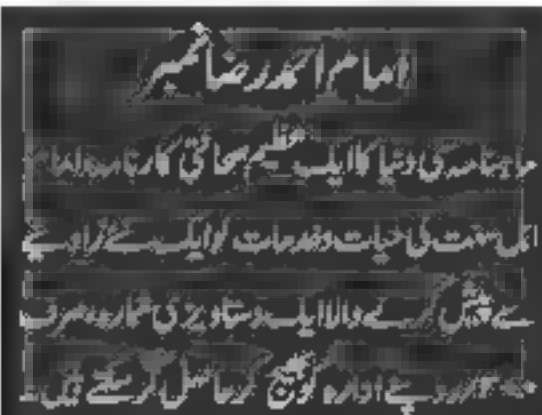
عشق رسول وغیرہ کا حصول ہوتا ہے

علم الامت صاحب تصنیف شیعہ معسر قرآن مفتی محمد یار
حال ممبئی عید الرحمن سے اعلیٰ حضرت عید احمد سیکر رہا۔
عطا یا القدر لی حکم التصویر کا جب مطالعہ کیا تو دستے تعمیر ہوسنے
کہ اپنا تائید الفاظ میں رچتے ہوئے بھرا تے ہیں

چند کہ میرا طالب علمی دیوبند صاحب کلا کے ساتھ
سے ساتھ تھی کہ علمی تحقیق صرف علم سے دیوبند کی تالیفات میں
مفتی ہے جب میں سے مدد و رسال مطالعہ کیا تو اس کے
لیکھے و سنے کے تجربہ علمی اور وقت نظروں کے مال کا گرویدہ ہو
گیا کہ یہ ہے کہ اس رسالے سے میری علمی اور عقائد
دیبا میں انقلاب برپا ہوا

تصنیف رضا کی حب سب سے ہر خصوصیت یہ ہے کہ
حضرت رضا یوں کی تشریف چودہ سو سال علم کے بغیر سے کا علم
تحقیق ہے جس سے صاحب رسال کا مطالعہ کیا گیا اس سے چودہ
سو سالہ تاریخ میں لکھی گئی ترمیمی احتفاظ کی کتابوں کو پڑھ دیا۔
نوٹ قوم و حواس کے عقائد و اعمال کی حد طلب و علم و ادب
کے فروغ کے سے امام میں سنت کی تصنیف مبارکہ کو دیود
سے زیادہ عام کیا جائے ہر شہر قصبہ گاؤں میں نہایت کی قدر سے
عام میں سنت کی کتب و روزنامہ سے اعلیٰ علم و تفسیر مطالعہ کو
تعمیل میں پیش کی جائیں صرف ہمارے ہاتھ سے کچھ نہیں ہوگا ہمارے
دیوبند حقیقت میں یہ تصنیف مبارکہ کو عام کرے سے
یہ خوش ہوگی

(۱۳۳۱)



مستقیم ۲۰۲۱ء

معروف ہوئے

(۱6) آج بھی علمی و ادبی حیران میں آپ کی تحقیق کو قوت حاصل
مداح ہے کہ اس سے علم و موصوفیں آپ کی کتابوں سے
خود سے حیرت کرتے ہیں امام اعلیٰ سنت اعلیٰ حضرت سے بھی
قدوس صوفی میں آپ کی عبارتیں دکر فرمائی ہیں۔

(۱7) علامہ آزاد بلگرامی ایک ہر جہت شخصیت کے مالک
تھے مگر میاؤں طو پر دم ایک صوفی، صفاء عالم رہن تھے

(۱8) علامہ سید امجد علیؒ نے رنگی کے آفرین یا مگر شیشی
میں اس سے مدینۃ الدنیاء حلد آباد میں خلیفہ محبوب الہی حضرت
میرزا محمد غفری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پہلو میں یہ
قطعہ اراخی حریف اس کا نام عاقبت جانے رکھا اصحاب سے کچھ
لوں قبل دکن کے صوفی اور فقری دعوت کی اور لکھی ہیں
مشغول ہو گئے۔

(۱9) 24 کی تعداد 1200ھ میں عمروں کا یہ ماحول اب سے
حالات کی تمام رنگیاں بلکھیر روضا کی مدت سے سرش رہا
حکیم حلد آباد میں آپ کا مزار قدس مریخ خلافت ہے! آستانے
کی ترمیم حضرت سید بادشاہ صوفی و مصلیٰ بلگرامی صاحب کی
مگر میں حارن ہے، آپ کا عرس ہر سال سنی جمعیت العلماء
مالیگاؤں سکریٹری جنس ماحلد آباد میں منایا جاتا ہے عرس کا حلقہ
اسی جمعۃ العلماء کی طرف سے ہوتا ہے۔

آج کل عینک لگا کر میر و ماویٰ دیکھتے

طلوہ نو ہوتی ہے صبح و شام بلگرام

(نئی حضرت محدث ریوں)

□□□

من اسم کا بقیہ.....

پنے اصحاب میں شامل مایہنے۔

(۱) تصنیف رضا کی یاد یوں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی
تصنیف مبارکہ کا مطالعہ کرے سے عقیدہ میں پختگی میں
مضبوطی علم میں اضافہ فقر میں وسعت مزاج میں حد تک ہمارے
مذہب پر تحقیق مومن پر مبنی جدت و منکرات سے پرہیزگاری

روزِ مومنات کی اشرف قادری *

مفتی اعظم ہند اور ان کے علمی کمالات

گرامیسی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ دیکھتے ہیں تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ان کو اپنے تلامذہ میں اہل فہم پہنچنے کی عمر ست کو بھی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پیچھے فتویٰ کی اصلاح کی ضرورت نہ پڑی یہ سببہ صورت مفتی اعظم ہند کا علمی کمال آپ کی عمر کے ہی پیمائش کے علاوہ رام پور سے اوائل ثانی کے مسئلہ پر بحث چھڑ گئی اور علم سے امام پور بولی معصوم علما تھے، بلکہ یہ وہ فائز تھا جس سے علم متصل کا عصب و دہ پور سے ہندوستان میں چھا، ہوا تھا، علما سے امام پور سے پڑی پوری توانا یوں سے ساتھ الٹن سے مسئلہ پر بحث شروع کر دی تو امام علی سلامت علیہ الرحمہ و سوال لے ان کے اہتمام و تفہیم کے لئے اپنے اس لڑکوں کو خط لکھا یا تو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے علما سے رام پور سے بحث علیہ کے پسے صریح و مدلل جواب دے کر وہ دم بخود رہ گئے اور ان پر بھی گرفت لرمائی کہ وہ انگشت بدھماں رہ گئے۔

آپ اپنے دور کے مجدد علم و مثالی تھے، بلاشبہ طبع خواص و عام اور مرجع صاخر و اکابر تھے آپ کی تہذیبی جماعت ملی ملت کے لیے ایک پائیدار اور بابرکت تھی کہ آپ کی حیات ملی جماعتی تھی مفسرین کا، وہ بعد چھاپہ سے دور سے صاخر ہوں یا اکابر، علوم ہوں یا خواص کسی اندر یہ جرأت تھی کہ علم و عبادت بلند کر سکیں جس سے تہذیب ملی ملت میں اصرار و تشریح و دور لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں اور انہم سے اہم فہمی، دینی اور ملی مسائل میں آپ علیہ الرحمہ و اشراف و انوار کا درجہ رکھتا تھا اور آپ کا علم حرف آخر آتا تھا۔ (جہاں مفتی اعظم سے)

حدیث جبریل جس میں نبی ص کے علم کو ال پانچ علوم میں سے شمار کیا ہے کہ انھیں سب جانتے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

۵۵ شارح علی بن علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ وصال، جنھوں سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ و اشراف و انوار کی خدمت قدس میں گیا ۱۰ سال رہ کر کتاب سب قیض کیا وہ فرماتے ہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ۱۹۱۰ء میں صرف اٹھارہ سال کی عمر میں سب سے پہلے فتویٰ تحریر فرمایا، پھر یہ فتویٰ امام اہل مفتی، امام عشق و محبت، مدنی، اہل حضرت قدس سرہن خدمت میں پیش ہو تو آپ سے بغیر کسی ترمیم کے اس کی تصحیح فرمائی و احوش ہو امام عطا فرما، اور ساجھیدی میں آپ کے نام کی مہر بن کر عنایات لرمائی۔

آپ مستحیون کردہ سے پوچھیں گے تو معلوم ہوگا کہ تہذیب و تہذیب میں سب سے پہلے یہ غور کیا جاتا ہے کہ سائل پوچھنا کیا چاہتا ہے اور بعد ہو کہاں ہے؟ اس سے ملتی انھیں ۱۰ کہ بھی ہے یہ کہیں؟ ال ۱۰ رہے پہلوؤں پر غور سے کہ بعد اس جواب توں ۱۰ اس میں دھڑا پہنچے ہوئے اندر اور جامع درج کلمات میں جو ب لھتا ہے۔ تو یا ندگی میں پہل فتویٰ لکھے و زائل و عوں و رعایت کے لگایے صاخر مشکل ہے ۱۰ میں و فیصل علی برہہ برک ملک مشائی سے ۱۰ رہا ہرگز میں اقتا سے صاخر پیچہ کے بعد اس چیز پر قاتا ہوتے ہیں کہ وہ ایک فتویٰ ملے سکے، لیکن جو خوبی دیگر ہیں و فیصل صاخر برہہ برک میں تنقید صاخر اور بدایت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو پہلے ہی دن صاخر تھی اور صاخر کے لئے فتویٰ اس عظیمہ کا گاہ میں پیش کیا گیا تھا کہ جس کی بصیرت ۱۰ رہا علمی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کلمہ سے ہر معانی بھی ہوتے تو اس نظر میں کی و صاخر میں آجاتے، اور و ت جس کے بارے میں علم سے حرم میں سے فرمایا۔

جس حدیث میں نبی یا علیہ السلام کو پڑھا ۱۱ بھی پڑھا تھا۔ میں نے جب ہار مجھے خود حدیث جبریل کو حضور متقی عظیم ہند سے سمجھنے کا شوق ہو گیا تو میں نے حضور متقی عظیم ہند سے دریافت کیا کہ حضور اس حدیث میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے پانچ علوم ہیں، اولیٰ یہ ہے کہ ان کی تفصیلات سے ۱۱ اور سب چیز یہ ہے کہ پانچ کی ان کیوں تفصیل ہے۔ حالانکہ مخلوق کو کسی چیز کا علم دانی نہیں۔ حضور متقی عظیم ہند سے فرمایا یہاں تفصیل یہاں ہے، تفصیل یہاں حاصل قدرت کے، ربیعہ مشن سے شروع ہوئی، مشن ماہانہ تفسیر اور فقہانہ کے، ربیعہ ہولی سے حادہ یہاں تک کوئی صورت نہیں ہے اللہ یہاں تفصیل بھی دے نہیں چاہے۔

پھر حضور متقی عظیم ہند نے فرمایا بے شک عالم کے کسی سے کاملہ مخلوق کو بے حد سے اپنی حاصل نہیں کہ علم ذاتی خاص ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پانچ چیزوں کا علم ان مخلوق کو نہیں دیا جائے گا کہ وہ علم ذاتی مع، اللہ تعالیٰ کو ہے، اصل میں پانچ کی تفصیل ۱۱ کے ساتھ اس لئے کی گئی کہ اس زمانہ میں فاضل و ساحر وغیرہ ان پانچ علوم کے جاننے کے مدعی تھے تو قرآن وحدیث میں ان کا ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بتا ہے کہ یہ دعویٰ ہے میں ہے باطل ہے چونکہ ان علوم کو وہی جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بتائے اور یہ کامیں وغیرہ نہیں جانتے یہ تفصیل یا اندر کی وجہ ہے

ہاں متقی عظیم ہند ۱۱ متقی محمد عظیم صاحب فرماتے ہیں مجھے حضور متقی عظیم ہند کے ساتھ عمر کی ملدہاں اور عقل و فکر کا موجب اللہ دے گا کہ حضور متقی عظیم ہند قادر و مدنی بھی ہر مطلقہ ہے، اگرچہ متقی عظیم ہند کہہ لے ہیں مگر مدرس عظیم بھی ہیں۔

شاعر بخاری علیہ الرحمہ متقی عظیم ہند علیہ الرحمہ کی ایک بھی مجلس کار ہوں فرماتے ہیں شرح مدنی عامل کے ماشیہ میں ایک عربی مقولہ ہے: نادر فی الشیء، خوبصورت اللہ و رسولہ تو وہ شیعہ شریعت، وہاں کے مصلحتوں میں وہاں پر قسید ہے تو معنی ہوگا کہ اللہ و رسول کی قسید گ جائزے میں بہتر سے مکر میں پر

شکال یہ ہے کہ اللہ کی قسید کھانا ۶۷۷ ہے مگر رسول کی قسید، حدیث نہیں مابین الصمد اس پر مدبرہ ہو، سب سے بڑی علمی سادہ کے مطابق جو بات ۱۱ ہے پھر، حرم میں حضور متقی عظیم ہند سے استفادہ کیا گیا تو آپ سے یہاں جو حدیث فرمادیا کہ اس سے حمد کی توبہ بھی ہوگی ۱۱ شکال بھی اٹھ گیا حضرت سے فرمایا: اس میں ہوں جب فی باب نہیں ہے، آپ لوگ رورورہ کے محاورے میں پڑتے ہیں، یہ بات صحابہ اللہ ہے اسی طرح اس حمد و تحمید بھی یہاں میں بتا ہے عایت سے لے کر توبہ اس صورت میں معنی ہوگا اللہ و رسول کی جانب سے آگ جا رہے ہیں بہتر ہے۔

متقی محمد عظیم ہند ۱۱ ۶۸ ۶۹

ایک دفعہ ایک بھائی مولوی سے سنا کہ کیا کہ حدیث پاک میں ہے حضور خلیفہ کل ہو و ہادی جو، ہر فاضل و فاجر کے پیچھے نہیں آتا جاتی ہے تو پھر فاضل کے پیچھے ہمارا پڑا ہے سے واجب الزماں ہوں ۱۱ حضور متقی عظیم ہند علیہ الرحمہ وارضوں سے اس فقہی مسند و دانشت کرتے ہوئے یوں فرمایا جو، محکم کے معنی بھی ہوتا ہے اور عمل کے معنی میں بھی، اگر فاضل و مستدرج کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی تو اس کے پیچھے رہنا ہوتی ہے یعنی صحیح ہوتی ہے لیکن وہ حرم کی ہوتی ہے درمیان میں سے اترتا ہے اور ناجائز ہے اس کے پیچھے نہ پڑنا اور انہیں عام ہے۔

مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے سید عبد رزاق مضافی قدس سرہ شرح جامع صحیح میں فرماتے ہیں: اصو جو را خلیفہ کل ہو و ہادی فاضل بیان انصاف و خلیفہ صحیح لکن مکر و ہدیہ پھر آپ سے فرمادہ جو کسی حدود تحریر کے ساتھ پڑھی گئی ہو تو ۱۱ جب ۱۱ ہوں ہے۔

۱۱ در عصر ۲۵ ۱۴۶۰ھ ۱۴۶۰ھ ۱۴۶۰ھ

۱۱

ملک سخن کی شاہی تم گورمت مسلم
جس سمت آگئے ہوئے جب اسے لیں

مستقبل ۲۰۲۱

سادات نومحکمہ کی بریلی شریف آوری

جنگ آزادی میں سادات نومحکمہ کا حصہ ورائٹنگ یوز کے مظالم، محکمہ نومحکمہ کی تاریخ

حسین اصغر مدینہ منورہ سے تک سوت کے تومد چھے گئے
چھے ران کے لڑ خد سید محمد جو مراد چھے شاہ ناصر ترمودی کے نام سے
مشہور ہوئے اور سبب اصغر جو مراد تومد سورہ کے کی سبب
کہاوتے سے ہڈی ہڈی اوقات پائی۔

یہ سادات ترمود سے منتقل ہو کر درویدہ ر حکومت آنور میں
تومد پیر ہو تومد ریوے شیشاں سے جو سبب تومر کی تاروں
کی طرف جاتی ہے اس پر ڈاکہ بٹکا کے فریب سید محمد صاحب
سے فلسفہ قلعہ کے آثار پڑے جاتے ہیں، یہ قلعہ حافظ رحمت حسن
سے سید محمد صاحب کو تومد، بیا تھ۔

لو ب حیرت اندیش حال حالی عہد منقہ میں بریلی کے ناظم
چھے امہوں سے یہ قلعہ تعمیر کیا تھ اس کا نام خیر نگر کھاس کا
قدیم کی نام کچھ پور سرکار ہے خیر نگر قلعہ سے ملحق ایک مسجد بھی بنوائی
تھی وہ مسجد میں علی محمد خاں کے انتقال کے بعد حافظ رحمت حال
سے روئیل کھنڈ کا نظام اپنے دم میں بیا اس وقت قلعہ خیر نگر کا
دارت پڑا تھ جس کو حافظ رحمت صاحب نے پیر امہ سید محمد معصوم
ترمودی کے صرف میں دے دیا بعد میں یہ محمد معصوم سے پیر
امہ گو رحمت سید احمد عرشاہتی بیا گئی تشریف سے ہے اور اس
حدائق کا نام خیر نگر سے محمد ہو گیا سید احمد عرف شافعی بیا اور سید
معصوم بیا کے مراد میں مسجد محمد میں مرجع حلال ہیں کتب خانہ
سے سید معصوم شاہ کا عہد بیا ایک حیات ہوتا ثابت ہے یہ دونوں
بزرگ صاحب کشف و کسوت ہوئے کے سبب محمد صاحب سید
محمی چھے اور حافظ ملک حافظ رحمت کی حکومت میں رسالہ کے
عہدہ پڑا تھ چھے آپ کی اور سید محمد شفیع کی اور رسالت و محمد ہدلی
میں بریلی کی سر میں بدال اشرف والی حامد انور کو حافظ رحمت
خان سے تہا کر کے عہدہ الدو رسول کے طور بریلی میں روش

افق نیوں کا یہ قید بڑھتا ہے جس میں کی جیا ہے
م اور بہت سے عظیم مر بہت حاشیہ و رکائیں ویسا ہے کہ م
ہوئے میں والی روئیل کھنڈ حافظ ملک بوب حافظ رحمت حال
اسی قید کے ایک معروف و موقر چھے یہ عہد ہمیشہ سادات
کہ م کی انتہائی عزت و توقیر کرتا رہا ہے اور اس کی قدر دانی کرنا
چنے سے عر سمجھتا ہے (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا تعلق بھی
اسی قید سے ہے) پھر نامہ است کی عزت و تکریم سے معاد میں
آج بھی صرب اللہ ہے) چھ حافظ ملک حافظ رحمت حال
کا صاحب ہندوستان کے صوبہ آندھرا پراش کے حدائق تعمیر پور جو
میں روئیل کھنڈ ہو گیا پر تسلط قائم ہوا تو سادات کے ساتھ حسن
حوک کے باعث اطراف و کتب عام سدائی سے صحیح السبب
سات سے کٹر قبائل اور پیر راہ سے روئیل کھنڈ میں کہ سوت
پیر ہو گئے حافظ ملک بوب حافظ رحمت خاں سے سبب
وظائف و جاگیریں اور نویدیں ندر کیں تاکہ کس علمیناں سے
گزر اوقات کر سکیں، مذکورہ سادات کے مستند حامد انور میں
سے ایک سید محمد عرف شافعی بیا اور دوسرے حامد انور سید محمد شفیع
و م ۸۳۳ھ میں حاصل طور پر قابل ہیں۔

اس اند کر سید احمد عرف شافعی بیا کے پیر محمد رحمت سید
معصوم شاہ حافظ رحمت حال کے پیر چھے بڑے سبب کشف
بل باطن عقل و دانش میں مسرور رہا اور پورہ مردانگی میں یگانہ
وز کا چھے سادات ترمود میں سے چھے سادات ترمود سید محمد ترمود
صاحب مدد بن سید صاحب الدین حلقہ سید شاہ ناصر علی امجد
سل سے میں حسن کا آدمی سلسلہ ابو عبد اللہ حسین اصغر میں امام
سید انعام بن سید اشہد امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑا
تلب پہنچتا ہے سندس بن سید سولی بن سید بن بوطیدہ

موصوفہ کے مدلل ہے آپ کا کاندہ رنگی، اب حافظ جنت
حال کی نوابی کے عہد میں بریلی آکر آباد ہو، آپ کے فرزند سید
میر علی عرف میر شاہ ۱۷۷۷ء تا ۱۸۱۶ء شریفہ انفس نقوی
شکار نیک دروہی صفت مسلمان تھے آپ کا سلسلہ نسب تقریباً
تیس واسطوں سے سید الشہید ام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
تک پہنچتا ہے۔

حضرت میر شاہ شاہ قدس سرہ ہوا ف معارف سید شمس
الدین شاہ احمد جیسے میاں صاحبہ مارچوں سے خلافت حاصل
تھی، آپ کو حضرت آل احمد جیسے میاں صاحبہ سے صاحبزادے
کی رسالت کی بشارت دی اور صاحبزادے کا فعل عوث نام رہا
ورپا کلاہ شریف اور پھر ترطاب عظام سے گیارہ سال کی
عمر میں پیر صاحبہ حضرت عوث عظمیٰ لدنوں سے
دورانِ خلافت میں پہنچا، دوسرے درجے کے حقائق معارف
سے سینہ معذور فرمایا اس کے علاوہ سلطان الہد حضرت خواجہ
غریب پور کے آپ کو جمع کر کے عطا فرمایا۔

حضرت سانی نے پنجاب میں قرآن مجید ناظرہ اور کلمہ مسعود
کا دیو چہرہ عطا کیا، اس سے علاوہ آپ سے ظاہری تعلیم حاصل
کی لیکن علم لدنی کا ایسا خزانہ آپ کو مل گیا تھا کہ علم نقد سے عصر
آپ کی خدمت میں مسائل شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت
میں سب سے بڑے مسائل رتے تھے، ۱۸۳۹ء میں ہادی مطاب، قلع
محمدہ محمد سے محمد سکران میں فی مکالم تعمیر، رد و بہ حق ہو
گئے تھے مکالم مسطور سے محقق ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی بعد
رحلت اسی مسجد کے محکم میں ان کا رہنے والا ہو گیا، ان کی
سامنے پہاڑ کا ٹھکانہ سٹیٹ کی دکان کے پیچھے تھی میں آپ پہ مسجد
میدان میں تبدیل ہو چکی ہے اور اس کی کال کی قبر کوڑے کے
ڈھیر میں ہو گیا ہے، حضرت عام لدنی تھے آپ سے ۱۲۰۵ ہجری
ہجری کی تین چار وصیفات چھوڑی ہیں، آپ کے زمانے کے
پتھر ٹوکے ابھی بھی رچی میں موجود ہیں، اس عظیم وصال شخصیت
کی مسجد، مزار کی خدمت و توجہ و رخصت کا شکار ہیں کوئی فاحش
تک پڑھنے نہیں سما۔

جنگ آزادی میں سادات لوہا کا حصہ اور انگریزوں کے مظالم
سادات لوہا نے علمی، دینی، مذہبی کارناموں کے ساتھ
ساتھ ملک کی جنگ آزادی میں بھی لے لی، ۱۸۵۷ء میں
۱۸۵۷ء میں امام العمامہ مورخہ راضی علیہ جہاں علی حضرت مدد
احمد صاحب دروہی سرپتی اور سیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خاں
جانب جالب بہادر، حال شہید کی قیادت میں انگریزوں کی حکومت کے
خلاف مجاہدات بلند کیا تو سادات لوہا کے پہلے جہاد
بہادر خان کے جہاد احمد حافظ رحمت خاں سے قائد ملی، رہا الہ اور
حسان مندی کی وجہ سے دروہی عزیز رحمت میں جان بہادر
خان کی حدود تعاون کا قائل نہیں لایا اور کھل کر انگریزوں کے
خلاف خان بہادر خان کا جہاد کیا، محکمہ اور مسیحہ علیہ انقلاب
کی سرگرمیوں کا مرکز تھی، انگریزوں کے خلاف بغاوت میرٹھ سے
شروع ہوئی اور پورے ملک میں پھیل گئی، بینانہ بغاوت کا کام
ہو گیا صرف، ملی و ذلیل صندھ میں امام العمامہ، راضی علی
خان کی فراست و دانش مندی، خان بہادر خاں کی قیادت،
سادات لوہا کی مدد و تعاون کی بدانت کامیاب ہوئی، دروہی
پہنچا، ان کا قصد ہو گیا، شہر کی کثرت حال بہادر خاں کو سب
منتخب، پہنچا، لیکن سہارک شاہ خاں جو بریلی کے اہم پٹھان
ہوئے تھے، دوست و شہرت کے سبب ان کا بہت اثر تھا، وہ بھی
دروہی کے حامی رہے، رہتے ہیں سادات لوہا کی خان بہادر خاں کی
حمایت کی وجہ سے سہارک شاہ نے اپنی دعویداری کی وجہ سے
دروہی خان بہادر خاں، پھیل کھنڈ کے نوب قرار پائے، علاقہ روہیل
کھنڈ میں خوش حال سے پہلے قدم جمایا، میں اسوس، خوش حال
ہادی ثابت ہوئی، تلو رہدانی کا مقاصد ملی، ملی، اس کے
نوابی حدود پر پھر انگریز کا قبضہ ہو گیا، خان بہادر خاں گرفتار
ہوئے اور ۲۲ مارچ ۱۸۶۰ء کو پرائی کوٹوالی پر ان کو پھانسی
دے دی گئی، مکالموں کو ٹوکا گیا

سادات جہاں تیس کو بیوہ، بچوں کو یتیم، دست
نوحہ میں رہا، کیا گیا، پورے علاقہ و مقررہ جگہ میں پھیل گیا
قتل و غصب کا، رگڑا ہوا پور لوہا، رہا، رہا گیا، صرف لوہا

۱۰ غیر سادات و محد کے قادیان میں تھے، سادات و محد سے آخری
۱۱ دم تک حال بہادر تھے، سادات کا ساتھ دے رہے تھے، ان کا ایسا کیا اور انگریزوں
۱۲ کو جوں کے خلاف عدلیہ کے آخری سرکرشتہ تھے، کبر کے بعدوں
۱۳ کے ساتھ ہی جاں مال کی قربانی یا پائش لیں۔

۱۴ میدہ، صل شہید و معروف بہ پڑھانے والا، شاہ باد سار و محد
۱۵ کے در تھے، آپ کا مر شریف ناٹنگ میں کے سر سے ہے، حد
۱۶ رسیدہ و ناٹنگ تھے، آپ سے انگریزی حکومت کے خلاف، اپنے
۱۷ مریدوں کو صفت آ کر کیا، جہاں آپ کا مزار شریف ہے، وہی آپ
۱۸ کی قیام گاہ تھی، انگریزوں کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے
۱۹ ہوا، گاہ پر ہی آپ کی تدفین عمل میں آئی، انگریزوں نے اس
۲۰ علاقہ کو تباہ کر دیا تھا، مزار شریف کے دو گروہ تھے، تباہ کر کے
۲۱ میدان بنا یا تھا، کالی عرصہ تک یہ علاقہ ویران پڑا، پھر زمین
۲۲ مابین کی بدگمانیوں پر مبنی ہوئی تھیں تو معززین شہر مثلاً خاں
۲۳ بہادر رستم، خان و شیرانی درخواست پر میدہ انفصال بینک صاحب
۲۴ جو اس جگہ کی مالک و متولی تھیں، ۱۵ جون ۱۹۴۷ء کو مزار
۲۵ واصل شہید اور اس سے متعلقہ تراشی گورستان کو وقف کر دیا تھا
۲۶ اور اس کا نگران خان بہادر رستم، خان کو مقرر کر دیا تھا جو پہلے
۲۷ سے ہی مسجد و محد و اس سے ملحق گورستان سے نگران تھے۔

۲۸ تذکرہ سادات و محد

۲۹ اس طرح حادثات و محد پر قیامت صغریٰ نازل ہوئی
۳۰ مقتولین کے ڈھیر لگ گئے، سادات و محد کے بیشتر افراد شہید
۳۱ ہوئے جو بے درود پوش ہو گئے، موضع کلیان تحصیل اولڈ میں
۳۲ حادثات و محد کے بعض افراد سے پناہ ملی بعض شہر بریلی کے محفوظ
۳۳ گوشوں میں گناہ ہو گئے اور بعض اس قلعہ ہونے کے بعد و جس
۳۴ آگئے، سادات و محد کی بہادر خاتون کا گھر ناو محد میں ہی قیام
۳۵ پزیر رہا، و محد کا گورستان نہ معلوم کتنے بے رحم شہداء کا مڈن ہے،
۳۶ آن جن سے نام سے بھی ہم واقف نہیں
۳۷ و محد کی وجہ تسمیہ

۳۸ محد و محد کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لوگوں کی مختلف رائے
۳۹ ہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ زمانہ قدیم میں ملکوں کے نام یہ

۴۰ مسجد چھوڑ دی، برٹش جاسوس قتل یوں کو کرتا رہے تھے
۴۱ اور مزار اور اسے تھے کسی کو پہلی ملقاتی کاموقع تک نہیں دیا گیا
۴۲ مقدمہ چلنے سے خبر لوگوں کو کون ماریون جاتی تھی، پچاسی پر چڑھا
۴۳ یا جاتا تھا، و محد کے ایک ۶ سے مکان میں پچاس ساٹھ مجاہدین
۴۴ جمع تھے، مگر ۲۰ کی ۹۳ مریدوں سے اس مکان کو گھیر لیا اور
۴۵ انگریزوں کا میدہ دہلائے حکم یہ مثال میں لگا کر اس سے
۴۶ مجاہدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا

۴۷ سادات و محد کے ایک بزرگ سید آل محمد، مقیم چچی سے
۴۸ مشہور و سید مصطفیٰ علی کو بتایا کہ

۴۹ میرے (سید آل محمد کے) والد سید احمد حسن مرحوم و مغفور
۵۰ تک دن گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے وٹچ و مریض عاقل
۵۱ سے گزر رہے تھے تو آپ نے ایک تجور کے درخت کی طرف
۵۲ با چشم تر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ درخت ہمارے مکان
۵۳ کے عالی شان و بزرگ کے باہر تھا، انگریزوں کو صلیں شہر میں
۵۴ داخل ہوئیں ستراسی کے قریب مستورات و محد نے عظیم الشان
۵۵ کوئیں میں گھر شہید ہو گئیں، یہ حاویوں نے کسی شکل میں
۵۶ بچ کر نکل بھاگے، وہاں حور، مال بچے تھا، شہر سے ماہر سی
۵۷ گاؤں میں پتھریں تو کچے کوئیں میں گر پڑیں، کچھ خدا ترس
۵۸ لوگوں سے نکال کر پناہ دی، امن قائم ہوئے، پھر اس آئیں
۵۹ انہوں نے اپنے بچے کی خالص مدد کی نظر پڑی، پرورش کی۔

۶۰ اس زمانہ میں نوک بادشاہ و بہادر شاہ ظفر کے بیٹے نیر در شاہ
۶۱ کی دیر ناسرگرمیوں سے بہت متاثر تھے، اس لیے اس بچے کا
۶۲ نام نیر و شاہ رکھا گیا، مرحوم بہت اعلیٰ درجہ کے تیراک تھے
۶۳ رسالت کے موسم میں بریلی سے گزرنے والی گاندی طغیانی پر
۶۴ ہوتی گئی تو کنگز لائن کا فائر مظاہرہ کرتے تھے اسی حادثہ کے
۶۵ ایک اور بزرگ سید اسماعیل شاہ میاں مسجد و محد میں اذان دیتے
۶۶ ہوئے شہید ہوئے، ایک وقت ۱۳ انگلیسیوں کے جسم میں
۶۷ چوہہ مست دی گئیں، لیکن جب تک سانس رہی اذان دیتے رہے
۶۸ اور ورنہ اذان گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

۶۹ سید میاں جان و سید میرن جان و سید فیض اللہ مفتی سید احمد

حالی کے چنے دار قلم کشیں روایتی تہذیب سے وابستہ نہ تھیں۔ ان کو گھبرائی اور حسد و رنج و غم و غصہ کی بجائے سید احمد علی شاہی ہمالیہ سے بڑی طرفیت سید معصوم بابا کے پدارتھ گوارا تھے، حافظ رحمت خان جیسے مجرموں کو بدلہ کی غیرت جیسے گورکھ سنگھ کی کڑی اور اقتدار شکنی کے لیے یہ بات کے والد کو اپنی بات رخصت سے مسجد تعمیر کرنا پڑے، اس لیے یہ بات صاف ہے کہ مسجد بنائی جانے کی تعمیر نہیں کر دی بلکہ وہ پہلے سے ہی موجود تھی۔ دو سو تیسری صدی میں تعمیر کی گئی تھی۔

(۱۲) سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسجد و محمد کی طرح تعمیر معیہ دردی طرح تعمیر کی گئی وہ رہی ہے چونکہ وہ بخیہ اندیش اور رنگ ریب عالمگیر سے عہد میں رہی کے باطن حتمی اور رنگ ریب عالمگیر کی وفات ۴۰۰ھ راجع عیسویہ ۱۰۰۰ھ فی بعد مسجد و محمد کی تعمیر اس سے پہلے ہوئی ہوگی ۹۴۰ھ میں حفاظت حتمی اس سر قند راسخہ اس وقت قلعہ غیر نکر ۱۰۰۰ھ رت پڑ تھا، قلعہ غیر نکر کی تعمیر یا کی اور وہ ان کی مدت ۶۰ سال عرض کر دی جائے تو کن تعمیر ۱۰۰۰ھ ہوئی ہے یہ کہ وہ بخیہ اندیش کے تھا نظامت کا ہوتا ہے، قیاس کہتے ہیں مسجد و محمد کی تعمیر ستر ہویں صدی کی آخری ہائیں میں ہوئی اس طرح یہ مسجد تین سو سال پرانے ہے اور اصل تعمیر مسجد کی تاریخ میں خط تہی تاریخ تعمیر مسجد کا کتبہ نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی، اگر قلعہ تاریخ تعمیر ہوتا تو کونسا رہتا ہوتا

مسجد و محل کی طرز تعمیر معبدِ محمدیؐ کی جتنی ہے ساری
طرز تعمیر ریش و دیگر مساجد سے معصوم ہے اور اس کی ستار
مشیبہ بی وجہ سے ہے۔ مسجد کی تعمیر اونچائی کی پرستش ہو چکی
ہے اس لیے اس کا پیش منظر بلند رکھنا مناسب تھا۔
اور یہ بلندی اس وجہ سے نہیں رکھا گیا مسجد چھوٹی محرابوں سے
صرف چھت کے ذریعہ کو تقسیم کیا گیا تاکہ مدورانی حسن کاری میں
تاثیر پیدا کیا گیا ہے چونکہ مسجد کی اونچائی ہے اس لیے اس کا
پیش منظر بلند رکھنا مناسب نہیں تھا چھوٹی در محرابوں تعمیر
مغل طرز تعمیر کا طرز اختیار ہے، مغل سنگ مرمر و سنگ مرمر

محمد و محمد اور شہنشاہ محمد ہو گئے تھے، اسی سبب سے اس علاقہ کا نام
 و محمد ہوا۔ بین تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ
 اس طرح سے نام تاریخ میں نہیں درج ہیں۔ وہ مرنے والے سے یہ
 ہے کہ یہاں کا قبیلہ بہت وسیع تھا اور یہاں خصوصاً یہ تھوڑے
 فاصلہ پر نہ عمل تھے اس لیے اس کا نام محمد بن اور یہ قریب قریب
 لگتا ہے کیونکہ اس پوسٹ میں کسٹوریا اس کا رخ ضلع سپتال
 کا اجیویش وارڈ اور گورنمنٹ انٹر کالج کی ہر بک عمارت بل
 کی طرف تعمیر کی تھیں، جو انہی عمارتوں سے چھ رہا۔ طالب علمی میں
 بھی میں ضلع سپتال کا انیسویں وارڈ اور گورنمنٹ انٹر کالج
 پرانی عمارت کی جگہ پر تعمیر ہو چکی میں نیکی کی پوسٹ میں
 درستور یہ گرسٹر کالج تک تقریباً اپنی قدیمی حالت میں
 موجود ہیں، اس لیے یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس علاقہ میں وہ
 محل ہوئے اور وہ اس کا نام و محمد ہو۔

مسجد الوفا

۲۸ فروری ۱۹۵۰ء اور ۲۳ مارچ ۱۹۵۱ء کو در خواستیں
کی سپریم کورٹ پورے نکتہ کو پیدا افضال بیگم صاحبہ اور دیگر
معززین شہر کی جانب سے مسجد و محلہ کی توثیق کے لیے با
ہم عرض سے بھیجی گئی تھیں (درخواستوں کی زیرکس کاپی محکمہ
آمر مسعود درخواستوں میں کہہ گیا ہے کہ مسجد و محلہ میرسہ
(الضاحیہ) بیگم اجداد محمد سید احمد شاہ کی باپ نے تعمیر کرائی تھی یہ بات
صحیح نہیں صحیح یہ ہے کہ مسجد و اب خیر عیش حالی جو محمد مغیہ میں
رہا کے واقعہ تھے وہاں نے تعمیر کی تھی یہاں سے اس واقعہ
کو روک دیا گیا نائش کی راشی میں محمد ملتا ہے۔

(۱) مادۂ قدیم تک یہ رویت بھی کہ مسلم حکمرانوں کی ان کے حکام جب ہوں شہنشاہِ عمرارت و قلعہ یا حاکمہ وغیرہ تعمیر کرتے تھے تو عمرارت کے اندر یہاں کے قریب مسجد بھی تعمیر کرائی جی طور پر کہ جو تھی تا رہنماؤں کی جامعیت نیکی میں کوئی وقت پریشاں رہا کہ رویت سے مطابق وہ یہ غیر غرضی کے قلعہ سے یہ مسجد بھی تعمیر کی۔

(۴) مفہور باد میں $\frac{1}{r^2}$ کا ہے کہ حافظ الملک نور حافظ رحمت

باب تہجی تھی چنانچہ امام العلماء نے تحریر یہ مولوی جس، ۱۷۷۱
کامیاب کاٹ یا گیا، مسلمان بنے بڑ رہو گئے تھے کہ ان کو لٹھکالے
لگا چتے مگر انگریزوں کی حمایت کی وجہ سے بدرالدین کو تو ال
نے برہی سے راہ قرار تھا نہ کر لے میں ان کی مدد کی اور وہ
برہی سے بھگتے کو مجبور ہوئے۔

مگر تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ۔ برہی فاضل برہی کے
شعبہ تارنٹ کے پروفیسر کہ جو کاسنگھ ہوئی سے پتی ہندی تصنیف
جو اہل حق نانک خان بہا رحال میں لکھی جگہ مولوی حسن پوتوئی
کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے مولوی حسن سے ۲۲ مئی
کہ عید سے پہلے بڑی بھیڑ کے ساتھ تکرار کرتے ہوئے کہ
رہا یہ حکومت کے خلاف جنگ جارت ہے مولوی صاحب کہ
حقیقت اس کے خلاف سے مولوی حسن پوتوئی کے سوانح نگار
پروفیسر یوب قادری سے پکی کتاب مولانا محمد حسن پوتوئی
میں صفحہ ۵۰ پر لکھا کہ ۲۲ مئی کو مولوی محمد سے بعد مولانا محمد
جس سے برہی مسجد محمد میں تکرار کی، اس میں بتایا کہ کتاب
سے بغاوت و ناخلاف قانون ہے اسی کتاب میں آگے چل کر
انگریز مورخ ہرن جارج کے حوالے سے یہی بات لکھی گئی ہے
مگر مولوی حسن انگریز مخالف ہوتے تو انگریزوں کی حاکم برادری
پوتوئی اس کو ہزار ہا حقا کرتے میں مدد کیوں کرتا۔ باب
انگریز پتے تھانیں لاگو یوں سے مولوی حسن سے تھے یا پھاسی کے
پھندے پر لٹکا رہے تھے، درحقیقت مولوی حسن پوتوئی انگریزوں
کے وفادار صحت ہو اور طبع و رتھے، پروفیسر جو کاسنگھ ہوئی
سے یہی غلطی نہیں ہوئی اس سے برہی غلطی یہ ہوں کہ انہوں سے
امام العلماء مولانا صاحب علی خاں اور مفتی تقی علی خاں کی جدوجہد آزادی
اور کامیابی کا کوئی رشتہ نہیں یا سب سے مسجد محمد مسلمانوں کی
عبادت گاہ بنائیں سے بلکہ جدوجہد آزادی کی عظیم یادگار
بھی ہے اور مسلمانوں کو مسجد و مسلمانان برہی کے عظمت و وقار کی
یاد دہانہ صحت بھی ہے۔

مسجد محمدی تو بیت کی سہیلی کے متعلق جو درخواستیں وقف
پورہ میں کی گئی ہیں ان کا ذکر بھی ضروری خیال تاہم

کے دہرہ رو تھے یکس برہی میں اس وقت تنگ سرخ اور تنگ
مرمر و سرب نہیں تھا اس سے عمر میں بیٹوں کی بڑا رہا
سرخ چو سے سے مصائب سے تعمیر کی نہیں مسجد سے پیا کی شکل
کے گہرہ مصلیٰ کاری کا بہترین نمونہ ہیں مسجد کا صحن پختہ ہے
صحن سے طاق جانب شرق گورستان ہے، مسجد کے خطبہ کی آواز
کے لئے صحن کے کنارے بیڑیوں پر بنا چھوٹا سا چبوترہ ہے
مسجد کے منار بھی معینہ وہ کی آواز کا میاں نمونہ ہیں ان کو
بھی مشت و چو سے سے بنایا گیا ہے اور شرق چو سے سے بڑ
پاس پر نقاشی کی گئی ہے، مسجد میں صحن بھی سے جو مسجد
قدیم و ظاہر رہا ہے۔

مسجد محمد کے صحن میں حبیب سید احمد شاہ عرف شانی باب
اور آپ سے مراد سید معصوم شاہ بابا اور دیگر مسلمانوں سے
مرمت میں مسجد سے مشرقی گورستان میں مسجد چشتیہ صاب
کے بزرگ مولوی ناصر الدین العبدوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک
ہے، آپ کا وطن ضلع سہارن پور تھا آپ کا عرس رمضان شریف
میں بڑے دھوم دھماکے سے منعقد ہوتا ہے مگر انظر بیگ نائب
تحصیل برہی کی کوشش سے سکادالیاں۔ کچھ عرصہ بعد کلیشہ
حال بہار و رجمہ و خان کی مدد سے وسیع و بڑے حطہ اور
پختہ خوش گو رہوس تیار کیا گیا جہاں میں حوض، بیابان تھا

دور رہا چکا ہے۔ مسجد کے ۱۹۷۱ء کی جنگ آزادی میں
لکھنویوں کا مزار تھا اور مسجد محمد میں جمعہ کے دن اور دیگر یام
میں انگریزوں کے خلاف حمیر و تکرار کے ذریعہ نقل حریت
ہزار فانی جاتی تھی، اسی مسجد میں انگریزوں کے خلاف فتوے جہاد
کا اعلان ہو، مفتی عنایت احمد کا کردار مفتی میاں جان و امام
العلماء مولانا صاحب علی خاں، رئیس الاکھیا، مفتی تقی علی صاحب میرہ کے
فتویٰ نہایت مستطوع تھے، عوام سے اس فتویٰ بہاد کا اثر قبول کیا اور
پورے عرصہ مولوی سے ساتھ میدان جہاد میں کور سے تیار ہو
گئے، حالات نگاروں سے خلاف میں انگریزوں کی دہا مولویوں
جس پوتوئی سے مولوی پروفیسر محمد سے مجمع کثیر میں فتویٰ جہاد
کے خلاف درانگریزوں کی حمایت میں تکرار برہی نہیں سے

میں کویت کے خدایہ رخواستیں دی گئیں اور اتفاقاً اسے سے
قدیم متقی عظیم ہند معصوفی رسا حال صاحب جو کسی مسلمانوں کے مددگی
اور روحانی پیشو ہیں کونوں منتخب کیا گیا اس سے بہرہ ور شہر
کے تمام مسلمانوں کی درخواست سے ہے مسجد محمد کے متوں کے
طور پر مفتی عظیم حضرت معصوفی صاحب کا نام درج کیا جائے۔

درخواستوں سے پہنچتا ہے اس سے قبل بھی وقف بورڈ
سے خط و کتابت کی گئی اور وقف بورڈ سے سچے وغیرہ بھی لی گئیں
کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو مسجد کی بھی ٹھکانے اسلامیہ کے
تقاریر سے اس کی آمدنی بھی وہی ہوسکتی ہے والی مام کی
صحیحہ اعتقاد مقرر رہتے رہے ہیں۔

۳۳۰

عسکری کالج

عسکری کالج میں انھیں دیکھ پائی بھر کے
دو لکھی سے صیبا دار سب پندرہ تھ
حداد دید سے انھیں ان کی بوسہ سرشار
ہر ایک غریب شہادت کا رجب بھت تھ
نہ صیر ہور جب زادہ دھتے سب
یوں سب کے پیش کا انھوں میں سنا ہوا تھا
سب سے پہلے سنی سنی سنی سنی سنی سنی
چمک تھی ان کی کہ جیسے چرخ چلتا تھا
بیاں سب کہ اس گھوڑا سب کا ہوا مسیحا
رہا ان کی کہ ہر پہر ہاں بھی مشید اھ
وہ جب بھی بولے بھڑکتے تھے ہونٹ سے موتی
حلاوتوں کا یہ عزم کہ شہید بھیکا تھا
جب ان کی نہیں بھی سب سب ان کو
دین میں ان سے ہر پہر کی کا پھر اھ
تھیں گھوڑے بھر پوری ہتھیاروں کی
ہوید اس مسیحا کا کارزار وہ تھا
ملیں کبھی مجھے نصیب ان کی ہتھیاروں کو
نصیب در ہوں گا نصیب والا تھا

۳۳۱

واقف اسطور کے پاس دو درخواستوں کی رہ گیا موقوف ہے وہ یہ
درخواست ۲۸ مارچ ۱۹۵۹ء و دوسری ۲۳ جون ۱۹۵۹ء
لا دی گئی ہے اور درخواستوں کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے
درخواستیں سیدہ القادسیہ بیگم کی جانب سے ہیں اور اس کی تائید و
حمایت میں معززین شہر و مصلحین کے عدل و رہنما عظیم شہر۔ علی
سرور خاں بہادر رحمہ ۱۱۱۱ حال کے دستخط ہیں ایک اور قابل ذکر
مات یہ ہے کہ مذکورہ درخواستوں پر اس وقت کی جماعت و صا
معصوفی کی ممبرگی ہے درخواستوں میں یہ لکھا ہے کہ اس مسجد کو
میر سیدہ (سیدہ القادسیہ بیگم) اور اہل اہل کتب الیہ سیدہ سنی
ہا کے پتی رہیں یہ بڑی شان سے بنو یا تھا اور کچھ شاہی مہر تان
کے لئے چھوڑی تھی اس میں شائع کیا گیا رشیدیہ اور سادات
کی قبریں ہیں میر سیدہ (سیدہ القادسیہ بیگم) قید سیدہ گویاں
عید الرحمن مسجد و مروت وغیرہ کا نظام سنے تھے ضعیفہ العمر
ہو سب پائی سہولت کے یہ جناب سرور خاں بہادر رحمہ حال
کو اس مسجد کا نگر الیہ بنایا اور خود بھی کام کرتے رہے۔

خان بہادر کی صحیح عقیدہ اور شہر کے رئیس عظیم تھے انھوں
سے بہت دشمنی سے کام لیا ہوئے ان کے کوئی اور بہرہ تھی
اس لئے ان سے انتقام سے بعد ان کے متبع اور دوسروں
خان بہادر شاہ روہاں ان کے جائیں ہو سب خان بہادر شاہ
وہاں درخواستوں میں لکھے تھے لیکن مسجد کا کام بحسن خوبی انجام
دیا انھوں نے اپنی حیات میں کسی کو متوں سے بنایا کیوں کہ انھیں
اس کا کوئی حق نہیں تھا ان کے انتقال سے بعد ان کی خیر ملک
پہن شمس بیگم بھی خود انھوں نے شہر کے معززین
مصلحین اور میں (فضل بیگم) ان کے متوں میں سے خوش نہیں
ہیں بلکہ شمس آری بیگم نے بغیر کسی حق و استحقاق کے میر فاضل طور
پر مسجد کو محمد و محمد سیدہ بیگم یوں در عقیدہ گوئی کی انھیں
سے اس کو دے دیا اور وقف بورڈ میں درج رو یا اس سے
برائی کے تمام مسلمان اور میں خود بہت نا اہل ہوں میر مسجد ہمیشہ
سے صحیح عقیدہ کی مسلمانوں کے زیر نظام رہی ہے اس سے
مسجد کے تمام مصلحین معززین شہر اور خواہ میں سے وقف بورڈ

کی جائے مسخ، صوفی

افکارِ رضا کی کرنیں اور منفی افکار کے جراثیم

سنی سنائی باتوں پر کان دھرتے، اہل علم کا طریقہ نہیں۔ وہ تو برہنہ تحقیق، مطالعہ سے آتے ہیں۔

ہمارے چار سو رتبے ہیں اور اس صبح ہو رہا ہے۔ تو
پرویسر کٹر محمد مسعود احمد

۱۹۵۷ء سے رقم مسلسل تھوڑا رہا ہے لیکن امام احمد رضا کی
سرخ و رنگی و سیاہی خدمات کی طرف ۱۹۷۰ء میں متوجہ
ہو جب ریٹھا کہ باب علم و دانش اس طرف سے برابر
پہنچا ہے جس میں درغلط ٹیپوں کی برہنہ تشریح کی جارہی
ہے، تو شرم و ندامت کے ساتھ کہہ دوں گا کہ اس کے لیے
جس کے ساتھ اسے تحقیق و تامل نہیں رہا ہے۔ اس
طرف متوجہ ہونا چاہیے، اس لیے اس کا یہ رونا ہوا (۲)

۱۔ ایک وجہ آپ سے امام احمد رضا پر سب سے پہلا مقالہ
فائل بیوروں و کتاب مولات اللہ جس سے مقبولیت کی
بدول پناہ صوبہ دہلی، یونیورسٹیوں سے پروفیسر اور ملی
تحقیق رنگ رہ گئے اور آج پھیل گیا جھوٹ کی اندھیریاں
چھٹ گئیں سچ ہے۔ مطالعہ ہی غیر محبوب کو محبوب بنا دیتا ہے
اور سچ و جھوٹ سے نفرت دیتا ہے (۳)

تو جو سرمایہ مت حاصل ہوا، دھما، سلام کی ہنگامہ داری
کی تھا اس کی اتنا ٹوٹا بنا دیا گیا اس کی خدمات کو قصداً
چھپا دیا کہ شش کی گئی اس کی اصلاح کے خلاف رکاوٹیں
تھیں کی نہیں کہ علمی و یا علمی سے نقاب نہ ہوجائے، مسعود
ملت سے سچ کہا

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا علیہ السلام سے پوری
وقت کے ساتھ جو عقلمندی ملت کے اس عالمی مسئلہ کی
مظاہرت و مدد نصرت فرمائی اور اس کو دشمنوں کے ہاتھوں
رہا نہیں ہوئے دیا (۴)

اہل نصرت سے اہل ملت کو رابطہ کی توجہ دینا چاہیے

جھوٹ، معارف، پینڈو، اہل علم کا شیوہ نہیں، بلکہ
علم تو بنا تحقیق کی بات نہیں کہہ سکتے سنی سنائی باتوں پر کان نہیں
دھرتے، جھوٹ و سچ ہا کہیں پیش کرتے ہیں، ہو مصیبت
کا حسد کے جراثیم جب پہنچتے ہیں تو وحشت میں ہر نقشہ آنا نظر
آئے لگتا ہے، لیکن کچھ امام اہل ملت اہل حضرت امام احمد رضا
قاری ریٹھی (۱۹۳۷ء تا ۱۹۶۱ء) سے متعلق کہہ گیا
جسے انہیں کہہ کہ اہل حضرت مسند علم و تحقیق و تحقیق کا شہرہ ہو
رہا ہے، پھر یہ کہ اہل علم ہمارے خدمات اہل نصرت کی دست
مراصل ہو رہی ہیں تو یہ دیکھ کر ہر چاروں گئی جھوٹ بولا کہا لکھا،
چھپا گیا اس ضمن میں پروفیسر مسعود احمد رضا نے
مطالعہ، مشاہدہ، سیک، اور ذخیرہ و شرکی پگھال کا بہترین
دریہ ہے، پروفیسر سے اسے کچھ وقت کے لیے حیر و شہرہ
یک و بد بنا رہی ہیں کیا ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے نہیں
مطالعہ کے بعد جب ہم اہل علم کے پاس سے ٹھٹھتے ہیں تو
مطالعہ صاف نظر آئے لگتا ہے (۱)

پھر ہونے لگی کہ سب خوب جھوٹ ہو گیا، لکھا، مشاہدہ
کیا گیا تو اہل تحقیق سچ کی تلاش میں چل پڑے، مطالعہ ہو دیا
سے جواب کھل گئے، اور اس سے پہلے کی تصدیق ہو گئی
مطالعہ صاف نظر آئے لگتا ہے کہ سچ کی صورت ہوئی، یہاں قصر رضا کی
جندب صاف دکھائی دے لگی

مجھے درہمیں سنی نصرت کی تائید
ہر سرشت میں سچہ پائی و مشا
باطل حریمات سے دور رکھنا کہ علمی دنیا اہل نصرت امام
احمد رضا کے کارناموں سے غافل رہ جائے لیکن روشنی ظاہر ہو کر
یک رتی ہے اس کے نصیب میں پھپھ نہیں مگر حیرت سے

کی خدمات کی تبدیلی فروزاں کر کے وہ دماغ کو منور کرنے کی ضرورت ہے

یہ نئی علم سے آراش کریں گے۔ وہ اعلیٰ حضرت کی خدمات کا مطالعہ میں انھیں پڑھیں، ان کی تصانیف اسلوب کے مسلک کی رجحان ہیں تحقیقی و تدقیق کا مرجع ہیں، انھوں نے مسلک سلف صالحین کی امر نہی کی ذریعہ بنائی کی، ان شاء اللہ اصطلاح سے بچ کر وہ ظاہر ہوگی، مگر وہ نگاہ قاعدہ درست ہوگا۔ بیان وہ ہوگا، عقیدہ و عقیدت میں گھڑائے گا، حق واضح دکھائی دے گی، اللہ تعالیٰ قبول حق اور سچائی کی توفیق بخشے گی ساری پرکاش صحرے سے بچائے شہد و صدق و دلالتے، آمین۔

حوالہ جات

۱۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، کٹر گنہ گارے گناہی، مجمع اسلامی مبارک، پور ۱۹۹۳ء، ص ۴

۲۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، کٹر، تہذیب، ص ۴، عرب عہد نثار طہر مسعودی، وہ وہ حقیقات تمام محمد رضا کرہتی ۲۰۰۲ء، ص ۱۲

۳۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، کٹر، تمام محمد رضا، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، ص ۲

۴۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، کٹر، تقدیم البریہ، تحقیقی اور تحقیقی جائزہ محمد الکرہی، ص ۲۰۰۰ء، ص ۲

۵۵۵

عسکری کا بقیہ

خیال ہے شریف دفتر سے موصول ہے صحت میں

سے نا صحت ٹھہر جائے بے نظیر حلقہ سب

تفصیل کا جو یہ سب ہو موصول کی ورس میں

یوں چھوڑ کے گھر لوگ تو بہرہ مند

مولیٰ کی مامت سے محبت ہے تو غافل

بہت محنت کی دتو چھوڑ ہے صحت سب

کہ، نہ کوئی گھیر رہے بل وں سے س کو

سے شہر سب، بہرہ مند، سب بکف سب

سے بچا، قادیانیت کی سطح کی کی، بیت سے نئے دہا طیل عقائد سے جس، سب کی تعاملت کی قادیانیت راست سب کی لکچر، پھر سے

۱۔ یہی شہر کی

انھیں جانا انھیں مانا نہ رہے غیر سے کام

لہذا انھیں سب سے مسدود سب

پھر ایک وقت یا جب جامعہ کی نفاذ میں، رخصت سے گونجے لکچر، جب مدارس، آراش کے سے عمارت رخصت سے گونج گونج، عہد ہر سمت تحقیقات، صوبہ کے سے پھیل گئے۔

گونج گونج گونج، میں نفاذ سے، سب سے، سب سے، کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں، منتظر ہے

آج ہر بزم میں چرچا رہا کا سے، مطبوعات کا کھم ہے، دکھانے کی چھت سے بزم علم سب سے، تحقیق سے نئے

ابو سب، ہے میں، شاعری، ان کے کی تحقیقی مینا سے، فکر، نما کی روشنی میں بہا سے، سب سے، ہر دور کی کرت، یہ جلا، کی روشنی، پوری بزم سب، ہوگی۔

۱۔ احمد رضا کی شمع مسرور، ہے آج بھی

خوش علم، کا درمشاں ہے آج بھی

بہر کیف تحقیقی فکر کا تقاضا ہے کہ

[] کی سانی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔

[۴] پرہیزگار پرکار حضرت میں علم کا شیوہ نہیں جب کون خبر آئے تو پہلے حقیقہ کی جائے پھر دینی رہے سچ کی روشنی میں قاضی کی جائے

[۵] بھوٹ کی عمر مختصر ہوتی ہے ممکن ہے کہ سچے کے بارے میں بھوٹ کے سہارہ میں سنا کا مظاہرہ کیا جا، ہوا، ممکن ہے

کہ سب کی سب پر کام کی راہ میں رکاوٹیں قائم کی جاری ہوں، آج بھی کام وہ جتنے بھی کر رہے ہیں انھیں کام نہیں بھاتا، انھیں کام پسند نہیں، کام کے مقابلہ پر ہیگنڈ سے کا سہارہ لیتے ہیں، میں

پاکیز و مزاج معاف لکھ رہتے ہیں وہ ہی سانی پد کا نہیں حضرت تحقیق سے کام لیتے ہیں سچ کی باتوں کے میں بھوٹ کو مسرور کر دیتے ہیں، آج ہی کی ضرورت ہے، آج اعلیٰ حضرت

اس کتاب سے بھی اہم رنگ برتے رہتے ہیں مسٹر دیہ کہ سنا کر
لو چے شے میں کام رہے لے شریف طور پر تحقیقی تعارض کا
ایسی دہرہ پہنچا ہوتا ہے جس کی وجہ سے کسی خاص فرد میں مخصوص
صفتی عدم موجودگی کے باوجود اشتراک (Collaboration)
سے کار تحقیق نہ صرف ہے کہ مایہ ناز کام تک پہنچتا ہے بلکہ تحقیق
پہنچتی خصوصیت کو حاصل کر لیتی ہے، آسان لفظوں میں کہیں تو
ہوں لے تحقیقی اشتراک (Collaborative Research)
سے بنا پر تحقیق ایک طرح کا مجموعہ یا مرکب جو بہ معنی
و معرہ پیشہ سے مراد ہوتا ہے۔

جہ کہ کی معیار کی شاعت لے تو میں Article
(Processing Control) کے پیش نظر علوم و پیشہ سے فارغ
التحصیل طلبہ کی بہت محنت کے بعد کے چند مقالے کی شاعت
پر پر ہو پاتے ہیں، شاعت کے بعد مرحہ کی محنت تحریر کے
مشورہ پر با (Peer Review Process) کے
مشورہ سے ہوتے رہے ہیں جس کے سبب علمی مذکرات کی محافل
م ہوئی رہتی ہیں ساتھ ہی کسی مقالے کو علمی سطح پر شہرہ
پر سر با کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے، حاصل یہ کے معاصر
تحقیق و پھر مقالہ لکھے سے لے کر لکھنے کے مرحلہ پھر
ن شایہ س کی سے سے عقل سے مال برد پید شری مرحلہ
ر جس میں مقدمہ نگاری تحریر کا معیار طے رکے س کو رہا کے
ہے کوے میں مختلف ارتفع سے بھیجا جاتا ہے، ایک ایک
منظم نظام کا ماحول و مہینہ جس کی تحقیقی جہت سے ملتا ہے، بشرط
کر تسلسل کے ساتھ ن کامیابی و کارہائی رہے۔

ب یہ بات تو واضح ہوئی تحقیقی تعارضات اور تعینات میں
کس طرح یہ جہت پر کلیدی رہا ہوتے ہیں مگر تحقیقی
تعارضات کی ہمیت رضویات کے میدان میں تھی ہے اس بات
کو مزید سمجھنے لے لئے ۱۰ ویں عرصہ رسوں و مہارک تقریب
میں کنرا ایس ایم ری حلقہ صدر علماء و علمی شریف سے
دس میں کنرا ایس ایم فاؤنڈیشن (مرست) سے ر ہ تمام سالانہ
مستند ہرے ۱۰ مہینہ، یڈمب کا عرصہ بتاریخ ۷۳ و کور

پر عموماً اور سداقت مت کے افکار و نظریات بہ ترجمان سے
سے باب "عنویات" پر خصوصاً تحقیق کا کثرت خبری سے تا
کا ہے جس کی باری وجہ مذکورہ و مطلوبہ مصری تقاضوں
(Modern Parameters) کو مدنظر نہ کرنا ہے، مگر
کار سے طلبہ سے ہر مدد دس سے فارغ تحصیل ہونے کے بعد
تحقیق سے نئے عصری و اس کار نہ کرتے ہیں تو کہیں بہت
کی پیشہ کی کام سے ہر روز ہے کیونکہ وہ تحقیق سے اس حدید
تقاضوں سے واقفیت تو دوران کے اسلوب سے داخلہ سے بھی
واقف نہیں ہوتے، یہ بھی ایک امید ہے کہ ان معیار پر پورا اترے
والا کوئی کلمہ تک جہرہ (Academic Journal) ماضی
میں ان کی نظر سے نہیں گزرا، اور نہ ہی ان کے مدد سے کی کامیابی
میں موجود تھا، حالانکہ تحقیق کے میدان میں کام رہے لے سے
اور اس سے بھی ہر مدد سے میں یونیورسٹیوں میں معاشی مواقع
(Job Opportunities) لایا ہو شوق ہوتے ہیں، پھر بھی جدید
اسلوب تحقیق (Modern Research Parameters)
سے ناواقف نہ ہیں، پر طلبہ کو حاد وقت تک جہت ہے، خبر
سے گزرتا وقت و گھریلو مدد یاں اور قلت معاش کے سبب
فارغ سے نہیں ہو پاتے، اگلے کر کام سے کا موقع بھی مشکل
سے ملتا ہے اب اگر معاشی معاملات درست بھی ہوں اور موقع
رقم ہو بھی گیا تو گزری سکتا، مگر گزری جاتی ہے تو س نہیں
کواکر نہ میں مہمال کے نئے ایک بہت زیادہ پہنچ رہا ہے۔

دب گزری کو انگریزی ماں میں مینے کے بعد وہ اپنی رہاں
رد و عربی یا فارسی میں سے کسی یکہ میں سے کسی مخصوص فن کی
کرب کو انگریزی میں مینے سے کی صداقت حاصل مینے
ہیں، مگر یہ صداقت ان کو محدود کام سے محدود دائرہ میں روشناس
ہوے کا ہی موقع رہے پتی ہے مگر ان جہت کے ماحول سے
و سبکی کے سبب تعارضات و تعارضات کے ہر باب کھلتے کا سلسلہ
جاری ہو جاتا ہے اور پھر کسی شے کی عدم موجودگی تحقیق کو نہیں
ہو پتی، یہ سمر الٹا عصری جہت تحقیق کے تاج و تارہ ہیں
تحقیق پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ مستقل میں ہونے لے تحقیقی

مثلت علمی کے معرثلت میں اس کے سچ کے علم ہدایت
 و غیرہ کے ال سے حقیقت نہیں پائی جاتی تھی تو ترجمہ حاصل
 طور پر حق نہیں ہو سکا اس لئے ضرورت اس بات کی
 ہے کہ مدد کی سے تعلق رکھنے والے علم کو بھی ان علوم و فنون
 میں بہت رس حاصل ہو پھر اس کا عصری رویہ سے تعلق
 رکھنے والے انگریز میڈیکل کے طلباء اسکا ترجمہ اور تحقیق کا آپس
 میں اس میں ہونا ضروری ہے۔ بسبب یہاں جو اس کا
 تو اس سے دیکھ جائے گا پھر ان سے درمیان ہم آہنگی ہوگی تو
 ظاہر بات ہے کہ وہ کتاب سے آئیں گے مل جائیں ہوں
 گی، ورنہ کد ہوگا تو پھر اس مباحث کو سمجھنا اور سمجھنے کے
 بعد پھر مکمل طور پر حصہ چاہیے دینا انگریزی میں ترجمہ ہونے
 گا، اگر ایسا نہیں ہو تو بہت دشواریوں کا سامنا ہوگا

اس لئے محترم حضرت میں گزشتہ برسوں کا جو کچھ میں
 اعلیٰ حضرت میں دیکھا تھا وہ عصری علوم میں بھی بہت
 رہتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ اہل علم سے قریب آئیں اور
 علم کے مابقی ان حضرات کے سر پر ہاتھ رکھیں۔ دوسری
 حوصلہ افزائی میں تو پھر اس طرح سب دوسروں سے
 مل کر یہ کام لے لے گا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے اعلیٰ
 حضرت کے ان علوم و فنون کو دنیا و اس کے سامنے حصہ پیش
 کرنا چاہیے، ورنہ ہم پیش رکھتے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر بڑی
 پریشانی کا سامنا ہوگا۔"

چشمہ تحقیق میں اس کے مقالہ نگار، مگر ان، معاونین
 و غیرہ سب سے تحقیق میں اعتماد (Barrier in Research)
 کے حوالہ سے بہت سارے عناوین پر فکری بحث کی ہے
 مختلف یونیورسٹیوں میں راقم کے اس موضوع پر سیمیناروں سپورٹ
 و غیرہ میں شرکت کر کے سیکڑوں بیکر بھی گئے ہیں مگر باقی تعلقات
 اور اس کے تعاون سے متعلقہ تحقیق (co laborative
 research) کے عنوان پر سگ میری زندگی کا یہ پیدا حضرت
 مقالہ و خطا تھا اس کی اہمیت کے پیش نظر رضویات سے صاحبان
 علم و دانش سے اس کو خوب سراہا، ٹریٹ پر یہ، دیکھی لایونشر

۹۔ "رضویات" ایک نئی الاقوامی نظریہ میں اپنا مقالہ
 پر مبنی ہے سنا محترم صاحب معقول، منقول، جائزین امام علم
 و فن حضرت علامہ قاضی شہید عالم رضوی صاحب نے اس عنوان پر
 ایک مدلل خطاب کیا تھا جس کے چند جملہ مد خط ہوں

"ضرورت اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کو
 موجودہ دور سے میں (میں کے تقاضوں کے اعتبار سے)
 انگریزی و عربی زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ پوری دنیا
 میں رسوائی کا صحیح تعارف ہو سکے اور اس سے بہتر کو
 وہ دن طور پر چارہ توں کا ہونا شد ضروری ہے مثال کے
 طور پر کسی شخص کی کتاب ۱۵۰۰ سے انگریزی میں ترجمہ ہو
 تو ۱۰۰۰ روپے یا اس کے برابر انگریزی جانتا ہو (۲) دونوں
 زبانوں میں اس کے مباحث و اصطلاحات سے واقفیت ہو

(۳) اس میں سے واقفیت ہو، ۱۰۰۰ دونوں زبانوں میں اس
 میں سے واقفیت ہو اس چار چیزوں میں جو قابل دسترس رہے
 گا، یہ ترجمہ کر سکتا ہے مثال کے طور پر فورمیں درج
 حرکت میں "میں اعلیٰ حضرت نے زمین کی حرکت کا روکیا
 یہ کتاب اردو زبان میں چھپ گئی ہے اس اردو کتاب کی
 بیرونی بیرونی پر چھپ گئی جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے زمین کی
 حرکت کا کیا ہے، ورنہ زمین و آسمان کے فارمولے
 کا کیا اثر واقعہ پر چھپ گئی کو انگریزی میں تھا پے کی بھی
 ایک نہیں دیکھیں ہوئی بعض جگہ کچھ ہوں سے ترجمہ
 کر کے اس سوشل میں مجھ کو، رہا میرا سامنے شہرہ
 میں انگریزی جاتا نہیں تو کیسے کہ سنا ہوں ترجمہ صحیح ہو
 یا نہیں، بعد میں بہت سے انگریزی کے ماہرین و صاحب
 گئی تو اس سے مشاہدے سے معلوم ہو کہ ترجمہ نہیں ہو پایا
 اس میں اختلاف بہت زیادہ ہیں اور ایسے اختلاف ہیں کہ جس
 کی وجہ سے اصل مباحث تک رسا نہیں ہو پا رہی ہے تو
 معصوم ہو رہا حق ترجمہ نہیں ہو سکا اس کی بنیاد وجہ یہ کہ
 مترجم انگریزی سے تو واقف ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی مصطلحات
 سے بھی واقف ہوں مگر رد و بدل میں جو مصطلحات ہیں وہ

نی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، اہل علم سستے گئے اور اس کی گونج تیز ہوتی گئی بعد ازاں سے رضویات کے سیکرس سے جد پڑ تحقیق سے نئے آپ سب سے فاکام کی ساتھ کی فکر، صحت کو تجدید بننے میں رہی شہر پھر سے سبقت سے گیا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ حضرت کے مذکورہ لائسنس عمل پر ہندوستان میں سیکرس جمع ہوتے لگے

کانفرنس کے بعد قاضی شہید عام صاحب قبلہ کی صدر رت میں ملک بھر سے آتے ہوئے سیکرس سے ساتھ مزید مل کرہ ہوا جس میں عد سالہ عرس رضوی کی ایکڑ تک کانفرنس میں مقام عام احمد رضا کیڈ کی بتاریخ ۳ نومبر ۲۰۱۸ء کو ایک سال قبل سے گئے فیصلے کی تجدید کرتے ہوئے اس عبارت کو جماعتی فیصلے کے طور پر پڑھ کر سنایا گیا:

”ذکورہ حاضر کے تقاضوں کے اعتبار سے موجودہ ”انی موہ“ یونیورسٹیوں سے طلبہ کو نئی تحقیقی رہوں پر محدود، بصیرت فراہم کرتا ہے جس میں نئے نئے محقق مختلف باہمی تعاون کے منصوبوں میں شامل ہونے کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں اور اس کا کوئی پیش نہیں ملتا، اس انتخاب میں یہ کیڈ تک جراثیم صرف تحقیق کے لئے ایک مستقل روشنی ڈالیں بلکہ مذکورہ و معتمد اور صحیح و درست کے لئے مکمل دستور عمل بھی ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ عہد میں تقریبات کی پیش کش، غنائم کی جانچ پڑتال اور مقدمہ کے مدد رات کے لئے مستقل اور ثقافتی فورم کے طور پر ایک کثیرالسالانہ (Multilingual - Multiacademic) جریدے کی شامت کی جائے جس میں پانچ یا نو ایسی اداروں کے سبب مددگار اور فاری میں باقاعدہ باب قائم کر کے جدید تحقیقی اصولوں کو نثری زبان سے لکھ کر دے ہوئے یونیورسٹیوں کے علمی تقاضوں کے مطابق رضویات پر ایک سیدہ جریدے کی شامت کی جائے اور اس کا معیار ۱۰۰ قارئین سے اور باقی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے اس جریدہ سے کہنے ہر زبان کا ایک شعبہ بنایا جائے جو اسلامی سے ساتھ میں

کی شامت بھی کرے ساتھ ہی وقتاً فوقتاً متعدد علمی مقالات کا احراز سے ران کی شامت کا بھی مزید ہمارے ریتار ہے اور اسی بنیاد پر جریدے کی مختلف اداروں سے اشاریہ سازوں کرتی جائے تاکہ جریدہ کا ایک پھر (Impact Factor) نقل کر سائے آثار ہے اور پھر اس کا حوالہ معیاری سمجھا جائے، مستند دیکر اس کا مواد تمام تقاضات و رضیات سے پاک حقائق و دلائل پر مبنی اصل حقیقی تحقیق و عقیدہ اہل ملت، بالخصوص مسلک اہل حضرت کی علمی توثیق مع تصدیق و تائید کے شامل ہوں، اسی ماحول میں علمی مصرت کے سبب بارگاہی علمی ترجمانی ہو کہ تحریر، تقریر سے زیادہ ویر پا اور اثر انگیز ہوتی ہے، طلباء میں تحریری رجحانات پیدا کئے جائیں

بعد گزشتہ سال کی محنت کی بنیاد پر مذکورہ تقاضوں کا حامل رضویات پر دنیا کا پہلا کثیر اللسان جریدہ ”بندہ طرزی“ انگریزی، اردو، عربی و فارسی زبان میں ”Kanzuliman Academic International Journal On Razawiyat (KA JOR)“

معروف ”کنجور“ کے پہلے پلٹیشن کا جراثیم ستاد زمین شہر ”تحسین ملت حضرت مولانا حسان رضا خان صاحب قبلہ کے ہاتھوں سے ہو گیا، بعد اس کے آپ لائسنس نظام کو بھی تفصیل سے سمجھایا گیا اور سب کی بارورڈ یونیورسٹی میں اشاریہ سازی ہو جانے کی خوشخبری سنائی گئی، جس کے لئے علامہ کرم نے تنظیم کی مجلس تحریر و تحقیق کو اور بالخصوص جریدہ سے کے پانچوں ریکس ایسٹ کو ممبر کا ویش کی، اس تقریب میں مولانا محمد اعجاز، مولانا حسن رضا خان، استاد منظر اسلام مولانا طاہر رضوی، میڈیو، میڈیو علی، یونس صاحب بنگال مولانا توحید، صاحبہ محمد و قمر، محمدی، سنین رضا اور جامعہ مدینہ سے ویشان رضا سمیت ملک کے گولے گولے سے عصری و دینی اداروں سے تعلق رکھنے والے طلباء و اساتذہ

اہل سنت کے معاصر اراکین سے شایع ہوں اور عہد موجود کے مگر یہ تقاضوں کو خراج دینے سے قیوں کرتے ہوئے رحمت جدید میں تحریری نظم و ضبط کی تجدید کا پرتوئیں تا کہ اسلاف است باخصوص اہل حضرت کی علمی نگارشات سے دیا کے اہل علم کو متعارف کر جائے۔

۲۲۰

عن ۱۶۷۱ کا بائیس:

وہ پناہ عزت ہو؟ میں شوہر سے ساتھ اور بوی کی کن پیچھے؟
اور شوہر کے پیچھے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد... شوہر (مرد) کے پیچھے، دونوں کھڑی ہوں۔

عرض... کیا تم کے بھائی اسٹین ہنس اسٹیل پد سنگ
نے پیچھے کھڑے کی جارہے ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد... کوئی حرج نہیں

عرض ۱۴۸: کچھ دنوں پہلے مجھے خوب میں حضرت کی زیارت نصیب ہوئی احمد اللہ! اور اسی سبب میں نے جانتے میں اپنے بیٹے روم میں یہ اچھی شخص کو، لیکن جس سے کا سے رنگ نا، دور کسبل یہ چادر، یہ کئی ہوئی تھی اور میری مدد شریف پہنچا تھا پھر دعا سب ہو گیا اور دو دن بعد پھر میں سے اسی شخص کو دیکھا اور وہ پھر خالص ہو گیا اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ کوئی ہر وقت میرے ساتھ ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے مجھے اب بہت ڈر محسوس ہوتا ہے حضرت ۴۸۴ میں اور مجھے اس خوف سے چھکار عطا فرما میں؟

ارشاد... آیت انگریزی میں اور چادر اب قل جبرم کے بعد پڑھیں اور سونے وقت پڑھیں... شاء اللہ تعالیٰ سب سے حفاظت ہے۔

عرض ۱۴۹: میرے خاوند ہر چار رکعت والی سنت غیر مؤکدہ (عصر اور عشا) صلاۃ التسلیم اور نفل نمازوں میں تھلہ اولیٰ میں درود شریف پڑھتے ہیں اور تھمری رکعت ثناء تھوہ و تسبیح سے شروع کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد... جی ہر درست ہے۔

صاحب قہد سے کی دمرہ دی سے ساتھ کہ بند میں تحقیق کا یہ معر شریعہ کا کہ طرح سے پہے ملک میں علموں تقاضوں پہ مبنی تحقیق کے معر کی قیادت، سبب میں شخصیت سے شان شاں ہے، اسی وجہ سے اہل علم آپ کو سید و جاہل دوسرا صاحب قہد کی تحقیقات کی نشاۃ ثانیہ کہتے ہیں، آپ کے اس قوس و فعل سے رشتوں کی مختلف مطلوبہ و غیر مطلوبہ کتب و رسائل جیسے رسالہ اعلیٰ کتب لکھی و لکھی قیوں رویت الہدایں، قیوں رویت الہدایں کشف الحدیث ان سمت قہد، حشر، ریح بہار و دی، حاشیہ جامع بہار خالی حاشیہ جامع خالی حاشیہ معبر ہندی مسطر مطابع مختلفہ، و المطابع حاشیہ شرح جامع، حاشیہ در حدائق، حشر، خزانہ تقریرت و کتب، استخراج و صوبہ تقریرت کے علاوہ سبب دی و دی نگارشات ہر علوم عقیدہ و تعلیم جیسے اشتقاقی رسم الفاظ، مرامی علم و فلسفہ، دی و دی علم تاریخ علم ہیست و ہند و حیرہ پر تحقیق کی فکر و سبب عمل کیا ہے، ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہوگی ہے کہ باہمی تعلقات (Academic Relations) اور سکاڑ کے تعاون (Scholarly Contribution) کی کئی ضرورت تحقیق (collaborative Research) کی کئی ضرورت ہے اور اس لحاظ پر طلباء و اساتذہ کی شریکیت کے لئے دور کشاں و حیرہ کا سہارا ہوا کرنا کتنا اہم ہے، جب ایک صحافی نے پوچھا کہ ہم کو مزید کتنی محنت کرنی ہوگی کہ ہم اپنے مد کو ہر مقاصد میں کامیاب ہو جائیں تو محسوس کے ارباب حل و ایش پر چست پکار گئے۔

دور حسبہ نا ہے ۲۰۲۰ وں تصور

راہ پر خاوند ہے کسب ہوتا ہے

یعنی یہ قیامت تو انھی سے ہمیں اس کی ۲ مداروں مجھے کی ضرورت ہے، اہم کوعد کی سرپرستی کی ضرورت ہے، نامعلوم ہمارے بعد اس محسوس حیرہ میں کوآئے؟ اور ذمہ داری کے معاملے میں وہ کیا ہو؟ کیا ۲۰۲۰ کے؟ ہماری آنے والی سلسلے علم کے معاملے میں کسی ہوں؟ ہند و اس نظر، فکر پر مددگی جتنے ہر سانس کو مسلک اہل حضرت کی روح و ایش غمت میں وقف کر دیا جائے۔

بہر صورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے مزید تجرید سے

جاری ۱۴۴۱ھ

ستمبر ۲۰۲۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تجدوہ و سورنای ج مولوں محمد امجد علی صاحب کا وہ گری
نامہ جو مکملہ سے تشریف نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لحمداً ولصلى على رسولہ الکریم

حضور پرورد مت رکاتیم العالیہ السلام علیک ورحمتہ واللہ

۱۔ رکت

خصوصاً مباح غیر ہے بپترجہ میں طبیعت خراب ہو گئی
تھی اور بہت ریا و خراب تھی مگر بہت چلدا اتفاق بھی ہو گیا بعض
صورت میں چیزیں بھی جہ میں گم ہو گئیں ایک معتقلہ میں ایک سال
سے بالکل مارش نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے گری کی بہت
شدت تھی مگر اس ہفتہ میں ایک دن خوب مارش ہوئی جس کی وجہ
سے اب گری کم ہو گئی بلکہ قبل ہی اس قدر گری پڑی یہ بچہ قائد
جوہر سے چلداں میں سے تقریباً دو سو توجہ کار ست میں منتقل ہو
گیا غالباً کل یہ سو تاج مدینہ ظہیر کا فائدہ نہ ہو گا یہ بہت
ریا رہ ہو گیا یعنی اٹھارہ گئی یہاں کے عادی خدمت میں حاضر ہو
مسب حضرت نہایت خلق سے پیش آئے جس سے سنا کہ یہ
حضور کا کفش برادر ہے اس نے نہایت عزت کی اور سب کو حضور
کی یاد کا نہایت مشاق پایا خصوصاً قاسمی القصد و شیخ علی مالکی و
شیخ مر وئی قاضی القضاۃ کی خدمت میں چند بار را حکومت میں
حاضر ہو نہایت صحبت با مروت اور با مہر و محبت میں جب میں حاضر
ہوا تھوڑے ہو یا سے اور عوار کے ساتھ بھرتے اور حضور کا تذکرہ
تھے اور شوق پادرت ظاہر فرماتے بالکل ہی ہار کی حاضری میں
۲۔ سب سے فرمایا کہ جب یہ شخص آئے مجھے فوراً اطلاع دو

حفیل احمد یہاں اب تک سے مگر بہت کم کی کی جانب میں
نہ مجھ حاشیت اس سے ظاہر کی نہ ظاہر کر سکتا ہے یہاں کے اکابر
عام سے یہاں سنا مولیٰ العبد عبد اللہ رسلہ سارہ الدون نکیۃ
سار کی خدمت میں پیش کر یا قاضی القصد سے ایک لکھ اور طلب
فرمایا تھا کہ مہر بھیجئے قاضیوں سے یہ ظاہر فرمایا طلب وہ دوسرا
سوخگی دے آیا رگل بر لین قطع طلب فرمایا تھا مگر وہابیوں سے

علاج میں خود سے تاج علی محمد میاں ما ہر دی سے
مسند ساری خری کا پہلی سبب وردن کا چار گرج علاج سے
عنوان سے قرا شہر و صحت میر معصوم اس ۲ تا ۳ گھن کی صحت
سے عنوان سے مولانا عرفان علی بیسلی پوری کا اصلاح کن معصوم
ص ۴۰ تا ۴۱ آخر میں آپ سے اصلاح امیر چند اشعار لکھے ہیں
اس کا یہاں نقل کرتے ہیں مدد نہ ہو گا
حد آپ اسراف ہے جب سے رتے
گر بیہ چادر کے اندر ہی دھس گئے

جو قریب سے ہر وقت ہر آن آتے
نہ نڈھ نڈھ کے رخ واد میں نہ مے
تہہ رن مشیت سے تم کو آہو
بد شک تمہیں ریں اور سیا سے کھو یا
مگر حالت تو یہ ہے

آپ کی س کے سے پہ آئیں
نویسے کے گھر میں سپر کاٹائیں
گرد گاہ رکھ کر جو قریب سے لائیں
تو مشہور نڈ ہسار سے عیب نہیں
میں جانے جا کے ساری مسائی
سے دوستوں میں مسک نہ مائی
میرن نصیحت

میں جا اب بھی نہیں کچھ سب ہے
نہ لاسر نو صاف مسک سے ہے
ہر کہ مت سے آئی صمد ہے
وہ مت کر رہا ہے جو حد سے بڑھ ہے
جو اس سے حب میں ہی تم کو دے
پڑے قریب سستی میں عرفان رہو گے

۱۳۳۸ھ حج کے موقع پر کہ مکہ سے صدر الشریعہ نے
حضور اعلیٰ حضرت کی دعا میں با مرسال فرمایا جسے یہاں
نقل نامے محل نہیں ہو گا غالباً یہ مذہب خط ہے اس خط کے
۱۔ علی شریف قاضی خونی میں مدرسہ معتز سلام کے طلبہ سے

میں منظوم فارسی متعلقہ جس کا مطلع درج ذیل ہے ۔

ما فقیریم شہب کن بقدر الی مددے

طہا و شاد و گدا فقیر سیم مددے

اللہ کی تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت اور اس کے محبوب
مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقہ و معروف کے خواہے سے اسام
اہل بیت کی یہ خاص صلی تحفہ تقریر صبر ۸ تا ۳۰ ایک
قطب بی اسفیاب ہے ۔

حضرت عیسیٰ بنیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام درج ذیل حیات طیبہ اور
آپ کے آسمان پر ہونے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
معراج جسمانی یہ میلاد شریف اور ذکر شہادت کے خواہے سے
خدیجہ اعلیٰ حضرت برہان امت عظامہ برہان اہل بیت پوری علیہ
و رحمہ کے چاہنا ان اعلیٰ حضرت، محمد الاسلام اور موسیٰ اعظم متین
تصدیقات کے ساتھ ص ۹ تا ۱۸، ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم
ذی قیبر قطب سورہ صفات۔ جہاں کی

جہاں کی

ص ۵۸ کا افسانہ

دہ مشہور توحید کا ہے مشعل شاندار

اسرار الہی کی بیاں جس کے کی تعبیر

سلام کی عظمت کا علم دھ میں جس کے

ہم شکل قلم رب نے عطا کی ہے شمشیر

در حب ربانیت میں دھ ستارہ جس کا

س سے ہی سکھان ہمیں سرکار کی تفسیر

جس سے مکی سرکار و عساکر دست

میدان میں غم ٹھونک کے اتر ہوتا خسیہ

سدا کی فنکار کا احیا کیا جس نے

سمیرش باطل سے کیا دن کی آفتاب

شانک ہے وہ دست صبر نے ہی کا

گستاخ مومنوں کو سب سے ہے شمشیر

سے شہر ملی مسکن ہی سدا کا مسکن

مدام ن تابدہ سب مسند مسکن تصویر

تو نہ مہ میں معسکوں سے سب بھی

کہتے ہیں قرآن کو صاحب تدبیر

کہ ایک جہہ میں رہ گئیں اس وسیعہ کہ سماں سے ہے میں سے
لکھ و سٹ یا تھا مگر تے وقت سماں کے ہے اوستہ ۔ ملا
مجبور احمد سامان جہہ میں چھوڑنا پڑا در سال مبارکہ شہرہ اختر
پر قصد تعالیٰ چند عکاسے کرام نے میر فرما دی ہے معنی شاعریہ
جنہوں نے سال گزشتہ میں خلافت کیا تھا انہوں نے مکی مہر مردی
آج تک ۔ اسی نوشتہ میں رہا در قلم صہا کے پاس جاتا رہا
بلکہ س کام کو عمرہ پر میں نے مقدم بھی کر اس بر میاں میں صرف
چ عمرہ سے کے درمیان سے شام تیرہ بجے پھرتا ہا یہاں تک کہ
سب فانی وہابی تصدیقات حاصل ہو گئیں مومن عبد الغفر صاحب
تعمیریت میں اور سون مرقم کرتے ہیں اور طالبہ دعائیں وال کی وجہ
سے فقیر کو بہت آہم ملا سب بات میں اس میں سے تکلیف ہوے
ن ہر نہ دیکھا جا رہے کہ اس معریت میں کسی کا پر سال حال نہیں
ہوتا مولیٰ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے ص ۸ ۔
عربی و فارسی زبان میں اعلیٰ حضرت کی لکھی ہوئی تصانیف عربی
ص ۸۔ مطلع یہ ہے ۔

الایا یہ السبقی اذ کلما وناوہا

کر یاوشہ کوثر بشا سازیم تحفہا

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم کی دوسری قطعہ سوا صفحت
پر مشتمل ۔ در سال نور مبین کی آٹھویں قطعہ صفحت ۵۰۰ و ۵۰۱
الاول ۱۳۳۹ھ کی جن دنوں کے اوقات کا نقشہ سحری صغریٰ پشت
رسالہ ہدایہ امام اہل سنت کے رسالہ منیرہ تنصیح و تہذیب عن الصلوٰۃ
ورہدہن الحقیقہ اور دست درمیں کی کتاب ایک مس کاشفہ
جدید ۱۲۰۳ مس ۳۔ رتبہ الاول ۱۳۳۹ھ

ابتداء صفحہ ۱۔ جواب قضا فرجاء کے عنوان سے منظوم
قلم جس میں گاندھوی ملاؤں ن خوب خبر گیری ہوئی ہے۔ لکھے
و سے کا نام درج نہیں ہے، پہلے صفحہ پر تحریر مستحقین و امام
علی مست کا تعریف کلام جس کا مطلع درج ذیل ہے ۔
تاج جستے میں جہاں دروں کے
کا سے ہیں ان کے آتش خواروں کے

دوسرے صفحہ پر حضرت سیدنا مونسید شاہ معین مس کا دوری
دار ہر وہی قدس سرہ کا لکھا ہوا، رگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

زیر حضور تاج الشریعہ عبد الرحمت والرحمان

انجمن سنی قس

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مفتاح نظام کے ارشادات و فرمودات کو "ملفوظات" کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ وہ ہیں جو احسن اور اعلیٰ عالمیے کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرتے ہیں۔ ان میں حضور کے ارشادات کی جامعیت ملتی ہے، تاکہ آئے والی انسانیت کے وجود و جامعیت کی روشنی حاصل کر سکیں۔ صوفیائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر ان کے لیے حشر و قیامت کی خبر ہے، ان کا ایک ایک جملہ دل کی گواہی دے رہا ہے، ان کا ایک ایک جملہ کسی کی قوم کی قدر و منزلت کا لکھن ہے۔

ماہنامہ سنی و حنبلیہ ابریلی شریف

تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرنے کے لیے ۲۰۰۹ء میں ایک ادارہ بنایا گیا، جس کا مقصد ہے کہ ان کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرے اور ان کی اشاعت کرے۔ اس ادارہ کے تحت "ملفوظات تاج الشریعہ" کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا، جس کے تحت ۲۰۱۰ء میں پہلا جلد شائع ہوئی۔ اس جلد میں تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات جمع کیے گئے ہیں، جو ان کی جامعیت کی روشنی حاصل کر سکیں۔

تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرنے کے لیے ۲۰۰۹ء میں ایک ادارہ بنایا گیا، جس کا مقصد ہے کہ ان کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرے اور ان کی اشاعت کرے۔ اس ادارہ کے تحت "ملفوظات تاج الشریعہ" کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا، جس کے تحت ۲۰۱۰ء میں پہلا جلد شائع ہوئی۔ اس جلد میں تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات جمع کیے گئے ہیں، جو ان کی جامعیت کی روشنی حاصل کر سکیں۔

تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرنے کے لیے ۲۰۰۹ء میں ایک ادارہ بنایا گیا، جس کا مقصد ہے کہ ان کے ارشادات و فرمودات کو جمع کرے اور ان کی اشاعت کرے۔ اس ادارہ کے تحت "ملفوظات تاج الشریعہ" کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا، جس کے تحت ۲۰۱۰ء میں پہلا جلد شائع ہوئی۔ اس جلد میں تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات جمع کیے گئے ہیں، جو ان کی جامعیت کی روشنی حاصل کر سکیں۔

۱۔ سے میں پوچھا وہ بھی اور لاکھ اشورس والے اور بینک ڈیپازٹ والے ورڈ کتابوں میں جن کا ڈیپازٹ ہے ان سب کے لئے یہ جامع جواب ہے کہ جب تک وہ رقم ڈیپازٹ نہ رہے گی مگر قرض دار کے پاس رہے گی سال بہ سال ان پر زکاۃ واجب ہوں رہے گی اور اس کی "تکلیف زکاۃ" بندہ پر اس وقت ہوگی جب لکھ بھر یا لکھ کا پانچواں حصہ اس کوں جو سے سب پر رقم پوری ہے یا لکھ کا پانچواں حصہ مل جائے تو گزشتہ سال کی زکاۃ اس کے اور اب اگر لکھ بھر جائے تو اس سال کا لکھ پوری کی زکاۃ کرے اور زکاۃ جس کے قرض دیا ہے قرض دہندہ پر ہے اور قرض دہر اس مال پر زکاۃ نہیں ہے جو اس کے قرض پر ہے

مگر فقہاء صاحب بیو اللہ
۲۲ اگست ۲۰۰۹ء بمبئی، ہند
بسم اللہ الرحمن الرحیم
عرض : لاکھ اشورس کی اب تک جتنی رقم مل چکی ہے اس کی بھی زکاۃ دینی ہوگی؟
ارشاد :... یہ چند سوالات زکاۃ کے مسئلے میں گھر کے گئے ہیں اس سے پہلے بھی چند سوالات ہیں اور اس کے بعد بھی میں نے سوالات سے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سائل پر پوچھو رہے ہیں کہ جو رقم قرض کی گئی ہے یا لاکھ اشورس وغیرہ میں کہیں ڈیپازٹ نہ کی گئی ہے اس رقم پر زکاۃ ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں جنہوں نے قرض کے

یہ جامع جو بہ تمام مسائل کا ہو گیا۔ اب اس میں اس سوال کا بھی جو بہ ہو گیا جس میں یہ تینے مکالمے کرائے پر پورا اور زیر مہانت مالک مکالمہ کو دیا۔ دیکھو یہ تو پورا دیکھو یہ پورا مگر اس کے پاس قریب ہے اور قریب سے طور پر اس سے اس کو، یہ ہے یا نہ پورٹ یا ہے اور یہ ہے یا ہے کہ جب مکالمہ جان سے گا تو یہ را نہ ہو پورا ہو جائے گا تو اس کا بھی حکم دینی ہے جو پورٹ کا اور قریب کا ہے جو حکم دینا را یا گیا یعنی سال بہ سال اس پر رکاۃ جب ہوتی ہے۔

عرض ۲۔ یہ سنی کی شافعی امام کی فقہ میں ما پر ہر ممکن ہے۔

ارشاد پڑھ سکتا ہے اور ذوق خوار میں اس پر کچھ تفصیل بھی ہے اور اس میں یہ ہے کہ گرشائی امام حنفی کے مراتب سے اور یہ ہے ہوشی باطنیات میں یہ کون صلی اس کا ایسا ہو جس سے کہ صلی مدد میں طہارت صحیح ہو اور وضو وغیرہ صلی مدد پر اس کا صحیح ہو جائے یا بدن کی یا کپڑے کی یا مکان کی جو طہارت صلی مدد میں جس طرح مطلوب ہے اس کی گرس سے مرعہ کی، مسائل میں بھی اس سے مرعہ کی اور کسی مسجد کا رکعت نہیں کیا حتیٰ کہ مدد میں جس پر مدد ہو جاتی ہے تو نماز صحیح سے درگشت ہے اس صورت میں نماز صحیح نہیں درجہ مطہرہ شوافع حنفی کی مراتب سے لے لیں جنہاں یہ بھی طور پر معلوم ہو یا مضمون فطن غائب ہو اور شافعی کی صحیح العقیدہ ہو یا شافعی نہیں جیسے آج کل کچھ صلی اور عمر مقلد جو شافعی مدد کی تقلید کرتے لیں در تقلید و حرمہ ناجائز بلکہ شرک و بدعت جانتے لیں ایسا نہ ہو پکارتی شافعی ہو اور مدد میں صلی کے معتقد ہوں کی وہ رعایت کرتے یا مضمون فطن غائب ہو یا نہیں ہوتا یا شافعی صحیح ہے

عرض ۳۔ مگر کسی پر رکاۃ قریب ہو گئی ہو اور اس سے یہ کی ہو بعد میں وہ صاحب لکھتا رہا تو سب یہ ہے؟

ارشاد بعد میں صاحب لکھتا رہا اور اس نے رکاۃ اور نہیں کی تو وہ اس کے لئے گناہ گار ہے در سالہا سے گشت میں

جب وہ صاحب لکھتا تھا رکاۃ ادا کی کہ اس سے لئے مگر وہ گناہ گار ہو تو یہ رے متھار کرے جب پھر صاحب لکھتا ہو گا تو سالہا سے گشت کی رکاۃ اس پر وہ حسب ہوگی اور سالہا موجود کی مگر جب ہوگی

عرض ۴۔ میں ایک شیعہ لڑکی سے شادی کر رہا ہوں اس کا بیٹا بھائی بارہ سال کا ہے در سات بیٹیں ہیں اس کی شادی ہو چکی ہے اور وہ لڑکی کے گھر کا حرج چلتی ٹل میں انہیں رکاۃ کی رقم لکھنے کے لیے لے جانا چاہتا ہوں کیوں کہ وہ انہیں رکاۃ کا بتاتا تو وہ نہیں گئی اس طرح رکاۃ کا بتا سہے بغیر رقم دینے سے رکاۃ ادا ہو جائے گی؟

ارشاد... رکاۃ کی نگی کے لئے صرف تاکالی ہے۔ فقیر مسئلہ کو تمہیک کی سیت سے دے دے اس میں مالک بنا سے کی سیت ہے اگرچہ عیدی کہہ کر دے، لکھت کہہ کر دے اور اس صورت میں تو تمہیک ہوئی جان ہے یہاں تک فقہ سے مرعہ دے اس میں یہ سیت ہے کہ میں سے یہ رقم دے دی، در نام یہ قریب کا تو بھی رکاۃ ادا ہو جائے گی

عرض ۵۔ اب صاحب بتے لیں کہ میں انگریزوں دیتا ہوں میرا یہ جانتا ہے کہ یہ بھی ایک طرح کی رکاۃ ہی ہے کیوں کہ یہ پیر بھی گورنمنٹ کے ذریعے خرچ ہوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ جہاں کی فرمائیں۔

ارشاد غلط ہے، غلط ہے یہ رکاۃ نہیں ہے در اس کے اور پر رکاۃ عرض ہے

عرض ۶۔ در سنی حرامت میں دپا کی ہو جائے یا پیسہ کی سے تپا کی ہو تو کیا وہ ہو جائے گا؟

ارشاد اس سے در سنی حرامت میں دپا کی ہو جائے گا اب ناپا کی در سنی حرامت میں اس طرح ہوئی یہ سوال تفصیل طلب ہے اور تفصیل سے اس کا سوال کیا جائے اس کا جو بہ یا پائے گا پہلے سے گرجنا سیت ہوں تو اس صورت میں یہ بدعت مانتی صحت صوم نہیں ہے اور اس کی سب اس سے در سنی حرامت سے کہ اس سے آخری کرنی اور سیت کرنی ہے تو اس کا در وہ بل شریف ہے

عمل رکے گا اور پڑھے اور ورے کے درمیان حسابت ہوں وہ کسی طور پر ہوں یہ سوں تفصیل طلب ہے اس کی تفصیل سے جو سب نے گا۔

عرص ۷ چھبے بیٹن میں نے یک سوں کیا تھا کہ عید گاہ میدان کو کہنے پر کفر پر پڑھنے کے مسئلے پر اور میں نے ظلمی سے گاؤں ملے دیے تھے اور سے یہاں باری یک، کھ سے یہ وہ ہے یہ جگہ گاؤں میں شمار ہوگی یا شہر میں اور عید کی نماز یہاں پر ہر حال جاسکتی ہے؟

ارشاد کیا ہے؟ رومو رہیں ہے مگر وہ جگہ ضعیف یا پر گہ ہے پھر اس کے متعلق دیوت گئے جاتے ہیں اور اس حاکم مستقل ہوتا ہے جو پٹی شوکت و شہرت سے ظالم سے مظلوم کا نصاب سے ملتا ہے جگہ پھر ہے اور وہ اس پر حاکم مستقل ہوتا ہے مقدمہ اسٹا ہاں یہ فیصلہ ہو گئے ہیں تو وہ جگہ مصر کے حکم میں ہے شہر سے شہر میں ہے اور مدہب حق میں ہند اور عید کے لئے شہر شرط ہے اور جو جگہ مصر کے لئے مصر نہیں ہے وہاں یہ ہند اور عید میں صحیح نہیں ہے بلکہ مکہ و حرم کی ہے اس لئے اس جگہ پر نماز نہ جانا ہے اسے عمل میں مشغول ہونا ہے جو شرعاً صحیح نہیں ہے ہند کردہ جگہ مصر بائنا سے مصر شہر بائنا سے شہر سے یہ پر گہ ہے مصر ہے مختلف دیوت گئے جاتے ہیں اس کے خلاف متعدد لگی کو چے ہیں اور شہر کی طرح ہے تو اس صورت میں ایمان پر جمع ہو جائے۔

عرص ۸ کیا میں نے ورد سے کی حالت میں ۱۰۰۰ روپے سکتی ہے اس سے روئے رہیں تو کیا ماں کے لئے جازت ہے نہ ہنگے کو ۱۰۰۰ روپے سے کی عمر ۶۰ سال کی وجہ سے وہ روزہ چھوڑے؟

ارشاد روزے کی حالت میں ماں سے ہنگے کو ۱۰۰۰ روپے سکتی ہے اور اس سے روزے پر کوئی نہیں پڑا البتہ اگر وہ روزہ رکھے گی وہ سب سے سب سے ہتال میں ۱۰۰۰ روپے نہیں ہے گا تو اس صورت میں اس کے لئے سب سے کی خاطر یہ جازت ہے کہ وہ روزہ رکھے دروہوں میں اس کی قسم کرے۔

عرص ۹ یا آپ کے لئے مریضوں کو مجموعہ شمالی و صا اور سب سے قمری وظائف پڑھنے کی جازت ہے؟

ارشاد تمام مریضوں کو تو نہیں جو حالت چائیں نہ وجہ نہ ہے مجموعہ اعمال صا کی اور سب سے جو درائیں وہ سب سے سنے عام میں وہ شجرہ میں ہیں اور جو وظیفہ انگریز میں میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضور مفتی عظیم ہند علیہ الرحمہ سے اس کی برکت کو جازت دی ہے

عرص ۱۰ کپڑے پر کون ناپاکی ہو یا خوں کے دھبے لگے گئے اور نہیں پاکی سے دھویں یعنی ان پر پانی بہا دیا جائے تو دھوئے کے بعد دھوئے جائیں تو یہ کپڑے پاک شمار کیا جائے گا؟

ارشاد دھوئے یا بقدر طاقت طہارت بھر کا مال ضروری ہے اگر وہ نئے گہرے ہوں یا مال و کائے میں مشمت ہے تو معافی ہے اور اگر اس کے لکائے میں تصویر تو اس صورت میں وہ کپڑے پاک نہیں ہوگا۔

عرص ۱۱ کسی طرف کپڑوں پر پانی ہو اور انہیں پاکی سے دھویا مگر وہ سو گئی دروس بھی چلا گیا کیا یہ پیر پاک ہوگا؟

ارشاد نہیں کپڑے سے ناپاکی کو چھڑنا ضروری ہے اس صورت میں وہ اگر خشک تھی اور کھریج کر اس کو چھڑا یا تو پاک ہو گیا اور اگر وہ کپڑے میں جذب ہوئی اور اب نظر نہیں آ رہی ہے تو نجاست میر میر کا حکم یہ ہے کہ پیر سے کوئی مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ خوب چھگی طرح سے چھوڑے قطرے آنا بند ہو جائیں اور اس میں قوت نہ ہو جو چھوڑا ہے اس کی قوت کا اعتبار ہے وہ یہی قوت سے چھوڑے اور ہر مرتبہ اس طور پر چھوڑے کہ قطرے آنا بند ہو جائیں تو اس صورت میں وہ کپڑے پاک ہو گیا یا تیز دھار کے سب سے اس پیر سے کوڑھ دے اور پاکی سے تو کپڑے پاک ہو جائے گا۔

عرص ۱۲ جس میں سلازم پھیر کے وقت نہاں دیکھا جائے؟ کدھوں پر یا جہاں لاش نظر کرے وہاں لاش؟

ارشاد اس سلسلے میں مجھے وہ تفصیل اس وقت بائیں ہے سلام پھیرے اور بھی دیکھے یا دیکھے نہ جو رشتے کدھوں پر ہیں اس کو سلام کی نیت کرے اور جو دیکھے حاضرین ہیں ان کو سلام کی

میں رہتا ہے یا اللہ عزوجل ہر جگہ موجود ہے یا میرا ہونا نصیب ہے؟

ارشاد: یہ کہتا کہ اللہ عزوجل ہر جگہ موجود ہے صحیح نہیں ہے اللہ عزوجل مطلقاً ہے اور جگہ سے پاک ہے صلوں اور اتحدا سے پاک ہے۔ صلوں اور اتحدا یہ مدہمبہ پر عقیدہ ہوتا ہے اور یہ عقیدہ اس سے منزه ہے اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے اپنی قدرت سے اور اپنے علم سے یعنی ہم اس کے علم کے احاطے میں ہیں اور اس کی قدرت کے دائرے میں ہیں اس سے کبھی باہر نہیں جاسکتے اور اللہ تعالیٰ ہم سے دور مکان سے منزه ہے اور ممکن کے دوس میں اللہ عزوجل رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ ممکن کے دوس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد اور اللہ کا جلوہ اس کے دل میں رہتا ہے اور اس سلسلے میں ایک حدیث شریف بھی ہے

قَدَسَ نَمُوْهُ مِنْ عَرْشِ اَللّٰهِ سَعَادٰی ۝ اَبَدًا ۝ ۲۰

مومنوں کے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کا عرش جس تو اس طور سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا عرش و اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر چھٹے سے ورہیں پر اتصال سے اور اس پر جو سے سے منزه ہے یہی ہی اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے دوس میں آئے سے حقیقی طور پر منزه ہے مطلب اس کا جی ہے جس طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے کہ وہ اس کی ملک ہے اور عرش پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی کھلی خاص ہے اسی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص تجلی مومن کے دوس میں ہے کہ مومن کے دوس میں ایمان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم حقیقتاً مومن کے دوس میں سے ہوئے ہیں۔

عرش: ۱۴ حد کے سمن میں حضرت سے فرمایا کہ حضور قادر ہے میں بھی جو غوث عظیم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے سوا ذکر کئے جاتے ہیں اس میں کچھ سامان قدس کے خلاف ہیں کیا حضرت کی امر نصیہ غش سے ہے یا کچھ اور؟ وصاحت فرمادیں۔

ارشاد: نصیہ غش سے نہیں ہے اس میں کچھ کا جوہر

عیت کرے

عرش: ۱۳- دھوکا بھرا ہوا پانی پر سناڑ ہے؟

ارشاد: ۱۴- سناڑ ہے بلکہ مستحب ہے۔

عرش: ۱۲- جمعہ کے خطبے کے بیچ میں؟ عبادت کی جاسکتی ہے؟

ارشاد: اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے

یہ رسالہ ہے رعاۃ جہلین فی الدعا بین الخطیبین

اور مدہمبہ صلی جو مام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے

مدہمبہ ہے اس میں یہ ہے کہ مام صلی خطبے کے سنے پیشہ اس

وقت سے سنے خطبے سے فارغ ہوئے تب مقتدریں کو سامعین

کو حاشا روٹا اور سکون کے ساتھ استراحت اور نصرت سنوں کے

ساتھ بیٹھنا اس کے اور مدہمبہ ہے درصاحبین کاغذ یا مدہمبہ یہ

سے کہ وہاں خطیب کے رمیاں اس کو احاطہ کرنے کی عازت

ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں جب مؤمن

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں جب مؤمن

اس بیٹا ہے تو میں حاشا سے اس کی دسترس میں ہوں حال تک

خطیب کو جو سب دینا جاز ہے کہ میں اس کو جو سب دیتا

ہوں اور وہاں خطیبوں کے درمیاں کل ہو اللہ اصحاب جہت ہوں

عرش: ۱۵- جماعت سے پہلے قاست ہی تو کچھ حرج ہے؟

ارشاد: کیا جماعت میں نے قاست ہی جاسے گی؟

ارشاد: قاست ہونا چاہئے اس نے کہ یہ دست دہندہ مستقرہ

ہے اگر یہ سب چھوڑ کر کیا درجہ عبادت سے نئے گی

قاست ہی جائے گی

عرش: ۱۶- کیا تنہا ہی فرض مد سے پہلے بھی قاست ہونا

چاہئے؟

ارشاد: اگر کئے تو کون حرج نہیں ہے۔

عرش: ۱۷- آن کل عمروہ جو کہ رہ ہوتا ہے وہ بھی حاشی

رقمے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ رشوت و قسم ہے کیا ایسی

صورت میں؟ لینا نصیب ہے؟

ارشاد: اس کی جارت نہیں ہو سکتی۔

عرش: ۱۸- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل مام کے دوس

حضور عوٹ اعظم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے متے چائے میں جن میں فقیر محی الدین شمس محی الدین اس قسم کے نام شاہان قدس کے خلاف ہیں اس نے علما رضیہ المصطفیٰ صاحب محدث سیر سے سن ماموں کو مالاً حدف کر دیا ہے اور بے حق قادیہ بعض جگہوں پر میں نے سنا کہ اس ناموں کے بغیر اس راکیب پر پڑھا جاتا ہے۔

عرض ۲۰ بار مضامین میں تاریخ کی حوا میں ماہ ماہ میں پرقاں پاد پڑھ سکتا ہے؟ ونگیری سوال
ارشاد نہیں اس کی جارت نہیں ہے
عرض ۲۱ بل کتاب میں ہیں؟ یا یہ یہود و نصاریٰ ہیں؟
کیا ان کے نکاح جائز ہے؟

ارشاد بل کتاب کا مصداق یہود و نصاریٰ ہی ہیں اور یہود و نصاریٰ کا جو وراں کی عورتوں سے نکاح قرآن کریم میں اس کی جارت کی گئی۔ سچے میں تفصیل ہے اور سائل کے دھوکا حوال کیا بھی نہیں ہے اس کا کہنا نہیں کیا۔ مگر حاصل لہ تبارک و تعالیٰ سے ہم یہود و نصاریٰ کرے تو اس کا بچہ چتر ہے اور جہاں مصر یہود ہلکا مصر بیت پر مانی ہو اس سے نکاح جائز ہے لیکن آج کل کے بو نصاریٰ ہیں وہ اپنی اس مصر بیت پر مانی نہیں رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وہ ہی نہیں بلکہ یہود اور مسیح مانتے ہیں بہر آج کل کے جو مصر کی ہیں اس کی عورتوں سے ب نکاح کے جو کی صورت نہیں ہے بہت بارے حکام و حکماء رہا۔ سے بد حال ہے میں یہ علم ہی میں ہے وہ یہود ہوں کا حال معلوم نہیں اور حقیقت میں ہے کہ ان سے بھی نکاح نہ کیا جائے پھر یہ بات بھی ہے کہ یہ یہودی اور مصر کی اس وقت کے وہ عربی ہیں اور عربوں کے حکام و مسلمان سے بہت معاملات میں جدا گانہ ہیں

ان سے لوگ اس وقت جو اسلام دشمنی میں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی جی نہیں کر رہے ہیں ان سے ساتھ نکاح کرنا اور ان کے ساتھ جس قسم سے معاملات نمٹ کے اور عورت سے یہ مسلمان کی شان نہیں ہے اور یہ اس سے اسلام اور ایمان

کے سے بہت مصر ہے بد راے ہیں ہے اور سبیل نہیں ہے ر تو ان سے نکاح کرے سے پرہیز رہے
عرض ۲۲ کچھوں پر با مسجد سے صحت میں پندوں کی بیت (گندگی) پڑ جائے اور وہ نوکھ جائے تو یہ وہ کچھ یا جگہ پاد نہیں ہے گی؟

ارشاد پڑے۔ مگر پڑ گئی تو اس کو کھڑا دے گئے۔ تو پانی بہا اس کو دھو دے اور زمین کا حکم یہ ہے۔ سو صے سے میں پاد پاد جاتی ہے اس جگہ سے صحت کو کھڑا جی باگہ میں پاک ہو جائے گی اور اگر وہ ہے تو وہاں پر پاد پاد رہے۔
عرض ۲۳ مگر جہد کے حساب سے مصال کا روز درخصا شروع یا اور۔ ب پاد کشتاں چھٹیکس (۲۸) رمضان کو صحر کیا ب پاد کشتاں میں اور عود میں دو دن غارت کو یا یا ب یا نہیں کی گئی پوری کرے یا نہیں رہا ہے پورے ہے؟

ارشاد اس سے دوسرا پادستان جب دو دن تو یہاں پر اس کو تیس کی گنتی پوری کرنا ہوئی اور چار روزہ اس سے بعد یہ میں رہا مگر حاصل غل کی بیت سے اس سے رکھو سے وہ روزہ اس کا غل چوگا اور بیت میں۔ رد چھ تو اس صورت میں وہ روزہ صحیح رہا۔
تو اس کا مطلب یہ اس کو معذور نہیں ہے۔ یہ مضامین ہے اس سے یوکی روزہ رکھنا کہ عمل ہے تو غل فرض ہے تو فرض اس صورت میں عیت صحیح نہیں ہوئی اور اگر وہاں پر شرعی طور پر مصال غارت نہیں ہو چھا چا ندب شہد تک کی تھی اس سے فرض رمضان کی بیت سے روزہ رکھا تو یہ روزہ غلطی ہو اس صورت میں یہی حکم ہے کہ عیت گنتی مہینے کی پوری کرے گا ہا کسوا العدة (تکبیل عتد) بہر پادستان کے حساب سے چلے گا۔

عرض ۲۴ عطا کی چار فرض جہ عتد کے ساتھ یہ تہ پڑھ دی تو اس سے پہنچ کی چار رکعت مسنت خیر ہو مدہ ہو رہی تھی اس کو بعد میں پڑھنا ہے یا نہیں؟ مگر پڑھا ہے تو کب؟

ارشاد غل کی قند نہیں ہے مگر امت ہانی ہے تو امت میں پڑھ سے اور وقت چھ گیا تو اس کی قضا کہیں وقت گزرتی ہے جب چاہے پڑھ۔

ارشاد: شجرہ شریف منگوائیں اور شجرہ کے دھاتک پڑھیں اور شجرہ کی ہر سیل ان پر عمل کریں۔

عرص ۳۲: مسند پنجاب کیا ہے؟ کیا یہ نل امت و جماعت کے مسائل میں سے کون مسند ہے؟

ارشاد: یہ نل صوفیائے کرام میں سے مسند ہے اور عاب میں کٹر لوگ تھیوئی سلسلے سے مرید ہیں اور اس سلسلے میں مجھے ریدو معلومات نہیں ہے

عرص ۳۳: کیا اس دن عتکاف کے بھی ن حکم ہیں جو اس دن عتکاف کے ہیں؟

ارشاد: ... احکام، عتکاف کے دی ہیں۔

عرص ۳۴: حضور مقلی عظمیٰ علیہ الرحمۃ فالتب آل رمل ہے نونیا چے بھول کا نام آل رمل رکھتے ہیں؟

ارشاد: ... رکھتے ہیں۔

عرص ۳۵: کیا ذریعہ کی حالت میں مہر نوکر کے ن جات ہے چا ہے یا ن لگی ہو؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: صحن میں پانے پہنچے تو اس میں کوئی حرج نہیں

عرص ۳۶: شجرہ شریف میں بہان نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے اس کے ساتھ ہم "سیدنا" کا مدد کر سکتے ہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: یہ مستحب ہے مجھ ہے سیدنا کا امان نہ پنا ہے۔

عرص ۳۷: یا عورت جس کی حالت میں شجرہ شریف پڑھ سکتی ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: پڑھ سکتی ہے۔

عرص ۳۸: مرد اپنی بیوی اور بیوی کی بہن کے ساتھ جماعت کر سکتا ہے؟ یا عورتوں کو صرف محرم کے ساتھ ہی جماعت جائز ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: ... محرم اور غیر محرم جماعت میں مردوں کے پیچھے گرا انا قیہ طور پر مہری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور عموماً عورتوں پر جماعت اور جماعت، عیدین فرض نہیں ہیں وہ اس مستثنیٰ ہیں۔

عرص ۳۹: اگر جماعت کی صورت جائز ہو تو بقیہ میں سے کون سا

عرص ۲۵: یا تاج بھوب کو پد سنگ سے ریورٹ پہننے کا سات ہے؟ اور یا عورتوں کو بھی؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: اس میں کوئی حرج نہیں۔

عرص ۲۶: کن رنگوں کا حمامہ شریف پہنا سکتا ہے؟

ارشاد: سفید کے نئے حدیث میں رخصت آتی ہے درصور علیہ اللہ۔ تو سندم سے سفید بھی استعمال فرمایا ہے اور سیاہ کے سلسلے میں بھی روایت آتی ہے اور رنگوں کی کوئی تخصیص نہیں ہے

عرص ۲۷: کیا عمار شریف، نمکوں پر چاندن یا کسی اجات کا دنا ہوا نقش یسین مبارک لگا سکتے ہیں؟

ارشاد: لگا سکتے ہیں۔

عرص ۲۸: کیا آپ مجھے حقیقہ کے بارے میں بتا سکتے ہیں میرا ایک دوست ہے جس کے دو بیٹے ہیں درود دلوں کا عقیدہ پنا ہوتا ہے اس سے کسی سے پوچھا تو بتایا گا ایک گاسے

کی قربان سے دونوں کا عقیدہ ہو جاسے گا اس سے کہ گاسے کی قربانی میں سرت لوگ شریک ہو سکتے ہیں تو کیا دونوں سے عقیدہ کے نئے پنا گاسے کی قربانی کی جاسکتی ہے یا ہرگز سے لے

دوسرے مال سے ہوں گے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: (ایک گاسے کی قربانی) سکتے ہیں۔

عرص ۲۹: اگر غرب میں عیدین نماز پڑھی جاسے تو کیا ممکن ہوگا؟

ارشاد: اگر غرب میں جماعت تھ لکھتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے

اسی طور پر عیدین بھی اور غرب میں لوگوں پر جب نہیں ہے

عرص ۳۰: کیا ہم عیدالضحیٰ کے چوتھے دن قربان کر سکتے ہیں جیسا کہ کچھ لوگ چوتھے دن قربان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھی سنت ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد: چوتھے روز گریں گے تو صحیح نہیں ہوگا

عرص ۳۱: میں حضرت سے مرید ہو مگر اس کی صحبت پاسکا اور نہ ہی میرے پاس شجرہ شریف ہے میں حضرت اور سلسلے کے دیگر مشائخ کے بیوسہ و رات حاصل کرنا چاہتا ہوں رحمان رحیم میں؟

کے اس کہ قائل ہو چکی تھی کہ "رہین سورج کے راگھوئی ہے" ان سائنس سے جب یہ بات چند دلائل سے کی اور ہر طرف کمر و کجی لگا کر امام صاحب کے ایک شاگرد نے خط لکھا کہ سائنس کتنی بڑے مد میں سورج کے راگھوئی ہے اب آپ قرآن مجید سے یہ بات ثابت کیا تاکہ ہم کہ سائنس کے جوہر آج ثابت کر رہے قرآن میں ہے سے موجود ہے

پھر ساری دیے دیکھا جب مسلمانوں کے بڑے بڑے ماہرین مان رہے تھے مسلمانوں کے ایک رہنما نے انکار کیا اور قادیانیوں نے قرآن وحدیث سے دلائل دیے کہ زمین سورج کے گرد نہیں گھومتی۔

جب عدوئے کرم سے قرآن وحدیث کے دلائل پڑھو تو سر جھکا لیا اب مسعودی مسلمانوں کو مطمئن کرے گا تھا امام نے اس زمانے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "قوسین" ہے اور آج سائنس کے چھ دلائل کے جواب میں 105 قائل تھے سائنس ایک دلائل سے ثابت کیا کہ زمین سورج کے گرد نہیں گھومتی۔

وقت گزرا محمد وقت وصال فرما گئے ان کی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ان کی وفات کے دس سال بعد اس کتاب کو جرمنی بھیجا گیا وہاں کے 100 ماہرینوں نے جب ان دلائل کا مطالعہ کیا تو آج سائنس کا ذکر کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی

"100 Authors Against Einstein" پھر عرصہ قبل گھنٹہ کے ایک سائنسدان نے بھی کتاب لکھی جس میں کہا کہ سائنس کو اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان کے دلائل کا کسی طرح انہیں دیا جا سکا 105 دلائل تو دور کی بات ہے 100 دلائل بھی جی نہیں سکا کہ وہ کیا جاسکتے۔

چاہتیں سے مارے جائے سائنسدان! کہ عہد القدر حال کا جنگ زر میں کام چھپ چھا جہاں پر انہوں نے امام احمد رضا کی تحقیریں کر دیں

سائنس سے کتنے سال لگا رہے تھے اب بت ہو کہ زمین سورج سے نہیں گھومتی پر مسلمانوں کا امام ایک سائنس مخالف میں چھو رہا گیا کہ زمین سورج کے گرد نہیں گھومتی۔

اعلیٰ حضرت کا ایک علمی تصنیف

ابن مسعود محمد باعلی ماری (فاہی شریف) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نو عمری کا واقعہ ہے کہ آپ ایک طبیب کے ہاں تشریف لے گئے۔ ان کے استاد ایک طبیب صاحب (جو علم عربی بھی رکھتے تھے) وہ علوم جدیدہ سے گراویہ تھے ان کو مستجابیت سمجھا رہے تھے کہ ہر چیز دوسری چیز کو جذب کرتی ہے اشغال کے زمین پر گرتے ہیں آپ نے اس کی جگہ کشش زمین اس کا سبب ہے؟ اعلیٰ حضرت قید۔ بھاری چیز اہل سے زمین آتا چاہیے اور ہلکی جلد کے آسان اٹھنے کی جانتا کہ معاملہ برعکس ہے

نوب صاحب حبست موجب ثوقہ جدید ہے تفصیل میں ہیں جز سے ارمیہ داند میں الہد میں اسے زیادہ قوت سے نصیحتی ہے۔

اعلیٰ حضرت جب ہر شے جاذب ہے اور ہلکی حس لاہریہ قوت کے ساتھ چلتی ہے تو جمعہ وعیدیں میں امام بک ہوتا ہے اور مقتدی ہزاروں چاہیے کہ مقتدی امام کو بھیجیں۔

نوب صاحب اس میں روح صالح اثر جذب ہے۔

اعلیٰ حضرت ایک جنازے پر دس ہزار نمازی ہوتے ہیں اور اس میں روح نہیں کہ نہ پھینچے دے تو لازم ہے کہ مردہ اڑا کر نمازوں سے پست جائے

نوب صاحب خاموش ہو گئے۔ (دلی مطبعہ جدید 27 ص 237)

امام احمد رضا اور آج سائنس

ابن خاتم کے رضویہ معلمہ بمعونہ صافات راہیہ ایک صاحب کہنے لگے آج سائنس گرچہ مسلمانوں میں لیکن وہ علم کے لحاظ سے سب مسلمان سائنسدانوں پر بھاری تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ لاکھوں مسلمانوں پر یہی کے شاہ فقہ پر تو لے اس زمانے میں اس کا رد کیا جب ساری دنیا سمیت مسلمانوں

October-2021 Rs. 25/-



ماہنامہ سنی دنیا

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا، باریلی شریف

اس شمارے میں

صفحہ نمبر	مضمون نگار	مضمون
۵	محمد عبید الرحمن شہر شہزاد روتی	اسلام و سبب شہزادوں کا عہدہ سالہ یوشیادریٹس مسلمان
۱۰	مسافر محمد ہاشم متارن صدیقی	سیرت رسول عظیم اس بیت سے ملے متعلق راہ
۱۳	عبدالمصطفیٰ رشون	سید اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ نقشبندیہ
۱۷	مونا ناصر اسلام مصطفیٰ العینی	گھبرائیل پھسوان جنہیں ہوسرہاں بن کر رہیں
۱۸	مونا ناصر اسلام رشون مستدی	اردو کا پسپاؤ
۱۹	مفتی جمیل احمد توری	تم بھی ٹوٹی ہو
۲۱	مونا ناصر اسلام مصطفیٰ العینی	سبب ایمان سے بڑھ کر سبب ہے؟
۲۳	مونا ناصر اسلام راجہ	مفسر کا مہدیہ منکوس یا مسعود؟
۲۶	مونا ناصر اسلام یار ظہری	ہے اسبہ کیسی آزادی
۲۸	مونا ناصر اسلام الدینی مصباحی	مسلمز کیوں کا حیرت مندوں کے ساتھ دراز ایک ہو کر یہ
۳۰	پروفیسر محمد رحمت مسافر توری	غصہ و غضب و اسلام کی تعلیمات
۳۳	ایک محقق کے قلم سے	عہدہ انما حق اور حسین بن منصور حلاج
۳۵	مفتی عثمان آرمی سولس پورون	حدیثہ سراج الحق توری کشن گجوی اسیرت شخصیت
۳۹	مونا ناصر اسلام نصاریٰ اوروی	صغیر میں عہدہ اہل سنت کی کتب احادیث پر حدیث
۴۵	مونا ناصر اسلام نقشبندی	ریختی میں احمد صبیحہ انہیں ہوتا
۴۷	عہدہ سبب رضویہ	حق حضرت امام احمد صبیحہ کون؟
۵۰	ایک حقیقت آشنائے قلم سے	صاحب خوتیں اور نور عیدہ چوں کی پریشیاں
۵۲	ڈاکٹر مشاہد رضوی بلا کریم	انہیوں کی تعلیم و تربیت اور مذاہن کی مسدداں
۵۳	مونا ناصر اسلام شریعتیہ	مذہب و مذاہن تاج الشریعہ
۵۸	مونا ناصر اسلام رشون مستدی	نویسہ اس کی راحت رساں ہے نماز
۵۸	محمد عبید احمد توری	اہل سنت کی فتنہ شکنانہ پوں و فتنہ کشاں

مہینہ شوال ۱۴۲۲ھ



نفرتوں اور سازشوں کا طوفان! ہوشیار رہیں مسلمان



مسلمانونا غیر مسلموں سے سٹ دی تمہاری بربادیوں کا پیشگی جشن ہے

انھوں کو ہر شہرستان ہوگا پھر بھی

دور ازمانہ حال تو مت کی چل گیا ہے

ملک میں ہندو تنہا چند تنظیموں کے دریغ پھیل گئی

مذہبی متافرت اس وقت پورے عروج پر ہے جس کے سبب دنیا بدن حالات سنگین اور نازک جو تے جارہے ہیں، جب سے سیاسی گھلاروں میں بھگلو بچھا ڈال کر مسلمانوں کو مارے، کانے، اور گول مارے واسے اونچی اونچی کرسیوں پر درجہ بھان ہوئے لگے ہیں تب سے سرعام ہی نہیں بلکہ برسرِ منہ بھی دھرم کا نام لے کر مسلمانوں کو گالیاں دینے کا ایک مقبوضہ ترین فریڈ ساجل پڑا ہے آج کل ہے دیکھو گلے میں بھگلو کپڑاں کرہر گلی غلو پر برساتی میدان حکمران کی طرح صرف مسلمانوں کے خلاف ڈرڈر دتا ہو نظر آتا ہے ہندو خطرے میں ہے ہندو جاگ گیا ہے، ملے کالے جانیں گے، قرآن آٹک داد پھین رہا ہے، اسلام دھشت گرد پید کر رہا ہے، پیغمبر سلام کافروں کو قتل کا حکم رچے ہیں گھر میں گھس کر مسلمان چھاری سہویشوں کا رپ پ رہیں گے اور رو سے کیسے کیسے گھناؤنے الزامات رٹھے جاتے ہیں۔

اس طرح کی سنگین رہبر افشانی کر کے ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کا ماحول بنایا جا رہا ہے اور اس کو "مگنویت، دھرم پر یوتھ اور بوجھاؤ جیسی کوئی بھی مرضی کہانی گڑھ کر مار پیٹا اور کاٹا جا رہا ہے، جس ملک کی آزدی کے لئے ہمارے سدا سے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ چھوڑ دیا، آج وہی ہمارا مقلد بنا نظر آ رہا ہے اور سی سے نہیں دکھائی سادش رہنے جا رہا ہے۔

جب پڑ وقت گلستاں سپہ بہیم رہا

جب بہار آئی تو کہنے ہیں ترا کام آسین

آج ملک کے کوئے کوئے میں ہندو ہا سبھا، ہندو ورکش دیں، ہندو ہا گرس مچ ہندو دیوا دی گھی ہزاروں فرقہ پرست تنظیمیں مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کی سور گری رہے میں لگی ہوئی ہیں، بیوں ک نفرت کے اس کاروبار سے انھیں کیا طرح کے فائدے ہوتے دیکھ رہے ہیں، ایک تو لوکل انتظامیہ پر ان کی دھاک بیٹھ جاتی ہے جس کے سبب پولیس واسے انھیں، مواد سے کم نہیں سمجھتے، جس کی بڑ میں اگاہی کا دھند خوب پھلتا پھولتا ہے، اپنے معاد کے لئے کسی بھی معاملے کو ہندو مسلم کا رنگ دے رہا ہے دے گا جتنا روک ٹوکنا بڑا ہی آسان ہو جاتا ہے اور قاتلوں کے ہاتھ لیے ہوئے کے ہا جو بھی اس غنڈوں کے گر گیا یا تک نہیں پہنچ پاتے بلکہ بعض دقات تو قانون کے یہ ہے ہاتھ اس شہر کار یہ نہیں اپنی سبھا کیتا سمجھے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

دوسرے سیاسی گلیاروں میں ایسوں کی رسائی بہت جلد ہو جاتی ہے، جو ہنڈا مسلمانوں کے خلاف رہبر اگلتا ہے، اس کا سیاسی قد تباہی و بچا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی "گولی مارو مالوں کو" جیسا سپر ہٹ سر د لگا دیا تو بس راتوں رات مسٹر کی اور کسپٹ تنگ میں جھل جاتی ہے، مطلب یہ کہ اس "بھگلو بچھا" اور ہندو شہد کی آڑ میں پرے درے کی غنڈہ گردی سیوا ہو جاتی ہے اور بڑے سے بڑا ناجائز کام جائز پھر تو پ گنور کشا کے نام پر پشو تسکروں سے اگاہی کیجئے، دوا گیری کیجئے یا رنگہ رنی ا بولی ردک ٹوک نہیں اور گر کھی بھلے کے کسی مسلمان سے تو تو میں میں ہو جائے تو بس اپنے مکان پر مکان کا آ ہے لکھ دیتے پھر دیکھئے جیسے حالات پیدا کر دیتے جائیں گے کہ بے چارہ وہ مسلمان اسے پونے دموں میں اپنا مکان بچ کر بھاگتا ہو نظر

آئے گارے ر ج

سو طرح کا فائدہ ایک جھگو وھار نے میں ہے

انھیں سیاسی میدان، اور سیاسی مفاد کو حاصل کرے سے
 حرص و ہوس میں آج کل ہندو انتہا پسند تنظیموں کی طرف سے بڑے
 رور و شور سے یہ یاد کرانے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے کہ
 ”مسلمان لڑکوں اور غیر مسلم لڑکیوں کے درمیان نکاح کے جو
 واقعات پیش آرہے ہیں، وہ کوئی پیار و محبت کا معاملہ نہیں بلکہ
 ایک منصوبہ بند عمل ہے، جس کا مقصد ہندو لڑکیوں کو پیار و محبت
 کے جال میں پھنسا کر ان سے شادی کرنا اور بالآخر ان کو مسلمان
 بنانا ہے جسے ”لو جہاد“ کا شراعی نام دیا جا رہا ہے اس سے ساتھ
 ہی یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ مسلمان چاہے جنگ کے میدان میں ہو
 یا پیار کے میدان میں، ہر حال میں وہ صرف ”جہادی“ ہوتا ہے، جس کا
 حقیقت کو پارسیاہیت میں سبیل ہوم مسٹر راج ناتھ سنگھ نے بھی
 تسلیم کیا ہے کہ ہندوستان میں جو جہاد جیسی کوئی چیز نہیں ہے
 ایک سوال کے جواب میں درجی میں ریڈی نے بھی لوگ سنا
 میں کہا تھا کہ ملک میں جو جہاد نام کی کون چیز نہیں ہے

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ابھی تک کسی بھی
 مجلسی نے اس مسئلہ میں کوئی اطلاع یا رپورٹ نہیں دی ہے،
 نہ ہی مکر یا راستوں کے کوئی ایسا سروے، یا جس سے پتہ چل
 سکے کہ ملک میں ”لو جہاد“ کا کوئی معاملہ معرض وجود میں آیا ہے،
 ان سب حقائق کے باوجود یہی ہے پی کی تریہ افکار کی ریاستیں اس
 فرض ”لو جہاد“ کے خلاف قانون بنا چکی ہیں اور کچھ اس کی تیاریوں
 میں مصروف ہیں۔

یہ طرز عمل اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں
 کو بدنام کرے اور ان کے خلاف نفرت کا ماحول پیدا کرے کی
 ایک گندی سازش ہے اور کچھ نہیں، لو جہاد کا فرضی شوشہ سب سے
 پہلے کچھ موقع پرست سیاسی لیڈروں نے چھوڑا، پھر مینڈ پاسے اس
 مفروضے کو نمک مریج لگا کر اس قدر اچھا لگا کہ آج ملک کا ہر غیر
 ہندو ”لو جہاد“ کے سنانے کو حقیقت تسلیم کرنے لگا ہے، جبکہ
 حقیقت سے اس کا دور دورہ کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔

مسلم لڑکوں کو برہاد کرنے کا طریقہ

نفرت و عداوت کے ان سوراخوں کے، رینہ مڑتوں اور
 سازشوں کا ایسا جال بنا گیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان لڑکا یا لڑکی اس
 کے دست برد سے محفوظ نہیں، مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کو محبت کے
 دم تڑویر میں پھانسی کران کی زندگی تیار و برہاد کرے کے لئے
 ہندو لڑکوں اور لڑکیوں کو فریٹنگ دی جا رہی ہے، اس کام کو
 پانچ لنگ کے تحت منظم طریقے سے انجام دینے کے لئے سواہتل
 آپریشن کمپنیاں سے مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کے سر حاصل کئے
 جاتے ہیں پھر مسلم لڑکوں سے ہندو لڑکیاں اور مسلم لڑکیوں سے
 ہندو لڑکے سواہتل پر رابطہ کرتے ہیں، ان سے پیار و محبت کی باتیں
 کرتے ہیں، رشتہ داروں سے رشتہ داروں سے رشتہ داروں سے رشتہ داروں
 کرتے ہیں ساتھ میں گھومتے پھرتے ہیں اور انھیں اپنے عقائد
 میں سے بتاتے ہیں۔

کچھ مسلم لڑکوں کو تو ہندو لڑکیوں سے دوسری قسم کی ملاقات
 ہی میں ”لو جہاد“ کی فرضی کہانی بنا کر مذکورہ فرقہ پرست تنظیمیں
 اس قدر توڑ پھوڑ دیتی ہیں کہ وہ اسے نام ہی مذکورہ پاتا ہے اور
 کچھ مسلم لڑکے ان ہندو لڑکیوں کے دام محبت میں اس قدر گرفتار
 ہو چکے ہوتے ہیں کہ انھیں لے کر گھر سے فرار ہو جاتے ہیں۔ پھر
 یہ تنظیمیں اپنے من گڑبخت ”لو جہاد“ کا شور و غوغا کر کے سماں سر پہ
 اٹھاتی ہیں، لڑکوں کے گھر پر یہ فرقہ پرست تنظیمیں حملہ کرتی ہیں،
 مار پیٹ، لوٹ پٹ سب کرتی ہیں ماں باپ بھائی بہن گھر
 بار پھوڑ کر جان بچانے پر مجبور ہو جاتے ہیں، دور کے شہر دار تک
 محفوظ نہیں رہتے، پولیس و اسے اس معاملے میں شہر ہر ”لین جاتے
 ہیں اور آٹھ بند کر کے بوڑھے ماں باپ پر سکی لڑکیاں برساتے
 ہیں جیسے وہ اس کی نہیں، پھر ہوس اور جب تک ”جھگو وھار“ی ”ان
 پولیس و اس کی سرمت کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ بھیگی جلی بن
 جاتے ہیں ان کے ذہن سے لڑکے اور اس کے گھر، اس کو مصیبتوں
 و بددینی زندگی گزارنی پڑتی ہے پھر پولیس انھیں بردستی و حرم
 پر یونٹن کے جرم میں جیل کی سلاخوں سے پیچھے ال دیتی ہے اور
 لڑکی کو باری بیکتین بھیج دیا جاتا ہے جہاں سے پھر وہ اپنے گھر
 لے آئے

فکار پر وہاں دواں ہو جاتی ہے، جبکہ مسلم لڑکا مالہا مال تنگ اس
ہ کر رہ گناہ کی سزا بھگتا ہے اور اپنی رہا، یوں قلعہ تم کرتا ہے، ان
پر مزید نئی طرح کے دیگر سنگین مقدمے بھی درج کر رہے جاتے
ہیں جن سے ان کی رہائی کے واسطے تقریباً مسہود ہو جاتے ہیں۔

ممکن ہے اس میں کچھ جوڑے سچ سچ پیدار کے چکر میں پڑ
جاتے ہوں، مگر انہیں وراں کے گھرواؤں کو بھی فرقہ پرستوں
کے اس میں گڑھت ہو جاوے گی جہاں کی جگہ میں پس کر مشق تم بننا پڑتا
ہے، لڑکی، لڑکے دیکھ جا رہی کرے کہ وہ خود ہی مرضی سے اس
لڑکے سے ساتھ بھاگتی ہے اور یہ کہ وہ عائشہ، باجی ہے وراپنا
بھلا بر بھولی بھگتی ہے۔

مسلم لڑکیوں کو برباد کرنے کا طریقہ

مسلم لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھاس کر ان کی زندگی
تباہ و برباد کرے یا ان کا دھرم پر یورتن کرے کے لئے بھرتنگ
وہ جیسی ہندو انتہا پسند تنظیمیں ہندو لڑکوں کو باقاعدہ تربیت دیتی
ہیں، ایسے اسلوب کالج اور یونیورسٹی کوٹا ریگٹ کرے کو
بھا جاتا ہے جہاں مسلم لڑکیاں زیادہ پڑھتی ہیں، انہیں مثنیٰ مسلم
لڑکیوں کو پھاسنا ہے اس کا ہدف دیا جاتا ہے اور پکڑے جاے
پرانہیں ہر طرح کی قانون و معاشی، معاشرہ و اہم کرے کی یقین دہانی
کرائی جاتی ہے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی ہے لئے ڈھان ڈھان
کہ وہ اپنے بھی میا کرے جاتے ہیں۔

اس چارنگ کے تحت ہندو لڑکے سکولوں، کالجوں اور
یونیورسٹیوں میں مسلم لڑکیوں کو منتخب کرتے ہیں، ان سے روم
رسم بڑھاتے ہیں، موبائل نمبر شیئر کرتے ہیں، انہیں حماد میں
سے کر ان کا جیسی اجتماع بھی کرتے ہیں اور جب اپنی مرضی محبت
کی بھی یقین دہانی کرے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں سے
کر ایک دن گھر سے فرار ہو جاتے ہیں، بے چارے مال باپ،
بھائی بہن انہیں مسہد کھائے کے دانی نہیں رہتے سماج میں طرح
طرح کی باتیں در طعنے دی جاتی ہے، موجودہ حالات پر گہری
نظر رکھنے والے ایک فرد کے مطابق کچھ ہندو بوجہ لوں کے
پاس گاؤں کی مسلم لڑکیوں کے سہرات ہیں، جن کے درمیان وہ

انہیں پھاہتے ہیں پیار کا جھانسا، بٹے ہیں اور ان سے اس کا ریتنا
ان کی عزت، ان کی آبرو چھین بیٹے کے بعد انہیں کہیں کا نہیں
چھوڑتے یہ حالات میں سماج کے ڈرے مال باپ بھی پتی
مظلوم لڑکیوں کو اپنا سے سے کترتے ہیں، اس کے بعد وہ لڑکی
کہیں کی کہیں جاتی، یا تو خود کشی ریتی ہیں، یا پھر جسم فروشی سے
دلہن میں آجاتی ہیں۔

اس وقت کو جہاں لو جہاں چلا کر سیر پھرتے، ان پر فردہ پرست
تنظیمیں دور و دراز کے شہروں میں مسلم لڑکیاں بھگاتے وائے ان
ہندو لڑکوں کو چھپنے کی مخلوط جگہ فراہم کرتی ہیں، ان کی حفاظت
کی دوسری بٹی ہیں، چھ چھ بیٹے تک کے لئے ان کے کھانے
پینے رہنے سے کا انتظام کرتی ہیں، ڈھائی آدھائی لاکھ روپے کا
بھام دیتی ہیں تاکہ دوسرے ہندو لڑکے بھی مسلم لڑکیوں کو پیدار
کے جال میں پھاسیں، پھر یہ ہندو تنظیمیں مسلم لڑکیوں سے اس طرح
پیش کرتی ہیں کہ یہ انہیں پناہ میا چھنے لگتی ہیں، بعد میں جب ان کا
اصلی پھرہ سامنے آتا ہے تب لڑکیاں کے غم سے باہر آتی ہے
لیکن جب تک بہت دور ہو چکی ہوئی ہے، بدنامی اور ذہنی کاٹکار
ہو کر لڑکی ایک زندہ لاش میں تبدیل ہو جاتی ہے بل غلام ان کی
بھی عزت، عقلیت اور وقار و اعتبار کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔

ہندو جاسوسین کے صدر راجو چوہان کے مطابق ہندو تنظیموں
کے درمیان ہندو لڑکوں کو یہ دوسرا دی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے
علاقے کے سکولس کالجوں، یونیورسٹیوں، تیسری درجہ میں مسلم
لڑکیوں سے ملتی جلتی باتیں کریں، جان بوجھ کر انہیں کسی پریشاں
میں ڈال رہی ہیں اس سے جھوٹی ہمدردی کریں، ان کی مدد کا ڈرامہ
کر کے ان کا یقین و اعتماد حاصل کریں، پھر روت روت انہیں پیدار
محبت کے جال میں پھاسیں اور اس حد تک ان کا برباد ہونا
کریں کہ وہ اپنے مال باپ، اپنا گھر بار، یہاں تک کہ پناہ دے
بھی چھوڑنے کو تیار ہو جائیں۔ ڈیڑھ لاکھ روپے ایک بہت بڑا مال
آئے دن انتہا پرستوں کی سرگیاں ہیں وہاں مسلم لڑکیوں کے
رہنے کی خبریں کوئی اتنا قی نہیں بلکہ سی خطرناک مہم کا حصہ ہیں،
ہندو انتہا پسند تنظیمیں سرعام ہندو بوجہ لوں کو درپردہ لڑکی ہیں کہ وہ

مسلمان لڑکیوں کو اپنی طرف مائل کریں اور انھیں پیار محبت کے جال پھنس کر ان سے شادی کریں، یعنی نوبہ کے لئے یہ تنظیمیں شو، ہندو لڑکوں کو درجہ دی گئیں اور نوچھاؤ کا حکم مسلمانوں کے سر چھوڑ دیں ان تنظیموں پر پورا بچاے شور کی کہانت صادق آتی ہے۔

گزشتہ سالوں میں بنگلور اور دہلی پور کے رجسٹر رٹف میریج کے دفتر میں نوٹس پور پر کسی درخواستیں چسپاں دیکھیں جس میں لڑکیوں کے غیر مسلموں کے ساتھ شادی کی درخواست دی تھیں، اسی طرح پچھلے مہینے ہمارے شمارے میں غیر مسلموں سے شادی کے والی مسلم لڑکیوں کی ایک فہرست سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تھی، جو پوری امت مسلمہ کے لئے خوفناک اور تاراجیہ صبرت ہے، اگر ہم اب بھی خوب عقلیت سے یہ رد ہوئے اور اپنی سسل کو ان خطرناک سازشوں سے نہ بچایا تو آگے والے دنوں میں ہمارا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

یہ بات بھی مشاہد ہے پر مبنی ہے کہ مسلم سے ہندو یعنی مسلم لڑکیاں ہندوؤں کے لئے کبھی "ہندو" نہیں بن پاتیں، انھیں شہر سے بھی نکل کر نہ چھوٹا مانا جاتا ہے، نتیجے کے طور پر کوئی لڑکی رقیہ سے مسکاں بن کر بھی درجہ کی گھوڑی کھاتی پھرتی ہے تو کون شہید سے تو بن کر بھی اپنی بد قسمتی کو رد کرتی ہے۔ راجندر "عرف" راجوڑ علی دہلی پولاب ڈنگی (اووے) پر ہنگ سستی منیچھا، سے شادی کا بھروسہ دے گا، لو عرف شہید پروین، ولد نسیم انصاری (جیاداک جھارکھنڈ) کو بھنگا کر دہلی پھر بنگلور لے گیا اور چاچاں تک اس سے جسم سے کھینچتا رہا، جب وہ حاملہ ہو گئی تو راجوڑ علی سے بنگلور چھوڑ کر اووے پور واپس آ گیا، اووے پور آ کر اس نے کسی اور سری ہندو لڑکی سے شادی کر لی، واضح ہو کہ اس پورے معاملے میں راجو کے گھروالوں سے اس کا مکمل ساتھ دیا، اب "لو عرف" شہید پروین ایک بچہ کو لے کر درجہ کی گھوڑی کھاتی ہے۔

چار سال قبل مردوں پاؤں سے ایک ہندو لڑکے کے پیار میں پھنس کر اس سے شادی کی، لڑکے سے تین سال تک سے

استعمال کیا اور سے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا، ان تین سالوں کے درمیان اس پر طرغ طرغ کے ظلم و ستم کئے گئے، جیڑا لے کی قمر انگش کی جاتی، مہار پٹنا جاتا اس دور میں اسے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی، جس پر وہ ہندو لڑکا بہت ناراض ہو کر گھر سے لڑکی کیوں ہیں، کی؟ آج کی تاریخ میں مردوں پاؤں بھی اپنی نافرمانیوں اور برہادریوں پر غرہ خواتین کو رد کی ہے

نسل نو کو اس ارتدادی جہم سے کیسے بچائیں؟

ایسے میں ان فرقہ پرستوں سے مسلم لڑکیوں کی عزت و تہرہ کو بچانا اور ان کو رتداد سے قعر عدالت میں گرنے سے روکنا اہم مسئلہ بن گیا ہے، اس مسئلے میں ہمارے مذہب، مذہب کی روں واکرہیتے ہیں، ہر جمعہ میں اصحاب معاشرے کے کسی کسی موضوع پر سمیہ تقریر کریں، خاص کر ایمان، کفر، عقیدہ، توحید و رسالت اور فرقہ پرستوں کی آج کی خطرناک جہم کے بارے میں قوم کی سسل نو کو ضرور باخبر کریں، اس کے نقصانات پر بھر پور روشنی ڈالیں، ویسا و آخرت کی برادریوں اور اس کی ہولناکیوں سے آگاہ کریں

مسلم والدین بھی اپنی نسل نو کو اس تہہ دی جہم سے رہبر ہلال سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی بچیوں کو سادی پردے کا پابند بنائیں، اس میں شرم و حیا اور حفت و عصمت کی حفاظت کا جذبہ پیدا کریں، ان کے دلوں میں اللہ و رسول کا مقام و مرتبہ اور ان کی عزت و عظمت پیدا کریں، ایمان و اسلام کو اس کے دلوں میں راسخ کریں، انھیں خواتین اسلام کے پاکیزہ واقعات سنا دیں، چنے سگی گھردلوں کو جمع کر کے کسی صلاحی کتاب کا درس دیں یا کسی سمیہ مقرر کی تقریریں، سلوں، کانچ، یونیورسٹی اور ٹیوشن سینٹر میں پڑھنے والی لڑکیوں کی دینی تعلیم و تربیت کی کوشش کریں، ان کے آنے جانے پر بھی گہری نظر رکھیں، جی الامکان انھیں غیر مخلوط تعلیم گاہوں میں تعلیم دلائیں، انھیں تعلیمی ضرورت کے لئے بھی کسی سبیل کے گھر نہ جائے دیں، بوقت ضرورت ان کا موبائل ممبر چنے دی ڈکومینٹ پر جاری کر دیں، ان کا موبائل بھی خود سے پانچنے لڑکوں کے در بھر بچا راج کر دیں ان کے

۷۵ھ (۱۳۷۵ء) میں اور وہ اللہ کی محبت میں مسلمان
ورثہ میں ورثہ میں کوکھانا کھانا کرتے ہیں ہم نہیں غاص اللہ کی
رہنما کے ہے کھانا کھانا کرتے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بد چاہتے
ہیں اور نہ شکر ہے۔ شک نہیں ہے رب سے ایک ایسے دوس
کا ذرہ ہے جو بہت ترش، نہایت سخت ہے۔

اللہ کے نیک بندے اللہ کے علم اور رسول ﷺ کی کی
سیرت پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے بندوں، مسکینوں، یتیموں اور
قیدیوں کو کھانا کھانا کرتے ہیں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت
ہوئی ہے، اللہ دے نیک بندے مسکینوں، یتیموں، قیدیوں،
غریبوں کو اللہ کی محبت میں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے
لیے کھانا کرتے ہیں، یقیناً یہی دین، ایمان و نیک پاک سے محبت اور
ان کے اسوئے حسنہ پر عمل ہے دوسرے رسول ﷺ پر عمل
ہے اللہ تمام مسلمانوں کو سیرت رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق عطا
فرمائے آمین فم آمین۔

□□□

مس ۱۷ کا قیام
کرنا سراسر فریب ہے۔ اخلاق مندی لطافت کا حصہ ہونا
چاہیے مطلب کا نہیں۔ جیسا کہ سیرت النبی سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ جس طرح باہر دلوں کے لئے سراپا اخلاق تھے اس
سے کہیں زیادہ نل حالت پر مہربان تھے ہمیں چاہیے کہ ہم
سیرت النبی کا یہ پہلو اپنی زندگی میں شامل کریں تاکہ ہمارے گرد
و پیش کاما حوں بد سے کدورتیں دور ہوں محبتیں پروال
چڑھیں اور الفت و محبت کے پھولوں کی خوشبو سے معاشرہ مائل
رہیں جائے۔

□□□

مس ۱۸ کا قیام
بھی انہی سے مسوم ہوئی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
درخت سے سنا "ای انا الذہب میں ہوں رب اللہ سارے جہاں
کا" کیا درخت نے کہہ تھا "حاشا للہ نے، یو بھی یہ
حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔" (کاظمیہ ص ۹۳)

□□□

ڈ کوینٹ کی فوٹو کاپی بھی خود سے ہی کر لیں۔

باقاعدہ ان کے ساتوں، فاطمہ، یونسور علی اور شیخ کے بارے
میں معلومات حاصل کرتے رہیں، گھر میں ان کو بھرپور توجہ دیں
ورنہ رومی کے ساتھ انہیں پیش آنے والے مسائل پر ان سے
گنگو کریں، انہیں اسلامی اخلاق و تقویٰ اور عادات و اطوار سے
مزین کریں، اپنے چہرہ کو تنہائی میں اینڈ رائٹ موبائل اور انٹرنیٹ
راستہ استعمال کرنے دیں، بوقت ضرورت سب کے سامنے ستمنا
کرائیں، کیونکہ آج نسل نو کی تباہی و بربادی میں انہیں دلوں
ڈر لکھنا پڑی رہی ہے، انہیں نرم ہونے میں غیر معمولی کام
محبت میں پھنس کر شادی کرے والی ان مسلم لڑکیوں کے شرمناک
ورور وناک واقعات بتائیں جو نہ گھر کی رہیں نہ گھاٹ کی۔

جہاں تک درالگ، الگ مذہب کے پیروکاروں کے
درمیان شادیوں کے سکر وہ رجحان کا تعلق ہے تو وہ آج کل ہر
مذہب کے یو جواٹوں میں عام اور کم و بیش یکساں ہے، اس لئے
اس کی وجہ سے صرف مسلمانوں کو نارگیت رہنا غلط اور ان پر ظلم و
زیادتی ہے، اس قسم کا غلط رجحان مخلوط تعلیم اور مغربی کلچر کے
سبب ہر مذہب کی یو جواٹوں میں عام ہو رہی ہے، جسے روکنا ہم
سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، ہمیں تین مذہب شادیوں کے
ساتھ مسدود کرنے ہوں گے اور یو جواٹوں کو سنی شادیوں کے
تخصیصات سے آگاہ کرنا ہوگا، یہ ہماری قومی، اور سماجی ذمہ داری
ہی نہیں بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے

□□□

مس ۱۹ کا قیام
وجہ سے نہیں یہ ثواب حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے
طاعت و عبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ
وہ عبادت جو واجب نہیں لیکن سنت حاکم کر انہیں اپنے حق پر واجب
کر لیا تو انہیں بھی ادا کرتے ہیں، آگے رب تعالیٰ فرما رہا ہے
"وَيُطْعَمُونَ الْفُلَعَانِ عَلَى حُبِّهِمْ وَبِكَيْفٍ وَتَقِيماً وَ
أَسِيراً ثُمَّ نَعِدُكُمْ لَوْ جَاءَ الْفُلُ لَأُورِيْنَا مِنْكُمْ جَزَاءً
وَلَا تُشْكِرُونَ" (التخاف من زلتنا یوما عیوساً قہظیراً۔

لف حافض محمد اشرف قادری صدیقی

سیرت رسول اعظم انسانیت کے لئے مشعل راہ

ہم نے کی تفصیل پہنچے اندر سے دہانے ہے، ہی رحمت اللہ علیہ کی سیرت طارحہ ہے لے کر ہار ٹوٹک، حریم کعبہ سے لے کر طائف کے بار بار تک، مہات المومنین کے خجروں سے لے کر میدان ہائے جنگ تک ہر جہاں رہا سب پھیل ہوئی ہے، محسن مسابیت و محسن کائنات کی سیرت کے نقوش بے شمار یک بند گاہ خدا کی کتاب حیات کے وراثی کی رشت ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت محمد و یا سر خالد و عوفید اور حضرت یونس و صہیب رضوان اللہ علیہم اجمعین، سب کے سب آپ ہی کی کتاب سیرت کے وراثی ہیں، اسی لیے رب تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہوں کتاب قرآن مجید میں آپ کی سیرت و سونہ حسنہ کی پیروی کو سبھی کے لیے مشعل راہ بتایا گیا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا يَوْمَ النِّعَةِ وَالْيَوْمَةِ الْآخِرَةِ وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۝ ۲۱
اگر سورہ احزاب 33 آیت 21 ہے شک نہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس لیے کہ اللہ اور بچھنے دس کی امید رکھنا اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سید المرسلین علیہ السلام کی سیرت میں پیروی کے لیے بہترین طریقہ موجود ہے، زندگی کے تمام امور میں پیروی کا حکم ہے، حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے، جو تاجد و رسالت علیہ السلام کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا چمکنا حضور پر نور علیہ السلام کے نقش قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے، رب تعالیٰ سے کائنات میں نہ کوئی آپ جیسے کامل مساب بنایا ہے نہ بنائے گا کیونکہ آپ علیہ السلام پہ نبوت و رسالت کی تکمیل بھی بدرجہ تم پورں ہو گئی تھیں شاعر عرب

وہ دہاے سئل ہوا لے گل، ختم از مثل جس سے
عسب رر و کو، غث مسروع و رقی سسینا
گاہ عشق دستی مسین دی او، دی آشنہ
دی قرآ، دی فرمتاں، دی سسین، دی ط

[۱۲۱]

وَأَبِيضٌ يُسْتَسْقَى مِنْهُ آفَرُ بُوْجِهٍ
يُخَالِ نَالٌ يَحْيَى بَحْثَةً سَلَامٍ

[۱۲۲]

یعنی وہ گورے کھڑے وال، پنس کے روئے ریا کے واسطے
سے، لہ رحمت کی آغا میں مانگی جاتی ہیں، وہ یقیوں کا سہارا وہ
پرواؤں اور مسکینوں کا سر پرست۔

سیرت رسول کریم علیہ السلام کے مطالعہ کا ایک ہی مقصود ہے، حضور کے پیغام کی مشعل کو ساری انسانیت کے سامنے پیش کی جائے یہ بتایا جائے کہ رسول کریم علیہ السلام انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں، حضور علیہ السلام کی سیرت ہمارے اندر بجز اس کے کسی طرح جلوہ گر نہیں ہو سکتی کہ ہم اس نصب العین کے لیے دس کی جدوجہد کرنے اٹھیں جس سے ہمیں حضور علیہ السلام کی پوری زندگی کو ہم وقف پاتے ہیں۔

آپ علیہ السلام کی سیرت پہ ہم سب پوری قوت سے عمل پیر و معروف رہیں، آپ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ آپ علیہ السلام کی سیرت تاریخی طاقت کی، ستان ہے، جو یکسانی جیکر میں جلوہ گر ہوئی، آپ کی سیرت انجاشی ہر یک کی روح رواں ہے، آپ کی سیرت محض ایک سان کی نہیں بلکہ آپ ایک مساب ساری رود و ریل، آپ کی سیرت تمام عام و سہ معمار کے کارنامے پر مشتمل ہے، پوری انسانیت کی مددیت کی نقلی کار

اسلامی تعلیم

عرش و عری سے بالا ہے ہام آپ ﷺ
آگے اللہ ہی جانے معیت ام آپ کا

آپ جیسا کوئی دو جہاں میں نہیں

اس میں میں نہیں آماں میں نہیں

خس صورت عجب حسن سیرت عجب

پھر عجب اس سہ حسن نظام آپ کا

ہر مہر کی ہے اتھبت میں

آپ کا تذکرہ بعد ذکر حسد

ہر مہر کی میں سے والی میں سنا

یک اللہ کا نام ایک نام آپ کا

کیوں میں مہر کسی اور دستور کو

ور کیا میں حسابوں کسی اور مشہور کو

سب کتابوں سے تحصیل کتاب آپ کی

سب نظاموں سے ہے اہل نظام آپ کا

یہ حدیث گیلانی

آپ ﷺ کو لکھ رہی العزت نے چنے فضل سے ہے

شمار اوصاف و کمالات اور حدیث کریمہ سے ہوا اور آپ کی ان

صفت کی ہند کی کو خود رب تبارک و تعالیٰ سے قرآن مجید میں

متعدد جگہ بیان فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ يٰٓعِزُّ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ

ذکر بلند کرو

حضور پروردگار ﷺ کے ذکر کی ہند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

چنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی طاعت کرنا مخلوق پر

م کر دیا ہے حتیٰ کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس کی وحدانیت

کا قرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب

تک وہ رسول کریم ﷺ پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت

کرے لگے پور قرآن معیت مصطفیٰ شام مصطفیٰ اوصاف

حمیدہ سے بھر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِنَّكَ لَاقِلٌ لِّمُحَمَّدٍ عَظِيمٍ ۚ يٰٓعِزُّ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ

خلاق پر ہیں

اور یک جگہ فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ يٰٓعِزُّ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ

مفسرین کرام نے آقا ﷺ کا ذکر بلند ہونے کی بہت

سی تو جہات بیان فرمائی ہیں آپ ﷺ کے ذکر کی ہند یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور اس کی

اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کر دیا حتیٰ کہ کسی کا اللہ پر ایمان لانا اس

کی وحدانیت کا قرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک

مقبول نہیں جب تک وہ قرآن و حدیث پر ایمان نہ لے آئے اور ان

کی اطاعت نہ کرے لگے۔

تَمْرُ يٰٓطَيْعُ النَّاسُ ۚ يٰٓعِزُّ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ

عظم مانتا ہے شک اس سے لکھ کا حکم مانتا

پورا قرآن ہی آپ پر نازل ہو اور آپ کے اوصاف حمیدہ

خوب خوب بیان ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صورت و

سیرت ہر لحاظ سے بے مثل بے مثال پیدا فرمایا، آپ کو خلاق

حالیہ کے بلند ترین مراتب پر نازل فرمایا آپ کے خلاق حالیہ

خصائل کا حسین تذکرہ قرآن مجید و دیگر آسمان کتابوں میں بھی فرمایا

جو برگزیدہ صفات اور فضائل و کمالات مختلف و غیروں کو عطا کیے

گئے وہ جنہم حضور ﷺ کی ذات مجمع حالات میں جمع کر دئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ

سے ارشاد فرمایا:

”اَمَّا بَعْضُ مَا مَكَرَهُ الْاِخْلَاقُ ۚ يٰٓعِزُّ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ يٰٓمُجِيبُ ۚ

خلاق کی عقل کے سبب مبعوث کیا گیا

اس کبریٰ للہ علی ۱۰ ج ۱۰ ص ۱۹۲ حدیث ۲۳۹۹ (۴۰۱۴)

اہل حضرت امام احمد رضا خان قادری، مدظلہ علیہ الرحمہ

چنے عشق رسول کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

وہ خدا نے ہے مہر تہجد کو دیا کسی کو جسے کسی کو خدا

کہ کلام مجید سے کھائی شہا تر سے نظام و بقا کی قسم

دوسری جگہ اس طرح کہتے ہیں۔

لیکن رضا سے قسم حق اس سہ کر دیا

حلق کا بندہ حلق کا آفت کیوں نہیں

اکتوبر ۲۰۲۲ء

مستقبل ۲۰۲۲ء

و در عہد ہابی رسوں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے تو اپنی عقیدت و محبت و عشق رسوں ﷺ کا اظہار کرتے پیدار سے نہ رہیں اس طرح کیا۔

وَ اَحَبُّ نِصَابِكَ نَزَقَ خُطْبَ عِيسَى
وَ اَحَبُّ لِي مِمَّنْ كَلَّمَكَ يَا الْوَيْسَ

خُتْبَتُهُمْ هُوَ كَمَنْ كَلَّمَ عِيسَى
تَكَادَ لَكَ مَا خُتِبَتْ كَمَا أَتَى

رحمۃ اللہ علیہما

یعنی یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ سے دیکھا ہی نہیں آپ ﷺ سے زیادہ حسن و جمال والا کسی عورت سے جہاں نہیں

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک و صاف ہیں جیسے گئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ اس طرح پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ سے چاہا۔

ام مومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن کا تفسیر تک بیان سے علم و ادب کا ثبوت ہے۔

دیا ہے سب سے بلند ترین شخصیت محمد مصطفیٰ جانی رحمت ﷺ کی سیرت اور سوانح پر زندگی کے بڑے بڑے کاموں اور آپ کی حویاں مہمات، امور عظیمہ اور آپ کے اخلاق و عادت کو بیان کر دیا جائے تو بھی آپ کی سیرت ہر گوشہ و گوشہ پر نہیں ہوگی محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق و سیرت طیبہ سے مدرسے سے ایک عالم، ایک امیر ایک دور پر ایک المیر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک نج، ایک معلم، ایک وعظ، ایک رفیق، ایک فلسفی، ایک ادیب، ہر کوئی کے سیرت کے مدرسے میں ایک باپ، ایک ماں، ایک بیوی، ایک ہم سفر کے لیے، ایک پڑوسی کے لیے یکساں مشائی نمونہ موجود ہے، ایک بار جو بھی اس مدرسے میں گاہ تک آتا پہچانتا ہے، پھر سے کسی دوسری گاہ کسی دوسرے دروازے کو

تھکھٹا مے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ انسانیت جس بام عروج پر جس آخری کمال تک پہنچ سکتی تھی، وہ آپ ﷺ کی ہستی میں جلوہ گر ہے، اسی لیے اس ہستی کو مسابین عظیم کے لقب سے پکارنے پر ساری دنیا مجبور ہے۔

انسانی تاریخ کے پاس 'مسابین عظیم' صرف اور صرف یہی نیا ہستی ہے، جس کو چرخِ رجا دہنا کر ہر دور میں ہم اپنی زندگی کو روش کر سکتے ہیں، کروڑوں عربوں افراد انسانی نے اسی سے روشنی و لاکھوں برسوں کے لیے علم و عمل کے چرخ اسی 'انسان عظیم' کی سیرت سے تابناک و روشن کئے، دنیا سے انسانیت آپ کی ہی ہوئی تعلیم سے لاکھوں اظہار یہی ہے، کوئی انسان ایسا نہیں جو اس 'انسان عظیم' کا کسی نہ کسی پہلو Aspects سے روبرو، احسان نہ ہو، لیکن اس کے احسان و منہاس کو جانتے نہیں، اس سے تعارف نہیں رکھتے جو جانتے ہیں جو اس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں وہ بھی آج کے دور میں آپ ﷺ کی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں (الامام شاہ) آپ ﷺ کی ہستی سے تعارف اور آپ کے پیغام کے فروغ کی 'مردار' اس کی مست پر ہے، لیکن امت محمدیہ کی اس کے پیغام سے دور بہت دور ہو گئی ہے، اس کے پاس کتاب الہی قرآن مجید اور نبوی تعلیم کا ذخیرہ جاریت طیبہ کی کتابوں کے اوراق میں سب کچھ موجود ہے لیکن آج اب پاک کتابوں سے امت محمدیہ کی دوری انتہائی شرمناک اور انوس ناک ہے یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ کی حالت برادر انتہائی خراب ہے

آکسوجن اور جاترو لیں، ہم کہاں کھڑے ہیں
آج انسانیت کتنی گرتے جا رہی ہے، بحسن انسانیت ﷺ کا یہ مقدس قلب جس کے ہم پاساں بناتے گئے تھے یہی وہ پیغام ہے جو رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ان کی امت کو دیا

وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ
قُلُوبِ النَّاسِ وَ تَكُونُوا الرُّسُلُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
یعنی (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی)

مہتر مست بنایا تاکہ تم لوگوں پر گوشت و خوار (مہار) پڑے۔

روحانی (مجلس شریف) کے نام سے ۱۹۵۵ء (القرآن، المآثر، ۲، اکت ۱۹۵۳ء)

رب تبارک و تعالیٰ مت محمدیہ کو بہترین امت بنایا تاکہ مسلمانانِ جمہ کو گمراہی پر گواہ بنیں اور محمد ﷺ ہم سب کے گواہ بنیں۔ یعنی اے مسلمانوں! جس طرح ہم نے تمہیں بہترین امت اور خاتم النبیین کی حیثیت سے بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنانا حضور پروردگار ﷺ کی امت فرمانبرداری کے لحاظ سے سب سے آگے جتنی افضل ہے، افضل کے لیے یہاں وسط کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، درعین میں بہترین کے لیے بھی وسط کا لفظ استعمال ہوتا ہے، مسلمانوں کو بلکہ ترین مصعب پر فائز کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس امامت یعنی ایمان و دعوت کی تبلیغ کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ حضور کی پیروی و میراث کی روشنی میں ہم قیامت تک انسانیت کے نجات دہندہ بنیں۔

آج پوری انسانیت بحران کا شکار ہے بڑی بڑی قومیں کمزور ملکوں اور کمزور انسانوں پر اپنا جا بڑا نہ نظام ٹھوپ رہی ہیں۔ غلط و جبر کا پیرا توڑ رہی ہیں، عالمی قیادت خدا ناشناس طاقتوں کے ہاتھ میں ہے، انیسویں صدی اشوس نام تھا و امدمی ملک بھی انہیں طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں، فلسطین، افغانستان، سیریا، میانمار، شیمبر روس، غیرہ وغیرہ کے مسالوں کے عرصہ حیات جنگ مئے ہوئے ہیں، ان مظلوم انسانوں کی مدد لو، اور عیاشی و اوپاشی مسلم حکمران درپردہ کر (گند گر بیٹھاری) بن کر رہ گئے ہیں، سرریل، امریکہ، روس، و غیرہ سے دوسری کرٹھیں ہیں، حالات کی فھو کریں ہمیں نہ جانتے کب پیو، و کریں گی؟ دلتیں اور نامہ ریاں ہمارے حساس خدا مت اسیجا رہیں ممکن، عام سلام خود جتیار اور مساعیت کے بحران میں شانہ بٹان کھڑی ہیں حق پوئے والوں ایسا فاقب کر دیا جا چاہیے کہ وہ پیر، کی سبھو، سوچیں اور جاتزہ لیں کیا اسلام لانے والے نئی رحمت مقلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی تعلیم ہے، اسلام کے پانچوں ارکان کلمہ، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم پر بہت زور دیتا ہے

رب تعالیٰ کے حکامات اور آپ ﷺ کی تعلیمات
 سلام وین فطرت اور دینِ ناسیت ہے، آپ ﷺ کی
 سیرت میں انسانوں کی عزت و تکریم اور تمام انسانوں سے ساتھ
 انصاف کر کے کی بار بار تاکید آئی ہے، آپ ﷺ سے کبھی
 انسانوں کا احترام ملنا یا چھوٹوں پر شفقت و محبت، رشتہ داروں سے
 ساتھ حسن سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ جیسے برتاؤ کی تعلیم دی
 مسلم شریعت کی رو سے ہے

اَتَخَذُوا كُلُّهُمْ عِيَالًا ۚ وَاللّٰهُ فَا حُبُّ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مِمَّنْ
 حَسَنَ اِلَى عِيَالِهِمْ ۚ يَتَنَبَّهْنَ اِلَى مَخْلُوقِ اللّٰهِ كَيْفَ يَسَ (کنید) ہے تو
 اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ مخلوق (ہندہ) ہے جو اس کے
 عیال (کنید) کے ساتھ حسن سلوک کرے

(مسلم، ترمذی، شعبہ الایمان ۲)

دوسروں کے چھٹا ہوئے کا انتظار نہ کریں بلکہ خود چھٹا بنیں
 کروڑوں کو سکھائیں کہ چھٹا سال کیا ہوتا ہے، انسانیت کی
 خدمت رے کے بہت سے طریقے ہیں، بیرونی اور بیرونیوں کی
 معذور مسافروں، محتاجوں اور فراق و مصائب سے گزر رہی بیماروں
 معذوروں، قیدیوں اور مصیبت زدگان کی معذور خدمت کرنا، بلا
 تفریق مذہب و ملت انسانیت کی بنیاد پر مددگار سے ادھر اُدھر
 کرپہر پیک کے کچھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔

دوسوں کو بھیج دیا۔ انہوں نے فرمایا: تو لوگوں میں اللہ کے پیجاں
 سب سے زیادہ پسندیدہ و دوست ہیں جو انسانوں کے لیے سب سے
 زیادہ نفع بخش ہوں۔ آپ کی سیرت پر آپ کے صحابہ نے پوری
 طرح سے عمل کیا ہے مثلاً واقعات شہدائیں، حضرت علی رضی اللہ
 عنہ آپ کی سیرت پر کتنے پیارے خداوندی عمل فرمایا، و بخود
 رب تعالیٰ سے اب کاد قرآن مجید میں فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ دُیُّنُوا فَوَیْزَ فَوَیْزٍ مَّا تَكُنْ لَمْ تَكُنْ مُسْتَقِطِیْنَ
یعنی اپنی شتمیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سب سے دہشت گرد
جس کی رہائی نہیں ہوئی ہے۔ (سورہ بقرہ 78) عت 7 مکرر ایمان 9
اللہ تعالیٰ ایک بیوروں کا ثواب بیان فرماتا ہے کہ بعد از
ان کے وہ اعمال درج ہوئے جارہے ہیں جن کی بقیہ میں 9 مرتبہ

میلاد رسول ﷺ اور مشائخ نقشبندیہ

کریں۔ لکھنا کھدائیں اور دیگر عبادت اور خوشی کے جو طریقے ہیں (اس کے) ذریعہ شکر بجالائیں۔ (۱)
آپ نے میلاد شریف کے عنوان پر تین کتابیں تحریر کیں
(۱) سعید البیان فی مولد سید الانس و جان [رد و مطبوعہ]
(۲) الذکر الشریف فی اشیاء مولد الانس [فارسی]
(۳) اشیاء مولد التقدیم [عربی مطبوعہ]
رشادات حضرت شاہ احمد سعید مجددی

میداد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق چند رشادات ملاحظہ فرمائیں

(۱) محفل میلاد دراصل حفظ و نصیحت ہے اس کے لیے جو کلام لکھے اور متوجہ ہو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے نصیحت رو بہ شک نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے۔ (۲)

(۲) شرح سنن ابن ماجہ میں اس یوم (میلاد) کی تصریح بھی ہے اور امام طبرانی الدیلمی نے فرمایا کہ میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معظم و محترم ہے، آپ کا یوم ولادت مقدس و بزرگ اور یوم عظیم ہے آپ کا وجود عشاق کے لیے ذریعہ نصیحت ہے جس سے نجات کے لیے دراست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا ہتمام کیا اس کی تمجید کر لے ورنہ پر بھی رحمت و برکت کا نزول ہوگا۔ (۳)

(۳) سید الامین والاخرین کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عبادت اور شکر کی جائے۔ (۴)
(۴) حسین بن ابراہیم مغنی لکھیہ کہ فرماتے ہیں اس ولادت کے وقت قیوم بہت صدمے پہنچا اور یہ قیام مسکن ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے واللہ

کچھ دنوں قبل دیوبند میں میرے کسی ایک نقشبندی روضا خانقاہ سے وابستہ شخص کی جدائی پوسٹ آنکھی جس سے جی بھر کر ہنس میند و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف دہرا بٹائی دی سوچا کہ دعویٰ نقشبندیہ کا ہے تو یہ شخص کو آئندہ دکھایا جائے کہ کلمہ نقشبندیہ کا صحیح و طریقی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میلاد سے بغض و حسد سے آج کے بغض دیوبندی بیروں کو مشائخ نقشبندیہ کے حقائق و معمولات کا، جی بنا یا ہے، شیطان طبع سے رجحانی نسبت سے غاری رہا ہے، چشم صداقت دکریں دراصل نقشبندی تعلیمات کا مطالعہ کریں نقشبندیہ کی خوشبو میلاد و ذکر رسول کی محفلوں میں حقیقہ و حقیقت کو مہکائی نظر سے گی۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ہر انکار کا خاتمہ کیا، دین کو ربی رسول سے پاک کیا، باطل نظریات کی تیج کنی کی، ظالم کے رو بہ بھڑق کہہ کر اسم مدنی کو تقویت عطا کی آپ سے محبت رسول ﷺ کی روح پھونک دی، آپ ہند میں سرسبز ملت نقشبندیہ میں مشائخ نقشبندیہ سے ہر عہد میں ذکر رسول و محافل میلاد لکھی و لکھائی کا ہتمام کیا، اس کے ریحہ پیغام سیرت عوام تک پہنچایا، یمن کی خدمت کی مصلحتوں کو اسوۂ حسنہ سے قریب کیا، مشائخ نقشبندیہ کے حوالے سے اس تحریر میں میلاد و رسول ﷺ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

خانوادہ مجدد الف ثانی کے چشم و چراغ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دیوبند (م ۱۲۷۰ھ، ۱۸۶۰ء، مدفنوں مدینہ منورہ) میلاد رسول ﷺ کے اہتمام کی تخریب ان لفظوں میں رہتے ہیں جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود و سلام بھیجا کرتے تھے ہمیں پتا ہے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جہر

علم

(۱۵) محمد عمر ابن ابی بکر معنی شافعی مکہ مکرمہ کا ارشاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت مبارکہ کے ذکر کے وقت قیام و جب ہے کیوں کہ روح اقدس حضور معلی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا، جبکہ علماء اسلام اور اکابر نے قیام مدعو کر کے پند فرمایا ہے

(۱۶) محمد بن یحییٰ مفتی حنفیہ مکہ مشرف نے بھی ذکر وصیت کے وقت قیام کے استحباب و استحسان کی تصریح فرمادی ہے۔ (۱۵) حضرت شاہ احمد سعید مجددی مدد شریف کے ضمن میں فرزند کبر کو لکھتے ہیں: اُتے وقت مولد شریف مولفہ مولوی صیب النبی صاحب مولوی ولی النبی صاحب سے یہاں کہیں سے ملے یہ امر اہم نہیں (۱۶)

کتاب غایۃ مرام جو میلاد شریف و قیام کے استحباب میں علماء دینی و ائمہ پورہ بریلی کے فتاویٰ جانت پر مشتمل ہے اس پر شاہ ولی بہادر شاہ ظفر نے بعد ساتویں تصدیق حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی ہے، کل ۳۳ رملہ کی تصدیقات موجود ہیں۔ محافل کا اہتمام

سیرۃ حضرت شاہ احمد سعید مجددی شاہ ابو الخیر مجددی ہر سال میلاد رسوں صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام کرتے، شاہ ابو الحسن ریف فاروقی ایسی ہی ایک محفل کا ذکر کرتے ہیں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۱۹ء کو ان کے دس بے آپ (شاہ ابو الخیر) ہر تشریف فرما تھے اور ہر کے آٹھ بھوتے وہ تمام افراد موجود تھے جو محفل مبارک میلاد شریف میں شریک ہونے تھے اور ان کے بھی وہ تمام افراد تھے جن جن کو آپ سے میلاد مبارک کی خوشی سے نکالنے پر مدعو کیا تھا۔ (۱۷)

"وراستہ شریف کا ذکر مبارک ہو، مسیب! چھ ہندہ کرکھڑے ہو گئے" میلاد خواہوں سے اس مقدس جناب میں سلام پیش کیا، جس وقت میں خواہوں یہ سلام پیش کر رہے تھے، آپ (شاہ ابو الخیر) پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی، آپ کی آنکھوں سے سیل سیل جاری تھا، اچھا اب پر بند ہے

ہوئے تھے۔ افسوس صد افسوس! ایسی محفل و مہر کی و معطر محفل مبارک کو چاہے علم نے بعض افراد کی نظر میں جامہ حج پہنا دیا ہے اور دیا بھری خرمیاں ان کو اس مبارک محفل میں نظر آنے لگی ہیں۔ ج

چوب ضریدہ حقیقت رواست رند" (۱۸)

شاہ ابو الخیر کا یہ قول ہے کہ ہم یہ مبارک محفل (میلاد) اس لیے منعقد کرتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں رسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو آپ کی محبت اصل ایمان ہے، اس اصل ہی کو حاصل کرے کے لیے اس مبارک محفل کا قیام کیا جاتا ہے۔ (۱۹)

حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی محاسن کے حاضر و غائب میں حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی تھے، جو اویس دوران حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرشد ہیں، حائقا و فضل رحمانی گنج مراد آبادی ہیں، حالواد کا اویس دوران کے یہاں بھی قدیم وقتوں سے میلاد و سلام باقیات کی محافل تھیں، یہی ہیں، خود مالک آبادی ہیں مولانا محمد اسحاق نقشبندی علیہ الرحمہ کے مزار پر میلاد و سلام کی محافل مدتوں سے بے تنگ جاری ہیں، شاید اس کی روحانی وجہ بھی ہوگی کہ ان کے مشائخ نے میلاد و سلام، قیام کے استحباب پر کتابیں تصنیف کیں۔

خاوادہ مجددانہ شاہ سے چشمہ و چراغ مولانا شاہ محمد معصوم مجددی (م ۱۳۰۴ھ ۱۹۲۱ء مدفون مکہ مکرمہ) سے میلاد کے جوار پر کتاب بنام احسن الکلام فی اشہات الودود و قیام (۱۳۰۵ھ) لکھی، آپ فرماتے ہیں۔

محفل میلاد مسس ہوتا ہے ان کا ہی ظہور

کچھ بصیرت چاہے وہ رملت انبی تو ہیں

حضرت شاہ معصوم کے فرزند حافظ محمد ابوسعید مجددی (م ۱۳۰۴ھ ۱۹۲۱ء) کو عرب دنیا کی محافل میلاد میں پڑھا جائے و لا مشہور زمانہ "مولود برنجی" حفظ تھا۔ (۲۰)

راہ پوری مسجد کے سابق شاہی امام، مفتی اعظم دہلی، مفتی شاہ مظہر اللہ نقشبندی کے یہاں بھی پانچوں سے محافل میلاد ہو کرتیں، جس میں اعلیٰ حضرت کا سلام، مصطفیٰ جاں رنست پر لاکھوں سلام

ہوتا پڑھا جاتا متعدد مقامات پر پرانی سر ڈکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی سے یہ پہچان کر لیا، فتح پوری مسجد میں اس روایت کو مصطفیٰ محمد کریم احمد نقشبندی پر قرار رکھے ہوئے ہیں۔

خانقاہ نقشبندیہ بآل پور کے نائب سجادہ حضرت سید کی میاں نقشبندی دام ظلہ سے راقم کو بتایا کہ ہمارے یہاں صدیوں سے محافل میلاد اہلبی علیہ السلام جنتی رہی ہیں جس میں سلام باقیام ہوتا ہے۔ لی مارہم اعلیٰ حضرت کا سلام ”مصلیٰ جان رحمت“ پہ لاکھوں سلام بہت اسبام سے پڑھتے ہیں، جمہوم سلاسل کے مشائخ سے روئے لقمہ علیہ السلام کے مید و پاک کا انعقاد کیا، محافل منعقد کیں، محافل میلاد تمام درجہ مدرسہ میں سارستہ کی جاتی ہیں۔

اقم سے مدنیہ منورہ و بغداد مقدس میں بھی محافل میلاد میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے، حج بھی ساری دنیا میں ٹھہریں جنتی ہیں، عرب میں بھی، عجم میں بھی، مشرق و مغرب میں بھی، جہاں رحمتوں، برکتوں کا ظہور ہوتا ہے، سماں کو تاریکی و حرارت ملتی ہے، بھکتوں کی سوغات تقسیم ہوتی ہے، عربوں کی دلداری ہوتی ہے

حوالہ جات

[۱] شاہ احمد سعید مجددی، اثبات ائود والقیام، ۱۱ ہور ۱۹۸۳ء، ص ۲۴

[۲] اثبات ائود والقیام، مرکزی مجلس رسالہ ہور ۱۹۸۰ء، ص ۲۱

[۳] مرجع سابق، ص ۲۳، ۲۴

[۴] مرجع سابق، ص ۲۴

[۵] مرجع سابق، ص ۳۳

[۶] جمعہ روارہ، مرتب ڈکٹر علامہ مصطفیٰ خاں، مترجم محمد ظہیر مدین، بھٹی روارہ کیلوی پبلی کیشنز کرچی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۴، ص ۶۵

[۷] مقامات شیعہ ۱۳۹۲ھ، شاہ ابو اعین زید فاروقی، شاہ ابو خیر اکادمی ریلی، ۱۹۹۹ء، ص ۲۸۳

[۸] مرجع سابق، ص ۳۱، ۳۲، ملاحظہ

[۹] مرجع سابق، ص ۳۲۳

[۱۰] تاریخ الدولۃ المملکیۃ عبداللہ لکھنوی لکھنؤ، ۱۹۰۲ء، ص ۴۰۰

□□□

عمر ۱۹ کا تھی

پائے بی سارے گھروں کو چتے چھڑائیں سے یا ور پور سے گاؤں پر دھاوا یوں دیا، ہر سمت آدھ بچہ بچہ و بچہ بچہ کی فلک شکاف صد نہیں گونج رہی تھیں مگر اس سے قبیح بوٹوں پر ب بھی پر مر رہی مسکر ہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

تھی تو یہ ہے کہ اس کا ظلم و ظم اس قدر اپنی حدود سے متجاوز ہو چکا تھا کہ اوھر گاؤں و اوں کے دلوں پر آئے پھل رہے تھے اور دھراس کی فلک بوس عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی تھی اور وہ

ایک در، ٹاپا پڑ ہنا مہبوت کھڑ تھا، دوران کے دس سوڑ مناظر کو دیکھنے کی اپنے اندر طاقتیں مرم کر رہا تھا، جب پانی سر سے اڑھا ہوا چاتا اور ظلم بے حد بڑھ جاتا ہے تو پھر خدا کی آبی آں پڑتا ہے، ہوا بھی یوں کہ آسمان کا منہ کھل گیا، بادلوں سے بار چاوریں تان میں در بجلیاں بڑے آپ و تاب کے ساتھ گر رہے اور چمکنے لگیں، اسی شائش جب دو سیا دھام پنی حاشاں عمارت کا جنازہ رکھ رہی رہا تھا کہ ناگہاں یک رور در بجلی کوہن اور سیدھے اس پر اس طرح گرن کہ آں کی آن میں وہ جل کر کھامستر ہو گیا گاؤں و اے س کے اور اس کی عمارت کے بھونک خام کو دیکھ کر خیریت و حیرت کے سمندر میں ڈوبتے چلے گئے اور ان کی بان سے بھی الفاظ جاری تھے کہ ظلم جب حد سے گزرتا ہے تو مہر جاتا ہے۔

□□□

بستار میں کرام تو چہ منورہ میں
ادارہ ہر ماہ پانچویں کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی تاخیر وانی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمہ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ بلا بھیجا جاسکے۔

اکتوبر ۲۰۲۱ء

سفر ۲۰۲۱ء

(درمولا ناسیدہ اور سوسا قدی*)



درد کا پہلا طر



ناپاک خون سے بربریت کی ہون کھیل رہا تھا لوگ اس کے طوار و گن رہے بے حد چلے ہوئے تھے مگر ان پر سراسیمگی کی سی کیفیت مسلط تھی کہ زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔ یہ محض کوئی اتفاقیہ حادثہ نہیں تھا کہ آیا، مگر اور لوگ بھروسے میں کھو جاتے یہاں تو روز ایسی پر تشدد وارد تھیں روٹھ جوتیں جس کی تاب دیاں جا کر رہی تھیں۔ جب لوگوں کی صبر آزمائی عینیتوں پر لاسہ پڑ گئے تو یک رات۔

ان لوگوں نے ایک خفیہ طور پر جماعتی نشست بندی کی، یہ ایک ایسی نشست تھی جسے دیگر نشستوں کی بہ نسبت ممتاز مقام حاصل تھا گاؤں سے پورے، بچے اور جوان عاصی قعدا، شاد رو و غم کی روداد لے کر مٹھاتے ہوئے سیلاب کی طرح جمع ہونے لگے، ایک ایک فرد خون کے آسوروتا ہو اٹکا کر درات کے اوراق الٹ رہا تھا اور سامعین کرب و حتم کا جسمہ بنے جا رہے تھے، لوگوں کی کیفیت ناقابل دید تھی اور ان کے غلب و جگر کی پر سوز رتوں کو دیکھ کر آسمان کا بے ہولوں کے شامیوں میں اپنا ٹھہرا ہو چہرہ ڈھانپ کر سسکیاں بھر رہا تھا، جب میٹنگ ختمام پڑی ہو رہی تھی ٹھیک اس وقت موسلا دھار ایسی بارش شروع ہوئی جسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوا جیسا ہے آسمان اس کے درد و کرب کی تاب نہ کر چکے چنگ کر رہا ہے اور اپنے آسودوں کے متواتر قطروں سے اس عذارت کو چھوڑ رہا ہے جہاں وہ کالا سانان اپنے سیاہ کردہ کی کس کس میں امت بدمداد ہے جس نے صبر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ آلسو اس کی آسانٹوں کے مارے شیر رہے پھیر کر ہی دم میں گئے۔

صبح کا سپیدہ کیا صمود اور ہوا ایک سیل بلا جمل پڑ، نظام نے اپنے خلاف کل رات کی شست کی طلاع بقیہ ص ۱۹

گاؤں کے وسط میں ایک فلک بوس عمارت سر اٹھا ہے کھڑی تھی یہ لگتا تھا جیسے یہ کوئی عمارت نہ ہو بلکہ پورے گاؤں کا ایک تہلکہ، مرنے والی تھی دست ہو، اسی عمارت میں سکوت پڑ رہا تھا ایک مارت کا سپاہ فام بڑی بڑی مونچھ لاساں، اس کی جھونپٹی ہون ورتھیں مڑی ڈراونی تھیں، گویا اس کے جسم کی ساخت ہی ایسی تھی جسے دیکھتے ہی دلوں میں رعب و رہہہ کے سانپ ریختے محسوس ہوتے درخون و ہراس کا ایک سماں بندھ جاتا۔

اس کے پاس دولت کی بے پناہ فروانی تھی، اس کا مقدر ایک ایسا کھڑ ہوا آسمان تھا جہاں ہر سمت صاب و سیاب کے ستارے مسکراتے نظر آ رہے تھے مگر اس سے اپنی بے بہا دولت کا عطف مہوہ نہ کر رہا تھا جیسا اس کا سینہ کبر و نخوت سے اٹھ رہتا، اس کا طریقہ کار دن جنات تھا، آئینہ ہوتا جا رہا تھا اور اس کے کردار و گفتار سے ظلم و ستم کی راحت فلک پر ٹھہری تھی جس نے پورے گاؤں والوں کا سکون و روم برہم کر رکھا تھا

ہر روز عمارت میں نئے نئے راجوں سے خوش و عشرت و محفیں جنیں اور وہ بے گنجا کیف و طرب کے تھا، ساگر میں غرق ہو جاتا۔ اتنی فرصت ہی کیسا تھی کہ وہ تم وہ پروسیوں کے حالات معلوم کرتا اور ان کی بیبیات کا جائزہ لیتا، بھانے خلوص و محبت کے درد و درد و جور و جفا کا ایک یہ دیکھ کر قائم رتا چلا رہا تھا، یہ وہ سفاک انسان تھا جس نے نہ جانے کتنے گھروں کی پھوٹی پھوٹی کلیوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ مسل چکا تھا اور کتنے شاد و آبا خانہ انوں کو تباہی و بربادی کے عار تلک بنا دیا تھا، نہ اسے بچوں کی بلبلاہٹ بڑ پائی اور نہ بچوں کی آواز و آری، وہ اپنی ہی دھن میں مست و سرشار تھا گویا وہ اپنے حساس کے

ماہنامہ سنی و شیعہ اہل شریف

ڈاکٹر مفتی جمیل احمد قادری *

تم بھی فوجی ہو



سو نے گھنے کے اوقات ان کے بھی متعین ہیں۔ عشا سے پہلے سو نہیں سکتے، جی زجر سے پہلے اٹھنا لازم ہے۔ تمام شہریوں کی طرح ہر جگہ نہیں سکتے، ہیں جاتیں گے، جہاں شریعت جائز و حلال ہے، فوجیوں کی طرح ان کے کھانے بھی گنتے چنے ہوتے ہیں، ہر چیز نہیں کھا سکتے ہر پینے کی چیز نہیں پی سکتے، فوجیوں کی طرح یہ بھی ہر قسم کی خوشی نہیں منا سکتے، جوان کا دینا کہے گا، وہی خوشی مناتا ہے۔

دیش کو جب دشمنوں سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو حکومت شہریوں کو نہیں چھیڑتی بلکہ فوجیوں کو سامنے ماتی ہے ٹھیک اسی طرح رین و مڈ سب کو جب کسی فتنے کا سامنا ہوتا ہے تو عوام علما کو ڈھونڈتے ہیں اور انہیں آگے بڑھاتے ہیں۔

فوجی جب ملک و قانون کی حفاظت کرتے کرتے مرتا ہے تو سے شہید کا درجہ دیا جاتا ہے، سے احترام و عزا کے ساتھ دفنایا جاتا ہے، صاحب اس دنیا سے جاتے ہیں تو ان کی بھی ایک لگ شان ہوتی ہے۔

اتنی یکسانیت کے باوجود ایک چیز محسوس کرتا ہوں کہ کوئی فوجی اپنے پاس کو برا نہیں سمجھتا، ترش خراش کے باوجود اس خصوص و ردی کا حلیہ نہیں لگاتا تو پھر مدد ہی فوجی خصوصاً مدارس کے طلبہ، خواہ کو کتنا کیوں سمجھتے ہیں؟

چنے مخصوص سدا کی وردی کا حلیہ کیوں بدلتے رہتے ہیں؟ جب فوجی اپنے آپ کو کبھی چھپاتا نہیں، تو مدنی فوجی اپنی اصیت کو کیوں چھپائے کی کوشش کرتے ہیں؟ کبھی نوپنی اتار کر کبھی پاجامہ کی جگہ پیسٹ یا جس بھی کبھی مقدس و ڈیٹی کاٹ کر کبھی پٹی و مدار یوں سے بھاگ کر

میں نہ رہتا ہوں کہ آپ فوجی نصیب ہیں جس طرح تک

ملک کا شہری تو سب ہوتے ہیں، مگر قانون سب کے لئے یکساں نہیں ہوتا، عام شہریوں کو آزدگی ہوتی ہے، وہ چاہے جو باس پہنیں، جیسا پہنیں، کھائے کے اوقات، زندگی گزارے کا طریقہ، وہ خود طے کرتے ہیں۔ ہونا اٹھنا ان کی مرضی پر ہے، کوئی روک ٹوک نہیں پڑھنا لکھنا ان کی مرضی پر ہے۔ نو پڑھیں، جتنا پڑھیں یا ایک دم سہڑھیں ان پر کوئی جبر نہیں ہاں دور حاضر میں تعلیم پر جو زور دیا جا رہا ہے وہ تو صحیح ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ گروئی پڑھنا لکھنا نہیں جاتا، تو مجرم ہے، سز کے قابل ہے

نیکس ایک فوجی عام شہری جیسا آزاد نہیں ہوتا، اس کا لباس لگ کھانے پینے کے اوقات تک سوئے اٹھنے کے لیے اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا کہ جب چاہا، سو گیا جب چاہا، اٹھ کر گھومے پھرے لگا۔

فوجیوں کی بان تو ملکی ہوتی ہے، مگر آداب و صاف پلے کے پابند ہوتے ہیں، کس سے کیسے بات کرنا ہے، انہیں بتایا گیا ہوتا ہے وہ ہر ایک سے مل نہیں سکتے، جہاں جارت نہیں آتا نہیں سکتے ان کی چھٹیاں محدود ان کی خوشیاں محدود ۲۴ گھنٹے اپنے مقصد اور فرائض کے لئے ہمدردی آمد، است کے ۲۴ بجے بھی انہیں دکایا جائے تو اٹھنا پڑتا ہے، جنگل میں یا پہاڑ پر جہاں بھیجا جائے، جانا پڑتا ہے۔

تسا سب بچھو ہونے کے باوجود کوئی فوجی اسساں کتری کا شکار نہیں ہوتا، بلکہ اپنے آپ میں فخر محسوس کرتا ہے کہ ہم عام لوگوں جیسے نہیں، ہمارا ایک رتبہ ہے، ہماری ایک شان ہے۔ ٹھیک اسی طرح مدارس کے طلبہ اور صفا ایک مدنی فوجی ہوتے ہیں، ان کا لباس لگ، عادت و طوار لگ کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں یہ بھی قانون و سدا کے پابند ہوتے ہیں،

لوقہ ہزار شہر ہوں میں سے چن کر ایک بننا ہے، اسی طرح ہمارے مذہب کی ٹوٹی ٹوٹی جڑا روں میں ایک ہوتے ہیں

ملک کا ٹوٹی، ملک کے افسران چلتے ہیں وروین کا ٹوٹی خدا نے پاک چننا ہے، آپ کے حدیث پڑھی ہوگی ”میں، یزد، واللہ بہ، یقفہ فی الدین اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا راہ فرماتا ہے، میں کاغذ بنانا ہے، یعنی علمائے دین خود نہیں جتے بلکہ اللہ انہیں بناتا ہے، اس لحاظ سے اپنی عمارت زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کا انتخاب ان کے رب کے فرمایا ہے، حساس کسٹری اپنے اندر آنے دیں، خود کو برقرار رکھیں۔

موجیوں کو حکومت سے دیش کی حفاظت کے لئے ہتھیار دیئے ہیں تو عمارت کو ان کے رب نے قلم اور زبان دیا ہے عمار کی طاقت ان کی علمی استعداد ہے، ٹوٹی جسمانی مشقت کے درپردہ خود کو طاقتور بناتے دکھاتا ہے، علماء مطالعہ کتب اور اپنی معلومات سے خود کو چھتہ بنا نہیں جو جیوں کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، کچھ سالوں بعد وہ عام انسانوں کی صف میں آجاتے ہیں جبکہ عمار کو ان کے رب نے ہمیشہ کے لئے بنایا ہے، ٹوٹی ریٹائرڈ ہوتا ہے عمار نے دین کبھی ریٹائرڈ نہیں ہوتے مرنے تک، بلکہ قبر و مشرق میں بھی ان کی اعزازی شان ہوں ہے۔

□□□

ص ۲۴ کا تقیہ

شہر یصف، ۲۰ صفر و شہد سے کر بلا کا بنام شریف ۲۳ ر و شاہینا لکھنوی، ۳۴ صفر کو، امام باقر ۴۴ ر کو حضرت شمس الدین سیالوی، ۲۵ ر کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، ۲۶ ر کو عارف سیفی، ۳۸ ر کو امام حسن (شہادت) ۳۹ ر کو پیر جہر علی گونڈہ، اور ۴۰ صفر کو مظفر کو امام حاکم نیشاپوری و صاحب فرمائے، (رضوا اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جن میں سے اکثر کی دربار میں ان کے اعراس کے وقت اراوت مندوں کا قیوم رہتا ہے اور ان کے اعراس ان کے چچن کے لیے عید جیسے ہوتے ہیں، ان سلسلہ شیعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

پیر کا عرس میر کی عید ہے

گو یاں بزرگانِ یں کی س میہ میں وفات سے اس منوس (برغم بے) کہ کو مسعود بنادیا ہے ۔
بھی شفق تو ستاروں سے مسپ پائی
کسی کی موت سی کی حیات ہستی ہے

□□□

ص ۲۵ کا تقیہ

اگر جاتا ہے تو بلا کہ کر سے ہی دم بیٹا ہے اور بچوں کو دینی حتم سے آراستہ کریں، تاکہ وہ حرام و حلال میں تمیز کر سکیں اور دین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب بچیاں شادی کے قابل ہو جائیں تو انہیں زیادہ دوسرے تک گھر نہ بھرتے رکھیں بلکہ مناسب رشتہ تلاش کر ہمدان ہمدان کی شادی کروں اور رشتہ اگر جینی بلا کے ساتھ ملے ہو رہا ہے، تو اس کی ٹی ٹی دیکھ کر یہ اطمینان کریں کہ اس کا دین اور مذہب اسلام ہے یا نہیں؟ تاکہ وہ کسی بھی طرح کے غریب سے محفوظ رہیں۔

□□□

ص ۲۶ کا تقیہ

دشاک ہے تو بدین جنم کے ہوں گے پھر بد سے شمار نے چاہیں گے، دنی دن سنا خد کے ہوں گے، وہ دن گزر جائیں تو وہاں کر پال ہو کر نہ رہیں پڑھ سکتی ہیں اور وہ معدود کے حکم میں ہیں اللہ گزراں دوس کے گز سے کے بعد مثلاً تیس دس میں یا ان کی عادت کے علاوہ جو دس ہیں، دسوں میں ہر وقت قطرہ خون کا تہا رہتا ہے اور کوئی جہا نہ کا وقت ایسا خالی نہیں گزرتا جس میں خون کا قطرہ نہ آتا ہو وہ معدود کے حکم میں ہیں اور معدود کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر صر سے لئے جب اس کا وقت آجائے وہ دوسو کرے گا اور اس وقت میں وہ مرض پڑھے گا اور اگر اس پر کچھ تھ ہے وہ پڑھے گا اور نواق و غیرہ وہ پڑھ سکتا ہے اور اس کے بعد جب نہ نکا وقت گزر گیا اس کا وضو لوٹ گیا، اب جب دوسری جہا نہ کا وقت آئے گا تو پھر وضو کرے گا اور آپ کی اچھے پڑ جائیں پر اس قسم کا بعد راجع ہوں پر یہ وجہ ہے کہ وہ اس کے ور پنے سے یا اور طریقوں سے تقیل خذ کی کوشش کرے۔

جاری □□□

کیا ایمان سے بڑھ کر ”ادب“ ہے؟

اس حدیث پاک سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عمر سعد سے یہی رکان اسلام کی تعداد پانچ بتائی ہے۔ سب اہل مدرسہ پر اعتراض کا کوئی محل نہیں رہ جاتا کہ وہ تو یہی، کرم علی علیہ السلام کا ہی فرمان نقل کرتے ہیں، مگر کسی کو اس تعداد پر اعتراض ہے تو وہ اعتراض مدرسے پر نہیں بلکہ سیدہ حدیث رسول پر پڑتا ہے۔ بات صرف یہیں نہیں رکھیں بلکہ یہاں رہ سوال اور بھی بنتے ہیں

1 کیا کسی فرد کو حدیث رسول پر اضافہ کر کے کافق حاصل ہے؟

2 کیا ادب کا مقام توحید و رسالت سے بڑا ہے؟

چند اہم نکات بھی دہن میں رکھیں جو معاملہ سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گے

1 ارکان اسلام میں پہلے سر پر عقیدہ توحید و رسالت ہے، بقیہ چار ارکان نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا تعلق اعمال سے ہے، عقیدہ توحید و رسالت حج اور زکوٰۃ کی مانند ہے جس پر قائم رہنا ہمیشہ لازم و ضروری ہے، اگر کسی مسلمان کو توحید و رسالت کے بعد بقیہ رکان زبردستی کسی پر بھی عمل کا موقع نہیں ملتا تب بھی وہ مومن مانا جاتا ہے گا۔

2 عقیدہ توحید و رسالت کی گہمت اس سے بھی واضح ہے کہ اگر کوئی صاحب ایمان، نماز و روزے وغیرہ سے دور ہو تب بھی وہ گنہگار تو ہوگا لیکن رہے گا مومن ہی، اس کی عملی نمودریاں قابل مغفرت ہیں، رب کی رحمت، شفاعت رسول یا مزا کے بعد وہ بخشش کا حقد رہوگا۔

3 کوئی شخص عقیدہ توحید قبول نہ کرے بھلی ہی ادب و تہذیب اور احترام و کرام کا پیکر ہو مگر وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، فقیر کی زندگی اخروی زندگی کا پہلا تریہ ہے فقیر میں انسان سے جو آلات کئے

پچھلے دنوں ایک معروف خاتمی شیخ کی ایک ویڈیو لگا کر گزرنے میں موصوف خاتما و مدرسے کے مانتیں غیر ضروری نقل کرتے ہوئے عوام پر مانتے نظر آئے

”مدرسے سے پوچھا جائے کہ رکان اسلام کتنے ہیں تو جواب ملے گا پانچ، لیکن خاتما و مدرسے سے پوچھا جائے تو جواب ملے گا چھ مدرسے کی ترتیب میں سب سے پہلے توحید ہے اس کے بعد نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے۔ لیکن خاتمی ترتیب میں سب سے پہلے ادب ہے پھر توحید اور دیگر اعمال ہیں۔“

پھر صاحب کی گفتگو سے انکشاف ہوا کہ کمال مدرسہ پانچ نہیں چھ ہیں جس میں سب سے ہم رکن ادب ہے، جو نہ صرف ایمان سے الگ ہے بلکہ ایمان سے پہلے بھی ہے۔

سب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل مدارس رکان اسلام کی تعداد پانچ کیوں بتاتے ہیں کیا انہیں کمال اسلام ملے کرے کا حق حاصل ہے، کہ وہ حقیقی چاروں تعداد بیان کر رہے ہیں لیکن یہ بات آداب سے زیادہ روشن ہے کہ ارکان اسلام کی تعداد کسی موبی پر مدرسے کی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْحَجَّ وَالْزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ وَالْمُضَانَ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کرنا اور صیئت اللہ کا حج کرنا اور رمضان میں ایک روزے رکھنا۔“

بخاری شریف، کتاب الايمان، رقم الحديث 20

نئی اکرم کا طریقہ تبلیغ

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا
أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ قَالَ "قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ
اسْتَقْبَلْتُهُ - یعنی یا رسول اللہ مجھے سلام کے متعلق کوئی ایسی
بات بتاویں کہ میں آپ کے بعد کسی سے سوچ بچار، تپ
سے فرمایا کہ میں کہوں کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اس پر قائم
رہوں۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ۶، 65، المجلد ۳، 38)

الفاظِ حدیث پر غور فرمائیں کہ حضرت سعید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایات چاہتے ہیں جو سب سے افضل ہو، جواب میں حضور ﷺ کہیں توحید کے اقرار اور اس پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے ہیں، مگر دہ عقیدہ توحید سے بڑھ کر کچھ تو یہی رحمت مولا ﷺ توحید و رسالت نہ بچائے وہ کی تلقین فرماتے۔

یہاں پر نکتہ بھی، جس نشیں رکھیں کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو حکم یہ ہے اسے پہلی فرصت میں تو حید و رسالت کا قرار دیا جائے، قبولِ اسلام رائے میں و راسی تاخیر بھی جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

”جو کہ مرتدین اسلام چاہے سے متیقن و رض ہے اور اس میں دیر لگانا شد کبیرہ و بلکہ اس میں تاخیر کو علمائے افرکھا۔“

اور رضوہ 21 172

پھر صاحب کی مافی جاتے قیوں اسلام کو لئے وائے کافر سے یہ کہا جاتے گا پہلے وہ سیکھو اس کے بعد مسلمان بننا جاتے گا۔ اگر یہ سیکھنے دوران وہ مر جانے یا اس کا ارادہ بدس جاتے تو اس کے گھر کی دوسروں کس پر عائد ہوگی؟

صحیح اس یہ ہے کہ پیر صاحب جوٹ غصب میں سہارت
مکروہات پر گئے جس کی رو سے میرزا صاحب اس پر پڑتی ہے،
حقیقت یہ ہے کہ ادب عقیدہ توحید و رسالت کے بعد کا درجہ ہے
جیسا کہ فرمان خداوندی ہے
لَتَتَّقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَتُخْشَوُا
تُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (سورۃ الحجرات ۱۰) کہ تو گونہ

اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور رسول کی تعظیم و توقیر اور
صبح و شام اللہ پاک کی ہجو "

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا الصَّلَاةَ أَكْفَافًا لِيَذْكُرُوا
الَّذِينَ بَدَّلُوا دِينَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الْآخِرَةِ

ان آیات میں توحید و رسالت کے بعد ہی تعظیم و توقیر رسول
ﷺ کا حکم دیا گیا تعظیم و تکریم اوب کا ہی نام ہے جیسا کہ
صدر الافاضل فرماتے ہیں

"یعنی جب حضور کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو آہستہ آہستہ آواز
سے عرض کرو۔ یہی دربار رسالت کا ادب و احترام ہے۔"

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

"الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا
إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، و
أعياها شعبة من الإيمان۔ یعنی رسول اللہ ﷺ سے
فرمایا: ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب

سے افضل (لا إله إلا الله) یعنی وحدانیت (یہی) کا فرمان
ہے اور ان میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کا
رہنے سے ہٹا دینا ہے۔ اور سبھی ایمان کی ایک (ہم)
شاخ ہے۔

بخاری شریف، کتاب ایمان
درج بالا حدیث میں حیا (اوب) کو ایمان کی شاخ قرار
دیا گیا ہے یعنی دین خود ایمان کی شاخ ہے، شاخ کتنی ہی اچھی
اور بڑی ہو جائے مگر ہی جزو دراصل سے کبھی نہیں بڑھ سکتی اور
تاس سے پہلے ہو سکتی ہے۔

اوب کو توحید سے پہلے ماننا ایسا ہی ہے جیسے شاخ کو درخت
اور دلا کو باپ سے پہلے ماننا یا بے جوانی میں ہے، اصل چیز یہ
ہے۔ ادب اہل ایمان کا تربور اور مشرب ہے یعنی اصل ادب
ملتا ہی ایمان کے بعد ہے، ایمان سے پہلے جوگی ادب ہے وہ
بس نمائش و کاغذی ہے، عقیدہ توحید و رسالت کو چھوڑ کوئی
دین منشی پریم چند اور ٹیکسیر تو ہو سکتا ہے لیکن تھوڑے سمناں اور
میر خسرہ نہیں ہو سکتا

۰۰۰

تاج الشریعہ

جلال آباد ضلع مونگیر بہار

برادران اسلام سے مخلصانہ اپیل ہے کہ سرزمین جلال آباد ضلع مونگیر بہار پر مہر حق کا گاہ حضور
تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر صاحب قادری توری زہری بریلوی قدس سرہ العزیز کے نام
نامی اسم گرامی سے منسوب ایک عظیم شان "تاج الشریعہ مسجد" تعمیر ہونے جا رہی ہے، لہذا خاص
حداں کمائی سے اس کا رخصت میں حصہ لیں اور شواب دین حاصل کریں، اللہ کے پیارے حبیب رسول
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد ہوا

"من بنی اللہ مسجداً بنی اللہ بہ بیتاً فی الجنة۔ یعنی جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی، اللہ اس
کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔"

تعاون کرنے اور دیگر تفصیلات کے لئے رابطہ کریں

محمد قمر الزماں، جلال آباد، ضلع مونگیر، بہار، موبائل نمبر 8877920759

ڈیر مولانا عبدالصمد راجہ مصباحی *

صفر کا مہینہ! منحوس یا مسعود؟

صفر کے آخری بدھ کی حقیقت اور اس ماہ میں ہونے والے اعمال

برایوں کا قلع قمع کیا، اس مہینے کی توہمت کو ختم کر کے یہ تعلیم دی کہ ہر دن، ہر مہینہ اور سال اللہ کا ہے، کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے اس منحوس کچھ جانے والے صفر کو "مظفر" کا حسین ترین لبادہ پہنا دیا۔

تہاہیت الفوس کی بات ہے سریع عادیث موجود ہونے کے وجود آج بھی کچھ حلقوں میں اس مہینے کو باخصوص اس کے آخری بدھ کو منحوس سمجھا جاتا ہے، خطبات سائنسین نامی کتاب میں ایک لمبی حدیث مرقوم ہے، جس کا آخری حصہ ہے کہ حضرت جبریل میں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ حضور! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے تمام بلائیں دس حصوں میں تقسیم کی ہے ان میں سے نو حصے صرف ماہ صفر میں رہ جاتی ہیں۔ (ص 547)

اسی طرح یہ قول بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ عطار علیہ الرحمہ کی جانب منسوب کی جاتی ہے کہ ہر ماہ دو لاکھ اسی ہزار بدائیں تار ہوتی ہیں اور صرف ماہ صفر میں تین لاکھ ہی ہزار بدائیں (یعنی اعلیٰ کی بات یہ ہے کہ ہر ماہ غالب کے دور میں صفر کی محسوس اتنی مشہور تھی کہ غالب نے صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے، متعارف میں ایک مکمل کلام ہی لکھ ڈالا ہے، جس کا پہلا شعر ہے۔

ہے چہب رشبہ آسبر ماہ صفر سپو
رکھ دیں مکن میں بھر کے بے مشک و بھوک ناہ
ماضی قریب میں حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس ایک استفتاء آیا، جس میں سائل نے پوچھا تھا:

"کیا مانتے ہیں مقتدیان شرع میں صفر کے آخری چہار

صفر المظفر نہ ہوں گا دوسرا برکت مہینہ ہے، مفتی علی الاطراف شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، ایک کثیر المے اپنی کتاب البیہود لنبایہ میں لکھا ہے "عرب کے نزدیک "صفر" ہیٹ کے اندر کے ماہ کے ہیں، جو سال کو بھوک کی حالت میں استارہتا ہے اور "کرمانی شرح بخاری" میں ہے کہ یہ (صفر نام کی بیماری) غاش (کھلی) سے بھی زیادہ متعدی بیماری ہے۔

(ماہیت، مسعودی، ایم اے)

مام بخاری فرماتے ہیں

"هو ذاك ياخذ البطون - صفر وہ دن ہے جو ہیٹ میں پیدا ہوتا ہے۔ (بخاری: 5717)

ماہ صفر کے تعلق سے پہلی ہوئیں منحوس، بات تو ہمارے آئن کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ اس کا تعلق زمانہ جاہلیت ہی سے ہے، دور جاہلیت میں لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے اور صفر میں شادی بیاہ، بین وینا، چھاتی صبر اور کسی بھی طرح کا ختم بائشان کام کرے سے گریز کرتے تھے، مام قاسمی علیہ الرحمہ مشارق الحو میں لکھتے ہیں

اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ماہ صفر کو بڑا کرماہ محرم کو بھی اس میں شامل کریتے تھے یا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ محرم کا مہینہ ساتھ دن کا کر کے حج سے صفر کو حذف کر دیتے ہوں جیسا کہ عادیث کی شروعات میں لکھا ہے یا پھر وہ مہینے نہ کر تیں دن کر دیتے ہوں، اس معنی کی ایک حدیث طبرانی میں آئی ہے کہ وہ مہینے کبھی تیس دن کے نہیں ہو سکتے۔

یہ توئی لاری آدمہ و ضمیر عظم مصطفیٰ کریم ﷺ کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے دنیا سے ساری غیر مساں و غیر عداقی

شعبوں کیا حقیقت ہے؟ کئی جگہ لوگ بڑے، تمام سے وضو کرتے ہیں، پرانے برتنوں کو توڑ دیتے ہیں، سٹے برتنوں میں کھانا پکا کر حضور قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی دن حضور کو صحت حاصل ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ صفر کے آخری پدھ کو حضور قدس کو عرس وصال شروع ہوا تھا (دارالعلوم، ص 266)

اس طرح کی تمام روایات موضوع میں گھڑت، خود ساختہ اور پویدہ ہیں، جس کو حقیقت سے دور کا بھی رشتہ نہیں، مورخنا اعلیٰ احمد رضوی بریلوی فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں: بعض جگہ وکھوگ اس دن (مذکورہ بالا) کو محسوس خیال کر کے برتنوں و عیمیرہ کو توڑتے ہیں یہ بھی تصور خرقہ اور گناہ ہے، صفر کے مہینے کے آخری پدھ کی سلام میں کوئی خصوصیت نہیں۔ (مظاہر خیال و ادیان اسلام)

چھ احادیث دیکھیے

پی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تَعْلَمُی (ایک کی چاروں دوسرے کو لگ جانا) اور فکر کی کوئی حقیقت نہیں۔“ (بخاری 5717، مسلم 5819)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شگون، تکلیف، اید اور چھوٹ کسی پر اثر انداز نہیں ہوتی سیز کوئی میسر کبھی ساندھونا کا نہیں ہوتا (ماہنامہ اے عابدین ۱)

اس ماہ مبارک کے تعلق سے پہلی روایات کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بظاہر صفر کے مہینہ میں کوئی خاص سماجی تہ نہیں ہے۔

عید مردیاں

عور کیا جائے تو ماہ صفر ایک حیثیت سے دیکر کئی مہینوں سے متاثر نظر آتا ہے، سال کے گیارہ مہینوں میں چھ بزرگان دین کے اعراس منعقد ہوتے ہیں، کم و بیش اتنے ہی عرس تنہا ماہ صفر میں آتے ہیں صحیح حدیث میں آیا ہے

عَنْدَادُ كِبْرُ الصَّيْحَةِ لِنَزْلِ التَّوْحِيدِ يَحْيٰى صَامِعِينَ كَ دَكْرِنِ جَكَ عَدَا كِي رَحَنَوِي كَا تَرَوِي هَوَاتَا

ظاہر ہے مردان خدا کے عرسوں میں نفاذِ تحریری ہوتا ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

اعراس سے رواج دینا سے عشق و محبت پیدا ہوتا ہے اور ثنائی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اسی راز کے تحت اعراس مطابح کی حفاظت کی جاتی ہے اور ان کے عزارت کی زیارت پر مداومت اور ان کے لیے فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ (تحفہ عربہ، ص 24)

شاہ اسماعیل دہلوی (قتیل) نے بھی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے

”بیس امور عروج یعنی عداوت کے فاتحوں، عرسوں اور نذر و نیاز کی جوئی میں شک و شبہ نہیں۔“ (صراط مستقیم، ص 78)

اعراس

”یہ اس ماہ میں ہونے والے عرسوں پر سرسری نظر ڈالتے ہیں، پہلی تاریخ کو مارہرہ مقدسہ میں عرس قاضی شریعت مطہرہ کے راترہ میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے نیز دیو اشرف شلیخ دارہ بگی میں عرس وراثت پاک منایا جاتا ہے، دوسری تاریخ کو محدث بابلی حضرت سلطان صلاح مدین یولی حضرت خود جانا سورت چار حضرت یعقوب چرٹی، قطب الدین جوہوری، پانچ کو سیدنا سمونہ چھ کو شاعر بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی کے عراس ہیں (رسوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

اسی طرح ۷ شیعہ بہاء الدین اکر یا ملہالی، ۹ کو امام موسیٰ کاظم، ۱۱ کو مصر، عظیم ہند علامہ برہنیم رضا خاں، ۲۰ کو حضرت رقیہ مجاہد آری حضرت علامہ فصل حق خیر آبادی جزیرہ انڈیاں کھوارہ ۳۳ کو حضرت امام نسائی، ۳۴ کو حضرت مالک بن دینارہ ۱۵ کو سلطان المشائخ حضرت پایزید بستانی، علامہ ارشد اللہ داری (رضی اللہ عنہم) کے احسان کی تاریخیں ہیں۔

یوں ہی ماہ صفر کے نصف اخیر کی بات کریں تو ۶ دھرم کو عاشق رسول حضرت سید احمد میرزا، ۱۸ کو حضرت داتا گنج بخش علی بکوری لاہوری، ۹ کو حضرت سید احمد کابلی جیسے ۲۰ مارچ

اکتوبر ۲۰۲۲ء

صفر ۱۴۴۴ھ

(ڈاکٹر مولانا محمد شہید نظامی)

ہائے! کیسی آزادی؟



ہم سے ہی تو سہا پناہ کبھی خون سے گلشن
کیوں با اسحر آج نظا ہم سے ہوئی ہے

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں اور ان جہد و جہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے، ان کی قربانیوں کے تذکرے کے بغیر تاریخ کا ہر صفحہ ادھورا اور ہر باب نامک ہے، آج کا حال ملک دار ہے، ملک کا ہر چر گوشہ ماتم کناں ہے، بے چارگی ہے، سی در مظلومیت پر ملک کے ہر مسلمان کا دل معموم ہے، ملک کے کونے کونے سے مسلمانوں کو ہر سال کئے جانے والے واقعات اور ان کی بیو بیٹی کی جھمتوں پر خیلے اور زندگی فٹنے میں مسلم بچیوں کی شہادت سے مسلمانوں کی آنکھوں میں آسوداں کا سدا پ ہے۔

ہائے! کیسی آزادی؟

مسلمانوں کی جان و مال محفوظ نہیں، ہماری عزت و تہجد اور ایمان و ایمان پر حملے ہورہے ہیں، سازش کے تحت مسلم بڑبیوں کو دام جہت میں پھنسا کر کھرو رند اور طرف دہکنے کی کوشش جاری ہے، جبری بے شرمن رم کے نعرے لگوائے جارہے ہیں، ہماری مسجدوں و ممبروں کو سار کیا جارہا ہے، کتاب مقدس قرآن مجید کی بے حرمتی کی جارہی ہے، مدارس و کتاب پر بمباری برستی اور دہشت گردی کے فردوغ کا الزام لگایا جارہا ہے، خدائی قاتلان اور فرقت مجید کی ترمیم کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے آئے دن نفرت انگیز نعروں اور بول آزار بیانیوں کے ذریعہ ہم مسلمانوں کے جدہات و احساسات کے ساتھ کھواڑ کیا جا رہا ہے، ہمارے حقوق سلب کرنے کی سازشیں لاری رہے۔

جب ہم مسلمانوں کے ہواپناں حالات اور درجہ خراب واقعات جب دیکھتے، سنتے اور پڑھتے ہیں تو دوسرے سے لگتا ہے درہائیں

دل میں نظر کرنا داناں مصیبت آئے دن ہے
تیری برہادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے، اے ہندوستان والو تمہاری دستان تک نہ ہوگی دستانوں میں مسیبت نفرت و عنصیت، لکل و فطرت، دس آزار و بیانات، جو رو ظفر و کفر و رند کی تہذیبوں کے بیچ آج وطن عزیز یوم آزادی منارہا ہے، دس معموم ہے، قلب و جگر پارہ پارہ ہے پھر بھی لیوں یہ جاری ہے "یوم آزادی مبارک"

جب ہم پر دقار اور روش ماضی کو دیکھتے ہیں اور ہماری اگلیں اسداف کرام کی قربانیوں پر پڑتی ہیں تو ہمارے رویوں سوپ اٹھتی ہیں، روٹنے لگتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہتھیں شک بار ہو جاتی ہیں کہ جس وطن عزیز کی حریت کے باغ کو مسلمانوں نے حوں جگر سے سینچا تھا، اس کی آس دی کی خاطر سمندروں کے قہیڑوں میں کود پڑے تھے اور موتوں سے بڑے ہونے حاصل سمندر میں پہنچے تھے، ابھرتی قربانیاں پیش رکے جس کو تیار کیا اور پروان چڑھایا تھا آج ان کی جد و جہد اور قربانیوں کو بھلا دیا جارہا ہے، وہ ملک جس کی آزادی کے لئے بنا رہے برہگوں سے پھانسی کے پھندے کو چوم، جنتہ رار پر لکھے کالے پانی کی سیر کی آج ان کی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات سے مٹائے دی مذموم کوشش کی جارہی ہے، وہ ملک جسے ہم سے اپنے خون سے من و دشتی کا گہوارہ بنایا تھا، آج وہی ہمارے سے ہے مقتل کی شکل میں تیار کھڑ ہے، ہمیں یہاں سے دھکے مار کر لکھنے کی ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں، ہماری قربانیوں اور کائی دھے و رویوں کا سر سے بھی لگا دیا جارہا ہے اور دس برداشت زبان سے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔

آزادی و استقلال

گنگہ ہو جاتی ہیں اور وہ سے ایسی آہ نکلتی ہے کہ گرجا کے
مجاہدین ان حالات کو دیکھتے تو کبھی انگریزوں کی عدائی سے ملک
کو آزاد کرے کے لیے اتنی بڑی قربانیاں نہ دیتے مگر آج من
کے قابو و نظرت کے سوا گروں اور اہل اقتدار کی کان کر تو توں
کو دیکھتے تو شمشیر برہمے کرے میدان میں آئے اور نالہ انگریزوں
کے خلاف جنگ کا فتویٰ صادر فرماتے

امت کے غیور فرزند و اکبر تک اپنی مسجدوں کو مسجد
ہوتے ہوئے اور اپنی بھونسیوں کی عزت و ایمان کے ساتھ ہٹوا
ہوتے ہوئے دیکھتے رہو گے؟ کب تک اپنے وجود و بقا کی بحال
غیوروں سے مانگتے رہو گے؟ ہمیں خود کو بدنام ہوگا، ہر میدان میں
پتی جسے دارن عزت رنی ہوگی، تعلیمی، اقتصادی، معاشی اور سیاسی
جہاز سے ہمیں مضبوط ہونا پڑے گا، اگر ہم یوں ہی سوتے رہے
اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو کتنے بیت المقدس ہمارے
ہاتھوں سے نکل جائیں گے یعنی مسجدوں کو باری مسجد کی شکل
دے دی جائے گی، درکنہ مسلم بچیاں کھر رتہ، دی آندھوں میں
خس و خاشاک کی طرح بے جا میں گی، پارکھوں کے لئے آئے
وہ سب کبھی تمہیں معاف نہیں کرے گی۔

آؤ امانیوں کی گھناؤنی تاریخ میں امیدوں کا چراغ جلانے
ہیں رحمت کی فلاج و بیدوں اور عظمت روت کی بحال کے لیے
سلاف مرام کے نقش قدم کو مشعل راہ سمجھ کر آگے بڑھتے ہیں، ہم
لقاؤں امت ہو، ہم حالات کا رخ موڑنا چاہتے ہو ہندوستان کے
مستقبل کو امن و آشتی اور خوشحالی و ترقی میں بدل دیتے ہیں، بس یہ
خود روح بدی اور جبر قاروقی پیدا کرو، جیتی کر دے میں ہو
جاؤ، تمہارے زوال و عروج میں بدل جائے گا، ماضی کی طرف تمہارا
مستقبل بھی شاندار اور پر وقار ہوگا، وقت و حالات کا تقاضا بھی
یہی ہے اسی میں فلاح و کامرانی کا رزمہ نظر ہے

□□□

منہر کا بقیہ

خون سے اس گرجا کو صاف کرتے، جب یہ جماعتوں سے سرچڑھ
کر لکھو اس کرنا شروع کر دی اور سی مسجدوں کے عقیدوں کو

شراب کرنے کی بھرپور کوشش کی، جب اہل حضرت مسند و شاہ
پر جلوہ گر ہونے، تقویٰ الہامی نامی کتاب کے رید سارے
ملک میں دہائیت کا فتنہ پھیل چکا تھا، اہل حضرت کی پیدائش سے
پہلے کافی اکابرین سے اس کی روشنی کئی کتابیں تصنیف کیں، تاریخ
گواہ ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑے نقاب ڈالے اس سے آیا اور
آپ سے اپنی قلم سے انھیں پاش پاش کر دیا، وہابیوں، یونہیوں
سے دین کے نام پر مدد ملنا، تعلیم کے نام پر ہندوستان
کے کی مسلمان بچوں کے، جن میں بد عقیدگی کا ہر گھون شروع
کیر، ان ساری تفصیلات سے ہندوستان کے اکثر مسلمان بالکل
بے خبر تھے

اہل حضرت سے حوصلہ مندی کے ساتھ اپنی پوری زندگی و
پر لگاؤ، گرجاؤں کے گندے عقیدوں کو دیکھ کے سامنے نہ
لاتے تو اہل سنت کا شیرازہ کھڑا کیا ہوتا، عام اہل سنت سے اس
کے کفر و کوس سے لڑ عشق رسول تعظیم، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و حسب صحابہ عظمت اہل بیت، عقیدت اولیائے چراغ دلوں میں
روشن کئے، ان کے یہ سچے محافظ سرکار اہل حضرت رحمت الہی
کے جو میں مسجدوں کے دلوں پر حکومت کرے گئے اور ہر
وقت لوگوں کا حکم بندھ گیا، سریلی صاف منہرے عقیدے اہل
سنت کی بچال، بن گیا۔

□□□

منہر کا بقیہ

ہوں گی جو دین و دنیا دونوں سے بے سعادت کا سبب بنیں گی،
لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں ماؤں کو پہنچے، دی سے ذرا
بھر بھی عظمت نہیں، حتیٰ چاہے کہ آخرت میں اس سے اس بارے
میں بھی سزا ہوگا اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
صدیق ہمیں اسلامی طرز معاشرت سے پناہ کی توفیق عطا فرمائے،
آمین بحمد اللہ الرحمن الرحیم الاصل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

(حاصل مطالعہ کتاب کامیاب مال)

□□□

اکتوبر ۲۰۲۲ء

مستقبل ۲۰۲۲ء

(پروفیسر مولانا نادر الدینی الرضوی، مصر، جی)

مسلم لڑکیوں کا غیر مسلموں کے ساتھ فرار! ایک لمحہ فکریہ

آج کل مسلم لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کے ویڈیو بڑی تیزوں کے ساتھ دائرے دور ہے ہیں جو پہلے آپ میں بھاری بی شرمناک بات ہے کہ مسلم گھرانے کی پروردہ دخترانہ سلام مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی رچاے کے بھائے پتے دیں و یہاں کو خطرے میں ڈال کر غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ فرار ہو رہی ہیں، اس طرح وہ اپنی عزت و شہرہ کو بھی بیکار کر رہی ہیں اور اپنے گھر و خاندان بلکہ پورے معاشرے کی عزت و روادار کو بھی بیکار کر رہی ہیں۔

مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ جال بیٹھا چاہیے کہ حلال و رافع کے ہوتے ہوئے حرام و رافع کو بروے کار لا کر شادی کرے اور کرے کا ختام دنیا میں بھی نہایت خطرناک ہے اور آخرت میں بھی اس کی سزا بھاری ہی ہے۔ ایک مسلمان سے ایسے خود مرد ہو یا عورت سب سے ہم درمدری یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں جو چند روزہ ہے، پتے دیں و ایمان کے ساتھ رہی گزاریں اور کسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو وہ اپنی تمام مائی (اردو) مائی و غیر مائی مسائل و معاملات کو سدا کی آخرے میں وہ کہ ختام دے، مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ نکاح اللہ تعالیٰ سے ناجائز و حرام قرار دیا ہے اور عہدیت نفیس ہے یہ بیان میں یہ گھایا ہے کہ ہندو مومن کا مومنہ عورت کے ساتھ نکاح مشرک کے ساتھ نکاح سے بہتر ہے، اسی طرح مومنہ عورت کا مومن مرد کے ساتھ نکاح مشرک کے ساتھ نکاح سے بہتر ہے اور یہ بکری دیا، آخرت پر خائف ہے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ تُوْمِنُوا بِمَا كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
خَيْرٌ قَبْلَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَانُوا

حَتَّىٰ تُوْمِنُوا وَ تَعْبُدُوا خُذُوا مِنْ خَيْرِ قَبْلِ تَضَرُّعٍ
أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ إِلَىٰ نَارٍ وَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ
لِخَيْرٍ وَ الْمُعْطُوفَةُ بِذَوِيهِ وَ يُكْفَىٰ أَيْتَهُ يَنْشَأُ لَهَا
يَقُولُ كُنْتُمْ. البقرہ ۲۲ یعنی شراب دان عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان ہو نہی مشرک سے چھی ہے، اگرچہ وہ تمہیں بھائی ہو و مشرکوں کے نکاح میں نہ، وہ جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان نہ مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھائی ہو وہ دروغ کی طرف ہل گئے ہیں اور اللہ جنت اور عشت کی طرف بلاتا ہے پتے مسلم سے و رہی بہتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ تمہیں وہ نصرت مائیں۔ (سورہ بقرہ ۲۲)

اس آیت مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ بعد ہجرت حضور ﷺ نے حضرت عمر بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عمر سے منہ المکرمد و فرمایا کہ وہ اس سے بچے کچھ مسلمانوں کو نکاح کر دے لے آئیں آپ حکم رسالت پر عمل کرتے ہوئے مکہ المکرمد چلے، وہاں عتاتی نامی عورت رہا کرتی تھی، جسے قبل سلام آپ محبوب رکھنے لگے، جب سے مکہ میں آپ کی آمد کا پتا چلا تو وہ آپ کے پاس آئی اور صلوات کی طالب ہوئی آپ سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ اب سلام ہمارے اور تمہارے درمیان حائل ہے، اس لئے کہا کیا تم مجھ سے نکاح کر سکتے ہو؟ آپ سے فرمایا ہاں، لیکن میں اس معاملے کو بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کروں گا، جیسا حکم صادر ہوگا، ویسا کروں گا، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عربی، ج ۲۲)

اس آیت میں مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مشرک عورت ایمان نہ لے لے تم اس سے نکاح نہ کرو اسی طرح

مسلم عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مشرب مرد ایمان نہ لائے آئے تو اس سے نکاح نہ کرو اور علی سہیل انتہا سے فرمایا گیا ہے کہ اگر مسلمان مشرب سے اعتدال سے کم رہتا بھی ہے جب بھی وہ وشیدہ عتبار سے اٹلی رہتا رکھنے والے مشرب یا مشرب سے بہتر ہے، بلکہ قہقہا لے کر فرمایا ہے کہ مسلمان عورت کے نکاح کے جوڑ کی شرط یہ ہے کہ اس کا ہونے والا شوہر مسلمان ہو بصورت دیگر شرعاً اس کا نکاح ہی صحیح نہیں ہوگا، جیسا کہ یہ اہل سنت کے حاشیہ میں ہے

"لان اسلامہ نروح شرط جوہر نکاح المسلمۃ"

جواب المسئلۃ: باب فی الاطمان والائمان، ص 300، ما فیہ نمبر 15

ظاہری بات ہے جب لڑکا مسلمان نہیں ہوگا اور اس سے مسلم لڑکیاں قرار ہو کر شادی رچا نہیں گی مان کے اولیا خیر مسلموں کے ساتھ ہی بیٹھیں گے تو یہ نکاح شرعاً باطل اور حرام ہوگا اور جب یہ نکاح حرام ہوگا تو غیر مسلم شوہر کے ساتھ مسلم لڑکی کا اعتدال و قربت بھی حرام ہوگی لہذا وہ حجاب مسلم لڑکیاں ہوش کے ناخن نہیں اور خود کو حرام کاری اور ناسے باز رکھیں اور حفظ نفس کے لیے اپنی ہونے والی اوراد کو شرم سار نہ کریں اور یہ نہیں دیکھیں کہ اسلام سے وابستگی ہی دیا و آخرت میں نیک نامی اور خیر و فلاح کا باعث ہے، بہتر ہوگا کہ وہ سلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں بالخصوص صحابیات کی سیرت و سوانح کو پڑھنے کے لیے نمونہ بنائیں اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا مقصد کریں۔

حضرت ام سلیم، نصاریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہایت صاحبہ نصیحت، بہادر اور نامور صحابیہ ہیں اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں جب اسلام کی آمد ہوئی تو یہ سام سے آئیں اور اپنے شوہر مالک بن نضر کو دعوت اسلام دی، جس سے وہ ناموافق ہو گئے اور انھیں مدینہ پہنچوا کر شام چلے گئے، وہیں پر ان کا انتقال ہو گیا، پھر حضرت ابو طلحہ نصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی اسلام نہیں لائے تھے، انھوں نے حضرت ام سلیم کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، حضرت ام سلیم نے اس پیغام کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ اسلام لے آئیں، حضرت ابو طلحہ

نے اس شرط کو قبول فرمایا، پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے نکاح کیا۔ [سیدہ ام سلیم، ج 12، ص 471] حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ نکاح غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ نکاح کے لیے بے تاب مسلم لڑکیوں کے لیے نمونہ ہے، اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں، ام مومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حرم ہوئی ہیں واصل ہوئیں، ہوان کے والد حضرت ابوسہیل جو بھی اسلام نہیں لائے تھے، بیٹی سے ملقات کے لیے مدینہ المنورہ میں ان کے مکان پر حاضر ہوئے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سر پہنچا ہوا تھا، اس پر بیٹھنا چاہا، تو بیٹی سے سر فرائی کھینچ لیا اور اسے نہ کرنا رہے رکھ دیا، جس پر ابوسہیل ان غضب ناک ہو گئے، پھر چھ بیٹی ام ستر میرے لائق نہیں ہے یا میں بستر کے لائق نہیں ہوں؟ بیٹی نے جواب دیا:

"یہ اللہ کے رسول کا بستر ہے اور آپ کفر و شرک کی حمایت سے مٹ گئے، اللہ کے رسول جسکی مقدس ہستی کے بستر پر کفر و شرک کی حمایت سے آلودہ شخص کو بیٹھنے دیں؟ یہ میرے لیے ناممکن ہے"

ام مومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کفر و شرک سے اس قدر جتناب اور بیزاری کہ باپ ہوئے کے باوجود انھیں اپنے بستر پر بیٹھنے نہیں دیا، ورنہ ان کی دخترانی اسلام کا یہ شیعہ کہ وہ کفار و مشرکین کے ساتھ نکاح کر رہی ہیں یا نکاح کے لیے پرہیز رہی ہیں، العیاذ باللہ

آج جس تیرہویں کے ساتھ یہ دبا پھیل رہی ہے اس کی دمداری سے والدین بھی بچ نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ سے دعا اور باپ پر عرض قرار دینا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے خدای کی لڑی ٹکروں کریں اور ان کی کسی بھی کوتاہی، سد اور ہٹ دھرمی کو ہرگز نظر انداز نہ کریں بالخصوص وہ اس پر دھیونہ دیکھ کہ ان کی بیٹیاں کیا کرتی ہیں؟ کہاں آئی اور جاتی ہیں؟ کس سے بد رائہ رکھتی ہیں؟ ان کی سہیلیوں کا کیریکٹر کیا ہے؟ اور سب سے ضروری یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں میں کسی بھی قسم کا موبائل نہ جائے پائے، کیوں کہ یہ ہر جا مل ہے، جب رگ و پے میں بیٹھی ۲۰۰ روپے

غیض و غضب اور اسلامی تعلیمات

درگزر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔"

۱ سورہ ابراہیم، آیت ۲۷

ہمارے معاشرے کے ہمدرد سوانحی کے ہر غصہ بڑ عروج پکڑتا جا رہا ہے، اس غصے نے بڑی بڑی عجیب چیزیں پیدا کر دی ہیں، اگر میں کہوں کہ ۸۰ برس سے ۹۰ فیصد جو غلطیاں ہیں کمزوریاں ہیں ظلم ہیں، اس کے پیچھے غصہ کار فرما ہے، تو شاید یہ بات نیا، غلط نہ ہوگی، آپ دیکھیں کہ طلاق کے روز بہ روز بڑھتے ہوئے واقعات ہیں جس منظر میں غصہ ہے، آپ یہ دیکھیں کہ جو لوگ قتل کرتے ہیں، کسی اسلامی جان کو ہی ضائع کر دیتے ہیں تو جب آپ اس کے پیچھے کار فرما عناصر کی تلاش کریں گے تو دیکھیں گے کہ اس کے پیچھے غصہ ہے۔

خودکشی کا جو بڑا دھماکا تھا، جہاں ہے اس کو بھی کبھی آپ غور سے دیکھیں تو اس کے اندر بھی عدم، رداشت ہے، غصے کو ششروں نہ کرنا ہے، اس سے خودکشی جیسے گناہ پیدا کر دیا ہے، غصہ نواتی خونخاک چیز ہے کہ انسان کے منہ سے کفریہ کلمات نکل جاتے ہیں معاذ اللہ، یہی باتیں آیتا ہے کہ وہ دوا میں سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

اس لئے میرے پی پاک ﷺ سے فرمایا تھا کہ بیوا جس طرح شہید کے ہر آنے تو سے بگاڑ کر رکھ دیتا ہے، اسی طرح غصہ ہرے ایمان کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے، ایسی چیزیں پیدا کر دیتا ہے جو تمہارا دین و ایمان کے لئے سخت نقصان کا باعث بنتی ہیں، اپنی زندگی کے اندر دھیری پیدا کی جاسے، اپنے دل کو بڑا دھماکا دے، درگزر کے حریمات پیدا کئے جائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جو ہمیں بتا معاف کرتا ہے تو ہم بھی اللہ کے بندوں کو معاف کرے کامرغ ہوتا میں رب تعالیٰ ہمارے

اللہ تعالیٰ سے سال کے اندر مختلف قسم کی خوبیاں، مختلف قسم کی صلاحیتیں اور مختلف قسم کے جذبات رکھے ہیں، انسان طاقتور تپا ہے کہ بڑے بڑے فیبر بڑے بڑے اٹھی، بڑے بڑے اہل گھوڑے، بڑے بڑے دریا اپنے کنٹروں میں کر لیتا ہے اور کمزور اتنا پارہ ہے کہ بعض اوقات ایک چھوٹی سی ٹھکی بھی اس کے ہاتھ پکڑ لیتی، یہ محبت کرے ہے تو اس کا دل دریا سے بھی زیادہ بڑا ہوتا ہے اور جب نظرت کے جذبات پیدا کر لیتا ہے تو خونخاک قسم کے افکار و خیالات کا مالک بن جاتا ہے۔

اسان ہی اہل خوبوں اور اہل خیر ہیں پر سلام سے ہمارے تربیت لڑائی، دینا سے ہمیں خوب صورت اسلوب زندگی عطا فرمایا، سال کی خوبیوں اور کمزوریوں کی جب ہم تلاش کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ سے درگزر کی عادت بھی رکھی ہے، محبت بھی رکھی ہے، شفقت بھی رکھی ہے، پیار بھی رکھتا ہے، دوسروں کا احساس بھی رکھتا ہے، یہ کئی دھند کسی کی تکلیف پر بڑا کھل کے دیتا ہے لیکن اسی انسان کے مزاج کے ہر اللہ تعالیٰ سے غیض و غضب بھی رکھتا ہے، غصے کے جذبات بھی اس کے اندر شامل ہوتے ہیں لیکن حکم یہ دیا گیا ہے کہ تمہارا جو غصہ ہے وہ اس وقت ہونا چاہیے جب دین کی حدود کو توڑ جائے، تمہارا غصہ ہونا چاہیے نہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے لئے، رسول پاک علیہ السلام کے بے آویں کے لئے، اپنیوں کے لئے تمہارا غصہ نہیں ہونا چاہیے، نہیں لوگوں سے درگزر کرنا چاہیے معافی دینی چاہیے۔

قرآن مجید سے کہا:

"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" یعنی جو غصہ پی جاتے ہیں لوگوں سے

گناہوں پر جلدوں پڑ نہیں کرنا تو اگر ہم بھی را اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کے ہارے میں پہنچے دونوں کے اندر مری پیدا کر میں اور ہم بھی بہت جلدی غیض و غضب کا شکار نہ ہوں تو شاید سوسا سنی کے اندر جو تناخوفا کا رنگاں ہے، یہ حضور اھیک ہو پائے۔

ی کریم ﷺ ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو بچہ کو گلاب لقر پڑی، ان کی کیفیت روشن سے، رہٹ کے قہی، منتشر سے وہ لوگ بیٹھے تھے تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ پہلوان ہے اور یہاں پہلوان ہے کہ ہمیشہ ہر مقابلے کے اندر فتح پاتا ہے، کبھی بھی سے ناکامی کا سامنا نہیں کرتا پڑا، یہی پاک ﷺ سے فرمایا میں تمہیں نہ بتاؤں بڑ پہلوان کون ہوتا ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ، ہائے

تو فرمایا بڑ پہلوان تو وہ ہوتا ہے جو غصے کے وقت پہنچے آپ کو کٹر دل کرے، ایسے پہنچے جذبات پر قابو رکھنا آئے، جو شیطان کے در سے بچ جائے، دو بڑ پہلوان ہے، دوسرا کے اندر تو لوگ پہلوان بنتے ہی ہیں، پہلوان اہل تے ہی ہیں پہلوان ہوسے کا اعلان کرتے ہی ہیں، بڑ سے طاقتور رہتا ہے اور سٹھائے اور دکھاتے تو جانتے ہیں لیکن اصل دیرہ شخص ہے کہ اس کے جذبات میں پورا مدد و جزر آجائے، حالات پر بڑے خراب ہونے دکھائی دیکھ لیکن اس کے باوجود وہ شخص پہنچے غصے کو کٹر کرے، پہنچے جذبات کو قابو رکھے، شیطان جو اس کے دل کے اندر خوفناک خواہشات پیدا کر رہا ہے اس سے پہنچے آپ کو بچائے تو یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرے گا

ی پاک ﷺ نے بار بار پہنچے غلاموں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی اور حضور ﷺ سے تربیت فرمائی اور خلیفہ و ہد ر میں لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ تم سے پہنچے غیض و غضب کو پہنچے غصے کو ہمیشہ کٹروں (قابو) کے اندر رکھو ہے

حضرت سیدنا مسیح بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کرو" تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "غصہ نہ کرنا" عرض کرتے ہیں میں سے روکا، عرض کی حضور ﷺ کوئی نصیحت کرو میں تو فرمایا "غصہ نہ کرنا"

تیسری دفعہ پھر عرض کی حضور ﷺ کوئی نصیحت کریں، تو فرمایا غصہ نہ کرنا، پہنچے کٹروں میں رکھنا

حضرت ابو دود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں سے عرض کیا تھا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتاویں، میں وہ کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں" تو حضور ﷺ نے فرمایا، غصہ نہ کر، پہنچے جذبات کو قابو میں رکھو، رب تجھے جنت عطا کر دے گا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرے لگے "یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتاؤ جس سے غیض و غضب اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرے" تو حضور ﷺ سے فرمایا، غصہ نہ کیا کہ رب بھی تم سے اوپر غضب نہیں فرمائے گا

تو حضور ﷺ سے ہمیں اس بات کی طرف پوری طرح متوجہ کیا ہے کہ تم پہنچے جذبات کو حضور اھیک پیدا کرو، حضور ﷺ سے ہر موقع ایسا نہیں ہے کہ جس کے اندر تم یہ چاہو کہ سب جو میں سے غصہ یا ہے تو میں وہ کر کے ہی رکھاؤں گا

ایک موقع پر حضور ﷺ سے اس طرح بھی تربیت فرمائی تھی، ایک شخص اپنے غلام کو مار رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، جتنا تمہیں اس پر اختیار حاصل ہے، اس سے کہیں بڑھ کر میرے رب کو تم پر اختیار حاصل ہے، تو اتنا تم اس پر اپنا غصہ لگاؤ سکتے ہو اگر مالک چاہے تو مجھ پہ بھی غصہ لگا سکتا ہے۔

اپنے غصے کو قابو میں رکھنا، پہنچے جذبات کو قابو میں رکھنا سوسا سنی کے اندر یہ چیزیں امن پیدا کریں گی اور بہت سارے لوگ یہ ہیں جو غصہ زیادہ کرتے ہیں تو اس کی نئی صلاحیتیں نمودار ہو جاتی ہیں، پہنچے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے، اپنا نقصان کر یا شروع کر دیتے ہیں، گھروں چیریں نوڑتے ہیں پہنچے آپ کو فخری کر پیتے ہیں تو آہستہ آہستہ اس طرح کے لوگ عیسائی مر ہیں کہہ دے سکتے ہیں۔

تو پہنچے آپ کو بہت زیادہ قابو میں رکھا جائے اب غصہ کسی کو آتا ہے تو وہ کہتا ہے یا میں کروں کیا، تو میں پاک ﷺ سے وہ طریقہ بھی ہمیں ارشاد فرمایا حضور علیہ السلام سے ملک

و پہنچے اسے اندر درگزر کے پہنچو لوگ یاں کریں اور امام عزرا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک اور بات بھی لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں "خوب غم ہو تو غصہ دہیے کی نہیں آتا" مزید وہ فرماتے ہیں "گنہگار زیادہ ہو تو غصہ دہیے کی نہیں آتا۔"

تو جہ رب رسول (عز وجل و علیہ السلام) کی طرف مڑی ہو تو پھر بندہ اپنے دہریہ ناراض زیادہ ہوتا ہے، لوگوں پر ناراض کم ہوتا ہے، ہماری چونکاؤ تو جہ اللہ کی جانب زیادہ ہونے کے بجائے بندوں کی جانب زیادہ ہوگئی، اس لئے غصہ زیادہ آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے، ہر ملک کریم ہمیں صحیح معنوں میں شریعت سدر میں کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

□□□

عن ۹۰ مہر کا بغیہ.....
تحفظ یں اسلام کا سب سے بڑا دھماکا ہے بدعتوں گمراہوں کو مٹا کر وہ سنتوں کو زندہ کر رہا ہے، شریعت مقدسہ کے احکام کو عملی جامہ پہنانا کر دینے اسلام میں کتاب و سنت کی یگی تعلیم پیدا رہے
چنانچہ ہندوستان میں باطل جب وہابیت و درویشیت کی حریفہ شکل میں نمودار ہو تو اس کی سرکوبی کے لیے امام اہل سنت نے وہابیہ کو دبا دیا اور اپنے روبرو قلم سے باطل کے یاہوں میں ایسا رزلہ چا کر ڈالا کہ منکرین کو آپ کے مقابلے کی جرات نہ ہوئی اعلیٰ حضرت کی تحریک سے کیا مسلمانان اہل سنت و ہدٰی دیوبندوں عقائد باطلہ سے ناخبر ہو کر اسے نفرت و بیزارگی کا عہدہ کر کے نگہ آپ سے اتنی قلیل مدت میں دزد و باہیت پر اس قدر خدمات کی کہ اتنی مدت میں ایک ادبہ اور تنظیم بھی سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔

خدا اعز و استمام اہل سنت سے غفلت و باہیت و اعدا کے سید پر بندہ و اندھا ہوتا تو آج اہل سنت کا شیرازہ بالکل بکھر گیا ہوتا۔

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
وین فاؤنڈیشن کا بنایا اے امام احمد رضا

□□□

تھیں، تو اللہ کے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا غم جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ غم پڑھے تو اس کا یہ مسئلہ حل ہوتا ہے، غصہ قابو میں آسکتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ وہ غم یہ ہے، تو حضور ﷺ سے فرمایا:

"أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"

اس کو پڑھے گا تو غصہ قابو میں رہے گا، غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تو جب یہ غم پڑھے گا تو شیطان اس سے دور ہوگا تو غصہ بھی دور ہو جائے گا، پھر میرے نبی پاک ﷺ سے ایک دوسرا عمل بھی ارشاد فرمایا، فرمایا جب تمہیں غصہ آجائے تو خاموش ہو جاؤ، جب غصہ تمہیں آئے تو تم خاموشی اختیار کرو، مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث موجود ہے، اس لئے کہ جب آپ خاموش ہو جاتے ہیں تو بہت ساری باتیں ہیں جو غصہ آپ سے پہلے ناچا ہوتا ہے، وہ رک جاتی ہیں، بہت سے یہ کام جو غصہ آپ سے کرنا چاہتا ہے، وہ رک جاتے ہیں اور کئی دفعہ غصے میں آپ وہ کچھ کہہ دیتے ہیں اور ایسے لوگوں سے کہہ دیتے ہیں کہ لفظ بھی واپس نہیں آتے ورنہ بڑوں کی ان معزز لوگوں کی، ان خوبصورت لوگوں کی، جن کا رب ہمارے دے دے تھا، ان لوگوں کی ہم کچھ بھی بے ادبیاں کر بیٹھتے ہیں جن کے پھر اس دوبارہ غم سے مشکل ہو جاتے ہیں۔

غصہ سے چھاموشی اختیار کی جائے، اپنے آپ کو سمجھا لیا جائے، ان جموں کو قابو میں کر لیا جائے کہ جو گراہی، ہاں سے نکلیں گے تو سامنے دے دے اس کی روح کو چھینی کر لیں گے، اس کو دہاں، کسے کھڑ کر دیں گے کہ جہاں وہ بڑی تکلیف محسوس کرے گا اسی طرح اللہ کے محبوب علیہ السلام سے غصے کے موقع پر دھوکہ دے گا بھی حکم ارشاد فرمایا، اس لئے کہ غصہ شیطان کے طرف سے ہے، وہ آگ سے بنا ہے، تو پانی جو ہوتا ہے آگ کو خنڈ کر دیتا ہے۔

بہت دیر وہ غم سے آگے تو آپ وضو کریں، وضو جو ہے وہ قابو کرے گا آپ کے غم کو، تو کو مستحکم فرمائیں، اپنے سب

نعرہ "انا الحق" اور حسین بن منصور حلاج

تاریخ میں آپ کی شخصیت کو ایک متاثرہ شخصیت کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد علامہ ایک گروہ سے آپ کو کارورندگی تک قرار دیا، جس میں امام اسماعیلی جیسے لوگ بھی شامل ہیں اور بعد کے بھی کافی علمائے کرام سے اس حلاج کے اقوال کو گمراہی قرار دیا ہے، جن میں امام بن جوزی بن جبرمالی، علامہ ربیع جیسے علامہ کرم شامل ہیں۔

حکیم دوسرے علامہ صوفیہ کے گروہ سے جن میں رومی شیخ شعیب حنطیش، شیخ علی بھویری، نظام الدین اولیا، شیخ فرید الدین عطار، امام احمد رضا اور ڈاکٹر الہا جیسے عظیم لوگ شامل تھے، انہوں نے انہیں ولی در شہید حق کا درجہ دیا، مگر اپنے "در شہید" کے دوستوں کو تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے ان کے دوسرے موقف کو پوری یا ستادوں سے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں، مگر آپ کو اختلاف رائے کا حق ہے، میں اپنی اس تحقیقی پوسٹ کو قدرے تفصیل سے لکھ رہا ہوں جو آپ سے پہلے بھی نہ پڑھی ہوگی میں نے اسے کافی محنت سے تیار کی ہے، سب سے پہلے اپنے "در شہید" کے دوستوں کو حسین بن منصور حلاج کی زندگی کے حالات سے متعلق بتانا چاہوں گا۔

کثر لوگ ان کو منصور حلاج کے نام سے پکارتے ہیں جو کہ درست نہیں ان کے والد کا نام "منصور" اور ان کا چنانام "حسین" تھا۔ 858ء میں قارص (موجودہ ایران) کے شہر مشرق میں واقع ایک قصبہ "الطور" میں پیدا ہوئے، آپ ایک فارسی صوفی اور مصنف تھے۔ پورا نام ابو اعیان حسین ابن منصور حلاج تھا، والد کبیر بتے تھے، جس کی وجہ سے سب "حلاج" پڑ گئی، بارہ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا، بچپن ہی سے آیات کے علمی معانی تلاش کرے کا شوق تھا، عمر کا ابتدائی زمانہ عراق

کے شہر واسطہ میں گزر، پھر ہمدان کے ایک مقام "تستر" میں سہل بن عبداللہ، در پھر بصرہ میں عمرو کی سے تصوف میں استفادہ کیا، عمر کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا، بہت سے محلک کے سفر کیے جن میں مکہ اور سرسان خصوصاً طور پر شامل ہیں۔

874ء میں سورہ برس کی عمر میں تعظیم عمل کر لی، جس میں صرف و نحو قرآن اور تفسیر شامل تھے، اور تسبیح پڑھنے کے جہاں سہل التستری کے حلقہ روت میں شمولیت اختیار کر لی، جن کی تعلیمات نے اس کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے، 876ء میں اس زمانے کے تصوف کے بزرگ بصرہ چلے گئے اور وہاں عمرو النکی کے مکتبہ طریقت میں شامل ہو گئے۔ 878ء میں بوایوب الدقیق کی بیٹی سے شادی کر لی جس کی وجہ سے عمرو النکی ان کا خالفا ہو گیا، کچھ عرصے بعد بغداد چلے گئے، جہاں ان کی مشہور صوفی برک حنید بغدادی سے ملاقات ہوئی اور آپ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے، 897ء میں دوسرا حج کرنے کے بعد بحر جہاز کے ذریعہ ہندوستان کا سفر اختیار کیا، جس کے دوران ہندوستان اور "بدھ مت" کے پیروکاروں سے واسطہ پڑا، ہندوستان میں انھوں نے ملتان اور منصورہ کا سفر کیا، بعد ازاں ہمدان پر آپ پہنچا، وہ انھوں نے طرازی ورجنات سے رہنے کے اہرامات بھی لکھے، گلیوں یا دروں میں والہانہ انداز میں اشعار پڑھتے اور خدا سے اپنے عشق کا اظہار کرتے، کہتے ہیں کثر خود ہٹا کھانے کی بجائے اپنے سہارنگ کے کتے کو کھانا کرتے تھے، جس کو وہ اپنا انس کہہ کرتے تھے اسی دوران ایک دس صوفی برک شہی کے دروازے پر دستک دی جب شیخ شہی سے پوچھا تو ان سے، تو جواب میں یہ مشہور فقرہ "انا الحق" (میں حق ہوں) کہا یا بعض کے نزدیک "انا الحق" کہا۔

(تکلف لکھو ہاں 300)

مشائخ تھے

حضرت مولانا رحمہ

گفت و نحوے انا الحق گشت پست

گفت مصورے انا الحق گشت مست

عنایت اللہ کے بار اور قضا

رحمت اللہ میں بار اور قضا

یعنی درمیان سے "انا الحق" کہا تو ذیل سے گیا اور مصور سے
 "انا الحق" کہا (عشق و محبت میں) تو مست قرار پایا، فرعون کی
 خودی کے لیے بعد میں اللہ کی لعنت ہی ہو گئی اور مصور کی حور
 کے لیے بعد میں اللہ کی رحمت ہی ہے۔ (عشرون روم)

محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء

خواجه نظام الدین اولیاء (م 725) علاج کی بزرگی کے

س قدر قائل تھے کہ آپ سے فرمایا

ر کر مشائخ کا ہو رہا تھا، بندہ سے عرض کیا کہ سیدی احمد
 (سید احمد نقاشی) کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: وہ بزرگ شخص
 تھے، عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو بزرگی سے یاد کرتے
 ہیں تو اسے سیدی کہتے ہیں، وہ شیخ حسین بن مصور علاج کے
 زمانے میں تھے، جناب کہن کو چھوڑ گیا، ورنہ کی خات
 و جملہ میں ڈال گئی، سید احمد نے دماغی حاکم اس میں سے
 تیر کا اٹھا کر کھالی تھی وہ ساری برکتیں اسی سبب سے انہیں
 حاصل تھیں۔
 (روایت الطبرانی ص 479)

امام احمد رضا خان قادری بریلوی

فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا

حضرت مصور و تیر، سرمد سے یہ الفاظ سے جس سے
 عددی ثابت ہے، لیکن وہ ولی اللہ گئے جاتے ہیں اور فرعون
 شدہ، ایمان و تیرودے دعوں کیا تھا تو قتل و لٹا ہوئے،
 اس کی کیا وجہ ہے؟

ارشاد فرمایا

"ان کا فرعون سے غور کیا اور معنوں ہوئے اور انہوں سے غور

کیا، اس لئے کہا جسے کہنا شایاں ہے اور آؤ۔ (تیسری ص 9)

اکتوبر ۲۰۲۲ء

چشمی 918ء میں آپ کو بیمار کر دیا گیا اور تیرس تک نظر بند رہا
 گیا، نظر بند کی کے دوران کتاب الطواغیت مکمل کی، آخری
 بار دریا بعد العباس کے ایما پر مقدمہ چلایا گیا، قاضی ابو عمر ابن
 یوسف نے حکم نامہ جاری کر دیا گیا کہ "تمہارا خون بہانا جائز ہے"
 25 مارچ 922ء کی رات کو قید خانے میں، ابن خلیف آ کر ملے،
 پوچھا: عشق کیا ہے؟ علاج نے جواب دیا: کل خود کچھ بیانا ہلا کر
 26 مارچ 922ء میں اپنے ان کے ہاتھ کاٹنے لگے، پھر یہ کانٹے لگے
 اور آخر میں سر قلم کر دیا گیا، اس کے بعد ان کی لاش پر تیل چھڑا کر
 آگ لگا دی گئی اور کھردیا سے جملہ میں بہا دی گئی۔

اس کی وجہ بھی یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ کی روح
 جسد خاک سے پرور گئی تو آپ کے جسم سے "انا الحق" کی
 آوازیں آئے لگیں، لوگوں سے یہ کہ یہ بہت خطرناک حالت
 ہے، پھر آپ کی لاش کو چھوڑ دیا گیا، اس میں سے بھی "انا الحق"
 کی آوازیں آئے لگیں، آخر کار آپ کی ر کھ کو جملہ میں ڈال دیا
 گیا اور اٹھ سے ڈالنے ہی وجہ سے پانی میں سے بھی "انا الحق"
 کی آوازیں آئے لگیں اور پانی نوش مارنے لگا، آپ سے پہلے
 ہی اپنے خادم کو نصیحت کر دی تھی کہ جب یہ حالت ہو تو میرا فرقہ
 دریا کی طرف کر دینا، چننے خادم سے آپ کا فرقہ دریا کی جانب
 کر دیا، جس کو دیکھتے ہی دریا کا جوش ٹھنڈ ہو گیا اور پانی اپنی
 اصلی حالت میں آ گیا۔

حضرت مصور و تیر ایک پیروں اللہ ہیں جنہوں سے
 سر عام اناحق کا اعتراف بلند کیا تھا، وہیل میں ان کے بارے میں
 بعض جمیل القدر اولیاء کے کہم اور علاج کی رائے پیش کی جا رہی
 ہے تاکہ کچھ کم علم لوگ جن کو مصور و تیر کے بارے میں
 کوئی غلط فہمی ہے، وہ دور کو جانے اور وہ ان کا بھی سیاسی رب
 و احترام کریں جیسے دوسرے اولیاء اللہ کا کرتے ہیں

حضور امام صاحب علی بن عثمان اللکھیری

انہیں میں سے مستغرق معنی ابوالخیر حضرت حسین بن
 مصور و تیر رضی اللہ عنہ میں آپ سر مستان یادہ وحدت اور
 مشائخ اہمال حدیث گزرے ہیں درجہ بیت قوی الحال

سفر ۳۲۲ھ

زید مفتی علامہ سنی موسیٰ پوری

علامہ سراج الحق نوری کشن گنجوی! سیرت و شخصیت

مکھبر سے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دین موسوی کو چاہئے کہ نئے نئے سیکڑوں ایہا کرام کہ موسیٰ علیہ السلام کا معاون بنا کر بھیجے تھا کیونکہ میرے بعد اب کوئی ہی نہیں ہوگا اس لئے اب میں اپنی شریعت کی نشروائش امت کے لیے اپنی شریعت کی تحفظ و بقا کے لئے اپنی امت کے علماء کا انتخاب کرتا ہوں اور فرمایا:

العمماء اعلمی کالہدیاء ہنی سواقیس یعنی میری امت کے علماء اس بات کے لیے کی طرح دین کا کام کریں گے۔ اب میرے بعد میں کا کام میری امت کے علماء کے ہاتھوں میں ہوگا، جسے میرے دین پر پکارا گیا ہوگا تو اس وقت میرے دشمن اس کا قیام کریں گے، جو اسلام کا منکر ہوگا اس کو سلام کے لئے قلعہ حیات سے آگاہ فرما میں گئے، خدا صبر ہے کہ جو کام انہیں نے کرام علیہم السلام سے بحیثیت نبی لیا جاتا تھا، کیونکہ میرے بعد اب ان کی نہیں، اب وہ کام میری امت کے علماء سے بحیثیت نائب نبی لیا جائے گا

انہیں نائبین جیسا کہ شہر کشن گنجیہا رکا ایک ایسا چہرہ راجن کا چلنا پھرنا، اخصائیشنا، سونا چاگنا کھانا پینا، سلام و قیام کرنا سب سنت رسول ﷺ میں واصلی ہوئی تھی، جن کو دیا اسنا و العلم و ہدیہ خلاصہ دو اسراج العلماء حضرت علامہ و سیدنا الشاہ محمد سراج الحق نوری علیہ الرحمہ کے نام جاتی اور بھیجی جاتی ہے

علامہ سراج العلماء کی پیدائش ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ میں صوبہ بہار ضلع شمشاد کے مورانی طیب پور گاؤں میں ہوئی، کون جانتا تھا کہ یہاں سے جہولے سے ضلع کی جہولی سی سنی مورانی طیب پور میں جناب کی بخش کے دولت خانے میں پیدا ہوئے وہاں سراج الحق ایک دن سراج العلماء کی حیثیت سے دنیا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس جہان فانی میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک ماہیوں میں نے کرام علیہم السلام کو اپنے بندوں کی رسوائی و بدایت کے لئے مبعوث فرمایا، یکے بعد دیگرے، انبیاء و مرسلین تشریف لاتے رہے، کسی کو پروردگار عالم جل جلالہ سے نئی شریعت دے کر دیا میں بھیجا، کسی کو کسی کا معاون بنا کر بھیجا، کوئی کسی خطے کا بنی بنا کر بھیجا گیا، کوئی کسی خطے کی نبوت و رسالت سے سرفراز کیا گیا، سارے امیہ نے کرام علیہم السلام یکے دیگرے تشریف لاتے رہے اور سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری کائنات کے لئے نبی بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند فرمایا اور حدیث فرمایا اب میرے محبوب کی نبوت و رسالت کے بعد کسی کی نبوت و رسالت نہیں، اب تو امت تک میرے محبوب کی نبوت و رسالت کا سکہ کھٹنے کا۔

جب پروردگار کرام نے نبوت و رسالت کے دروازے پر مہر لگا دی تو ساری دین میں کب سوال پیدا ہوا کہ مولیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک لاکھوں فقہاء و علماء کرام تشریف لاتے سمجھوں سے تیرے بندوں کو یہ امت کا راستہ دکھایا، سمجھوں سے تیرے بندوں تک تیرے پیغام پہنچایا اور وحدت کی تسبیح پڑھی، مگر اب تیرے حبیب کی حیات ظاہری کے بعد تیرے بندوں کو ہدایت کے معاملے سے کون ہم آہنگ کرانے گا؟ قیامت تک تیرے اور تیرے محبوب کے دین کی نشروائش امت کیسے ہوگی؟

اس سوال کا جواب فقہر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث دینی ہوں نظر آتی اور فرمایا کہ: میرے امتیوں، جنہیں

سے سامنے نمود رہو گا اور اپنی شعاع بھی کو ایسا بھیرے گا کہ اس کی حیاء بارگاہوں سے خلق خدا آپ کو منور کرے گی، جس کی علمی روشنی کے سامنے میں آپے وقت کے بڑے بڑے علمائے کرام و معتمدان عظام رونے دہ جہ کر کے شیخ حدیث و شیخ لافقاء و التکریم کے مسند زریں پر بر جھان ہوں گے۔

حضور سراج العلماء، یام ظلی سے بی جڑ و پھل تھے، کچھ کر گزرے کا جدہ پنچل سے بی دس میں موجزن تھا، اکتساب علم کے شعلے آپ کے رہیں و دماغ میں بھر گئے تھے اکتساب علم کا شعاع بھر کر جب جوار علمی کی صورت میں تبدیل ہو گیا تو آپ نے اپنے والد گرامی کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا: والد گرامی نے فراموش است ایمانی سے دیکھ لیا تھا کہ ننھا سا بچہ سراج الحق جس کے دس میں جد پڑھوں دین کی جوار میں جند ہورہی ہے اور اس کے اکتساب علم کے ساحل میں ستامیوں سے آکار نمایاں ہو رہے ہیں۔ تب تو اس کی رہنمائی ہوا کر کے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ والد گرامی نے قصہ بٹھا کر شیخ کش گنج کے مدرسہ صلاح المسکین میں آپ کا داخل کر دیا، کئی سالوں تک وہاں علم دین کے صائب و شعاب پشے سے سمجھ رہے تھے، ابجدانی و ربی کتب حضرت علامہ مفتی سلیم اختر صاحب سے پڑھی پھر جب علمی پیاس اور بڑھی تو آپ کے شیخ بھی گلیوہ کارخ فرمایا، اس وقت دارالعلوم فیضیہ بھی گلیوہ پورے ہندوستان میں کوہ نور کی حیثیت سے جاتا اور پکچھا جاتا تھا۔

کیونکہ اس وقت دارالعلوم فیضیہ بھی گلیوہ کے مساندوزن و تدریس پر استاذ مطلق عام علم و فن حضرت علامہ مفتی خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ اور جلالہ اہم حضرت علامہ مفتی یوب مظہر علیہ الرحمہ اور استاد الامام تہ حضرت علامہ مفتی مشتاق احمد صاحب اور بھی بڑے بڑے نامور اکابرین کی سترک اور متحرک جماعت کا قبضہ تھا، جو سچے علم کی دھاروں کے وسیع سے منور اس علوم ہوت کو علوم رہیں کے تب حیات سے میراب فرما رہے تھے آپ نے دارالعلوم فیضیہ میں راجد یا اور مسلسل کئی سالوں تک وہاں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ۱۹۹۱ء میں دارالعلوم فیضیہ کے

سالانہ اجلاس کے پر یہاں موقع پر مقتدر مشائخان طریقت و اکابر علمائے کرام کے دستہ ہائے متبرکہ سے ممتاز مسرت سے دستار و سند حاصل کی۔

دس میں علم دین عام کرتے کا جدہ تو پہلے سے ہی کوٹ کوٹ کر بھر ہوا تھا اس لیے بعد فراغت دارالعلوم معین الاسلام صلیع بھڑوچ گجرات کے مدرسہ ران کی دعوت پر دارالعلوم کی درس گاہ کو زیت بخشے گئے دارالعلوم کی درس گاہ پر راجمان ہونے اور ایک سال تک طالبان علوم ہوجے کو علم دین کے شیریں جام سے میراب فرمایا مگر کچھ نامساعد حالات کے تحت وہاں سے لکھنؤ تشریف لے آئے، پروردگار نے شہر لکھنؤ میں سراج العلماء کے وسیعہ میں کام لینا چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رفیق بھڑوچ سے لکھنؤ منتقل فرما دی، آپ مع رقوم و ملت حضرت حاج قادی ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ کی دعوت پر ۱۹۸۰ء میں شہر لکھنؤ تشریف لائے اور آتے ہی مدرسہ وارشہ کی فلاحی فکر میں مستغرق ہو گئے اور اپنے آپ کو مدرسہ وارشہ کے لئے جہد روڈ

دن رات ایٹک کر کے مدرسہ وارشہ لکھنؤ کی ترقی کی پلاننگ کرتے اور اس پلاننگ پر کار کرتے جاتے، کبھی پاننگ کامیاب ہوتی و کبھی ناکام مگر کامی پر کبھی الموم کا اظہار فرمایا، جس وقت آپ لکھنؤ تشریف لے آئے اس وقت شہر لکھنؤ کی حالت بہت ہی قابل رحم تھی، اپنے آپ پر سے کب شخص باقی تھی لکھنؤ کے چپے چپے پردہ و دور پونہ سے چپوں کا قبضہ تھا، اس بے سراماں کے کام میں آپ نے اپنے حکمت عملی کی بنیاد پر کامیابیوں کی دہلیز پر قدم رکھا، اللہ کی قدرت، اشارہ دے رہی تھی کہ سراج الحق ہی طرح کام کرتے چلے جاؤ، ایک دن وہ آئے گا جب کوئی مورخ تاریخ رقم رے گا تو یہ تجربے کا ناسے یہ تیری فرمایاں آبیہ رے سے لکھی جائیگی، مختصر یہ کہ جب بھی محال لکھنؤ میں طالبان علوم ہوئے کہ حکوم کی بنیاد پر مدرسہ وارشہ کی روجا رہی تنگ ہو گئیں تو آپ نے ممتاز قوم و ملت حضرت قادری ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ سے فرمایا، کیا یہ اچھا ہوگا مدرسہ وارشہ کسی وسیع و غریب آدمی پر منتقل ہو جائے، کیونکہ اس وقت لکھنؤ کی سر زمین پر مسلک اسی

حضرت کی ترویج و شاعت کے لئے کوئی راز و مہجور نہیں ہے، اس لئے ایک مرکزی درس گاہ کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اتنے سنے کے بعد معی رقوم بہت حضرت قادری اچھا شخص قادری علیہ الرحمہ سے فرحت و شادمانی کا مظاہرہ فرمایا اور آپ کے ماتھے کو چوم کر فرمایا مولانا آپ جیسے مرد نبیہ کی شہر لکھنؤ میں شد ضرورت تھی، تو اللہ سے آپ کو شہر لکھنؤ میں مسلک اہل حضرت کی ترویج و شاعت کے لئے مشکب فرمایا، یہ تمام باتیں ماز و واروں کے مانتیں ہوئی پھر اس پان پر کام شروع ہو، دھیرے دھیرے سبب میں ہونا شروع ہو گئے، آخر دو دن بھی آ گیا مدرسہ رشید پھلی محاب سے نکل کر گوشتی بدن کے اس پار جریا دس گاؤں سے متصل سداں پہاڑاں میں ایک پہنچ و عریں آسانی پر آباد ہو گیا، آج وہ جگہ درس کا گرد و بار شہر لکھنؤ کے سب سے دی آئی پٹی علاقوں میں گناجاتا ہے۔

اب ضرورت تھی کہ علوم و ادبیات کو باہم شروع تک پہنچائے
 کی سراج العلماء، اپنی عادت متواتر کے مطابق دس ایک عشق قد
 اور دس کا چراغ روشن کر کے دارین کی منازل کا سفر طے کرے
 لگے اور برائے تبلیغ دین متین آپادلوں کی طرف سرگرم عمل ہوئے۔
 اس کا اثر یہ ہو کہ خواہم آپ کے حلقہ عقیدت میں جمع ہوتے گئیں،
 یہاں تک کہ آپ کے عقیدت مندوں کی ایک بڑی جماعت پیدا
 ہو گئیں۔ آپ سے ال کی عقیدت کے وسیعہ درالعلوم و رشہ کی
 رائے ہو رہا شروع کر دیا دھیرے دھیرے رالعلوم و رشہ
 کی عمارتیں پانچ عین تک کھڑے گئیں۔ ان رت تک کہ اپنے
 خوب جگر جلد کہہ رہا توں میںند کی زبان کر کے درالعلوم و رشہ
 کی راہوں میں حاصل ہوئے و لے پھر دلوں کو اپنے نثار میں ہاتھوں
 سے ہٹایا اور رالعلوم و رشہ کو اس مقام و منزل پر لا کر کھڑ کیا
 کہ رالعلوم و رشہ مقام و منزل پر ہوا چاہئے تھا اور سراج العلماء
 کی کاوشوں نے درالعلوم و رشہ کو ایک لگ میعار عطا فرمایا،
 مع رقوم، ملت حضرت چاری ابو الحسن قادری صاحب علیہ السلام
 فرمایا کرتے تھے کہ اللہ سے سراج العلماء کو میرا ضرر نہ ہوا ہونا
 کر لکھتے تھے۔

چہنق ہے ررارالعلوم و شیعہ کی بین معمار قوم و ملت سے
وان مگر یہ بھی سچ ہے کہ رالعلوم و شیعہ کی ہنگی دیوروی کوسرج
العلماء سے اپنے خوب مگر سے سب کیا یہ حق ہے رلگستاں
ورقیہ معمار قوم و ملت سے لکایا مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس کی غماں
سراج العلماء کے فرمائی یہ حق ہے کہ رلث پاک کے میصاب
کا چراج معمار قوم و ملت نے جلیا مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس میں ہو
بشکل روحانی سراج العلماء سے اولاد حق محنتوں اور کاشتوں کو دیسے
کے بعد کوسم خوش سے شرم سے رپا چہر و چھپا لیا اور کوسم بہار سے
ریشہ رر شاخیں اور سی کا ہو کر رو گیا رچھریا تھار رالعلوم
و شیعہ کی تعلیمی میعارن خوشبور میں ہند کے تقریباً سبھی بلاد و امصار
میں چھلتی چلی گئیں اس کوشی اورانی خوشبور سے اپنے مشام جاں
کو معطر کر کے کے لئے طالبان علوم نبوت کے قاضوں سے
ورعلوم و ریشہ جاں لنگر تھا نا شروع رلاد۔

مرجع العلماء نے بحیثیت رئیس الاسلام تدریس و تعلیم کا ایسا نظم و اشق پیدا کر دیا کہ ہر ایک طالب علم کی دل خواہش ہوتی کہ وہ بھی دارالعلوم دارالشریعہ میں رہ کر تعلیم دین متین کا مستسب ہو، اختصار یہ ہے کہ دارالعلوم دارالشریعہ کو اس مقام تک پہنچانے میں مرجع العلماء نے معارف و احوال کی فراوانی، باوجود ان کی رفاقت کا کی حلقہ نقل (۱۱) ارمادیہ۔

تاج جو آسمان کو آنکھیں دکھائی عمارتیں راضی وارشید پر
سیر تاس رنھوں میں اس کی بیباکی میں معمار قوم و ملت کے ساتھ
ماہر سحرانج و اعمام کا بھی ہوشاں ہے اور آج جو سنیت کی بہار میں
میں لکھنؤ پر یکے کو مل رہی ہیں یقیناً اس میں سرخ و اخضر کا سب
سے بڑا یوگدان ہے، انکی درختوں مساجد کو اپنے قبضے میں لیا جو
عیاں کے اڑے ہو کر گئے تھے۔ پتی ملائندہ کا جال پھیلا کر شہر
لکھنؤ کے ان جنگوں پر قابض ہوئے جن جنگوں پر اخیار کا قبضہ ہو
رہا تھا۔ اپنے اور اپنے شاگردوں کے وسیلے ہاتھوں میں مسلک
اہل حضرت کا پرچم بلند کیا۔ کئی شب خون مارے اور لکھنؤ کے
ہر علاقے کو فتح کرتے چلے گئے اور مسلک اہل حضرت سے عوام
کو روشناس کر با لکھنؤ میں جس جگہ کوئی دینی ملی مسئلہ در

پیش ہوئے مثلاً کسی عدالت میں امام کی ضرورت ہوئی تو امام
صہب کر یا، خطیب کی ضرورت ہوئی خطیب عدالت کیا مدرس کی
ضرورت ہوں مدرس عطا فرمایا، کسی کے گھر کا سنتوں بگاڑ تو اس
کے گھر کے سنتوں کو منجھال کر اس گھر کے اسیوں کے چہرے
پر ران لے دیا چہرہ سید کیا۔

الغرض، میں ولایت کو جہاں جہاں سراج العلماء کی ضرورت
ورپیش ہوئی سراج العلماء وہاں وہاں پیش رو نظر آتے، مگر کہنے
لیں کہ جو جتنا عظیم ہوتا ہے اس کی آزمائشیں بھی حتیٰ کی صحت ہو
کرتی ہیں، سراج العلماء سے بہت سے آزمائشوں کے طوفانوں
کا سید تان کر مقابلہ کیا اور ہر مقابلے میں کامیاب ہوئے، مگر ان
کی زندگی میں ایک موڑ ایسا بھی آیا کہ یہے موڑ پر اسان
آپ کو کھودیتا ہے، جب کسی باپ کے سامنے بچے جہان بیٹے کی
صحت پڑی ہو، اس درد کا احساس کوئی صاحب اولاد ہی کر سکتا ہے،
یہاں کچھ حادثہ سراج العلماء کے ساتھ بھی ہوا، یعنی سن ۱۹۴۰ء
میں آپ کے بڑے صاحبزادے محمد فیضان رضا کا انتقال ہو گیا
مگر اس وقت بھی آپ بچے رب کا شکر داکر اور اچھے سے
صبر کا دامن تاجا رہے دیا اور بھی کئی بڑے بڑے حادثات آپ کی
زندگانی میں رونما ہوئے۔ پھول سے پیچھے پوچھنے کے بہا سے پیچھے
میں خیر اسرار یا مگر بھی آپ نے کوئی شکوہ و گلہ نہ فرمایا ہمیشہ صبر
و شکر کو وزحنا چھوٹا بنا کر دین ولایت کے تحلیلات میں مستغرق ہو
کر بستر استراحت پر دراز ہوئے، نیند کرم کا شامیان تان کر بچے
آغوش میں جھولا جھولا لگتی اور جب بید رہو تے تو وہی صبح کی
چٹک وہی سارے بھیجٹ و جمیعے مگر صبر کو پرے رکھ کر، دین
ولایت کی بہتری کی راہیں میںے ہموار ہوں، یہی غور و غوص دم آخر
تک آپ کا مشغور۔

مگر افسوس صد افسوس اتنی جلد ہی مصطفیٰ ہاں رسالت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا ۱۰۰ عاشق صادق جس کے دس کی ہنر کی ہر دم ہی
ہی ہوئی تھی، جو صفات قلندر کی کا حامل تھا، ۸ رمضان المبارک
۱۳۵۷ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء بروز بدھ تقریباً رات ساڑھے
دس بجے، دین کو خیر آباد کہہ کر ملک عدم کے راہی ہو گیا، لا ullaہ و

نا الیہ راجعون

دوسرے دن یعنی ۹ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ بروز
جمعرات کو کئی روز گھر سے پہلے گشتی نگر کے مشہور قبرستان گور شہیدان
جریاؤں میں ہزاروں بچے اپنے مناک منکھوں کے ساتھ آپ
کو کھود خاک کیا آپ کے جنازے کی نماز آپ ہی کے عزیز
زہان حضرت قاری دارون رشید صاحب قید نے پڑھائی اور آپ
سے تلپید غامض حضرت علامہ محمد شہید مصباحی صاحب قید شیخ اعدیث
و را معلوم و رشید نے بڑی ہی رقت نگیز دعا کی، اللہ تبارک و
تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سراج
العلماء کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کا عیض ہم سبھوں
پر جاری فرمائے، آمین اللهم آمین بھائی سید المرسلین

□□□

ص ۵۵ کا تبصرہ

سب بچائی ہے دشمن کی پیہار سے
بل حق کے لیے پا سبب ہے نسا ز
مومنوں کے لئے سور فسخ و ففسر
بہر کشار تیغ و سستاں ہے مہ ز
گشتگو کا دریچ ہے معسود سے
بسدگی کا حسین آسماں ہے مہ ز
تیر آئے نکل ہو ست محسوس بھی
سب علی جیسی کس کی کہاں ہے مہ ز
دس کو معذور کرتی ہے اتوار سے
حاصیوں پر یوں رحمت کتاں ہے مہ ز
سے پڑھنے کی جھڑ جاتے ہیں مہ گناہ
حابدوں کے لئے سائیاں ہے مہ ز
ہے جو گشتا خ سر کار کون و مکان
اس کی ہے سودا در رائگاں ہے مہ ز
قدتی للہیت کی ہو جس میں صب
پیسے سجدے کی خود مدح خواں ہے مہ ز

□□□

برصغیر میں علمائے اہل سنت کی کتب اعلا ویت پر خدمات

ترجمہ البخاری شرح صحیح بخاری مفتی شریف الحق امجدی
علیہ الرحمہ

تعمیم ساری شرح صحیح البخاری علامہ غلام رسول سعیدی
علیہ الرحمہ

● مسیحہ الہادی فی حل صحیح بخاری مفتی اختر رضا خاں قادری
ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ

● فیوض الہادی فی شرح صحیح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی
محدث لاہوری علیہ الرحمہ

تعمیم البخاری شرح صحیح بخاری علامہ غلام رسول رضوی
محدث امرت سوری علیہ الرحمہ

شرح صحیح بخاری المعروف بہ جمال السنہ علامہ ابو العلامہ
محمد بن الدین چانگیر حفظہ اللہ

شرح صحیح بخاری: علامہ سہانت علی رضوی حفظہ اللہ
حبیب اللہ بخاری شرح صحیح بخاری علامہ محمد یار شاہ نقشبندی

حفظہ اللہ

خواجہ

● حاشیہ صحیح بخاری، امام محمد بن طاہر مفتی علیہ الرحمہ
صحیح بخاری بحاشیہ الامام السنہ علامہ ابو العباس کبیر

نفسوں المعروف بہ علمہ مستدعی علیہ الرحمہ
حاشیہ صحیح بخاری، علامہ احمد علی محدث سہارن پوری علیہ الرحمہ

حاشیہ بخاری، حاشیہ عمدۃ البخاری، حاشیہ شرح البخاری
حاشیہ ارشاد الساری، امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث

بریلوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ صحیح بخاری، علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
حاشیہ بخاری شریف قاضی عبدالسمعان ہزاروی علیہ الرحمہ

برصغیر ہندو پاک میں علمائے اہل سنت اور مشائخ ملت
سے فارغ دینیہ تب در سے لکھے جاتے کے مائیں ہیں۔ ان علمائے
و مشائخ کے خدمات و کارنامے سائنس میں اور قابل تقلید
بھی، دلیل میں ہم ان کی علم حدیث پر تصنیفی خدمات و ایک مختصری
جھلک پیش کرتے ہیں جس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے
کہ ان کے کارنامے کس قدر مہتمم باشان اور عظیم ہیں۔

صحیح بخاری

شروعات:

● شرح صحیح بخاری شیخ یعقوب صریغی کٹھیری علیہ الرحمہ

● تبصیر البخاری شرح صحیح البخاری شیخ نور الحق محدث دہلوی

علیہ الرحمہ

● شرح صحیح بخاری شیخ الاسلام محمد بن خازن الدین دہلوی علیہ الرحمہ

● اور اللہ شرح صحیح البخاری شیخ نور الدین احمد آبادی علیہ الرحمہ

● ضوء و درر فی شرح صحیح بخاری علامہ غلام علی آزاد بلگرامی

علیہ الرحمہ

● شرح خوشیہ (فارسی) علامہ سید شاہ محمد فوٹ صاحب دہلوی

شم پشاور علیہ الرحمہ

● شرح صحیح بخاری (انگریزی) علامہ سید عظیم الدین معسر مرہا

آباد علیہ الرحمہ

● تبصیر البخاری شرح صحیح بخاری علامہ غلام جیلانی محدث

میرٹھی علیہ الرحمہ

● تعیم الہادی فی الشرح البخاری مفتی احمد یار خاں بلوچی محدث

ہریان علیہ الرحمہ

● ایض بخاری شرح صحیح بخاری علامہ فیض احمد اویسی

محدث مہارن پوری علیہ الرحمہ

- تراجم صحیح بخاری (۴۰ ج) شیخ سعدی اللہ محدث رام پوری علیہ الرحمہ
- صحیح ابی یوسف (۱۰ ج) علامہ عبد الحکیم حال اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ
- صحیح بخاری شریف مفتی محمد ابراہیم حسینی چشتی علیہ الرحمہ
- صحیح بخاری شریف (۱۰ ج) علامہ محمد ناصر الدین نام مدنی عطاری حفظہ اللہ
- منتخب الباری فی جمع کلمات صحیح البخاری علامہ محمد عبد الصادق محدث سندھی علیہ الرحمہ
- الاحسان الساری فی صحیح بخاری مفتی عظیم الہ حسان محدثی برکتی علیہ الرحمہ
- تعلیقات الدہری علی صحیح البخاری مفتی اختر رضا خاں دہری محدث ربیوی علیہ الرحمہ
- درس بخاری مولانا محمد رفیق احمدی حفظہ اللہ (علامہ ضیاء المصطفیٰ عظمیٰ حفظہ اللہ کے درس بخاری کا مجموعہ)
- شان حبیب الباری من روایات البخاری علامہ علامہ مصطفیٰ محدثی علیہ الرحمہ
- صحیح مسلم
- شروحات
- شرح صحیح مسلم شیخ نور الحق محدث دیوبند علیہ الرحمہ
- شرح مسیح العظمیٰ علی صحیح مسلم شیخ حبیب اللہ دیوبند علیہ الرحمہ
- تلخیص شرح مسلم امام دیوبند علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ
- شرح صحیح مسلم علامہ علامہ رسول سعیدی علیہ الرحمہ
- شرح صحیح مسلم علامہ سیاق علی رصونی حفظہ اللہ
- تفہیم مسلم فی حل مقدمہ مسلم - البیان معجم فی شرح قطعہ من مسلم علامہ ہدایت رحوی مصباحی حفظہ اللہ
- حواشی
- حاشیہ صحیح مسلم امام محمد بن طاهر بنی علیہ الرحمہ

- حاشیہ صحیح مسلم علامہ ابو الحسن نسیر طھنوی علیہ الرحمہ
- حاشیہ صحیح مسلم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ
- حاشیہ صحیح مسلم علامہ سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
- حاشیہ صحیح مسلم علامہ مفتی نظام الدین رضوی
- تراجم
- ترجمہ مسلم شریف مع مختصر حاشیہ علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ
- صحیح مسلم شریف علامہ ابوالعلاء محمد بن الدین جہانگیر حفظہ اللہ
- صحیح مسلم شریف حافظ محمد حنان پوری
- سنن ابو داؤد
- شروحات
- شرح سنن بی داؤد مولانا امجد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ
- شرح ابوداؤد شریف علامہ قمر الدین قریشی عظمیٰ علیہ الرحمہ
- شرح سنن ابوداؤد علامہ ساری محمد طیب نقشبندی حفظہ اللہ
- شرح ابوداؤد شریف علامہ سیاق علی رضوی حفظہ اللہ
- کنز ابوداؤد اور شرح سنن ابوداؤد علامہ مفتی محمد امجد قادری
- تہذیب ابوداؤد فی شرح سنن ابی داؤد علامہ عبد المصطفیٰ محمد مجاہد قادری حفظہ اللہ
- حواشی
- فتح بودہ شرح سنن بی داؤد علامہ ابو الحسن نسیر طھنوی علیہ الرحمہ
- حاشیہ سنن ابوداؤد علامہ سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
- ابوب خثارہ سنن بی داؤد (تعلیق و تہذیب) علامہ صدر پوری مصباحی حفظہ اللہ
- تراجم
- سنن ابوداؤد شریف (ترجمہ و تہذیب) علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ
- ترجمہ سنن ابوداؤد شریف علامہ ابوالعلاء محمد بنی بدین جہانگیر حفظہ اللہ

● سنن ابوداؤد: مولانا ابوالعزیزان محمد نور ملکی ہون

سنن ابن ماجہ

شروعات.

● شرح سنن ابن ماجہ: علامہ عبدالرزاق عیسیٰ علیہ الرحمہ

● شرح سنن ابن ماجہ: علامہ قاری محمد طیب نقشبندی حفظہ اللہ

● سنن ابن ماجہ: علامہ بیاضی علی رضوی حفظہ اللہ

حواشی.

● حاشیہ ابن ماجہ: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ سنن ابن ماجہ: علامہ سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

ترجمہ

● ترجمہ سنن ابن ماجہ: علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں

پوری علیہ الرحمہ

● ترجمہ سنن ابن ماجہ: علامہ ابو علاء محمد عیسیٰ الدین جہانگیر

حفظہ اللہ

● سنن ابن ماجہ شریف (ترجمہ و تخریج): علامہ عبدالمصطفیٰ

محمد حامد القادری حفظہ اللہ

جامع ترمذی

شروعات.

● فیوض الیسیٰ شرح جامع الترمذی: علامہ ارشد القادری رضوی

بیاضی علیہ الرحمہ

● شرح ترمذی شریف: علامہ محمد یونس قصوری نقشبندی

حفظہ اللہ

● تقریرات الیسیٰ فی کشف مافی جامع الترمذی: علامہ

صدر البوری مصباحی حفظہ اللہ

● شرح جامع ترمذی: مولانا محمد عبداللہ ضیائی حفظہ اللہ

● شرح جامع ترمذی: مفتی محمد بشیر حاکم حاکم الدینی حفظہ اللہ

حواشی

● حاشیہ جامع ترمذی (ناکمل): علامہ ابوالحسن کبیر شمشوی

علیہ الرحمہ

● حاشیہ جامع ترمذی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ جامع ترمذی: علامہ سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

ترجمہ

● ترجمہ ترمذی شریف: محقق حاشیہ علامہ نعیم احمد اویسی

محدث بیاضی پوری علیہ الرحمہ

● ترجمہ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی: مولانا محمد صدیقی

سعیدی ہزاروی

● جامع ترمذی شریف: علامہ ابو علاء محمد عیسیٰ الدین

جہانگیر حفظہ اللہ

و دیگر

● تعلیقات شرویح ربیعہ ترمذی: مولانا ذبی احمد قادری محدث

سورقی علیہ الرحمہ

● تقریرات ترمذی: سید رفیع الدین شاہ سلطان پوری علیہ الرحمہ

سنن نسائی

شروعات.

● بیوض الیسیٰ فی شرح سنن النسائی: ذکریٰ محمد کریم خاں

حفظہ اللہ

● شرح سنن نسائی شریف: علامہ بیاضی علی رضوی حفظہ اللہ

حواشی

● سنن نسائی بشرح: حافظہ جمال الدین السیوطی و حاشیہ

الامام السنن: علامہ ابوالحسن کبیر شمشوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ نسائی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ نسائی: علامہ سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

ترجمہ

● ترجمہ سنن نسائی شریف: علامہ ابو علاء محمد عیسیٰ الدین

جہانگیر حفظہ اللہ

● سنن نسائی: مولانا ملک محمد بوستان حفظہ اللہ

● سنن نسائی: مولانا دوست محمد شاہ کر حفظہ اللہ

و دیگر

● تعلیقات سنن نسائی: مولانا ذبی احمد قادری محدث سورقی

علیہ الرحمہ

مشکوٰۃ المصابیح

شروعات.

● اشعۃ المصباح شرح مشکوٰۃ (فارسی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

۱ اشعۃ المصباح شرح مشکوٰۃ (ترجمہ و تحشیہ) مولانا محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ

۲ اشعۃ المصباح شرح مشکوٰۃ (ترجمہ، یک جلد) مولانا مدنی سیف الدین شمس اعظمی علیہ الرحمہ

۳ مقدمہ شرح مشکوٰۃ (شرح) مولانا ناصر الدین ناصر المحدثی عطاردی حفظہ اللہ

۴ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف "مقدمہ شرح مشکوٰۃ" کی شرح معات التفتیح فی شرح مشکوٰۃ مصباح (عربی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

۱ معات التفتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (تحقیق و تخریج) علامہ صدر الرازی مصباحی حفظہ اللہ

جامع بیروکات منتخب شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

شرح مشکوٰۃ المصابیح مولانا امجد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ

مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مفتی احمد یار خان نعیمی محدث بدایونی علیہ الرحمہ

شرح مشکوٰۃ المصابیح علامہ ظفر القادری بکھروی حفظہ اللہ

شرح مشکوٰۃ مفتی نس رضا قادری حفظہ اللہ

حواشی

● حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح امام محمد بن طاہر نقی علیہ الرحمہ

حاشیہ مرآۃ المناجیح حاشیہ اشعۃ المصباح امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح علامہ فیض الحسن سہان پوری علیہ الرحمہ

● حاشیہ مشکوٰۃ شریف قاضی عبدالسمعان ہزاروی علیہ الرحمہ عزیز المرقاۃ الی مطالب مشکوٰۃ (الصحیح و التحشیہ) علامہ مفتی

عبد العزیز چشتی مرثوی علیہ الرحمہ

ترجمہ

● مظاہر حق علامہ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

(مشکوٰۃ المصابیح کا یہ ترجمہ اپنے تاریخی نام "مظاہر حق" کو اب قطب الدین خاں دہلوی کی طرف منسوب ہے، مگر یہ ترجمہ درحقیقت شاہ اسحاق کا کہنا ہو ہے حیات شاہ محمد اسحاق، ص ۱۳۰)

ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح (پنجابی) علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمہ

مشکوٰۃ شریف علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ

شرح معانی الآثار

● تعلیقات شرح معانی الآثار مولانا امجد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ

● حاشیہ طحاوی، امام احمد رضا محدث دہلوی علیہ الرحمہ

کشف الاستار حاشیہ شرح معانی الآثار مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

فائز الاولیاء شرح معانی الآثار قاضی عبدالسمعان ہزاروی علیہ الرحمہ

خدمہ شرح معانی الآثار علامہ عبد الرزاق عسکری علیہ الرحمہ

شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف مح خدمہ مضامین علامہ محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ

خدمہ شرح معانی الآثار مولانا ننگور احمد طیبہ سیالوی حفظہ اللہ

شرح طحاوی شریف (ترجمہ و شرح) - علامہ لیاقت علی رموی حفظہ اللہ

● تفسیر الطحاوی، مولانا ابو حامد جلیل احمد عطاردی المحدث حفظہ اللہ

● شرح الافکار فی تفسیحات شرح معانی الآثار المعروف خدمہ فقہ اسلامی (ترجمہ و تخریج اور تشریح) سید ابوبکر حسین حفظہ اللہ

A Comparative study of egal

● شرح مستد امام اعظم علامہ محمد و احمد نقشب خٹوی مہاروی علیہ الرحمہ

● قیصان العلم فی شرح مستد الامام الاعظم ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

● شرح مستد امام اعظم علامہ محمد یسین مصورن نقشبندی حفظہ اللہ

● مستد امام اعظم (ترجمہ و تشریح) مولانا دوست محمد شاہ کر حفظہ اللہ

● مصباح الکلام فی شرح مستد الامام مفتی عبد المجید خاں رضوی مصباحی حفظہ اللہ

● حاشیہ مستد امام اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ترجمہ

● مستد الامام الاعظم (ترجمہ) حافظ محمد نوید علوی قادری ترتیب

● الموصیہ العتیقہ شرح مستد الامام ابی حلیفہ (عربی) علامہ عبد القاری محدث سند علیہ الرحمہ

مستد امام شافعی

● شرح مستد الامام الشافعی علامہ عبد القاری محدث سند علیہ الرحمہ

● مستد الامام الشافعی (ترجمہ) علامہ ابو العلاء محمد نجی مدین جہانگیر حفظہ اللہ

مستد امام احمد بن حنبل

● حاشیہ السندی علی مستد الامام احمد بن حنبل علامہ ابو الحسن کبیر غنطوی علیہ الرحمہ

● حاشیہ مستد امام احمد بن حنبل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

شعائل ترمذی

● شعرائے ترمذی شرح الشعائل السبویہ المعروفہ شمس علی ترمذی شروحات

School's of siam

(ترجمہ، تخریج اور تشریح) سیدہ بد حسین حفظہ اللہ

موظا امام مالک

شروحات

● اسماء من احادیث الموظا (عربی) امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

● المعانی فی شرح موظا (فارسی) امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

● شخص الامام مالک فی شرح موظا مالک (عربی) علامہ شمس الہدی مصباحی حفظہ اللہ

● موظا امام مالک (ترجمہ و تفسیر) علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ

● الموظا امام مالک علامہ ابو العلاء محمد نجی مدین جہانگیر حفظہ اللہ

موظا امام محمد

شروحات

● شرح موظا امام محمد علامہ محمد علی علیہ الرحمہ

● الموظا امام محمد (ترجمہ و شرح) علامہ ابو العلاء محمد نجی مدین جہانگیر حفظہ اللہ

● التعلیق علی موظا امام محمد علامہ عبد اللہ محدث نقشبندی علیہ الرحمہ

● التنبیہ مسود علی مافی التعلیق علی موظا امام محمد علامہ صدر الوری مصباحی حفظہ اللہ

● موظا امام محمد (ترجمہ و تفسیر) علامہ محمد یسین مصورن نقشبندی حفظہ اللہ

مستد امام اعظم

شروحات

● التعلیق علی مستد الامام علامہ محمد حسن شمس علی علیہ الرحمہ

سید امیر شاہ قادری گیلانی علیہ الرحمہ

● شرح شہناک ترمذی علامہ ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

ترجمہ

● بہارِ خرد ترجمہ شرح شہناک ترمذی علامہ سید کفایت علی کالی

مترجمہ علیہ الرحمہ

● شہناک ترمذی علامہ محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ

● شہناک ترمذی (ترجمہ و تخریج) علامہ ظفر علی سیالونی حفظہ اللہ

مصنف عبد الرزاق

ترجمہ

● مصنف عبد الرزاق: علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

● مصنف عبد الرزاق (ترجمہ) مفتی محمد راحت خان قادری

● مصنف عبد الرزاق (مکمل ترجمہ) علامہ ابو العلاء محمدی

مدین، جہانگیر حفظہ اللہ

سنتن دار قطنی

شرح

● انوار الفی فی شرح، رقتی، علامہ فیض احمد ویسی محدث

بہارِ پور علیہ رحمہ

ترجمہ

● سنتن دار قطنی، علامہ ابو العلاء محمدی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

سنتن درامی

حاشیہ

● حاشیہ سنتن درامی، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمہ

ترجمہ

● سنتن درامی، علامہ ابو العلاء محمدی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

صحیح ابن حبان

ترجمہ

● صحیح ابن حبان، علامہ ابو العلاء محمدی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

صحیح ابن خزيمة

ترجمہ

● صحیح ابن خزيمة، علامہ ابو العلاء محمدی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

المستدرک علی الصحیحین

ترجمہ

● المستدرک علی الصحیحین حافظ محمد شفیع الرحمن قادری رضوی

مسند الامام زید

ترجمہ

● مسند الامام زید، علامہ ابو العلاء محمدی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

المعجم الکبیر

ترجمہ

● المعجم الکبیر، علامہ غلام دیکر پاشی سیال کوٹی

المعجم الصغیر

ترجمہ

● المعجم الصغیر، مفتی شفیع الرحمن قادری رضوی

□□□

مس ۱۵ رکات

ہونے کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں عورت، بچہ، بیمار، چھاننا ہے تاکہ

حکمران scandanaviyan belt کی طرح صحت قوانین

بناتے پر مجبور ہو جائیں، موٹل میڈیا کی طاقت سے جہاں پر خادہ

بیر دم میں موجود ہوتا ہے، ہمارے ہاں تو اس کی زیادہ ضرورت

ہے حتیٰ المقدور نازل کیس کی کوشش کی جاتی ہے، آخری حد تک،

ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا مصوری دروہ کے انگلیش نہیں

لگوئے ہاتھ ہلکے قدرتی دروہ کو برداشت کرے گا کہا جاتا

ہے، ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ کراس میں ہر علامہ خاتون

اور بچوں کو قاتل بنا چکے روز دکھانے جاتے ہیں، قولاوی کی پوری

کرتے کے لئے ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے سو فی صد سبکی تو کم رک ۹۵ ر

اتفاق ضرور کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ یہاں کے، کثرتِ سہولت میں روز

مرد پیش آئے وہ واقعات اس کے شاہد ہیں، یہ کچھ کثرت

آج بھی یہ ہیں جو پتے فرانس سے انصاف کرے کی پوری

کوشش کرتے ہیں۔ [مبارک]

□□□

ڈیر مولانا مراد غالب نقشبندی

بریلی میں اگر احمد رضا پیدائیں ہوتا

احجام زیادہ آپ کی تصنیفات مقدسہ سے ظاہر ہے دیاشیں مشرکین و مرتدیں کا کون ایک بھی ویسا مشہور فرقہ نہیں جس کے در میں آپ کی متعدد تصنیفات نہ ہوں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کے علماء اسلام کے زمانے میں چونکہ وہ بیت کا ابتدائی دور تھا اور خود وہ بیت بھی تنہا تھی اس کا ساتھ دینے والا کوئی دوسرا مہذب و فرقہ نہ تھا اس لیے ان حضرات علماء نے تنہا وہ بیت ہی کا مقابلہ رکے اس کو پسپا کیا اور اپنے درمیں مصیبت کو پھیل کر کے سبکدوش ہو گئے لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں وہ بیت شہابِ پرتغی اور وہ اپنے پیسے سے کئی نئے مذاہب یعنی یونہدیت، منجریہ، تارکاتیت، جنڈالویت، ہریت، ندویت اور صبح کلیت و غیرہ کو بھی جنم دے گئے چلی تھی اعلیٰ حضرت نے اس سب سے چوٹیں لڑائی لڑنے کے ساتھ ساتھ باطل پرستوں کے حصے کا ایسا دھواں فلکس جو بویا کر پھردہ پٹی کر سہی نہ کر سکے۔

تاریخ شاہ ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ چاہے اپنے چہرے پر کتنا ہی خوب صورت نقاب ڈ کر سامنے آتا ہو، اعلیٰ حضرت کے قلم کی ضرب سے پاش پاش ہو کر رہ گیا، عملِ تطہیر کی اس مہم کے پیچھے کسی حکومت کی سرپرستی نہ تھی دولت مند کی صحت پر بری تھی، ایک بے قرعہ رناعد کی طرح وساغی و سباب کی پروا نہ تھی، جبرمت کی کشتی کو طوفان کی زد سے بچانے کے لیے وہ تنہا بھری ہوئی موجوں سے لڑتے رہے۔

اس ال کے پاس دو عظیم طاقتیں تھیں جن کے بل پر انہوں نے ہر مہم پر کامیابی کا جھنڈا اگارتا چلا گیا اس میں ایک عشق و تھیں کی طاقت جبکہ دوسری طاقت علم و فقہانیت کے درجہ مطہرات کے تھے فکر و نظر کی گہری خداداد قوت حافظہ و ادراک کی عجوبہ

دنیا سے سمیت کا وہ عظیم مرتبت تاجہ رحمت سے جو ہے ہوتے گشتاں کوئی زندگی دی جس سے بچے سمیت قلم سے سرکش باطل پرستوں و مجروح و مردہ کر کے گلش عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر روئے بیکے ہوئے لوگوں کو سلام و سمیت کا عقد جوئل بنایا جس سے عرب و عجم محل و حرم میں دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بری خاطر گرا تے ہوئے بارگاہِ حدیث کی عزت و جلال و در سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت کا ڈھکا پوری دیاشیں بچا جس کو دیا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت تاجدار عشق رسالت پاسبان ناموس رسالت شیخ الاسلام و المسلمین الشاہ امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ کے نام سے جاتی ہے

آج دیا کے کڑوروں کی مسلمان اعلیٰ حضرت پر اپنی جایش کیوں چھڑکتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کیا چیز ہے کہ جس کے ساتھ اس کی والہانہ وابستگی ہے، اعلیٰ حضرت نے اندرون و بیرون کی وہ لوہی خوبی تھی جس کی وجہ سے "بریلوں" کا لفظ اب ہی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان بن گیا ہے، ان تمام باتوں کا جواب اس کی مقدس زندگی کے کارناموں پر لکھا ہے، اے خیر منا نامتوں ہے، چنانچہ مانتا ہوں گا کہ حد سے پاک جمل جلد سے بچنے کا حامل بندے کو اپنے دینِ متین کی حفاظت و حمایت کی سب سے بڑا فرما دیا تھا

دین کی تجدید و تبلیغ، اسلام کی حریت و نصرت اور سمیت کی حفاظت و وصیت ہی آپ کی زندگی تھی آپ نے ساری زندگی اسلام و سمیت کے حیا و تجدید پر قربانیاں کردی اور کفار و مشرکین و مرتدین کی طرف سے ہوئے وائے تمام جنوں کا اوجھار فلکس جو اب دیا دین کی تجدید و حیا کے فرض منصبی کو آپ نے جس خوبی کے ساتھ

کارہوں اور نقدی روحانیت کی توفیق کی تھی جن سے صلے ان کی تصنیفات کے ہر صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں جس کی زندہ مثال خود توحی صوفیہ شریف ہے۔

سابقہ علمائے اسلام سے رو بہ بیت کے مسئلے میں تحریر سے زیادہ فکر سے کام لیا تھا جس سے صرف حاضرینا خوب فیض حاصل ہوا ہے لیکن اعلیٰ حضرت سے فکر کے ساتھ تحریریں رد کے اسرار کا دینے اور وہایت کے کلیات و جزئیات سب کا اظہار فرمادیا، اعلیٰ حضرت سے مصطفیٰ جانِ حست صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی حق میں لگا ہوں سے ابھرا تھا کہ وہ بیت کو صرف موجودہ فتنوں کے پیدا کرے پر چلے نہ آئے گا بلکہ آگے چل کر وہ سب سے نئے فتنوں کو بھی جنم دے گی اس لیے آپ نے ایک طرف حقائق حق و ابطال باطل کی خاطر اپنے دور کے تمام فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور دوسری طرف حق کو بلند کرے اور باطل کو مٹائے سے وسطے عام سنیوں کو بھی لائیں و برائیں کے ہتھیاروں سے مسلح کر دیا اور سنیوں کی آئندہ مسل کے لیے سامان جنگ کا ذخیرہ بنا کافی جمع کر دیا کہ جب بھی حق کے مقابلے میں بے دین مرتے وہی، و چونکہ سراسر ابھریں تو انہیں کھل رکھ دیا جائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے نہیں کا ناموں کے باعث عوام میں آج اور عام سنیوں کی عقیدت کا مرکز بن گئے، لہذا جس سے بھی اسلام و اہل سنت کی زندگی کو بڑھا اور ان کے کارناموں پر نظر ڈال وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ۔

۔۔۔ جسے جان کیا ہوتا تھامی ہست کا

برہن میں مگر احمد رضا سپید نہیں ہوتا

معاذے تعالیٰ تا وہ بزرگ زندہ جس کا یہ قولم یا گارہ الفقار جس سے مبارک نام کی ہیبت سے بے دینیوں کے کلیے شش ہو جاتے تھے جو بی علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا سچا عاشق سیدنا مٹوٹ و خواجہ رضی اللہ عنہما کا سچا نائب و جانشین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرے و لاکھوں کے لعلوں کو ڈھا دینے والا جب اس سے پی شمشیر جار شکاف سے اللہ عزوجل کی چادر عظمت پر کدب و عیب کا وحیہ لگائے و انوں و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں صریح گالیوں

لکھے و انوں اور مسئلہ حق نبوت کا نکار کرے والوں و موت سے گھٹاتے اتار دیا تو وہابیوں، یونہیوں و دیوبندوں نے اس جلیل القدر مراد مومن کے خلاف افتراء و بہتان کا طوفان کھڑ کر دیا و عام مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے کہا ہوں رسالوں اور احیاءوں میں شور مچا دیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان مکمل اسمیں ہیں بات بات پر مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت نے کسی بھی مسلمان کو کافر نہیں بنایا بلکہ جو لوگ ضرورت بات دین کا نکار کر کے خودی کافر و مرتد ہو چکے تھے، یمن اپنی منافقت کی وجہ سے اپنے و مسلمان کہلو تے رہے اس مرتدوں سے کفر و بد کو اعلیٰ حضرت سے منظر عام پر کر دیا اور بحکم شریعت اسلام اہل کے کافر ہوئے کا توحی شائع فرمادیا۔

اعلیٰ حضرت کے اس توحی کے متعلق سے انہیں باطل فرقوں کا ایک موہی مرتضیٰ حسن درہنگوں تحریر کرتا ہے کہ اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند یعنی گنگوہی، نانوتوی، تھانوی، بدیعوی، وغیرہ پیشواں و رہبر و آئینے سے کی تھے جیسے کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو مولانا احمد رضا خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی کہ گروہ ان کو کافر کہتے تو خود کافر ہو جاتے کیونکہ جو کافر کو کافر کہے وہ خود کافر ہے جس طرح علمائے اسلام پر مرد قادیانی کو کافر، مرتد کہنا فرض تھا ٹھیک اسی طرح اعلیٰ حضرت پر ان مولویوں کو کافر ہونا فرض تھا۔

سابقہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ و اعلیٰ قادری بحوالہ شریعت

جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے جیل ستقامت کی طرح جم کر ان باطل فرقوں اور باطل پرستوں کا مقابلہ کر کے ان کی گھر آبیوں بدعتوں اور فتنوں کو بے نقاب فرمایا تو ان دشمنان دین نے آپس میں سازش کی اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو ہر طرح سے کھنگال آپ کی کتابوں کو شواہد تحریروں کا ایک پیسہ جملہ پر عدا لیکن یہاں انہوں نے صرف ایک ہی پانیا کر دین متین کا یہ مجدد اگر ایک طرف نقد پس لپٹی کا خطبہ پڑھ رہے، عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سنا ہے، عزت حیا کا گما گیا ہے ورمہ ہی ڈکوں کی سرکوبی کا سامان تیار کر رہے تو ہر مری طرف

(در معصراے رضویہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کون؟

إِنَّ اللَّهَ يَنْصِفُ بَيْنَهُمُ الْأَقْصَى عَلَى ذَٰلِكُمْ لَمْ يَكُنْ مَانِعًا
سَفِيحَةً مِنْ مُجِدِّدِيهَا وَنَافِلَةً لِّمَنْ هِيَ مِنْ صَدَقَاتِهَا
مَنْ كُنْ مِنْهُ وَاللَّهُ تَعَالَى يَكُونُ مَحْذُورًا وَبِهِمْ كَمَا جَوَّزَتْ
لَهُ اس كَادِيْنًا تَارَةً كَرَامَةً كَالْأَنْبَاءِ وَفَرِيْفٍ وَبِهِمْ مِنْ 241
حَدَّثِيْنَ بَلِّغَتْهُ اُورَامُ اِمَامِ اَحْمَدِ رَضَا

حدائق بخشش قرآن و حدیث کا ترجمان مصابیح ہے اور
نہیں کہیں تو قرآن و حدیث کے بعض کلمات و عبارت جملہ کریں
اور آگائے ۱ جہاں ہجرت کے مقدس و خوبصورت شامل و غصہ کل
ہیاب رقی ہوئی، ایک خوبصورت احادیث و ان ہے جس سے آپ و
اللہ کے حبیب ﷺ سے سچے عشق کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے
حضور کے لئے جیسے لفاظ اور ایسے ستارے استعمال کی ہیں جو
نبیؐ کی ادب محبت میں آویسے ہوئے ہیں، تمام کلام شروع سے
آخر تک پڑھتے جائیں لفظ "یثرب" کہیں نہ پائے گا کیونکہ اللہ
تعالیٰ کے پیارے رسول و امیر مہدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
پہلے قدم ہمارے تمام برائیوں اور بکاریوں کو دور فرما کر یثرب
کو طیب بنا دیا ہے

شریعت کے حدود سے ناواقف شعر جوش و عقیدت میں
اویسے کریم کو صحابہ عظام پر فضیلت دے جاتے یا سرکارِ رود عالم
ﷺ کا مقابلہ دیگر نبیائے کرام سے اس طرح کرتے ہیں کہ
حضرت! نبیائے کرام کا احترام ہائی کہیں رہتا، اعلیٰ حضرت کے
کلام میں اس قسم کی باتیں نہیں گئی، کثر شعرے کبیرہ عرش،
حرم مسجد، دست، درمیان و میرہ و حرمات کو غصہ پھینچاتی ہے اور
بہت حدت، بیعت، کفر و نافرمانی کی عظمت ثابت ہے، یہ بہت
بی معیوب اور ایمان کش روش ہے، اعلیٰ حضرت کا کلام اس قسم
کی اقویات سے بالکل پاک ہے

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا جان قادی برکاتی فاضل
دریوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جو حضور سر پا و مجسم ﷺ کا سچا
ورثہ ہیں کہ پشاور والی کربوں سے ہمدردی کی کالی گھٹا کو تتر بتر
کر دے، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جو حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر قہر الہی
کی بجلی بن کر گرے

سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نائب بن کر اپنے قلمی تلوار سے تھاوی دور پھولی منہ بولہ گڈ اسب
کو موت کے گھاٹ اتار دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو امام
عظیم ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تئید بن کر اسلامی مسائل اور شرعی
حکام کے چہروں سے گرد و غبار صاف کر کے ان کو اپنی اصلی شکل
میں پیش کرے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو حضور عظیم شہنشاہ
بغداد رمی اللہ تعالیٰ عنہ کا مظہر بن کر عادی گھنا توپ تارکیوں کو
چیر دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو اپنے زمانے کا امام، پانصو
ما تریدن اور امام ابو الحسن اشعری بن کر ڈراؤں اور یوں کے
قلعے کا شیش چکنا چود کرے اور پھریت کی صال اوھیز کر رکھ دے،
سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو کتاب رشد و ہدایت بن روہایت کی
تیرہ آندہ جیوں کا مقابلہ کرے۔

سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو ربین کا بادشاہ بن کر یرماں کے
ڈکوں کا بیجا کال ہاہر کر دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو مودی
کچا کا شیر بن کر مذہبی جھینوں کا قلع قمع کر دے، سرکار اعلیٰ
حضرت وہ ہیں جو اپنے تجدیدی کارناموں سے مسعود حرمہ کا دین
تارہ اور حضور قدس سید عالم ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کر دے،
سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو مخصوص گردہ دے ہیں جن کے سے
رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تپ کا کلام بھوت، مہالذہب، لکھنؤ سے ہائل مہم
ہے ہر جگہ خلوص و عقیدت، صدق و حقانیت اور جذبہ دین کی
ترجمانی نے کی، عقائد و اہل سنت کی تبلیغ، طاعت و محبت رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلقین، باطل پرستوں کی تردید بھی آپ کے
کلام کی خصوصیت ہے۔ سرکارِ عوہیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے
نتیجہ یا مہم نہ عقیدت بھی آپ کی امتیازی شان ہے، دشمنان
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقبیض و تفتیش میں آپ کا شعر و سخن
شعر با گلو رسالت، سیدنا و شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ
کلام کا آئینہ ہے۔

حج کو یہ ہے کہ حقیقتاً محبت لکھنا سہایت مشکل ہے جس کو
لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر
بڑھتا ہے تو انوریت میں پہنچا جاتا ہے درمی کرتا ہے تو
تقبیض ہوئی ہے، البتہ نہ لکھنا آسان ہے کہ اس میں راستہ
صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے، عزمِ حمد میں یک اصلاً
حد تک اور لغت شریف تک دلوں پر چاہے صحت حد بند
ہے۔
المصنوع، حصہ دوم، صفحہ ۷

اہل حضرت سے حد و شریعت میں رہ کر جس جوش اور خلوص
سے اپنے آقا سید عالم ﷺ کی عظمت و جلال کے خطبے پر
ہیں اور جس دلور اور کیف کے ساتھ اپنے مولیٰ کی شانے لکھے گئے
ہیں وہ آپ ہنسی مثال ہیں میدانِ محبت و منقبت میں آپ کا کوئی
حریف و مقابل نہیں چنانچہ خود حرمانے ہیں۔

یہی کتنی سہے ہلے بار جناں کہ رصا کی طرح کوئی حریفان
نہیں ہر دہش و اصف شاہدین مجھے شوق طبع و رصف و نسیم
مام اہل سنت کے خطبات اور اہل سنت کے لئے پیغام

امام عشق و محبت سرکارِ اہل حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس
طرح قلم کے دھنی تھے، اسی طرح میدانِ خطابت کے شہسوار بھی
تھے اگر آپ کی تحریر حقیقتات و تہقیرات کے دریا بہا جاتی تو آپ
کی تقریر حقائق و عرفان کے انوار برساتی تھی لیکن چونکہ ہمیشہ اور
قائم و دوام اور محبت مسلمہ تک علم دین و حق کو پہنچانا صرف تحریر کو
حاصل ہے کہ آنکھ کے دور میں ہر جگہ علم و رصا کی روشنی کی

ضرورت رہے گی، اس لئے آپ کی مقدس رعنی کے وقایع
تصدیقات کتب میں صرف ہوتے، تاہم خود شہر بریلی میں ہر سال
آپ کے تین روزہ دست و خط و پابندی کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

- 1 ایک وعظ مدد میں جلسہ دستار نصیبت کے موقع پر۔
- 2 دوسرے جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں جو ہر سال یارہویں
ربیع الاول شریف میں شانہ، رطرنچے سے منایا جاتا رہا۔
- 3 تیسرے میں مرشدِ رحق حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی صاحب
مدارہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف کے موقع پر۔

ان سے علاوہ مسلمانوں کی عزم و جہاد پر شہر اور بیخبات میں
بھی آپ کے بیانات ہوتے تھے، آپ کی فکر و دہش و حریر و دہش اور
حرام تصنیفوں کے طے میں تین، تین ہوئی ہیں

- 1 دیا بھر کی ہر ایک لائن محبت و حق و تعظیم چیز سے زیادہ اللہ
درسون ﷺ کی محبت و تعظیم ہے۔
- 2 اللہ درسون کی رضا کے لئے اللہ درسون کے دوستوں سے
دوستی و محبت ﷺ۔
- 3 اللہ درسون کی خوشی کے لئے اللہ درسون کے دشمنوں سے
معریت و عداوت ﷺ۔

آپ ساری عمر دنیا و دین کی بات کرتے رہے کہ جس مسلمان کے
دہش میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی کامل نہیں تو اس
کا ایمان بھی کامل نہیں، الغرض کے آپ سے مسلمانانِ عالم کو شایان
فہم کا سچا ادب سکھانا چاہئے مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم، توقیر و سابق
پر دہش، حضرت انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و
حرمت کے گن گانا بتایا جیسا کہ مہم ۶ ہا بیت عظام رضون اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت و عقیدت کا درس دیا نصیرات اویا قدس
سر رہم کے احترام و اکرام کا چراغ روشن کیا محبوبانِ باگاہ الہی
کے دشمنوں سے دور اور غلو رہنے کا شرعی حکم سنایا، شریعت و طریقت
کی سچی تعلیم دی، نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر خود بھی عمل پیرا رہے
اور اپنے لوگوں کو بھی عمل کرتے رہے۔

ہم سے سمجھا، تھام تپہ آپ ﷺ کو
کب دلی سے مگر ہم سب، حسابان کسب

سرمسہ مشق سکھوں میں پسار یا
ڈال دی قسب میں منکست مصطفیٰ

سید اعلیٰ حضرت سب لاکھوں مسدوم
مسک اعلیٰ حضرت کیا چیز ہے

یہ بات جانے سے قابل ہے کہ آج ایسے کے کروڑوں سی
مسلمان اعلیٰ حضرت پر ہی حال کیوں چھڑ گئے ہیں اور مسک اعلیٰ
حضرت کیا چیز ہے جس سے ساتھ ان کی والہانہ بیعتی ہے، اعلیٰ
حضرت کے اندر دین و ایمان کی وہ کونسی خوبی تھی جس کی وجہ سے
"ربوبی" کا خطاب ہی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان
بن گیا ہے، آپ اگر گہرائی سے جائزہ لیں گے تو یہ بات واضح ہو
جائے گی کسی کو ماننے کے لیے وہی طرح کے جد بے حرکت
ہوا کرتے ہیں

- 1 سیاسی مافی اور مادی اقتدار کی خواہش
- 2 عقیدہ اور دینی قدروں کے ساتھ ہم آہنگی

مثال کے طور پر قادیانی مذہب کو لے بیٹے جو انگریزی
حکومت کی سرپرستی میں ایک بھولی باطل اور مصنوعی نبوت کی بنیاد
پر کھڑا کیا گیا، اس کا باطل ہونا اتنا واضح اور روشن تھا کہ یہ مذہب
جہاں سے شروع ہوا تھا، وہیں اسے دفن ہو جانا چاہیے تھا لیکن مسلم
نہ لوگ نگریری حکومت کے تلے چائے والے اور اقتدار کی
لاٹ میں اس قدر اندھے ہو گئے تھے، آنکھوں سے دیکھ کر جان
بکھ کر بھی اس بھولی مصنوعی نبوت پر ایمان لے آئے اور ایک
سرخ کفر کو انھوں نے طلق کے بیچ، تار یا جس کے کفر کو لے
پر نبوت کا دعویٰ کرے وائوں سے جنگ عہد صحابہ سے لے کر عہد
حاضر تک پورے مسیحیوں کے ساتھ ڈیڑھ ہزار برس کی پوچھل شہادتوں
کا انبار لگا ہو تھا لیکن برطانوی حکومت کے بطل سے پیہ
ہوے والا ایک جھوٹا مذہب صرف اسی نے دنیا میں پھیل گیا کہ
اس سے پیچھے مادی و مادی منافع کا جذبہ پورن طرح
کا فرما تھا۔

یہی تاریخ توفیق جہاں عمت کی بھی ہے اس کی بنیاد بھی حکومت
برطانیہ کے سامنے میں رکھی گئی اور اسی کی مادی سرپرستی میں پر دان

چڑھے، یہ انہی کہیں جو لکڑ کر دے بلکہ یہ مارتا فاش بھی نہیں
لوگوں نے کیا جو تعلیمی جماعت کے کاربر کی حیثیت سے آج بھی
چنے گروہ میں مائے اور جائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ خلق
اور اس کے رسول ﷺ کے صدقے طفیل اس حبیب تعلق کی پوس
خود ان لوگوں سے نہ کھولی ہوئی تو کسی کو بھی اس اسلامی دشمن کا
سرمسک تک نہ ملتا اور اب سعودی عرب کے کربال اور امریکہ برطانیہ
کے ہمنو حکومتوں کے میاں سی رومح سے تعلیمی جماعت کو دین کے
کونے کو بے پناہ ہے، آپ اگر تعلیمی جماعت کے مدروں
نظام کا جائزہ اگر غیر جانبداری کے ساتھ لیں تو پتہ چل جائے گا کہ
ہوائی جہازوں کے پردہ روبرو جماعت اور صلے کے نام پر بے
بے سفروں کے پیچھے مادی ششش کے کیسے کیسے سارو ممال
موجود ہیں، ان سے نام پر روپیوں کی لاٹ میں اس دور بلا میں
عوم کی بھین یوں کی نہیں لگ رہی ہے، یہ دو لوگ ہیں جو مادی اور
اقتدار راج و دنیا کا منافع کما سے میں اپنے دیکھ اور ملک کے ساتھ
خدا اور کی گزروے اور دین بھر میں مسلموں کو برا ثابت کیا، دور
اصل سلام سے ان کا کوئی پیادہ عبادی نہیں کیونکہ وہ میں محبت
ایمان اور لاٹ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

اب آئے حیرت و مسرت کے ملے جیسے ان صاف منظر
عقیدہ دین کے مہد بات کو دیکھیں کہ عقیدہ اور دین کی ہم آہنگی کی
بنیاد پر کسی کے گرد لوگ کیسے جمع ہوتے ہیں، مذہب اہل سنت
پہی پوری روایت و تفصیلات کے ساتھ چودہ سو سال سے متصل ہوتا
ہوا ہم تک پہنچا ہے حضور ﷺ سے عہد رسالت سے لے کر آج
تک ہر دور میں امت کے محترم علما عظام عرفا و مشائخ و صالحین
سے اس شجرہ کی آبیاری کی اس کی عقلمنوں کو ہر طرح کی تظلیوں کو
بردشت کرتے ہوئے دشمن دین سے سے سبھال در ہر فتوں
کے سامنے سید تان کر کھڑے رہے تب جا کر یہ دین کا چمن ہر
نہر نظر آ رہا ہے، جس کے گل لکھے ہوئے ہیں در ہمارے دلوں
کہ عطر و سوز گئے ہوئے ہیں۔

یہی وجہ ہے جہاں دین کے دشمن سلام کو گمراہ کو
کرتے دہاں دین کے نگہبان و دعا فقین پہنچتے ہیں جس سے

ایک حقیقت آشنا نہ تھی

حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچوں کی پریشانیاں

صحت سے زیادہ مریض کی جیب پر نظر کا ہونا دوسری بڑی وجہ ہے، عورتوں کا سہل پسند ہونا اور یہ تصور کہ حمل ہو جانے کے بعد کام نہیں کرنا سارے دن فارغ بیٹھے رہنا، مسکونہ نشور اور خصوصاً دوری کے مسئلہ کو کم اور flexible بنانے کے بجائے stiff اور سخت بنا دیتا ہے، فارغ سارا دن بیٹھے رہنے کی بجائے مخصوص ورزش خصوصاً تحریری مہینوں میں کی جانے والی گھبراہٹ کے کام کاغذ کے چھپے جھانڈورینا ڈسٹنگ کرنا اس سے دوری کے مسئلہ کو حرکت دینے کی جس سے حرکت پیدا ہوگی جو مسئلہ کو کم کرے گی۔

خوراک میں جب بہت ٹھیک، زیادہ venofer کے چھلکے لگائیں گے تو یہ بوجھ ہونے کی وجہ سے جسم کے مسئلہ کو انتہائی زیادہ سخت کرے گا کیونکہ یہ مسئلہ کی خوراک ہے جس سے رستہ کھلنے کے بجائے اور زیادہ تنگ ہوگا اس کی جگہ اگر کاٹے چھپے، مرہبہ ڈاڑھ، مرہبہ اند، مرہبہ بیک، سیب، پاپ ٹک، ساگ، ٹیٹی، دودھ، انڈا، شہد، مٹی، مٹی، آئرن، ٹونک، دارچین، ہارم، عطران کا استعمال کیا جائے تو اس سے جسم کو قدرتی ٹونک، ریڈ اور خون بھی داخل مقد میں ملے گا اور جسم کے مسکونہ نشور صحت ہوئے کے بجائے طاقتور اور نرم ہوں گے، خوبصورت چہرہ پیدا ہوں گے۔

دوسری طرف کیٹیشم کی گولیاں بڈیاں کو سخت کر دیتی ہیں، نوبہ ہے درخت کیٹیشم کی گولیاں کھانے سے ماں اور بچے دونوں کی ہڈیاں سخت ہوتی ہیں، آپ اندازہ کریں مسکونہ نشور بھی صحت، ہڈیاں بھی صحت، اسی سے بعض اوقات کہہ دیا جاتا ہے کہ بچے کا سر بڑھا ہوا ہے، ماں کی ہڈی بھی ہوتی ہے آپریشن ہی ہوگا، بھائی سواہ خدا دھند گولیاں کھانے کھل کر آپ سے نازل ڈیوری کا پانس چھوڑ دی کب ہے، کیونکہ اس سے کمائی زیادہ ہے آپریشن سے تو پیسے بنتے ہیں، نازل سے کیا ملتا ہے

اکثر روگ یہ ماں کرتے ہیں کہ آنکھ ڈیوری
نازل کیوں نہیں ہوتی ہیں حالانکہ آج کل جدید ترین ہسپتال طبی سہولت میسر ہیں، جب کسی عورت کو مید ہوتی ہے تو وہ فوراً سیدہ ڈکٹر کے پاس جاتی ہے، سواہ اس کی ریرنگرانی یا قاعدگی سے چپک اپ کرتی ہے، اس کی تجویز کردہ ادویات بھی کھاتی ہے، ان کی پہلی میس بھی کرتی ہے، مگر حسب ڈیوری کا وقت آتا ہے تو پھر کہیں نازل کیوں نہیں ہوتا، نوبہ مسلسل ٹونک، ایڈ ڈر کیٹیشم کی گولیاں کھانے اور venofer کی ڈریس لگوئے کے باوجود ڈیوری کے وقت خون کی کیڈا ہو جاتی ہے؟

میرے عزیز و اس ماں کا جواب کچھ اس طرح ہے کہ ڈیوری نازل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ مسکونہ نشور کا سخت ہونا ہے اور طبیعت صلیہ lymphatic liquids کا کم ہونا ہے یا درکھیں کہ عورت کے جسم میں صلیہ صلیہ اور Flexibility ہوگی، بچہ کے اتنے ہی پاس نازل کے ہوں گے اور جسے صحت ہوں گے اتنی ہی آپریشن کا امکان زیادہ ہوگا مسکونہ نشور و اس عورت کے جسم کے مسکونہ نشور کو سخت اور راستوں کو تنگ کر دیتے ہیں اور ان کے حارنی طبیعت صلیہ lymphatic liquids بھی کم ہو جاتی ہیں جو بیکر کیٹیشم کا کام کرتی ہیں، طبیعت اور بچہ کے خلاف جب ہم چلے گئے تو طبیعت ہمیں سزا ضرور دے گی، طبیعت سے روگردانی کی سزا کی وجہ سے ہمیں آپریشن سے گزرنا پڑتا ہے، قطع نظر اس کے کہ بہت بڑی برن جڈنگر ہیں، ہسپتال کے آلات ہیں، مہنگے ڈکٹر ہیں، مہنگی ادویات، درمہنگے ٹیکسٹر، تیر کڈیشڈ کرے۔

یا درکھیں یہ سب کچھ بھی طبیعت کا متاثر نہیں ہو سکتا پیسہ کا رائج اور اس سب سے دوری، مریض کی رندگی اور

گر قدرتی کیلشیم ۱۰۰۰ مگ، ڈی، ایف، اے، بھی گھٹایا جاتا تو بھی کیلشیم کی کمی نہ آتی اور ہڈیاں مضبوط تو ہوتیں، نہ ہاضمتیں، نہ ہمت نہ ہوتیں ہاں دکانوں میں کم ضرور ہو جاتی ہیں ضرور کم ہو جاتا، سنور کی سیس م ہو جاتی، آکسیس میں لڑتی پڑ جاتی، بینک پیسیس کم ہو جاتا۔

کیونکہ عملی طور پر ہمارے یقین اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حمایت پر موقوف ہے، تقریریں اور گفتگو میں 1000 فی صد ہے، لیڈوری نارمل نہ ہونے کی ایک ذی وجہ یہ کہ میں سے دیا، ہڈیوں کا سخت ہونا، مسطور طور کا سخت ہو کر ان میں لچک کا کم ہونا اور ان میں رطوبت صاف نہ کی کا ہونا ہے جو ہر پیشہ کا کام کرتی ہیں، سانسپ کے لیے تھری ماہ صدیوں سے ترمو و فارمور ہے جو ہماری مائیں مستحکم کرتی آ رہی ہیں، ایک توجہ سالی مشقت اور ورزش تھیں پاؤں کے بل، تو ہسری، ام چیز دیکھی مگی، رو، میں ڈال کر چھو، رول، رز عفران کا استعمال تھا جس میں لورا، کیلشیم، گندھک، یعنی حرارت و فرمقا، میں موجود ہوتی ہیں۔

اس کا چھوڑ دینا اور سارا دن غورتوں کا بستر پر بیٹے رہنا اور کیلشیم فولک ایسڈ کی گولیوں کھانا اور venifer کے تجلیش لگو نا ہے پھر ڈیوری کے دور دوروں لیڈوری جو عظم و ستم ہوتا ہے، لڈی پناؤ

ایک فوخرم وحیا کی دھجیاں اڑا دی جاتی ہیں، جسم دکھایا جاتا ہے، استعصر اللہ! پھر پیسے کے لالچ اور حرص میں ہم اس حد تک گر چکے ہیں کہ نارمل کیسز کو کٹ لگو کر جیوں پر و کہ ڈالا جاتا ہے، ایک و ظلم جس کی طرف بطور خاص توجہ دلائے جا رہا ہوں کہ بچہ جب مال کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کا درجہ حرارت ۳۰ سے ۳۵ ۹۰ رتک ہوتا ہے، میریروم میں، نیز اندیشہ ہونے کی وجہ سے ایک تو مائیں کے عضلات سردی سے سکڑتے ہیں، مپاسکس کا اصول ہے کہ سردی سے چیزیں سڑتی، اور حرارت سے پھینکتی ہیں۔

گھر سے ۱۶ اور درجہ کا فہر پھر ہونے سے دم سکڑنے لگا یا پھیپے کا ۹۰ فیضا سکڑے گا تو یہ چیز نارمل لیڈوری میں معادوں ہوگی یا رکاوٹ ۹۰ فیضی جواب ہے، رکاوٹ، اگر نارک مزاج ۱۶ کنہ صا حیاں

کو گرمی گئے گی، لہذا ہمیں چاہئے بھاریں یا موت سے مراد اس چناب کی طبع نارک یہ بر داشت نہیں کر سکتی، ڈاکٹر ہو اس کی تاک پر پسینہ آجائے، تنہا بڑا عظم ۹۰ حد تو یہ ہے، نہ کمر تو اکثر ہیں، لیبر روم کا صحنہ، لا علم، اس کا خراہ اور اس کا رعب، اللہ کی پناہ، وہ سماں پہ ہوتا ہے، مگر سلام ہے، انباری ال مادی، اور بیسوں کو جو میریروم میں ہٹکھینچا ہوا چلا کر پیسے سے شر ہو رہا رکھ میں ہی اس طریقہ عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچاتی تھیں۔

اس سلسلے میں ایک اور مسئلہ ہے، فاسس کھڑنا اور ncobater میں ڈالنا ہے، پیارے بھائی جب بچہ ایک دم تقریباً ۸۰-۹۰ کے ٹیچر سے ایک دم ۶۰ کے ٹیچر پھر آئے گا تو اس فاسس میں اٹھنے کا تو دور کا ہوگا؟ پھر درد کے انجکشن لگوانے کی سزا ہلکے پھیسوں واسے انجکشن پابندی کے باوجود لگانے جاتے ہیں جو عورت کو ساری زندگی کمر درد کی صورت بھگتنا پڑتی ہے، پھر ایک ایک دن کا گنا اور ایک دن بھی ۱۰ پر نہ جائے دنا کہ ایک کسی اور دکان کا راج نہ کر جائے عظم، ڈاکٹر کے پڑ کہ

اس سلسلے میں صرف تاعرض ہے کہ پھل جب پکتا ہے تو خواہ خود نیچے گرتا ہے، درمیں قدرتی و فطری ہوں چاہیے یا رکھیں فطرت مساوی دست ہے، شمس نہیں، مصوکی درمیں کہ گاہک دوسری دکان پر نہ چلا جائے کے خوف سے پھیپسوں سے ٹپکے لگا میں گئے تو فطرت کے ساتھ بھیا تک مندنی ہے، پھر نتائج تو بھگت پڑیں گے، سزا تو ضرور ملے گی، فطرت کسی کو معاف نہیں کرتی پھر یاد رکھیں کہ بچوں کے خدر جتنے کیسز خوش کی کی کے آ رہے ہیں، وہ سب کے سب مصوکی لو لک، ایسڈ اور مصوکی کیلشیم کی وجہ سے ہیں کیونکہ اس سے کئی spleen کا فعل متاثر ہوتا ہے جس سے وہ ایمیا کا شکار ہو جاتے ہیں، اختصر فطرت سے جتنا دور نہیں گئے اتنی ہمیں سر زیادہ ملے گی اس موضوع پر بہت کچھ ہے لکھے، مگر عمل کرے کے لئے یہی ہے۔

میرے پیارے بھائیو! ہماری مائیں بہنوں اور بیٹیوں کی رہدگیوں کا مسئلہ ہے، اس لئے سب کو یہ راجہ میں ۳۰ مہر پر

لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور ماؤں کی ذمہ داریاں

ماں کا مقام و منصب اپنے اندر عظمت و وقعت سے معمور ہے، اور اس کی تعلیم و تربیت کے لیے ماں کی گود کو اولین درس گاہ و حیات کا درجہ حاصل ہے، اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دے بیوں کے گریہ کی ایک سہمی ہوں، مجھے اوصاف و حال اور ملتقہ شعور ہوگی تو سب ماں کی ہی تفریب کریں گے، کیوں کہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ گریز لڑکی سے کوئی غلطی سررا ہو جاتی ہے تو سب نورانی کہتے ہیں کہ شہزادی ماں نے تمہیں بھی سکھایا ہے۔

لڑکی کو شروع سے ہی ساری پابندی کا درس دیا جائے کہ اگر بچہ جی سے ساری پابندی سکھائی جائے تو شاہ اللہ بڑی ہو رہی وہ تمام کی پابندی کیا کرے گی، جیسا کہ کوہدری غصے کی حالت کو نہیں اور امور خانہ داری سے متعلق چیزیں اس کو صبر و سخاوتیں، ماں کے اندر صبر و ضبط اور تحمل پیدا کیا جائے کہ گریہ کی زبان دور ہوگی تو وہ، گلے گھرا کر چہرے ہی تیز رہائی کا مظاہرہ کرے گی اور اس طرح ہمیشہ لڑکی، اور پریشان رہے گی۔

اسی طرح ماں بعض اوقات بیٹی کو سب بھی حربہ مادوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ اگر گھر میں بہو ہو تو بیٹی کو کام کرنے نہیں دیا جاتا اور پھر جب وہ اپنے سسرال جاتی ہے اور اسے اپنے نیک کام برتاؤ پڑتا ہے تو وہ پریشان ہوا نہتی ہے، پھر اس طرح ماں کا غلط رویہ اور بے جا لڑائیوں کے لیے وہاں ہار و روٹ لینا جاتا ہے کام میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے اسے بے حد پریشانی اٹھانا پڑتی ہے، لڑکی کے ندر دوسروں کی خدمت کرے کا جہد بہ جہد کیا جائے، لڑکی کو عشقیہ ناس و فاس سے لاش اور کہانیوں سے دور رکھا جائے کہ ایسا مطالعہ اس کی پاکت کا باعث بنتا ہے، اسی طرح بیٹی و سسرالوں سے بچتا تو بے حد ضروری ہے کیوں کہ ان

اسلام یک عمل میں ہے، اس لیے لڑکی کے یک ایک گوشے کے بارے میں ہماری رہنمائی کی ہے، اگر اسلام ہمیں عبادت و ریاضات کے طریقے سکھاتا ہے تو ہمارے معاملات اور معاملات پر بھی پورے روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام کے سامنے اسے کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہ رہیں، فرس و حدیث اور سرور کائنات پر شیخی کی مقدس سیرت سے ہم، اگر صحیح طور پر درس لیں تو ہماری زندگی گھری اور گھری ہوں بسر ہوگی، اسلام سے جہاں مردوں کے حقوق مقرر ہے بیٹی و بیٹی عورتوں کے حقوق کی بھی تاکید کی ہے، گریہوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے تو عریضوں کی ہمدردی کا بھی سبق دیا ہے، مگر بڑوں کے ادب و احترام کا سلیقہ بتایا ہے تو بچوں پر شفقت و محبت کی تلقین بھی کی ہے، عرض یہ کہ اسلام بے ہر فرد بشر کے حقوق کی سنی حفاظت کی ہے کہ کسی کو بھی اپنی حق تلفی کا احساس نہیں ہوتا۔

مقام سے پہلے جہاں اور لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے، وہیں عورتوں کی حق تلفی سب سے بڑھ ہوئی تھی عورت معاشرے میں سب سے مہتر تصور کی جاتی تھی، ماں کے روپ میں بھی عورت کی کوئی عزت و وقعت نہ تھی، بیٹی کے روپ میں تو لامان و عیظ اسے زندہ دگر کر دیا جاتا تھا، یہ حصال ہے، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ سے عورت کی عزت و حرمت کی حفاظت کی اور اس کو امت و امت کی تاریکیوں سے نکال کر عظمت و وقعت کے منصب پر اٹھایا گیا۔

کس نے دسپ کو سید بست یا ہے
ماں کے قدموں کے پیچے جنت ہے
جنت حواء کو کس نے دی عزت
یہ سرے مصطفیٰ کی برکت ہے

دور سے برن عاتق بہت جلد پروان چڑھتی ہیں

لا کی جب باہج ہو جائے تو اس کو پردے کی تفتیش کی جائے تاکہ جھانک سے بچایا جائے، عینک اپ وغیرہ سے روکا جائے، اس کے اندر شرم و حیا کا مادہ پیدا کیا جائے، چھوٹے بہن بھائیوں سے حسن سلوک کی ترقیب دی جائے اور بڑوں کا ادب سکھایا جائے، بھابھی اور دیگر رشتے داروں سے حسن سلوک سکھایا جائے، بہت سی مائیں پی بیٹوں کے ساتھ سندوں اور دیر یوں وغیرہ کی رہی کرتی رہتی ہیں جس سے ان کے نازک ذہن میں ان رشتوں کے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ یہی حال ہی سندوں و ردیاری وغیرہ کو غلام تصور کرتی ہیں اور جب وہ شادی ہو کر اپنے گھر جاتی ہے تو غیر محسوس طور پر اپنے ان رشتوں سے سوا اس کی مشکل ہو جاتی ہے اور وہ اپنی دیورانی، جھٹانی اور سندوں وغیرہ سے ترش کلامی سے ہی پیش آتی ہے۔

بہن کو گھر صاف ستھر رکھنے کا سلیقہ بھی سکھانا ضروری ہے کہ اگر اس کو یہ کام نہ سکھایا گیا تو بعد میں اس کے لیے مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں شادی کے بعد اس کو صفائی ستھرائی اور کدنگی و محنت کا احساس بھی نہیں ہوگا اور لوگ اس کی یہ سہولتگی کو بھی ماں کی غلط تربیت سے ہی تعبیر کریں گے۔

جب لڑکی شادی کی عمر پہنچ جائے تو اس کے لیے دین و دنیا کا توازن کیا جائے کہ حسن و دوست اور حسب و نسب سے بہتر دین کی ہے اور حسب و نسب کی شادی ہو جائے تو اس کو تفتیش کریں کہ وہ سسرال والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، سسرال سسر، سندوں دیورانی، جھٹانی وغیرہ کے ساتھ ادب و محبت اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرے گی تو ہرے میں اس کو بھی پیارے لگے گا کیوں کہ محبت کے بدلے محبت ملتی ہے اور نفرت کے بدلے نفرت، ہر طرف ہر طرف سے محبت ملے گی کہ کوئی غلط بات ہو بھی جائے تو شوہر سے اس کی شکایت نہ کی جائے کیوں کہ چٹنی لگانا ایک بری عادت ہے اور اس سے ایک بیٹے یا بھائی کے دل میں نفرت پیدا ہونے کا غالب اندیشہ ہے، جس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بیوی کی طرف ورنہ کرنا یہ بھائی کرے لیکن اس سے ساندان میں نفرتیں پیدا

ہوتی ہیں اور بسا اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شوہر اتنا بھڑکے جیسے اور اسی کے خلاف ہو جائے

خصوصاً پی سسرال میں جو بھی معاملات ہوں مات چیت ہو، تلخ کلامی ہو یا کسی بھی قسم کی کوئی بھی تکلیف ہو اس کو چپے ماں باپ اور گھر والوں کو ہرگز نہ بتانا کہ اس طرح سے "اولاد کی محبت جوڑ" مارے لگتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر بگڑنے لگتا ہے جیسا کہ نفوس خاندان کا امن و سکون عادت ہو جاتا ہے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

یعنی کے حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

(۱) اس کے پیدا ہونے پر پانچویں نہ کرے بلکہ نعمت الہیہ

جائے

(۲) اسے سینا پر دنا، کاشا کھانا پکانا سکھائے

(۳) بیٹوں سے ریا، دوس جوئی و خاطر دیکر رکھے کہ بن کا دوس

بہت چھوڑ دیتا ہے۔

(۴) دینے میں انھیں اور بیٹوں کو کاشے کی توب کے برابر

رکھے

(۵) جو چیز دے پہلے انھیں دے کہ بیٹوں کو دے۔

(۶) بوس کی عمر سے نہ چپے پاس سدا دے نہ بھائی وغیرہ کے

ماٹھ سولے دے اس عمر سے خاص تلبہ شت شروع کرے۔

(۷) شادی برات میں بہاں گانا ناچ ہو، ہرگز نہ جائے دے

مگر چہ خاص چپے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا ساحت سنگینا ہا دے

اور ان نا ک شیشوں کو چھوڑی انھیں بہت ہے بل کہ ہنگاموں

میں جائے کی مطلق بدش کرے گھر کو ان پر تالیاں کر دے،

بالا حالوں پر نہ ہے دے، گھر میں لباس و ریو سے آراستہ کرے

کہ پیام و محبت سے سادھا آئیں۔

(۸) جب کھوئے لکاح میں دیر نہ کرے

(۹) خیر و خیر را کسی فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح

میں نہ دے۔

اسی طرح ما میں پکی پکی سے ندر خوف کا حد یہ پید

کریم کہ ان شاء اللہ آئے والی سب سے بہترین بقیہ میں ۲۷ مہر

اکتوبر ۲۰۲۲ء

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات و فرمودات کو ”ملفوظات“ کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں اس مکتبہ اور اولیائے کاملین کے ارشادات و فرمودات قلم بند کرنے یا انہیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے رشددہدایت کی روشنی حاصل کر سکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات و فرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

”کلمۃ او کلمۃ اللہ یومد فی قلبہ کما یرید“ (مگر چنانچہ ازل میں عہد اللہ یومد) حضور تاج الشریعہ کے سوال و جواب کا یہ سلسلہ جنوری ۱۹۵۰ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۱ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۶۱ سالوں تک یہ تقریب مسلسل جاری و ساری رہا، اس دور ان آپ کے کم و بیش ۷۰۰۰ روزوار سوالوں کے جوابات ارشاد فرماتے جو بیجا بھاری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ”ملفوظات تاج الشریعہ“ صرف مئی ۲۰۱۱ء سے اکتوبر ۲۰۱۱ء تک کے سوالات و جوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترہانہ سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جوابات پر اسے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمن وہ بھی کئی بے صورت میں کارکن کرام کے مطالعہ کی بین پر محفل کے ہر اہم و اہم و اہم ارباب علم و دانش سے تقاسم کرتا ہے کہ ”ملفوظات تاج الشریعہ“ میں اگر کوئی شرعی غلطی یا غلط فہمی نظر آئے تو اسے باطل و مرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جائے، راقم اس کی تیسویں قسط کارکن سنی و شیعہ کی نظر رکھ رہا ہے۔

احقر محمد عابد الرحمن شتر قادری

بھرا لکھ لکھ پیو اللہ

عرصہ ۳۵۰۰ جو شخص سجدہ مسنون طریقے پر نہ کر سکتا ہو اس

پر قیام فرض ہے یا نہیں؟

ارشاد ۱۰۰۰ قیام اس پر فرض ہے، فرضیت قیام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

عرصہ ۳۶۰۰ جو شخص زمین پر بیٹھنے کے بعد پا آسانی کھڑ نہیں ہو سکتا کیا وہ نماز میں کرسی کا استعمال کر سکتا ہے؟

ارشاد کرسی کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اور اس کا جو بہت پہلے بھی میں اسے چکا ہوں اور یہ سخت محل نظر ہے اور کثر حالات میں اگر یہ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نماز باطل ہوگی! نہیں ہوگی اور مسجد میں کرسیوں کا انجانہ عت کی جگہ لگھیرنا ہے

عرصہ ۳۳۰۰ ایک مسئلہ کسی سے بیان کیا کہ خرتین وضو کے بعد نیل پاش لگا سکتی ہیں لیکن اگر وضو سے پہلے نیل پاش لگائی ہوگی تو اسے صاف کرنا ہوگا جب کہ نیل پاش میں الگوش ملا ہوتا ہے؟

ارشاد اگر یہ ثابت ہے تو نیل پاش کا لگانا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ وضو کے بعد وضو سے پہلے

عرصہ ۳۴۰۰ کیا خون ٹیسٹ ضروری ہو تو درد سے کی حالت میں خون ٹیسٹنگ کے لئے 4ml-2 خون دیا جاسکتا ہے؟

ارشاد اگر اس سے احتیاط کی صورت نہیں تو رے ورنہ اس سے بچے

اور اس سے پہلے صاف بھی لازم آتا ہے یہ جائز نہیں ہے

عرض ۴۷ کیا فرض کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے؟

رہنما قیام تو فرض ہے اور اس مسئلے میں تفصیل مجھے اس وقت مستحضر نہیں ہے۔

عرض ۴۸ میں جب بھی کسی کو حد (حائضہ) میں دیکھتا ہوں تو مجھے بہت اذیت لگتا ہے۔ بے کرم کوئی وظیفہ یا عمل عنایت فرما میں جس سے ڈر ختم ہو؟

رہنما حسب اللہ ونعمہ نو کیوں اور بیت نہ کر سکی پڑھیں۔

۲۹ اگست ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ۱۰۰: کیا عورت بغیر حرم کے عمرہ ادا کر سکتی ہے یعنی تنہا جب اس کا حادہ حرم شریف میں چنے دو سالہ بچے کو لئے بیٹھا ہو؟ (انگریزی ۱۲)

رہنما اس صورت میں اگر وہ تنہا عمرہ اورتی ہے تو وہ کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ عمرہ کی اور نیکی کے دوران حرم کا ساتھ ہو جو اس کی عمرے میں مدد کرے اور اگر حرم دستیاب نہیں ہے تو وہ دوسری عورتوں سے عمرہ ادا کرنے میں مدد لے اور اپنے آپ کو عورتوں کے درمیان رکھے۔

عرض ۲۰۰ میرے تین مکان ہیں ایک مکان میں رہتا ہوں جب کہ دو مکان میں نے پنے بچوں کے مستقبل کے لئے سے رکھے ہیں اور ان کو بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں تو کیا مجھے ان دو مکانوں پر زکوٰۃ دینا ہوگی یا نہیں؟ (انگریزی سوال ۱)

رہنما اس صورت میں آپ کو زکوٰۃ نہیں دینا ہوگی۔

عرض ۳۰۰ کیا عورت جب اپنے گھر میں اعتکاف میں بیٹھتی ہے تو کیا اس کے گھر کے حرم افراد اس گھرے میں اس کے ساتھ نظر کر سکتے ہیں؟

رہنما کر سکتے ہیں۔

عرض ۴۰۰ کیا عورت اعتکاف میں دن کے ایک مخصوص وقت میں اسی گھرے میں بیٹھا رہے جیسے اس کی کتاب سے تعلیم وغیرہ)

دے سکتی ہے؟

رہنما ۱۔ عورتوں کو بیٹا، سچے کا حکم نہیں ہے البتہ جو مسئلہ اس کو چھی طرح سے یاد ہو فقہ و حکام کی معتد و مستند کتابوں سے مثلاً یہاں شریعت، احکام شریعت، عرفان شریعت، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ الاریفہ اس سے خوب پہلے مسئلے کو سمجھ کر اور ہو یا اس کو بیٹا رے عورتوں میں تو اس میں حرج نہیں ہے

عرض ۵۰ میرے پاس ایک کار ہے کیا مجھے اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ (انگریزی سوال ۱)

رہنما جو کار آپ کے استعمال میں ہے آپ پر اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

عرض ۶۰۰ کیا کسی کو قرآن پڑھ کر یہ کہنے کی اجازت ہو سکتی ہے کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا اس کو کوشش میں کہ سچے گناہ چھپا ہے کیوں نہ گناہوں کا چھپنا ناواقف ہے۔ (انگریزی سوال ۱) رہنما جب گناہ کا اظہار نہیں کیا تو وہ پوشیدہ ہے۔ اسے حکم دیا گیا ہے کہ گناہ چھپا ہے تو اس کی سرورس نہیں کہ گناہ کو چھپانے کے لئے قرآن پڑھنے اور حلف سے یہ کہتے ہوئے کہ اس نے کبھی گناہ نہیں کیا اس کی اجازت نہیں ہے۔ یہ بیعت سمجھا جائے گا۔

عرض ۷۰۰ اسلام ڈیوڈ کرکس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو نہ بھی دیکھئے۔

رہنما ڈیوڈ کرکس یہ ایک اصطلاح ہے پہلے اس اصطلاح کی تشریح کی جائے پھر اس کے بعد اس کا حکم پوچھا جائے

عرض ۸۰۰ ریڈ سوسائٹی کی وجہ سے اپنے آپ کو حالت احتلام میں آیا تو کیا اس کا رد و راقی رہا؟

رہنما ۱۔ سو سے کی وجہ سے سوال کچھ مجھ میں نہیں آیا، احتلام کی صورت میں رد و راقی واجب (قاسد) نہیں ہوتا اور یوپی و فکر کی وجہ سے مادہ حرج کو جانے اس صورت میں بھی رد و راقی جاتا اور دوسری صورتیں مادہ موسیٰ کے اخراج کی وہ مسدود رہیں۔

عرض ۹۰۰ جو اسلام موبائل یا این میل کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کو ہم بھیجتے ہیں کیا اس کا جواب دینا واجب ہے؟

رہنما اگر جواب دینا واجب ہے؟

ارشاد...: حلالے یہ لکھا ہے کہ خط اور نامے اور کتاب میں جو سلام لکھا جائے وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ زبان سے کوئی سلام کرے اور قلم کے بارے میں یہ ہے کہ:

”الْقَلَمُ أَحَدُ الدَّسَانِينَ۔“ (درجہ فضل فی الحج، ۶/۱۰۱)

اومی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو زبانیں دی ہیں، ایک اس کے منہ میں ہے اور ایک زبان اس کے ہاتھ میں ہے جو قلم ہے تو دو زبانوں میں سے ایک زبان قلم بھی ہے اور قرآن کریم کا حکم مطلق ہے:

”وَإِذَا خَظِيْتُمْ بِخِطَابِكُمْ خَيْرًا مِّنْ جِلْدِكُمْ أَوْ زُكَاةً“

(سورۃ النساء، جز آیت ۸۶) اگر تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا تجزیہ اور اس سے اچھا سلام جواب میں کہو یا اسی کو بھیج دو۔“

تو سلام کا جواب دینا فرض ہے قرآن نے اس کو مطلق رکھا زبان سے ہو یا قلم کے ذریعے ہو السلام طہیم اس طور سے کہا گیا اور ادا کیا گیا جس کو پھنپا اور جس نے سنا اس پر اس کا جواب دینا فرض ہے۔

عرض...: ۱۰۰: کسی مفتی صاحب نے بتایا کہ جسم میں نئے خون کی جگہ بنانے کے لئے پرانا خون نکھوٹا چاہئے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تھوڑے عرصے بعد اپنا خون نکھوٹا کرتے تھے کیا یہ ٹھیک ہے؟ اگر ہاں تو اس خون مبارک کا کیا استعمال ہوتا تھا؟

ارشاد...: بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کا خون اقدس بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے نوش کر لیا اور پی لیا حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی تو ان کی بیماری اور شہامت بہت زیادہ بڑھ گئی اور کوئی ان کے مقابلے میں ان کے سامنے ٹک نہیں پاتا تھا، سر و دست مجھے غالباً یہ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ روایت یاد ہے جو شفا وغیرہ میں ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کے فضائل طہیبہ کی خصوصیت ہے کہ ان کے جسم سے جو

فضل جدا ہو وہ بھی طہیب و طاہر ہے اور اس کا تبادلہ جائز ہے اس حدیث سے یہ پتہ لگتا ہے۔

عرض...: ۱۱: پاکستان میں سیلاب کی آفت آئی، اگر کوئی آرگنائزیشن (عنی یا غیر عتی) ان کی مدد کے لئے پیسے جمع کر رہی ہو اور کہے کہ پیسے ان کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ نہیں کئے جائیں گے اور ہم اس میں پیسے دیں تو کیا اس سے زکاۃ ادا ہو جائے گی؟ ارشاد...: زکاۃ ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مرکزی جو زکاۃ ادا کر رہا ہے وہ خود ملک کی شیت سے فقیر مسلم کو دے یا جس کو وہ دے رہا ہے اس کو وکیل بنا دے اور وہ اس کی اجازت سے اس کی نیابت میں فقیر مسلم کو وہ رقم دے دے اب صورت مسئلہ میں غیر عتی حضرات کو وکیل بنانا درست نہیں اور اس صورت میں بینڈ کا ٹیک معمولی معاملہ نہیں ہے بلکہ حیادت، مالیہ ہے، عتی نے اگر مثال کے لئے دہائی، دیوبندی یا رافضی یا قادیانی کو اپنی زکاۃ دینے کا وکیل بنایا کہ یہ رقم زکاۃ کی ہے میری طرف سے میں تم کو وکیل بناتا ہوں قلنا توگوں کو یہ زکاۃ دے دو اس صورت میں اس کی حلیک درست نہیں ہوگی اور اس صورت میں زکاۃ ادا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ مرتد، بد مذہب اہل عبادت نہیں ہیں اور یہ عبادت مالیہ ہے اس میں اس کی طرف سے اس کو نائب بنانا اور اس کا نائب ہونا صحیح نہیں لہذا لوگ اس بات زکاۃ کے دینے میں یہ احتیاط کریں کہ زکاۃ خود دے دیں یا کسی عتی صحیح العقیہ ادارے کو یا شخص کو وکیل بنادیں کہ وہ ان کی طرف سے زکاۃ ادا کر دیں تاکہ ان کی زکاۃ صحیح طور پر ادا ہو جائے۔

عرض...: ۱۲: میری بیوی کو ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا ان کے پیر پڑھیک نہیں ہوتے اب اس مہینے کیا وہ بیمار کے حکم میں ہے یا پیر پڑ کے حکم میں؟ اور ان کے لئے دُعا فرمادیں کہ ان کی یہ بیماری ختم ہو جائے۔

ارشاد...: اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی ہر بیماری کو ختم کر دے اور ان کو شفا کا ملکہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آپ کی اہلیہ کی عادت کیا ہے؟ اس عادت کے اعتبار سے حکم دیا جائے گا مثلاً ان کی عادت چھ دن یا سات دن کی ہے یا زیادہ سے زیادہ دس یا بیس یا ۳۸ رپے

لو پناہ اس کی راحت رساں ہے نماز

لڑنے مولانا سید اولاد رسول قدسی، شیہ یارک امریکہ

حقوق حقائق وہ ہیں جس سے نماز
سرور دین کی تسکین حیاں ہے نماز

کرنا ہر حال میں اس کی پابندیاں
دین کا امتیازی نشان ہے نماز
اس میں پنہاں ہے رب عسلی کی رضا
مومنوں کی سپہ رواج رواں ہے نماز

ہے حدیث نبی دین کا بنیاد ہے
اور ایمان کی عمود و شاہ ہے نماز
دیکھو کر کے ادا اس کو احتیاط سے
کس قدر روز و شب مہرباں ہے نماز

اس میں شامل اگر ہو خشوع و خضوع
پھر تو قرب خدا کا سماں ہے نماز
اس میں ہے درود و عزم کا مداوا نہماں
داغی و جب اکن و اماں ہے نماز

تنگ گز گردش دہر کرنے لگے
لو پناہ اس کی راحت رساں ہے نماز
تنگ دہی پہ طاری ہے خوف و ہراس
باعث برکت قلب و جاں ہے نماز

حشر میں اس سپہ ہوتا ہے پیہلا سوال
یوں فراموش ہیں بین نشان ہے نماز
روکتی ہے بُرائی سے ہندول کو سپہ
راہِ روزِ ہمنامے لگساں ہے نماز

چہ شفاعت کرے گی قیامت کے دن
کیسے کہتے ہو پھر بے زباں ہے نماز
ہے قیام اس کا دین میں کا قیام
کلمہ طیبہ کی ازاں ہے نماز

کرتی ہے پاک آکاشوں سے عجب
یوں شواہوں کا بحسب رواں ہے نماز
ہے یہ دعویٰ ہمارا کہ ہم حق سپہ ہیں
اس کی بین شہادت ہیں میرے رضا

ہے یہ دعویٰ ہمارا کہ ہم حق سپہ ہیں
اس کی بین شہادت ہیں میرے رضا

بقیہ ص ۳۸ پر

مستمر ص ۳۳ پر

دین حق کی امانت ہیں میرے رضا

لڑنے مولانا سید اولاد رسول قدسی، شیہ یارک امریکہ

رب عالم کی نعمت ہیں میرے رضا
سرور دین کی رحمت ہیں میرے رضا

باکمال ایسے قرباں ہے ان پر کمال
نازش متدرو قیمت ہیں میرے رضا
عرض رب سے کریں گے یوں آل رسول
زندگی بھر کی دولت ہیں میرے رضا

ان سے قائم ہے بزم فقاہت کا نور
شرع کی ترب و تربت ہیں میرے رضا
ان کے مسلک کی کرتے رہو پیہروی
دین حق کی امانت ہیں میرے رضا

ان سے لوعشق شاہِ زمین کا سقیق
قرب رب کی ہفانت ہیں میرے رضا
خود کو مستوجب رکھو برہیل سے تم
چرخِ رشد و ہدایت ہیں میرے رضا

سامنے ان کے حشم اہل عسلم و ہسمر
صاحب فضل و عظمت ہیں میرے رضا
قسمت مشکروفن میں چمک آگہی
جان اشعار مدحت ہیں میرے رضا

قول سرکار الحبث فی اللہ کی
جلوہ گاہ صراحت ہیں میرے رضا
غیر ممکن ہے ان کو بھلا دے کوئی
ایسی روشن حقیقت ہیں میرے رضا

علی پروانہ پر ان کی حیراں ہے عسلی
آسان و غانت ہیں میرے رضا
ذخوٹہ تے رہے دنیا میں ان کی مشال
رب اکرم کی آیت ہیں میرے رضا

ہے یہ دعویٰ ہمارا کہ ہم حق سپہ ہیں
اس کی بین شہادت ہیں میرے رضا

ہے یہ دعویٰ ہمارا کہ ہم حق سپہ ہیں
اس کی بین شہادت ہیں میرے رضا

اکتوبر ۲۰۲۲ء

کارواں حق کا یونگی رہے گا رواں

قائدین و ملت ہیں میرے رضا

زیست کا لمحہ لمحہ رہا شور بار

روح اقدار سنت ہیں میرے رضا

ان کے دامن سے لپٹے رہتا حیات

دین و ایمان کی ثروت ہیں میرے رضا

یونگی ان سے حقانیت سسر بلند

قانع شرک و بدعت ہیں میرے رضا

سرور دو جہاں کے ہیں وہ منتخبہ

اور سراپا کرامت ہیں میرے رضا

ناز کرتا رہا ان سہم زہ و درغ

حامل حسن میرے ہیں میرے رضا

عشق سسر کار گر ہے مجھ تو پھسر

وہ حسین ذات و صورت ہیں میرے رضا

ان کی یادوں سے لپٹی ہے تسکین قلب

درد میں وجر راحت ہیں میرے رضا

ان کی ہر سوئی تھی وقف دیں کے لیے

بارغ عقی کی تکھت ہیں میرے رضا

ان کے گردیدہ ہیں اہل ایمان سب

مركز خلق و القوت ہیں میرے رضا

آؤ بھرتا رہے گا عسکہ کا مشن

قدسی غیبی حمایت ہیں میرے رضا

اہل سنت کی فتح مسین، ندوی مولوی کی شکست فاش

سنیت کی نسخہ کاروشن انقلاب ہو گیا

بول بالا اہل باطل پر ہزارا ہو گیا

مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۱ ستمبر ۲۰۲۰ء

جمعہ مبارکہ کو موضع سدھوتا روڈی شریف کی مسجد میں اذان ثانی کو

لے کر کچھ دیوبندی مولوی اور علمائے اہل سنت اکٹھا ہوئے،

دیوبندیوں کی قیادت مولوی بشیر ندوی کر رہے تھے جب کہ علمائے

اہل سنت کی قیادت تاج الشعراء حضرت علامہ مولانا سلمان رضا

فریدی صاحب خطیب و امام نوری مسجد مسقط عمان فرما رہے تھے

جب کہ ساتھ میں حضرت مولانا مفتی احتشام الحق رضوی مصباحی،

حضرت مولانا ارشد رضا مصباحی، مولانا محمد احمد صاحب برکاتی، مولانا

محمد ہشام الدین حلیفی قادری، حافظ غلام حسین اور دیگر دارالعلوم

محمد میہ روڈی شریف کے علاوہ حفاظ کرام شریک سعادت رہے

اور کھلمنٹوں سے مولانا محمد ذاکر صاحب، مولانا شمیم صاحب، مولانا اویس

مرکزی اور مولانا پرویز عالم وغیرہم نے شرکت کی۔

ندوی مولوی بشیر نے بڑے خوش و خروش میں "تین بدی"

کا قلعہ پیش کر کے یہ بیان کرنے کی کوشش کی کہ جمعہ کی اذان

ثانی امام کے سامنے مسجد کے اندر ہونی چاہیے جس کے جواب

میں حضرت مولانا سلمان فریدی صاحب نے ابو داؤد شریف کی

مرویہ روایت "علی باب المسجد" کو پیش کیا اور مسجد کے باہر اذان

ہونے پر مزید حوالے جات پیش کیے جسے سننے کے بعد ندوی مولوی

نے غلط تشریح و تاویل پیش کرنے کی اور ترجمہ میں بھی ڈنڈی

مارنے کی کوشش کی اس کے جواب میں مولانا سلمان فریدی

صاحب نے پوچھا کہ کس مدرسہ کے فارغ التحصیل ہو یوں کہ میں

ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ ہوں مولانا سلمان فریدی صاحب نے

کہا کہ میں نے سنا تھا کہ وہاں بڑی اچھی عربی سکھائی اور پڑھائی

جاتی ہے لیکن تمہیں ابھی "علی باب المسجد" کا ترجمہ ہی نہیں معلوم

ہے بالآخر وہ مہوت ہوا بد مذہب کی شکست فاش ہوئی اہل حق کا

بول بالا ہوا صحیح فرما گیا "الحق یعلیٰ ولا یعلیٰ" مسجد کے مصلیان

نے مسجد کے امام حافظ وقاری مقصود احمد سے کہا کہ آج ہم لوگوں

کے اوپر حق واضح ہو گیا ہے، اب ان شاء اللہ ہمیشہ خارج مسجد

اذان ہوتی رہے گی واضح رہے کہ مناظر اسلام، حضرت علامہ

عبدالمصطفیٰ صدیقی رضوی حشمی مدظلہ العالی (روڈی شریف)

نے اپنی حالات کی وجہ سے قیادت کا یہ ذمہ فریدی مصباحی کو سونپا

تھا، حضرت کی دعائیں لے کر یہ قافلہ روانہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے

بزرگوں کے صدقہ کامیابی عطا فرمائی۔

دیوٹ: محمد حاسم قادری موضع کوپے پورہ اتر پردیش

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan. Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003. Editor Asjad Raza Khan

The poster is a colorful collage promoting a collection of Islamic scholarly works. At the top center, it reads "امام احمد رضا خان کا مجموعہ" (Collection of Imam Ahmad Raza Khan). Below this, the title "احمد رضاوی" (Ahmad Razaوی) is prominently displayed in large, stylized Urdu calligraphy. To the right, a date stamp indicates "TUESDAY 02 OCTOBER 2021" and "WEDNESDAY 03 THURSDAY 04". The bottom section features a banner for "مفتی محمد عجم رضا قادری" (Mufti Muhammad Aqim Raza Qadri) and lists several books available in the collection, such as "Fatawa-e-Ahmadiyya" and "Risala-e-Tauhid". The background is decorated with intricate Islamic geometric patterns and illustrations of mosque domes and minarets.

F <https://facebook.com/MuftiAsadRazaKhanQadiri/>

<https://www.instagram.com/muftasjadraza>

<https://twitter.com/MultiAsiadRaza>

<https://www.youtube.com/muftiasjadraza>

آن لائن گزٹ






<https://www.miala.com/jamaliuerga>